منشی شیوبرت لال جی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۷۷

سالانہ چندہ ۳ روپے (جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ) نمونہ کی قیمت ۸

گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۲ ۔ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء ۔ نمبر ۱

وید کا انت گیان کا جو انت ہو ویدانت ہے ۔ جو پڑھیگا اسکو چیت دیکر وہ من کا شانت ہے
بدھی نرمل ہو گی انبھو ہوگا ۔ ہوگا گیان گم ۔ جس میں یہ اکشن ہو بس سندیہ وہ بھکترات ہے

ایڈیٹر: پشوبرت لال
سابق ایڈیٹر سادھو ۔ سنت اردو ۔ سنت سندیش ۔ دگیانی
سرسوتی بھنڈار ۔ لکشمی بھنڈار وغیرہ وغیرہ

پبلشر نند کشور مالک و منیجر ویدانت میگزین ۔ چینگڑ محلہ ۔ انارکلی ۔ لاہور

نوٹ:۔ ویدانت میگزین کے پڑھنے والے مجاز رکھتے ہیں کہ اپنے اپنے شکوک کو ایڈیٹر سے رفع کرتے رہیں ۔ تاکہ اُن کے اطمینان قلب کی صورت پیدا ہو ۔ جواب میگزین کے کالم میں ملے گا

نند کشور پبلشر و پرنٹر نے مرکنٹائیل پریس لاہور میں چھپوا کر چینگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

دستور العمل

۱۔ ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو گی ہمیشہ تین تاریخ کو نکلیگا۔ جن صاحبان کے پاس نہ پہنچے وہ اپنے چِٹ نمبر کا حوالہ دیکر اطلاع دیں۔ دوسرا پرچہ بھیجا جائیگا۔ مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ٭

۲۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین داخل نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ٭

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ٭

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپے معہ محصولڈاک ممالک غیر سے للعہ تازہ نمونہ کی قیمت صرف ۸ر بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲ر ہو گی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں ٭

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق خط و کتابت بنام پبلشر و مینیجر ہونی چاہیئے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ارکا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اس کے بغیر نام کا پتہ نہیں لگتا ٭

۶ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل صاف پتہ تحریر فرمائیں ٭

۷۔ رعایت کے وقت اپنے چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ٭

مینیجر ویدانت میگزین۔ حسن گڑھ محلہ انارکلی لاہور

پُرانے خریدار

صاحب من!

ویدانت میگزین کو جاری کئے ہوئے آج پانچ مہینہ ہے رسالہ جس قسم کا ہے آپ خود جانتے ہیں۔ انگریزی زبان تک کے کسی یورپ اور امریکہ تک کے رسالوں سے مقابلہ کر کے دیکھئے خواہ کوئی کتاب پڑھئے۔ اس پایہ کی چیز آپ کو نہ ملیگی۔ مہرشی ایڈیٹر جی مہاراج کا دعوےٰ ہے کہ جو لوگ اس میگزین کو پڑھیں گے۔ ممکن نہیں کہ سال کے اندر اندر اُن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آجائے۔ یہ علمی شغل ہی نہیں ہے بلکہ عملی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا یقینی ذریعہ ثابت ہوگا۔

سوا اُس کے خریداروں کے ذریعہ کے ہم کو اوروں کے پاس پہنچنے اور اس کی خریداری کے شوق دلانے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ ہم آپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ اگر ہماری خدمت کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔ تو اتنا تو کیجئے کہ ہر خریدار صاحب کم از کم چار نئے خریدار تو ضرور ہی بنا دیں۔ رسالہ سستا ہر لعزیز اور مقبول عام ہو۔ آپ کے لئے ہماری ہمدردی کرنا آسان ہے۔

اُمید ہے۔ آپ مایوس نہ فرمائیں گے۔

خادم
نند کشور
مینجر ویدانت میگزین۔ لاہور

تیر بہدف ادویات

رجسٹرڈ

رشو وٹی } تمام بلغمی بادی امراض مثلاً دمہ۔ کھانسی۔ تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ درد چشم۔ ناخونہ وغیرہ امراض چشم کے لئے از حد مفید۔ بخار ہر قسم۔ بادی سنپات ہر قسم کی بیماریوں۔ قبض شکم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم شکم۔ تنگی بول۔ بدہضمی۔ کمزوری معدہ۔ سنگرہنی۔ سوزاک۔ گنٹھیا۔ آتشک۔ پرمیہ۔ ذیابیطس۔ پدلو دہن۔ درد سر۔ جادو ہر۔ ضعف باہ۔ مرگی۔ ناسور۔ گنج۔ شکوری۔ زہریلے جانور سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام۔ درد ناف۔ تنگی نفس۔ سنگ مثانہ۔ ڈبہ اطفال اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد اچھی دوائی ہے۔

قیمت ۶۴ گولی دو روپے ۳۲ گولی عمہ

استری سمپورن وٹی } یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں (یعنی ماسک رجودرشن) حیض کا کم آنا۔ حیض کا نہ آنا۔ یا درد سے آنا۔ یا بے سمے آنا اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک ہفتہ تا سب پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سمپورن بادی کے روگ۔ کوڑھ۔ بواسیر۔ سنگرہنی۔ پرمیہ۔ وات رکت (خون کے بگاڑ) باجی شول (پیٹ درد) بھگندر۔ دکھے روگ۔ تپ دق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی۔ ہسٹیریا یعنی اختناق الرحم۔ مندا اگنی۔ کھانسی۔ سواس اور اروچی (بدہضمی) وغیرہ وغیرہ سب روگوں کو دور کر کے طاقت در بناتی ہے۔ یہ دوائی پرشوں کے دھاتو وکار کو دور کر کے نئے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے ارتھات ۴۸ قسم کے سب دھات روگوں کو دور کرتی ہے ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں قیمت ۶۰ خوراک عا ۳۰ خوراک عہ

منیجر راج سوامی اوشدھالیہ جسنگڑھ محلہ انارکلی لاہور

ویدانت کے انمول رتن

ویدانت کی پہلی کتاب

جس کا مدتوں سے انتظار تھا چھپ کر تیار ہے

کتاب کیا ہے - دلچسپ ناول - موثر مکالمہ حیرت انگیز ناٹک کا سین تعجب خیز تصویروں کا البم اور چلتے پھرتے ہوئے تھیٹر کی صورت ہے - پڑھ کر حیرت میں نہ آجائیے تو ہمارا ذمہ قیمت واپس اور پڑھنے والوں کو بدنام کرنے کا حق حاصل لکھنے والا بابو شیو برت لال جی کا زوردار اور جادو نگار قلم!

اثر تیجانیکا پیارے تیرے بیان میں ہے — کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

یہ سلسلہ کئی کتابوں میں شامل ہے - پہلے اسے پڑھ لیجئے - پھر آپ کو اختیار ہے - کاغذ اچھا - لکھائی خوشخط اور جلی - ٹائٹل پیج پر مصنف کا فوٹو - قیمت صرف عمر

اس سلسلہ کی دوسری کتابیں

ویدانت کی دوسری کتاب عمر * ویدانت کلپدرم ۱۲ار * کرم یوگ ۸ر * راج یوگ ۱۲ار

" " تیسری کتاب ۱۲ار * آتم وچار کلپدرم ۱ر * ہندی ۱۰ار * بھگتی یوگ ۱۰ار

" " چوتھی کتاب عار * برہم گیان پر لیکچر ۸ر * معیار المکاشفہ ۱۰ار

" " پانچویں کتاب عار زیر طبع * گیان پرکاش وڈے ۱۲ار

گیان سوریودے ۱۲ار * یوگ گیان پرکاش ۱۲ار

گیان چندر اودے ۱۲ار * برہم گیان پرکاش ۱۲ار

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

اُپنشد (مکمل)

اُپنشد ویدانت کے لکھیہ گرنتھ ہیں جن کا تعلق براہ راست ویدوں سے ہیں۔ یہ وید کے انگ کہلاتے ہیں آج کل کتابیں کثرت سے چھپتی ہیں اُپنشد بھی بازاروں میں بکثرت ملتی ہیں لوگ شائق بھی نظر آتے ہیں لیکن ایسے لوگ کم ملتے ہیں جن کو ان کا گیان ہوتا ہے سبب ظاہر ہے ویدانت کی تعلیم باقاعدہ نہیں ہوتی۔ پھر جس مضمون پر کہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر آزمائش یا بن میں رہ کر سوچا جاتا ہے۔ وہ یوں آسانی سے تو سمجھ میں آنے والا نہیں ہے۔ **ویدانت میگزین** نکال کر مہرشی شیوبرت لال جی کا ارادہ ہو کر جب لوگ اسے خوب مطالعہ کر کے ویدانت کو ہر پہلوئے خیال اور ہر نقطہ نظر سے خوب سمجھ لیں تب ان کو اُپنشد کا علم دیا جائے میگزین کے ہر نمبر کو غور سے پڑھتے چلئے۔ تاکہ آئندہ چل کر آپ اُپنشدوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکیں اس نگاہ سے **مکمل اُپنشد** معہ شرح اور تفسیر کے نکالنے کا ارادہ ہے لکھنے والے خود مہرشی شیوبرت لال جی ہونگے۔ شرح یا تفسیر اس قدر دلچسپ ہوگی۔ کہ پڑھتے ہی ذہن میں بیٹھ جائے اور پڑھنے والوں کو خاص قسم کا سرور اور لذت ملے۔ ترجمہ لفظ بلفظ ہوگا تاکہ ہر شخص سوچ سکے کہ شرح کرنے والے نے اپنی طرف سے کچھ شامل نہیں کیا ہے تفسیر اور ٹیکا میں اسی اصل مطلب کی وضاحت ہوگی۔ پہلے چھوٹی اُپنشدیں ہاتھ میں لیجائیں گی اور انہیں دلپسند عبارت اور عام فہم زبان میں پیش کیا جائیگا پھر ضخیم اور بڑی اُپنشدوں کی طرف توجہ دیجائیگی یہ کیا ہونگی؟ کیسی ہونگی؟ کس طرح قلمبند ہونگی۔ ابھی سے کچھ نہیں کہا جا سکتا جنہیں خواہش اور شوق ہو خریداری کی درخواست ابھی سے بھیج رکھیں پہلی کتاب نمونہ کے نکلتے ہی ان کو اس سلسلہ کے مفید ہونیکا پتہ لگ جائیگا۔

پتہ:۔ منیجر ویدانت میگزین جگر محلہ انارکلی لاہور

یوگ گیان پرکاش

ضخامت ۳۲ صفحات

قیمت فی جلد ۱۲ /

یوگ وادی کی درشٹی سے ویدانت

یوگی گیانی تپسی دھیانی سب میں سمتا رام مرا ۔ بھگتی یگتی کرم مگتی کے پردے میں ہے بسرام مرا

آپ سے بچھڑا ملا آپ سے آپ آپ کا ہے میلا ۔ آپ میں اپنا ٹھور ٹھکانا آپ ہی ہے دھام مرا

ایڈیٹر و مصنف شیوبرت لال

مصنف (۱) کبیر جوگ (۲) نانک جوگ (۳) رادھا سوامی جوگ (۴) راج یوگ (۵) کرم یوگ (۶) بھگتی یوگ (۷) یوگ کے عملی سبق (۸) یوگ فلاسفی (۹) یوگ سُدھا (۱۰) سہج یوگ (۱۱) شبد یوگ وغیرہ وغیرہ (حال مقیم شکارپور سندھ)

جس کو
نند کشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین نے
چھنگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

فہرست مضامین

سوال؟ کیا ویدانت میگزین کو ہندی زبان میں دیکھنا چاہتے ہو؟ اگر خواہش۔ شوق اور تمنا ہو۔ تو اپنے ہندی دان دوستوں سے کہہ دیجئے۔ پیشگی درخواست بھیجیں۔ کافی درخواستیں آنے پر اس کا انتظام ممکن ہے ۔

نند کشور

ضروری گذارش۔ کئی اصحاب تبدیلی کے وقت اطلاع نہیں دیتے۔ اور ہم حسب معمول سابق پہلے ہی پتہ پر بھیجتے رہتے ہیں۔ بعد ازاں شکایت ہوتی ہے کہ رسالہ نہیں ملا۔ عارضی تبدیلی کی صورت میں صرف پوسٹ ماسٹر کو ہی کہنا کافی ہے لیکن مستقل تبدیلی کی صورت میں فوراً ہمیں اطلاع دیں۔

منیجر

رادھا سوامی سہائے

دیباچہ

یوگ کیا ہے؟

سنسکرت زبان میں اِس وسیع المراد اور وسیع المعنی اصطلاح کے کئی کئی معنی ہیں۔ مثلاً مِلانا۔ مِلنا۔ میل۔ ملاپ۔ سنگم۔ سماگم۔ مذہبی دھیان۔ پوجا۔ روحانی پرستش۔ دل کی یکسوئی کرکے ایشور سے ملنا۔ جیو اور پرمیشر کے ملاپ کا فلسفہ۔ جادو۔ نتیجہ۔ اصول۔ تہذیب۔ قابلیت۔ سمت۔ طرف۔ پہلو۔ بخشش۔ شَے۔ کوئی چیز۔ دولت۔ دوا۔ شعبدہ۔ منطقی۔ جاسوس۔ سچائی سے منحرف۔ گاڑی۔ جہاز۔ سواری۔ ذریعہ۔ وسیلہ۔ زرہ بکتر۔ خوش قسمتی (علم حساب میں) جمع۔ (جوتش میں) راشی۔ ۳۶۰ درجہ کے دائرہ کا ستائیسواں حصہ جس سے سورج اور چاند کی گرہن کے وقت پیمائش کی جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب معنوں کے ہوتے ہوئے عام طور پر یوگ کے معنی ملنے ملانے ہی کے ہیں۔

اِس لفظ کا سنسکرت مادہ 'یُج' ہے جس کے اصلی معنے ملانے ہی کے ہیں۔ اسی سے فارسی کا لفظ 'یُغ' (جُوا) اور انگریزی زبان کا لفظ 'یوک' (جُوا) نکلا ہے۔ ہندی لفظ جُوا جو بیل کی گردن پر رکھا جاتا ہے اسی سے نکلا ہے۔ یگ۔ یگانہ وغیرہ کا مادہ بھی یہی ہے۔ اس ایک مادہ سے ایک دو نہیں سینکڑوں الفاظ مشتق ہوتے ہیں۔ جو سنسکرت۔ ہندی۔ لاطینی

یونانی - جرمنی اور انگریزی میں مستعمل ہیں - تمہارے یُوا - یُودتی - جوان - جوانی وغیرہ تک اسی سے نکلے ہیں - کوئی اسے کہاں تک کہہ سکتا ہے - انگریزی زبان کے قریب قریب تمام الفاظ جو میل ملاپ کے لئے مستعمل ہیں - اسی سنسکرت مادہ سے برآمد ہوئے ہیں - جیسے یُونین - یُونٹی وغیرہ وغیرہ - ان سب کے اندر وہی 'ملنے' کی مُراد مَوجُود ہے ؛

فلسفہ کی نظر سے 'یوگ' وہ طریقہ ہے - جس کی پیروی اور عمل کرنے سے جیو اور برہم کا ملاپ ہوتا ہے - اور یہاں اس موقعہ پر ہمارا رُوئے سخن صرف اسی خاص مقصد تک محدود ہے - ہم یوگ کو جیو اور برہم کے ملنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں - اور اسی کی جانب نظر رکھتے ہیں ؛

یوگ کے معنے جو ہم نے لغوی طور پر بیان کئے ہیں - ان کی حدبست یہاں ہی تک نہیں ہے - اُن کی تفصیل اور صراحت کے لئے ایک علیحدہ ضخیم کتاب کی ضرورت ہے - شریمد بھگوت گیتا× میں جو مہا پربھو شری کرشن آنندکند کی تعلیم سے مخصوص ہے - اٹھارہ ادھیائے ہیں - اور ہر ادھیار کا نام کسی نہ کسی قسم کے یوگ سے مخصوص ہے - اس طرح اُس میں کئی طرح کے یوگ بیان کئے گئے ہیں - لیکن کیا یہ بھی تمام و کمال ہیں ؟ - نہیں یوگ نہایت کثیر المراد اصطلاح ہے - اور قدیم زمانہ کے ہندو مصنفوں نے اُس کو بے شمار معنے پہنائے ہیں - قابلیت (یوگیتا)

× میرا ارادہ گیتا کی شرح اور ٹیکا لکھنے کا بھی ہے - جس کو میری تحریر سے شوق ہو - وہ اپنا خیال بذریعہ خط ظاہر کریں - تاکہ اس طرف توجہ دی جاسکے ؛ (شیوبرت لال - شکارپور سندھ)

کا نام یوگ ہے۔ دو خارجی چیزوں کا ملنا۔ ایک کی دوسرے کے ساتھ شرکت دو سبب کا ملنا اور اُس کا نتیجہ۔ غور و فکر یوبک وچار۔ تحقیقات۔ شبدآواز (جو کسی خاص مراد کو ظاہر کرے) اتفاق۔ واقعہ۔ خیالات کے دھار کی آمد و برآمد۔ دلی تخیلات کی روک تھام وغیرہ وغیرہ ؛

بے شمار طریقوں میں بے شمار نتیجوں کے لیئے یوگ کا لفظ ہندوؤں کے درمیان استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ہندوؤں کے درمیان اس لفظ کو شروع سے لے کر آج تک حد درجہ کی اہمیت اور ہر دلعزیزی اور حد درجہ کی مقبولیت اور کثیر الرواجی کی حیثیت حاصل ہے۔ ہمارے یہاں مذہبی معاملہ میں تو کوئی مذہب۔ طریق۔ سمپردایا پنتھ خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کسی نہ کسی یوگ کے عمل کا ہمیشہ سے پابند رہا ہے۔ اور گو اب کہیں کہیں وہ پابندی نہ نظر آتی ہو۔ اور لوگ صرف رسمی۔ رواجی اور کرم دھرم میں لگے ہوئے ملتے ہیں لیکن ان سب کی بنیاد میں بھی یوگ کی شمولیت موجود ہے۔ یہ بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔ لوگ نادانی سے کہتے ہیں۔ کہ ویدانت کو یوگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سخت غلطی میں پڑے ہوتے ہیں۔ ویدانت خود گیان یوگ ہے۔ وچار کرنا بھی وچار یوگ کہا جا سکتا ہے۔ یوگ کے بغیر گیان کیسا! اسی وجہ سے سنت پُرش رادھا سوامی دیال نے اپنی پوتھی سار بچن نظم میں فرمایا ہے۔ کہ "گیان یوگ کا نتیجہ ہے۔ بغیر یوگ کے گیان کیسے ہو سکتا ہے۔" اور سبب ظاہر ہے۔ جب تک کسی کا کسی کے ساتھ میل نہ ہوگا۔ تب تک اُس کا علم غیر ممکن محال اور دشوار ہے۔ ویدانت کے مطالعہ کے سچے ادھکاری وہ سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے سادھن

چلتشے (چار طرح کے سادھن) کرلتے ہیں۔ ان کے نام شم دم کھٹ سمپتی اور اور ممکشتا ہیں۔ آخر یہ سادھن کیا ہیں؟ یوگ ہی تو ہیں۔ ہاں ایسے بھی آدمی دنیا میں ہیں۔ جن میں پہلے ہی سے طبعاً گیان کا ادھکار ہے لیکن آخر وہ بھی تو یوگ کا مشغلہ کرتے ہیں۔ ورتی کو برہمکار بنا کر برہم میں لین (محو) کرلنے کا نام بھی تو یوگ ہی ہے۔ غرضیکہ یوگ سے خالی ہندوؤں کا کوئی طریق نہیں ہے ؎

یوگ قدرتی اصُول ہے۔ وید کو برہم کا سانس کہا گیا ہے۔ جہاں سانس لینے کا اصول کام کرتا ہے۔ وہاں یوگ موجود ہے۔ سانس آتی ہے۔ جاتی ہے رکتی ہے۔ ان تین مدارج کا نام ریچک۔ پورک کمبھک ہے۔ اب غور کرو۔ دنیا میں کونسی مخلوق ایسی ہے۔ جو اس عمل سے خالی ہے۔ انسان میں تو تم دیکھتے ہی ہو۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات اور معدنیات تک میں بھی اصول محیط کل نظر آتا ہے۔ ممکن ہے۔ تم کہو۔ جمادات اور معدنیات میں یہ نہیں ہے۔ یہی تمہاری غلطی ہوگی۔ اور ہندو نقطہ نگاہ سے سخت غلطی سمجھی جائیگی۔ ان میں سے کوئی بھی حرکات تنفس سے خالی نہیں ہیں یا رغبت اور نفرت کی دھاریں قوت جاذبہ اور خارجہ کی صورت میں ان کے درمیان موجود ہیں۔ ورنہ وہ نہ خاص خاص صورتیں اختیار کرتیں۔ اور نہ بنتی بگڑتی رہتیں۔ ہاں ان کی زندگیاں انسانی زندگیوں سے مختلف ہیں۔ اس لیئے اس لنظر سے جو چاہے کہہ لو۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ لیکن یہ بھول کر بھی نہ سمجھو۔ کہ ان میں ریچک پورک کمبھک کا عمل نہیں ہے۔ اور لوگ اگر کہتے ہیں۔ تو کہنے دو۔ ان کو خبر نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بحث مباحثہ

کرنا فضول ہے۔ وہ تو سورج چاند وغیرہ کو بھی بیجان سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ زندگی کی دھار تمام موجودات میں انہیں سے آرہی ہے۔ ہندو کے لئے ہندو نقطہ نگاہ سے ایسا نہ کہنا چاہئے۔ اور یہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔ سوچ لو۔ سمجھ لو۔ غور کرلو۔ تب مانو۔ میری سمجھ میں عناصر (تتوّں) کے ذرات تک اس التزام سے خالی نہیں ہیں ۔

زمانہ تھا۔ جب ہندوؤں کے درمیان یوگ نہایت پاک اور مقدس مذہبی مضمون سمجھا جاتا تھا۔ لیکن غیر ملک کے آدمیوں نے آکر اس میں طرح طرح کے شعبدے بازی وغیرہ کے کرتب شامل کردیئے۔ اُس وقت سے اس خیال کو دھکہ پہنچنا شروع ہوا۔ اور اب بھی وہ غلط فہمی دور نہیں ہوئی ۔

اس میں شک نہیں۔ کہ یوگ کے عمل کرنے سے انسان میں خاص قسم کی طاقتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جن کو عوام نہ سمجھ کر معجزات۔ کرامات اور خرق عادات کے معنی میں تاویل کرتے ہیں۔ ہندو ان باتوں کو جب غیر فطرتی یا قانون قدرت سے باہر نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے اُن کے یہاں ان طاقتوں کے لئے کوئی غیر معمولی اور مبہم الفاظ مستعمل نہیں ہیں۔ وہ انہیں سدھی شکتی کہتے ہیں۔ جو اور کچھ نہیں ہیں۔ بلکہ دل کی متحرک دھاروں کی یکسوئی کے نتیجے ہیں۔ جس قدر قابلیتیں انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ سب دل کے کھیل اور تماشے ہیں۔ جو شخص دل کی یکسوئی کے راز کو سمجھ کر اس پر عمل کریگا۔ خود بخود ان پر اُسے عبور حاصل ہوگا۔ یہ وجہ ہے۔ کہ پہلے سفلی کرتبوں کی طرف سمجھ دار آدمیوں کی نظر

نہیں جاتی تھی۔ اب حالت برعکس ہے۔ پہلے یوگ کے علوی پہلو سے لوگ مذہبی خیال کے زیر اثر کام لیتے تھے۔ اور اُسے دھرم کا خاص انگ بنا رکھا تھا۔ اب مادہ پرستی کے دَور میں صرف سفلی پہلو پر نظر رہتی ہے۔ اور زیادہ تر آدمی اُسے کسب معاش اور دولت پالنے کا ذریعہ بنا بیٹھے ٭

ہر شے کے روشن اور تاریک دونوں ہی پہلو ہوا کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز ہے۔ جو مفید ہے اور ساتھ ہی مُضر بھی ہے۔ فرق اس کے استعمال میں ہے۔ اور یہ سبب ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں ادھکار دیکھ کر یوگ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ تاکہ سیکھنے والا ناجائز طور پر اس کا استعمال نہ کر سکے۔ مذہبی قید و بند لگا رکھنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی ٭

رامائن کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یوگ کا عمل راکششوں کے درمیان کثرت کے ساتھ جاری تھا۔ اور وہ اسے اپنی مادّی ترقی کا ذریعہ تسلیم کرکے بطور تعلیمی سائنس کے سیکھتے سکھاتے تھے راون سے لے کر کنبھ کرن میگھ ناد وغیرہ اس سفلی یوگ کے ماہر تھے۔ اور وہ اُسے دُنیاوی فائدہ کی غرض سے کام میں لایا کرتے تھے۔ رامائن کے جنگ کے واقعات پر غور کرنے سے اس قسم کے بہت نتیجے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ یہاں اُن کا بیان کرنا طول عمل ہے۔ برعکس ان کے آریوں میں یوگ کے صرف علوی پہلو کی طرف دھیان رہتا تھا۔ اور انہوں نے اسے صرف برہم سے ملنے کا سادھن قرار دیا تھا۔ شری رامچندر جی کی فوج میں بھی کئی ایسے آدمی ملتے ہیں۔ جو یوگ کے زبردست عامل تھے ان میں سے ایک کا نام ہنومان تھا۔ جن کا خطاب کامل یوگی ہونے کی وجہ

سے "یوگ چر" تھا۔ یوگ میں چریا کرنے والے کو 'یوگ چر' کہتے ہیں۔ اور اس یوگ کا کمال ہی تھا۔ جو انہیں مشکل سے مشکل کام کرنے کے قابل بنا دیتا تھا۔ انہیں اسی قابلیت کی وجہ سے 'وجرنگ' یعنی بجر جیسا مضبوط انگ والا بھی کہتے ہیں۔ ان کے کارنامے اس زمانے کے آدمیوں کے بلئے مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ اور خلاف عقل اور خلاف قیاس سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسا سمجھنے والے حق بجانب بھی ہیں۔ کیونکہ اس وقت علوی یوگ (بلکہ سفلی یوگ بھی) قریب قریب معدوم ہوگیا ہے۔ یوگ کے سوتر (اشارے) تو موجود ہیں لیکن عملی تعلیم جن سے وہ نتائج پیدا ہوئے تھے۔ غائب ہیں: اور زمانہ کے الٹ پھیر میں ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہنومان جی جیسے یوگی راماین کے جنگ میں دھرم بدھ کے خیال سے شریک ہوئے تھے۔

یوگ ودیا کے اس عملی سائنس کی تعلیم جس کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ ہمارے درمیان اگر غائب نہیں رہا۔ تو صرف سینہ بہ سینہ چلا آتا ہوگا جس کا ہم کو یقینی علم بھی نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے اس پر یقین کے ساتھ کہنے کی جرأت نہیں ہے۔ لیکن یوگ کا وہ خاص حصہ جو مذہبی تعلیم کے پہلو سے غرض رکھتا تھا۔ کسی نہ کسی صورت میں اب تک بھی کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ اور ادھکاریوں کو اس سے فیضیاب ہونے کا موقعہ حاصل ہے۔ زمانہ نے عجیب طور پر پلٹا کھایا ہے۔ مادہ پرستی نے انسان کو اس قدر غیر ضروری اور غیر کار آمد ضرورتوں کا محتاج بنا رکھا ہے۔ کہ ان کو اس طرف مائل ہونے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ اور وہ ضروریات وقت کے کچھ ایسے پابند

اور غلام ہو گئے ہیں۔ کہ اس جانب اُن کی توجہ ہی نہیں ہوتی۔ کال چکر پربل ہے۔ ورنہ مذہبی یوگ کی تعلیم اور ترتیب کا سامان اب تک کہیں کہیں موجود ہے۔ لیکن جب ادھکاریوں کی کمی ہو۔ اور کوئی ادھر رُخ ہی نہ کرے تو تعلیم کیسے دیجائے۔ یہ ضرور ہے۔ کہ بمقابلہ اوروں کے ہندو زیادہ پابند مذہب ہیں۔ لیکن یہ مذہبی پابندی زیادہ تر ظاہری نظر سے ہے باطنی نظر سے نہیں ہے۔ بشاذ کوئی کوئی ادھکاری اتفاق سے کبھی مل جاتا ہے۔ اور بیسوں کے فائدہ پہنچانے کی غرض سے کوئی کوئی ایسے تعلیم دینے والے بھی نکل آتے ہیں۔ جن کو قدرتی طور پر یہ قدرتی عطیہ ملا ہوا ہے۔ ورنہ زیادہ تر مذہبی خیال کے بنیاد میں دُنیا ہی کے جھگڑے بکھیڑے رہتے ہیں ٭

مذہبی نقطہ نگاہ سے اس خاص یوگ کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً کرم یوگ بھگتی یا پریم یوگ۔ راج یوگ۔ گیان یوگ وغیرہ۔ ان کے درمیان ہٹ یوگ کا بھی شمول ہے۔ بشرطیکہ وہ مذہبی نقطہ نگاہ سے ہو۔ اور اس کتاب میں مَیں انہیں پر اختصار کے ساتھ سرسری لیکن سمجھ بُوجھ دلانیوالی نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی ادھکاری ان میں سے کسی کو اپنے ادھکار یا طبعی قابلیت کے ساتھ ہم آہنگ اور مُطابق پاوے۔ تو اُسے اپنی عملی زندگی کے گھڑنے کا کچھ نہ کچھ سامان تو ضرور ہی مل جائیگا ٭

اس کے ترتیب دینے کے وقت مجھے سوامی ابھیدانند جی کی انگریزی کتاب " How to be a Yogi " ہاتھ آئی۔ اُس سے میں نے کہیں کہیں خیالات کا استفادہ کیا۔ جس کے لئے اُن کا

شکریہ ادا کرنا لازمی ہے۔ باقی اُس سے اِسکو زیادہ تعلق نہیں ہے۔ یہ بالکل جُدا کتاب ہے۔ مَیں نے سرسری طور پر اُس کے کسی کسی صفحہ سے کوئی کوئی جُملے پڑھ لئے۔ اُن سے خیالات کو حرکت مِل گئی۔ صرف اسی قدر اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ زیادہ تر خیالات دیال اور نندو بھائی کے سوال و جواب پر مبنی ہیں۔ جو اس کے قلمبند کئے جانے کے باعث ہوئے ہیں +

اُمید ہے۔ جو حضرات اسے پڑھیں گے۔ مستفید ہوئے بغیر نہ رہیں گے +

رادھاسوامی! رادھاسوامی دیال کی دیا!! رادھاسوامی سہائے!!!

شکارپور (سندھ)
تاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۲۵ء　　شیوبرت لال

شکایت بہت سے خطوط ایسے موصول ہوتے ہیں جن میں یہ شکایت ہوتی ہے کہ رسالہ نہیں ملا۔ بجواب التماس ہے کہ یہاں سے باحتیاط دو تین دفعہ دیکھ بھال کر رسالہ بھیجا جاتا ہے پھر ناممکن ہے کہ وہ آپ کو نہ ملے۔ اگر یہ شرارت یا سُستی ہوسکتی ہے۔ تو صرف پوسٹ مین کی۔ آپ اپنے حلقہ کے پوسٹ مین کو تنبیہ کریں۔ پھر رسالہ گُم نہیں ہُوا کریگا +

مینیجر

موتیوں کی لڑیاں

نئے دلچسپ ناولوں کا سلسلہ جو شاہی سلسلہ کے ناولوں سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوگا

مصنّف مہرشی شیوبرت لال جی ایم اے

اس میں صرف پرانے زمانے کے قصّے نئی طرز پر سنائے جائیں گے۔ تاکہ اُس وقت کی اخلاقی معراج۔ جیون آدرش خیالی نگاہ کے سامنے آجائیں۔ پڑھنے والوں پر اثر کریں۔ ہر کتاب رقت انگیز۔ دردناک اور رُلانے والی ہوگی۔ دو زیر ترتیب ہیں:-

(۱) آبدار موتی　　(۲) ناپدار موتی

جنہوں نے مصنّف کی تحریریں پڑھی ہیں۔ براہ مہربانی اپنی درخواست خریداری بھیج دیجئے۔ تاکہ چھپنے کے لئے دے دی جائے۔ ہر کتاب کی قیمت کم رکھی جائے گی۔ تاکہ یہ سلسلہ شاہی سلسلہ سے بھی زیادہ ہر دلعزیز اور مقبول ہو۔

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:-

مینیجر ویدانت میگزین جینگڑ محلہ انارکلی لاہور

یوگ گیان پرکاش

یوگ واد کی درشٹی سے ویدانت

تمہید

رادھا سوامی دھام کے ست سنگ کا مذاہب کا مشاہبتی مطالعہ خصوصیت بن گیا ہے کبھی کبھی ایک ایک مضمون پر ہفتوں بلکہ مہینہ مہینہ تک بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اور چونکہ وہاں بلا قید ملت و مذہب اور بلا بندش پنتھ اور سمپردا کے ہر طریق کے پیروکاروں کو آنے اور صحبت کے لطف اٹھانے کی عام اجازت ہے کبھی کبھی دیال کے قیام کے زمانہ میں بہت آدمی اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ اور جس خاص مضمون پران کی غلبہ رائے ہوتی ہے۔ اسی کے موافق نند و بھائی سوال کرتے ہیں۔ اور دیال ان کو جواب دیتا ہے ؎

جن دنوں ویدانت کے مسائل پر وچار ہو رہا تھا۔ ست سنگیوں نے دیال کی متعدد تقریریں سن کر نند و بھائی سے سوال کیا کہ "آیا ویدانت کا تعلق یوگ سے ہے یا نہیں؟ کیونکہ کوئی ویدانتی کسی قسم کے یوگ کا سادھن نہیں کرتا۔ رشی کیش وغیرہ مقامات میں

جو سنیاسی اس طریق کے نظر آتے ہیں۔ وہ سوا ویدانت گرنتھ پڑھنے پڑھانے اور سُننے سُنانے کے کچھ کرتے دھرتے نہیں دکھائی دیتے۔ یہی حال ہر دوار وغیرہ کا بھی ہے"! نندو بھائی دیال کی موجودگی میں کسی کے سوال کا جواب نہیں دیتے۔ اُنہوں نے رائے دی۔" یہ سوال دیال جی سے چل کر کرو۔ وہ تم کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیں گے۔ کہ آیا یوگ کی ویدانت سے کوئی نسبت ہے یا نہیں! میرا کہنا آپ کے لئے زیادہ اطمینان کا باعث نہیں ہوگا۔"

یہ جواب پا کر ست سنگی نندو بھائی کو ساتھ لئے ہوئے ست سنگ کے وقت دیال کی کُٹی میں پہنچے۔ نمسکار کیا۔ پھر حسب معمول پرارتھنا منتر کے شبد پڑھے۔ جب یہ سب ہو چکا۔ نندو بھائی نے دیال کے سامنے ان کے سوال کو پیش کیا۔ پہلے دیال نے یوگ کی مراد ذہن نشین کرائی (جس کا مجمل بیان دیباچہ میں آ چکا ہے) پھر کہا۔" تم سوال کرنا شروع کرو۔ میں جواب دیتا چلونگا۔ سوال و جواب کے سلسلہ میں خود بخود نہ تم کو صرف غور کرنے اور نتیجہ نکالنے کا موقعہ ملیگا۔ بلکہ قابل اطمینان طریق میں ذہن نشین ہو جائیگا۔ کہ آیا یوگ کو ویدانت سے تعلق ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو وہ تعلق کس قسم کا ہے۔ اور یوگ میں ویدانت کی مراد کی شمولیت کہاں تک کس حد تک اور کس حیثیت کی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

پہلی کلا

یوگ کی قسمیں

نندو بھائی بولے۔ "یوگ کی کتنی قسمیں ہیں؟"

دیال نے کہا "یوگ میل کو کہتے ہیں۔ میل میل کی نظر سے تو ایک ہے۔ لیکن طرز اطوار۔ غرض اور مقصد۔ پردہ اور بے پردگی کے خیال سے وہ بے شمار قسم کا ہو جاتا ہے۔ لیکن ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ آنکھوں سے آنکھیں۔ جسم سے جسم۔ دل سے دل۔ خیال سے خیال ملتے ہیں۔ یہہ سب کے سب یوگ اور سنجوگ ہی تو ہیں۔ جیسے دُنیا کا جوہر ایک ہمہ ہے۔ اور طرز اظہار کی شکل میں وہ مختلف نام رُوپ سے ظاہر ہوتا ہے اُسی طرح سے یہاں جو ہے وہ ایک ہی ہے۔ لیکن بیوہار (طرز معاشرت) پرتی بھاس (طرز خیال) اور پرمارتھ (اصلی مقصد) کی نظر سے سب کے تین رُوپ اور تین نام ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان تین تین کی اگر کوئی چاہے تو بہت سی صُورتیں قائم کرتا جائے۔ یہی سب کا حال ہے۔ اور گیان خواہ وچار سے ان سب کی تفریقی۔ مجموعی۔ مشمولی تقسیمی۔ ضربی۔ اور واحدیت کی صُورتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ جس طرح ایک سے انیک اور وحدت سے کثرت پیدا ہوتی ہے۔ ویسے ہی یوگ کی نسبت بھی سمجھ لو۔"

یوگ کی مُراد اصل میں تو وحدت یعنی ایک ہو رہنا۔ لیکن اس ہونے کی بھی اس قدر صُورتیں ہیں۔ کہ جن کی فہرست بنانا آسان کام نہیں ہے۔

بیوہار میں دیکھو۔ قوم ایک ہے۔ اس قوم کے افراد میں کس قدر میل ملاپ کی شاخیں ہیں۔ کئی آدمی مذہبی خیال کے تعلق سے ملے ہوئے ایک کہلاتے ہیں۔ کئی رسم و رواج۔ رائے و صلاح۔ سکونت اور ہمسایگی۔ پیشہ اور روزگار۔ خورش اور پوشش زبان اور بول چال وغیرہ وغیرہ کے نقطہ نگاہ سے ایک اور ملے جلے نظر آتے ہیں۔ یہی کیفیت اوروں کی بھی سمجھ لو۔ اور اس لئے ہر قسم کے یوگ کا شمار کرنا یا اُن کی تعداد بتانا غیر ممکن ہے یوگیوں کے بتائے کے موافق۔ پردوں کا ہٹا دینا یوگ کہلاتا ہے جو بیچ میں حائل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی وجہ سے اصلیت کا نہ علم ہوتا ہے اور نہ حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔ اُن کے دُور کر دینے سے پرنفس یا آتما بیگا اور دو چیزوں کا پھر میل ہو جائیگا۔ اسی کا نام یوگ ہے ٭

انسان کی رُوح یا آتما پر بے شمار پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ یہ اتنے زیادہ ہیں۔ کہ ان کے حساب لگانے میں بعید تحقیقاتی اور علمی مدارج قائم کرنے پڑینگے اور پھر بھی کوئی یہ نہ کہہ سکیگا۔ کہ پردوں کی مکمل فہرست مرتب ہو گئی۔ لیکن عام طور پر ان پردوں کو پانچ قسم کا بتایا گیا ہے۔ یوگ کی اصطلاح میں اُن کو ان مے کوش۔ پران مے کوش۔ منو مے کوش۔ وگیان مے کوش۔ اور آنند مے کوش کہتے ہیں۔ ان مے کوش کثیف جسمانی پردہ ہے۔ جو سب پردوں کے اُوپر اوورکوٹ یعنی لبادے کی طرح پڑا ہوا ہے۔ پران مے کوش۔ طاقت یا زور کا پردہ ہے۔ جو اس کے نیچے ہے۔ اور پھر اس کے اندر منو مے کوش ہے۔ جو دلی پردہ ہے۔ منو مے کوش کے بھیتر وگیان مے کوش ہے۔ جو عقلی پردہ ہے۔ اور اس کے اندر

جو نہایت لطیف پردہ ہے ۔ وہ آنندمے کوش کہلاتا ہے ۔ جو خوشی اور سرور کا پردہ ہے ۔ اِس کے اندر جو اصلی شے راز حقیقت بن کر چھپی ہے ۔ وہ آتما یا روح ہے ۔ جب تک یہ پانچوں پردے حائل ہیں تب تک اصلیت کا پتہ ملنا یا اُس سے ملاپ کرنا مشکل ہے ۔ جب یہ پردے ہٹیں تب وہ دیکھا جائے ۔ اور مِلا جائے ۔ بغیر ان کے ہٹے ہوئے وہ وہ پردوں کے اندر ہے ۔ اور اُس کی خبر نہیں پڑتی ؀

یوگ کا مقصد ان کو دُور کر دینا ہے ۔ اور چونکہ یہ پانچ پردے ہیں ۔ اس لئے اُن کی نظر سے یوگ کی بھی پانچ قسمیں مقرر کی گئی ہیں :

(۱) ہٹ یوگ ۔ خالص جسمانی شغل ۔ جس سے جسم پر غلبہ حاصل کیا جائے ؀

(۲) پران یوگ یا پرانا یام ۔ جو سانس کی روک تھام اور اُس پر قابو پانے کا عمل ہے ؀

(۳) مانسک یوگ ۔ جس سے مراد من پر حاوی ہونا ہے ؀

(۴) وگیان یوگ ۔ جس کی غرض عقل کو مطیع کر لینا ہے ؀

(۵) آنند یوگ ۔ جس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ خوشی جو آتما سے بہت قریب ہے ۔ اُس کی سمجھ بوجھ آ جائے ۔ اور اُس پر حاوی ہو کر اصلیت سے مِلا جائے ؀

اس طرح میں یوگ کی پانچ قسمیں مقرر کرتا ہوں ۔ اور وہ آتما یا روح کے پانچ غلاف یا خولوں کے لحاظ سے ہیں ۔ یہ تمہارے سوال کا مختصر جواب ہے ۔ H

نندو بھائی بولے۔ ان پانچ کوشوں کے نام تو ہم کو معلوم ہیں ہمیشہ سے پڑھتے سنتے آ رہے ہیں۔ لیکن جس طریقہ پر ان کی رعایت سے آپ نے پانچ یوگ کے نام لئے ہیں۔ وہ اس سے پہلے سننے میں نہیں آئے تھے۔ یہ بالکل نئی بات ہے۔"

دیال نے کہا۔ "نئی ہو یا پرانی۔ اس پر بحث نہیں۔ اگر تم نے ان کوشوں یا پردوں کے نام سن رکھے ہیں۔ تو بطور خود سوچ سمجھ کر نتیجہ نکال سکتے ہو کہ آیا ان کا امکان ہے یا نہیں ہے۔ اگر یہ پردے ہیں۔ تو پردوں کے ہٹانے کی ترکیب کا ہونا بھی لازمی ہے۔ اور یہ ترکیب ان پردوں کے نام کی رعایت ہی سے ہوگی۔ یہ وجہ ہے کہ میں نے پانچ قسم کے یوگ کی مدیں قائم کی ہیں۔ تم کو صرف ان کے امکان یا غیر امکان پر غور کرنا ہے۔ اگر یہ ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ تب تو ان پر سوچا اور بچارا جائے اور اگر یہ نہیں ہو سکتے۔ تو ان کی طرف خیال کرنا فعل عبث اور بے سود ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "جب پردے ہیں۔ اور ان کا نام مدیں قائم کیا گیا ہے۔ تو ان کے دور کرنے اور ہٹانے کی ترکیب کا امکان ہونا بھی لازمی ہوگا۔ اس سے میں یا اور کوئی سمجھدار شخص انکار کیسے کر سکتا ہے۔ کیا آپ مہربانی کر کے ان کی اور بھی وضاحت کر دیں گے؟"

دیال نے کہا۔ "ان کی وضاحت تو ہوئی ہوئی ہے۔ یہ قدرتی غلاف سب ذی روح یا جیووں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور انہیں کے بکھراؤ اور تردّدات کی وجہ سے تمام پریشانیاں ہیں۔ کوئی جسم کی خرابی سے

نالاں ہے۔ اُسے جسمانی صحت حاصل نہیں ہے۔ کسی کو ریاح یا دالیڈ دکاہ کی شکایت رہتی ہے۔ اور اُس کی زندگی دوبھر ہے۔ اور وہ دُکھی رہتا ہے کسی کو من کے چنچل ہونے کا گلہ ہے۔ اور وہ اُسی کا دُکھڑا روتا رہتا ہے کوئی تفرقہ پرداز عقل کے ہاتھوں تنگ ہے۔ جو خواہ مخواہ تمیزی مدات قائم کرتی ہوئی بھرم میں پھنساتی ہے۔ اور کسی کو خوشی میسّر نہیں ہے۔ وہ خوشی چاہتا ہے۔ لیکن خوشی ہاتھ نہیں آتی۔ جو کچھ دُنیا میں ہو رہا ہے۔ سب خوشی کے لئے ہے۔ لیکن کتنے آدمی ہیں۔ جو سینہ پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم خوش ہیں۔ اور ہم کو کسی قسم کا دُکھ نہیں ہے؟ اور ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ جسم۔ پران۔ دل۔ عقل اور خوشی پر ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔ جسم دُکھدائی ہے۔ پران عذاب ہے۔ دلوں میں پچتاپ ہے۔ عقل کو اضطراب ہے۔ خوشی نصیب نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے یہ دُنیا ناممکن بنی ہوئی ہے۔ لوگ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی ÷

اور سمجھ میں کیسے آوے؟ ایک بات ہو۔ تو کوئی کہے۔ ایک بیچارہ جیو اور اس کے پیچھے پانچ پانچ دشمن لگے ہوئے ہیں۔ نہ ان کو وہ مغلوب کر سکتا ہے۔ اور نہ اُسے چین ملتا ہے۔ اور ان کے جذبات یا پانچ دھاریں پھدک پھدک کر اُسے کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اور اہنکار بن کر ہر وقت ستانے اور گلا گھونٹنے پر مستعد رہتی ہے

جسم قابو میں نہیں اور پران قابو میں نہیں ۔ آدمی ہاتھوں سے ان کے تنگ آکر ہیں حزیں
دل کی حیرانی سے رہتی ہے اُسے حیرانگی ۔ عقل کو حیرت ہی سوجھی ہو اُسے دیوانگی
اے خوشی! تو ہے کہاں۔ تو ہم سے کوسوں دور ہے ۔ بیچ وغم کثرت سے ہیں سچی خوشی کافور ہے

جسم کی لذات کی خواہش سے انسان ہے دکھی — سیر ہوتا نہیں ان سب سے اپنے جیتے جی
ضعف ہے اور ضعف جسمانی عذاب جان ہے — اس سے چھٹکارا ملے دل کو یہی ارمان ہے
دل میں ہے یکسوئی نہیں دل ہو اور بیدل ہو وہ — ہو کے مار آستیں انسان کا قاتل ہے وہ
عقل نے دام تعصب میں کیا ہے مبتلا — فکر اور افکار سے رہتا ہے بیچارا گھرا

اے خوشی! تیرا نشاں ہم کو کہیں ملتا نہیں
ہے کوئی عاقل بتا دے ہے پتا اُس کا کہیں

ان سب پریشانیوں اور حیرانیوں کے ہوتے ہوئے خوشی کس کو نصیب ہو سکتی ہے۔ انسان لاکھ خارجی تدبیریں کیا کرے۔ دوا علاج سے تعلق رکھے۔ مذہبی زہد و عبادت کا دم بھرا کرے۔ کتابیں پڑھے۔ وعظ و تلقین سنے۔ لیکن ان سے ہوتا کیا ہے؟ یہ اور الجھن میں الجھن پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ کے قطعی طور پر دُکھ کی جڑ نہیں کٹتی اور نہ وہ کٹیگی۔ کیونکہ اصلی ترکیب تدبیر ہاتھ نہیں آتی۔ کیا ہوا۔ تھوڑی دیر کے لئے عارضی آرام ملا۔ لیکن کوئی قطعی طور پر تو مرض کی بیخکنی نہیں کر دیتی اور کون حکیم کہہ سکتا ہے۔ کہ اب یہ مرض دوبارہ نہ ہوگا! یہی کیفیت اور تمام دُکھوں کی ہے۔ چاہے وہ جسمانی ہوں یا دِلی۔ انسان کو ہمیشہ کے لئے اُن کے ہاتھوں سے قطعی طور پر نجات کی صورت نہیں ملتی۔ اور نہ اُس کا امکان ہے۔

ایسی حالت میں یوگ آکر مددگار ہونے کی ہمت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ علاج باہر نہیں ہے۔ تمہارے اندر ہے۔ ان پردوں کو چاک کر دو۔ اور اُس اہم سے جو اُن کے اندر ہے تعلق پیدا کر دو۔ تب

یہ دُکھ ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائیں گے۔ اور پھر کسی قسم کی حیرانی اور پریشانی کا خطرہ نہ رہیگا +

دُوسری کلا

کوشوں پر مزید تشریح

نندو بھائی نے کہا۔ "یہ غلاف یا کوش جن سے آتما گھرا ہوا ہے۔ زیادہ صراحت طلب ہیں۔ میں ان کی صورتوں کو سمجھنا چاہتا ہوں"۔

دیال نے پنسل اٹھائی اور کاغذ پر یہ نقشہ کھینچ کر نندو بھائی کو دکھایا:-

نندو بھائی نے اس نقشہ کو دیکھ کر کہا: "تصویر تو اچھی ہے۔ لیکن بغیر تشریح کئے ہوئے اُسے معمولی دل و دماغ کے آدمی کیسے سمجھ سکینگے۔"
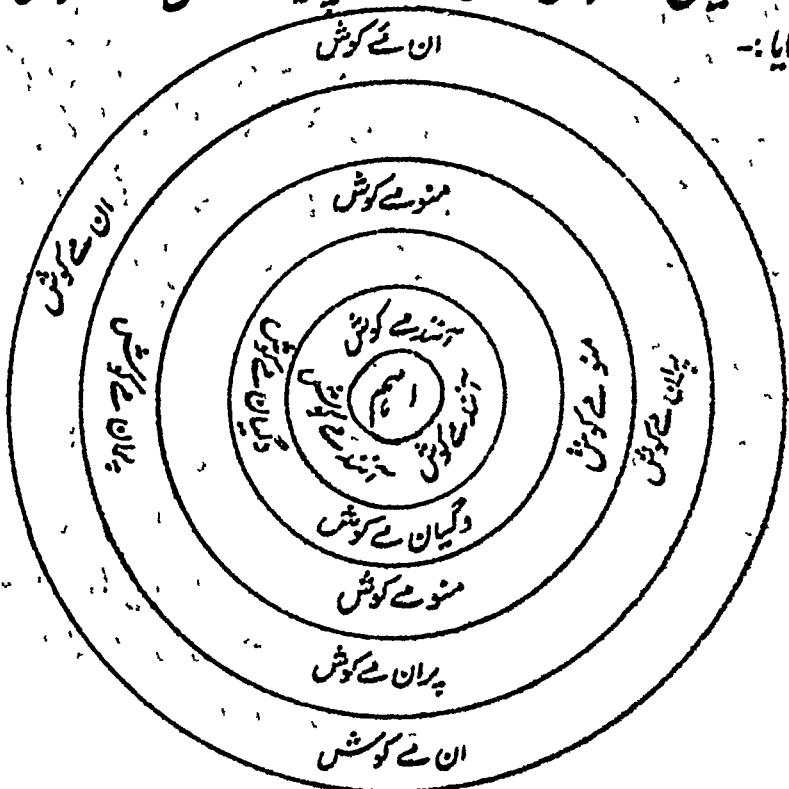
دیال بولا۔ "اب تم میری باتوں کو غور سے سنو۔ میں کئی طریقہ پر تم کو یہ سمجھاؤنگا۔ اس لئے غیر منقسم توجہ اور دل کی یکسوئی کی سخت ضرورت ہے۔ اور میں صرف مثال دے دے کر تم کو سمجھاؤنگا۔

پہلی مثال۔ سوچو۔ تم ہو۔ تمہارے اندر مکان کا خیال پیدا ہوا۔ اُس خیال سے مل کر تم خوش ہوئے۔ اور اُس خیال نے تم کو گھیر لیا۔ یہ آنند مے کوش ہے۔ تم ہو۔ اور تمہارا خیال ہے۔ صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ اور تم مل کر خوش ہوش ہو۔ اب تم اس خیال کو سوچتے ہو کہ مکان کس طرح بنے۔ یقین کے ساتھ غور و فکر سوچ و بچار کا وقت آ گیا۔ اور پھر دوسرا تمیز اور تفتیش کی پیدا ہو گئی۔ یہ وگیان مے کوش یعنی بدھی کا کوش ہے۔ اس نے تم کو گھیر لیا۔ یہ حالت اندر ہی اندر پیدا ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی من یعنے دو طرح پر سوچنے کا مادہ آیا۔ ایسے ہوگا۔ تو یہ ہوگا۔ ایسے نہ ہوگا۔ تو ایسا نہ ہوگا۔ اسے سنکلپ وکلپ کہتے ہیں۔ اور تم سنکلپ وکلپ کی دھاروں سے گھر گئے۔ یہ منو مے کوش کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ دھاروں کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔ اس لئے ان دھاروں میں حرکت پیدا ہونے لگا۔ اور دھاریں تمہارے چاروں طرف پھیل گئیں۔ یہ پران مے کوش ہے۔ جو طاقت رکھتا ہے۔ یہ چاروں طرف ہو گئے۔ اور انہوں نے [illegible] سب نے مل ملا کر مکان بنا لیا۔ اور تم اس مکان میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہ انّ مے کوش ہے۔ یہ مکان تمہارا جسم ہے۔ یہ اس طرح بنتا ہے۔ [illegible]

جب یہ بن گیا - اس کی مرمت کے خیال سے تم اُسی میں غلطاں پیچاں رہنے لگے - یہ جسم پرستی ہے - جیسے تمام رہنے کے مکان بنے اور بنتے ہیں - ویسے ہی یہ جسم کا مکان بھی بنتا ہے - ایک اصوُل ہر جگہ کام کرتا ہے - چاہیے وہ کثیف طبقہ میں ہو - یا لطیف طبقہ میں ہو - یہ مکان اور کچھ نہیں ہے - وہ آنند کی لطیف دھار ہے - جس نے کثافت کی دُنیا میں کثیف صوُرت اختیار کرلی ہے - اور یہ آنند خود کیا ہے ؟ یہ آتما کی دھار ہے - جو اُس نے اُس کے ساتھ ملی جُلی رہتی ہے - اگر نیچے کی کثیف دھاروں کی طرف سے بے توجہی رہتی - تو آنند ہی آنند رہتا - لیکن اُس نے اُسے اہمیت دی - بُدھی - مَن - پران - اور دیہہ پیدا ہو گئے - اُن کی صوُرتیں بنیں - اور دھار کا نیچے کی طرف اُتار ہوتا گیا - مکان یا جسم بنا تھا - تو کیا حرج تھا - لیکن اُس کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی گئی اور وہ بندھن یعنی قید و بند کی حالت کا باعث ہو گیا - اور مکان کی مرمت اور جسم کی پرورش اور پرداخت نے ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی ؁

جیسے تم نے اپنا شریر بنایا ہے - ویسے ہی سب جیو جنتو کے جسم بنتے ہیں ؁

دوسری مثال - جیسے تم ویسے ہی ریشم کا کیڑا ہے - وہ بھی اسی طرح جسم بنا کر اُس کے اندر مقید ہو رہتا ہے - اور مارا جاتا ہے - جو حال انسان کا ہے - وُہی اُس کا بھی ہے - وہ اپنے مکان میں بجرم کی وجہ سے قید ہو رہتا ہے - اور تم قید ہوتے ہوئے اُسے اُٹھائے پھرتے ہو - صرف اتنا ہی فرق ہے - جسم پرستی یا مکان پرستی کوئی اچھی چیز تو نہیں

ہے! اگر تم پر اس کی وجہ سے تکلیف آئے۔ تو تعجب کیا ہے! قدرت
کی منشا تم کو قید و بند میں رکھنے کی نہیں ہے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ تم
مادہ پر غالب آؤ۔ اور اسے بھوگو۔ لیکن تم اسے نہیں بھوگتے۔ بلکہ وہ تم
کو بھوگنے لگتا ہے۔ اور تم غلام اور اس کے پابند ہو جاتے ہو۔ اس
لئے تم کو تکلیف اور پریشانی ہونا چاہئے یا نہیں! اس کا مقصد یہ
نہیں ہے کہ جسم کی پرورش کی طرف سے تم بالکل غافل ہو کر اسے
کچل کر مار ڈالو۔ یہ سخت غلطی اور غلط فہمی ہو گی۔ اور جو لوگ ایسا کرتے
ہیں۔ دکھ اٹھاتے ہیں۔ اور مصیبت مول لیتے ہیں۔ اگر جسم نہ رہیگا
تو پھر آنند کا دھار کون ہو گا۔ اسے سمجھو اور سمجھ بوجھ سے کام لو ؎

نندو بھائی نے کہا: "بھگون! یہ غلاف کیا غلاف محض ہیں؟"

دیال بولا۔ "نہیں۔ یہ سرشٹی کے منڈل ہیں۔ اصول تم کو سمجھا دیا
گیا۔ یہ منڈل یا طبقات ہر جگہ برہمانڈ میں اسی شکل و صورت کے
ساتھ موجود ہیں۔ جو محدود اہم کا حال ہے۔ وہی برہمہ اہم کا بھی
ہے۔ فرق صرف محدود اور لامحدود ہونے کا ہے۔ محدودیت میں
دکھ اور بندھن ہے۔ غیر محدودیت میں دکھ اور بندھن نہیں ہے
برہمہ میں اگر ابھمان ہے۔ تو اپنا ہو گا۔ جیو میں شریر کا ابھمان آ جاتا
ہے۔ اس لئے دکھ اس کا نتیجہ ہوتا ہے ؎"

تیسری مثال: نارنگی کو دیکھو۔ اس کے پہلے رس کا بھراؤ تم
کو ملیگا۔ جو آنند منڈل سے مشابہ ہے۔ پھر تمیز کرنے والی پھانکوں کا
دائرہ نظر آئیگا۔ یہ وگیان منڈل ہے۔ پھر اس کے بعد جس جگہ رطوبت

کے آنے جانے کا دائرہ اُسے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ مَن کا منڈل ہے۔ اِس کے بعد پران ہے۔ جو زوردار دھار کی صورت میں رہتا ہے۔ اِس پر موٹا باہری چھلکا ہے۔ جو ان مے خواہ کثیف جسم کی تہ ہے۔ اِس کے چھیڑنے سے اندر والی پران کی دھار رطوبت کے فوارے تم پر چھڑکنے لگے گی۔ غرضیکہ ہر جگہ قدرت میں ایک جیسا نقشہ ہے۔ سب کو غور کی نظر سے دیکھو۔ اور یہی قانون ہر شئے میں محیط بنا ہوا پرتیت ہوگا۔"

نندو بھائی نے کہا "بھگوان! آپ ان کوشوں خواہ غلافوں اور تہوں کو سرشٹی کا منڈل یعنی پیدائش کے طبقات بتاتے ہو۔ اِس سے میں کیا نتیجہ نکالوں؟ کیا ان میں اور ان کے اندر جیو جنتو بستے ہیں؟"

دیال بولا۔ "کیوں نہیں۔ رچنا کا کوئی منڈل جیو جنتوؤں سے خالی نہیں ہے۔ یہ ہر منڈل اور ہر طبقہ میں ہیں۔ کوئی ان میں سے آکاسی ہے۔ کوئی ہوائی ہے۔ کوئی آتشی ہے۔ کوئی آبی ہے۔ کوئی خاکی ہے۔ سارا برہمانڈ اور پنڈ ان سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں خلا کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے۔ کہ تم کو ننگی آنکھوں سے نظر آئیں یا نہ آئیں۔ کاش اگر زیادہ طاقت کا خوردبین کوئی شیشہ ایجاد ہوا ہوتا۔ تو یہ نظر آجاتے۔ تاہم انومان (قیاس) سے ان کا پتہ لگتا ہے۔ اور سمجھدار انسان ان کی ہستی کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ آگ پانی۔ مٹی غرضیکہ تمام تتّو اور عناصر ان جیو جنتوؤں سے بھرے پڑے ہیں۔ پانی کو اگر طاقتور خوردبین سے

سے دیکھا جائے۔ تو بے شمار کیڑے اُس کے اندر رینگتے ہوئے نظر آئینگے
یہ ہر جگہ۔ ہر وقت اور ہر شے میں ہیں۔ اور جگہ وقت اور شے کے موافق
اُن کے جسم اور شریر بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ انہی منڈلیوں کے اندر
پیدا ہوتے۔ کھیلتے اور کھپتے رہتے ہیں۔ تمہارے جسم میں ایشور
جانے کتنی تہیں ہیں۔ مَیں نے صرف پانچ تہوں کا بیان کیا ہے
لیکن تم خود نتیجہ نکال سکتے ہو۔ چمڑے کی تہہ۔ گوشت کی تہہ۔ خون
کی تہہ۔ چربی۔ دھاتو۔ ہڈی وغیرہ کی کتنی تہیں ہیں۔ ان سب تہوں
کے اندر کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو جیو جنتو سے خالی ہو۔ اگر
تم کو وہ نظر آ جائیں۔ تو دیکھ کر گھبرا جاؤ گے۔ لیکن یہ صحیح اور سچی بات
ہے۔ تمہارے سر میں۔ ہاتھ پاؤں میں۔ پیٹ میں۔ پیٹھ میں۔ ہڈیوں
میں۔ خون وغیرہ غرضیکہ ہر جگہ اور ہر شے میں جیو جنتو بھرے پڑے
ہیں۔ یہ سب برہمانڈ میں بھی ہیں۔ اور اسی نظر سے تم جیو کو چھوٹا برہمہ
کہہ سکتے ہو۔ اس کے سوا یہ تمہارا چمڑے کا جسم خود کیا ہے؟ تم چمڑے
کو چکنا سمجھتے ہو۔ اور برابر ایک طرح کا خیال کر لیتے ہو۔ یہ ایسا نہیں ہے
اُس کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ میں بے شمار مکان اور کوٹھڑیاں تم کو
بنی ہوئی نظر آئیں گی۔ کوٹھڑیوں کے اندر کوٹھڑیاں۔ مکانوں کے اندر
مکان! کوئی کہے بھی تو کیا کہے۔ عقل کو حیرانی اور پریشانی ہوتی ہے۔ اور
یہ سب کے سب جیو جنتو سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں
کہتا ہوں۔ کہ یہ تمام غلاف۔ کوش اور تہہ سرشٹی کے بے شمار منڈل
ہیں۔ یوگیوں نے صرف خاص پانچ کوش سمجھانے بجھانے کی نظر سے

لے لئے ہیں۔ اور انہیں تک اپنے مطالعہ اور مشاہدہ کی نظر کو محدود رکھا ہے۔ آنکھ ناک کان وغیرہ کوئی بھی تو جیو جنتو سے خالی نہیں ہیں ؛

نند و بھائی نے کہا۔" سچ ہے بھگون! عقل اسے صحیح تسلیم کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ ہر جیو۔ بیشمار جیو جنتوں کے رہنے کا بھنڈار ہے۔ اب ان پانچ کوشوں سے یوگ کے تعلقات کو اختصار کے ساتھ سمجھائیے۔ کیونکہ یوگ کا مضمون آپ نے بارہا ست سنگ میں ہمارے ذہن نشین کرایا ہے۔ ان کے تمام پہلوؤں کی جانب اس وقت نظر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ کافی وقت ہے۔ جو بات کہئے۔ نئی کہئے۔ جو ہم نے پہلے نہ سنی ہو۔ تاکہ یوگ کی اہمیت ذہن نشین ہو۔ اور ساتھ ہی ویدانت کے ساتھ اس کی نسبت کا علم بھی ہوتا چلے ؛

دیال بولا۔" نہ یہاں کوئی شے پُرانی ہے۔ نہ نئی ہے۔ جو تم پہلی دفعہ سُنتے ہو۔ وہ نئی معلوم ہوتی ہے۔ جو کئی دفعہ سُن چکے ہو۔ وہ پُرانی محسوس ہوتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے۔ خیر! میں تمہارے اس نوعیت پسند اور تازگی پسند دلی جذبہ کی تعظیم کرتا ہوں۔ اور پانچ کوشوں کی نظر سے یوگ کی پانچ قسمیں تمہارے ذہن نشین کراتا ہوں۔ انہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ لیکن اس موقعہ پر نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہوں۔ اسے دیکھ لو۔ پھر اس کے بعد یوگ کی متعدد شاخوں پر دچار ہوتا چلا جائیگا ؛"

اور دیال نے پنسل سے کاغذ پر یہ نقشہ کھینچ کر دکھایا ؛
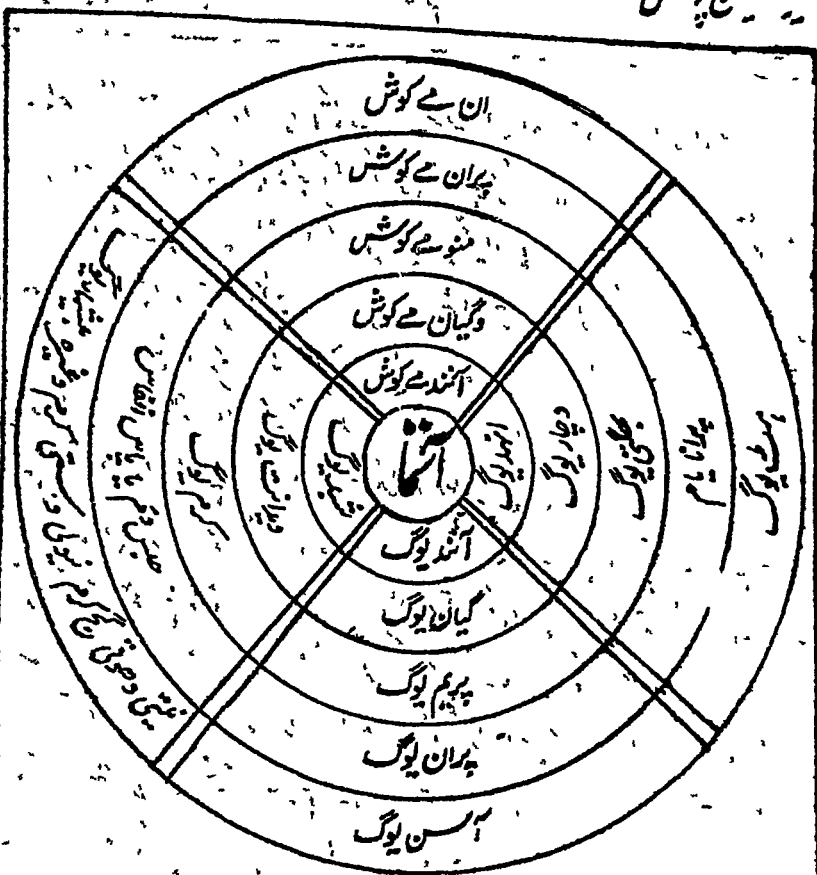
اِس نقشہ کو بغور دو تین مرتبہ دیکھ لو۔ تاکہ کوشوں کے ساتھ مختلف قسم کے یوگ کی نسبت تمہاری سمجھ میں آجائے۔ تب یہ مضمون ایک طرح پر بالکل نیا اور دلچسپ ہو جائیگا۔ اور ویدانت کی نظر بنا لینے سے اُن کی ماہیت خوب سمجھ میں آجائیگی۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "میں نے اسے بغور دیکھ لیا۔ اور جو آپ میرے ذہن نشین کرائیں گے۔ وہ سب ذہن میں آگیا ہے"

تیسری کلا

یوگ کے ادھکاری

نند و بھائی بولے۔ "سب سے پہلے آپ اس ان مے کوشش یا جسم سے متعلق یوگ کا ذکر کیجئے۔"

دیال نے کہا۔" اس قدر تیزی اور جلدی کے ساتھ سوال کہنے کی عادت درست نہیں ہے۔ عمارت بنیاد پر قائم کیجاتی ہے۔ بغیر بنیاد کے کوئی عمارت تعمیر نہیں ہوتی۔ قبل اس کے کہ تم کو یوگ کا علم دیا جائے۔ یہہ ذہن نشین کرانا لازمی ہے۔ کہ یہ اس کے ادھکاری کون ہیں! بغیر ادھکار کے علم مفید ثابت نہیں ہوتا۔ انسان دُنیا میں تین طرح کے ہیں۔ مُوڑھ۔ چنچل۔ اور اگیانی۔ مُوڑھ وہ ہیں۔ جو بالکل جسم کے ساتھ بندھے ہوئے اُسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سُست۔ کاہل اور اپاہج۔ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے جسمانی یوگ کی تعلیم مفید ہوتی ہے۔ دُوسرے وہ ہیں۔ جو چنچل ورتی والے ہوتے ہیں۔ گو ایک طرح کسی حد تک وہ جسم کے خیال سے اُونچے تو چڑھ گئے ہیں۔ لیکن دل کے قید و بند میں ویسے ہی پھنسے ہوئے ہیں۔ جیسے پرند پنجرے کے اندر رہتا ہُوا تڑپتا اور پھڑپھڑاتا رہتا ہے۔ یہ کبھی دُکھی ہیں کبھی سُکھی ہیں۔ کبھی جد و جہد میں لگے رہتے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ پریشان۔ حیران اور فکرمند رہتے ہیں۔ یہ مانسک یوگ یعنی دلی شغل کے ادھکاری ہیں۔ تیسرے اگیانی یہ وہ لوگ ہیں۔ جو پڑھے لکھے۔ عالم عاقل۔ دانشمند اور صاحب تدبر اور

تیسری کلا

صاحب رائے ہیں - لیکن ان کو گیان سے تعلق نہیں ہے - یہ اگیان
میں پھنسے ہوئے ہیں - ان کے لئے گیان یوگ مفید ہے - "
نندو بھائی بولے - ان تینوں کو آپ بندھن اور قید و بند میں پھنسے
والے کہتے ہیں - یہ کس نظر اور کس رعایت سے ہے ؟"
دیال ہنسا " ابھی تک تو تم کو یوگ کا خیال تھا - اب اس نئے
سوال میں تمہارے لئے نئی اور خاص قسم کی دلچسپی پیدا ہو گئی - ایسا ہی
ہوتا ہے - اب اپنے سوال کا جواب سنو :-
انسان میں تین طرح کے جسم ہوتے ہیں ستھول - سوکشم - اور
کارن (خواہ کثیف - لطیف اور الطف)
ستھول شریر وہ ہے - جو جاگرت اوستھا یعنی حالت بیداری میں
کام کرتا ہے - اور جس میں کرم اور گیان اندریاں وغیرہ پروئے - اور
گتھے ہوئے ہیں - اس جسم میں دو جسم شامل ہیں - ایک ان مے کوش
دوسرا پران مے کوش ٭
دوسرا سوکشم شریر ہے - اور وہ وہ ہے - جو سپن اوستھا یعنی
حالت خواب میں کام کرتا ہے - اور جس میں سوکشم اندریاں ہیں کیونکہ
اس حالت میں ان کی موجودگی کا علم ہوتا ہے - اس جسم میں بھی دو
جسم شامل ہیں - ایک منو مے کوش اور دوسرا وگیان مے کوش یعنی
یہ من اور بدھی سے بنا ہوا ہے - یہی سوکشم شریر کہلاتے ہیں - زیادہ تر
ویدانتی من ہی کو سوکشم شریر کہتے ہیں - لیکن یہ من بدھی سے جدا نہیں
ہے ٭

تیسرا کارن شریر- اور وہ وہ ہے - جو سوشپتی اوستھا- (یعنی گہری نیند) میں کام کرتا ہے- اس میں صرف ایک پردہ ہے - جسے آنندمے کوش کہتے ہیں - اور اس آنند میں جاکر سونے والا آنند کے زیر اثر آکر سب کچھ بھول جاتا ہے - اور اس پر ایسے تیبری طاری ہوتی ہے - جس کی وجہ سے اسے اگیان کی حالت بھی کہتے ہیں -

جن تین طرح کے بندھن والے قیدیوں کا ذکر کیا گیا - وہ انہیں تین قسم کے دیہہ یا جسم کی رعایت سے ہے ؛

جس نے جسم کو اپنا مرکز بنالیا ہے - وہ موڑھ ہے - اور جسم کے کھانے پینے کے سوا اسے اور کسی بات کی طرف دھیان نہیں ہوتا - یہ حیوانیت کے طبقہ میں ہے - جو نہایت سفلی طبقہ کہلاتا ہے - اس طبقہ سے اوپر آنے کے لئے - دو قسم کے یوگ مفید ہیں - ایک ہٹ یوگ - دوسرا پران یوگ ہٹ سے قوت ارادی پیدا ہوگی - یہ جسم قابو میں آجائیگا - بھوک - پیاس گرمی سردی - وغیرہ متضاد (دوند) حالتوں پر قبضہ حاصل ہوگا - اور تب پران یوگ کی قابلیت آجائیگی - پران پر قابو پالینے سے بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل ہوگی - اور جسم کی موڑھتا جاتی رہیگی - اب سوار کو گھوڑے پر سوار ہونے اور سوار رہنے کی جرأت رہیگی - پہلے گھوڑا سوار پر سوار رہتا تھا - اب گھوڑا سوار کے رانوں کے تلے رہیگا - اور ایڑ لگا لینے پر جیسی چال وہ چاہیگا چلائیگا اور چلا سکیگا - یہ ہٹ یوگ کا فائدہ ہے ؛

جس نے دل کو اپنا مرکز بنالیا ہے - وہ دل والا آدمی تو ہے - لیکن چنچل ہے - صاحب دل نہیں ہے - وہ دلی جذبات کا غلام ہے

بعض وقت دلی تخیلات کے زیر اثر آ کر وہ اپنے جسم کی صحت تک کو بُری
طرح سے بگاڑ لیتا ہے۔ اُس کے پرپرزے خراب ہو جاتے ہیں۔ بیشمار
بیماریاں پیدا کر لیتا ہے۔ گرمی بڑھ جاتی ہے۔ خون خراب ہو جاتا ہے۔
جزام اور کوڑھ کی بیماری اُس کی زندگی کو تلخ کر دیتی ہے۔ دھاتو بگڑ جاتی
ہے۔ یہ چنچل جھگڑالو شخص اپنا آپ دشمن اور مہلک دشمن ہے۔ یہ دِل کا
غلام کہلاتا ہے۔ اس کے لئے مانسک یوگ کی تعلیم ہے۔ اور وہ اُس کا
ادھکاری ہے۔ بشرطیکہ اُسے اِس دِلی مرض سے نجات پانے کا
شوق ہو۔ اور جہاں اُس نے کام کرنا شروع کیا۔ ذاتی تجربات اور ذاتی
یقین اُسے روز بروز ترقی کی طرف لے جائیں گے۔ اور آخر میں وہ زندگی
کے مقصد کو پورا کر لیگا۔ اس سوکشم شریر میں دو غلاف یا دو تہیں ہیں
ایک منومے کوش کہلاتا ہے۔ دوسرا گیان مے کوش کہلاتا ہے۔ مانسک
یوگ میں کرم یوگ بھگتی یوگ اور گیان یوگ تینوں کا شمول ہے۔ پہلے
کرم اور بھگتی سے من کی چنچلتا دُور ہوتی ہے۔ اور من کے صاف ہو جانے
سے پھر گیان کوش کے ابھیاسی بننے سے وہ گیان یوگ یا ویدانت
یوگ۔ خواہ وچار یوگ کا ادھکاری ہوتا ہے۔ اور آخر میں یہ شخص یوگی
اور تمیز دار ہو جاتا ہے۔ اور گیانی کہلاتا ہے۔ اُسے شانتی نصیب ہوتی
ہے۔ قرار اور سکون کی حالت حاصل ہوتی ہے۔ مانسک یوگ کا
یہ فائدہ ہے ۔

جس نے کارن شریر کو اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ وہ خوش تو رہتا ہے
لیکن وہ بھی خوشی کا غلام ہے۔ اُس میں بھی محتاجگی ہے۔ اور بسا اوقات

... ہوں۔ اس اشلوک کو دوسرے شبد یوگ سے

میں نے تم کو اس طرح یوگ کے ساتھ یوگ شاستر کے ادھکاریوں کی تشریح کر دی۔ اب تم اور جو سوال کرو۔ میں جواب دوں۔"

نند و بھائی بولے: "کیا ان کے ادھکاریوں کی آپ کسی مثال سے وضاحت کر سکتے ہیں؟"

دیال ہنسا۔ "تم بھی عجیب غریب آدمی ہو۔ جو بات تم اچھی طرح سمجھتے ہو۔ اس کی مثال کیا دی جائے۔ اور میں ایسا آدمی کہاں تلاش کروں جس کا نام و نشان بتا کر تم کو سمجھاؤں۔ کہ یہ ایسی مثال ہے۔ خیر دوسرے ڈھنگ پر تم کو سمجھاتا ہوں۔ رام چندر جی مہاراج کی فوج میں تین طرح کے جنگجو سپاہی تھے۔ ریچھ۔ بندر اور راکشس۔ ان میں

سے ریچھ موڑھ تھا۔ جس میں تموگن کا حصہ زیادہ تھا۔ اور وہ آلسی اور سُستت کی مثال ہے۔ بندر چنچل تھا۔ جس میں رجوگن کا حصہ زیادہ تھا۔ اور وہ چنچل پنے کی مثال ہے۔ تیسرا راکشس اگیانی تھا جس میں ستوگن کا حصہ زیادہ تھا۔ اور وہ اگیانی کی مثال ہے۔ اگر ان مثالوں سے تمہاری تسلی ہو سکتی ہے۔ تو میں یہی میں پیش کر سکتا ہوں۔ ان کے سوا اور کسی کی مثال اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ تن یا جسم کے قید و بند میں رہنے والا ریچھ کی طرح ہے۔ دِل یا مَن کا ناچ ناچنے والا بندر کی طرح ہے۔ اور اپنے رُوپ کا نہ پہچاننے والا راکشس کی طرح ہے۔ ان میں سے راکشس بمقابلہ دونوں کے بہتر ہے۔ جسم پرست کے لئے ہٹ اور پران یوگ ہے۔ دِل کے اُلجھن میں پڑے ہوئے کے لئے کرم اور بھگتی یوگ ہے۔ اور اگیان سے گھبرائے ہوئے کے لئے گیان یوگ ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔

نند و بھائی بولے۔ "راکشس کی آپ نے بڑی زبردست تعریف کی ہے۔ کیا اگیانی سچ مچ راکشس ہوتے ہیں؟ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ رام چندر جی کی فوج تین طرح کی تھی۔ لیکن اس کے بھید سے واقف نہیں تھا۔ آج اُس کا پتہ چلا۔ کہ حقیقت میں یہ شاعرانہ استعارہ کی باتیں تھیں"۔

دیال ہنسا۔ "شاعر اس قسم کی مشابہتوں سے کام لیتے ہیں۔ تاکہ ان کا مضمون سُننے والے کے دل میں گھر کر جائے۔ جو شخص اسی دُنیا کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ اور آتما کی طرف اُس کا

دھیان نہیں ہے ۔ اس کے لئے راکشس سے بہتر اور کیا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے ؟ راکشس سنسکرت مادہ 'رکش' (حفاظت کرنے) سے نکلا ہے ۔ جو اسی جسم اور دُنیا کی رکشا (حفاظت) میں لگا رکھے ۔ اور آتما کی طرف دھیان نہ دے ۔ وہ راکشس (دُنیا پرست) ہے ۔ اور وہ اگیانی ہے ۔ اور جب اِس اگیانی کا خیال آتما کی طرف رجوع ہو ۔ اور اُس کے جاننے کا خواہشمند ہو ۔ تب وہ گیان کا ادھکاری ہوتا ہے اور گیان حاصل کر لینے پر اُس کا شمار دیوتاؤں میں ہونے لگتا ہے ۔ تم نے سُنا ہوگا ۔ رامائن کے زمانہ میں دُنیاوی ترقی اور تہذیب کی نظر سے کوئی قوم لنکا والوں سے زیادہ ممتاز نہیں تھی ۔ اور وہ اسی دُنیا کے لئے سب کچھ کرتے تھے ۔ اور سب کو اپنا مطیع بنا لیا تھا ۔ اِس نظر سے آریہ اُن کو راکشس کہتے تھے ۔ اس کے سوا راکشس کے لغوی معنے اور کیا ہو سکیں گے ۔ ہاں مجازی معنی بہت سے ہو سکتے ہیں ۔ جو ایک حاسد ۔ رقیب اور دشمن گروہ اپنے مخالف کے شان میں استعمال کر سکتا ہے "

چوتھی کلا

رسفلی یوگ جن کا تعلق جسم اور اُس کے حرکات پر قابو پا لینے اور اس کے نتیجہ سے ہے ۔

(۱) ہٹ یوگ (بالاختصار) ان مے کوش کا سادھن

نند و بھائی نے کہا ۔ " آپ نے یوگ ۔ اور اُن کے ادھکاریوں

کے بالترتیب نام بتا دیئے۔ بڑی مہربانی کی۔ کم از کم اس قدر تو سمجھ میں آ گیا کہ ہر ایک کا ادھکاری جُدا جُدا ہے۔ ورنہ ممکن تھا۔ ہم غلط فہمی میں پڑے رہتے۔ اور یوگ کی تمام قسموں کی ایک مُراد سمجھتے۔ دُنیا میں دراصل یہ دیکھا جا رہا ہے۔ کہ سب کی قابلیتیں جُدا جُدا ہیں۔ اور ایسے لوگ بھی ملتے ہیں۔ کہ جن کو جا ہے۔ پہلے کسی یوگ کی تعلیم نہ ملی ہو۔ اُنھوں نے یوگ کا نام بھی نہیں سُنا ہے۔ لیکن ایسے کام کر گذرتے ہیں۔ کہ لوگوں کو حیرت ہوتی ہے۔ اِس میں کیا راز چھپا ہے؟"

دیال نے کہا: "یہ معمولی سی بات ہے۔ راز یہ ہے۔ کہ ان میں سے سب نے پہلے جنم میں بہت سے کام کر لئے ہیں۔ جس کے سیکھنے سکھانے کی اُن کو ضرورت نہیں ہے۔ زندگی کے ہر حصّوں میں ایسے آدمی کبھی کبھی نظر آ جاتے ہیں۔ بچپن ہی میں خاص طرح کی قابلیتیں اُن میں ہوتی ہیں۔ جن کا مقابلہ ہوشیار سے ہوشیار آدمی نہیں کرسکتے۔ سمجھ بوجھ منطق۔ گیان۔ موسیقی۔ ریاضی اور مختلف علوم کے ماہر اکثر ایسے بچے ملتے ہیں۔ جو بڑوں بڑوں کے کان کاٹتے ہیں۔ ان کو ابتدائی اشغال میں پھنسانا اُن پر ظلم کرنا ہے۔ یوگ میں بھی بہت سے لڑکے تم کو ملینگے جو مشتاق یوگیوں سے بھی زیادہ ہوشیار ہیں۔ وہ بغیر کسی کے سکھائے ہوئے سمادھی لگا سکتے ہیں۔ اُن کا ذکر میں یہاں نہیں کرتا۔ وہ غیر معمولی ہوتے ہیں۔ یہاں صرف معمولی ادھکاریوں کا ذکر ہے۔ جن میں شوق اور طلب کا جذبہ پیدا ہُوا ہے۔ اور وہ تعلیم تکمیل اور تخیل کے محتاج ہیں۔ ان میں بھی ہر قسم کی طاقتوں کا امکان ہے۔ لیکن وہ حرکت پانے

رغبت دلانے اور سکھائے جانے کے محتاج ہیں۔ اُن کی طاقتیں مجہولیت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور گورو کے ملنے سے وہ کھُل کھیلنے پر آ جائیگی۔ یہ یاد رہے۔ جتنے انسان تم کو نظر آتے ہیں۔ سب کے سب بلا استثنا برہمہ کی موُرتیں ہیں۔ صرف اُن کے جوہر پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور پردوں کے ہٹانے اور ہٹا دئے جانے سے وہ بھی کامل ہو سکتے ہیں کمال کہیں باہر سے نہیں آتا۔ ان میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ وہ دبا ہُوا ہے۔ پردوں کو ہٹا دو۔ اور وہ اپنے لامثال جلال اور جمال میں نمایاں ہو جائیگا۔ یوگ کا مقصد صرف یہ پردے ہٹا دینا ہے۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اب اگر تم چاہو۔ تو میں ترتیب کے ساتھ ان کی قسموں کو درجہ بدرجہ تم کو سمجھا دُوں"۔

نند و بھائی بولے۔ "بیشک اب ایسا ہی کیجئے۔"

دیال نے کہا۔ سب سے پہلے میں ان مے کوش کے یوگ پر تم کو خیال دیتا ہوُں۔ یہ سب سے نچلا پردہ ہے۔ یہ کثیف قسم کی جسمانیت ہے۔ جو اس کی سستی۔ کاہلی اور بیکاری سے اُکتا کر اس پر غالب آنے کا شائق ہے۔ وُہی اُس کا ادھکاری ہے اس یوگ کو مجموعی اور مشمولی طور پر 'ہٹ یوگ' کا عام نام دیا جاتا ہے۔

ہٹ یا ہٹھ سنسکرت زبان میں جبر۔ سختی۔ اور زور کو کہتے ہیں جب تک ان سے کام نہیں لیا جاتا۔ تب تک یہ جسم قابو میں نہیں آتا۔ اصلی مقصد تو اس کا قوتِ ارادی کو پختہ اور مستحکم بنانا ہے۔ جب تک انسان کی قوتِ ارادی پختہ نہ ہو۔ تب تک اُس سے دُنیا کا کوئی کام

دِل کو نفی کے خیال سے پاک کر دو۔ یم ہو گیا۔ دل نے اثبات کے خیال کو اختیار کر لیا۔ نیم ہو گیا۔ "ہم سُست نہ رہیں گے۔ یہ یم ہے۔ ہم چُست رہیں گے۔" یہ نیم ہے۔ اور سوا خیال دلانے کے اور کچھ نہیں ہیں۔ رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں باتوں کا بتنگڑا نہیں بنایا جاتا۔ گورو کا حکم ہے۔ ست سنگ کرو۔ اور اَست سنگ نہ کرو۔ یہ نیم اور یم ہو گیا۔ اور جو باتیں اور جگہ بہ مشکل برسوں میں حاصل نہیں ہوتیں۔ وہ ست سنگ میں دنوں اور ہفتوں میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور ست سنگ میں عملی زندگی کی بنیاد خود بخود سہولیت اور آسانی سے پڑ جاتی ہے۔ روز روز کے بچن اور کلام سنتے رہنے سے دل میں خود بخود صفائی آتی جاتی ہے۔ طبیعت اچھی باتوں کو اختیار کرنے اور بُری باتوں کو چھوڑنے لگتی ہے۔ یہ عملی نیم یم ہے۔ یہ یہاں ابتدائی ہٹ یوگ کی تعلیم ہے"۔

ہٹ یوگ کا دوسرا شغل آسن ہے۔ آسن کہتے ہیں بیٹھنے کی وضع کو۔ چاہے وہ عام ہو۔ چاہے خاص ہو۔ ہٹ یوگ کی کتابوں میں چوراسی یا اس سے بھی زیادہ قسموں کے آسن دیئے گئے ہیں جن کی مفصل فہرست شیوبرت لال جی کی مصنفہ کتاب موسومہ سہج یوگ میں ملے گی۔ اُسے پڑھ لو۔ اور تم کو اطمینان ہو جائیگا۔ میں کیوں تمہارا زیادہ وقت لوں۔

اس آسن کی غرض صرف ایک پہلو پر زیادہ دیر تک بیٹھا رہنا ہے پہلو بدلتے یا بدلتے رہنے سے دل کی یکسوئی میں فرق آتا ہے۔ اور نہ

خیال متحد ہوتا ہے - نہ کہنے والے کی بات جوں کی توں سمجھ میں آتی ہے - اس لیئے اس ایک آسن پر بیٹھنے کی ضرورت ہے ٭
ہٹ یوگ کے آسن - پدم آسن - ویر آسن - کئی کئی طرح کے ہیں - جن کے شاغل اس ملک میں کبھی کبھی بکثرت نظر آجاتے ہیں اُن میں کمال ضرور ہے - جو دیکھنے والوں کی حیرت کے باعث ہوتے ہیں - جسم کے تمام پرزے ان کے قابو میں آجاتے ہیں - اور وہ جس طرح چاہیں - جسم کو موڑ مروڑ کر ایک وضع پر زیادہ دیر تک بیٹھ سکتے ہیں یہ سب تو ہوا - لیکن جو ہٹ یوگ کے آسن کا اصلی مقصد تھا - وہ فوت ہو گیا - شاغل یہاں ہی تک محدود رہ گیا - دھوکے میں پڑا - اور اُس کے لئے آمد و ترقی کا راستہ رُک گیا - یہ افسوس کی بات ہے ٭
ست سنگ میں یہ آسن یوگ کیسی سہولیت کے ساتھ سدھ اور مکمل ہو جاتا ہے - جس وقت ست سنگی بچن سُننے لگا - اگر وہ سچا ہے اور بچن کی طرف دھیان رکھتا ہے - تو وہ بھول کر بھی آسن کے پہلو نہ بدلیگا - ورنہ بات کی مُراد کبھی ذہن میں نہ آسکیگی - ہاں اگر لے توجہ ہو تو اس کے لئے ہم کیا کہیں - وہ جیسا ہے - ویسا ہے - تم بھی سمجھتے ہو - اور میں بھی سمجھتا ہوں - اس طرح ست سنگ میں بآسانی یہ مسئلہ بھی عملی طور پر حل ہو جاتا ہے - اور اُس کی غرض کی تکمیل ہو جاتی ہے - ایک شخص کسی خاص وضع پر بیٹھ گیا - چت ایک طرف لگ گیا - جسم کے حرکات و سکنات پر نادانستہ قابو مل گیا - اور ساتھ ہی دل کو بھی بچن یا کلام میں متحد (ایکاگر) ہونے کا موقع مل گیا - - - - - - - -

.... آسن کا مطلب
صرف اتنا ہی ہے - اور ست سنگ بآسانی اس کے حاصل کرنے
میں مددگار ہوتا ہے - اس کے سوا آسن کی کوئی اور غرض نہیں ہے
جو لوگ اُسے ایک خاص قسم کا کرتب بنا کر مختلف آسنوں کا ابھیاس
کرتے ہیں - یہ ان کا ہنر ہو جاتا ہے - اور اس پر مجھے بحث نہیں ہے
لیکن اصلی غرض جو تھی - وہ میں نے تمہارے ذہن نشین کر دی ہ
ہٹ یوگ کی ایک یہ بھی غرض ہے - کہ جسم تندرست رہے -
بیماری نہ ہو - ورنہ مقصد ہاتھ سے جاتا رہیگا - غیر تندرست یا بیمار
جسم دل کو غیر تندرست اور بیمار بنا دیگا - اور جسم کی حیرانی اور پریشانی
سے دل بھی حیران اور پریشان ہو جائیگا - پھر یہ حیران اور پریشان دل
کیا خاک سمجھ سکیگا! اس لئے مقصد ہاتھ سے چلا جائیگا - کام تو دل
ہی کو کرنا ہے - اور کام دل ہی سے لینا ہے - یہ بگڑ گیا - اور اس کے
ساتھ سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا - اور نتیجہ کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں ہ
اس تندرستی کے لئے اور بیماریوں پر غالب آنے کے خیال سے
ہٹ یوگی مختلف قسم کے سادھن (عمل) کرتے ہیں - نیتی - دھوتی -
مدرا - گج کرم - وستی کرم وغیرہ وغیرہ - کیا تم جانتے ہو - یہ سب تم کو
بتاؤں؟ نہیں - اگر شوق ماننے کا ہو - تو شیوبرت لال جی کی ضخیم
کتاب سہج یوگ پڑھ لو - اور ان سب کی تفصیلی صراحت اس میں
مل جائیگی - اس موقعہ پر میری زبانی صرف ان کا مقصد سمجھو - اور بس!
ان سب کا مقصد جسم کو تندرست اور بیماری کے خطرات سے

محفوظ کرتا ہے ؛

بیماری تین طرح کی ہوتی ہے - بلغمی - صفراوی اور سوداوی (کپھ - وایو اور پت) ان کی کثرت سے یا ان کی کمی سے یا ان کے بگڑنے سے بیماری آتی ہے - ان کا علاج نیتی دھوتی - وستی وغیرہ سے ہوتا ہے ان سے بس اتنی ہی غرض ہے - تاکہ ان مے کوش میں خرابی نہ رہے۔

اب میں کہتا ہوں - یہ بات ہے - ست سنگ سے بآسانی ممکن ہے - یہ تو تم نے سمجھ لیا - کہ ست سنگ میں کیسی سہولیت کے ساتھ یم - نیم اور آسن ہوتا ہے - آسن کس طرح جسم کے حرکات اور سکنات کی روک تھام کرتا ہے - سچا ست سنگی سچا ست سنگ کرتا ہوا ایک آسن پر جم کر بیٹھا ہوا - گرمی سردی - بھوک پیاس - امید ناامیدی وغیرہ کو کیسے بھول جاتا ہے - اسے وقت تک کا خیال تو رہتا نہیں - وہ نہیں جانتا کہ وقت کیسے آیا - اور کیسے گزر گیا - رات دن کے ایسے ست سنگ سے بھوک پیاس - گرمی - سردی وغیرہ سب کا خیال دل سے جاتا رہتا ہے - اور طرح سے چاہیے برداشت کی طاقت نہ بھی آتی لیکن یہاں آسانی سے یہ مرحلہ حل ہو جاتا ہے - اور تم سمجھ سکتے ہو روزانہ مشاقی کرنے اور کرتے رہنے سے کیسے عادات کی گرفت ہوتی ہیگی - اور کیسی آسانی سے دل کی تربیت اور تادیب ممکن ہوگی - عادت ہی کو بدلنا ہے - یہ عادت جیسے بنی ہے - ویسے ہی بگڑیگی بھی بلکہ اسے بگڑنا نہ کہو - بلکہ یوں کہو - کہ وہ سدھریگی بھی ؛

اب رہ گیا جسم کے تندرست رہنے کا خیال - یہ تم بآسانی سمجھ

سکتے ہو۔ کہ اگر دل اچھا ہے۔ تو جسم ضرور ہی اچھا رہیگا۔ خراب دل جسم کو خراب کرتا ہے۔ بیماری کی جڑ دل میں ہے۔ بیمار دل جسم کو بیمار بناتا ہے۔ ست سنگ میں برے خیال نہ دیئے جاتے ہیں۔ نہ ان کی مشاقی ہوتی ہے۔ برعکس اس کے اچھے خیال دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کی ناوالستہ مشاقی کرائی جاتی ہے۔ اور جب دل اچھا ہوگیا۔ تو پھر جسم کیسے برا ہونے لگا! یہ معمولی سمجھ کی بات ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص زیادہ عمر تک جینا چاہتا ہے۔ زیادہ طاقتور ہونا چاہتا ہے۔ تو دوسری بات ہے۔ وہ ویسے عمل کرے۔ اور خاص خاص قسم کے ہٹ یوگ کو دل دے۔ اور ان سے تعلق پیدا کرے۔ لیکن وہ یوگ کا اصلی مقصد نہ ہوگا۔ اصلی مقصد تو سمادھی کی حالت حاصل کرنا ہے۔ سمادھی کہتے ہیں سم کے دھارن کرنے کو۔ اگر سم کی حالت حاصل ہوگئی یا ہو رہی ہے تو غرض کی تکمیل ہو رہی ہے۔ اس سم کی حالت ہی کا نام برہمہ ہے۔ زیادہ عمر لے کر کوئی کیا کریگا۔ کیا بڑ کا درخت بننا ہے! تین تین چار چار ہزار یا اس سے بھی زیادہ برسوں کے بڑ کے درخت دنیا میں موجود ہیں۔ اس قدر زیادہ عمر پا لینے سے کیا ہوا؟ کیا ان کو برہمہ کا ساکشاتکار ہوگیا؟ نہیں۔ بالکل نہیں۔ اسی طرح زیادہ عمر تک جینا یہ یوگ کی اصلی معراج نہیں ہے۔ کوئی ست سنگی اگر باقاعدہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ تو سو برس کی زندگی اس کے لئے کافی ہے اس سے زیادہ کی ہوس کرنا غلطی ہے ۞

غرضیکہ انسان کو معراج خیال۔ اشٹ یا آدرش کی طرف توجہ رکھنا

ہے۔ اور اُسی کی تکمیل کرتا ہے۔ اور وہ آسانی سے ست سنگ میں حاصل ہو جاتا ہے ٭

ہٹ یوگی بہت تھوڑی غذا کھاتے ہیں۔ اور تندرست بنے رہتے ہیں۔ لوگ زیادہ کھاتے ہیں اور بیماری مول لیتے ہیں۔ غذا صرف اُتنی ہی چاہیئے۔ جو زود ہضم اور جسم کی پرداخت کے لئے کافی ہو۔ اُس سے زیادہ مُضر ہے۔ عام ست سنگی بھی ایسا ہی کرتے ہیں ٭

تراٹک یا درشٹی سادھن کرنے سے ہٹ یوگیوں کی قوتِ بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ شبد سادھن سے وہ دُور دُور کی آواز کو سُن سکتے ہیں۔ غرضیکہ اور کئی قسم کے سادھن ہیں۔ جن سے گیان اندریاں زیادہ زوردار بنجاتی ہیں۔ جو جس اندری کا زیادہ عمل کریگا۔ اُسی کا اُسے فائدہ ہوگا ٭

یہ ہٹ یوگ صرف وہاں تک ضروری ہے۔ جہاں تک پران یوگ یا پرانا یام کرنے کی اُس میں طاقت نہ آجائے۔ جس کا میں آگے چل کر بیان کرونگا ٭

پانچویں کلا

سفلی یوگ جس کا تعلق پران یا وایو کے روک تھام سے ہے

(۲) پران یوگ (یا اختصار) پران مے کوش کا سادھن

دیال بولا۔ "ان مے کوش کے سادھن کا میں ذکر کر چکا۔ ان کہتے ہیں غذا کو۔ مے کہتے ہیں چلنے پھرنے کو۔ کوش نام ہے غلاف کا۔ ان تینوں لفظوں سے مجموعی مُراد غذا سے متحرک غلاف سے ہے۔

یا مے کہتے ہیں۔ بھرے ہوئے کو۔ غذا سے بھرے ہوئے غلاف کا نام ان مے کوش ہے۔ جو یہ سب سے اوپر چڑھے والا جسم ہے۔ اُس کا دار و مدار غذا پر اور غذا سے ہے۔ اس لئے اُس کا نام ان مے کوش ہے۔ اور اگر عام طور پر اس کے معنے لئے جائیں۔ تو غذا کی باقاعدگی اور انتظام پر جس کا انحصار ہے۔ اُس کا نام ان مے کوش ہے۔ اور اُس غذا سے اُس کی ابتدا ہوتی ہے۔ جو ماں باپ کھاتے ہیں۔ اور اس سے جسم کی صورت میں بن کر جو بطور وراثت لڑکے کو بہ حیثیت جسم ملتا ہے اور جسم کی پرورش بعد کو اسی طرح غذا سے ہوتی ہے۔ جس کے مکان کے دیواروں کی مرمت ہوتی رہتی ہے۔ یہ غذا کے قاعدہ پر رکھنے سے مضبوط تندرست اور کام کا بنا رہتا ہے ÷

پران مے کوش دوسرا غلاف ہے۔ جو پران سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس ان مے کوش کے اندر ہے ÷

پران کے معنے سنسکرت زبان میں کئی ہیں۔ مثلاً (۱) بھرا ہوا۔ (۲) سانس (۳) حرکات تنفس (۴) زندگی۔ (۵) قوت (۶) برہما (۷) برہمہ (۸) پانچ پران (۹) ہوا۔ وغیرہ وغیرہ ÷

یہاں خاص کر جسم کے اندر جو وایو یا ہوا بھری ہوتی ہے۔ اُس سے پران مراد لیا گیا ہے۔ اور چونکہ اُس پر زیادہ تر جسم کے حرکات اور سکنات اور اُس کی کمزوری اور طاقت کا انحصار ہے۔ اس لئے اُس کے باقاعدہ رکھنے کا نام پران لوگ ہے ÷

اس یوگ کو عام طور پر پرانا یام کہتے ہیں۔ پرانا یام سنسکرت

زبان کے دو لفظ پران (ہوا یا سانس کی حرکت) اور یم (روک تھام) سے بنا ہے۔ سانس کے روک تھام اور باقاعدگی ہی کو پرانا یام سمجھنا چاہیئے۔ اس کے سوا اور اس سے کوئی مراد نہیں ہے۔"

یہ تو تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ جسم کی حرکت اس پر موقوف ہے۔ اور جسم کی سستی اور چستی کا دارومدار اسی پر ہے۔ لیکن اس کی اہمیت یہاں ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی کچھ زیادہ ہے۔ تھک جانے پر سانس زیادہ ہو جاتی ہے۔ یا دوڑنے پر وہ تیز ہو جاتی ہے۔ سست بیٹھنے پر سست رہتی ہے۔ صحت اور بیماری کی حالت میں اس کی حرکت میں فرق ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی کمی بیشی سے ان پر بہت اثر پڑتا ہے۔

"یوگیوں نے صدیوں کے تجربے کے بعد یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اگر پران کی روک تھام اور باقاعدگی کا خیال رکھا جائے۔ تو بہت درجہ تک انسان کی صحت قائم رہ سکتی ہے۔ اور وہ زیادہ دنوں تک زندہ رہ سکتا ہے۔ یہاں اس خاص موقعہ پر پران یوگ کی اہمیت صرف اسی قدر ہے۔ اور اسی کی طرف تم کو توجہ رکھنا ہے۔"

"اس پران سے جسم کا جسمانی کل حرکت میں رہتا ہے۔ اگر یہ کہیں رک گیا۔ تو طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں۔ قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جنہیں طبی اصطلاح میں ریاح وایو وکار وغیرہ کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس پران کی کمی بیشی کے راز کو سمجھ لے۔ تو ان سے نجات پا جاتا ہے۔ یوں تو قدرتی طور پر ہم سب میں وہ اصولاً کام کیا کرتا ہے

لیکن تجربہ کہتا ہے - کہ بمقابلہ انسان کے حیوانات کو اس کی عملی سمجھ زیادہ ہے - اُن کی اس سمجھ کی بنیاد کو ذہانت سے تعلق نہیں ہے - وہ فطرتاً اُسے کرتے رہتے ہیں - کُتّے - گھوڑے - بلّی اور دوسرے جانور اس سے عجیب عجیب کام لیتے ہیں - اگر کان میں پران کی کمی محسوس ہوئی - تو وہ فوراً اپنے کانوں کو پران سے بھر کر کھڑا کر لیتے ہیں - پھڑ پھڑاتے ہیں اور پھر پران قاعدہ میں آجاتے ہیں - اسی طرح پران کی کمی بیشی کے وقت وہ اور عضو سے بھی کام لینے کے مشاق ہوتے ہیں - دُم کو کھڑی کر کے اُسے بھرتے اور کم کرتے ہیں - لوٹ پوٹ کر پران کی کمی بیشی پر حاوی ہو جاتے اور اُسے اعتدال پر لاتے ہیں - سانپ اسی حرکات تنفس کی مدد سے کبھی دُبلا اور کبھی پتلا ہو جاتا ہے - ناگنی اسے باقاعدہ کر کے اکثر اپنے جسم کو سادھ کر چھوٹی جگہ میں چلا جاتا ہے - گرگٹ اس کی مدد سے رنگ بدلتا رہتا ہے - کچھوا اسے روک کر برسوں زمین کے اندر بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے - یہی کیفیت مچھلی کی ہے - یہ سب پران کے اصول کی عملی سمجھ رکھتے ہیں - اور اس پر قابو پا کر بغیر غذا کے بھی بہت دنوں تک جی سکتے ہیں - لیکن یہہ کیفیت انسان کی نہیں ہے - وہ تعلیم کا محتاج ہے - پران کے بس میں لانے کی تعلیم جہاں تک میرا خیال ہے - انسان نے حیوانات ہی سے سیکھا ہو گا - یہ خیال ہے - ممکن ہے - صحیح ہو اور ممکن ہے غلط ہو - لیکن اس میں سچائی پائی جاتی ہے - اور ایسے لوگ اس ہندوستان میں اب تک ایسے موجود ہیں - جو اس کے بھید سے واقف ہو کر ہوا

کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں اور دنوں ہفتوں یا مہینوں تک بغیر اس کے محض اس پر گذارہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں ؛

جب پران جسم کے کسی حصہ میں رُک جاتا ہے۔ تو پھر وہ حصہ شوربند یعنی اور نکما ہو جاتا ہے۔ درد کرتا ہے۔ خون کی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور کئی طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں لیکن اگر اُسے پرانایام سے واقفیت ہے۔ تو وہ اپنی قوت ارادی سے کہیں پران کی دھار کو کم کر کے اور کہیں زیادہ کر کے جسم کے یعنی حصوں کو حرکت میں لاتا اور بآسانی بیماری سے نجات پا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اُسے تعلیم اور تربیت سے حاصل ہوتی ہے ؛

اس پران کی رفتار تین صورتوں میں ہوتی ہے۔ سانس کا اندر آنا۔ سانس کا باہر جانا اور سانس کا رُکنا۔ ان کو پران یوگ کی اصطلاحات میں ریچک پورک کمبھک کہتے ہیں اور یہ رعایت یا اُس رعایت کی شکل ایک خاص رعایتی اشارہ یا رعایتی لفظ 'اوم' کی صورت میں موجود ہے۔ ریچک کہتے ہیں خارج کرنے کو۔ پورک کہتے ہیں بھر لینے یا پورا کر لینے کو اور کمبھک کہتے ہیں بھر کر یا پورا کر کے سانس کے ٹھہرانے کو۔ اور اس عمل میں اُسی لفظ 'اوم' کے جاپ سے مدد لی جاتی ہے گویا وہ اس راز کی کنجی ہے۔ 'آ' خارج کرنا۔ 'وُ' جذب کرنا۔ اور 'م' روک رکھنا ہے۔ یہ لفظ برہمہ کا اسمِ رعایت کی وجہ سے اصلی نام کہا جاتا ہے۔ برہمہ میں بھی یہی تین طرح کے عمل موجود ہیں۔ تمام دُنیا سانس باہر نکالتی۔ سانس اندر لاتی۔ اور سانس کو اندر روک رکھتی ہے۔ اس سے

خیال دیا جانا کافی ہے۔ اس پران کا کچھ انگ راج یوگ میں لے لیا گیا ہے۔ اس کا بیان اب کرونگا۔ تاکہ پران یوگ کی بابت اگر کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو وہ اس بیان میں پوری کردی جائیگی +

تاہم یہاں اس قدر اور بھی جتا دینے کی ضرورت ہے۔ کہ پران صرف وائیو یا ہوا ہی کو نہیں کہتے۔ وہ زندگی کی قوت کی دھار ہے جس کی حرکت پر برہمانڈ کا تمام کاروبار موقوف ہے۔ ہماری سانس یا سانس کی حرکت اس کی ایک خاص قسم کی کثیف صورت ہے۔ یہ پران ہر وقت اس جسم میں متحرک رہتا ہے۔ یہ ہمارے اندر ان کے کوشش سے بھیتر ہے۔ اور یہ حرکات تنفس کی مدد سے اپنے آپ کو رونگٹوں کے سوراخوں سے باہر بھی کام کرتا رہتا ہے۔ اس کا زیادہ حصہ ناک یا نتھنوں سے جاری رہتا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا۔ کہ صرف ناک یا نتھنے ہی اس کے راستے ہیں۔ منہ سے بھی سانس لی جاتی ہے۔ اور رونگٹے رونگٹے سانس لیتے رہتے ہیں۔ اور یہ غیر مفید مادی اجزا کو باہر خارج کرتا رہتا ہے۔ اور ضروری مادہ کو باہر سے لاکر اندر داخل کرتا ہے۔ اور ان کو روک کر جسم کی پرداخت میں لگا رہتا ہے۔ جس پران یوگی کو اس پر اختیار مل جاتا ہے۔ تو اسے اتنی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ صرف ضروری اجزا کے لینے پر قادر ہوتا ہے، غیر ضروری کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ یہ عمل اسی طرح سے ہوتا ہے۔ جیسے عالم نباتات کی مخلوق یا معدنیات اور جمادات اپنی پرورش اور پرداخت کے ذریعے باہری دنیا سے کھینچ کھینچ کر باہر نکالتے ہیں۔ کبھی کبھی فاسد مادہ بھی کھینچ کر ان کو پیوند

ہو جاتا ہے۔ پران یوگی کو سمجھ ہے۔ کہ کس قسم کے سامان کی ضرورت ہے"
اس قدر کہہ کر دیال خاموش ہو گیا ٭

چھٹی کلا

مانسک یوگ جس کا تعلق دل یا دل کے روک تھام اور اسکے نتیجہ سے ہے
(۱) راج یوگ (بالاختصار) منومے کوش کا سادھن
نند و بھائی بولے۔" بھگون! استھول شریر کے دو انگ ان مے کوش اور پران یوگ ہوئیے۔ اور اُن کے دو سادھن ہٹ یوگ۔ اور پران یوگ کی معمولی سمجھ ہم کو مل گئی۔ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سوکشم شریر کی طرف دھیان دینا جس میں دو پردے منو مے کوش اور وگیان مے کوش ہیں۔ ان کو اُن کے اور نیز ویدانت کی نظر سے سمجھائیے ٭
دیال نے کہا۔ بہت خوب! استھول شریر کے دو کوش (غلاف) ان مے اور پران مے ہو گئے۔ اور اُن پر غالب آنے اور اُن کے چاک کرنے کی تدبیر بتا دی گئی ٭
اب سوکشم شریر کی باری ہے۔ پہلے کی طرح اس میں بھی دو پردے ہیں۔ ایک منومے کوش دوسرا وگیان مے کوش۔ منومے من ہے اور وگیان مے بدھی ہے۔ من اور بدھی دونوں ہی پردے ہیں۔ یہ آتما

پر حجاب ہیں۔ پہلے والے کثیف تھے۔ یہ دونوں لطیف ہیں۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے ؛

پہلے اس من پر غور کرنا اور اس پر غالب آکر چاک کرنا چاہیے۔

یہ من چنچل ہے۔ چنچل ہمیشہ وہ ہوتا ہے۔ جس میں دوپنا ہوتا ہے۔ جس میں دُبدھا ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ دُبدھا دوبدھی والے یا دو قسم والے کو کہتے ہیں۔ یہ کبھی اونچے جاتا ہے کبھی نیچے جاتا ہے۔ کبھی چُست ہے۔ کبھی سُست ہے۔ کبھی خوش ہے کبھی ناخوش ہے۔ کبھی نیک ہے کبھی بد ہے۔ کبھی گرم ہے کبھی سرد ہے۔ کبھی سخت ہے کبھی نرم ہے وعلیٰ ہذا القیاس ؛

یہ دونو متضاد حالتیں اس میں اُسی دُبدھا کے وصف کی وجہ سے ہیں۔ اور جس کی ایسی حالت ہو۔ اُس میں سکون قرار اور شانتی نہیں ہوتی اور جس میں یہ نہیں ہیں۔ وہ نہ حقیقت کی جانب مائل ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسے جان پہچان سکتا ہے۔ جھیل میں ہوا کے جھونکے کی وجہ سے لہریں اُٹھا کرتی ہیں۔ اور اس کے کنارے کے درختوں کے سایہ کا عکس اُس میں اچھی طرح نظر نہیں آتا۔ گو وہ اُس کے پانی میں ہمیشہ موجود ہیں۔ اُسی طرح یہ من بطور جھیل کے ہے۔ نفسانی خواہشوں کی ہوا کے جھونکوں سے وہ بھی لہراتا رہتا ہے۔ اور آتما کا عکس اُس میں نظر نہیں آتا۔ نظر تو اُس وقت آوے۔ جب اُس کے جذبات کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائیں۔ یہ ٹھہرنے میں نہیں آتے۔ بے پردے ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقت سمجھ میں نہیں آتی ؛

اس من کے قابو میں لانے کی تین تدبیریں ہیں:۔

ایک تدبیر تو یہ ہے۔ کہ اندریوں اور اندریوں کی خواہشوں کی روک تھام کی جائے۔ اور وہ فساد نہ مچانے پاویں۔ تب یہ ٹھہر جائیگا۔ اس عمل کا نام راج یوگ ہے۔ سنسکرت زبان میں راج کے اصلی معنے اور لغوی معنے قابو پانے۔ مغلوب کرنے اور غالب آنے کے ہیں۔ جس طرح راجہ اپنی سلطنت پر حاوی رہتا ہے۔ اسی طرح من کو دبوچا جائے۔ اور جب یہ مغلوب ہو۔ تب کام بنے۔ اسی وجہ سے اسے راج یوگ کا نام دیا گیا ہے ؎

دوسری تدبیر کرم ہے۔ کرم کہتے ہیں کام کو۔ یہ من کام میں لگا رہیگا۔ تب فساد نہ مچائیگا۔ کرم کرتے ہوئے یہ خود بخود یکسو ہو رہیگا۔ اس وقت اس پر غلبہ ملیگا۔ اس عمل کا نام کرم یوگ ہے۔ جس طرح بیکار آدمی کو کچھ نہ کچھ شیطنت سوجھتی رہتی ہے۔ ویسے ہی اس من کی کیفیت رہتی ہے۔ اور جس طرح باکار آدمی کو کام سے فرصت نہ ملنے کی وجہ سے شیطنت کی جانب توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ویسے ہی یہ بھی یکسو۔ یک رخ اور یکدل ہو جاتا ہے۔ تب اس چنچلتا کا پردہ پھٹ جاتا ہے ؎

تیسری تدبیر بھگتی ہے۔ بھگتی کہتے ہیں بھجنے اور بھجن کرنے کو۔ بھجن کا اصلی مطلب سیوا اور خدمت ہے۔ اس لفظ نے سنسکرت لغت میں کئی معنے ہیں۔ مادہ "بھج" ہے۔ پوجا۔ عقیدہ۔ یقین۔ تعلق۔ عبادت وغیرہ مجموعی اور مشمولی طور پر اس میں آجاتے ہیں۔ اس سے دل کی

یکسوئی کا فائدہ ہے۔ اس بھگتی کی کئی قسمیں ہیں۔ لیکن اس موقعہ پر بھگتی سے ہماری مُراد صرف دلی وابستگی۔ یا کسی کے ساتھ دلی تعلق پیدا کرنا ہے۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ جب دِل کسی جانب لگ گیا۔ تب پھر وہ یک رُخ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی طاقت اکٹھا ہو جاتی ہے۔ اور تب دِل کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ بھگتی ایشور یا گُورُد کی کہانی ہے۔ اس عمل کا نام بھگتی یوگ ہے۔

تین باتیں ہو گئیں۔ راج یوگ۔ (غالب آنے کا طریق) کرم یوگ (کام کرنے کا طریق) اور بھگتی یوگ (دِل لگانے کا طریق) اور چونکہ اس وقت ہم کو شوکشم شریر کے پردے چاک کرنے کی دھیان ہے۔ ہم لطیف طور پر ان تینوں کی مُراد نہایت اختصار کے ساتھ تمہارے ذہن نشین کرائیں گے۔

(الف) راج یوگ

(دل پر غالب آنے کا عمل)

ہٹ یوگ کا تعلق جسم سے ہے۔ اور اُس سے جسم پر غلبہ پانا مقصود ہے۔ راج یوگ کا تعلق دِل سے ہے۔ اور اس سے دِل پر غلبہ پانا مقصود ہے۔

ہٹ یوگ گو جسمانی کیا جائے۔ لیکن دِل کی شمولیت کے بغیر اُس کا انجام پانا یا تکمیل کرنا غیر ممکن ہے۔ اُس میں بھی ایک طور پر

ے مفصل بیان کے لئے دیکھو "سہج یوگ" ملنے کا پتہ:-
مینجر رادھا سوامی بُک ڈپو۔ چکڑ محلہ۔ انارکلی۔ لاہور

قوت ارادی ہی کو نشو و نما دیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اُس کا تمام عمل جسمانی ہے۔ اس لئے جسم کی تربیت اور تادیب کے خیال سے اور قریب قریب بالکل اُس کی طرف توجہ دینے سے وہ جسمانی شغل کہلاتا ہے ؛
راج یوگ کو دلی شغل کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ کبھی بھول کر بھی نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ بغیر جسم کے مضبوط کئے ہوئے اور جسم پر غالب آئے ہوئے اُس کا انجام پانا یا اُس کا جلد تکمیل کے درجہ پر پہنچانا ممکن ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ جسم کے بغیر دل کا کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے جسم کو ناکارہ بنا کر تمام توجہ دل ہی کو دینا غلطی ہوگی۔ راج یوگ خالص طور پر دلی قوت ارادی ہی کا پختہ کرنا ہے۔ یہ ضرور ہے۔ لیکن کام کو تو با قاعدگی کے ساتھ ہونا ہے۔ دلی تربیت دلی تادیب اور مانسک گھرت کی طرف زیادہ بلکہ قریب قریب بالکل توجہ دینے سے وہ دلی شغل کہلاتا ہے۔ جو وہ حقیقت میں ہے ؛

اس لئے جو لوگ ہٹ یوگ کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اور راج یوگ ہی کا شغل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کو ابتدا میں زیادہ نہیں۔ تو ضروری طور پر ہٹ یوگ کے کچھ انگ یا حصہ کو ابتدا میں لینا پڑتا ہے۔ راس راج یوگ کے آٹھ انگ (حصے) ہیں۔ اور اس رعایت سے اُسے اشٹانگ یوگ کہتے ہیں۔ ان میں سے چار کا تعلق ہٹ یوگ سے ہے۔ وہ یم۔ نیم۔ آسن اور پرانا یام ہیں۔ ان کا مختصر بیان ہٹ یوگ کے سلسلہ میں ہو چکا ہے۔ تاہم پھر دوبارہ یاددہانی کے طور پر مختصر صراحت کر دی جاتی ہے ؛

یم خارج کرنے کو کہتے ہیں۔ دل سے ناقص۔ کمزور اور بدی کے کے خیالات نکال دینا یم ہے۔ یہ پانچ طرح کے مانے گئے ہیں:-
(۱) اہنسا (غیر دلآزاری) (۲) جھوٹ نہ بولنا (۳) عورت کے ساتھ مباشرت نہ کرنا (۴) کسی کی چیز نہ لینا (۵) کسی پر سختی یا ظلم نہ کرنا۔ یہ یم ہے۔ ان سب کے اندر نفی کا خیال ہے۔ یہ نہ کرو۔ یہ نہ کرو۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے۔

نیم اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ دل کو مضبوط۔ کمل اور نیکی کے خیالات سے بھر لو۔ یہ نیم ہے۔ یہ نیم بھی پانچ طرح کے مانے گئے ہیں:
(۱) ایشور پر وشواس رکھنا (۲) دان دینا (۳) مطالعہ کرنا (۴) برداشت کرنا (۵) تپ یہ نیم ہے۔ یہ سب اثبات ہیں۔ ان سب کے اندر اثبات کا خیال ہے۔ یہ کرو۔ یہ کرو۔ اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے ہر قسم کے یوگ کے عمل کے لئے اثبات پسند بننا اور نفی کے خیالات ترک کرنا لازمی شرط ہے۔ اگر آدمی ایسا نہیں بنتا۔ تو یوگ سیکھنا بے سود ہے۔ اب اور غور کرو۔ اصلی چیز یہاں بھی من کی کثرت کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ پھر جسمانی شغل کی باری آتی ہے۔ وہ آسن اور پرانایام ہیں۔

ایک وضع پر بلا کسی تکلیف کے بیٹھے رہنا آسن ہے۔ اور وہ جب ہو۔ ایک ہی ہو۔ ہاں اگر آسن کے کرتب دکھانا مقصود ہو تب اور بات ہے۔ اس کے بعد پرانایام آتا ہے۔ جو سانس کی روک تھام ہے۔ اور جس کا بیان میں پہلے کر چکا ہوں۔

ان کا مقصد جسمانی اور دلی صحت ہے۔ اگر یہ نہیں حاصل ہے۔ تو کسی یوگ کے پیچھے دوڑنا سخت حماقت ہے۔ راج یوگ کے یہ چار انگ جسمانی ہیں۔ جب ان کی کچھ تکمیل ہو گئی۔ تب دل کی تربیت کا مرحلہ آتا ہے۔ وہ بھی چار ہی طرح کا ہے:۔

(۱) پرتیاہار (۲) دھارنا (۳) دھیان اور (۴) سمادھی

(۱) پرتیاہار دل کا انترمکھی بنانا ہے۔ جب سانس رکنے لگی۔ تو دل مرکز پر قائم ہونے لگ گیا۔ اگر اس میں چنچل پنا ہے۔ تو بار بار اندر لاکر مرکز پر قائم کرتے رہنے سے وہ آہستہ آہستہ قائم ہونے لگیگا۔ پھر اس کے یکسو اور یک رخ کرنے کی مشاقی ہے۔ اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے سنسکرت زبان میں اس کے لغوی معنے یہ ہیں۔ پرتی (بار بار) اور ہری (روکنا)۔ بار بار روکنا پرتیاہار کہلاتا ہے۔

(۲) دھارنا۔ قائم ہونے۔ پکڑ لینے۔ اختیار کر لینے اور گرفت کر لینے کو کہتے ہیں۔ جب چیت کی ورتی بار بار روکے جانے سے کچھ دیر کے لئے اندر میں رک گئی۔ تو سمجھ لو۔ دھارنا کا عمل شروع ہو گیا۔ اس کا مادہ دھری (پکڑنا اور پکڑ رکھنا) ہے۔ دل کے متحد کرنے ہی کو دھارنا کہتے ہیں۔ یہ بنیاد ہے۔ جس پر راج یوگ کی اصلی شاندار عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔

(۳) دھیان۔ اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یہ راج یوگ کی ساتویں اہم اور ضروری منزل ہے۔ اسے غور کر لینے۔ سوچنے وغیرہ کے نام سے تاویل کرنا ہے۔ اس کا مادہ "دھیے" (دھیان کرنے کو) کہتے ہیں

ہوتا ہے - اور اس کا مقصد یہ ہے - بندشیں ٹوٹ گئیں - تعلقات کی زنجیر پاش پاش ہو گئی - کھیت پہلے کیاروں کی صورت میں منقسم نظر آتا تھا - زور کا پانی آیا - کیاریوں کی حدبست اور محدودیت جاتی رہی - اب ایک لامحدود کھیت ہے - جس میں قید و بند پرتیت نہیں ہوتے - یہاں تک ایشور ہے - اور جہاں نہ حد ہے - نہ بیحدی ہے - جہاں حد اور بیحدی کا خیال تک نہیں ہے - وہ برہم ہے - ہاں وہ برہم ہے ۔

اب صرف ایک دائرہ ہے لیکن اسے دائرہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ نقطہ - مرکز - مدور صورت - قطر وغیرہ کی رعایت سے آزاد ہے - اب اس کی صورت ایسی ہو گئی ۔
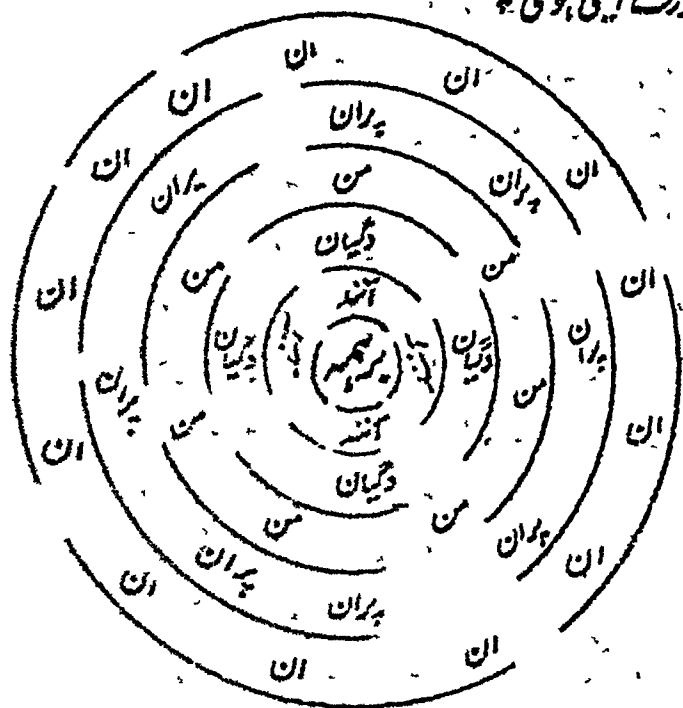
دیکھو یہ سب زنجیروں کو لئے ہوئے کھُلے اور باہم ملے مجلے ہوئے ہیں۔ اب قید و بند نہیں ہے ۔ یہ جیون مُکت اوستھا کی کیفیت ہے جب یہ اوستھا نہ رہیگی ۔ تو وہی ودیہہ مُکت کہلائیگی ۔

یہاں تک اور صرف یہاں ہی تک میں راج یوگ کا بیان کرتا ہوں تفصیل مدات میں نہیں جاتا۔ ان کے لئے سہج یوگ نامی کتاب کا مطالعہ کرو ۔

ساتویں کلا

(ب) کرم یوگ

کرم سنسکرت لفظ کری (کرنے) سے نکلا ہے۔ اس کے معنے کام (فعل) کے ہیں ۔ جو کیا جاتا ہے ۔ وہ سب کرم کہلاتا ہے دُنیا میں بے شمار قسم کے کرم ہیں۔ سرشٹی کرم (نظام قدرت) جیو کرم (پران دھاری کے کام) وغیرہ وغیرہ ۔

یہاں جس کرم سے ہماری مُراد ہے۔ اُس کا تعلق انسان کے ذات سے متعلق ہے ۔ انسان کے کرم تین طرح کے ہوتے ہیں ۔ مانسک (دلی) واچک (زبانی) شاریرک (جسمانی) ۔ اصل میں یہ دو ہی قسم کے ہیں دلی اور جسمانی ۔لیکن چونکہ سب تین طرح کے کرم ۔ من ۔ بچن ۔ کایا۔ کی نسبت سے مانتے چلے آرہے ہیں ۔ اس لئے ہم بھی مضمون کو زیادہ عام فہم کرنے کی نیت سے مَن بچن اور کایا تین طرح کے کرم مانتے ہیں ۔ اُس کا سبب یہ ہے ۔ کہ کرم کی ابتدا یا جڑ فکر (خیال)

میں ہے۔ اُس کا لطیف اظہار (تمنہ) زبان پر رہتا ہے۔ اور اُس خیالی کرم کی صورت جسم میں بطور پھل کے پیدا ہوتی ہے ۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ صرف جسمانی فعل کو کرم کہتے ہیں۔ یہ غلطی ہے اور گو گہرے فلسفانہ نظر سے اُس میں کچھ جزوی سچائی بھی ہو۔ لیکن میں اِسے صحیح نہیں سمجھتا۔ اور اُس کا سبب ہے۔ کرم اور اُس کے پھل خواہ نتیجہ کا انحصار۔ انسان کی نیّت پر ہے۔ اور نیت خواہ ارادہ کی جڑ دل میں ہوتی ہے۔ دُوسرے معنی میں اس نیت یا ارادہ کو غرض اور خواہش کے ساتھ نسبت ہے۔ اگر کسی سے کوئی کام بغیر نیت۔ ارادہ۔ غرض یا خواہش کے ہو جائے۔ تو اُس کو سزا نہیں ملتی۔ اور نہ ملنی چاہیئے۔ سزا کا سوال وہاں آتا ہے۔ جہاں کام عمداً اور ارادتاً کیا جاتا ہے ۔

اگر کوئی یہ کہے کہ خیال یا نیت کا اظہار زبان اور جسم سے نہ ہو۔ تو اُس کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا! ایسا سمجھنا غلطی میں داخل ہے۔ نتیجہ تو ضرور ہوگا اور ہر حالت میں کرم کرنے والے کو اُس کا پھل ملیگا۔ وہ اُس سے بچ نہیں سکتا ۔

کرم دو دھاری چھری ہے۔ جو دونوں طرف کاٹ کرتی ہے۔ کام کرنے والے پر بھی اُس کا اثر ہوتا ہے۔ اور جس پر کام کیا جاتا ہے۔ دونوں ہی پر اُس کا اثر آتا ہے۔ اور سب سے زیادہ حیرتناک اور عبرت آموز یہ تعلق ہے۔ کہ کرم کا بھلا یا بُرا اثر پہلے کام کرنے والے پر پڑ لیتا ہے تب اُس کے بعد دُوسرے پر اُس کی ضرب پڑتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ کرم کا پھل بعد کو ملتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ کرم کا پھل کرم

سے پہلے پیچھے اور بیچ میں بھی ہوتا ہے۔ اور اکثر وہ جنم جنمانتر تک چلتا ہے
کیسے تعجب کی بات ہے۔ جس پر کم آدمی غور کرتے ہیں۔ اور من بچن کرم
(خیال قول فعل) تینوں میں سے ایک بھی تو ایسا نہیں ہوتا۔ جو اس سے
محفوظ رہ سکے۔ آدمی اگر اچھی طرح اس بات کو سمجھ لے تو خوف سے اس کے
رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ لیکن دنیا کے کاروبار اور دلی جذبات کے سرکار
کچھ اس طرح رل مل کر نادان اور بھولے ہوئے شخص کو دبوچ لیتے ہیں۔ کہ
سوچنا سمجھنا درکنار رہا۔ وہ ان کے دھار میں بے بس ہو کر اترہتھ (ناکردنی) کر
بیٹھتا ہے ؛

ایک آدمی کے دل میں برا خیال پیدا ہوا۔ اس نے پیدا ہوتے ہی اس
کے دل کو پہلے ہی زہریلا بنا دیا۔ پہلے یہ بگڑا اور بگڑ چکا پیچھے اب چاہے۔ وہ
کسی کے ساتھ قول اور فعل سے بدسلوکی کرے یا نہ کرے۔ خیالی طور پر تو اسے
جو کچھ کرنا تھا۔ کر چکا۔ آپ خراب ہوا اور خیالی طور پر وہ اپنی دانست میں
اندھیرے میں بدی کا تیر چلا چکا۔ چاہے اس پر اثر ہو یا نہ ہو۔ یہ دوسری
بات ہے۔ جو دل کا نہایت نیک ہے۔ اس پر بدکار آدمی کی بدی کا اثر
نہیں پڑتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ جو بدی کے خیال اس کی طرف بھیجے گئے تھے
وہ اپنے رہنے کی جگہ نہ پا کر واپس ہو گئے۔ اور بدخیال کے دل میں پھر
سکونت اختیار کر لی۔ اگر یہ دوسرے کے دل یا جسم میں جا کر جذب ہو گئے
تھے۔ تب بھی ممکن تھا۔ کہ خیریت رہتی۔ گو یہ محال ہے۔ لیکن واپس ہو جانے
پر وہ اصل کی جانب رجوع ہو لئے اور وہ دگنا زہریلا ہو گیا۔ اور خراب بن
گیا۔ اور اگر اس کا خیالی تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔ تو دوسرے پر ظلم ہوا۔ یہ

مظلوم ستائے جانے پر اپنی باری پر طرح طرح کے رنج۔ افسوس۔ غم اور بد دُعا کے خیالات دِل سے نکالنے لگا۔ اور ان کی دعائیں جائیں گی کہاں! بد خیال کے دل میں جاکر ٹھہریں گی۔ کیونکہ اُس کے اندر خلا ہو گیا۔ اور یہ خلا فطرتاً انہیں سے بھر گیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ مظلوم کو دُکھ ہو۔ جس میں وہ اپنی خوشی تلاش کر رہا تھا۔ اور اس لئے ان سب کا واپس جا کر اُس کے اندر۔ اُس کے دل کے اندر۔ اُس کے دماغ کے اندر سما ئیں گے۔ اور تم یہ آسانی خیال کر سکتے ہو۔ کہ اُس نے بدی کے دانے کتنے بوئے۔ اور فصل کاٹتے وقت کس قدر غلہ کثرت کے ساتھ اُس کے ہاتھ آیا۔ اس سے زیادہ خوفناک اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے! یہ خیالی بُرائیوں۔ بد سلوکیوں۔ اور بد اندیشیوں کا نتیجہ ہے۔ اس قدر خیالی کام کی نسبت سوچنے کیلئے کافی ہے

اب بچن (قول) کی بدی پر غور کرو۔ جب تک کسی کا دِل ناپاک گندہ اور زہر ملا نہ ہو گا۔ تب تک ممکن نہیں۔ کہ اُس کی زبان سے بُرے کلام نکل سکیں۔ اُس نے انہی باتوں سے کسی کو بدنام کیا کسی کا نقصان کیا کسی کی دلآزاری کی۔ کسی کے برخلاف تہمت لگائی۔ بد قولی کی بیشمار صورتیں ہیں اور ان کے نتیجے بھی متعدد اور بکثرت ہوتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اُلٹ کر بد زبانی کا بدلہ بد زبانی سے دے۔ اگر یہ ہُوا۔ تو پھر دونوں دِلوں کے اندر آگ لگی۔ لڑائی بھڑائی کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور کیا جانے کتنے آدمی اس سے جُھلس گئے۔ دُنیا گولے گنبد کی طرح ہے۔ جو جیسا کہیگا ویسا سُنیگا۔ اور کیا یہ اچھی بات ہے! اس بد قولی کے تماشے ہم روزانہ اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں۔ زیادہ کہنے سُننے کی ضرورت نہیں ہے لیکن

اگر کسی بھلے مانس نے سُن کر برداشت کر لیا۔ تو وہ گالی یا بدگوئی زیادہ نہیں بڑھی۔ لیکن چونکہ اُس کی جڑ خیال میں تھی۔ خیالی دھار کو کہیں نہ کہیں جگہ بنا کر رہنا ہے۔ اور وہ کہاں لوٹیگی۔ یا اُسی بدگو۔ بدقول اور بدگفتار کی طرف جا کر اس میں قائم ہوگی۔ اور اُس کی زندگی کو بالکل مسموم اور زہریلا بنا دیگی ؀

آوت گالی ایک ہے۔ اُلٹت ہوئے انیک
کہیں کبیر نہ اُلٹئے۔ وُہی ایک کی ایک

یہ بچن کے بُرے کرم کے متعلق ہے۔ اور دونوں کا ایک ہی نتیجہ ہے ؀

اب رہ گیا جسمانی بُرا کرم۔ جسے کایا کا کرم کہتے ہیں۔ اس کی بھی جڑ خیال میں ہے۔ خیال اُتر کر زبان پر آتا ہے۔ تب بدزبانی کی سُوجھتی ہے۔ اور یہی بدخیال جب تمام جسم کو مغلوب کر کے آنکھ وغیرہ اندریوں کو زہریلا بنا کر ہاتھوں میں آویگا۔ تب اُس کا اظہار ہوگا۔ اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ اختلاف اصلیت میں یا اصُول میں نہیں ہے۔ کرم کے طبقہ میں اختلاف ہے۔ یہاں بھی وُہی خیال کام کرتا ہے۔ اور بُرے کرم کرنے والا مظلوم کے تمام مصیبتوں۔ آہ اور بددُعا کا وارث بن جاتا ہے

تُلسی آہ غریب کی۔ ہری سوں سہی نہ جائے
مُوے چام کے سانس سے لوہ بھسم ہو جائے

کرم یوگی کرم کے اصُول۔ سبب اور نتیجے کے قانون کی سمجھ رکھتا ہے۔ اور اس سمجھ کو رکھتے ہوئے وہ بُرے کرم کو چھوڑ کر نیک کرم کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور اُسی کا دلدادہ بنا رہتا ہے۔ ایسا کرم کرنے والا زبانی طور پر ایشور کا نام لے یا نہ لے۔ پوجا پاٹ کرے یا نہ کرے۔ اُسے

ضرورت بھی نہیں ہے - کیونکہ ایشور کا دوسرا نام نیکی ہے - وہ عملی طور پر ایشور پرست ہے - اُس کا ایشور زبانی - کتابی - الہامی - سمُوعی - دلیلی - عقلی اور خیالی نہیں ہے - بلکہ عملی ہے - اور اس سے بہتر ایشور پرست کون ہوگا!

(۱) کہتا ہے کرتا نہیں - کرے نہ کرم ویوہار
نندو ایسا نرپشو - باندھا جم کے دوار (۱)

(۲) ایشور ایشور کیا کرے - کرم کرے نہیں جان
نندو سو ایشور پشو - پڑا جونی کی کھان (۲)

(۳) گورو بھگتی کا مد کرے - نہیں سمجھے مت سار
نندو وہ ہے گورو پشو - رہت پویک وچار (۳)

(۴) وید وید نت ہی کرے - وید کی چلن نہ چال
نندو ایسا وید پشو - باندھا کھونٹا کال (۴)

(۵) نر ہے نر کا کام کر - تریا تریا بیوہار
نرپشو تریا پشو لوک میں - بھرے سکل سنسار (۵)

(۶) گورو پشو نرپشو تریا پشو - وید پشو سنسار
مانش سوئی جانئے - جسے بویک وچار ۶ کبیر صاحب کا کلام

کرم یوگی اس نظر سے نہایت عقیل انسان ہے - جس نے اصلیت کے جوہر کو ذہن نشین کر لیا ہے - اور اس کا عامل ہو رہا ہے - اور اس عمل خواہ کرم کی مدد سے وہ بہت جلد اصلیت حقیقت اور جوہر کے گیان کو حاصل کر سکیگا ۔

جو بات میں نے بُرے من بچن اور کرم کی بابت کہی ہے۔ وُہی اچھے من بچن اور کرم کی بابت بھی سچی ہے۔ فرق صرف نتیجے کا ہے۔ بُرے کرم کا نتیجہ بُرا۔ اور اچھے کرم کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ اچھائی اور نیکی یُوں تو ایشور ہی سب ہے۔ لیکن اگر اسے نہ مانو۔ تو جانے دو۔ یہ تو مانو گے۔ کہ بھلائی۔ اچھائی اور نیکی ایشور سے قریب ہیں۔ اور اس نظر سے نیک کرم کرنے والا ایشور سے قریب رہتا ہُوا کبھی نہ کبھی اُس سے مل کر ایک ہو رہیگا۔ برعکس حالت میں وہ ایشور سے ہمیشہ دُور رہیگا۔ اور اُسے سا کشا تکار نہ کر سکیگا۔

عمل کے ہر شاخ میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ (۱) عملی کارروائی (۲) عملی کارروائی کرنے والوں کی زندگیوں کے حالات۔ جن کے سلسلہ میں اُنہیں خاص خاص قسم کے تجربے حاصل ہوئے ہیں۔ اور عمل کا فلسفہ جو اُس کا علمی فلسفہ ہے۔ اس موقعہ پر اگر میں ان سب باتوں پر نظر ڈالتا ہُوں۔ تو طوالت ہوگی۔ اور منظور یہ ہے۔ کہ جو بات کہی جائے۔ اختصار کے ساتھ ہو۔ اس لئے اُسے مدنظر رکھ کر صرف کرم ہی کی جانب توجہ رکھنا لازمی ہے۔ فلسفہ کا پہلو کسی حد تک غور اور مطالعہ کی نگاہ کے سامنے آگیا ہے۔ جس میں مَیں نے کرم اور کرم کے نتیجے ذہن نشین کرائے ہیں۔ کرم یوگیوں کا بیان تم کو بھگت[1] مال میں ملیگا۔ جو نئے طور پر شیوبرت لال جی نے لکھی ہے۔ میری توجہ اب کرموں پر ہے۔

[1] یہ نیا بھگت مال اردو زبان میں فلسفہ کے پہلوؤں کو لئے ہوئے لکھا گیا ہے۔ قیمت ہے۔ رسالے کا پتہ:۔ مینیجر رادھا سوامی بُک ڈپو۔ چنگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور۔

یہ کرم میرے خیال کے موافق تین طرح کا ہے (۱) سکام کرم (۲) سکام اور نشکام سے ملا ہوا کرم اور (۳) نشکام کرم - لیکن یہ ہمیشہ خیال رہے - کہ کرم سے میری مراد صرف نیک کرم سے ہے - جسے دل نے نیک سمجھ لیا ہے - جب میں حضور معلی رائے شالگرام صاحب بہادر رادھا سوامی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا - میرا من مہا چنچل تھا - اور میں دکھی رہتا تھا - بلا اظہار خیال آپ نے نظر مہربانی فرما کر خود ارشاد کیا - "(۱) کرم کرو (۲) کرم سے خالی نہ رہو (۳) کرم کرنے ہوئے یہ خیال رہے کہ کسی کی دلآزاری نہ ہو" اور میں نے حتی الامکان اس اصول کی پابندی کی اور سمجھ بوجھ کے قایل ہو گیا ؞

(۱) سکام کرم وہ ہوتا ہے - جس میں پھل یا نتیجہ کی خواہش رہتی ہے

(۲) سکام اور نشکام کرم میں خواہش اور بے خواہشی دونوں ہی ملی جلی رہتی ہیں خفیف سی بے پروائی رہتی ہے اور

(۳) نشکام کرم خواہش سے بالکل آزاد ہوتا ہے - اور کرم کرنے والا کرم کرتا ہوا بالکل اس کے نتیجہ سے بے پرواہ رہتا ہے - تینوں کرموں کی جڑ دل میں ہے - دل کے شامل ہوئے بغیر کوئی کرم نہ ہو سکتا ہے - نہ اس کا امکان ہے - یہ تم خود سمجھ سکتے ہو ؞

پہلا کرم ابتدا - دوسرا وسط اور تیسرا انتہا ہے ؞

نیک سکام کرم کرنے سے دل کو ہمیشہ ضرب پر ضرب لگتی رہتی ہے اور وہ اندر ہی اندر خوبصورت ہوتا جاتا ہے - مورتی بنانے والا ظاہرا پتھر پر ٹانکی لگاتا جاتا ہے - لیکن یہ ٹانکی دراصل اس کے دل پر لگتی ہے

اور دل روز بروز خوبصورت ہوتا ہوا اپنی خوبصورتی کا عکس پتھر پر ڈالتا جاتا ہے جس سے وہ مورتی آخر میں بہت خوبصورت نکلتی ہے۔ یہ کام سنگساز معاش اور روزی کے خیال سے کرتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نچلے درجہ کا کام یا کرم کہا جاتا ہے۔ وہ مجبور ہے۔ کیا کرے۔ حالات اور واقعات اُسے ایسا کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ پھر بھی اندر ہی اندر اُس کا دل خوبصورت ہوتا جا رہا ہے۔ اور اُس میں لطافت آتی جا رہی ہے۔ جو کرم کے قانون کا اصلی مطلب ہے۔ یہی کیفیت تمام نیک کرموں کی سمجھ لو ۔

جب دل لطیف ہو گیا۔ تو کام کرنے والا ایک درجہ اونچا چڑھ آتا ہے اُس میں خواہش بھی اور بیخواہشی بھی ہے۔ دل اب اس قدر تنگ نہیں رہا۔ وسیع ہو گیا۔ اور اس کرم کی وجہ سے وہ مزدوری ملے تب بھی۔ اور نہ ملے تب بھی خوش رہتا ہے۔ اس وقت اس کی طبیعت اور حالت دونوں بدل جاتی ہے۔ اور سرگرمی کی زندگی اُسے مفلسی کے نتیجہ سے نجات بھی بخشتی ہے۔ اور وہ اپنے کرم ہی کو اپنی محنت کا صلہ سمجھ لیتا ہے ۔

جب یہ حالت آگئی۔ تو پھر دل جلد درجہ کا لطیف اور وسیع ہو جاتا ہے۔ یہاں آکر مزدوری کا خیال بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اور کرم یوگی کا کام وسیع پیمانہ پر چل نکلتا ہے۔ اور اُسے لاانتہا خوشی نصیب ہوتی ہے۔ جو اُسے کرم کی جانب مائل رکھتا ہے۔ اور اُس کی زندگی تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کی زندگی ہو جاتی ہے ۔

ساتویں کلا

کوئی کرم نتیجہ یا پھل سے خالی نہیں رہتا پھل ضرور ملتا ہے لیکن پھل
کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ سکام کرم کا پھل مزدوری ہے۔ سکام اور
نشکام کرم کا پھل مزدوری کیسے ساتھ دل کی لطافت اور وسعت ہے
اور نشکام کرم کا پھل وسیع دلی۔ فراخدلی۔ ہم آہنگی۔ اور اعلیٰ درجہ کی لطافت
ہے۔ اور یہ کیفیتیں کیا ہیں؟ انہیں کا نام برہمہ ہے۔ ان کے سوا
برہمہ اور کیا ہوگا!

دیکھو کرم یوگی کس طرح سہولیت اور آسانی سے برہمہ کا ساکشاتکار
کرلیتا ہے۔ اگر تم یہ کہو۔ کہ "بغیر گیان کے برہمہ کا ساکشاتکار نہیں ہوتا"
تو میں کہونگا۔ کہ "گیان اور کرم کی جڑ کس میں ہے؟" جواب ملیگا۔
"دل"۔ اور میں نے اس وجہ سے کرم کے مضمون کو دل سے متعلق
کیا ہے۔ تاکہ تم حقیقت سے ناواقف نہ رہو۔ کرم اور گیان دونو
ہی دل کے پہلو ہیں۔ ایک پورب میمانسا (ابتدائی تحقیقات) اور دوسری
اُتر میمانسا (آخری تحقیقات)۔ تحقیقات اور مطالعہ دونوں ہی ہیں۔
اور جس کا جیسا میلان طبعی ہو۔ وہ اُس کے موافق کام کرے۔ نتیجہ دونو
کا ایک ہی ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ وسیع خیالی۔ قید و بند سے نجات
سب میں ایک اور ایک میں سب۔ اور جب یہ کیفیت آجاتی ہے
تو اُس کے بعد کی منزل میں نہ کہیں کرم ہے نہ گیان ہے۔ وہ جیسا ہے
ویسا ہے۔ کوئی اُسے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اور نہ سوچ سکتا ہے۔ نہ
جان سکتا ہے۔ اور وہ کہے ہوئے۔ جانے ہوئے۔ سوچے ہوئے
اور سمجھے ہوئے سے بھی زیادہ ہے۔ صحیح دونوں ہیں۔ جو کہتا ہے۔

"وہ کہنے سُننے سے باہر ہے" وہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ وہ کان اور زبان کی حد بست کی نظر سے کہہ رہا ہے۔ اور جو کہتا ہے کہ "وہ کہے ہوئے اور سُنے ہوئے سے بھی زیادہ ہے۔" وہ بھی صحیح ہے کیونکہ وہ اپنے دِل کے دِل میں داخل ہو کر ایسا کلمہ زبان سے نکال رہا ہے اور یہی برہم ہے۔ ہاں یہی برہم ہے۔ اس کے سوا برہم اور کیا ہے!
یہہ کرم یوگ کا اصلی منزل مقصود ہے۔"

اور دیال نے نندو بھائی سے مخاطب ہو کر یہ باتیں بھی کہیں:۔

(۱) سیوک سیوا میں رہے سیوا کا چِت دھیان
اس سیوا میں نندوا بھگتی مُکتی ست گیان (۱)

(۲) سیوک سیوا میں رہے من سے تج ابھمان
یہ گُننی متی ہے نندوا دھرم ملے ست نروان (۲)

(۳) سیوک سیوا میں رہے ہو سیوا نشکام
اس سیوا سے نندوا سہج ملے ست دھام (۳)

(۴) سیوک سیوا میں رہے گورو اگیا چِت لائے
کرتا دھرتا ہے نہیں من اگیا ٹھہرائے (۴)

(۵) نر بندھن میں بندھ رہا بندھ ہوا نربندھ
مُکت بندھ کے شُگنہ ہے وہی بُند وہی سندھ (۵)

(۶) ہنسی خوشی نندن لئے کھیلے کھیل نہار
اس سیوک کو نندوا جان لے اگم اپار (۶)

(۷) بولی کھڑگ وچار سے گھٹر گیا مجھے لوہار

مجھ میں گن اوگن کہاں؟ ہاتھ سنبھار کے مار (۷)
(۸) اپنا مجھ میں کچھ نہیں جو ہے سو کرتار
پھر یا سوت ہے بیر کے ہتھ میں کھڑگ۔ چھرا تلوار (۸)
(۹) سیوک پہلے یوں ہؤا گورو کی آسا راکھ
دھیرے دھیرے گوروبھیا بڑھ گئی اس کی ساکھ (۹)
(۱۰) سیوک جیو کا روپ ہے برہم گورو کا روپ
دونو مل کر ایک اب نہیں پرجا نہیں بھوپ (۱۰)
۱۱ کرم یوگ سب سے سوگم کٹھن گیان کی دھار
گیان چڑھے کٹ کٹ گرے کرم کرے دریار (۱۱)
(۱۲) کوئی ادھکاری گیان کا سمجھے تتو کا سار
کرم یوگ سے سہج میں مجھو جل بیڑا پار (۱۲)
(۱۳) رادھا سوامی کی دیا اب پایا گورو گیان
گیان کرم دو او ایک ہیں سمجھے داس سو جان (۱۳)

ویدانت میگزین ماہواری جناب کی خدمت میں نمونتاً ارسال ہے امید ہے کہ آپ یقیناً اس کی سرپرستی منظور فرمائیں گے۔ اگر جناب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائیگا۔ کہ جناب کو اس کی خریداری منظور ہے۔ اور اس کا وی پی لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا دوسرا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔

نیاز مند مینیجر

آٹھویں کلا

(ج) بھگتی یوگ

نندو بھائی بولے :- "بھگون ! مانسک یوگ کے دو پہلو راج یوگ اور کرم یوگ کے تذکرے میں سُن چکا۔ آپ اب بھگتی یوگ کی صراحت کیجئے۔"

دیال نے پوچھا :- "ان دونوں پہلوؤں کو دیکھ سُن کر تم نے کیا نتیجے اخذ کئے۔ اور اس تیسرے پہلو کے جاننے دیکھنے اور سُننے سے تم کو کس بات کی اُمّید ہے ؟"

نندو بھائی نے جواب دیا۔ "میں اس دل کے خیالی طور پر تین پہلو یا تین رُوپ دیکھتا ہوں۔ پہلا رُوپ تو خواہش ہے۔ جس کے اندر کسی شے کے پالنے۔ قابض ہونے اور اُسے اپنا بنانے کا خیال ہوتا ہے اس سے اندری اور من کو بس میں لانا مُراد ہے۔ اس کے بغیر نہ الشعور ملتا ہے۔ اور نہ زندگی مکمل ہوتی ہے۔ یہ راج یوگ ہے۔ اور کسی شے پر قابض ہونے کا نام اور اُس کے ترکیب تدبیر کو راج یوگ کہتے ہیں۔ اس خواہش کے سلسلہ میں جو عمل کیا جاتا ہے۔ وہ کرم یوگ کہلاتا ہے۔ کیونکہ کرم ہی اُس خواہش کے پُورا کرنے کا ذریعہ اور سادھن ہے۔ یہ من کے دو انگ ہیں۔ من کا تیسرا انگ یہ بھی ہے۔ کہ یہ جو یا جسے دیکھتا ہے۔ اُس کی صورت بن جاتا ہے میری سمجھ میں تشکل ہم شکل یا اُسی صورت کا بن جانا اور ویسا ہی ہو جانا

بھگتی یوگ ہے۔ میں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ دو کو تو میں نے سمجھ لیا۔ اب تیسرے کو آپ کی زبانی سمجھنا اور سُننا چاہتا ہوں ؞"

دیال ہنستا۔ "تمہاری سمجھ بُوجھ بہت اچھی ہے۔ تم نے خوب سمجھا ہے لیکن تم اس سمجھ کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا۔ کہ سُروپ کا ساکشاتکار کسی عمل اور تدبیر کے نہ تابع ہے اور نہ اُس کا پھل ہے۔ یہ دِل کی تربیت اُبھار اور کھُلنے کے مرحلے ہیں۔ اور اس نظر سے ضروری ہیں۔ یہ راز تم کو گیان یوگ کی تقریر کے وقت بتایا جائیگا ؞

اب بغور بھگتی یوگ کی بالاختصار تشریح سُنو:۔

بھگتی سنسکرت مادہ 'بھج' (سیوا یا خدمت کرنے) سے نکلا ہے اِس کے مجازی معنے ہیں۔ سیوا۔ پُوجا۔ یقین عقیدہ۔ وشواس۔ عبادت۔ تعلق محبّت۔ پریم وغیرہ۔ ان سب کی مُراد قریب قریب ایک ہی ہے۔ اسی طرح بھگت کے معنے ہیں۔ عاشق۔ مُحبتی۔ باتعلق۔ سیوک۔ داس۔ عابد۔ وغیرہ وغیرہ ؞

بھگتی پریم اور محبّت ہے۔ اور اس طریق میں شخصی ایشور خواہ سگُن برہم کی پرستش کے ذریعہ سب کے حاصل کرلنے کی اُمید کی جاتی ہے۔ یہ ابتدا وسط اور انتہا سب کچھ ہے۔ اور یہ پریم یا بھگتی اپنا آپ صلہ بھی ہے بھگت اپنی بھگتی کے پھل کا خواہشمند نہیں ہوتا اور نہ اُس کا خیال مُکتی یا نجات ہی کی طرف جاتا ہے۔ پریم عجیب طرح کا گومگو مضمون ہے۔ یہ بطور خود معمہ اور قُدرت کا مخفی راز ہے۔ جو سب میں فطرتاً موجود ہے۔ اور کوئی اُس کی قابل اطمینان تشریح نہیں کر

سکتا۔ وہ کیا ہے؟ خود بھگت کو بھی اس کی سمجھ نہیں ہے۔ اور آج تک کسی بھگت نے سیکھنے پوچھنے کے بعد بھگتی کی منزل میں قدم نہیں رکھا۔ یہ خود آتی ہے۔ اور بھگت کا دل اس کے زیر اثر آتا ہے۔ اور زندگی خاص قسم کی بنجاتی ہے۔ یوگ۔ کرم اور گیان سب کی اپنی اپنی جگہ پر اہمیت ہے لیکن اس کی حیثیت سب سے نیاری ہے۔ یا تو حد درجہ کی عقلمندی ہے یا ظاہرا حد درجہ کا دیوانہ پن ہے۔ یہ کیا ہے؟ کوئی اچھی طرح آج تک نہیں کہہ سکا۔ اور زندگی ایسی عملی بن جاتی ہے۔ کہ کچھ کہتے سنتے نہیں بن سکتا! اور لطف یہ ہے۔ کہ سب سے آسان راستہ بھی ہے۔ اوروں میں تو دقت ہوتی ہے لیکن اس میں مشکل اور دقت کا نام نہیں ہے۔ سب بھگت نہیں ہوسکتے۔ اور سب میں بھگتی کا مادہ ہے*

بھگتی یا تو اصلی زندگی ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کسی میں زندگی کی علامات نظر نہیں آتی اوروں کو تو ہمت۔ حوصلہ اور جرأت استقلال اور ثابت قدمی سیکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ بھگت میں یہ پہلے ہی سے موجود ہے وہ ان کا زبانی طور پر نہ اظہار کرتا ہے۔ نہ ڈینگ مارتا ہے لیکن نفسی طور پر اس میں یہ پائے جاتے ہیں۔ اور یا یہ موت ہے جس میں سفلی۔ اور دنیاوی جذبات کا نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ خواہش کچھ اس طرح بیخواہشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کہ دونوں میں سے کسی ایک کا پتہ نہیں ہے

یہ بھگتی نقلی اور اصلی دو طرح کی ہوتی ہے۔ اور دونوں اپنے اپنے طبقہ میں عجیب و غریب ہوسکتے ہیں۔ یہ جانور اور انسان سب میں ہوتی ہے۔ جانور یا حیوانی طبقہ میں رہنے والے انسان بھی بھگت

ہوتے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے دلی اور عقلی نشوونما یافتہ آدمی بھی بھگت ہوتے ہیں۔ دونوں کے حالات تعجب خیز اور حیرت انگیز ثابت ہوتے ہیں۔ گڈریئے کا کتا لاکھ ستایا جائے۔ اور لاکھ اُسے کوئی لالچ اور فریب دے۔ لیکن اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا۔ اُس کی اندرونی سمجھ میں گڈریا بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اُس کے مقابلہ میں اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ چاہے وہ جیسی صورت بنا کر آوے۔ کتا اُس کے پہچاننے اور جاننے میں کبھی دھوکا نہ کھائیگا۔ اوروں کو چاہے دھوکا ہو جائے لیکن وہ اس خطرہ سے آزاد ہوتا ہے۔ کچھ ایسی خاص قسم کی نظر بن جاتی ہے۔ کہ پھر وہ دھوکا نہیں کھاتی۔

اعلیٰ بھگتی اونچے درجہ کے انسان سے مخصوص ہے۔ اُس میں معصومیت۔ پاکی۔ اور دیوتاؤں جیسی خوبیوں کے ساتھ دل کچھ اس طرح بھگونت کے رُوپ کو مرکز بنا کر جم جاتا ہے۔ کہ کبھی اُس سے ہٹتا ہی نہیں۔ اُس کے یہاں دُنیا دین اور لوک پرلوک کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہے۔ اُس کا مالک ہے۔ مالک کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آتی۔ شاید یہ حالت سمادھی لگانے والے یوگی تک کو حاصل نہیں ہوتی۔ میرا دل ایسا ہی کہتا ہے۔

اعلیٰ انسان بھگت میں تعصب۔ کٹرپنا اور تنگدلی نہ ہوتی ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور ہو بھی کیسے! دل اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ تنگی۔ اور محدودیت کا نام اور نشان تک باقی نہیں رہتا۔ وہ لڑے بھی تو کس سے لڑے اور جھگڑے بھی تو کس سے جھگڑے! مالک ایک ہے۔ اور جتنے

جیو جنتو ہیں۔ سب اُسی کے اظہار کے تماشے ہیں۔ وہ ایک روپ میں اپنی لیلا دکھا رہا ہے۔ وہی ایک ہے۔ اس ایک کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے بھگت کو کوئی غیر یا دوسرا نظر نہیں آتا ٭

سفلی بھگتی میں کٹر پنا اور تعصب ہوتا ہے۔ یہ گُنتے کی بھگتی ہے۔ بھگتی یہ بھی ہے لیکن نچلی۔ اس کا پہلو بھی ہمیشہ تاریک نہیں رہتا۔ یہ بھی روشن ہے لیکن اقتباراً یہ نچلی ہی ہے۔ جو غالباً جنم جنمانتر کے سلسلہ میں غلو ہی اور اچھی ہوتی ہوگی ٭

اس بھگتی کی بیشمار قسمیں ہیں۔ اور سب کی سب قابل مطالعہ ہیں۔ ان میں سے چوبیس قسم کی بھگتی کا ذکر شیو برت لال جی کے نئے بھگت مال میں آگیا ہے۔ لیکن یہ تمام و کمال نہیں ہیں۔ کوئی ایشور کو لڑکا سمجھ کر پوجتا ہے۔ کوئی رشتہ دار مانتا ہے۔ کوئی گورو جانتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی کسی میں دوستی کا جذبہ ایسا مُنہ زور ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ایشور کو اپنے جیسا سمجھتا ہے اور نام کو بھی فرق نہیں رکھتا۔ بھگتی اس نظر سے عجیب قسم کا جذبہ ہے۔ جو سمجھ بوجھ سے باہر ہے ٭

یہ بھگتی گو اور طرح سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کے لئے گورو کا ہونا ابتدا میں ضروری ہے۔ بغیر گورو کی مدد کے بھگتی اکثر نہیں ملتی۔ نگورا بالعموم اس دولت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور بعض بعض طبیعتیں تو ایسی ہوتی ہیں۔ جو گورو ہی کو سب کچھ سمجھ لیتی ہیں۔ جو صحیح اور سچی بات ہے۔ ان کا قول ہے

(۱) اکھنڈ منڈلاکارم۔ ویاپتم ۔ ایسے ۔ چراچرم
تدپدم درشتم ایسے ۔ تسمے شری گوروے نمہ (۱)

(۲) گورو پرہما گورو وشنو گورو دیو مہیشورہ
گورو ساکشات پر برہم تسمے شری گورو سے نمہ (۲)
وغیرہ وغیرہ

ترجمہ (۱) جو پورن۔ سرو منڈلاکار۔ چر۔ اچر میں ویاپک ہے۔ ایسے گورو کے چرن کے درشن کی اچھیا ہے۔ اور ایسے شری گورو کو نمسکار ہے ٭

(۲) گورو ہی برہما۔ وشنو۔ برہما اور گورو ہی ساکشات پر برہم ہے ایسے شری گورو کو نمسکار ہے ٭

یہ سگن بھگتی کہلاتی ہے۔ اور سگن بھگتی انسان کی شکل میں پرستش ہو محبت بغیر ہمجنس کے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ مسلمہ قدرتی اصول ہے۔ غیر جنس کی محبت کبھی کسی غیر جنس میں دیکھی نہیں جاتی۔ شاید اسی اصول کو مدنظر رکھ کر اوتار وغیرہ کے مسئلہ کو مذہب کے ضابطہ میں جگہ دی گئی انسان کی شکل میں ایشور کی پرستش ہر مذہب میں عام ہے۔ چاہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ لیکن یہ بالکل صحیح اور سچی بات ہے عقل کے زعم میں لوگ اس کا کھنڈن تو کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ ایشور کی استتی میں باپ۔ ماں دوست۔ بھائی۔ اور حاکم وغیرہ کے سوا اور کیا صفاتی لفظ استعمال کئے جاتے ہیں! یہ سب اوصاف انسان ہی کے ہیں۔ در پردہ یہ انسان ہی کو پوجتے ہیں لیکن باتیں بہت بناتے ہیں۔ ان سے بحث مباحثہ کون کرے!! اور کسی کے پاس اتنا وقت کہاں ہے!

یہی سگن بھگتی بڑھتے بڑھتے نرگن بھگتی میں تبدیل ہو رہتی ہے اس وقت کہنے سننے کی ضرورت باقی ہی نہیں رہتی ٭

اس بھگتی کی منزل میں کئی کیفیتیں بھگت کے دل میں گزرتی ہیں پہلی کیفیت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی نیکی بدی سب بھگونت کی ذات سے منسوب کرتا ہے۔ اور یہ جذبات اُسے نہیں ستاتے۔ وہ کہتا ہے۔ تلوار کا کیا قصور ہے لوہار نے جیسا بنا دیا۔ وہ بن گئی۔ یہ پہلی کیفیت ہے ٭

دوسری کیفیت میں وہ سمجھتا ہے۔ تلوار تلوار والے کے ہاتھ میں ہے تلوار کاٹ نہیں کرتی۔ بلکہ تلوار تلوار والے کے ہاتھ کے تابع ہے ٭

تیسری کیفیت میں وہ تلوار کو تلوار والے سے مختلف اور جُدا قرار نہیں دیتا ٭

چوتھی کیفیت میں تلوار اور تلوار والا دونوں یکساں ہو کر بھگت میں ایشور کی اہمتا (خودی) آجاتی ہے۔ اور وہ دونوں ایک ہو رہتے ہیں۔ و علیٰ ہذا القیاس ٭

اب تم غور کرو۔ اس بھگتی یوگ میں اور ویدانت میں کیا فرق ہے؟ عملاً اُس کا رُخ ویدانت کی جانب ہے۔ ہاں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ تو دُوسری بات ہے۔ بھگتی تسلیم رضا۔ اور موج کا طریق ہے بھگت کے دل میں یہ خیال اس طرح مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ کہ اُس کی جڑ ہلانے سے نہیں ہلتی اور نہ ہل سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً اُس کو جو شانتی یا قرار کی حالت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ اور کسی جگہ بھی تلاش کرنے سے نظر نہیں آتی ٭

بھگتی اصلی بے خوفی ہے۔ جس میں جان جانے اور جان دینے تک کا خوف نہیں رہتا ٭

بھگتی اصلی ریاضت اور تپ ہے۔ بھگت پر لاکھ مصیبتیں نازل ہوں وہ اُن سے اپنے آپ کو بچانا تک نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کی نظر میں یہ سب کیفیتیں اُس کے مالک کی بھیجی ہوئی ہیں۔ اور وہ کسی خاص مصلحت سے اُس کی اپنی بھلائی کے لئے آئی ہیں ؎

بھگتی اصلی قربانی کا طریق ہے۔ وہ اپنا سب کچھ مالک پر نیوچھاور کر دیتا ہے۔ اور اُس کے بدلنے میں کچھ اُمید نہیں رکھتا۔ نہ کسی قسم کی خواہش اُسے ستاتی ہے۔ بھگتی بنئے کی دوکان نہیں ہے۔ جس میں لینے دینے کا سوال ہوتا ہو۔ جو لوگ بہشت یا دیکنٹھ کے خیال یا اور کسی خواہش سے ایشور کو پوجتے ہیں۔ یہ ان خواہشوں کے بھگت ہیں۔ ان میں سے ایشور کا بھگت کوئی بھی نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ گائے بیل گھوڑے دے۔ کوئی کہتا ہے مجھے بال بچے نوکر چاکر دے۔ کوئی دولت عزت اور ثروت مانگتا ہے۔ سوچو یہ بھگت ہیں یا ابھگت ہیں۔ بھگت کیا کہتا ہے:-

(۱) تجھ میں قدرت ہے۔ تو قدرت اپنی اپنے پاس رکھ
تجھ میں برکت ہے تو برکت اپنی اپنے پاس رکھ (۱)

(۲) عشق سے ہے کام مجھ کو اور نہیں کوئی ہوس
میں ہوں عاشق اور تو معشوق ہے اے نکتہ رس (۲)

(۳) دل میرا لے جان لے اور دل کا سب ارمان لے
عقل لے ہوش و خرد لے۔ دین لے ایمان لے (۳)

(۴) میرا مجھ میں کچھ نہیں ہے میں ہوں تیرا تو ہے میرا

کیا کروں بے فائدہ ہر وقت ہیں میرا ترا (۴)
تیرا تجھ کو دے دیا سب اور ہیں آزاد ہوں (۵)
دل ہوا خالی تمناؤں سے اب دل شاد ہوں (۵)

بھگتی حد درجہ کی بے پروائی کی زندگی ہے۔ اور بھگت کیوں نہ بے پروا ہو۔ اُسے اصلیت مل گئی۔ اس سے زیادہ اور کس بات کی پرواہ ہو بھگتی اصلی شانتی اور راحت و سکون کی کیفیت ہے۔ اس سے بہتر اور کیا چاہیئے۔

چاہ مٹی ۔ چنتا گئی منوا بے پروا
جس کو کچھو نہ چاہیئے وہ ہے شہنشاہ

یہ بھگتی یوگ ہے۔ اُس کی انتہا ہے۔ یہ معراج ہے۔ اور اب پھر تم سوچو۔ اس کے سوا ویدانت کیا سکھاتا ہے۔ بھگت بھگونت سے مل کر ایک ہو رہا۔ سفلی اہم ۔ علوی اہم میں تبدیل ہو گیا۔ دویت گیا۔ یہی تو اصلی ادویت ہے۔ بھگتی یوگ کی بابت صرف اسی قدر خیالات کا دینا کافی ہے۔ اس سے تم اصل الاصول کو سمجھ گئے۔ زیادہ کیوں تضیع اوقات کیجائے ۔

نویں کلا

گیان یوگ

جس کا تعلق وگیان یا بدھی کے روک تھام اور اس کے نتیجہ سے ہے

شاد بھائی نے کہا "اب گیان یوگ کے سمجھنے کی باری ہے۔ اُس

کا تعلق براہ راست ویدانت سے ہے۔ یا جو ویدانت ہے۔ اسلئے وہ اِس خاص موقعہ پر زیادہ ضروری ہے۔"

دیال ہنسا۔ "تم ہمیشہ غلطی اور غلط فہمی کرتے ہو۔ ویدانت۔ وید کا انت ہے۔ وید گیان کو کہتے ہیں۔ اسلئے گیان یوگ کو ویدانت نہ کہو۔ بلکہ جہاں اس گیان کا انت ہے وہ ویدانت ہے۔ گیان انت (گیا نانت) ویدانت ہے۔ ابھی تک تم نے سُوکشم شریر کے پردوں کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ ستھول شریر کے دو پردے ہو چکے۔ ان مے کوش اور پران مے کوش! سُوکشم شریر کے دو پردوں منو مے کوش اور وگیان مے کوش ہیں سے صرف ایک پردہ منو مے کوش زیر بحث آیا ہے۔ وگیان مے کوش ابھی باقی ہے۔ جس کو سمجھانا باقی ہے۔ جب یہ ہو لیگا۔ تب سمجھ لینا۔ کہ سُوکشم شریر کے ہر دو پردوں کی سمجھ آئی۔ ان دونوں کے سوا ابھی کارن شریر کا ایک پردہ آنند مے کوش بالکل باقی ہے۔ جس کا تمہیں خیال تک نہیں ہے۔ جب اسے بھی طے کر لوگے۔ اور اس کا گیان پا جاؤ گے۔ تب جا کر کہیں 'برہم گیان' کی باری آئیگی۔ اور جب یہ گیان مکمل ہو جائیگا۔ تب کہیں پورے طور پر تم کو ویدانت پر عبور ملیگا۔ اور وہ ویدانت ہو گا۔ وگیان کوش کا گیان یوگ صرف درمیانی مرحلہ ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "سچ ہے۔ اب میری آنکھ جا کر کھلی۔ اور گو میں نے غلطی کی۔ لیکن یہ غلطی مبارک ہے۔ جس کی وجہ سے ویدانت کی اصلیت کی خبر تو مل گئی۔ ورنہ میں اب تک گیان مارگ ہی کو ویدانت سمجھ رہا تھا۔"

دیال ہنسا۔ "گیان مارگ ویدانت کا گیان مارگ ضرور ہے۔ اس

میں غلطی نہیں ہے۔ جیسے کرم مارگ بھگتی مارگ وغیرہ ویدانت کے پہلو سمجھے جاتے ہیں۔ ویسے ہی یہ بھی پہلو ہے۔ اُس سے باہر نہیں ہے۔ لیکن بطور خود یہ مکمل ویدانت نہیں ہے۔ اب تم اس کی بابت میری زبان سے سُنو:-

دگیان نام ہے بُدّھی یا عقل کا۔ یہ بُدھی تفرقہ پرداز ہے۔ یہ خود ایسا زبردست پردہ ہے۔ کہ اصلیت کو سمجھنے نہیں دیتا +

عقل و دِل دونوں ہیں پردے گو لطیف رُوح پر یہ جسم پردہ ہے کثیف
دیکھ لوگے اپنی صورت پر ضیاء پردوں کو ترکیب سے جو دو ہٹا
ایک کیا پڑے ہیں لاکھوں صد ہزار پردوں پر پردے پڑے ہیں بے شمار

پردوں کو پردوں پر ہاتھ لگانے سے ہٹایا جاتا ہے۔ لوہے کو لوہا کوٹ کر نرم کرتا ہے۔ ہیرا ہیرے سے ہی چاک کیا جاتا ہے۔ درخت کی جڑ درخت کی شاخ کے دستے سے کاٹی جاتی ہے۔ یہ تم سمجھتے اور سمجھ سکتے ہو اُسی طرح سے اِس بُدھی کا پردہ بُدّھی ہی سے ہٹایا جاتا اور ہٹایا جا سکتا ہے

بُدھی ہزاروں نام رُوپ والی ہے۔ محض اس کی وجہ سے یہ عالم کثرت اور عالم کثرت کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ جو اصلیّت کا شائق ہو۔ وہ گورُو کے پاس جائے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ گورُو برہمہ نشٹھ ہو۔ یعنی برہمہ کا پُورا الیقین رکھنے والا۔ برہمہ کا ماننے والا ہو۔ یہ پہلی شرط ہے۔ جو سب پر مقدم ہے۔ بغیر ایسے گورُو کی صحبت کے برہمہ گیان نہیں ہوتا۔ ایک نہیں لاکھ کتابیں پڑھو۔ پڑھتے رہو۔ ممکن ہے پڑھنے لکھنے سے عملی گیان یا واچک گیان کسی قدر تمہارے حصّہ میں آ جائے۔ لیکن اُس کا ساکشا تکار کرنا دُشوار اور مشکل کام ہے +

نندو بھائی نے پوچھا " پھر بھگتی یوگ کی طرح گیان مارگ میں بھی گورو کی ضرورت ہے ۔"

دیال نے جواب دیا " ضرورت کیوں نہیں ہوتی ! انسان ہر کام کے لئے سکھانے والے کی ضرورت محسوس کرتا ہے ۔ اور کام تو دیکھا بھالی کرنے سے بھی آ جاتے ہیں ۔ اور وہاں اکثر یہ دیکھا بھالی گورو کا کام دیجاتی ہے لیکن بھگتی اور گیان اندرونی مضمون ہیں ۔ اور ہمدرد گورو اپنے اندرونی ہمدردی کے جذبات اور اثرات چیلے کے دل میں داخل کر کے اُسے آہستہ آہستہ اپنے جیسا بنانے کی تدبیر سوچتا ہے ۔ جب تک باہمی ہمدردی نہ ہو ۔ تب تک یہ تعلیم اس قدر مفید بھی نہیں ثابت ہوتی ۔ دونوں کو ایک حالت میں آنا چاہیے ۔ تب تعلیم کا اثر ہو گا ۔"

نندو بھائی بولے ۔" اب تک میں سمجھتا تھا ۔ کہ صرف ویدانت کی کتابیں پڑھ لینے سے آدمی گیانی ہو سکتا ہے ۔

دیال نے کہا ۔" یہ غلطی ہے ۔ ویدانت فلسفہ ضرور ہے لیکن وہ روحانی پہلو رکھتا ہے ۔ اگر کوئی شخص یونہی کتابیں پڑھتا رہیگا ۔ تو وہ خشک اور بدذائقہ فلسفہ ہی رہیگا ۔ گورو اس فلسفہ کی عملی اور مجسم صورت ہوتا ہے ۔ اُس کی زبان سے سننے پر وہی بدذائقہ اور خشک چیز لذیذ ہو جاتی ہے ۔ جیسے سمندر کا پانی اگر پیو تو کھارا پر تیت ہوگا لیکن کسی عمل سے یا بھاپ بن کر جب اوپر کو اڑ کر بادل بن جاتا ہے ۔ تو وہ خوش ذائقہ ہو جاتا ہے ۔ یہ وجہ ہے کہ پڑھے لکھے آدمی پڑھے تو لاکھ پڑھا کریں ۔ کورے کے کورے رہتے ہیں ۔"

نندو بھائی بولے ۔" گورو جب آئے ۔ تو شاگرد کو کیا کرنا چاہیے ؟"

دیال نے کہا۔ "برہم واکیہ" کا سننا جو ویدانت کا منتر ہے اور اس کے سلسلہ میں شروَن منن اور ندھیاسن کرنا۔ اس کے بعد ساکشاتکار خود بخود ہوگا جو جیسا ادھکاری ہوگا۔ اس میں تعلیم کا اثر ویسا ہی جلد ہوگا۔ بعضوں کے لئے تو صرف مہاواکیہ کا سن لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ لیکن یہ قاعدہ کلیّہ نہیں ہے۔ بعضوں کو زیادہ دن بھی لگتے ہیں۔"

نندو بھائی بولے۔ "کیا یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ باقاعدگی کے ساتھ ہٹھ یوگ اور بھگتی یوگ کے مرحلوں سے گزار کر تب سب کو گیان یوگ کی تعلیم دی جائے؟"

دیال نے کہا۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔ بعض لوگ طبعًا ایسے ہوتے ہیں جو ہٹھ یوگ۔ پران یوگ اور بھگتی یوگ کی طرف راغب تک نہیں ہوتے اس کا سبب یہ ہے۔ کہ پہلے جنم میں وہ ان مرحلوں سے گزر چکے ہیں ان انہیں ان کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو ان میں پھنسانا محض تضییع اوقات ہوگی۔ اس قسم کا ادھکاری سوا گیان کے کسی چیز سے مطمئن نہ ہوگا۔ یہ ادھکار کی بات ہے۔ گیان کا ادھکاری صرف اصلیت کے جاننے کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور اصلیت کو پا کر تب وہ شانت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اصلیت وہ خود ہے۔ شخصی ایشور کا خیال یا اس کی پرستش اسے مطمئن نہ کر سکیگی۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔ "اصلیت کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "ویدانت ادویت واد ہے۔ دو کی سمجھ کو میٹ دینا ادویت واد ہے۔ ویدانت تعلیم دیتا ہے۔ کہ جڑ چیتن

اور فاعل مفعول ایک ہی جوہر کے اظہار کی دو صورتیں ہیں۔ اور وہ ذات مطلق۔ رُوپ آدھار اور ادھشٹان ہے۔ خالق مخلوق دونوں ایک ہیں مخلوق خالق ہے۔ یا خالق مخلوق سے مختلف نہیں ہے۔ برہمہ اور جیو دونوں ایک ہیں۔ جیو برہمہ سے یا برہمہ جیو سے مختلف نہیں ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ کثرت کے مناظر جو نظر آ رہے ہیں۔ وہ چاہے اندرونی ہوں یا بیرونی۔ اسی ایک سے برآمد ہوئے ہیں۔ اور برآمد ہوئے ہیں ... سب کا اظہار اسی ایک ذات سے ہو رہا ہے۔ وہی ایک ست ہے چیت ہے اور آنند ہے۔ اور انسانی خیال میں انسان کی زبان میں تین کہلاتا ہُوا ایک ہے۔ رُوح۔ مادہ۔ گیان اندریاں۔ کرم اندریاں۔ من بدھی۔ نام اور رُوپ اسی ایک کی اظہار کی متعدد اور مختلف صورتیں ہیں۔ اظہار کی حالت میں انہیں ورہ اور مَنّ کہہ لو۔ لیکن ان دو پہلوؤں کو ساتھ لئے ہُوئے وہ برہمہ ہے۔ برہمہ کی یہ ورہ اور مَنّ تسکنی خواہ آتما کی ات اور مَنّ تسکنی کہنے کیلئے چاہے دو ہوں۔ لیکن ان دونوں کی ہستیاں صرف نسبتی ہیں۔ اصلی اور حقیقی نہیں ہیں۔ نسبت کی نظر سے چیت ہٹا لو۔ اور جہاں نسبت نہیں رہی وہ ایک کا ایک ہی ہے۔ سمندر میں لاکھ لہریں اُٹھا کریں یا اُٹھتی رہیں۔ لیکن وہ سمندر سے کبھی مختلف نہیں ہیں۔ اور نہ سمندر اُن سے مختلف ہے۔ یہ اصلیت ہے۔ اور اس اصلیت کا سمجھ لینا گیان ہے۔ اور اس گیان کا مقصد یہ ہے۔ کہ جیو اپنے آپ کو برہمہ سے جُدا اور مختلف نہ سمجھ کر اپنے آپ کو برہمہ کا رُوپ تصور کر لے۔ یہ تین باتیں گیان یوگ سے متعلق ہیں۔

نند وبھائی بولے " اس پر میرے کئی اعتراضات ہیں اول تو اصلیت اصلیت ہے - اصلی چیز غیر اصلی نہیں ہو سکتی - اگر جیو اور برہمہ در اصل ایک ہی ہیں تو اُن کو دو نہ ہونا چاہیئے - اور وہ دو نظر آرہے ہیں - دوم اصلیت کا نہ جاننا اگیان ہے - اگیان وہاں رہتا ہے - جہاں گیان نہیں ہوتا تیسرے مقصد کا ہونا خواہش کمی اور محتاجگی کے نقص کا اظہار کرتا ہے - اگر جیو میں برہمہ کے ساتھ یکسانیت پیدا کرنے کی خواہش ہے اور اس خواہش کو وہ برہمہ سے مل کر دُور کرنے کی فکر میں ہے - تو وہ ناقص ہے اور چونکہ جیو اور برہمہ ایک ہی ہیں - اس لئے اگر جیو ناقص ہو گیا - تو وُہی نقص برہمہ میں بھی آگیا "

دیال نے کہا - تمہارے اعتراض ظاہرا بڑے طاقتور اور مدلل معلوم ہوتے ہیں - لیکن در اصل وہ سخت کمزور ہیں - اُن کے جواب سُنو ! (۱) چیز ایک ہوتی ہے - اور اس کے نام اور رُوپ کئی کئی ہوتے اور ہو سکتے ہیں - اور وہ صرف اظہار کی صُورت میں نظر آتے ہیں - مثلاً تم نند وبھائی ہو - رادھا سوامی دھام کے سکرٹری ہو - قوم کے راجپوت اور ہندو ہو - حیدر آباد کے رہنے والے ہو - کسی کے بھائی - بیٹے - بہنوئی - اور داماد ہو - ہونے کو تو تم ایک ہو - لیکن بیوہار کی حالت میں غور کرو - تمہارے کتنے نام اور رُوپ بنے ہوئے ہیں - جو در اصل اصلی نہیں - بلکہ خیالی وہمی اور فرضی ہیں - جس حالت - حیثیت اور خصوصیت کا خیال وقت پر حاوی ہو گیا - اُسی کا دل میں ایمان ہو گیا - اور وقت وقت پر تم اپنے آپ کو وہی کچھ سمجھ بیٹھے - اور اُسی بھاو کو مضبوط کر لیا -

لیکن جب وہ نہ رہا - تو پھر تم وُہی ایک کے ایک ہو - تمہاری 'ایکتا' 'یکتائی' اور 'ایک پنے' میں کیا فرق آیا؟ کچھ بھی نہیں - اسی طرح زندگی کے ظہور اور اظہار کے وقت جو خیال زبردست ہوتا ہے - وُہی اپنے کھیل کا تماشہ دکھانے لگتا ہے - جیو اور برہم کی بات بھی ایسا سمجھو - اب دوسرے اعتراض کا جواب سنو :-

(۲) اگیان اور کچھ نہیں ہے - وہ صرف گیان کی کمی کا نام ہے - یہ کمی بوہار کی وجہ سے پرتیت ہونے لگتی ہے - یہ قدرتی اصول ہے - جیسے دن رات اور نور اور سایہ کا حال ہے - وُہی گیان اور اگیان کی کیفیت ہے گیان اور اگیان دو جُدا جُدا کیفیتیں نہیں ہیں - اُن کے درمیان صرف کمی بیشی کا فرق ہے - سایہ روشنی سے جُدا نہیں - بلکہ وہ روشنی کی کمی کی حالت ہے - اور اس کمی کا ہونا سمجھدار آدمی کے لئے تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے - تم بہ حیثیت سکرٹری صرف اپنے اظہار کی جُزوی شکل بناتے اور جُزوی فرائض انجام دیتے ہو - اور تمام صورتیں اور تمام فرائض کا خیال اُس وقت نہیں رہتا - صرف یہ فرق ہو جاتا ہے - ورنہ کس لئے تمہاری انسانیت - تمہارے راجپوت پنے اور تمہارے بھائی پنے کو خواہ تمہارے ایک پنے کو چھپنا ہے؟ کسی لئے بھی نہیں - ہاں ایک بھاؤ غالب آکر دُوسرے کو مغلوب کر بیٹھتا ہے - اور تم سوچ سکتے ہو کہ آیا یہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور اسی کے امکان کا نام اگیان ہے - جس وقت مجموعی طور پر تمام نام رُوپ نظر کے سامنے آ گئے - اور ایک ہونے کا تصوّر قائم ہو گیا - اسی کا نام گیان ہے یہ دُوسرے اعتراض کا جواب ہوا - اب تیسرے اعتراض کا جواب سنو -

(۲) جب تم سکرٹری ہو۔ تب سکرٹری ہونے کا بھاؤ خود بخود طاقت ور ہو کر تم کو اور بھاؤں کی طرف سے خیالی طور پر ہٹا دیتا ہے۔ اُس وقت تم نہ کاشتکار ہو۔ نہ زمیندار ہو۔ نہ بھائی بند ہو۔ نہ اور کچھ ہو۔ اپنے آپ کو صرف سکرٹری سمجھتے ہو۔ اور حیثیت کی نظر سے اس وقت اپنے کو اور کچھ نہیں قرار دیتے ہو یہ قرار دینا ابھمانی ہوتا ہے۔ اور جب ایک صفت کے ابھمانی ہو گئے۔ تو دوسرے کا خیال جاتا رہا۔ اِس میں حیرت کی کونسی بات ہے؟ کوئی بھی نہیں لیکن کبھی کبھی کام کی کثرت کی وجہ سے تم گھبرا جاتے ہو۔ اور شکایت کرنے لگ جاتے ہو کہ سکرٹری پن کے تردّدات نہ ہوتے تو اچھا ہوتا! یہاں فطرتاً خواہش آ موجود ہوئی۔ اور یہ خواہش اور کچھ نہیں ہے۔ صرف سکرٹری کے جزوی نام روپ سے نجات پانے کی آرزو ہوئی ہے۔ اور اس خیال کے آتے ہی ویدانت کے گیان یوگ کا وچار شروع ہو جاتا ہے۔ اور تم سوچنے لگتے ہو۔ کہ یہ کیا سکرٹری پنا منجملہ اور اوصاف کے صرف ایک ہے۔ ایسے ایسے ان گنت اوصاف تم میں موجود رہتے ہوئے بھی تم ایک کے ایک ہو۔ یہ رہے۔ تو کیا اور نہ رہے تو کیا! اور جب یہ بھرم مٹ گیا۔ تو سکرٹری بننے کے ابھمان کے پرزے پرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ اب سکرٹری بنے رہو۔ تب بھی واہ وا! نہ پسند کرو۔ تب بھی واہ وا! اپنی ذاتی اصلیت سمجھ میں آ گئی۔ اور اطمینان ہو گیا۔ یہ اطمینان دلانا گیان یوگ کا مقصد ہے۔ اور اس مقصد کی تکمیل کہاں ہوتی ہے؟ تم سے باہر تو نہیں ہوتی۔ تمہارے اندر ہوتی ہے اور تم مطمئن ہو رہتے ہو۔ اس میں نقص کیا آیا؟ یہ تینں اعتراض کے تین جواب ہیں۔"

نند وبھائی بولے۔" جو بات لوگ دقتوں سے بھی نہیں سمجھا سکتے وہ آپ آسانی سے اور نہایت معمولی مثالوں سے سمجھا دیتے ہو۔ بحث مباحثہ کا میدان تو جس قدر انسان چاہے۔ وسیع کر سکتا ہے لیکن اصلیت کا جوہر میرے ذہن نشین ہو گیا اور یہ کافی ہے۔"

دسویں کلا

گیان یوگ (مسلسل)

جس کا تعلق بدھی کے پڑے کے روک تھام اور اُس کے نتیجے سے ہے

نند وبھائی بولے سبھی یوگ یوگ ہیں۔ کیا اور یوگ سے یہ بات ذہن نشین نہیں ہو سکتی۔"

دیال نے کہا۔" میں متعصب آدمی نہیں ہوں۔ جو یکطرفہ رعایتی فیصلہ دوں۔ میری سمجھ میں اگر باقاعدگی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ پیروی کی جائے۔ تو سب کا انجام ایک ہو سکتا ہے۔ راستے بلیشمار ہیں۔ لیکن منزل مقصود سب کا ایک ہے۔"

" لیکن اوروں میں خطرات زیادہ ہیں۔ اور بہک جانے کا ڈر بہت ہے۔ مثلاً ہسٹ یوگی کا بالکل جسم پرست ہو جانا ممکنات سے ہے۔ پران یوگی کا طاقت پرست بنجانا ممکن ہے۔ مانسک جوگی کا معجزات کرامات کا سودائی اور شیدائی ہو جانا یا سدھی شکتی کے الجھنوں میں الجھنا معمولی بات ہے۔ ان کے ناز، غرور اور ابھمان سے کوئی بچتا ہے۔ تو اُس کے لئے آخر میں اصلیت کا ساکشاتکار کر لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ لیکن اودیا اور

اگیان بھرما دیتا ہے۔ اور بھرم میں پڑا ہوا آدمی ایسا بُری طرح مارا جاتا ہے کہ اس کا ٹھور ٹھکانا نہیں رہتا۔ اکثر بھگت تک ایسا دھوکا کھا جاتے ہیں۔ کہ اصلیت کے سمجھنے میں قصور کر کے کٹر اور متعصب بنجاتے ہیں۔ گورو بھگتی کی اصلیت کو نہ جان کر اس کے جال میں پھنسے ہوئے گورو کے باربرداری کے جانور ہو جاتے ہیں۔ اور "میرا گورو اچھا۔ تمہارا گورو بُرا!" ایسے فضول اور بیہودہ جھگڑے کیا کرتے ہیں۔ اوروں کو تو کیا کہوں۔ حضور مقدس نے رادھا سوامی پنتھ کی بنیاد ڈال دی۔ اس میں گوروائی کے دعویدار بکثرت پیدا ہو گئے۔ اور جوہر کو نہ سمجھ کر دسنت ستگورو کی جھوٹی اور بیہودہ بڑائی کے گیت گا کر یہ ایسے مُنہ کے بل گرے کہ مادہ پرست مجلس پرست اور باطل پرست بنتے جا رہے ہیں یہی سب مت متانتروں کا حال ہو جاتا ہے۔ اور تعصب اس قدر انہیں دبوچ لیتا ہے۔ کہ حقیقت پر پردوں کے پردے پڑ جاتے ہیں۔

ان سب سے گیان یوگ پھر بھی اچھا ہے۔ وہ کم از کم اتنا تو کر دیتا ہے کہ علمی اور زبانی طور پر اصلیت کو سمجھا دیتا ہے۔ اور جہاں ایک مرتبہ اصلیت سمجھ میں آگئی۔ پھر مشکل کام خود بخود آسان ہو رہتا ہے۔

تم اسے یاد رکھو۔ اور بھولو نہیں۔ کرم کرنے سے یا اُستتی گانے سے یا اور کسی ترکیب سے گیان نہیں ملتا۔ یہ سب درمیانی طریقے ہیں۔ جن سے دل کے پاک صاف کر لینے کی مُراد مقصود ہوتی ہے۔ اور دل کی صفائی ہو جانے سے تب گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ نشکام کرم۔ گورو بھگتی اور دُوسرے سادھن سے کثیف دل لطیف ہو جاتا ہے۔ اور جب مَن بُدھی کی مناسب

تکمیل ہو لیتی ہے تب کہیں گیان کی باری آتی ہے۔ اور اس وجہ سے میں اس موقعہ پر جان بوجھ کر جسمانی تہوں کو دکھاتا ہوا تم کو ہر یوگ کی خصوصیت سمجھا رہا ہوں تاکہ بہ آسانی ذہن نشین ہو جائے۔ کہ جسم کے کس خاص پردے سے کس یوگ کا تعلق ہے تاکہ بھر بھرم نہ رہے۔ تم رادھا سوامی مت کے پیرو ہو۔ ممکن ہے میری کوئی کوئی بات تمہیں بری لگے۔ لیکن میرے سمجھانے کی ترکیب پر اگر بخوبی غور کرتے چلو گے۔ تو شاید مجھے برا نہ کہو گے"۔

نند و بھائی بولے۔ "آپ کی صحبت کی برکت نے مجھ میں کٹر پنا۔ یا تعصب نہیں رہا۔ میں اصلیت کو اصلیت کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو گیا۔ اس لئے آپ بے تکلفی کے ساتھ اپنی تقریر کے سلسلہ کو جاری کیجئے"۔

دیال نے کہا۔ تب یہ سمجھ لو کہ کرم یوگ یا بھگتی یوگ سے اس قدر جلد اہم یا آتما کا گیان نہیں ہوتا۔ جس قدر جلد گیان یوگ کی مدد سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں اندر باہر کے تمام نظارے زیر بحث آجاتے ہیں۔ انسان باہر مکھتا اور انتر مکھتا کے راز کو آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ جو باہر ہے۔ وہی انتر ہے۔ یہ دو پہلو ہیں حقیقت کے جانے اور پہچاننے کے لئے دونوں کے علم پر حاوی ہونے کی ضرورت ہے۔ حقیقت نہ باہر ہے نہ اندر ہے۔ اور اگر ہے دونوں میں ہے۔ باہر جڑ جگت ہے۔ اندر چیتن جگت ہے لیکن دونوں ہی پرپنچ ہیں۔ اور یہ روپ یا ذات کے اظہار کے دو پہلو ہیں اگر آدمی بالکل انتر مکھ رہے۔ تو وہ بھی باہر مکھی کی طرح اصلیت سے ناواقف ہو گا۔ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ جڑ اور چیتن دونوں کی سمجھ آجائے۔ اور یہ ذہن نشین ہو جائے۔ کہ ان دونوں کے پرے ہمارا روپ آدھار اور

ادھشٹان محض ہے۔ اور اسی کے سہارے دونوں کے پرپنچی سامان یا ان کے تماشے قائم ہیں۔ اور جہاں اس کا گیان ہوگیا۔ پھر ساکشاتکار کا موقعہ خود بخود آجاتا ہے۔ یہ ویدانت کے گیان یوگ کا مقصد ہے۔ اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔

یہ سچ ہے کہ سب کے سب اس کے ادھکاری نہیں ہوتے۔ جن کو مصروفیت کی زندگی کا خیال ہے۔ وہ کرم یوگ کی منزل میں آویں۔ جن کو دلی یکسوئی کی خواہش ہو۔ وہ بھگتی یا پریم مارگ کے خیال کو پختہ کریں۔ ہاں جو ان سے اکتا گئے۔ اور ان کو بندھن اور زنجیر کی کڑیاں سمجھ رہے ہیں۔ اور آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ عقل سلیم بھی رکھتے ہیں۔ وہ گیان یوگ کی مشاقی کریں۔ گیان یوگ کے ادھکاری اعلیٰ درجہ کی طبیعت والے ہوتے ہیں۔ تعلقات کے دام کے توڑنے والے کامیابی اور ناکامیابی کے خیال سے آزاد۔ مجلسی خطاب یا ملکی عزت کی طرف سے بے پرواہ ذاتی شان و شوکت سے متنفر۔ دولت اور حکومت کے جھگڑوں سے اکتائے ہوئے۔ اور صرف مکتی کے خیال سے متاثر جو لوگ ہوں۔ وہ اس طرف رجوع ہوں۔ صرف ایسے لوگ اس طریق کے سچے ادھکاری ہوتے ہیں۔ اور ان کی تعداد اس نظر سے ہمیشہ کم ہوگی۔ ان کی نظر صرف اپنے ایشور اور دنیا کے تعلقات کی طرف نہیں ہوتی ان کے باہمد گر نسبت کے سمجھنے کی جانب مائل رہیگی۔ اور اس نظر سے گیان یوگ سہل چیز نہیں بلکہ مشکل ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" اب جا کر بات سمجھ میں آئی۔ کہ کیوں گیان

یوگ کی جانب عوام کو رغبت نہیں دلائی جاتی - وہ کتابیں پڑھ کر واچک گیانی ہو جاتے ہیں - یہ معمولی آدمیوں کے لئے مقصود نہیں ہے - یہہ عقیل اور صاحبدل کا راستہ ہے ॰

دیال نے کہا "یہی بات ہے - جب انسان کا دل زیادہ وسیع ہو جاتا ہے - شخصی خدا یا لوک لوکانتر کے وصنی کا خیال اُسے مطمئن نہیں کر سکتا - کیونکہ گیان یوگ کا ادھکاری ان سب کو محدود سمجھتا ہے - محدودیت کا خیال صرف محدود عقل اور محدود دلوں ہی کو عارضی اطمینان اور عقیدہ دے سکتا ہے - دل کی وسعت اُسے پرے لے جاتی ہے - اور وہی اُس کا رُوپ سرُوپ ہے -"

نندو بھائی بولے - بھگون! ویدانت کو نیتی مارگ کہتے ہیں - اس کا باعث کیا ہے - ویدبھی 'نیتی - نیتی' کا وعظ سناتا ہے - یہ مضمون ذرا وضاحت طلب ہے - آپ نے پہلے اسے ذہن نشین کرایا تھا - لیکن وہ جیوں کا تیوں ذہن میں نہیں بیٹھا ॰"

دیال نے کہا "'نیتی نیتی' کے لغوی معنے ہیں 'یہ نہیں' 'یہ نہیں' اس کہتے ہے 'پرے' یعنی اور اونچی حالت مراد ہے - جہاں تک عقل جاتی ہے - 'پرے' ہی 'پرے' کا تصوّر بندھتا جاتا ہے - اور وہ صدا دینے لگتی ہے - 'نراتی' 'نراتی' 'نراتی' اور وہ کیا کرے! 'پرے' کا خیال رُکنے پر نہیں آتا - اور وہ اُس وقت تک نہ رُکیگا جب تک ادھکاری اپنے روپ کو جان نہ لیگا - کیونکہ 'ورے پرے' سب اُسی میں اُس کے ساتھ اُس کے سہارے ہے -

وہ نہ ہوتا۔ تو نہ 'ورے' ہوتا۔ نہ 'پرے' ہوتا۔ جب تک وہ اپنے رُوپ میں قائم نہ ہوگا۔ تب تک یہ حالت نہ جائیگی ۔

اسی نظر سے 'برہم ودیا' کو 'پراوڈیا' یعنی پرے کا گیان کہا جاتا ہے۔ دُنیا میں جتنے علوم و فنون ہیں۔ وہ سب 'ورے' اتنے ہیں یہ برہم گیان ہی پراوڈیا ہے۔ نیتی نیتی پراوڈیا ہے۔ یہ نیتی نیتی کا مطلب ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

یہ ہمارا آتما وہی ہے جسے ہم پرماتما کہتے ہیں۔ جیو اصلیت میں وہی ہے۔ جو برہم ہے۔ جو خوشی ناخوشی دونوں سے پرے ہے۔ وہی ہماری ذات ہے۔ اور جب تک ہم ایسا نہیں جان لیتے۔ تب تک چین نہیں آتا۔ اس علم کے جاننے کے بعد پھر کسی گیان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ہاں ضرورت باقی نہیں رہتی۔"

'نند و بھائی' خوش ہو کر بولے۔ "واہ دیال جی واہ! کیسی سہولیت اور آسانی سے آپ نے 'نیتی نیتی' اور 'پراوڈیا' کے مضمون کو ذہن نشین کرا دیا۔ حقیقت میں یہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔"

دیال ہنسا۔ "اور اس سہولیت اور آسانی سے اصل مطلب کو ذہن نشین کر لینا بھی تمہارا ہی حصہ ہے۔ "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"

نند و بھائی بولے۔ اگر تکلیف نہ ہو۔ تو اور کچھ بھی فرمایئے۔

دیال نے کہا۔"

پہلی منزل :-

را ہیں نے اپنا روپ بسارا تب آپ ہی اُنجان بنا ٭ گیان گیا اگیان سمایا اسس پد کا راگیان بنا

میں نہیں ان کا یہ رہتے ہیں کیول میرے آدھارا ایم آتما۔ پرہما اکھنڈاتم ادوتیہ۔ امرت شاما
اپنی سمجھ آپ اب آئی شانتی کا اوسان بنا
اس پرپنچ کی لیلا نیاری کیسا لیلا وان بنا

چھٹی منزل

(۶) پوچھتے پدکی سمجھ تب آئی تریا پد سمجھ ہی پائی سمجھ بوجھ ہیں کپٹ مجھ کو نہیں یہی بڑی کٹھنائی
تریا چھوڑا تریا تیت ہوا تب میری بن آئی اپنے میں اب آپ سمانا کیسی دُرمتی دُو دچتائی
گورو داتا گورو گیانی دھیانی گورو سے نام کا دان بنا
اس پرپنچ کی لیلا نیاری۔ کیسا لیلا وان بنا

ساتویں منزل

(۷) میں کیا ہوں کوئی کیسے جانے کس گنتی میں نہیں آتا نہیں مرتا نہیں جیتا ہوں میں نہیں آتا کہیں نہیں جاتا
آپ بھرم کر آپ کو بھولا کیسے کوئی بھرماتا یہ بھی لیلا ایک تھی میری نہیں تو کیوں دھوکا کھاتا
رادھا سوامی ستگور پورے ملے تو گیان اور دھیان بنا
اس پرپنچ کی لیلا نیاری۔ کیسا لیلا وان بنا

لو۔جی! اب اس مضمون پر زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ یوگ کے مختلف پہلو زیر نگاہ اور زیر بحث ہیں۔ چونکہ شم شریر کے دونوں پردے مانسک یوگ اور گیان یوگ سے اس طرح چاک ہوتے ہیں۔ گویا اس ترکیب سے چار پردے پھٹ گئے۔ اب ایک پردہ اور باقی رہا۔ وہ کارن شریر کا "آنند مے کوش" ہے۔ اگر اس کی نسبت جاننا چاہتے ہو۔ تو اس کا بھی تذکرہ کر دونگا۔ اس کا نام آنند یوگ ہے۔ اور اگر جی نہ چاہے۔ تو خاموشی اختیار کروں"۔

گیارھویں کلا

آنند یوگ یا بشد یوگ

جس کا تعلق کارن شریر کے آنندمے کوش کے روک تھام اور اس کے نتیجہ سے ہے

نندو بھائی بولے "دو شریر کے چار کوشوں کے روک تھام اور اُن پر قابو پانے اور چاک کرنے کی تدبیر سمجھ میں آگئی۔ اب ایک شریر اور باقی رہ گیا جس کا نام کارن شریر ہے۔ اور اس کے پردے کا نام آنندمے کوش ہے۔ اس کی بابت میں نے آج تک کسی سے نہیں سُنا کہ اس کا بھی یوگ ہے۔ نہ کسی کتاب میں اس پر بحث ہوئی ہے۔ بلکہ جو کچھ کہا سُنا جاتا ہے۔ وہ صرف من بدھی ہی کے پردوں تک محدود رہتا ہے۔ اور ملا اس کی ضرورت ہی محسوس کیجاتی ہے۔ اور آپ اپنی نئی تشریح پیدا کرتے ہو۔ اور چونکہ یہ نئی بات ہے اس لئے اسے بھی آپ کی زبانی سُننے اور سمجھنے کا شوق ہے۔"

دیال نے کہا "تمہارا اعتراض بجا ہے کسی نے پہلے صاف لفظوں میں آنندمے کوش کیطرف دھیان نہیں دیا۔ گو پردہ اسے سب کہتے آئے ہیں۔ لیکن جب وہ پردہ ہے۔ تو چاک کرنے کی احتیاج ہوگی۔ ورنہ پھر اسی میں پھنسنا پڑیگا۔ اور اصلیت کا دیدار جیوں کا تیوں نہ ہوسکیگا۔ جیسا کہ سوشپتی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اب سنو۔ آنند سنسکرت مادّہ ان۔ ندی (خوش ہونے یا خوش کرنے) سے نکلا ہے۔ اس کے مجازی معنے 'خوش' ہیں۔ اور خوشی کی رعایت سے 'برہم' کا نام بھی ویدانت کی اصطلاح میں برہم کا نام بھی ہے۔ اور یہ نام اس نظر سے پردہ ہے۔"

تندو بھائی مسکرائے۔"یا حیرت! آپ جو بات کہتے ہیں۔ نئی اور نرالی ہی کہتے ہیں۔ آنند، برہمہ کا نام بھی ہے۔ اور آنند ہی پردہ بھی ہے۔"

دیال ہنسا۔"نام اور روپ کے سوا پردہ اور ہوتا ہے کیا؟ جتنے نام اور روپ ہیں یہی تو حقیقت پر پردہ ہو جاتے ہیں۔ تم جو ہو وہ ہو۔ جب تمہارے نام اور روپ ہو جاتے ہیں۔ تو تم اور ہوتے ہوئے کچھ اور ہی پرتیت ہونے لگ جاتے ہو۔ اور تمہاری اصلیت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اس لئے جتنے نام اور روپ ہیں۔ وہ پردہ ہی ہیں۔"

تندو بھائی نے پوچھا۔"کیا اور نام بھی برہمہ کے ایسے ہیں۔ جو اس پر پردہ ہوئے ہیں؟"

دیال نے ہنس کر جواب دیا۔"برہمہ کا نام ہے 'درِیہ' اور 'مَن' یہ بھی دونوں پردے ہی ہیں اور جب یہ پردے دُور ہو جاتے ہیں۔ تب ہی اس کی حقیقت کا پتہ لگتا ہے۔ برہمہ کا نام ہے۔ ست اور چیت جو 'درِیہ' اور 'مَن' کے مرادف ہیں۔ ان کو جب دُور کیا جاتا ہے۔ تب وہ سمجھ میں آتا ہے۔ برہمہ کی اصلیت اسی درہ اور مَن کے پردوں میں چھپی ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک پہلو جڑ ہے۔ اور دوسرا چیتن ہے۔ اور دونوں مل کر برہمہ ہیں۔ ان دونوں کی مجموعی مشمولی اور مرکزی کیفیت 'برہمہ' ہے۔"

تندو بھائی بولے۔"یہ دوند کی کیفیت آنند میں تو نہیں ہے۔ وہ تو مفرد چیز ہوگی؟"

دیال بولا۔"یہاں تم نے پھر سمجھنے میں غلطی کی۔ جب تک دو نہ ہوں اور دو کا ملاپ ہو کر ایکتو پنا نہ آوے۔ تب تک آنند کیسا؟ اسی طرح جب

تک ورہ اور منن مل کر دونوں ایک نہ ہو جائیں تب تک برہم کیسا؟ یہی تو بات ہے۔ جو ویدانت برہم نام سے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ کسی کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور جسے میں اب تم کو سمجھا رہا ہوں برہم۔ جڑ اور چیتن دونوں ہی ہے۔ اظہار کے وقت ان دونوں پہلوؤں کی جانب نظر رہتی ہے۔ اور یہ دونوں اسی کے آدھار پر نظر آتے ہیں۔ اور جب اظہار کی طرف سے خیال ہٹ گیا۔ تب اسی کو 'مطلق' اور 'ذات مطلق' کہتے ہیں۔ یہ اصلی۔ اصلیت اور یہی حقیقی حقیقت ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "آپ جب کہتے ہیں نئی نرالی اور انوکھی عجیب بات کہتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر میں بھی نرالا اعتراض کرتا ہوں برہم میں تو میں مان گیا۔ کہ ورہ اور منن دو پہلو مل کر برہم بنے۔ لیکن ست چت مل کر ایسے کیوں نہیں کہے گئے۔"

دیال نے کہا۔ "اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ سب نام ایک جیسے ہوں۔ وہاں ورہ اور منن مل کر برہم ہے۔ اور ست چت مل کر آنند ہیں۔ اور تینوں لفظ تین کیفیتوں کا مجموعی طور پر اظہار کرتے ہوئے سچدانند ہیں۔ جو برہم وہی سچدانند ہے۔ اور اسی رعایت سے برہم کا نام میں نے آنند بتایا۔ جو پہلے ہی استعمال ہوتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ مراد دونوں کی ایک ہی ہے۔ جو برہم ہے۔ وہی آنند ہے۔ اور آنند ست چت کا میل ہے میل یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ اب اعتراض کا جواب ملا یا نہیں"

نندو بھائی حیرت سے دیکھتے ہوئے بولے۔ "جواب مل گیا۔ اس لفظ پر زیادہ دقت نہ ہو گا۔ آنند کا مطلب سمجھ گیا۔ اب اصلی رمز سمجھیئے۔"

دیال نے کہا "آنند کارن ہے۔ یہ سبب ہے جس کے سب نتیجے ہیں۔ یہ بنیاد ہے۔ جس پر خلقت کی اور خلقت کے ساتھ اُس کی مخلوق کی عمارت قائم کیگئی ہے۔ یہ سب کی ابتدا ہے۔ اور چونکہ ابتدا میں یہ سب کی ابتدا تھی۔ اس لئے یہ انتہا میں بھی سب کی انتہا ہے۔ یہ بیج ہے جس سے انکھوا۔ کونپل۔ پتے۔ ٹہنیاں۔ تنا۔ پھول۔ پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھل میں یہ پھر اپنی باری پر بیج رُوپ سے موجود ہے۔ یہ اس قدر باریک اور لطیف ہے۔ کہ گو سب اُسی سے پیدا ہوتے اُسی میں رہتے۔ اُسی میں کام کاج کرتے۔ اور اُسی میں مرتے کھپتے ہیں۔ اور گو وہ اُن کے دلوں کے دلوں میں ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے موجود رہتا ہے لیکن اُسے کم لوگ سمجھتے۔ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اُسی آنند اور خوشی کی جستجو سب کو رہتی ہے۔ لکھنا پڑھنا۔ نوکری پیشہ۔ عزت حرمت۔ سیر سیاحت شادی بیاہ سب کچھ اسی کے چکر کھانے والے پہیئے کے کرتب ہیں۔ اور سب اسی کو اندھوں کی طرح ٹٹول ٹٹول کر ڈھونڈھ رہے ہیں لیکن اگر اُن سے کہا جائے۔ کہ آنند ہی تمہارے کرم بھرم دھرم نیم۔ جپ تپ پاٹھ پُوجا۔ جوگ بھگت اور تدبیر ترکیب کا اصلی باعث ہے۔ لیکن اسے کوئی یقین نہ کریگا +

بھگت کہتا ہے۔ "میں ایشور کی بھگتی ایشور کے لئے ایشور کی نظر سے کرتا ہوں"۔ یہ بھگت سخت نادان ہے۔ وہ ایشور کی سیوا آنند کے لئے کرتا ہے۔ آنند کا تصوّر نہ ہوتا۔ تو وہ بھولے سے بھی اُس کا نام نہ لیتا +

گیانی کہتا ہے۔ "میں گیان کی فکر میں گیان کے لئے گیان کی نظر سے

گیان یا وچار کے اُدھیڑ بُن میں لگا رہتا ہوں " یہ گیانی یا گیان کا خواہشمند مہا اگیانی ہے۔ وہ گیان کا مشغلہ آنند ہی کے لئے کرتا ہے۔ آنند کا تصوّر نہ ہوتا۔ تو وہ بھُولے سے بھی گیان کا نام نہ لیتا ۔

"بدھی وان عالم کہتا ہے۔ "میں علم و عقل کے حاصل کرنے کے خیال سے علم و عقل کے پیچھے پڑا رہتا ہوں۔ لیکن یہ عالم اور عاقل سخت بےعلم اور بےعقل ہے۔ وہ سب کچھ اسی آنند کے لئے کر رہا ہے۔ اگر آنند کا تصوّر نہ ہوتا۔ تو وہ بھُولے سے بھی علم و عقل کا نام نہ لیتا ۔

یہ لطیف نظر سے ہے ۔

آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں کو لاکھ زعم ہوں۔ کہ اُن کا کام کام کے خیال سے ہے۔ لیکن اگر آنند کا تصوّر نہ ہوتا۔ تو ان میں سے ایک بھی دیکھنے سُننے چکھنے۔ چھُونے اور سُونگھنے تو اہ چلنے پھرنے کا بھُولے سے بھی نام نہ لیتا ۔

یہ اندریوں کی نظر سے ہے۔ اور مشاہدات۔ معائنات۔ تحقیقات اور تجربات اسی میں آجاتے ہیں۔ ہُنر اور فن والے لاکھ ڈینگ مارتے پھریں۔ کہ اُن کا کرتب ہُنر اور فن کے لئے ہُنر اور فن کی نظر سے ہے۔ لیکن یہ سخت نادان ہیں۔ سب کچھ آنند کے لئے کرتے ہیں۔ اگر آنند نہ ہوتا۔ تو ایک شخص بھی ہُنر یا فن کا بھُولے سے بھی نام نہ لیتا ۔

یہ تحصیل۔ تکسیب۔ پیشہ اور روزگار کی نظر سے ہے۔ دُنیا کے تمام کام دھندے اس فہرست میں چھپتے ہیں۔ کنوارا کہتا ہے۔ گھر بسانے کی نیت سے وہ بیاہ کرتا اور اولاد پیدا کرتا ہے۔ یہ شخص پاگل ہے یہ

صرف آنند کے لئے خانہ داری کی زحمتیں اُٹھاتا ہے۔ اگر آنند کا تصور نہ ہوتا۔ تو کب ممکن تھا۔ کہ وہ کبھی بھُولے سے بھی بیوی اور بال بچوں کا نام لیتا ۔ یہ سب بیوہار کی نظر سے ہے ۔ اس میں بیوہار مریادا کی تمام شاخیں آجاتی ہیں ؛

یہ سب بیوہار کی نظر سے ہے ۔ اس میں بیوہار مریادا کی تمام شاخیں آ جاتی میں ۔ بالکل اسی طرح دولت ۔ ثروت ۔ حکومت ۔ وغیرہ کی بابت سمجھ لو۔ میں مضمون کو کیوں طول طویل کروں ۔ اتنا ہی سمجھنے اور سمجھانے کے لئے کافی ہے اور تم جو یہ ست سنگ کر رہے ہو۔ یوگ کی نظر سے ویدانت سمجھنے آئے ہو۔ وہ کیا ست سنگ کی خاطر یا میرے اوپر احسان کرنے آئے ہو۔ آنند کا تصور نہ ہوتا ۔ تو تم بھُول کر بھی دیال کی جانب نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور ساتھ ہی میں جو یہ تقریر کر رہا ہوں ۔ وہ کیا تقریر کی نظر سے ہے بھی ۔ صرف آنند کے تصور سے ہے ۔ ورنہ کہاں کے ست سنگی اور کیسے نند و بھائی ۔ دیال بھُول کر زبان نہ کھولتا ۔ کچھ مجھے کُتّے نے تو نہیں کاٹا تھا ۔ جو خواہ مخواہ تمہارے ساتھ سر کھپی اور دماغ پچی کرتا ۔ یہ سب کے سب "آنند" کے تماشے ہیں ۔ یہ اپنے دائرہ میں اور اپنے سے نیچے تمام منومے کوش وغیرہ کے دائروں میں محیط کُل جو ہر بنا ہوا سمایا ہوا ہے ۔ ہر جگہ اسی کی راج اور اسی کی دہائی ہے ۔ لیکن یہ بھی پردہ ہے ۔ گو وہ نہایت باریک پردہ ہے ۔ اور اس پردہ کی وجہ سے لوگوں کو اصلیت کا علم نہیں ہونا پاتا اور یہ مشکل سمجھ آتے ہوئے بھی نہ کوئی اسے یقینی طور پر سمجھتا ہے ۔ اور نہ اس پردے کے اندر چھُپا ہوا حسین معشوق اُن کو نظر آتا ہے ؛

اگر اس کی بابت تم کو کچھ اعتراض ہو۔ تو دل سے نکال کر زبان سے کہہ ڈالو تاکہ آگے کے مضمون کے سمجھانے میں آسانی ہو۔"

آنند بھائی بولے "ایسی بات پر کیا اعتراض کروں۔ یہ تو ایسی نظر آتی ہے جیسے کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ گو شروع سے لے کر آخر تک میں آپ کی ہر بات پر نکتہ چینی کرنے سے باز نہ رہ سکا۔ لیکن اس پر زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ بلا ضرورت کیوں اعتراض کروں۔"

دیال نے خوش ہو کر کہا۔ تم آنند یوگ سیکھنے کے اُتّم ادھکاری ہو۔ اور اس لئے میں اُن تمام و کمال پوشیدہ باتوں کو تمہیں کھول کھول کر سنا دونگا۔ جو حضور معلی و مقدس رائے ثنا اللکرام صاحب بہادر نے خاص طور پر سب سے الگ تھلگ مجھے تلقین فرمائی ہیں۔ کیونکہ وہ آنند یوگ کے لاثانی اور بے نظیر معلم گزرے ہیں۔ اور اُن کے زیر حکم میں اپنی باری پر اس کی تعلیم دینے لگا ہوں۔ ادھکاری تو آنند کے سب ہی ہیں۔ کیونکہ تمام دنیا آنند کی تلاش اور آنند کے بیوپار میں مصروف ہیں۔ لیکن آج تک سوا ایک دو کے ادھکاری نہیں ملے۔ اور ملے ادھیکل شردھا کی نشیر سے وہ بھی مکمل نہیں سمجھے۔ کیا عجب تم اس رھسیت کے علم کے سچے ادھکاری ثابت ہو۔"

آنند بھائی بولے "بھگون! میرے اوپر آپ کی خاص مہربانی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ ایسا کہہ رہے ہو۔ ورنہ میں اپنی حالت سے ناواقف نہیں ہوں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ آنند یوگ کے ادھکاری کے لکشن (علامات) کیا ہیں؟ اور آیا ہر ایک کو اس کا ادھکار ہے

یا خاص خاص جیوؤں کو ؟ "

دیال نے کہا۔ " آنند کا ادھکار ہر شخص کو ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کا خواہشمند نہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جو شخص حضور مقدس کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اُسے عام طور پر آنند یوگ کا عملی سبق بتا دیا۔ عملی سبق ست سنگ میں ضرور دیا جاتا تھا۔ لیکن وہ بھی اُس عمل کی نظر سے ہوا کرتا تھا۔ ہاں خاص خاص طبیعتوں کو خاص خاص طور پر سمجھا کر عمل کی جانب مخاطب اور رجوع کر دیا کرتے تھے۔ اس لیئے عام ست سنگی اُس کے عملی پہلو سے واقف ہوتے ہیں۔ اِس آنند یوگ کے خاص ادھکاری وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو نفسانی لذات کی طرف سے بے پرواہ۔ اُداس اور مکدر رہتے ہیں۔ اور اصلی پرمارتھ کی تلاش کی فکر میں سنت سادھو یا مہاتما کی خدمت میں چکر لگاتے ہیں۔ اور تحقیقات کرتے ہیں۔ ان کے اور پہلو کسی درجہ تک مکمل ہوتے ہیں۔ اور جو نیچے منازل کے مرحلے دانستہ یا نادانستہ طے ہو چکے ہوتے ہیں۔ اُن میں خاص خاص قسم کی قابلیتیں ہوتی ہیں۔ جو کبھی کبھی کسی میں شاذ نظر آتی ہیں۔ ایسا سنجوگ موج سے ہوتا ہے۔ پرمارتھ کی تم کو سمجھ ہے۔ یہ پرمارتھ صاف اور واضح لفظوں میں اور کچھ نہیں ہے۔ صرف پرمانند کی پراپتی اور دُکھوں کی اتینت نورتی ہے۔ یہ پرمارتھ ہے جو اسے اچھی طرح سمجھ لے۔ اور باطل عقائد سے آزاد ہو۔ وہ آنند یوگ کا سچا اور اُتم ادھکاری ہے۔ "

نند و بھائی بولے " تو کیا ایسے اُتم ادھکاری کے لیئے وچار یوگ وغیرہ کی بھی ضرورت ہے ؟ "

دیال نے کہا "بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ اُن مرحلوں سے گذر آیا ہے۔ وہ صرف آنند یوگ کا ادھکاری ہے۔ اس یوگ کو تم برہمہ یوگ بھی کہہ سکتے ہو۔ کیونکہ آنند برہمہ کا نام ہے۔ برہمہ آنند سے مختلف نہیں ہے۔ لیکن چونکہ زیادہ تر علم و عمل کے پہلو سے کورے اور ناواقف خواہشمند آتے ہیں۔ ان کے علمی پہلو کی کمی ست سنگ اور عملی پہلو کی کمی ابھیاس سے کرائی جاتی ہے۔ اور ساتھ ساتھ آنند یوگ کا سبق بھی دیا جاتا ہے۔ اس حالت میں بھی روحانیت کی نظر سے زیادہ تر کورے کے کورے ہی نظر آتے ہیں۔ اور آنند یوگ کی اصلی مراد سمجھنے کو کون کہے۔ وہ اکثر معمولی باتوں کی بھی سمجھ کمتر ہی رکھتے ہیں ہاں متعصب اور کٹر پنتھائی ضرور ہو جاتے ہیں۔ ان کے تعلیم دینے اور ست سنگ میں شامل کرنے کی غرض صرف اُن کے دلوں کے کھیت میں سنسکار کے بیج ڈال دینا ہے۔ جو وقت پاکر کبھی نہ کبھی انکھوے کی صورت میں نمودار ہوکر کونپل پتے اور پھول پھل لائیگا۔ اور تب وہ ادھکاری ہو جائینگے ایسے ادھکاری میرے پاس کئی ایک آئے۔ اُن کو صرف اصل الاصول کا سمجھا دینا ہی کافی ہوگیا۔ اور اُن کا کام بن گیا۔ یہ بات میں اس وجہ سے یہاں کہتا ہوں۔ کہ ان ادھکار والے ادھکاریوں کی ست سنگ میں بڑی بھرمار ہے۔ مطلب یہ تھا۔ کہ تم کو اس پر اعتراض کرنیکا موقعہ نہ دیا جائے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے خیال سے ایسا کہہ دیا گیا ✣

بارھویں کلا

آنندیوگ یا شبدیوگ

جس کا تعلق کارن شریر کے آنندمے کوش کے روک تھام اور اُسکے نتیجہ سے ہے

نندو بھائی بولے "بھگون! جب آنند، برہمہ کا نام ہوا جیسا آپ نے ابھی کہا ہے تو پھر اُسے پردہ کیوں کہا جائے اور وہ کیوں پھاڑا جائے۔ برہمہ کا پردہ پھاڑنا کیسا! یہ خیال ابھی میرے دل میں پیدا ہوا ہے۔"

دیال نے کہا "پردہ نام کا تو ہے اس لئے اُسے چاک کرنا ضروری ہے سنسکرت زبان میں اکثر ایسے الفاظ بکثرت ہیں جن سے دو معنوں کی مراد لی جاتی ہے۔ مثلاً برہمہ نام ہے حقیقت۔ پرکرتی، ویدا اور ودّیا وغیرہ کا بھی۔ پران نام ہے برہمہ کا سانس کا اور پرکرتی کی طاقت اور زندگی کا بھی۔ اسی طرح آنند نام ہے۔ برہمہ کا اور خوشی کا بھی۔ جہاں تک ان ناموں کا تعلق ہے۔ یہ پردے ہیں۔ اور پردوں کا پھاڑنا لازمی ہے۔ ورنہ وہ حجاب بنا رہیگا۔ یہ غرض اُس کے چاک کرنے کی ہے۔ چاک کرلینے سے مراد اچھی طرح اُسے جان لینا ہے۔ اور جب کوئی چیز خوب جان لی گئی۔ تب وہ دُکھدائی نہیں رہتی۔"

نندو بھائی بولے "بہت اچھا! اب اس آنندیوگ کا مضمون سمجھائیے"

دیال نے کہا "یہ جگت دُکھ سُکھ کا استھل ہے۔ جیسے یہ پُرش پرکرتی کے کھیل کا استھان ہے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ دوُندہی دوُند ہے۔ اور سب کی خواہش دُکھ سے بچنے اور آنند کے حاصل کرنے کی رہتی ہے۔ لیکن یہ آنند پورا پورا کسی کو ملتا نہیں۔ کیونکہ اُس کے ساتھ نسبتی تعلق کی وجہ سے دُکھ

کے خیال کا میل رہتا ہے
کسی نے دولت کو سکھ مان لیا - ابتدا میں کچھ سکھ تو ہوا لیکن ادھورے کا ادھورا ہی رہا - ہوس بڑھتی گئی ننانوے کے پھیر کا مخمصہ دبا تا گیا - اُس کی حفاظت کا خیال آیا مضبوط مکان بنوایا مضبوط قفل مضبوط صندوق میں لگوایا - چوروں کا ڈر - عزیزوں کی بے اعتباری کا خوف - راجا اور راج کے اہلکاروں کا خوف روز بروز بڑھتا گیا - اور بالعوض سکھ کے یہ ڈکھ کے باعث ثابت ہوئے - یہی کیفیت تمام سنساری سکھوں کی ہے - ایک مثال دی گئی باقی تم خود سمجھ لو

کوئی کوئی اندریوں کی لذت کو سکھ سمجھتا ہے - اور ان کے دام میں پھنس کر محبت دولت اور عزت وغیرہ کھو کر مصیبت مول لیتا ہے - اور دُکھی ہو رہتا ہے - یہ بھی تم سمجھ سکتے ہو - لیکن ان متضاد مرحلوں سے گزرتے ہوئے دل اور عقل کی کھڑکی کھل جاتی ہے - تجربہ میں وسعت آتی ہے - اور وہ وچار کرنے کے قابل بن جاتا ہے - یہاں سے گیان یوگ کی حد شروع ہو جاتی ہے - جو نہایت ضروری مرحلہ ہے

اگر اندریاں اور اندریوں کا استعمال بے شمر جبر ہے - تو پھر جبر کو دُکھ سکھ کی تمیز کیسی ہوتی ہے؟ اس سے اندریوں کے اندر کوئی چیتن شکتی ہے جس کا دھار اس جسم کے رگ رگ میں رہتی ہوئی آسے حرکت دیتی ہے جس کا آنا بند ہو جانے - اور ہاتھ پاؤں اور تمام عضو - اندریاں بےحس خالی - اور شو نیہ ہو گئے - یہی دھار سکھ ناک کان زبان اور جلد کو دیکھنے سونگھنے سننے چکھنے اور چھونے کی قابلیت اور طاقت دیتی ہے - اس سے بزرگ

کی چیز وہ ہے۔ یہ وچار کا پہلا مرحلہ ہے۔ جو بیداری کے وقت اس جسم کے طبقہ میں پیدا ہوتا ہے۔ ایسے وچار کرنے سے آدمی سوچتا ہے۔ کہ ہمارے اندر جو چیتن کی دھار ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ اور یہ جگت خواہ اندریوں کی دُنیا اُس کے تابع ہے *

پھر وچار کا خود بخود دُوسرا مرحلہ آجاتا ہے۔ تھک تھکا کر ہم سو رہے جسم مردہ کی طرح ہوگیا۔ اب کوئی اندری اپنا کام نہیں کرتی۔ آنکھ نے دیکھنا کان نے سُننا اور زبان نے چکھنا چھوڑ دیا۔ ایسا کیوں ہوا؟ کیونکہ ان سے کام لینے والے چیتن دھار کی طاقت اندر کی طرف کھنچ گئی۔ وہ اور کہیں چلی گئی۔ کہاں گئی؟ وہ کہیں باہر نہیں گئی۔ اپنے اندر گھس گئی۔ اور اپنے ہی اندر تانا بانا پھیلانے لگی۔ جاگرت کی طرح وہاں بھی کاروبار ہے۔ بہہ خواب کے تماشے ہیں۔ اور خیال کے نظارے ہیں *

خواب میں ہیں نور وسایہ خواب میں ارض و فلک
خواب میں شمس و اختر خواب میں اُن کی جھلک
باغ بنجاتے ہیں خود ہی پھول کھلتے ہیں
خواب میں خود سونگھتا ہے خوشبو کی مہک
چھاگئیں کالی گھٹائیں ابرو باراں کا ہے زور
رعد ہے اور صاعقہ ہے اور بجلی کی کڑک
آسماں میں کھول کر پرواز کے پر اُڑتا ہے
پی کہاں ہے پی کہاں یہ ہے پپیہا کی چہک
باپ ماں پیدا ہوئے اور وقت پر وہ مر مٹے
کرلیا پیدا خدا کو دیکھ لی اُس کی چمک
کون خالق ہے یہاں خلقت ہے کیا مخلوق کیا
خواب ہیں کے خواب میں ہیں آدمی جن و ملک
ہستی ہے ہستی یقینی نیستی معدوم ہے
سوچ لے اس راز کو جاتا ہے کیوں اُٹھ کے بہک

یہ آخر کیا ہے؟ سب جانتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ حضرت دل کی خیالی قلابازیاں ہیں۔ اپنے اندرونی مرکز پر جم کر بیٹھ گیا۔ اور مکڑی کے جالے

خیالی تانے بانے سے بنانے لگا ۔

کیا دل مسکھ ہے ؟ نہیں وہ بھی کسی دھار کا محتاج ہے ۔ وہ دھار گئی اندر کھچی ۔ دل کے خیالی وسوسے بند ! خواب کی چراغ گل اور بگڑی غائب کی طرح معدوم !

خواب بیں ہے کہاں کہاں ہیں خواب ۔ کہاں گلزار گلشن اور گلاب
نہیں دریا نہ دریا کی لہریں ۔ نہیں اب آب ہے نہ بوند حباب
پوچھنے والا مرمٹا جب آپ ۔ پھر کہاں کس پہ ہوں عذاب و ثواب
نہ خدا ہے نہیں نبی نہ کوئی ۔ نہیں پڑھتا کوئی خدا کی کتاب
کہو کیا مر مٹے یہ سب یونہی ۔ کوئی ہو تب سوال کا دے جواب

سوچو کیا تھا اور کیا ہوگیا ! لیکن سوچے کون ! سوچنے والے دل کا تو لا کھوں کوس پتہ نہیں ہے ۔

دل نہیں جب کون بیدل اور جیدل بنا ۔ عقل جب رخصت ہوئی کیسے کوئی عاقل بنا
جہل و عرفاں دونوں ہیں معدوم اب آئی سمجھ ۔ جب نہیں یہ کون عارف کون پھر جاہل بنا
وسوسے دل کے مٹے یہ سب وہم تھا سب وہم تھا ۔ وہم غائب کون اب ناقص ہا کامل بنا
سننے والا کوئی تب ہم بتائیں راز حق ۔ ہم نہیں ہیں تم نہیں ہو کوئی کب عامل بنا
کہتے ہیں کہ جانتے ہیں شغل ہے اور کیا عمل ۔ اصلیت میں کون اصلی عامل اور شاغل بنا

بیداری گئی خواب گیا ۔ اب کیا ہے ؟ کون کہے اور کون سنے ۔ کہنے والا نہیں نہ سننے والا نہیں ! پھر کیسا راز اور کیسا نیاز ! جب دوئی گیا اتحاد کا پردہ مٹا ۔ پھر قیاس کہتا ہے ۔ اگر کوئی ہوگا بھی تو ایک ہی ہوگا ! اور وہ مسکھ اور آنند ہی ہوگا ! لیکن اس وقت اس کا علم نہیں ہوتا ۔ اور کیوں

ہو؟ جب علم عالم معلوم ہوں یا گیان گے اور گیاتا ہوں۔ تب ہی تو علم۔ اور گیان ہوگا۔ یہاں ان کی ہستی تک کا نام و نشان نہیں ہے ؎

لہر بحر کا سوا ہو دریا لہر لئے پر آیا موج اٹھی تب ہوا تماشا راز حقیقت اب پایا
موج سمائی بحر کے سینہ میں وہ دریا اب ساکن ہے راحت اور قرار کی موج اب نہیں لہر نہ ہو سایہ

اسے عقلا اور گیانی سوشپتی کی حالت بتاتے ہیں۔ جو کارن شریر کہا جاتا ہے اس کی خبر اس وقت پڑتی ہے۔ جب ہم تم اور سب جاگتے ہیں۔ دل میں اثر باقی رہتا ہے۔ اور وہ شہادت دیتا ہے۔ "آہا کیسے سوئے کہ سکھ ہی سکھ تھا۔ دکھ کا نام و نشان نہیں۔ ہر طرح سے بے خبری تھی" ؎

اس شہادت سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک سکھ اور دوسری بیخبری! اور اس بیخبری کی وجہ سے اس آنند کو آنندمے کوش یا آنند کا پردہ کہتے ہیں۔ وہ پردہ ہے کیونکہ ابھی تک ہم کو اصلیت کا علم نہیں ہے اور اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اس پردہ کو بھی چاک کرنا ہے" ؎

نند و بھائی نے اعتراض کیا۔ "بھگون! آپ نے کہا۔ کہ جسم بیداری کے بعد مر گیا۔ اور دل سپن کی حالت کے بعد مر گیا۔ پھر یہ علم کس کو ہوا؟"

دیال ہنسا۔ "اجی کون مرا اور کون جیا؟ یہاں اصل میں نہ کہیں جنم ہے۔ نہ مرن ہے۔ حضرت! اسی وجہ سے تو کہتا ہوں۔ کہ بغیر ویدانت کی مدد کے یہ گتھی اور طرح پر نہیں سلجھتی۔ لوگ اپنی جہالت کے زعم میں اکڑے ہوئے ویدانت کو لے لفظ سنایا کرتے ہیں۔ نہ سمجھ نہ بوجھ۔ اور آخر تک اسے کوستے رہتے ہیں۔ اور حقیقت کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں۔ حالانکہ ویدانت کے ایک لفظ برہمہ میں حقیقت کی ماہیت

موجود ہے۔ برہم کے معنی پر آؤ۔ ورہ = بڑھنا۔ اور "مَن" = سوچنا۔ یہ ورہ جسم ہے جڑ ہے جاگرت ہے۔ جسمانی اظہار ہے۔ یہ مَن دل ہے چیتن ہے ہشین ہے۔ اور سب کا وچار ہے۔ یہ دونوں جب اصلیت میں لئے ہوئے تب کیا ہے! برہم ہی برہم۔ برہم ہی برہم!! اور برہم ہی برہم!!! یہاں کون مرا کون جیا! کہنے سننے کی بات تھی۔ میں نے کہہ دیا۔ جسم اور دل کا تماشا اس برہم کے آدھار پر ہے۔ اظہار کی حالت ہی میں اس کی خبر یا اپنے آپ کی خبر ہوتی ہے ورنہ اصلیت میں کیسی خبر کیسی خبرداری اور کیسی بیخبری! یہ راز ہے۔ برہم گیان ہے۔ گیان سروپ۔ گیان اور گیان کا آدھار ہے۔ یہ سوال کا جواب ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "واہ دیال جی! کیسے اشاروں میں آپ سمجھا دیتے ہیں۔ اور زیادہ نہیں۔ آپ کے ایک دو لفظ ہی سے اصلیت کی سمجھ آجاتی ہے۔ واہ وا! واہ وا!! واہ وا!!!

مرحبا اے پیر دانشمند ما ‏ ‏ مرحبا اے پیر با صدق و صفا
مرحبا اے راہِ حق کا حق نما ‏ ‏ مرحبا اے شمس یا نور و ضیا
تیری جدت پر ہے تحسیں آفریں ‏ ‏ تجھ میں ہے دل نکتہ بیں عقل متیں
تو مجسم راز حق ہے اے فقیر ‏ ‏ تجھ پہ ہیں قربان سب برنا و پیر
تجھ سے میں نے سن لیا ویدانت ایا ‏ ‏ بجز انتی تجھ کو کر ہو رہا ہوں فنا انت ایا

دیال ہنسا۔" بات بھی ایسی ہی ہے۔ جس کا سمجھانے کا حصّہ ہے وُہی سمجھا سکتا ہے۔ اور جس کا سمجھنے کا حصّہ ہے۔ وُہی سمجھ بھی سکتا ہے ورنہ یوں تو عام طور پر دُنیا سمجھانیوالوں اور سمجھنے والوں سے بھری پڑی ہے۔ ہندی میں مثل ہے :-

سمجھ نہ پاوے مرم کی سمجھا دے کوئی کاہ
کہے کہانی بیربر سمجھے اکبر شاہ

اسی طرح مسلمانوں کے درمیان ایک اور مسئلہ ہے۔ جو قریب قریب اسی مراد کو اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ گو اُسے مذاقیہ اور تمسخرانہ پیرایہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے:-

"پڑھیں موسے لکھیں خدا سے
خدا کے راز کو موسے سے جا کر تم پوچھو
کہ آگ لینے کو جائے۔ پیمبری مل جائے
بس اتنی سی بات ہے اور کچھ نہیں۔"

تیرھویں کلا

آنند یوگ یا شبد یوگ (مسلسل)

جس کا تعلق کارن شریر کے آنند مے کوش کے روک تھام اور اُس کے نتیجہ سے ہے
نند و بھائی نے کہا۔ "حضرت! گو آپ نے کہنے کو سب کچھ کہہ دیا۔ کوئی بات باقی نہیں رکھی۔ اور نہ سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ہے لیکن پھر بھی اس آنند کے مضمون کی مزید وضاحت درکار ہے۔"

دیال بولا۔ میں نے اب تک اسے تمام و کمال تم کو سمجھایا بھی نہیں مضمون چوٹی کا ہے۔ اور گو سب سے زیادہ آسان اور سہل ہے کیونکہ منشکھ کی باطنی سمجھ سے ایک بھی محروم نہیں ہے۔ سب سکھ کو اپنے اندر اور اپنے ساتھ رکھتے ہیں لیکن اُس کی سمجھ سے خالی ہیں۔ یہ تعجب اور

حیرت کی بات ہے۔ یا نہیں! لڑکا بغل میں اور شہر میں ڈھنڈورا! برہمہ ہوتا ہُوا بھرما ہُوا جیو پریشان ہے۔ اور سب کچھ اپنے اندر رکھتا ہُوا محتاج اور مفلس قلاچ بنا ہُوا ہے۔ اس نادانی کی بھی کہیں حد ہے! آپ ہے اور ڈھونڈتا کسی اور کو ہے! خود ہی معشوق ہے۔ اور عاشق کی طرح سودائی بنا ہُوا ہے لیکن کیا ہُوا! موج ایسی ہی ہے۔ اور موج کا تماشہ ہو رہا ہے؛

یہ آنند یوگ۔ تمام یوگوں کا سرتاج ہے۔ سہل ہوتا ہُوا دقیق اور دقیق ہوتا ہُوا سہل ہے۔ اس لئے تم کو صبر کے ساتھ ذرا انتظار کرنا پڑیگا۔ میں آہستہ آہستہ اس کو ذہن نشین کراتا چلونگا۔ جلدی کرنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے۔ سہج میں سمجھو۔ سہج پکے سو میٹھا ہوے۔"

دیال نے خود ہی کہا۔" اب تم تھوڑی دیر کے لئے میری خیالی نظر عاریت لے لو۔ اور اُسی سے اُن خیالی نظاروں کو دیکھتے چلو۔ جو آنند یوگ کے سمجھانے کی غرض سے میں تم کو دکھاتا چلوں۔

دُکھ کیا ہے؟ اور سُکھ کیا ہے؟ اس مضمون پر زیادہ نہ کہونگا۔ نہایت سہل طریقہ اختیار کرونگا۔

ایک جملہ میں ان سوالوں کا جواب ہے:-

توجہ کا کسی مرکز پر قائم ہونا سُکھ ہے۔

توجہ کا کسی مرکز سے ہٹایا جانا دُکھ ہے۔

اس توجہ کو چیت کی ورتی کی یکسوئی کہتے ہیں۔ یہ ورتی دل کے چشمہ سے دھار کی صورت میں نکلتی ہے۔ اور کسی جگہ۔ شخص یا وقت کو مرکز بنا اُس پر جم کر بیٹھ جاتی ہے۔ اُس سے ہم آہنگی کرتی۔ اُس جیسی بنجاتی ہے

اُس سے مل کر ایک ہو جاتی ہے۔ تب نتیجہ سُکھ ہوتا ہے۔ یہ وحدت۔ مماثلت ایکتو بھاؤ اور ایکتو پنا ہے۔ اور جب یہ چِت کی ورتی کہیں سے زبردستی ہٹائی جاتی ہے۔ چاہے وہ جگہ ہو۔ شخص ہو۔ یا چیز ہو۔ خیال ہو۔ کوئی بھی ہو۔ تو جدائی ہونے سے۔ ملاپ میں فرق آ جانے سے وحدت کی کیفیت کے جاتے رہنے سے دُکھ ہوتا ہے۔

سُکھ اور دُکھ کا صرف اسی قدر راز ہے۔

اب اسے مثال سے سمجھو۔

(۱) پہلی مثال۔ تم تاش یا شطرنج یا اور کوئی کھیل رہے ہو۔ توجہ اُس میں جم گئی۔ تم سُکھی ہو۔ کسی نے زبردستی تمہارے تاش اور شطرنج یا کھیل کے سامان کو زبردستی چھین کر پھینک دیا۔ ورتی کو ہٹنا پڑیگا۔ اور اُسی وقت دُکھ ہو گیا۔

(۲) دوسری مثال۔ تم کتاب پڑھ رہے ہو۔ دل اُس میں گڑ گیا۔ سُکھی ہو اور ایسے سُکھی ہو کہ وقت کیسے آتا جاتا ہے۔ تم کو اس کا علم بھی نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس وقت کتاب سے تم کو جدا کر دے تو دُکھی ہو جاؤ گے۔

(۳) تیسری مثال۔ تم کسی سے مل کر بات چیت کر رہے ہو۔ دلچسپی کا مزہ آ رہا ہے۔ اور سُکھی ہو۔ کوئی آ کر مخل ہو گیا۔ اور اُسی وقت زبردستی ورتی کے ہٹنے سے دُکھ ہو گیا۔

(۴) چوتھی مثال۔ تم باغ میں بیٹھے ہوئے پھول اور درختوں کا تماشہ دیکھ رہے ہو۔ دل لگا ہوا ہے۔ مزہ ہی مزہ ہے۔ کوئی آیا۔ بری خبر سنائی۔ یا ہاتھ پکڑ کر باغ سے کنارے کر دیا۔ تم دُکھی ہو گئے۔

(۵) پانچویں مثال۔ تم کسی خیال سے مل کر اُس میں محو ہو۔ خیال کا لطف

آ رہا ہے کسی طرح یہ خیال کسی خاص وجہ سے ہٹا دیا گیا - اور مزے کا نُطفت کرکرا ہو گیا ؛

یہ حالت بیداری یا جاگرت اوستھا کی مثالیں ہیں - اور کافی ہیں - عورت کی صحبت - کھانے کا مزہ - پُوجا پاٹ - بیوہار اور کام اس طرح کی مثالیں ہو سکتی ہیں - اور تم ان کو اب خود سمجھ سکتے ہو - اب خواب کی مثالیں لو -

(۱) پہلی مثال - اچھا خواب دیکھ رہے ہو - دل ہمہ تن اُس میں محو ہے - کسی وجہ سے بُرا خواب آنکھوں کے سامنے آگیا - کوئی باہری واقعہ ہو گیا - کوئی چیز چھت سے نیچے گری - شور ہُوا - دل خوشگوار خواب سے ہٹا - اور نتیجہ دُکھ ہو گیا ؛

(۲) دوسری مثال حالت خواب میں خواب کے مناظر خود پیدا کر رہے ہو - اور اس میں دلی طور پر مصروف ہو - کسی نے جگا دیا - دل نظاروں سے ہٹا - اُسی وقت دُکھ ہو گیا ؛

(۳) تیسری مثال - خواب میں عورت ملی - دوست ملا - سادھو ملا - ست سنگ ہوا - اچھی اچھی باتوں میں دل لگا - اور تم خوش ہو - کسی وجہ سے اس حالت یا حالتوں سے جدائی ہوئی - اور دُکھ اسی وقت گردن پر سوار ہو گیا ؛

یہ حالت خواب کی مثالیں ہیں - اس طرح اور مثالیں تم خود گھڑ گھڑ کر اپنا اطمینان کر سکتے ہو - یہ بطور نمونہ کافی ہیں - اب سُوشپتی کی نسبت سمجھو ؛

(۱) صرف ایک مثال - تم اپنے آپ میں محو ہو - کیونکہ سوشپتی کی بے خوابی کی نیند میں سوا تمہارے دُوسرا کوئی بھی نہیں رہتا - دُوسرا ہوتا - تو دُوسرے کا وہم ہوتا - جب دُوسرے کی وہاں ہستی ہی نہیں - تو یہ وہم کیوں ہونے

لگتا - اس محویت میں سکھ ہے - اگر کسی نے کسی وجہ سے یا کسی خیال سے تمہاری یہ حالت چھین لی - تو آپا کی ورتی اپنے آپ سے ہٹی اور زبردستی ہٹائی گئی - اور دکھ نتیجہ ہونا ہی تھا ٭

یہ سشوپتی کی سکھ کی سمجھ کے لئے کافی ہے

تمارد بھائی نے پوچھا "بھگون! آپ نے جاگرت کے دکھ سکھ کی پانچ مثالیں دیں - حالت خواب کی تین مثالیں سنائیں - اور سشوپتی کی بابت صرف ایک مثال سنائی - کیا اس میں بھی کوئی راز تھا؟"

دیال نے جواب دیا "پہلے تو راز داز کچھ نہیں تھا - نہ اس ارادہ کے خیال سے بات چیت کی گئی تھی - اب تم راز پوچھنے کے لئے دھر دھمکے اس لئے راز پہلے نہ رہا ہو - لیکن اب وہ آگیا - اور توجہ کے کان سے اس راز کو سنو ٭

جاگرت عالم کثرت کا تماشا ہے - اس عالم کثرت یعنی انیک واد کے جگت میں بے شمار نظارے یہ پانچ استھول بھوت یا کثیف عناصر خمسہ (آکاس - ہوا - آگ - پانی اور مٹی کے میل سے پیدا ہوتے رہتے ہیں - اس وجہ سے اسے پرپنچ بھی کہا جاتا ہے - سنسکرت زبان میں پرپنچ (پر = پہلے اور پنچ = پھیلنے) کے بہت معنی ہیں - مثلاً مخالفت - مزاحمت - ضد پھیلاؤ - کثرت - بھرم - دھوکا وغیرہ وغیرہ - اور چونکہ وہ پرپنچ بھوتوں کے تابع ہیں - اس لئے میں نے پانچ مثالیں دیں ٭

سپن یا حالت خواب میں علم عالم معلوم کے گیاتا گیان - دھیے دھیانا دھیان کی تریپٹی رہتی ہے - یہاں زیادہ تر تین گن ستا رج تم کا کھیل

ہُوا کرتا ہے۔ یہ عالم تثلیث ہے۔ اس لئے میں نے تین ہی مثالوں پر اکتفا کیں
تُو نسبتی عالم وحدت ہے وہاں واحد کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اور وہ اپنی
ذات ہے۔ اس لئے اس کے سمجھانے کے لئے صرف ایک مثال کافی سمجھی گئی
یہ راز ہے۔ جو تمہاری راز جوئی کے زیر اثر اور راز فاش کرانے کی زبردست
خواہش سے پردہ پھاڑ کر اور پھدک کر نکل کھڑا ہُوا۔ اسی طرح بات سے بات
پیدا ہوتی ہے۔ اور واحد شئے کے متعلق سے پہلے نرگُنا تمک جگت اور پھر
اپنک واد کے جگت کا پرپنچ خود بخود کھڑا ہو جاتا ہے۔"

نند و بھائی اس جواب کو سُن کر حیرت میں آ گئے۔ "آپ نے سچ
مُچ عجیب قسم کا دل و دماغ پایا ہے۔ بات سے بات نکال دینے میں میری
عقل تو آپ کی باتوں کو سُن کر حیران رہ جاتی ہے۔"

دیال نے کہا "تعریف کے پُل نہ باندھو مطلب کے سوالوں کی
طرف دھیان دو۔"

نند و بھائی بولے "سُکھ دُکھ کی تشریح بے نظیر ہے۔ لیکن بیماری کی
حالت میں چیت کی دھار۔ سُرت کی دھار۔ اور سُرت کی دھار کو کیا تعلق
ہوتا ہوگا؟ یہاں تو وہ اصول کام نہیں کرتا!"

دیال نے کہا۔ "یہاں بھی وہی دھار کا مضمون ہے۔ تم مثالوں کی
مدد سے سمجھو گے۔ سُنو:۔

(۱) پہلی مثال۔ اس سے تو تم انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے جسم کا
تمام جسمانی کاروبار تمام جسمانی حرکات و سکنات اور تمام جسمانی بیوہار سُرت
کی دھار کے آدھار پر رہتے ہیں۔ جب تک دھار آتی رہتی ہے۔ جیون اور

آرام رہتا ہے۔ بند ہو جانے پر تکلیف اور پھر بیچینی آ جاتی ہے۔ بیٹھے ہو۔ دھار کا آنا پاؤں میں رُک گیا۔ پاؤں سو گیا۔ تکلیف ہو گئی۔ چلنا پھرنا مشکل ہوا۔ اب اُسے ملو دلو۔ جب دھار کی رفتار اور مرکز پر اُس کا قرار باقاعدہ ہو جائیگا۔ پھر چین اور آرام ملیگا۔ اگر دھار کا آنا کسی عضو میں رُک گیا۔ تو ہاتھ اینٹھ گیا۔ انگلیاں اینٹھ گئیں۔ پرانایامی یوگی اسے پران کی مدد سے باقاعدہ بناتے ہیں۔ معمولی آدمی مالش سے کام لیتے ہیں +

(۲) دوسری مثال۔ ہاتھ میں چھری لگی زخم ہو گیا۔ دھار اُوپر سے آتی ہے زبردستی رگ کے کٹ جانے سے ہٹائی جاتی اور ہٹتی ہے۔ دوا لگاؤ۔ بچیں بناؤ۔ یا اور عمل سے اُسے درست کرو۔ جب اس طرح اُس کا زبردستی کا ہٹاؤ دُور ہو گا۔ تب پھر آرام ملیگا +

(۳) تیسری مثال۔ "پیٹ میں فاسد مادہ۔ مضر چیز کے کھانے پینے بیجا حرکت دینے یا ناقص خیال سوچنے سے داخل ہو گیا۔ وہاں بھی ورتی ٹھٹھکنے لگی۔ اور درد ہونے لگا۔ اب جُلاب لو۔ دوا کھاؤ۔ تاکہ وہ فاسد مادہ خارج ہو جائے۔ اور ورتی ٹھکانے لگے۔ تب درد اور دُکھ جاتا رہیگا۔ اور آرام ملیگا۔ اور صحت نصیب ہوگی +

(۴) چوتھی مثال۔ آنکھ میں کرکری پڑ گئی۔ ورتی کی دھار رُکنے لگی۔ درد ہوا۔ آنکھوں کو ملو۔ دوا ڈالو۔ جب دھار ٹکنے لگیگی۔ بے چینی جاتی رہیگی۔ اگر ایسا نہ کرو گے تکلیف اُٹھاؤ گے۔ گو فطرتاً قدرتی قانون کے بموجب اندرونی قوت جاذبہ اور قوت خارجہ اُس کے ہٹانے کے لئے کام کرنے پر آ جاتی ہیں۔ ایک آنسو کی شکل بن کر اُسے دھو دھو کر دُور پھینکتی ہے۔ دوسری

اپنے جیسا بنا لینے کا اہتمام کرتی ہے۔ اگر کامیابی نہ ہوئی۔ تو پھر گانٹھ پڑ جاتی ہے
(۵) پانچویں مثال۔ جب تک ورتی کی دھار آ کر اپنے مرکز پر ٹکتی
ہے۔ تب تک جسم صحیح اور سالم رہتا ہے۔ جب خون کی حرکت میں خرابی
آ گئی۔ رکاوٹ اور مزاحمت ہونے لگی۔ کوڑھ اور جذام کا عارضہ ہو گیا۔
یا جسم تشنجیہ پڑ کر عجیب ہو گیا۔ اگر علاج ہوا تو خیر ورنہ نتیجہ جو ہو گا۔ وہ تم جانتے
ہی ہو ۔

اس طرح جسمانی صحت بھی ورتی کے مرکز پر ٹکنے سے قائم رہتی ہے۔ اور
ہٹ جانے سے بیماری آتی ہے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس "۔

نند و بھائی بولے "سچ ہے جسمانی بیماریوں کا تو اس سے امکان
ہے۔ لیکن دلی بیماری کی نسبت آپ کیا کہو گے؟"

دیال نے کہا۔ "اصول ایک ہے۔ قانون ایک ہے۔ صحت۔ اور
بیماری دھاروں کا کھیل ہے۔ اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔ تم
کو جاگرت اور سپن کی مثالیں دے دے کر میں سمجھا چکا ہوں۔ کہ جسم
کی طرح یہ دل بھی اوپر کی کسی دھار کے سہارے کام کرتا ہے۔ دھار نہ
ہو۔ تو یہ بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ مثالوں سے سمجھو:-

(۱) پہلی مثال۔ دل کا اپنا خاص مرکز ہے۔ جو تمہارے اندر ہے۔
جب تک دھار اس سے آتی جاتی۔ اور مرکز پر ٹکی رہتی ہے۔ تب تک
آرام ہے۔ جہاں بے قاعدگی ہوئی۔ دھار کہیں اور جگہ آئی۔ اور بھٹک گئی۔
آدمی باولا۔ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسری مثال۔ اس دماغ کے اندر بے شمار کوٹھے اور کوٹھریاں بنی

ہوتی ہیں۔ دھار کے غلط راہ اختیار کر لینے یا اُن کے مرکز بننے سے بھی وُہی فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان فاترالعقل بنجاتا ہے ٭

(۳) تیسری مثال کسی شخص کو جو بے خبری کی نیند سویا ہو۔ خوف دلاکر یکبارگی کبھی نہ جگاؤ۔ ورنہ دِلی بیماری پیدا ہو جائیگی۔ اور اُس کا بھی سبب درتی کے غلط راہ اختیار کر لینے سے ہوتا ہے ٭

یہ تمہارے سوال کا جواب ہے ٭"

نند و بھائی بولے"۔ غضب ہے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ ایک ہی راز ہے۔ آپ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں" ٭

دیال ہنسا۔" لیکن کیا میں غلط کہتا ہوں۔ یہ راز عام ہے۔ اگر کوئی شخص خیالی تفکرات یا پیٹ کے درد خواہ کسی عارضہ سے پریشان ہے۔ کچھ نہ کرو۔ جسے اُس کے ساتھ محبت اور ہمدردی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اُسے اُسکے ساتھ بات چیت کر لینے دو۔ ورتی ہٹ جائیگی۔ اور اُس پر یا اُس کی بات پر مرکز بنا کر جم جائے گی۔ پھر نہ کہیں درد ہے۔ نہ دُکھ ہے۔ اور ممکن ہے اس پریمی کی محبت یا ہمدردی کی دھار مریض کے اندر داخل ہو کر اُسے باقاعدہ بنا دے۔ یہ بھی ایک طرح کے دِلی علاج کا طریقہ ہے۔ غرضیکہ یہاں جو کچھ ہے۔ توجہ کی دھار اور اُس کی مرکز کا کھیل ہے ٭

چودھویں کلا

آنند یوگ یا شبد یوگ (مسلسل)

کارن شریر اور اُس کے آنند مے کوشش کی روک تھام اور اُس کا نتیجہ۔

نند و بھائی بولے۔" بھگوان! آپ کی اس گفتگو سے خوب ذہن

نشین ہو گیا۔ کہ توجہ کے ٹھہراؤ کا نتیجہ سکھ اور توجہ کے زبردستی ہٹاؤ سے دکھ ہوتا ہے۔ اور یہ بات جسمانی اور دلی دو طبقات دونوں ہی کی بابت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور سکھ دکھ ہیں بھی صرف دو قسم کے یعنی یا تو دلی ہوں گے یا جسمانی ہوں گے۔ جیسے دنیا میں تین تاپ کہتے ہیں۔ دیانی انہی دو میں کھپ جاتے ہیں۔ یوں تو جتنی چاہو قسمیں قائم کرتے جاؤ۔ اب آپ یہ فرمائیے۔ کہ آنند یوگ کی اس ابتدائی تعلیم سے آپ نے مجھے کیا ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں؟"

دیال نے کہا "جس طرح جسمانی ہٹ کر کے اس کو صحت دے کر اس پر قابو کیا گیا۔ جس طرح ان پر توجہ کر کے اس پر اختیار جمایا گیا۔ جس طرح من کی روک تھام اور صفائی کر کے من پر قبضہ ملا۔ جس طرح سوچ وچار کے ساتھ عقل کو منجد کر کے اس پر اقتدار حاصل کیا گیا۔ اسی طرح اسی اصول کے موافق سُرت کی ورتی کو کسی جسمانی دلی اور خیالی نقطہ پر جما کر اس آنند کو منتقی میں لایا جا سکتا ہے۔ اور جب وہ ہاتھ میں آگیا۔ یہ پردہ خود چھٹ جاتا ہے۔ اور ہمارا اہم محدود اور شخصی اہمیت کے فرضی قید و بند کو توڑ کر اس پہلی اہم سے مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ جیسے ویدانتی برہم کہتا ہے۔ آنند اور آنند کا خیال آخری پردہ تھا۔ اب پردے اٹھ گئے۔ سب کی حقیقت کھل گئی گیان ہو گیا۔ اور سمندر بوند اور بوند سمندر ہو گیا۔ جیسا کہ وہ پہلے بھی تھا۔ اور اب بھی ہے۔ صرف وہم سے وہ سمجھا جا رہا تھا اور یہ وہ کا بھرم اگیان تھا۔ میں تم کو سمجھاتا تھا۔"

نند و بھائی نے کہا "یہ میرے ذہن نشین ہو گیا۔ کیونکہ وگیان سے

پھندے کے پھٹ جانے سے وچار کے ذریعہ جیو برہمہ کی ایکتا سمجھ میں آ چکی تھی اور میں اس آنند کے پردہ کے چاک کر لینے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اور شاید اکثر ویدانتی اس طرف اسی وجہ سے رجوع نہیں ہوئے۔ اور نہ ابتک میں نے سوا آپ کے کسی کی زبانی اس آنند یوگ کا نام ہی سنا تھا۔ یہ مجھے پہلے سے معلوم تھا۔ کہ آنندمے کوش پردہ تھا۔ لیکن اس آج کی تقریر سے سمجھ میں آگیا۔ کہ جب یہ پردہ ہے۔ تو گو باریک پردہ ہی سہی۔ اس کے بھی چاک کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آخر ابتدا میں سب کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے۔ اور تمام پردے۔ ان مے۔ پران مے۔ منومے۔ وگیان مے اسی کی گھنی اور کثیف صورتیں اسی طرح پر ہیں۔ جیسے اوپر ہوا سے لے کر مٹی تک تمام تتو آکاس ہی کے استھول روپ ہیں۔ اور آکاس تک پہنچ کر اگر اسے نہ سمجھا۔ تو کیا سمجھا! یہ اب جا کر ذہن میں آگیا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ہر یوگ خاص خاص پردوں کے پھاڑنے کی ترکیب ہے۔ اس آنندمے کوش کے غلاف اتارنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ جب وہ یوگ ہوا تو اس کا طریقہ بھی تو ہوگا!"

دیال بولا۔ "تم نے اچھا سمجھا۔ اور خوب سمجھا۔ اس آنند یوگ کا بھی طریقہ ہے۔ اور اس کا دوسرا نام شبد یوگ بھی ہے۔ اپنے اندر میں شبد سننے کا طریقہ اور شبد شن کر انتر خاص خاص مرکز پر سُرت جمانے ہوئے ان کے تجربوں کو وسیع کرتے چلنا۔ ان پر قابو پاتے چلنا۔ اور ان کے آنند پر قبضہ جماتے جانا اور پھر آنند کے تصور سے آزاد ہو جانا اس کا مقصد ہے۔ یہ شبد سادھن بھی کہلاتا ہے۔"

آنند وبھائی بولے - " یا حیرت ! ابھی اور مرکز باقی رہ گئے - یہ عجیب بحرِ طویل ہے - خیر ! یہ کیا ہیں ؟ انہیں بھی سمجھا دیجئے "

دیال نے کہا : یہ اور کچھ نہیں - آنند ہی کی مختلف کثیف اور لطیف صورتیں ہیں جس کے سمجھنے میں ویدانت مددگار ہوتا ہے - اب نہایت دلی یکسوئی سے تم میری باقی تقریر سنو - کیونکہ یہ یوگ کی آخری اور انتہائی قسم ہے اور تمہاری گہری توجہ کی مستحق ہے - اس کے بعد پھر اور کہنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی ⁂

(۱) آنند یوگ - آنند کی طرح سب سے زیادہ مکمل ہے - اور یہ کسی یوگ کا محتاج نہیں ہے - جیسے آنند کے اندر سب کچھ ہے - ویسے ہی آنند کے اندر تمام یوگ کے مرحلے خود شامل ہیں - اور ترکیب بھی نہایت آسان اور جلد اثر دکھانے والی ہے - صرف خاص خاص مرکزوں پر توجہ جمانا - اس مرکز کے شبد سننا اور اس شبد کی دھار سنتے ہوئے اس میں محو ہو رہنا پڑتا ہے - سمجھنا آسان یوں ہے - کہ آنند سے کوئی خالی نہیں ہے - آنند کی سمجھ کچھ نہ کچھ سب کو ہے گو عملاً وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ صرف توجہ کی یکسوئی اور دھاروں کی وحدانیت یا مشمولی کیفیت ہے - جیسا کہ برہم کی دو دھار " ورہ اور منن " اور آتما کی دو دھار " ات اور منن " کی تشریح اور صراحت کے سلسلہ میں تم کو برابر سمجھاتا چلا آ رہا ہوں - جو بات آج تک نہ کسی نے کسی کتاب میں لکھی ہے نہ سنائی گئی ہے - ہاں نام اور لفظ موجود ہیں - اور ان کے ٹکڑے کر دینے سے ان کی اظہاری حقیقت بغیر کسی کوشش کے خود بخود سمجھ میں آ جاتی ہے یہ مختصر تمہید ہے - آگے اس کی وضاحت اور صراحت ہے ⁂

(۲) ہمارے محدود اہم کے جاگرت سپن اور شوشپتی کا کھیل اس جسم کے اندر خاص خاص مرکزوں پر ہوا کرتا ہے۔ آنکھ۔ناک۔کان۔زبان وغیرہ دس اندریاں ہیں۔ یہ سب اس کے کاروبار کی جگہیں ہیں کسی پر بیٹھ کر وہ گیان کے کام کرتا ہے کسی پر بیٹھ کر وہ کرم کا بیوہار کرتا ہے اور یہ کام اور بیوہار اُس کی قوتی کی دھار کے بیٹھنے کے کھیل ہیں۔ اُس کی دھار نیچے اُتری تب تو کھیل ہے ورنہ کھیل موقوف ہے۔ دھار نہیں آئی اور جم کر نہیں بیٹھی۔ تو آنکھ کان لاکھ کھلے ہوں۔ اپنا عمل نہیں کر سکتے۔ سوچو تب یہ خود سمجھ میں آجائیگا۔

یہ جسم سفلی اور بیرونی مرکز ہے۔ ان سے اور پران سے ہیں۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے اسی طرح اندرونی مرکز اس جسم کے اندر ہے۔ تم اس میں چار بیٹھکیں ہیں من۔چت۔بدھی۔اہنکار۔ جب ان میں دھار آئی۔ تو وہ من کرنے چیتنے۔ غور کر کے فیصلہ دینے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو رہنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ورنہ کبھی نہیں۔ بغیر اس دھار کے من امن رہتا ہے۔ چت اچت رہتا ہے۔ بدھی ابدھی اور اہنکار نر اہنکار بنا رہتا ہے۔ یہ تم بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔

یہ اندرونی مرکز منو سے اور وگیان سے ہیں۔ اس کے سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اسی طرح جب یہ دونوں باہری اور بھیتری دھار (ات اور من) ایک ہو کر آتما میں مل لئے ہو جاتی ہے تب آنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ آنند ملاپ اور وحدت یعنی ایک ہو لینے کی کیفیت ہے۔ دھاریں اُدھر نہ جائیں۔ تو وحدت غیر ممکن ہے۔ اس سے آنند انانند رہتا ہے۔

یہ اندرونی سے اندرونی اور ستھول اور سوکشم شریروں کی اندر سشوپتی

کی کیفیت کی بیٹھک ہے ÷

یہ تینوں مرکز تم میں تمہارے اندر موجود ہیں فطرتاً قدرتی طور پر تمام جیو جنتو تینوں بیوہار جاگرت سپن اور سوشپتی کے روزانہ کرتے ہیں لیکن مرکز کا علم نہیں ہے۔ ورنہ وہ جب چاہتے ہر حالت میں با اختیار خود وہاں چلے جاتے اور سنسار کے دکھ سکھ سے نجات میں رہتے ÷

محدود اہم یا شخصی آتما کی بابت اتنا ہی کافی ہے۔ صرف یہ ذہن نشین کرانا تھا۔ کہ یہ مرکز ہیں۔ اور ان پر دھاروں کے آنے جانے سے ان کیفیتوں کا ظہور ہوتا ہے

(۲) جو بات محدود اہم کی بابت کہی گئی۔ وہی غیر محدود اہم کی نسبت بھی صحیح سمجھو۔ جیسا اس کا کھیل ہے۔ ویسے ہی اس کا بھی کھیل ہے۔ فرق صرف محدودیت اور غیر محدودیت۔ الپگیہ تا اور سرگیہ تا کا ہے۔ جو دراصل فرضی۔ وہمی اور کلیت یا خیالی ہے لیکن چونکہ یہ بات دل میں کھٹک گئی ہے۔ اس لئے صراحت اور وضاحت کی محتاج ہے۔ ورنہ کون بوند سمندر سے جدا ہے۔ اور سمندر کس بوند سے جدا ہے ÷

غیر محدود اور سرگیہ اہم کا ستھول شریر ویراٹ ہے۔ وہاں اس میں اس کے بھی ویسے ہی دس بیٹھکیں ہیں جیسی ہماری دس اندریاں ہیں۔ اور ان پر دھار کے اترنے سے جاگرت کا بیوہار ہوتا ہے ÷

غیر محدود اور سرگیہ اہم کا سوکشم شریر انتریامی یا اودیا کہلاتا ہے۔ وہاں اس میں اس کے بھی ویسے ہی چار اندرونی انتہ کرن ہیں۔ جیسے ہمارے من بدھی چت اور اہنکار ہیں۔ اور ان پر دھار کے اترنے سے غیر محدود اور پورن اہم کا کھیل ہوتا ہے ÷

غیر محدود اور سرگیہ اور پورن اہم کا کارن شریر ہرنیہ گربھ ہے۔ وہاں اُس میں اُس کی بھی ویسی ہی دھاروں کے مل رہنے کی کیفیت ہوتی ہے جیسی ہماری سشوپتی میں ہوتی ہے۔ یہ سب حالتیں دھاروں ہی کے آپنے جانبکے شیشے میں جو یہ ہے وہی وہ ہے۔ جیسے آتما میں ات اور منن۔ ہیں ویسے اُس پرماتما میں پرم ات اور پرم منن ہے۔ فرضی محدود اور غیر محدود پیمانہ کا فرق ہے۔ اور وہ بھی کہنے سُننے کی بات ہے۔ تاکہ کسی طرح بات سمجھ میں آجائے۔ اور آگے کا راستہ تو کھُلے۔

نندو بھائی بولے۔ "یہ بات تو میں آپ کی زبانی پہلے بھی سُن چکا ہوں۔ صرف طرز بیان اور طرز مشابہت میں کچھ خفیف اور جُزوی فرق ہے لیکن ہمارا اہم ہمارے اندر ہے اور سرگیہ اہم سرگیہ میں ہوگا۔ وہ ہو گئے۔ ایک تو نہیں ما"

دیال نے کہا۔ "ارے نادان! تو بڑا جلد باز اور بے صبرا ہے۔ او نادان سو یاولا صبر کے ساتھ سُنتا کیوں نہیں ہے تو آپ سب کہتے پر تُلا بیٹھا ہوں خیر! محدود اہم فرضی طور پر محدود جیو بنا ہے۔ اور بن بیٹھا ہے اور غیر محدود اہم کو غیر محدود ' ایشور ' مانے ہوئے ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھ کو چلا والا ہے تو اُس نادان سے کوئی پوچھے۔ تو سہی۔ تو ایشور کا دھیان اپنے اندر کرتا ہے یا اپنے سے باہر کرتا ہے! اگر اپنے اندر کرتا ہے۔ تو وہ تیرے اندر ہوگا یا باہر ہوگا! وہ دھیان میں اگر آتا ہے۔ تو اندر آتا ہے یا باہر آتا ہے؟ ان سوالوں کے جواب میں حقیقت چھُپی ہے۔

بوند کب ہوتا ہے دریا سے جُدا
برز سے سے ہے کب جُدا اُس کا خدا

اُس میں ہے اُس کا ہے اور وہ آپ ہے
آپ وہ بیٹا ہے اپنا باپ ہے

خواب میں بن کرتا ہے پیدا خواب میں
وہ ہے شامل دشمن اور احباب میں

اپنے اندر ڈھونڈتا ہے آپ کو اپنے اندر کرتا ہے جب جاپ کو
پھر بھی کہتا ہے خدا کو وہ جُدا کب جُدا اُس سے ہُوا اُس کا خدا

یہ اس جملۂ معترضہ کا جواب ہوا۔ اب پھر اُسی سلسلہ کو جاری کرتا ہوں
غور سے سُنتے چلو :-

(۱۲) جس طرح دیکھنے (رُوپ) کا مرکز آنکھ۔ سُننے کا مرکز کان سُونگھنے کا مرکز ناک اور چکھنے کا مرکز زبان ہے وغیرہ وغیرہ۔ ویسے ہی محدود آتما کا مرکز جسم کے اندر ہے۔ جہاں محدودیت کی دھار قائم ہوتی ہے۔ اور ویسے غیر محدود پرماتما کا مرکز ہمارے اندر ہے۔ جہاں غیر محدودیت کی دھار ہے۔ دھار ورتی کو کہتے ہیں۔ جب تک ورتی ایشورا کار نہ ہوگی۔ ایشور کا گیان نہ ہوگا۔ جب تک ورتی برہماکار نہ ہوگی برہم کا گیان نہ ہوگا۔ یہ تھوڑی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے :-

یہ دھار کس طرح اکار (یعنی کسی صُورت) کو اختیار کر کے اس کا علم یا گیان حاصل کرتی ہے۔ اس کی مثال سُنو۔ تاکہ میری بات تمہارے ذہن میں اُتر جائے فرض کر لو۔ تمہارے سامنے کرسی رکھی ہُوئی ہے۔ آنکھ اُس پر پڑی۔ آنکھ کی ورتی دھار کی شکل میں بہتی ہوئی باہر نکلی۔ اور جہاں تک وہ پھیل کر کرسی کو گھیر سکی۔ وہاں تک اُس کی صُورت کے ساتھ مل کر اُسے گھیر لیا تب جا کر اُسے علم ہو گیا۔ کہ وہ کرسی ہے۔ اسی طرح سُورج چاند۔ ستاروں اور دُنیا کی تمام شکل والی چیزوں کا گیان ہوتا ہے۔ یہی اندر اندریوں کی دھار اور اُن کے وشیے (مقصد) کی نسبت سمجھ لو۔ اور یہی من اور بدھی وغیرہ کی نسبت سمجھو۔ اسے تداتم سمبندھ کہتے ہیں۔ یا ورتی کا تداکار، سوُنا بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ ہم آہنگی ہمسلت اور با ہم گر موانست اور مطابقت کیا جا سکتا ہے :-

جیسے باہر کی چیزیں باہر ہوتی ہیں۔ اور باہر نظر آتی ہیں۔ ویسے ہی اندر کی چیزیں اندر ہوتی ہیں۔ اور اندر ہی اُن کا گیان ہوتا ہے۔ پرماتما ہمارے اندر ہے۔ ورتی جب اُس جیسی بنے۔ تب اُس کا علم ہو ❊

جیسے شخصی اور محدود آتما کا ہمارے اندر مرکز ہے۔ ویسے غیر شخصی اور غیر محدود پرماتما کا بھی مرکز ہمارے اندر ہے۔ جیسے خاص مرکز پر ورتی کے ٹھہرنے سے محدودیت کا بھرم پیدا ہو گیا ہے۔ ویسے ہی خاص مرکز ہی پر ٹھہرنے سے غیر محدودیت کا علم ہو گا۔ یوگ ودیا چونکہ عملی طریق ہے۔ وہ ہٹ یوگ سے شروع ہو کر آنند یوگ تک اسی کی ترکیب بتاتا ہے ❊

یہ سب مرکز ہمارے اندر ہیں۔ وراٹ۔ انتریامی اور ہرنیہ گربھ ہم میں ہیں۔ "پنڈے سو برہمانڈے" جو پنڈ میں ہے۔ وہی برہمانڈ میں ہے۔ "جو سمندر میں ہے۔ وہی بوند میں ہے۔" "جو بوند میں ہے۔ وہی سمندر میں ہے" بوند نہ ہو۔ تو سمندر کیسا! اور سمندر نہ ہو تو بوند کیسے! اس لئے ان مرکزوں کا پتہ لے کر ورتی کو اُن جیسا بناؤ۔ تب گیان ہو گا۔ اور گیان پا کر اُس سے مل ہو تب آنند ہو گا۔ ایک گیان یوگ ہے۔ دوسرا آنند یوگ ہے۔ ایک میں گیان ہوتا ہے۔ دوسرے میں آنند ہوتا ہے۔ پھر جیسے گیان کا پردہ پھٹا۔ ویسے ہی آنند کا بھی پھٹیگا۔ پھر کیا کیفیت ہو گی سو کہنے سننے میں نہیں آتی۔ وہی برہم ہے اور وہی تمہارا سروپ ہے ❊

کیا کہوں نندو بھائی! کوئی سمجھے تو بات کہی جائے۔ تم سمجھنے لگے۔ اس لئے کچھ حوصلہ ہوا۔ ورنہ لوگ تو کٹر اور متعصب بنے ہوئے ہیں۔ پہلے ست یعنی ہماری ہستی کا ہونا پھر چیت یعنی ہستی کا گیان وچار ہے۔ جو اُس کی دوسری

صورت ہے۔ پھر ست چت کا باہمی ملاپ آنند ہے۔ یہی عایت برہم اور آتما کے الفاظ میں بھی رکھی گئی ہے۔ فرق اتنا ہے۔ کہ چدآنند میں تینوں کیفیتیں ایک ساتھ دکھائی گئی ہیں۔ اور برہمہ اور آتما میں صرف دو (ظاہرا) متضاد۔ جڑ چیتن کا اشارہ دیکر تیسری حالت مفہوم یعنی سمجھی گئی یا ذہنی مان لی گئی ہے۔"

پندرھویں کلا

آنند یوگ یا شبد یوگ (مسلسل)

کارن شریر کے آنندمے کوش کی روک تھام اور اُس کا نتیجہ

نند و بھائی بولے۔" بھگون! یہ سب میں نے سمجھ لیا۔ لیکن ورتی چالنے یا اُس کے تداکار (تدائم) یا ہم آہنگ کرنے کی تدبیر نہیں بتائی گئی ہے۔ اس کے سوا آپ اس آنند یوگ کا نام شبد یوگ بھی کہتے ہو۔ اسکی بھی صراحت درکار ہے؟"

دیال نے کہا۔" اِس ورتی کے قائم کرنے کی تدبیر شبد یوگ ہے۔ انتری شبد کو سُنتے ہوئے مرکزوں کا علم پا کر اُس پر ذرا سی بھی معمولی طور پر ورتی کو جماؤ۔ اُس مرکز کا شبد جو انہد بانی کہلاتا ہے۔ خود بخود سُنائی دیگا۔ اُسے سُنو اور سُنتے ہوئے جب ورتی جم جائیگی۔ آنند کی پراپتی ہوگی۔ یہ راز ہے۔"

نند و بھائی نے پوچھا۔ "یہ شبد اس میں کیسے آیا؟"

دیال نے جواب دیا۔" یہ لو ساری رامائن ہو گئی۔ اور یہ نہ سمجھا۔ کہ رامائن کا مطلب کیا ہے۔ تم کو بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں۔ کہ برہمہ میں ورہ اور مَن کی دو دھاریں ہیں۔ اور آتما میں ات اور مَن کی دو دھاریں ہیں۔ دھاریں ہمیشہ حرکت ہوتی ہے۔ اور حرکت کے ساتھ ہمیشہ آواز رہتی ہے۔ کوئی حرکت

آواز سے خالی نہیں رہ سکتی ہے۔ چاہے تم کو سُنائی دے یا نہ سُنائی دے۔ ظاہری
کان صرف اُن ظاہری آوازوں کو سُن سکتے ہیں۔ جن سے اُنہیں مطابقت
اور یکسانیت ہے۔ نہ وہ بڑی آواز سُن سکتے ہیں۔ نہ چھوٹی۔ یہ برہمانڈ کیسے
زبردست چکّر (گردش) میں ہے۔ سُورج چاند زمین کیسے زور شور کے
ساتھ چکر کھاتے ہوئے آواز دے رہے ہونگے۔ لیکن وہ سُنائی نہیں دیتی
کبھی کبھی خفیف طور پر گرہن کے وقت کچھ اُنوبان ہو سکتا ہے۔ دُوربین کی
طرح ابھی تک زیادہ آواز سُننے کا طاقتور آلہ ایجاد نہیں کیا گیا۔ ورنہ یہ بھی
ذہن میں آجاتا۔ اسی طرح تم کو چیونٹی کے چال کی آواز بھی نہیں سُنائی دے
سکتی لیکن اس کے سُننے کا آلہ ایجاد ہو چکا ہے۔ اس سے علم ہونے لگا
ہے۔ یہ تمہارے سوال کے ایک جزو کا جواب ہے۔ اور سُنو :-

کوئی ہستی دُنیا میں ایسی نہیں ہے۔ جس سے اُس کی دھار نہ برآمد ہوتی
ہو۔ سُورج کی کرنیں۔ پانی کی بھاپ اُس کی دھاریں ہیں۔ جگنو کی دمک ہیرے
وغیرہ کی چمک کا ظہور اُن کے دھاروں کے وجہ سے ہوتا ہے۔ تمہارے
جسم اور جسم کے سُوراخوں سے دھار برآمد ہوتی ہے۔ جو سانس لینے کا راز
ہے۔ ایک سانس پٹ ہے۔ اور دُوسری چت ہے۔ ایک ریچک ہے۔
ایک پُورک ہے۔ برہمہ بھی ورہ اور عنن کے دھاروں کی شکل میں سانس
لیتا ہے۔ یہ وید اُس کے سانس ہی ہیں۔ جس میں جڑ چیتن کے گیان کی
کھان ہے۔ یہ اشارہ اُپنشدوں میں اکثر ملیگا۔ یہ سب کیا ہے؟ آواز ہی
تو ہے! آواز کے سوا اور کیا ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہر مرکز سے
شبد برآمد ہوتا رہتا ہے۔ اسی کا دل لگا کر سُننا شبد یوگ ہے۔

کو بوند سے کبھی تم نے جدا دیکھا ہے! کبھی نہیں؟ وہ بوند ہی ہے جو تمام سمندر کو اپنے ساتھ لئے ہوئے لہراتا ہے۔ اور وہ سمندر ہے جو کسی ایک بوند سے جُدا نظر نہیں آتا۔ یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔"

نند بھائی نے پوچھا "جیو برہم کے مرکز دو ہیں یا ایک ہی ہے۔"

دیال نے جواب دیا "جب تک نظر ایک ہے۔ ایک کی نظر میں ایک ہی مرکز ہے۔ اور جب اختلاف پسندی کی نظر ہے۔ تو بے شمار مرکز ہو جاتے ہیں۔ برہم وہ ہے جس کا مرکز ہر جگہ ہے لیکن محیط نہیں ہے۔ اور جب نگاہ ادویت ہو گئی۔ تو پھر مرکز اور غیر مرکز کیسا! نسبتی مدارج کے معدوم ہوتے ہی

وہ غائب ہو جاتے ہیں سمندر میں وحدت پسند کیلئے کوئی ایک ہی مرکز ہوگا جہاں چاہے وہ اپنا ایک خیالی مرکز بنا لے۔ جب نگاہ کثرت پسند ہو گئی۔ تو بوند بوند میں مرکز ہے اور جب بوند اور سمندر کا فرق مٹ گیا۔ تب کہاں مرکز ہوگا۔ اور کون مرکز قائم کرنے لگا

حد سے جب محدود ہیں محدودیت کی شان ہے
حد سے جب آگے بڑھے حد کا کہاں امکان ہے
حد سے بیحد ہوگئے بیحد سے جب آگے بڑھے
ذات ہے وہ ذات ہے وہ ذات ہی وہ جان ہے
حق ہو ہم میں حق ہیں ہم حق ہی کو تھی حق کی تلاش
جب حقیقت مل گئی اب علم کیا۔ کیا گیان ہے
معرفت کے راز کی عارف کو رہتی ہے خبر
وہ نہیں سمجھیگا جو کودن ہی اور نادان ہے
سن لیا ویدانت کو پایا حقیقت کا پتا
اس میں گیان الوہان کا پرمان کا سامان ہے

اچھا! یوگ کی نظر سے اس مرتبہ تم کو ویدانت کا سبق دے دیا گیا۔ اتنا کافی ہے۔ پھر کبھی اور نظر سے اس کو سمجھ لینا۔ اب رخصت! رادھا سوامی!! اور سب ست سنگی دیال کو نمسکار کر کے نند و بھائی کے ساتھ رادھا سوامی دھام کے مندر میں آرام کرنے چلے گئے۔

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!! رادھا سوامی سہائے!!!

ختم ہوا یوگ گیان پرکاش

تیوبرت لال کا التماس

جن صاحبوں کو میرے لکھے ہوئے اُپنشد (مکمل) پڑھنے اور جاننے کا شوق ہو۔ مجھے لکھیں۔ کتابوں کی ٹیکا دلچسپ اور خاص پیرایہ میں ہوگی۔ میں اپنے نئے ڈھنگ پر لکھونگا کسی کی پیروی یا تقلید میرا طریق اور طرز عمل نہیں ہے۔ کتابوں کا اصل ساتھ ملا کر کی بستی کے ساتھ رہیگا۔ تشریح میری اپنی ہوگی۔ درخواست پیشگی اس پتہ سے بھیجئے۔ تیوبرت لال معرفت پوسٹماسٹر تکار پور سندھ

تصانیف مہرشی شیوبرت لال صاحب

ست کبیر کی ساکھی | پرم سنت کبیر صاحب کے زبان زد خلائق اور موثر شبدوں کا نہایت ہی دلچسپ مجموعہ جن کا مطالعہ بھگتی بھاؤ کے خیالات کا محرک ہوتا ہے اور جن کے پڑھنے والوں کو پرمارتھ کی بالعموم اور سنت مت کی بالخصوص واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا یہ مجموعہ اردو زبان میں شائع کیا گیا ہے کا پہلا ایڈیشن شائع ہوتے ہی ختم ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے قیمت

گورو تیغ بہادر صاحب کی بانی | پرم سنت گورو تیغ بہادر صاحب کے مجموعہ اور موثر شبدوں کا نہایت ہی دلچسپ مجموعہ جن کا مطالعہ بھگتی بھاؤ کے خیالات کا محرک ہوتا ہے۔ اور جن کے پڑھنے والوں کو پرمارتھ کی بالعموم اور سنت مت کی بالخصوص واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن چھپتے ہی بک گیا۔ اب دوبارہ شائع ہونے والا ہے۔ قیمت صرف ۱۴ر

سہج یوگ | جس میں یوگ ودیا کی ماہیت۔ اصلیت اور حقیقت جو کہ رادھا سوامی دھام میں ست سنگیوں کے درمیان مہرشی شیوبرت لال صاحب نے بیان فرمائی تھی۔ اب بطور سوال و جواب ان ست سنگیوں کی خاطر جو کہ ست سنگ میں حاضر نہیں تھے۔ کتابی صورت میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ آرڈر جلد دیں۔ صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ قیمت صرف عہ/ر

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:

مینیجر رادھا سوامی بُک ڈپو۔ چھتگڑہ محلہ انارکلی لاہور

ویدانت میگزین (ماہواری)
مہرشی شیوبرت لال جی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۶۶ R.S.

سالانہ چندہ ۲ روپیہ (جملہ حقوق بحق پبلشر و مصنف) نمونہ کی قیمت ۳/

تحقیات اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۲ - بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء نمبر ۲

ایڈیٹر و مصنف: بشیوبرت لال (مقیم شکارپور سندھ)

نوٹ: جو لوگ ویدانت کے خیالات کے موافق ہیں اسکے مطالعہ اور غور سے فائدہ اٹھائیں اور جو ویدانت کے مخالف ہیں۔ ان سے جسقدر ہو سکے ان خیالات کی تردید دلیلاں میں خوب خوب دکھائیں اپنی تحریریں مجھے بھیجدیں۔ ہر دو گروہ کو عام دعوت محبت اور پیار کیساتھ دیجاتی ہے بلا کسی ہٹ دھرمی یا تعصب کے خیال کے۔

صلاء عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے

(بشیوبرت لال)

پبلشر نند کشور مالک منیجر ویدانت میگزین۔ چھجو محلہ۔ انارکلی لاہور
نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم پریس لاہور میں چھپوا کر چھجو محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

دستور العمل

۱۔ ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو۔ ہمیشہ ۳ تاریخ کو نکلیگا۔ جن اصحاب کے پاس نہ پہنچے وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ؞

۲۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ؞

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ؞

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۳ روپے معہ محصولڈاک ممالک غیر سے ۴ روپے ہے تازہ نمونہ کی قیمت صرف ۸ر بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲ر ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں ؞

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط وکتابت بنام پبلشر و منیجر ہونی چاہیے۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں اس کے بغیر نام کا پتہ نہیں لگتا ؞

(۶) رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ؞

(۷) ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل پتہ تحریر فرمائیں ؞

منیجر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور۔

حضرات ناظرین!

چونکہ یہ منظور ہے کہ ویدانت میگزین صرف معمولی اور تفریحی علمی مشغلہ نہ رہے - بلکہ پڑھنے والوں کی زندگیوں کو عملی سانچہ میں ڈھالتا چلے لہذا اس کے جاری کرنے کی غرض باقاعدہ تعلیم دیتے چلنا بھی ہے - یہ ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ بنتا چلیگا اور اپنی وضع پر ہر مؤثر انداز کے پہلو کو مد نظر رکھیگا ۔

جس قدر آپ اس کے دائرہ اشاعت کو وسیع فرماتے رہیں گے اسی قدر ہماری حوصلہ افزائی ہو گی - اور ہم اس کے شاندار بنانے کے فکر میں رہیں گے - زیادہ نہیں تو صرف دو چار خریدار ضرور بنائیے اور بس ۔

نیاز مند

نند کشور

مینیجر ویدانت میگزین لاہور

R.S.

تیر بہدف ادویات

سُودی ٹ تمام بادی و بلغمی امراض مثلاً دمہ کھانسی تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ درد چشم۔ ناخونہ وغیرہ امراض چشم کے لئے از حد مفید۔ بخار ہر قسم و بادی سنپات۔ ہر قسم کی بیماریوں قبض شکم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم شکم۔ تنگی بول۔ بد ہضمی۔ کمزوری معدہ۔ پشگر ہنی۔ سُوزاک گنٹھیا۔ آتشک۔ پرمیہ۔ ذیابیطس۔ بدبو دہن۔ درد سر ضعف باہ۔ مرگی۔ ناسور۔ گنج۔ شبکوری۔ زہریلے جانور۔ سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام۔ درد ناف۔ تنگی نفس۔ پتھری مثانہ۔ ذیابیطس المفال اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد بے خطا دوائی ہے۔ قیمت ۶۴ گولی ؏ ۳۲ گولی عہ

استری سنجیون وٹی یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں (یعنی ماسک دھرم) حیض کا کم آنا حیض کا نہ آنا۔ یا درد سے آنا۔ یا بے قاعدہ آنا۔ اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ارتھات ان سب پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دُور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سپورن بادی کے روگ کوڑھ بواسیر۔ پشگر ہنی۔ پرمیہ۔ دات رکت (خون کے بگاڑ) ناہی شول۔ پیٹ درد۔ ہچکی کے روگ۔ تپدق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی ہسٹیریا یعنی اختناق الرحم۔ مندا گنی۔ کھانسی سواس اور اروچی اجیرنی بدہضمی وغیرہ وغیرہ سب روگوں کو دُور کر کے طاقت در بناتی ہے۔ یہ دوائی پُرشوں کے دھاتو وکار کو دُور کر کے نئے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے۔ ارتھات ۸۴ قسم کے سب وات روگوں کو دور کر دیتی ہے ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں۔ قیمت ۶۰ خوراک ؏ ۳۰ تیس خوراک عہ

مینیجر برادہا سوامی اوشدھالیہ۔ چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

R.S.

ویدانت میگزین

جلد ۲ - بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء - نمبر ۲

(۱)

میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا

قطروں قطروں سے سمندر ہے بھرا — ایک قطرہ بھی نہیں اُس سے جُدا

دونوں میں کیا فرق؟ فرق اصلا نہیں — دونوں یکساں درخلا و درملا

چشم وحدت میں سمندر ایک ہے — دیکھو گہری آنکھ سے اُس کو ذرا

ایک ہی قطرہ کی صورت دیکھ لو — کہہ رہا ہوں بات سچّی برملا

قطروں قطروں میں جدائی ہے کہاں — ان میں کب کوئی بڑا چھوٹا ہوا

مخزن قطرات ہے بحر عظیم — قطروں سے باہر اسے کس نے کیا

جا کے پُوچھو قطرہ سے تو کون ہے

وہ کہے گا ہوں سمندر بے خطا

ذرّوں ذرّوں سے ہے سورج کا وجود — ذرّوں ہی کے پردوں میں وہ ہی چھپا

ذرّوں ہی میں ہے چمک خورشید کی — مجمع ذرات ہے نور و ضیاء

ذات میں اُس کی وجودی شان ہے — اور ذرّوں میں نمودی مرحلا

کیا وجودی کیا شہودی دو نہیں — ہو اگر ہمّت کرو اُن کو جدا

ہوگا کیا سورج جو یہ ذرے نہیں | یہ نہ ہوں تو پھر کہاں سورج رہا
سمجھنا سہل ہے مشکل نہیں | جو نہ سمجھے عقل کرتی ہے خطا

جا کے پوچھو ذروں سے تو کون ہے
وہ کہے گا میں ہوں سورج کی ادا

عالمِ امکان انساں کا ہے گھر | کون انساں؟ جو ہے بافہم و ذکا
عقل و ہستی اور خوشی اسکی ہے ذات | زندہ ہے عاقل ہے خوش دیکھا اسکو آ
خالی کون انساں ہے ان اوصاف سے | رکھتا ہے ہستی خوشی عقلِ رسا
احدیت کی شان ہے تثلیث میں | ایک وہ احد وہ ہے تینوں سے بھرا
ہے بصیر و عاقل و کامل علیم | کیا خدا ایسا نہیں دو تم بتا
ہستیِ انساں میں ہو کر جلوہ | وہ دکھایا کرتا ہے اپنی ادا

جا کے پوچھو تم بشر سے کون تو؟
وہ کہے گا میں خدا ہوں میں خدا

جب خدا سے مل کے انساں ایک ہے | ایک میں پھر دو کا ہوگا وہم کیا؟
وہ الگ اُس سے کبھی ہوتا نہیں | ہے خدا انسان۔ انساں میں خدا
وہ نہیں محدود وہ ناقص نہیں | جلوا آرا ہر جگہ خود ہو گیا
ظرف میں ہے وہ زماں میں ہے وہی | وہ مکاں میں ہے۔ نہ ہو تو دو بتا
دائیں بائیں آگے پیچھے کون ہے | بھیتر اور باہر بھرا رہتا ہے کیا؟
عرش میں کرسی نشیں وہ آپ ہے | فرشِ خاکی پر وہی بیٹھا ہے آ

نغمۂ وحدت بشر گاتا ہے یہ
ہے خدا سب میں خدا سے سب بھرا

دین میں دُنیا میں ہے عقبیٰ میں ہے
دوزخ اور جنت میں ہے وہ خوش ادا

اہرمن ایزد ہے - رب ابلیس ہے
کس کی نظروں میں کوئی ہے دوسرا

غور سے دیکھا وہ ہے سب میں محیط
ماسوا - خود ہے خدا - خود ہے سوا

آپ آپ ہے میں ہے اپنے شب وجود
جب نمایاں ہے شہودی ہو رہا

کیا جمالی کیا جلالی نے کمال
سب ہے سب میں سب کا ہی ہے ست ہوا

بتکدہ کا میت حرم کا وہ راکہ
لا الہ الا اللہ - مرحبا

یہ صدا دیتا ہے صوفی سوچ کر
میں خدا ہوں میں خدا ہوں میں خدا

(۲)

نکتے

(۱) غیریت کا خیال ہمارے اندر ہے - اور وحدت کا خیال بھی ہمارے اندر ہے - جب ہم غیر سمجھتے ہیں تب غیر ہے - جب اپنا سمجھ لیتے ہیں اپنا ہے

(۲) ہمارے خیال ہی میں کثرت ہے - اور ہمارے خیال ہی میں وحدت ہے - دونوں قسم کے خیالات کے مدار علیہ ہی ہم آپ ہیں ؞

(۳) غیریت میں نفرت میں کراہیت میں کدورت میں شیطان ہے احدیت میں رغبت میں - محبت میں الفت میں رحمان ہے ؞

(۴) جو غیریت کے خیال کو دل دیتا ہے - وہ شیطان ہے - جو وحدت کے خیال کو دل دیتا ہے - رحمان ہے - یہ سچی صحیح بات ہے - جیسا جس

کا خیال ویسا اُس کا حال - جیسا قال ویسا حال - جیسا حال ویسا مآل ؎

(۵) تم ہی آپ دونوں ہوں - سمجھ لو - تو ابھی دم کے دم میں یہ بات چٹکی بجاتے ہی سمجھ میں آجائے - نہ سمجھو - تو پھر قصور کس کا ہے! وہمی کو ہر جگہ وہم کا بھوت ستاتا رہتا ہے جسے وہم نہیں اُس کے لئے نہ کہیں بھوت ہے نہ بھوت کا سوت - نہ بھوت کا پوت کپوت

(۶) کثرت بین کے لئے کثرت - واحد بین کے لئے وحدت - بیدار میں بیداری - خواب میں خواب - جب تک دو کا تعلق ہے - عذاب و ثواب - عدل و عتاب - حساب کتاب - سوال و جواب - ذات و صفات - لے لیس دگرانات وغیرہ سب کچھ ہیں - اور جب دو نہ ہوں - تب کیا ہے؟ یہ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے ؎

(۷) کثرت کو مغلوب کر کے وحدت کے طبقہ پر آؤ - پھر کثرت اور وحدت دونوں کو ترک کرو - پھر کیا رہ گیا؟ کہنے کو تو میں کہہ دونگا - لیکن تم سمجھوگے نہیں سے

"ناصحا خالی نیم دارم کلاہ چار ترک
ترکِ دنیا ترکِ عقبےٰ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک"

شکایت :- بہت سے خطوط ہر مہینے موصول ہوتے ہیں - کہ رسالہ نہیں ملا - بجواب التماس ہے - کہ یہاں سے باحتیاط دو تین دفعہ دیکھ بھال کر کے رسالہ بھیجا جاتا ہے - پھر ناممکن ہے کہ آپ کو رسالہ نہ ملے - اگر یہ شرارت یا سستی ہو سکتی ہے تو صرف پوسٹ مین کی - آپ اپنے پوسٹ مین کو تنبیہ کریں - پھر رسالہ گم نہیں ہوا کریگا ؎ نیاز مند مینیجر

(۱۳)

وحدت

چشمِ وحدت بیں میں سب کچھ ایک ہے ۔ وہ اسے سمجھے جو دل کا نیک ہے
چشمِ کثرت بیں کو کثرت ہر جگہ ۔ چشمِ اُلفت بیں میں اُلفت ہر جگہ
حال ہے ہر شخص کا جیسا خیال ۔ قال جیسا ہوگا ویسا ہوگا حال
دل میں ہے بُنیاد سب کی بیگماں ۔ دل ہے جیسا ویسی ظرف و زماں
دل میں شیطان آیا جب شیطان بنا ۔ دل میں رحمان ہے تو وہ رحمان بنا
رنگ جیسا شیشہ کے اندر بھرا ۔ ویسا ہی وہ رنگین ہو جائیگا
رنگ محسوسات ہیں جذبات ہیں ۔ رنگ ہی عقلیات اور وہمات ہیں
دین کا سودا ہو جسے دیندار ہے ۔ جو ہو دُنیا کا وہ دُنیا دار ہے
غصہ دل میں آیا غصہ ور ہوئے ۔ درد آیا درد و غم سے بھر گئے
درد بیدردی و ہمدردی ہیں کیا ۔ دل کے جذبے ان کو سمجھو برملا
نیکی کا جب دل کے اندر ہو گذر ۔ نیک ہو جائیگا دل کا وہ بشر
دل کے اندر جب بدی کا ہے خیال ۔ بد ہے بدباطن ہے شیطان کے مثال
جب خدا دل میں ہو پھر شیطاں کہاں ۔ نور و تاریکی ہوئے کب ہمزباں
عبدیت آئی تو سب عابد ہوئے ۔ زُہد پا کر زُہد سے زاہد بنے
دوزخی دوزخ کے جانب جائینگے ۔ جنتی جنت کی لذت پائیں گے
دوزخ اور جنت ہوئے وہم و خیال ۔ وہم جیسا ہوگا ویسا سب کا حال
صاف کر لو وہم سے دل کو اگر ۔ شانِ حق کا جلوہ دیکھو سر بسر

صاف دل صوفی بنو۔ حق جو بنو / حق کی خواہش دل میں ہو حق گو بنو

حق میں ہے شانِ حقیقت کی ادا / ہے حقیقت ذاتِ وحدت کی ادا

ذات ہے حق اور حقیقت ہے صفت / ذاتِ واحد ہی کی ہے یہ وحدت صفت

ذات اور اوصاف دو متضاد ہیں / دل کے گھر ضدین سے آباد ہیں

نیک کا ضد بد ہے بد کا نیک ہے / ایک کا ضد دو ہے دو کا ایک ہے

نور و سایہ کے نظارے دیکھ لو / حق کے ناحق کے اشارے دیکھ لو

دیکھ کر وحدت کی جانب جب چلے / ایک وحدت ایک وحدت ایک سا ہے

ایک میں حق کا ملا نام و نشان / اُس پہ قربان کر دیا سب جسم و جان

اب نہ وحدت ہے نہ کثرت سے غرض / اب نہ نفرت ہے نہ رغبت سے غرض

کیا ہیں ہم؟ جب ایسی کیفیت ہوئی / کہنے سننے کی ہوس دل سے گئی

دل میں دل ہے دلبر و دلدار ہے / دل ہی اپنا مخزنِ اسرار ہے

دل کی جو پڑھتا ہے اپنی کتاب / واسطے اُس کے نہیں جور و عتاب

وہ ہی حق اور حق کی صورت میں ہو وہ / حق ہے وہ حق کی ضرورت میں ہو وہ

باتوں میں دیتے ہیں ہم کو رازِ حق / گا و نغمہ پا گئے جب سازِ حق

من خدا ایم ۔ من خدا ایم ۔ من خدا

فارغ ام از بندشِ حرص و ہوا

(۴)

سوال و جواب

سوال ۱ "خدا کیا ہے ؟"

جواب ۱۔ "خدا 'خود آ' ہے۔ ہستی مطلق۔ ذات محض۔ اس کے سوا وہ اور کیا ہے یا ہوتا !

سوال ۲۔ "شیطان کیا ہے ؟"

جواب ۲۔ "جو خدا یا خود آ نہیں ہے۔ وہ شیطان ہے۔ وہ وہم ہے اور نفرت کا خیال ہے۔ جسے انسان نے اپنے دل کے اندر نفرت اور کدورت کے وہم میں پڑکر داخل کر لیا ہے۔"

سوال ۳۔ "دینداروں کی پہچان کیا ہے ؟ آپ دُنیا کسے کہتے ہو ؟"

جواب ۳۔ دین کا سوال دینداروں سے اور دُنیا کا سوال دُنیا داروں سے کرتے تو بہتر ہوتا۔ یہاں صرف وید۔ وید کے انت اور ویدانت کی بابت جو جی میں آئے۔ پوچھ سکتے ہو۔"

سوال ۴۔ "کیا ویدانت کو دین اور دُنیا سے تعلق نہیں ہے ؟"

جواب ۴۔ "تعلق اور بے تعلقی نسبتی الفاظ ہیں۔ ویدانت نسبتی حالات سے اونچے لے جانے کا مضمون ہے۔"

سوال ۵۔ جب تک نسبتی حالات کی سمجھ نہ آئے۔ نسبتی طبقات سے اونچے کیسے کوئی جاتا ہے یا جا سکتا ہے ؟"

جواب ۵۔ "اس نظر سے دین اور دُنیا دونوں وہم محض ہیں۔ ویدانت

دونوں کے وہم سے نجات دلاتا ہے۔"

سوال ۶۔ بہت اچھا! آخر دونوں ہی آگئے۔ وہم ہیں تو وہم ہی سہی! زیادہ سوال میں اِس موقعہ پر نہیں کرونگا۔ وہ بحرِ طویل ہوگا۔ میں بحث کرنے نہیں آیا۔ صرف مثال سے اُس کو سمجھا دیجئے۔ کہ نسبتی طبقات سے اُونچی حالت کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ اگر میں ذرا بھی سمجھ گیا۔ تو پھر زبان میں کھولونگا"

جواب ۶۔ تم جاگتے ہو۔ اور سوتے وقت خواب دیکھتے ہو۔ خواب۔ اور بیداری دونوں باہمدگر ضدّین ہیں۔ جب بیداری ہے۔ خواب نہیں اور جب خواب ہے بیداری نہیں۔ ایک کی دُوسرے کے ساتھ نسبت ہے دونوں کی ہستی نسبتی ہے۔ دونوں ہی کی موجُودگی ایک دُوسرے کی تمیزی حالت پیدا کرتی ہے۔ ان نسبتی طبقات سے ذرا اُونچے چڑھئے۔ جہاں دونوں کی نسبتیں نہیں ہیں۔ وہ گہری حالت۔ بیخبری کی حالت اور بے نسبتی کی حالت ہے۔ اس میں کیا ہے؟ نہ خواب نہ بیداری۔ نہ اس کا عِلم اور نہ اُس کا عِلم۔ یہ طبقہ نسبتی طبقات سے اُونچا ہے۔ جہاں نسبتی تعلقات۔ نسبتی خیالات اور نسبتی توہمات کے نام ونشان تک کا پتہ نہیں ملتا۔ اور پتہ کیسے ملے! وہاں نسبتی ہستی کا عدم وجود بھی نہیں ہے۔ یہ صرف مثال تھی۔ اور سوچنے سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے۔ اِس طرح ویدانت اپنا عِلم دے کر حقیقت کی طرف لے جاتا ہے۔ جسے اگر حقیقت کہتے ہیں۔ تو پھر خود بخود غیر حقیقت کا سوال پیدا ہو جائیگا۔ اِسی لئے اشارہ کو سمجھو۔ اور بس!"

(۵)

ویدانت کیا ہے؟

ویدانت کی تعریف ویدانت میگزین کے کسی نمبر میں آچکی ہے بار بار اُس کا اعادہ کرنا اور بہ تکرار مکرر سہ کرّر بتاتے رہنا درست نہیں ہے تاہم چونکہ ویدانت کی بابت بار بار اسی قسم کے سوالات کئے جاتے ہیں۔ کہ ویدانت کیا ہے؟ اس لئے بار بار جواب دینا بھی اس نقطہ سے غیر موزوں بھی نہیں ہے۔

(۱) وید کہتے ہیں گیان کو۔ وید اور گیان دونوں وسیع المراد۔ وسیع المعنی اور وسیع الخیال اصطلاحات ہیں۔ جہاں تک علم و ہنر۔ پیشہ اور فن عقل اور تمیز۔ غور و فکر۔ سوچ وچار۔ سمجھ بوجھ۔ اور فہم و ادراک کے معنی و مراد سے تعلق ہے۔ وہ سب کے سب بلا استثناء وید اور گیان ہیں۔ اور انت کہتے ہیں حد کو۔ انتہا کو آخری مرحلہ کو۔ منزل آخراء کو۔ یا معراج کو اس نظر سے ویدانت وید اور گیان کی حد انتہا اور آخری کیفیت ہے۔

(۲) وید آریہ ہندوؤں کے مذہبی مقدس کلام۔ مذہبی کُتب۔ اور مذہبی آئین اور معرفت کو کہتے ہیں۔ جو دُنیا میں رِگ۔ یجُر۔ سام اور اتھرو کے ناموں سے مشہور ہیں۔ کتابی حیثیت میں ان کو چاہے کوئی محدود سمجھ لے۔ لیکن آریہ عقائد کے نقطہ خیال سے وہ محدود ہوتے ہوئے بھی وسیع المراد ہیں۔ اور اُن کے اندر علم کا تمام جوہر بھرا ہُوا ہے۔ اس نظر سے بھی ویدانت وید گیان یا گیان وید کی چوٹی ہے۔

(۳) یوں تو ویدوں میں جہاں جہاں برہمہ۔ آتما۔ ذات یا حقیقت اور اصلی جوہر کا تعلق ہے۔ وہ سب ویدانت ہی کا مضمون ہے۔ لیکن خاص طور پر ویدوں کے اُپنشد بھاگ کو ویدانت کہتے ہیں۔ ان میں وحدانیت اور وحدت کے مضمون کی توضیحی تشریح اور تشریحی توضیح ہے۔ ان اُپنشدوں کو مجموعی طور پر ویدانت کہتے ہیں ؛

(۴) "ویدانت" کی بنا بہ حیثیت فلسفہ کے طریق کے ویاس رشی نے رکھی اور علاوہ اُپنشدوں کے ایک اپنی علیحدہ کتاب برہمہ سُوتر یا ویدانت سُوتر کے نام سے تصنیف کی۔ اُس وقت سے ویدانت ایک علیحدہ قسم کی مذہبی شاخ بن گئی اور اس شاخ کا نام ویدانت یا ویدانتی پڑ گیا ؛

(۵) زمانہ میں جس طرح ہر وجود کا نمو اور نمود اور وجود و شہود ہوتا رہتا ہے۔ اُسی طرح سے اُسی اصُول کے موافق خیالات بھی ظہور کا جامہ پہن پہن کر عالم اظہار میں اپنا تماشہ دکھاتے ہیں۔ وقت آیا۔ جب ویدانت نے ہندوؤں کے درمیان خاص تمیزی حیثیت اختیار کر لی۔ مہاپربھو کرشن چند آنند کند نے عالم شہود میں جلوہ گر ہو کر اپنی زبردست طبعی ذہانت سے ویدانت کو محیط کُل حیثیت بخشی۔ جو پہلے ہی سے تھی۔ صرف اُس کی واضح صُورت دکھا دی گئی۔ اس توضیحی صُورت کا پتہ ان کی مشہور معروف مقبول عام اور ہر دلعزیز تصنیف بھگوت گیتا نامی کتاب ہے۔ جسے سب جانتے ہیں۔ اس وقت سے ویدانت "ترسے" کہلانے لگا۔ جس کے تین انگ (یا پہلو) (۱) اُپنشد (۲) برہمہ سُوتر اور (۳) بھگوت گیتا یا

کرشن گیتا ہیں۔ ان تینوں کا مجموعی نام ویدانت پڑ گیا ÷

(۱) اس کے بعد صدیوں کے پیچھے سوامی شنکر اچاریہ جی کا ظہور ہوا۔ جو گوڈ پد آچاریہ کی گدی کے شاگردوں میں سے ہوئے ہیں۔ یہہ کب ہوئے۔ تحقیقات طلب علمی مضمون ہے۔ جس سے اس وقت ہم کو تعلق نہیں ہے۔ محققین ان کا زمانہ آٹھ سو برس سے زیادہ قائم نہیں کرتے اور ممکنًا یہ صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ پارسیوں کی کتاب اوستا میں ویاس اور شنکر آچاریہ دونوں نام آتے ہیں جس وقت میں اردو زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کرنے لگا۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ ویاس کا نام تو جوں کا تیوں آیا ہے۔ لیکن شنکر آچاریہ کا نام چنگر کھاچہ بن گیا ہے۔ گمان غالب ہے۔ کہ یہ کوئی اور شنکر اچاریہ رہے ہوں گے۔ لیکن جس وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ویاس اور شنکر دونو ہی ویدانتی ہیں۔ اور اوستا میں یہ اوقات مختلف فلسفانہ حیثیت میں ان کا نام پیش کیا جاتا ہے۔ تو تعجب ہوتا ہے۔ اس کتاب میں اہرمزد (خدا) زرتشت نبی سے کہتا ہے۔ کہ "ویاس اور چنگر کھاچہ تجھ سے ملنے آئیں گے ان سے ... کہنا" خو کچھ ہو۔ اس تلمیحی اشارہ سے اتنا تو پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ ویدانت کی اشاعت ہندوستان کے علاوہ پارس میں بھی تھی۔ اور وہاں کے پارسی مذہب کا بانی مبانی زرتشت ان کی تقدیس اور بزرگی کا قائل تھا۔ ورنہ اپنی کتاب میں ان بزرگوں کے نام اس خصوصیت کے ساتھ کیسے شامل کرتا ÷

ویدانت مذہب کو فروغ سب سے زیادہ سوامی شنکر اچاریہ ہی سے

دیا ہے۔ اور اُسی وجہ سے وہ اُس کے تکھیہ آچاریہ (خاص معلّم) کہلاتے ہیں اور اس وقت تک ادّویت واد (توحید خالص) کا اُن سے بہتر کوئی معلّم نہیں ہُوا۔ ان کا دل و دماغ خاص قسم کا تھا۔ ان کا یہ طریق اُس وقت سے لے کر اب تک ویدانت کہلاتا ہے ۔

(۷) شنکراچاریہ کے بعد ویدانت کے اور معلّم اس ملک میں پیدا ہوئے ان کی حیثیت مخالفانہ تھی۔ ان میں سے ایک سوامی رامانج آچاریہ جی ہیں۔ جو شٹ کوپ جی کے شری سمپرداسے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے سوامی مادھواچاریہ جی ہیں۔ یہ ہر دو بزرگ بھی سوامی شنکراچاریہ جی کی طرح دکن کی سرزمین میں ہوئے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ان کے پیرو کارکم نہ ہونگے۔ کیونکہ ادویت واد کی سمجھ ہر کس و ناکس میں نہیں ہوتی۔ رامانج اور مادھو مت میں اوتار وغیرہ کی معتقدانہ پرستش کا اہتمام ہے۔ وہ عوام کی زیادہ کشش کے مرکز تو ہیں۔ لیکن شنکراچاریہ جی کی باریک بینی۔ موشگافی اور نکتہ سنجی سے خالی ہیں۔ تاہم انہیں بھی ویدانت کہا جاتا ہے۔ ان میں بدیہی فرق حسب ذیل ہے :-

(۱) شنکرمت ادّویت واد۔ وجودی توحیدی ہے

(۲) رامانج مت وسشٹادویت واد۔ شہودی نمودی اور صفاتی توحیدی ہے

(۳) مادھومت۔ دویتادویت واد۔ وحدت کا پہلو لئے ہوئے تثلیثی توحیدی ہے

یہ بھی ویدانت ہے۔ کیونکہ ویدانت میں ہر خیال کی گنجائش اور جگہ ہے۔ اور وہ سب کی وضاحت کرتا اور کر دیتا ہے۔ لیکن اصلی ویدانت صرف شنکراچاریہ ہی کا طریق ہے۔ جس کی وضاحت اس ویدانت میگزین

کے کالموں میں ماہ بماہ ہوتی رہتی ہے - اور مختلف نظر سے اُن کی تشریح کی جاتی ہے - تاکہ پڑھنے والے اس کے کسی پہلو کی سمجھ سے خالی نہ رہیں ؀

(۶)

ویدانت کا مقصد

اس سے پہلے کے مضمون میں میں نے ویدانت کی غیر شخصی اور شخصی حیثیتیں دونوں دکھا دیں - لیکن برخلاف تمام شخصی مذاہب کے اپنی اصلی اور حقیقی حیثیت میں ویدانت کو غیر شخصی ہی سمجھنا چاہئیے اور یہی سبب ہے - کہ کم از کم اس ملک میں جتنے مذاہب ہیں - وہ قریب قریب سب کے سب ویدانت ہی کی طرف رجوع رہتے ہیں تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے - کہ جنہوں نے ویدانت کی تردید کرنی چاہی - آخر میں اصولاً اُنہیں بھی اسی کے جانب مائل ہو کر روحانی تسکین کا سامان تلاش کرنا پڑا ؀

اور سبب ظاہر ہے - ویدانت اصلی شے ہے اور یہ سب کے سب بلا استثنا فروعی ہیں - فروعات میں صرف تھوڑے ہی دنوں کے لئے اٹکاؤ اور دل بہلاؤ کی صورت ہوتی ہے - اصلیت کا مزہ صرف اصل میں آتا ہے فروعات میں زندگی کے اظہار کے مختلف مدارج ہوتے ہیں - جو بتدریج خود بخود قدرتی اصول کے موافق طے ہوتے رہتے ہیں - اور جہاں یہ طے ہوئے اصل کی طرف رجوع ہونے سے انسان نہ باز رکھا جا سکتا ہے نہ باز رہ سکتا ہے - کب تک کوئی اُسے فروعات کے جھمیلوں میں پھنسا رکھیگا! وقت آتا ہے - جب دل و دماغ نمو پا کر وسیع ہونے لگتے ہیں - اور تب نادانی اور کوتاہ اندیشی

کا پردہ اُٹھنے لگ جاتا ہے۔ اور وہ بطور خود سوچنے اور سمجھنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ مذاہب کا تخفی خدا پھر انسانی مطمئن نہیں کر سکتا۔ وہ بچوں کے کھیل کا کھلونا بنجاتا ہے۔ بچے اس وقت تک کھلونے کھیلتے ہیں جب تک اُن میں سمجھ نہیں آتی۔ سمجھ نہ ہونے کے وقت تک یہ کھلونے اُن کو زندہ اور اصلی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ اُن کے ساتھ اُن کی دلبستگی اور دلچسپی رہتی ہے لیکن جہاں بچہ بالغ ہوا۔ وہ کھلونوں کو خود نہیں کھیلتا۔ دُوسرے بچوں کے لئے مناسب سمجھتا ہے۔ اور آپ زندہ کھلونوں کے ساتھ کھیل شروع کرتا ہے۔ کبھی کبھی وہ زندہ کھلونوں کو ساتھ بٹھا کر اُن کے ساتھ بیجان کھلونے لے کر کھیلتا ہی جس کا نظارہ تم شطرنج اور چوسر وغیرہ کے کھیل میں دیکھتے ہو۔ لیکن وہ جانتا ہے کہ یہ کھیل ہے۔ اور کھیل کا انحصار اُسی کی ذات پر ہے۔ یہ کھیل بھی کچھ دنوں چلتا ہے۔ آخر میں ان سے اکتا کر عقلی اور دماغی کھیل کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یہ کھیل بھی اپنی دلچسپی رکھتا ہے۔ دلچسپی ہر کھیل میں ہے۔ ہاں کھیل کا وقت اور سن ہوا کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس سے بھی اُکتا کر وہ صرف اپنے کھیل کی جانب رجوع ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا مرکز اُس کی اپنی ذات ہو جاتی ہے۔

یہ تمام مدارج انسان کی زندگی میں آتے ہیں۔ دُنیا میں ایسے بھی انسان ہیں۔ جن میں بالغ اور بوڑھے ہو جانے پر بھی بلوغیت اور پیرانہ سالی کے اوصاف نہیں آتے۔ وہ ساری عمر بچے ہی بنے رہتے ہیں۔ "گوسالہ پیر شد و گاؤ نہ شد" یہ کلام ایسے ہی آدمیوں کے لئے کہا گیا ہے۔ ان کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ ایسے انسان بھی ہوتے ہیں جن کی عقلی اور دماغی نمو بہت

بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ کسی اور ہی دھن میں لگ رہتے ہیں۔ ویدانت ایسے ہی انسان کے مطالعہ کی چیز ہے اور وہ اُس سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتا اور اُٹھا لیتا ہے۔

فروعات میں اختلاف ہیں اختلافات میں تفرقات ہیں تفرقات میں کشمکش اور جدو جہد رہتی ہے۔ یہ غیر ضروری نہیں ہیں۔ ان کا رہنا زندگی کے ابتدائی اور درمیانی مرحلوں میں لازمی ہے۔ یہ قدرت کے اظہار کی جان کہلاتے ہیں۔ بغیر ان کے اظہار کی صورت عالم شہود میں جلوہ گر نہیں ہوتی لیکن ان کا وقت ہوتا ہے۔ جیسے ہر چیزوں کا وقت ہوا کرتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہے۔ کہ یہی سب کچھ ہیں۔ ان کے سوا اور بھی کچھ ہے۔ اور ویدانت کا اشارہ صاف اور واضح لفظوں میں اُسی کی جانب ہوتا ہے۔

وہ کیا ہے؟ وحدت۔ وحدانیت۔ ہم آہنگی اور یکسانیت۔ یہی برہمہ۔ محیط کُل جوہر ہے۔ یہی صداقت اور حقیقت ہے۔ ویدانت اسی کی صراحت اور وضاحت کرتا ہے۔ آتما پرماتما میں آکر مل رہتا ہے۔ اور اُن میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یہ منزل مراد۔ وید کا انت ویدانت ہے تمام ندی نالے اور محدود پانی کے چشمے۔ اُبلتے۔ بلبلاتے۔ شور مچاتے اظہار کے تمام مرحلوں کو طے کرتے ہوئے ہر سمت سے بہہ بہہ کر آتے ہیں۔ اور سر در ہستی۔ گیان اور پریم کے لامحدود۔ بے پایاں کنار۔ اور اتھاہ سمندر میں جا کر ملتے اور ایک ہو رہتے ہیں۔

اس قسم کی تعلیم ویدوں سے مخصوص ہے۔ آریہ ورت کے آریہ رشی شروع سے اس وحدت کا نغمہ سُناتے رہے ہیں۔ اور اُس کے

گونج کی آواز اس مقدس سرزمین کے گوشے گوشے میں اب تک گونج رہی ہے۔ شہروں میں شہروں کے گلی کوچوں میں اسی وحدانیت کی صدا بلند رہتی ہے۔ "ایکو برہمہ دِدتیو ناستی" (ایک برہم ہی برہم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہے) مندروں کے چار دیواروں کے اندر مختلف مذاہب کے ماننے والے بھی اپنی اپنی اُستتی میں اپنے اپنے اشٹ کی تعریف میں اسی راگ کو الاپتے ہیں۔ "ایکو ہم بہوسامی" (میں ایک ہوں اور بہت ہو جاؤں) سادھو اپنی بات چیت میں اسی کو سنایا کرتے ہیں۔ " اکھنڈم۔ ادویتم۔ برہمہ۔ ستچدانندم " (برہمہ اکھنڈ۔ لاثانی۔ اور ست چت آنند ہے) گورو اپنے شاگرد کو تعلیم دیتا ہوا اسی دھن کو زبان اور گلے سے نکالتا ہے۔ " تت۔ توم۔ اسی " (تو وہی ہے) مست اودھوت اسی راگ کو گاتا ہوا مست رہتا ہے۔ "اہم برہمہ آسمی" (میں ہی برہم ہوں) گیانی کہتا ہے۔ "پرگیانم برہمہ" (برہمہ اعلیٰ گیان ہے) دھیانی بولتا ہے۔ (ایم آتما برہمہ) اور رگ وید کی مشہور رچا (منتر) ان سب کے جذبات کی تائید میں اب تک آواز بازگشت بنی ہوئی سنی جاتی ہے۔ " ایکو ست وِپرا بہودا ودنتی " (حقیقت ایک ہے اور سمجھدار لوگ اسے بکثرت ناموں سے یاد کرتے ہیں ؛

خط و کتابت کرتے وقت اپنے چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت ممتاف ؛

(۷)

شانتی

(۱) گیان گم کا راستہ ویدانت ہے ویدانت ہے
راستے میں آئے جو نربھرانت ہے نربھرانت ہے (۱)

(۲) دویت میں اگیان کی جڑ ہے چھپی سندیہہ کیا
پائے جو ادویت پد وہ شانت ہے وہ شانت ہے (۲)

(۳) جب بھرم جاتا رہا - مایا کا کھٹکا مٹ گیا
اب سمجھ پائی یہ کھٹکا سانت ہے اور سانت ہے (۳)

(۴) اپنے آپے میں چھپا ہے بھید اپنا جان لو
ست ہے چت آنند ہے ایکانتا ہے ایکانت ہے (۴)

(۵) آپ ہم ہیں رُوپ سُندر اور سُندر کون ہے؟
رُوپ اپنا دیکھا سُندر کانت سُندر کانت ہے (۵)

ضروری گزارش } کئی اصحاب تبدیلی کے وقت اطلاع نہیں دیتے۔ اور ہم حسب معمول پہلے ہی پتہ پر رسالہ بھیجتے رہتے ہیں۔ بعدازاں شکایت ہوتی ہے۔ کہ رسالہ نہیں ملا۔ عارضی تبدیلی کی صورت میں پوسٹ ماسٹر کو ہی لکھنا کافی ہے - لیکن مستقل تبدیلی کے وقت دفتر کو فوراً اطلاع دینی لازمی ہے ؞

ناظرین نوٹ فرمائیں ؞

نیازمند منیجر

فہرست مضامین

ایشور گیان پرکاش

ایشورواد کی درشٹی سے ویدانت

ویدانت کے نقطۂ نگاہ سے

ایشور کی ہستی پر

غور

شیوبرت لال

ایڈیٹر ویدانت میگزین اردو

مقیم شکارپور (سندھ)

جس کو

نند کشور ملہوترا اک پبلشر ویدانت میگزین

چیٹرجی محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

قیمت ۱۲ ر

(جملہ حقوق محفوظ)

اپشنور گیان پرکاش
۲۶
بندنا
R S
رادھا سوامی دیال
کے چرن کمل میں
بندنا
دیا کیجئے مجھ کو چرنوں میں لیجئے   بیٹھا سنگ میں گیان تم آپ دیجئے
سمجھ آئے سنسار کا تتو سارا   مٹے بھرم مایا کرم کا ... دکارا
بمل چت ہو من آنند ہی ہو نرمل   اہنکار میں پھی شکتی کا ہو بل
کھلے آنکھو اور برہمہ کا بھید پاؤں   وہ کیا ہے؟ وہ کیسا ہے؟ سبکو جتاؤں
دیا درشٹی ہو داس پر رادھا سوامی
کمل پد میں نِس دن نمامی
شکارپور سندھ
مئی ۲۵ء
شیوپرستال
ویدانت میگزین
مئی ۲۵

تمہید

ذرّاتِ دشت و صحرا! تم میں دمک ہے کس کی؟
شمس و قمر ستاروں میں یہ چمک ہے کس کی؟

کس شے سے پھول تجھ میں ایسی نزاکت آئی؟
اے شاخہائے اشجر تم میں لچک ہے کس کی؟

عشق اور درد و اُلفت کی داستاں بڑی ہے
دل اور جگر کے اندر سوچو کسک ہے کس کی؟

کویل سُنا رہی ہے کیا دلپسند نغمے
اس کے گلے میں داخل خوش کُن کُہک ہے کس کی

بادِ صبا کے جھونکے خوشبو اُڑا کے لائے
اُن کی نہیں یہ ہرگز پھر یہ مہک ہے کس کی

امواجِ بحر میں ہیں جنگ و جدل کے منظر
پسِ پُشت لشکروں کے آخر کمک ہے کس کی؟

کہہ راز حق کو صوفی! بے خوف ہو کے کہہ دے
کیوں وسوسوں میں آیا دِل میں جھجک ہے کس کی؟

رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں نندو بھائی کو ساتھ لئے ہوئے تمام ست سنگی آ گئے۔ دیال کو نمسکار کیا۔ معمول پرارتھنا کے بعد سب خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

دیال نے آپ ہی پوچھا۔ "کہو۔ آج کیا سوال لائے ہو؟ کیا ڈبیٹ کرنا منظور ہے۔"

نندو بھائی نے جواب دیا۔ "ایشور کے بارہ میں ان ست سنگیوں کی اب تک تشفی نہیں ہوئی۔ یہ سب کے سب کہتے ہیں۔ کہ ویدانت ناستک ہی نہیں۔ بلکہ گھور رہت بڑا ناستک (دہریہ) ہے۔

وہ بالکل ایشور کو نہیں مانتا۔ یہ دیال جی کی اپنی جدت ہے۔ جو اسے آستک (خدا پرست) کہتے ہیں۔"

دیال ہنسا۔ "تب تو یہ دیال خود ناستک ہوا۔ جیسے یہ چھپا رستم ہے ویسے تم سب لوگ بھی چھپے رستم ہی نکلے۔ اور اس کے رگ رگ اور ریشے ریشے سے اسے پہچان لیا۔" وہ تو مرشد تھا تم ولی نکلے "تم نے سخت غلطی کی۔ جو ناستک کی صحبت میں آکر بیٹھے۔ چور کا بھائی چور ہا۔ اور گل کٹے کا بھائی گل کٹا! کیوں یہ صحیح ہے یا نہیں؟ جو ناستک ہے وہی تو ناستک کی صحبت میں آکر بیٹھیگا! دیدانت ناستک! دیال ناستک اور دیال کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بھی ناستک! سگ زرد برادر شغال!

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

نند بھائی شرمندہ ہوئے۔

دیال نے پوچھا۔ "آخر ایسا خیال تمہارے دلوں میں آیا کیوں۔ ابھی میں تم کو پریم داد کی درشٹی سے دیدانت سمجھا چکا تھا۔ ایسا بھرم نہیں ہونا چاہئے۔ اس بھرم کی تہہ میں کوئی نہ کوئی زبردست خیال چھپا ہوا ہے۔ بہتر ہے اسے ظاہر کرو۔ تاکہ دیال کو اس کے دور کرنے کی سوجھے۔ پھر ایشور واد کی درشٹی سے دیدانت کے سمجھنے سمجھانے کا موقعہ ہاتھ آئے۔

نند بھائی نے جرأت کے ساتھ جواب دیا۔ "ہندوؤں کے درمیان چھ فلسفے رائج ہیں۔ جو کھٹ درشن کہلاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

(۱) دیدانت یا اُتر میمانسا (یا گیان کانڈ) جس کے آچاریہ دیاس جی

کرشن بھگوان اور شنکر اچاریہ ہیں۔ اس کے بانی مبانی دیاس ہی ہیں
(۲) سانکھیہ۔ جس کے آچاریہ کپل رشی جی ہیں ❊
(۳) پورب میمانسا (کرم کانڈ) جس کے آچاریہ جیمنی رشی جی ہیں ❊
یہ تینوں ناستک (انیشوروادی) کہلاتے ہیں۔ اور ایشور کی ضرورت کو قطعی تسلیم نہیں کرتے ❊
(۴) یوگ اس کے آچاریہ پتنجلی رشی اور یاگیہ ولکیہ رشی وغیرہ ہیں اس کے مکھیہ آچاریہ پتنجلی ہی ہیں ❊
(۵) ویشیشک اس کے آچاریہ کناد رشی ہیں ❊
(۶) نیایے۔ اس کے آچاریہ گوتم رشی ہیں ❊
یہ تینوں آستک (ایشوروادی) کہلاتے ہیں۔ یعنی کھٹ درشن کے ماننے والوں میں سے تین ناستک ہیں۔ اور تین آستک ہیں۔ یہ عام خیال ہے۔ اور اس نظر سے ان ست سنگیوں کو یہ بھرم پیدا ہوا ہے ❊" دیال نے کہا۔ "یوگ۔ ویشیشک اور نیایے شخصی ایشور کو مانتے ہیں۔ ویدانت۔ سانکھیہ اور میمانسک شخصی ایشور کی طرف دھیان کمتر دیتے ہیں۔ یا نہیں دیتے۔ اس نظر سے اکثر لوگ بھرم میں پڑ گئے۔ اور غلطی کی وجہ سے اُن کو ناستک کہہ بیٹھے۔ یہ خیال بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے اس میں اصلیت نہیں ہے۔ ان کی نظر غیر شخصی وجود پر ہے۔ جو خود قدرت کا جوہر قدرت کا اصل اور اصل الاصول ہے۔ اگر یہ ناستک ہوتے۔ تو ویدوں کے ماننے والے جو ہمیشہ سے آستک رہے ہیں۔ کبھی ان کو دیک فلسفہ کا نام نہیں دیتے۔ اس کے سوا ان میں سے ایک

بھی ایسا نہیں ہے۔ جو ویدوں کے کلام کی سند نہ پیش کرتا ہو۔ اور اس کا قائل نہ ہو۔ سانکھیہ کو لوگ عام طور پر نرایشور وادی بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ ویدوں کی تعظیم کرتا ہے۔ اگر ویدانت ناستک ہوتا۔ تو اپنا نام ویدانت کبھی نہ رکھتا۔ اور نہ وید سے اپنے آپ کو منسوب کرتا۔ یہ بھی تم نے سن لیا ہے۔ اور خود ہی ابھی اقرار کیا ہے۔ کہ ویدانت کے بانی مبانی ویاس رشی تھے۔ جو وید ویاس بھی کہلاتے ہیں۔ انہوں نے ویدک منتروں کو چار مختلف کتابوں رگ۔ یجر۔ سام۔ اور اتھرو کی صورتوں میں ترتیب دی۔ اگر وہ آستک نہ ہوتے۔ تو پھر یہ کام کیوں کرتے! کیا کرشن بھگوان ناستک تھے؟ یہ ویدانت کے ساکشات مورت اور مجسم جوہر تھے۔ ان سے زیادہ ویدانت ابھمانی غالباً اور کوئی نہ رہا ہوگا۔ اس کی شہادت بھگوت گیتا ہے۔ جو اپنے طرز کی دنیا میں لاثانی تصنیف ہے۔ غالباً اب تمہاری تشفی ہوگئی ہوگی۔ یہاں جھگڑا آستک ناستک کا نہیں ہے شخصی اور غیر شخصی خدا کا ہے۔ شخصی ایشور کے ماننے والا عام طور پر اکثر بے انصاف ہوتے ہیں۔ اور وہ غیر شخصی واجب الوجود ماننے والے کو زبردستی ناستک کہہ بیٹھتے ہیں۔ ان کی زبردستی اور بے انصافی ان کے عملی سلوک سے ظاہر ہے۔ جو یہ باہم گراپنے سے مختلف مذاہب کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ محدود الخیال کا خدا محدود اور ناقص ہوگا۔ اور وسیع الخیال کا خدا ہمیشہ محیط کل اور وسیع المراد ہوگا۔ ویدانت ایسے خدا کا قائل ہے۔ جسے وہ اپنی ذات سے بھی جدا نہیں کرتا۔ یہ تمہیں معلوم ہے۔

وہی اصل سب کا وہی سب کا جوہر　　وہی اپنے اندر وہی اپنے باہر

وہی سنگ میں ہے وہی ہے گہر میں
اُسی سے ہیں سنگ اور اُسی سے ہیں گوہر
کہیں آب ہے اور کہیں تاب ہے وہ
اُسی سے ہیں تابندہ ماہ اور اختر
حرارت سے ہے اُس کے محرور تو برج
رطوبت سے مرطوب ہیں بحر اور بر
ادا ہو کے ہر شے میں وہ خوش ادا ہے
اُسی میں ہیں دل اور دلدار و دلبر

ہمارے ملک میں ناستکوں کے فلسفوں کی کمی نہیں ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور چارواک گزرا ہے۔ جو زبردست مادہ پرست گزرا ہے۔ اس کے معتقد اب تک مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ جو ایشور کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ویدانت ناستک ہوتا۔ تو چارواک اور مادہ پرستوں میں اس کا شمار ہوتا۔ اور وہ وید کا انت کبھی نہ کہلاتا۔ اس لئے اس غلطی اور غلط فہمی سے باز آؤ۔ ایسے دھوکے میں کبھی نہ پڑو۔ ورنہ تم ویدانت کے جوہر سمجھنے کے قابل نہ رہوگے۔ ویدانت کو کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ مخالفوں کو بھی راہ پر لا سکتا ہے۔ لیکن یہ مخالف بھرم میں پڑکر خود اس کے جانب مائل نہیں ہوتے۔ اور اصلیت اور حقیقت کے سمجھنے میں قاصر رہ جاتے ہیں۔"

ویدانت میگزین { ماہواری جناب کی خدمت میں نمونتًا ارسال ہو۔ اُمید ہے کہ آپ یقیناً اس کی سرپرستی منظور فرمائیں گے۔ اگر جناب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائیگا۔ کہ جناب کو اس کی خریداری منظور ہے اور اس کا وی پی لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا دوسرا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔

نیازمند منیجر

پہلی کلا

شخصی اور غیر شخصی ایشور

تُو کہاں ہے اے خُدا تیرا پتہ ملتا نہیں
دِل سے ڈھونڈا میں نے دل کا مُدّعا ملتا نہیں

کوئی کہتا ہے کہ بر سرِ جنگ ہے شیطان سے تُو
پُوچھوں کیا شیطان بھی یا مکرور ملتا نہیں

ایک ہی ہوتا تو پھر شیطاں کا کیونکر ہوتا وجُود
نقص و حد بندی میں وحدت کا مزا ملتا نہیں

کوئی کہتا ہے کہ تُو ہے عرش پر کرسی نشیں
کیسے چڑھ کر دیکھوں اُس کا راستہ ملتا نہیں

تجھ میں گر محدُودیت ہے پھر عبث ہے سب تلاش
ناقص اور محدود میں واحد خُدا ملتا نہیں

نندو بھائی بولے۔ شخصی ایشور اور غیر شخصی ایشور یہ دونوں الفاظ بارہا آج آپ کی زبان پر آئے۔ آپ کا خیال ہے۔ دُنیا کے تمام مذاہب شخصی خدا کے وہم میں ہیں۔ اور صرف **ویدانت** ہی ایسا ہے۔ جو غیر شخصی خدا کا اعلان کرتا ہے۔ آپ سب سے پہلے شخصی ایشور اور غیر شخصی ایشور کی صراحت کیجئے۔ تاکہ ہم کو سوچنے کا موقعہ ملے۔ اور سوچ کر نتیجہ نکال سکیں کہ کون وہم میں پڑا ہے۔ اور کون سچائی میں ہے۔ اور پھر بات چیت کا سلسلہ شروع ہو۔"

دیال نے کہا "شخصی خدا وہ ہے۔ جو شخصیت کے حد بست سے گھرا ہوا ہے۔ اور غیر شخصی خدا وہ ہے۔ جو شخصیت کے حد بست سے آزاد ہے"

نندو بھائی بولے۔ "یہ الفاظ بطور خود عام فہم اور آسان نہیں ہیں۔ میں تو انہیں اور ان کی مراد کو سمجھتا ہوں لیکن یہ ہمارے ست سنگی نہیں

سمجھتے ۔ اور یہ مضمون ان کے سمجھانے کی غرض سے چھیڑا ہے ۔ اس وجہ
سے آسان آسان اور سہل سہل عام فہم لفظوں میں گفتگو کی جائے ۔ تاکہ
ان کی سمجھ میں تو آئے ۔ ورنہ ست سنگ کا فائدہ ہی کیا ہوا !"

دیال نے کہا ۔ "سچ کہتے ہو ۔ میں بھی اسی طرح کی بات چیت کا
عادی ہوں ۔ بہتر اور سہل لفظ نہ ملنے کی وجہ سے میں نے ان کا استعمال
کیا ہے ۔ لیکن کیا پرواہ ہے ۔ میں صفائی کے ساتھ انہیں سمجھا دیتا ہوں
تاکہ ان بھائیوں کو کسی قسم کی دقت نہ ہو ۔

شخصی کہتے ہیں ۔ اسے جس میں شخص ہونے کی رعایت ہو جیسے
میں ایک شخص ہوں ۔ تم دوسرے شخص ہو تیسرا تیسرا شخص ہے ۔ اور
علیٰ ہذا القیاس ۔ یہ شخصیت جسم اور تن کی نسبت سے ہوتی ہے ۔ اور ظرف
زمان ۔ مکان ۔ یعنی دیس (جگہ) کال (وقت) اور وستو (سامان) سے
گھری رہتی ہے ۔ یوں سمجھو ہم ۔ تم اور یہ تمام ست سنگی بھائی موجود ہیں ۔
ہمارے ساتھ وقت ہے ۔ ہم مکان ۔ صحن ۔ کمرے یا بیچ میں بیٹھے ہوئے
ہیں ۔ اور ہمارے ساتھ کتاب ۔ پھول ۔ میز ۔ چوکی ۔ کپڑے ۔ اسباب ۔
قلم ۔ دوات ۔ کاغذ وغیرہ سب ہی رکھے ہوئے ہم تینوں سے گھرے
ہیں ۔ وقت کال ہے ۔ مکان اور جگہ دیس ہے ۔ وستو یہ سب سامان
ہیں ۔ ان سب کی موجودگی ایک کو دوسرے سے تمیز کراتی ہے ۔ اور اس
لئے ہم میں سے یہاں ہر شخص اور ہر شے اور ہر وقت محدود ہے ۔ محدود
ہونے ہی کا نام شخصی ہے ۔ جیسے ہم سب محدود ہیں ۔ ویسے ہی اگر
ایشور بھی محدود ہوا ۔ تو وہ ایشور شخصی ایشور کہلائیگا ۔ اور اگر وہ ایسا نہیں

ہے۔ اور دیش۔ کال۔ اور وستو (ظرف زمان اور مکان) سے گھرا ہوا نہیں ہے۔ تو وہ ایشور غیر شخصی ایشور ہوگا۔ دنیا کے تمام مذاہب بلا استثنا اسی شخصی ایشور کے معتقد ہیں۔ صرف ویدانت ہی دنیا کا ایسا طریق ہے۔ جو غیر شخصی ایشور کا خیال دلاتا ہے۔ یہ میرے کہنے کی غرض تھی۔"

نندو بھائی بولے۔ "اب بات سمجھ میں آ گئی۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مذاہب کا خدا محدود۔ ناقص اور محدود المراد ہے۔ ویدانت کا خدا محیط کل۔ کامل اور وسیع المراد ہے۔ اور حقیقت میں اگر گہری نظر سے دیکھا جائے۔ تو اس خیال میں سچائی ہے۔ لوگ ایشور۔ جیو اور پرکرتی (مادہ) تین چیزوں کو ہمیشہ سے ساتھ ساتھ پہلو بہ پہلو موجود مانتے ہیں۔ اور اگر یہ تینوں ویسی ہی ہیں۔ جیسا کہ تنگ خیالی مذاہب اپنے پیروکاروں کو یقین دلاتے ہیں۔ تو پھر یہ تینوں ہی محدود۔ ناقص اور غیر کامل ہونگے جہاں ایشور ہوگا۔ وہاں پرکرتی (مادہ) نہ ہوگی۔ اور جہاں جیو ہوگا۔ وہاں ایشور اور پرکرتی کی معدومیت ہوگی۔ اسی طرح جہاں پرکرتی ہوگی۔ وہاں جیو اور ایشور نہ ہونگے۔ مانا سوکشم اور لطیف ہونے سے ایشور کو سب میں محیط تسلیم بھی کر لیا جائے۔ لیکن خیال کے اندر سوکشم اور ستھول (لطیف اور کثیف) کی تمیز تو ہر وقت موجود رہیگی۔ اس لئے ہزار لطیف ہوتا ہوا یہ ایشور ہر حالت میں کثیف اشیا (اور ستھول وستوؤں) سے نیارا رہیگا۔ اس کا اس طرح نیارا نرالا اور جدا ہونا اس کی یقینی محدودیت کی دلیل ہوگی۔ وہ عقلی۔ نقلی۔ خیالی اور تمیزی طاقت سے ہمیشہ جدا ہی نظر آئیگا۔ ایک کبھی کسی حالت میں نہ ہوگا۔ بات سہل ہے۔ اور سمجھنے

میں آسان ہے۔ ایشور پنا مختلف ہے۔ جیو پنے اور پرکرتی پنے سے۔
جیو پنا مختلف ہے ایشور پنے اور پرکرتی پنے سے۔ اسی طرح پرکرتی پنا
بالکل جُدی چیز ہو گی۔ ایشور پنے اور جیو پنے سے۔ اور جب تینوں الگ
الگ ہوئے۔ تو پھر اُن میں سے ایک بھی مُحیط کُل (ویاپک) اور مُکمل (پُورن)
نہیں ہوا۔ تینوں ہی محدود اور ناقص ٹھہرے۔ اور ناقص کا نقص ہر وقت
کانٹے کی طرح نوکیلا خیال بن کر دل میں کھٹکتا رہیگا۔ اس سے کسی صُورت
میں بچاؤ نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسے ایشور کا یقین ممکن ہے
کسی تنگ خیال۔ تنگ عقل۔ اور تنگ دل آدمی کو اطمینان دے سکے۔
لیکن وسیع خیال۔ وسیع عقل اور وسیع دل والے اسے کبھی صحیح۔ اور
سچا تسلیم نہ کریں گے۔ اس معنے میں میرا ویدانت کے ساتھ اتفاق ہے
تنگ خیال مذہب کے پیروکار مثال دے کر اکثر سمجھایا کرتے ہیں۔
کہ جیسے پانی سے بھرے ہوئے شیشہ کے اندر گرم کئے جانے پر آگ
کا اثر شیشہ اور پانی دونوں کے اندر دوڑ جاتا ہے۔ اسی طرح ایشور جیو
اور پرکرتی کے اندر محیط ہو کر رہتا ہے۔ لیکن یہ مثال ہر پہلو سے غلط
ہے۔ شیشہ خود کیا ہے؟ یہ مٹی کے ذرات (پرمانوؤں) سے بنا
ہوا ہے۔ مٹی کیا ہے؟ یہ پانی کی دوسری صُورت ہے۔ پانی کے
متھنے سے مٹی کے ذرات کا ظہور ہوا ہے۔ جیسے سمندر کی لہروں کے
لہرانے سے جھاگ اور جھاگ سے مٹی بنتی ہے۔ اور پانی خود کیا ہے؟ یہ آگ
کی دُوسری صُورت ہے۔ آگ کے متھن سے دُھواں اور نمی کا ظہور ہوتا ہے
پھر جب شیشہ۔ پانی۔ اور آگ تینوں ایک ہی اصل سے ہوئے۔ تو

پھر مثال درست کیسے ہوئی؟ دنیا میں ہر جگہ لطیف سے کثیف چیز بنتی اور بگڑتی رہتی ہے۔ اور ساتھ ہی اُسی اپنے لطیف اصل میں جاکر جذب ہو جاتی ہے۔ یہ ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں۔ ہمارے شاستروں نے بھی یہی سمجھایا ہے۔ کہ تمام تتو خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہوں۔ آکاس ہی کی صورتیں ہیں۔ آکاس کے پرمانو ہی منتھن ہونے سے ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی کے پرمانو (ذرات) کی صورتیں اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ سب کے سب آکاس ہیں۔ نسبتی طبقات میں ان کو آپ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ اور مٹی کہہ سکتے ہو لیکن اصلیت کیا ہے؟ اصلیت آکاس ہے۔ کیا اسی نظر سے ویدانت اُس محیط کل ہستی کو جو سب کا جوہر۔ تمام ہستیوں کی جان ہے۔ غیر شخصی ایشور قرار دیتا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "ہاں۔ ویدانت کا اصول یہی ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "تب تو عقل سلیم (شُدھ بُدھی) اسے صحیح تسلیم کرتی ہے۔ اِس کے سمجھنے میں دقت کیا بات ہے جو ہم میں ہے۔ ہمارے اندر ہے۔ ہم سے ہے۔ اور جس سے ہم ہیں۔ جو ہمارے اندر رہ کر ہم کو متحرک کر رہا ہے۔ اور جسے ہم آسانی سے نہیں سمجھتے۔ صرف انبھو گیان (حس باطن) سے جس کی سمجھ کا آنا ممکن ہے۔ وہی تو آتما ہوگا۔ یہ آتما ہم سے کب اور کیسے جدا ہوا۔ یا ہو سکتا ہے! یا ہو سکیگا سہل میں سمجھ میں آسکتا ہے۔ اگر ویدانت کا یہی غیر شخصی خدا ہے۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اس کے ماننے میں کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے!"

دیال ہنسا۔ "یہی تو بات ہے۔ جو شخصی مذاہب کے شخصی خدا مانتے

والوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ اُنہوں نے تنگ خیال بن کر اپنے دلوں میں تنگی نقص اور محدودیت کی مہر لگا رکھی ہے۔ یہ مہر ٹوٹ لے۔ تب حقیقت اُن کی سمجھ میں آئے! ذرا وسیع دل نہیں۔ تب غور کرنے کا موقعہ ملے۔ ذرا نظر وسیع ہو جائے۔ تو وہی محیط کل وسعت کے ساتھ دُنیا کے تمام وسیع اور محدود نظاروں میں نظر آنے لگے! نہ خیال میں وسعت آتی ہے۔ نہ تعصب کا پردہ دلوں کے تماشہ گاہ سے اُٹھتا ہے! ویدانت اُسی کی جانب اشارہ کرتا رہتا ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ تم نے ابتدا ہی میں اُس کی مُراد کو جذب کر لیا۔ اب سمجھانے اور سمجھنے میں سہولیت ہوگی:

نظارہ میں ہے نظارہ بیں میں نظارہ بیں کی نظر میں ہے وہ
عقیل میں عقل میں وہی عقل نکتہ رس کے خبر میں ہے وہ
دلوں کا دلدار دلبر اور دلبری کا دلداری کا ہے مرکز
بغور دیکھو تو آپ سمجھو گے دل میں دیکے اثر میں ہے وہ
سمیع ہے وہ خبیر ہے وہ کلیم ہے وہ بصیر ہے وہ
کلام ہے وہ زباں کا آنکھوں کی تہ میں اُن کے بصر میں ہے وہ
جن و ملک۔ حور اور پری میں حیوٖر کیڑوں مکوڑوں میں ہے
بہائم اُن سے کہاں ہیں خالی۔ چھپا ہوا خود بشر میں ہے وہ
ہوا میں آتش میں آب میں گل میں ہو رہا ہے محیط ہر جا
زمین میں آسماں میں ساکن وہ بحر و بر خشک و تر میں ہے وہ
ہزاروں فرسنگ دور ہے دُور جب کبھی کوئی سمجھے اُس کو
قریب سمجھو قریب ہے جسم و جاں میں اور ان کے گھر میں ہے وہ

یہاں وہی ہے وہاں وہی ہے ۔ نہاں وہی ہے عیاں وہی ہے
نہیں کوئی دوسرا کہیں باہر میں ہے وہ اندر میں ہے وہ

دوسری کلا

ایشور کی ہستی پر وچار

وہ ایک ہے ہر ایک کو ہے اس کی جستجو — مختلف گو طریقوں میں ہے اُن کی گفتگو
نام اور شکل کے ہیں بھرم میں پڑے ہوئے — پائیں تو کیسے پائیں عبث ساری جستجو۔

نند و بھائی نے کہا ۔ "حیرت اس بات کی ہے ۔ کہ قریب قریب دنیا کے تمام مذاہب ایشور کو مانتے ہیں ۔ لیکن کوئی دو مذہب اس کی بابت متفق الرائے نظر نہیں آتے ۔"

دیال بولا" اس اختلاف کا باعث انسان کے عقلی اور دلی جذبات کے اختلافات ہیں ۔ اور جہاں اس قدر اختلافات ہوں ۔ وہاں مختلف الرائے ہونا لازمی بھی ہے ۔ انسان نے عقلی نظر کے ہر پہلو سے اس مسئلہ پر غور کیا ہے ۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے ۔ حتیٰ الامکان کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ۔ لیکن اطمینان کی صورت سوا ویدانت کے اور کسی میں نہیں دیکھی گئی ۔ یہ سچ ہے ۔ کہ عقلی تناسب کے نقطہ نگاہ سے وقت وقت کے لئے مذہبی انسان ۔ اپنے خاص خدا کا معتقد بنا رہے ۔ اور اطمینان کے ساتھ اس کی پرستش اور تعظیم کا دم بھرا کرے ۔ لیکن عقل و دل میں ہمیشہ

نشو و نمو ہوتی رہتی ہے۔ ہر شخص کی زندگی میں کبھی نہ کبھی ایسا وقت آجاتا ہے۔ کہ پھر محدود المراد خدا کی طرف سے طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو مذہب اور مذہبی خدا کے برخلاف بغاوت اور نفرت کے خیال پیدا ہو جاتے ہیں۔ یا عقلی انسان متذبذب۔ بے پرواہ اور ناستک ہو جاتا ہے ؎"

نندو بھائی بولے۔" اس نظر سے خدا کی ہستی کا مسئلہ نہایت دلچسپ ہوگا۔ اور دوسرا اہلِ خیال کے مطالعہ کے قابل ہوگا ؎"

دیال نے کہا۔" اس میں شک نہیں۔ کہ یہ دلچسپ ہے اور خاصکر اہلِ مذاہب کے غور اور خوض کا تو سب سے زیادہ مستحق ہے ؎"

نندو بھائی بولے۔" کیا اچھی بات ہو۔ کہ ہم آپ کی زبان سے اس کی کچھ صراحت سنیں۔"

دیال نے کہا " بہت اچھا! ایشور کا مسئلہ نیا نہیں ہے۔ بلکہ بہت پرانا ہے۔ ہر ملک۔ قوم اور مذہب کے آدمی اس پر برابر غور کرتے آئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ ایشور ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ ایشور نہیں ہے۔ اور دونوں ہی اس کے اثبات اور تردید (منڈن اور کھنڈن) میں عقلی زور لگاتے رہے ہیں ؎

چین کے اندر صدیوں سے ایشور پرستی کا رواج ہو رہا ہے۔ ان کے ہاں اس کی ہستی کے عقلی ثبوت کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ وہ ایشور کے معتقد بھی ہیں۔ وہ اسے برہمانڈ کا دھنی۔ دنیا کا مالک۔ اور سب کا پیدا کرنے والا تسلیم کرتے کراتے ہیں۔ اور اسے ایسا تسلیم کئی کرتے

آئے ہیں۔ ان کی سمجھ میں ایشور دُنیا سے الگ ہے۔ اور وہ اپنی مرضی کے موافق اُس کے کاروبار کو چلاتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ چونکہ بچپن ہی سے دلوں کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ ان کے لئے ایشور کا ماننا اور مانتے رہنا کوئی نئی یا عجیب بات نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کہتے یا سُنتے ہیں۔ وہ اُن کے موجودہ دِلی اطمینان کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اور وہ سب کا سب اُن کے دِل اور عقل کی مُناسبت کے ساتھ ہوتا ہے ٭

اس قسم کے ایشور کے ماننے والے اُسے آدی کارن (پہلا سبب) اور علّت اوّلی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُسی کو سب کی ابتدا بھی بتاتے ہیں اور یہ کتنا اچھا خیال ہے۔ بشرطیکہ اسی پر اُن کی دلی توجہ کا رُخ رکھتا لیکن آگے چل کر اس خیال کی صورتوں میں شقّیں اور شاخیں نکل آتی ہیں۔ اور اُن پر غور کر لینے سے پھر دلی یقین کی وہ صورت نہیں رہتی جو ابتدا میں ہوتی ہے اور اس لئے جنہوں نے اس قسم کے خیال اور تعلیم کے زیر اثر تعلیم نہیں پائی وہ بالخصوص اس سے گھبراتے ہیں۔ اور کوئی ایسی دلیل چاہتے ہیں۔ جو اُن کے دِل کو لگے ٭

جو لوگ ایشور کو آدی کارن (پہلا سبب) بتاتے ہیں۔ اُن سے فطرتاً یہ سوال کیا جاتا ہے۔ اور کرنا بھی چاہئے کہ اگر وہ آدی کارن ہے تو پھر اس آدی کارن کی حیثیت کیا ہے؟ کارن کی تین قسمیں مُکھیہ۔ اُپادان یا سادھارن کارن۔ مُکھیہ کارن کی حیثیت کمہار جیسی ہے۔ اُپادان کارن آدی سبب یعنی مٹی جیسی ہے۔ کمہار مٹی سے ہی گھڑا بناتا ہے۔ اور سادھارن کارن۔ ڈنڈا۔ چاک۔ سوت وغیرہ ہے۔ ایک مختصر جملہ میں کمہار ہاتھ میں

ڈنڈا لے کر چاک کو گھماتا ہوا مٹی سے گھڑا تیار کرتا ہے۔ کیا ایشور بھی اسی طرح کمہار کے موافق اس جگت (دنیا) کو پیدا کرتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے۔ تو یہاں اس جگت کے پیدا کرنے کے تین سبب ہیں۔ ایشور۔ پرکرتی۔ اور دوسرے قدرتی اسباب (ڈنڈے وغیرہ کی طرح) نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ (۱) جیسے کمہار مٹی کا محتاج ہے۔ ویسے ہی ایشور بھی مادہ کا محتاج ہوگا۔ جیسے کمہار بغیر مٹی کے گھڑا نہیں بنا سکتا۔ ویسے ہی ایشور مادہ یا پرکرتی کے بغیر اس جگت کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اس نظر سے وہ محتاج ہوا۔ اور اس میں محتاجگی کا نقص آیا (۲) کمہار کے ساتھ دو اور سبب مٹی اور ڈنڈے ہمیشہ لگے ہوئے ہیں یا یہ تین ہوئے (۱) کمہار (۲) مٹی (۳) چاک۔ اسی طرح جگت کی رچنا میں بھی تین کارن ہوئے۔ (۱) ایشور (۲) پرکرتی (۳) سرشٹی کرم (قدرتی قانون)۔ کمہار مٹی اور چاک تینوں محدود ہیں۔ اسی طرح ایشور پرکرتی اور سرشٹی کرم تینوں محدود ہوئے۔ ایشور ایک نہیں رہا۔ یہ دو بھی اس کے ساتھ ہمیشہ سے بھتے اور ان کی طرح وہ بھی محدود ہی رہا۔ جو کسی سے گھرا ہوا ہو۔ محدود کہلاتا ہے ایشور پرکرتی سے گھرے ہونے پر محدود ہے۔ یعنی جہاں جہاں پرکرتی پتا ہے وہاں وہاں ایشور بیاپا نہ رہا۔ اور ناقص ایشور کا نہ ماننا عقل کو پسند نہیں ہے۔ وہ محیط کل نہ ہوا۔

اس لئے اس خاص نظر سے ایشور کے آدمی کارن ہونے کا مسئلہ خلاف عقل معلوم ہوتا ہے۔

اہل مذاہب کہتے ہیں۔ کہ ایشور دنیا کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ کے لئے ملک اور رعیت کا ہونا لازمی ہے۔ یہ دلیل سادہ لوح بچوں کے خوش

کرنے کے لئے اچھی ہوگی۔ کیونکہ اُن کی عقلی تمیز کے پیمانہ کے موافق ہے۔ اگر ایشور بادشاہ ہے۔ تو دُنیادی بادشاہ کی طرح اپنے ملک اور رعیت سے علیحدہ ہستی رکھتا ہوگا۔ اور ایسی حالت میں اُس کی ہستی ویسے ہی ناقص ہوگی۔ جیسے پرکرتی اور جیوؤں کی موجودگی میں ہے۔ یہ دونوں دلیل نکمی۔ بودی۔ اور بھدّی ہیں۔ اسی خیال والوں نے ایشور کو دیکنٹھ باشی۔ اور عرش آشیانی خواہ کرسی نشین بنا رکھا ہے۔ ان لفظوں کی رعایت سے اگر خدا کو عرش آشیانی اور کرسی نشین خواہ اُس ایشور کو دیکنٹھ واسی کہا جاتا ہے۔ تو خود ہی سوچو۔ یہ خیالات کیسے تمسخرانہ اور مذاقانہ معلوم ہوتے ہیں ؂

اگر ایشور بادشاہ ہے۔ تو عادل ہے یا ظالم؟ اگر عادل ہے تو پھر دُنیا میں یہ ظلم و ستم کے نظارے اس کثرت کے ساتھ کیوں نظر آتے ہیں؟ کیوں اُس بھلے مانس نے اسے ماتمکدہ۔ ظلمکدہ۔ علالت کدہ۔ قحط کدہ بنا رکھا ہے؟ کیوں ان کے دُور کرنے کی فکر نہیں کرتا!

اگر وہ عقلمند ہے۔ تو کروڑوں اور اربوں برس سے یہ موجودہ دُنیا قائم ہے۔ (گو سلسلہ کی نظر سے یہ لاانتہا اور لاانتہا معلوم ہوتی ہے) اُس عقلمند نے کیوں ابتک اپنی دُنیا کو آراستہ اور خوشگوار نہیں بنالیا؟ کیا اس میں جہالت۔ اگیان اور اندھیرا چھایا ہوا ہے!

کوئی کہتا ہے۔ ایشور ماں باپ کی طرح ہے لیکن عملاً عقلاً دُنیا کے ماں باپ اُس سے لاکھ درجے اچھے نظر آتے ہیں۔ یہ اپنی اولاد کو جتنے الامکان بہتر حالت میں دیکھنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ خدا اچھا باپ ہوا۔ جو اپنی

اولاد کو رُلا رُلا کر مارتا رہتا ہے۔ اور مار مار کر اس کا بھُرکس اور کچومر نکال دیتا ہے!

کوئی کہتا ہے۔ خدا یا ایشور کاریگر ہے۔ بہت خُوب! کامل کاریگر ہے یا ناقص؟ اگر ناقص ہے تو دو کوڑی کا۔ اور اگر کامل ہے۔ تو پھر اس کی صنعت گری کا کمال کیا ہوا! ہر جگہ اُدھورا پن کا نُقص نظر آ رہا ہے۔ اور اُس کی اس صنعت گری کے نقص لئے مخلوقات کو ناقص العقل۔ ناقص الحواس ناقص الجسم اور ناقص القلب بنا کر ہر جگہ رنج و غم کے مناظر برپا کر رکھے ہیں اس کی دُنیا کیا ہوئی۔ ہنگامۂ محشر ہوئی۔ جدھر دیکھو۔ شور و غل کی صدا بلند ہے۔ کہیں بھی قرار و سکون کی صورت نہیں ہے ؛

اس میں شک نہیں۔ مذہبی عقلا نے اپنے اپنے ڈھنگ پر بے شمار مسائل ان تردیدی خیالات کے بطلان کے لئے گھڑ رکھے ہیں۔ لیکن ان سے صرف اُن معدودے چند مخصوص آدمیوں کا اطمینان ممکن ہوگا۔ جو مذاہب کی گود میں پرورش پا رہے ہیں۔ بچپن سے ایک خاص خیال کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے اُس وقت تک وہ اُنہیں خفیف اور جزوی تشفی دے سکتے ہیں۔ جب تک عقلی اور دلی نموُ محدود ہے۔ اس کے بعد اُنہیں کے اندر سے ایسے مخالف اور باغی آدمی نکل آتے ہیں۔ جن کے اعتراضات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اُس وقت یہ تنگدل مذہبی عُقلا کو سوا مار دھاڑ کے کچھ نہیں سوجھتی۔ اور ظلم کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کسی کو پھانسی دی۔ کسی کی زندہ کھال اُتاری۔ کسی کو سُولی پر لٹکایا کسی کو آگ میں جلا دیا۔ اور وہ اپنی ان حرکتوں کو ثوابِ عظیم قرار دیتے

ہیں۔ اور خود اصلی خداوند قہار ابن کر فرضی خدا کے نام پر فتوے دیتے ہیں "مار دو ان اعتراض کرنے والوں کو۔ خدا کے معاملہ پر کسی کو چون وچرا کرنے کا حکم نہیں ہے۔" سوچو تو سہی۔ یہ کیا ہے! یہ خدا کا مذہب ہے۔ یا کسی خود غرض انسان کا طریق ہے؟

کوئی کہتا ہے۔ خدا ایک نہیں ہے۔ دو خدا ہیں! ایک رحمان ہے دوسرا شیطان ہے۔ رحمان نیکی کا خدا ہے۔ اور شیطان بدی کا خدا ہے اگر یہ خیال صحیح ہے۔ تو لو پھر یہاں دو خدا آکر موجود ہو گئے۔ اور دونوں ایک دوسرے کی نسبت سے ناقص۔ محدود المراد اور تنگ نظر ثابت ہوئے یہ دلیل بھی بالکل نکمی اور لچر ہے ؂

کوئی کہتا ہے "خدا نے نیستی سے ہستی پیدا کی۔ اور یہ اس کی کمال تعریف ہے" یہ دلیل سخت گمراہ کن اور گمراہی کی طرف لے جانے والی ہے۔ جو شئے نیست ہے۔ اس سے ہستی کیسے آئی؟ اور جس کی ہستی نہیں ہے۔ اس کا خیال کسی کو کیسے پیدا ہوا۔ کرشن بھگوان نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ "ناستو ودّیہ ستے بھاو۔ نا بھاو ودّیہ تے ستہ" (کبھی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی کا گمان پیدا ثابت اور خیال میں نہیں آسکتا) عقل اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے۔ کچھ کرشن بھگوان کے کہنے ہی پر یقین لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر عقیل شخص اس صحیح اور سچے واقعی خیال پر خود اپنی عقل دوڑا کر صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے۔

دنیا میں نقص ہے۔ دنیا میں بیماری ہے۔ دنیا میں حیرانی اور پریشانیاں ہے۔ دنیا میں برائی ہے۔ ان واقعات سے کیسے آنکھ میچی

جاتے - اور ان کے رہتے ہوئے کیسے کوئی ایمان لائے - کہ خدا نیک ہے اور وہ سب کچھ ہے جس کا یقین ہم کو مذاہب والے زبردستی دلانا چاہتے ہیں - ایسی زبردستی آخر کب تک چل سکتی ہے - کتنے مذہبوں کے بانی ایسے ہوئے کہ ان کے حین حیات اور ان ہی کی زندگی میں ان کے خود بے شمار پیروکار اٹھ کھڑے ہوئے - جنہوں نے ان کے خیالات کی عملاً مخالفت کی - اور بے شمار مذہبی فرقے پیدا ہو گئے - اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ اصلیت کا علم پردہ میں ہے - اور مذاہب بالخصوص اُس پردہ کے اٹھانے کے ناقابل ہو کر بیجا سختی اور سخت گیری سے کام لینے پر آ جاتے ہیں - یہ کیوں مل ملا کر اصلیت کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ! "

تیسری کلا

ایشور کی ہستی پر مزید وچار

نند و بھائی بولے - " لیکن اگر ہم ایشور کو ایک اصلی اصول ایک اصلی اخلاقی قانون یا ایک اصلی جوہر مان لیں - تب تو کوئی دقت نہیں ہوگی "

دیال نے کہا - " ماننے کو تو ہر ایک شخص اپنی اپنی سمجھ کے موافق مان ہی رہا ہے - لیکن ان سب کے ماننے سے عقل کو اطمینان کی صورت نصیب نہیں ہوتی - اور عقلی ثبوت کے ساتھ ہی وہ ماننا الگ تھلگ دھرا رہ

جاتا ہے - اصول - قانون - جوہر یا تتو کے ماننے والے بھی ہیں - وہ ایشور کو ایسا ہی مانتے ہیں - اور ایشور پرم تتو کہا بھی جاتا ہے - لیکن ان کے ماننے کے بارہ میں بھی وہی اعتراضات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ؛

سوچو ایشور اگر قانون ہے - تو آیا قانون - قانون دان سے جدا ہے اور کسی نے اس قانون کو جاری کیا ہے ؟ اگر وہ قانون جاری کرنے والا اس قانون اور قانون پر چلنے والوں سے جدا ہو گیا - تو پھر وہی محدودیت کا نقص آ جاتا ہے - اور عقلی دنیا ایسے ایشور کی ہستی کو بعید از قیاس سمجھتی ہے - ایسے ایشور کی سدھی نہیں ہوتی - اور نہ وہ قانون ہی ایشور کو ثابت کرتا ہے ؛

اس میں کلام نہیں - کہ تمام قدرتی طاقتیں ایک خاص طریقہ پر کام کر رہی ہیں - اور ان کو دیکھ کر ان کی باقاعدگی اور یکسانیت کا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے - لیکن مشکل تو یہ ہے - کہ یہ باقاعدگی یا یکسانیت قدرت کے اندر ہے نہ اس سے جدا ہے - اس کی ہستی انسانی عقل اور انسان کے تجربہ اور مشاہدہ کے ماتحت ہے - ایک بات تو یہ ہوئی - دوسری بات یہ ہے - کہ قدرتی طاقتیں کچھ اس طریقہ پر کام کرتی ہیں - کہ ان سے جدا کسی قادر وجود کی ہستی نظر نہیں آتی - آگ کو چھوؤ - جل جاؤ گے - اس سے ایشور کا ہونا یا نہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا - یہ کہنا کہ تم نے آگ کو ہاتھ لگایا - اور ایشور نے تم کو ہاتھ لگانے سے جلا دیا - بالکل خام خیالی اور فضول سی بات ہے - دنیا کے اخلاقی قانون کا بھی حال ہے - اس سے ایشور کی کیا نسبت ثابت ہوئی !

ویدانتی ایشور کو پرم تتو کہتا ہے۔ لیکن اُس کے کہنے کا یہ مقصد کبھی نہیں ہے۔ کہ ایشور "پرم تتو" ہوتا ہُوا اور تتوؤں سے بالکل الگ تھلگ ہے۔ جس وقت اس قسم کا خیال ذہن میں آئیگا۔ پھر وہ ایشور محدود ہو رہیگا اور کسی طرح اُسے اس نقص سے کوئی بری نہ کر سکیگا ٭

یہ سب ثبوت اور عقلی دلائل دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور ان کا نقص خود اُن سے ثابت ہے ٭

ویدانت اس خیال سے ایشور کی ہستی ثابت نہیں کرتا۔ کہ دُنیا کے بنانے والے۔ دُنیا کے اخلاقی اصُول پر چلانے والے یا دُنیا کے اصلی سبب ہونے والے کا پتہ لگ جائے۔ یہ سب باتیں اب بچوں جیسی سوچنے کی ہیں۔ ایشور کا خیال اب بہت وسیع ہو گیا۔ اور وہ لامحدودیت کے تتو کی طرح لامحدود ہو گیا۔ وہ خدا جو عرش پر کرسی جما کر بیٹھا ہُوا کارساز صنعتگر اور قانون ساز تھا۔ اب اپنی کرسی چھوڑ بیٹھا۔ بچوّں کی عقل اُسے صحیح سمجھے بچوں سے لڑنا جھگڑنا یا بحث مباحثہ کرنا کسی عقیل انسان کا کام نہیں ہے

کیا ایشور ویسا ہی بنا یا بن گیا ہے جیسے ارتقائی اصُول (دکاش نیم یا سرشٹی کرم) کے موافق تمام قدرتی وجود ظہور میں آتے ہیں؟ اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تب ویدانت کم ازکم اُسے ایشور نہ تسلیم کریگا۔ انسانی عقل رُو بہ ترقی ہے۔ خیالات میں انقلابات عظیم آ گئے ہیں۔ اب اُن کی وہ حالت نہیں رہی۔ جو پہلے تھی۔ یا پہلے رہی ہوگی۔ ویدانت کا جس ایشور کی طرف خیال ہے۔ وہ مت متانتر یا مذاہب کا ایشور نہیں ہے۔ وہ کوئی اور ہی چیز ہے ٭

انسانی عقل شروع ہی سے اُس ایشور کی تلاش میں ہے۔ جس کی طرف ویدانت کا اشارہ ہے۔ اس کا پتہ کم از کم ویدوں کے کلام سے ملتا ہے۔ اور مذاہب نے تو محدود ہستی والے ایشور کو سب کچھ مان کر اُس سے آگے بڑھنے کی عقلی جرأت کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی۔ جس میں کسی ایک کو بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور وہ حیرانی میں ویسے ہی ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ ویدوں نے عقلی ترقی کے راستہ کو کبھی نہیں بند کیا۔ ویدک رشیوں کے کلام اس مضمون پر نہایت خوبصورت روشنی ڈالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں :-

"کس نے اُس پہلے کو دیکھا؟ برہمانڈ کی زندگی۔ خون اور روح کہاں تھی؟ کس نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ رچنا کہاں سے (اور کیسے) اظہار میں آئی؟ دیوتا ایسا اعلان کر نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ بعد کو ظاہر ہوئے۔ کون جان سکتا ہے۔ کہ اس کی جڑ کس میں ہے۔ اور وہ پیدا بھی کیگئی یا نہیں پیدا کیگئی۔" (رگ وید۔ دسواں منڈل۔ ۱۲۹ رچا)

کیا یہ رشی نادان اور ناسمجھ لوگ تھے؟ کیا یہ خیالات ناواقف آدمیوں کے ہو سکتے ہیں۔؟ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ رشیوں نے ایشور کے خیالات کو پتھر۔ لکڑی۔ دھات وغیرہ تک نہیں محدود رکھا تھا؟ وہ صاف صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ "دیوتا تک اُسے نہیں جان سکتے کیونکہ وہ ابتدائی وجود نہیں تھے۔ بعد کو ظہور میں آئے۔" وہ یہاں تک بھی تو کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ رچنا پیدا کیگئی یا پیدا کی ہوئی نہیں ہے۔" ان کے کلام عجیب طرح پر بے باکانہ اور موثر ہیں۔ وہ پھر کہتے ہیں۔" اس رچنا سے

پہلے نہ ہستی (بھیہ) نہ نیستی، (نہ وہ) تھی - نہ آکاس اور نہ آکاس کا مقام اُس کے پرے - ایک تھا جو بے سانس کے سانس سے لیا کرتا تھا - نہ موت تھی - نہ لافانیت تھی - نہ رات تھی - نہ دن تھا - نہ کوئی اُس سے مختلف تھا نہ اُس کے پرے تھا - اسی اصلی بھنڈار سے سرشٹی کی طاقتیں اُوپر نیچے ہر جگہ ظہور پذیر ہوئیں -" (رگ وید - دسواں منڈل - ۱۲۹ رچا)

آگے چل کر اُپنشد اور زیادہ زوردار لہجہ میں اپنا راگ سناتی ہیں -

" اس ذات مطلق سے رفتہ رفتہ پران - من اور تمام اندریوں کی طاقتیں آکاس - گرمی - اور رقیق - ٹھوس - اور سیّال مناظر نمودار ہوئے " (مُنڈک اُپنشد - دُوسری بلّی - منتر ۱ و ۲)

کیا ان کلاموں کے اندر حقیقت کے راز کا وہ پتہ مخفی نہیں ہے - جسے عقلا تلاش کر رہے ہیں - اور جس کی ویدانت نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ وضاحت کی کوشش کی ہے ؟

ذرا سوچنے کی بات ہے - ہم جس شے کا تصور باندھتے - دیکھتے کہتے اور سنتے ہیں - ہمارا خیال اُس مرکز سے تجاوز کر کے اُس سے پرے جانے کی خود بخود کوشش کرتا ہے - بغیر اس 'پرے' کے کوئی چیز امکان میں نہیں آتی - تم نقطہ کا تصور کرو - ہمیشہ خیال نقطہ کے 'دورے' اور 'پرے' پہنچیگا - تم کسی صورت - مربع مستطیل یا دائرہ کا خیال کرو - ہمیشہ اُس سے آگے یا پرے کا تصور خود بخود آئیگا ! بغیر اِس 'پرے' کے خیال کے کسی محدود متشکل یا نام والی صورت کے تصور کا امکان ہی نہیں ہوتا سورج کو چاند کو ستارے کو دیکھو - کیا ہماری تمیزی طاقت وہاں ہی تک

اور اُن ہی تک محدود رہتی ہے ؟ ممکن نہیں - وہ خود بخود آگے چلی جاتی ہے اس لئے رشیوں نے کہا ہے ۔ "نیتی نیتی نیتی" (یہ نہیں ہے - یہ نہیں ہے یہ نہیں ہے) ذرا کر دیکھو - آپ تم کو بغیر ہمارے کہے سُنے اس کا پتہ لگ جائیگا - غرضیکہ لاکھ کوشش کرو - اس سے بچاؤ کی کوئی بھی صورت نہیں ہے دیش - کال - اور وستو (ظرف - زمان - مکان) کوئی بھی لو - سب سے پرے تصور کا جانا لازمی ہے - تم کسی طرح اسے روک نہیں سکتے - اگر طاقت ہو - تو روکنے کی کوشش کرو - اسی طرح کسی شخصی ایشور کا تصور باندھو - خیال کا پرند اس سے پرے پہنچنے کے لئے اپنے پَر اور بازو کھول کر اُڑنا شروع کریگا ؛

بعض وقت بچوں کی کہانیاں اس پرے کی خوب وضاحت ہوتی ہیں کسی بادشاہ کی لڑکی بہت کم سن تھی - اُس کی دائی (دایہ) روز اُسے دُعا دیتی - "تو بڑی ہو" ایک دن لڑکی اس کی روز روز کی دُعا سے گھبرا گئی - بولی - "تو یہ کیا ہر روز کہا کرتی ہے - اس دُعا کا انجام کیا ہے ؟ میں بڑی ہوئی - تو کیا ہوگا ؟" دایہ بولی - "شادی ہوگی - دُولہا آئیگا - " اُس نے پوچھا "پھر کیا ہوگا ؟" جواب ملا - "رانی ہوگی - بال بچے ہونگے - ماں کہلائیگی" اُس نے سوال کیا - "پھر کیا ہوگا ؟" وہ بولی - "بچے سیانے ہونگے - اُن کی شادیاں ہوں گی - اولاد ہوگی - تو دادی کہلائیگی - " لڑکی اُس کی باتوں کو سُن سُن کر مسکراتی رہی - پوچھا - "پھر کیا ہوگا ؟" دایہ جھنجھلائی - "اور کیا ہوگا - تو مر جائیگی دفنائی کفنائی جائے گی - مٹی میں گل سڑ جائیگی - " لڑکی کی زبان پھر بھی بند نہیں ہوئی - پوچھ بیٹھی - "میرے پیچھے کیا ہوگا ؟"

دایہ بولی۔ "خدا کا دیدار ہوگا۔" وہ بولی "پھر اس کے بعد؟" دایہ چپ! زبان بند! کہتی بھی تو کیا کہتی! منہ پر دو ہتڑ مارا۔ کہنے لگی "آگے کچھ نہیں کہہ سکتی۔" شاہزادی کی عقل کو حرکت ملی۔ بولی۔ "چل چل۔ پرے ہٹ! چپ تو آگے کا پتہ نہیں دے سکتی۔ تو اپنی دعا کو اپنے پاس رکھ۔ میں آپ پتہ لگاؤں گی۔" اور وہ اسی وقت سے خوض و فکر میں رہنے لگی۔ یہ انسانی عقل کا کمال ہے۔ یہ کمسن لڑکی تھی۔ لیکن ہم کو بدھ بھگوان کی پاک زندگی میں روحانی عقلی ترقی کے مدارج مختلف صورتوں میں اسی طرح سے نظر آتے ہیں۔ اور یہی کیفیت خدا کے تمام متلاشیوں کی ہے:-

پتا ملتا نہیں میرے خدا مجھ کو کہاں ہے۔ تو
زمیں ہے یا خلا کی شکل ہے۔ یا آسماں ہے تو
کہاں ڈھونڈوں کہاں پاؤں کہاں جا کر ملوں تجھ سے
ادھر ہے یا ادھر ہے تو مکیں یا لامکاں ہے تو
ترا ہے نام کیا بے نام ہے یا نام رکھتا ہے
نشاں ہے کچھ پتا بھی ملے تیرا یا بے نشاں تو ہے
تصور کس طرح ہو۔ تو تصور میں نہیں آتا
تصور بے تصور۔ وہم بے وہم و گماں تو ہے
ترا ہے جسم یا بے جسم ہے کیا ہے کہوں کیسے
کوئی سمجھائے کیا اس جسم کا روح رواں تو ہے

کال (وقت) کے حد سے پرے۔ دیش (وسعت) کے حد سے پرے وستو (اشیا) کے حد سے پرے! ایسی حالت میں نہادی۔ محدود اور شخصی

خدا کا خیال کیسے کسی متحقق کے دل کو مطمئن کرسکتا ہے ۔

کوئی شے لے لو۔ ہر شے کی یہی کیفیت ہے۔ ذرات کو۔ ریگستان کو لو قطرات کو لو۔ بحر بیکراں کو لو۔ اُس کے پرے کا خیال چلے جانا امر لازمی ہے۔ روکو اسے۔ دیکھیں کیسے روک سکتے ہو؟ زبردستی اور جبر و سختی دوسری بات ہے لیکن یہ کب تک چل سکتی ہے۔ اس زبردستی اور جبر و سختی کے پرے بھی تو عقل چلی جاتی ہے۔ پرے کا سوال ہمیشہ رہتا ہے۔ محدودیت تو کسی طرح مطمئن نہیں کر سکتی۔ اب رہ گئی لا محدودیت یا وہ بھی نسبتی حالت ہے۔ محدودیت اور لا محدودیت کے پرے بھی عقل رسا دوڑ جاتی ہے۔ جہاں نسبتی تعلقات نہ ہوں۔ وہ کیا شے ہے؟ اُسی کا نام ایشور ہے۔ اور وُہی ویدانت کی معراج تمنا ہے ۔

ہم اپنے آپ کو جسمانی نقطہ نگاہ سے محدود پاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان سب ہی محدود ہیں۔ کبھی کبھی دل بھی محدود معلوم ہوتا ہے۔ لیکن محدود ہوتے ہوئے کیا کبھی لا محدودیت کا خیال ہمارے اندر سے دور ہوتا ہے؟ سوچو۔ اور سوچ کر نتیجہ نکالو ۔

ہم گیان رکھتے ہیں۔ ہمارا گیان محدود رہتا ہوا بھی عالم لا محدود کی سیر کا متقاضی اور متلاشی رہتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ کس انسان کو کسی لئے کسی نقطہ نگاہ سے قانع اور سنتوشی پایا ہے۔ کہنے کو سب ہی 'قناعت' اور سنتوش کا وعظ ہر وقت سناتے رہتے ہیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے جسے دیکھئے۔ ہر پہلو سے " ننانوے " کے پھیر میں پڑا رہتا ہے۔ ہماری باتوں پر نہ جاؤ۔ اپنے اردگرد اور اپنی حالت پر خود غور کرو۔ ممکن ہے کبھی

نہ کبھی اصلی راز کا پتہ پا جاؤ گے۔ لیکن یہ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے۔ محدود گیان لامحدود ہو جاتا ہے۔ کیا بہت سے گیان لامحدود ہوتے ہیں۔ جب کئی چیزیں لامحدود مانو گے۔ تو ان میں خود بخود محدودیت آجائیگی۔ اور لامحدودیت ہزاروں کوس کی دوری پر جا پہنچیگی۔ عقلی نیچے۔ ایشور لامحدود۔ جیو لامحدود۔ یا لاتعداد اور پرکرتی لامحدود مان رہے ہیں۔ انہیں ماننے دو۔ ابھی یہ عقل کے نقطہ نگاہ سے نیچے ہیں۔ تم کیا ہو؟ اسی پر غور کرو۔ اور کبھی نہ کبھی اپنے آپ کے سمجھ لینے سے حقیقت کی سمجھ سے دور نہ ہو گے۔ تنگدلی۔ تنگخیالی تنگ ظرفی۔ اور تنگ نظری خواہ تنگ عقلی سے بچو۔ یہ تدبیر ہے۔ اور چاہے بچو یا نہ بچو کبھی نہ کبھی تو یہ حالت خود تم پر نازل ہوگی۔ اور نازل ہو کر رہے گی۔ اس وقت وسیع دل کے ساتھ اس مضمون پر سوچنے کا موقعہ ہاتھ آئیگا۔

ایشور ہے یا نہیں ہے؟ اس پر ابھی سے کیا کہیں! آتما کہہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ہے۔ اور اس کی ہستی کا بہترین۔ زبردست اور کبھی قطع یا رد نہ ہونے والا ثبوت ہم آپ ہیں۔ ہماری ہستی۔ ہماری موجودگی۔ ہمارا ہونا ایشور کی ہستی کا بہترین ثبوت ہے۔ ایشور کا خیال کس میں اور کس کے اندر ہے؟ ہمارے ہی اندر تو ہے۔ ہم سے باہر کہاں ہے؟ اور جب ایشور کی ہستی کا سوال ہمارے اندر ہے۔ تو اس کا جواب کہاں ہوگا! سوال ہی تو جواب کی غیر واضح صورت ہے۔ جب یہ ہے۔ تو اس کا ہونا بھی لازمی ہے۔ یہ ایشور کی ہستی کا ثبوت ہے۔

سوال جب دل میں ہے ہمارے تو دل کے اندر جواب ہوگا
عذاب کا فکر دل میں آیا تو دل کے اندر ثواب ہوگا

تلاش کرتا ہے جس کی ہر دم تلاش کی رُوح کو پرکھ لے
تیرا جو دلدار اور دلبر ہے دل میں اندر نقاب ہو گا
نقاب کے پردوں کو اُٹھا دے۔ غلاف کو کھول کر الگ رکھ
وہ باحجابی سے تجھ میں مخفی بصورت بے حجاب ہو گا
یہ دل ترا سوچنے کی ہے شے اس کے بخئے اُدھیڑ ہر دم
وہ دل میں رہتا ہے دل کے اندر وہ دل میں با آب و تاب ہو گا

چوتھی کلا

ایشور کی مزید ترہستی پر وچار

ہستی مُطلق کی ہستی کا کوئی دے کیا ثبوت جو مجسم ذات ہستی ہے وہی ہے لا یموت

نندو بھائی بولے۔ "ویدانتی کہتے ہیں چیتن اور شُمی پرکرتی اور شُمی پرکرتی میں چیتن کا سایہ۔ ان تینوں کی مشمولی حالت ایشور کہلاتی ہے۔ کیا آپ کا خیال اس کے برخلاف ہے۔"

دیال نے کہا۔ "نہ میں کسی کی تردید کرتا ہوں۔ نہ تائید! دقت کا مضمون مجھے پسند نہیں ہے۔ اور نہ خواہ مخواہ میں مانگ تانگ کے تقلیدی سامان سے اپنا کام نکالتا ہوں۔ جو سمجھ میں آگیا۔ وہی کافی ہے جس نے خود سمجھ لیا ہے۔ وہ اپنی بات دوسروں کے ذہن میں آسانی سے اُتار سکتا ہے۔ جس وقت اس قسم کی باتیں کہی جاتی تھیں۔ اُس وقت اور خیال کے لوگ تھے۔ وہ ان سے مطمئن ہو کر شانت ہو رہتے تھے اب زمانہ اور ہے اور خیال نے بھی خاص قسم کے لفظوں کا جامہ پہننا اختیار

کیا ہے - جو بات آسانی سے سمجھ میں آوے - وُہی اچھی اور سہل ہوتی ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے - کہ مَیں اوروں سے خیال عاریت لوُں - ویدانتی جیں ایشور کی اس ترکیب سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں - وہ اور ہے۔ میں اس موقعہ پر ایشور سے برہمہ مُراد لے رہا ہوں - اور تم کو بھی ایسا سمجھ کر اُس پر گفتگو کرنے کا موقعہ ہے - "

نند بھائی بولے - میں اب پُرانی باتوں کی یاد دہانی نہ کرونگا - لیکن آپ نے برہمہ کے لغوی معنے 'درہ' (بڑھنا) اور 'منن' (سوچنا) بتلائے ہیں - کیا اس موقعہ پر ایشور کے لئے برہمہ کا لفظ موزوں ہے ؟"

دیال نے کہا - "کیوں نہیں ؟ اور ہم تم اس ست سنگ میں بیٹھے ہوئے سوائے بڑھنے اور سوچنے کے کیا کر رہے ہیں ؟ یہ برہمانڈ بڑھنے اور سوچنے کا نظارہ ہے - اور 'نیتی نیتی' اسی بڑھنے اور سوچنے کا اشارہ عقل بڑھے گیان بڑھے - خیال بڑھے اور سوچنے وچارنے اور تمیزی طاقت کے حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہو - ہم اسی برہمہ مے جگت (بڑھنے اور سوچنے) میں رہ کر بڑھ رہے اور سوچ رہے ہیں - یہ مایا شبل برہمہ کا روپ ہے - اور اسی بڑھنے اور سوچنے کے سلسلہ میں تم اُس معراج تنا یا آدرش تک رسائی حاصل کر لوگے - جسے شدھ برہما 'اچل برہما' اور 'ادھشٹان' برہمہ کہا جاتا ہے - جب تک سوچنا وچارنا اور بڑھنا ہے - تب تک ہم شبل برہمہ یعنی صفاتی برہمہ کے خیال میں ہیں - اور جب یہ بڑھنا اور سوچنا ہو چکیگا - اور پھر بڑھنے سوچنے کی محسوسیت نہ رہے گی - تب وہی شدھ برہمہ اور آدرش ہوگا - ابھی تک سنبتی طبقہ میں گفتگو ہے - شدھ برہمہ کا

خیالی معراج سامنے رکھ کر ہم شبل برہم کے وچار سے اپنے خیال کو پختہ کر رہے
ہیں ۔ اور جب یہ نسبتی طبقہ نہ رہیگا ۔ پھر وہاں شُدھ اور شبل (ذاتی اور
صفاتی) (وجودی اور شہودی) (موجب اور نمودی) اصطلاحات کی ضرورت
باقی نہ رہے گی ۔ اس نظر سے جہاں تک ہو سکے ۔ گیان کے دریا میں جس قدر
ہو سکے ۔ خوب ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے تیرو ۔ پھر آپ نسبتی طبقات نظر سے
اُوجھل ہو جائیں گے ۔"

نندو بھائی بولے ۔ "آپ کا فرمانا صحیح ہے ۔ لیکن جس طریقہ پر آپ
برہم کی نسبت سمجھا رہے ہو ۔ اُس میں ٹھہراؤ کی تو کوئی صورت ہی نظر نہیں
آتی ۔ وہ تو ہماری عقل اور دِل کی ترقی کے ساتھ بڑھتا ہی بڑھتا چلا جاتا ہے
ہم اُسے سوچیں بھی تو کیسے سوچیں ؟"

دیال نے کہا ۔ "جنہوں نے شروع شروع 'برہم' لفظ اختراع کیا ہوگا
اُن کو بھی یہی دقت پیش آئی ہوگی ۔ جو تم کو پیش آ رہی ہے ۔ اس لئے یہ
لفظ گھڑا گیا ۔ اور دُنیا کی زبان میں آج تک حقیقت کی اظہار کے لئے برہم
سے بہتر لفظ نہیں مشتق ہوا ۔ سنسکرت زبان کے ہر لفظ کی یہ خوبی ہے ۔ کہ
اُس کے ساتھ اُس کی تواریخ بھی رہتی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ جب
رشی حقیقت کی جانب متوجہ ہو کر سوچنے لگے ۔ اُن کی عقلی اور دِلی جذبات کی
نمو کے ساتھ ساتھ حقیقت کا خیال بھی بڑھتا ہی گیا ۔ اور کہیں ٹھہرنے کا
موقعہ ہاتھ نہیں آیا ۔ تب اُنہوں نے اُسے 'برہم' کہا ۔ (ورہ = بڑھنا
اور منن = سوچنا) محدودیت میں رہ کر اُس لامحدود کی آسانی سے سمجھ
آنا سخت مشکل ہے ۔ اور جہاں ہم ٹھہرتے ہیں ۔ وہاں ہی اُسی کے ساتھ

پرے کا خیال گرسیاں گیر ہو جاتا ہے۔ ذرّہ کو لو۔ وہ محدود ہوتا ہوا غیر محدود کی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ بوند کو لو۔ وہ محدود ہوتا ہوا غیر محدودیت کا خیال دلا دیتا ہے۔ بڑی سے بڑی چیز جو تمہارے ذہن میں آسکے۔ لے لو۔ اس کی بھی یہی کیفیت ہے۔ سمندر سے پرے۔ آکاس سے پرے لامحدودیت کے پرے۔ پرے کا خیال فوراً ہی دل میں گزرنے لگتا ہے۔ اس سے کسی حالت میں بھی بچاؤ نہیں ہے۔ یہ ایک سلسلہ ہے جو لامقطوع ہو جاتا ہے۔ اور انسانی عقل اس پر قابو پانے میں ناقابل ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے وہ برہم ہے۔ اور اسی خیال کو مدنظر رکھ کر اسے برہم کہا گیا۔"

نندو بھائی بولے "یہ صحیح ہے لیکن کیا اس ان ادستھا درتی یعنی خیالی دھار کے برابر بڑھتے جانے سے تمیزی عقل کے فیصلہ کا نقص نہ پیدا ہوگا؟ یہ تو سخت حیرانی کی بات ہے۔"

دیال نے کہا۔ "نقص ہو یا کمال ہو۔ جو بات واقع صحیح ہے میں نے تمہارے سامنے پیش کر دی۔ وہ ایشور ہی کیا ہوا۔ جو انسانی عقل کی گرفت میں آگیا۔ انسانی عقل کی گرفت میں آیا ہوا ایشور پھر ایشور نہیں رہتا جس کو ہم نے سمجھ لیا۔ وہ ہماری سمجھ کے حدبست کے اندر آگیا۔ محدود ہو گیا۔ لامحدود نہیں رہا۔ کیا ایسے ایشور کو تم یا کوئی عقیل آدمی ایشور کہنا پسند کریگا؟"

نندو بھائی بولے۔ "پسند کرے یا نہ کرے۔ یہ دوسری بات ہوئی لیکن جب تک کسی خاص شے کی وضاحت نہ ہو سکے۔ دل

اس پر قائم کیسے ہوگا؟ اور دل کے قائم ہوئے بغیر کسی کے قطعی فیصلہ کا نہ امکان ہوگا۔ اور نہ وہ اطمینان کا باعث ہوگا۔ اس سے تو وہ چھوٹی عقل والے آدمی اچھے رہیں گے۔ جو شخصی ایشور کے خیال پر قائم ہو کر اسے اپنے اطمینان کا باعث بنا لیتے ہیں۔"

دیال ہنسا۔ "شخصی ایشور کا خیال۔ تو کسی حالت میں دلی اطمینان کا باعث نہیں ہوتا۔ اور نہ ہوگا۔ اگر اس میں اطمینان کی صورت ہوتی تو دنیا میں اس قدر مختلف عقائد۔ مختلف رایوں اور مختلف قسم کے خیالات کے اظہار کی نوبت نہ آتی۔ کیا تم مذہبی دنیا میں خیالی اور معتقدانہ جنگ و جدل کے سامان نہیں دیکھتے؟ اور اگر یہ موجود ہیں۔ تو پھر اطمینان کیسا؟ اس نظر سے تمہارے شخصی ایشور کے عقیدہ کا مسئلہ قابل تسلیم یا قابل پذیرائی نہیں ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "یہ سچ ہے۔ اس کے شک ہونے میں ذرا شک نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا ویدانت اسی گو مگو کے مسئلہ میں پھنسا کر ہم کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور آگے کا راستہ نہیں دیتا اگر اس نے پھنسا دیا۔ تو پھر ہم تو کہیں کے نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

اور لامحالہ ہم پر یہ مثل صادق آئیگی۔ کہ

دونوں دین سے گئے پانڈے۔ حلوا ملا نہ مانڈے

دیال ہنسا۔ ایسا نہ خیال کرو۔ ویدانت ہی ایک اس قسم کا مضمون ہے

ہے۔ جو انسان کو مذبذب اور مشتبہ حالت سے نکال کر یقین کے درجہ میں لاکر قائم کر دیتا ہے۔ اور تب پھر کسی قسم کے سوال و جواب اور بحث مباحثہ کی ضرورت نہیں رہتی۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "ہم اسی بات کو تو چاہتے ہیں۔ اس کے سوا ہم کو اور ضرورت کیا ہے؟ اور آپ اسی کو سمجھائیے۔"

دیال بولا۔ "بات سمجھی سمجھائی ہوئی ہے۔ اس کا سمجھنا آسان ہے۔ بشرطیکہ آسانی کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ہم اپنے عقل جذبات کو اپنے اندر متحد کر لیں۔ ہماری اس گفتگو سے کم از کم اتنا تو تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ یہ جو کچھ ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے کوئی وقت کا تعین مقرر کر سکتا ہے۔ نہ کسی وقت اس کی معدومیت کا خیال دل میں آتا ہے۔ نہ اس میں کسی طرح کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ نہ کمی کی جا سکتی ہے۔ نہ اس میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اور نہ اس کے ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ مقدار اور حقیقت کی نظر سے وہ جیسا ہے ویسا ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "ان میں سے بہت سی باتوں کو ہم صحیح مانتے ہیں لیکن سب باتوں کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتے۔ جب ہم دنیا کو لمحہ لمحہ تبدیل شدہ پاتے ہیں۔ تو کیسے ممکن ہے۔ کہ ہم تبدیلی کے خیال کو دل سے دور کر سکیں"

دیال نے کہا۔ "اسی وجہ سے محض سمجھانے بجھانے کے خیال سے میں نے 'دیرے' کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ جب تم تبدیلی کے مناظر کو دیکھتے اور سوچتے ہو۔ تو تمہاری تمیزی طاقت ان کے دیرے چلی جاتی ہے یا نہیں۔ یہ تو نہیں ہوتا۔ کہ ان میں تم اٹک رہو۔ اس لئے

وہ جو سب سے پرے ہے - وہ پرہمہ ہے - اور یہ تمام شہودی اور نموؤدی نظارے جو تم کو ہر جگہ اس کثرت کے ساتھ نظر آ رہے ہیں - یہ سب اُسی 'پرے' کے آدھار پر قائم ہیں - سمندر کی لہریں سمندر کے آدھار پر اُٹھتی ہوئی اپنے اپنے کھیل کر چکنے کے بعد پھر اُسی میں جا کر جذب غائب - اور معدوم ہو جاتی ہیں سُورج - چاند ستارہ - انسان اور حیوان - فلک الافلاک - کرسی - ثوابت اور سیارے - یہ سب کے سب اُس 'پرے' کے سمندر کی لہریں ہیں - کوئی لہر سمندر سے جُدا ہو کر نہیں رہ سکتی - اس لئے یہ تمام نموؤدی اور شہودی مناظر بھی اُسی کو اپنا مرکز - مدار علیہ بناتے ہیں -"

نندو بھائی نے کہا "جو بڑھتا سوچتا - خواہ عقل اور ترقی کے سلسلہ میں محیط کل نظر آتا تھا - اُسے پرہمہ کہہ رہے تھے - اب آپ نے اُس کے لئے دوسرا لفظ 'پرے' کا استعمال کیا - اسے کیا کہوگے ؟"

دیال ہنسا - "اسے میں رشیوں کا ہمزبان اور ہمخیال ہو کر پرے پرہمہ یعنی پرے کا پرہمہ کہونگا -"

نندو بھائی بولے "ایک سے اُس کے اب دو نام ہو گئے - 'پرہمہ' اور 'پرے کا پرہمہ' کیا دو ناموں کی وجہ سے اُس میں محدودیت کا خیال نہیں پیدا ہوا ؟ جیسے مختلف شکلوں کی موجودگی ایک دوسرے کو محدود کر دیتی ہے - ویسے ہی مختلف ناموں کی موجودگی سے خود بخود محدودیت کا خیال انسان کے دل میں گزرتا ہے - یہ فطرتی ہے - اس پر آپ کیا کہیں گے ؟ ابھی تک آپ شخصی خُدا کی مذمت کر رہے تھے - اور غیر شخصی خدا کی طرف ہم سب کی توجہ کو میلان کی رغبت دلا رہے تھے - اب آپ

خود ہی اُسی نقص کے شکنجے میں کھچ گئے۔ صاف اور واضح لفظوں میں آپ نے دو برہم ٹھہرائے۔ ایک ورے کا برہم دُوسرا پرے کا برہم! یہ سچ ہے کہ اب تک آپ نے ورے کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ صرف 'پرے' ہی کی اصطلاح پر زور دیتے رہے۔ لیکن سُننے والے سُن کر سمجھ گئے۔ کہ ورے کے برہم کی مُراد بھی آپ کے دِل کے اندر موجود تھی۔ اور جب یہ حالت ہو۔ تو پھر وحدت اور وحدانیت۔ احدیت اور واحدیت کا خیال کوسوں دُور بھاگیگا یا نہیں؟

دو ہوئے جب دو ہیں باہم جنگ اور پیکار ہیں ۔ آ کے رحمان اور شیطان صورت اظہار ہیں
غیریت جب آ گئی وحدت کا ہو کیسے خیال ۔ ایک سے دو بن گئے۔ یہ موجب آزار ہیں
شخصی تھا جب تک خدا تھے شخصیت کے کاروبار ۔ غیر شخصی نام و صورت وہم اور پندار ہیں
بات سے باتیں نکلتی آئیں گی اس ڈھنگ سے ۔ مختلف انداز پر اقرار اور انکار ہیں

مخمصہ میں پڑ گئے۔ دل میں بڑھتے ہیں وسوسات
ان کی گُتھی کیسے سُلجھے۔ سخت ہم ناچار ہیں

دیال ہنسا۔ "سچ ہے۔ تم جھوٹ نہیں کہتے۔ جب سے یہ دُنیا ظہور پذیر ہوئی۔ انسانی عقل پیچتاب میں پڑی ہوئی ہے۔ پر برہم اور پر برہم کے سوال برابر زیر بحث آتے رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے دُنیا میں مختلف نام اور صورتوں میں ایشور کی صورت بندی اور نام بندی کا اہتمام ہوا۔ کوئی اُسے ایشور کہتا ہے۔ کوئی رحمان! کوئی رام بولتا ہے۔ کوئی نرگُن۔ کوئی سگُن کہتا ہے۔ کوئی نرگُن! کوئی مجمع الصفات کہتا ہے۔ کوئی مُستغنی الصفات! یہاں تم کو صرف اس قدر سوچنے کی ضرورت ہے۔ کہ کیا وحدت

کہ خیال نے کبھی انسان کے دل کے لئے سکون اور قرار کی صورت پیدا کی ؟
شہودی نظاروں کو دیکھ کر انسان مطمئن نہیں ہوا۔ اُس کی نگاہ محدودیت
کو دیکھ کر خود بخود لامحدودیت کی جانب چلی جاتی ہے۔ وہ خیال کو صاف لفظوں
میں چاہے ظاہر نہ کرے۔ لیکن محدودیت عذاب جان ہو جاتی ہے۔ اور
وہ لامحدود سے ہر چہار جانب گھرا ہوا اُس کے جاننے۔ سمجھنے اور پتہ پالنے
کا ہر وقت خواہشمند رہتا ہے۔ محدود کی خوشیاں۔ محدود کی ہستیاں۔ محدود
کے علم اور گیان سے وہ اُکتا جاتا ہے۔ اور چاہے جانے یا نہ جانے۔ چاہے
سمجھے یا نہ سمجھے! اُس کی عقلی۔ دلی اور خیالی رفتار کا رُخ ہمیشہ غیر محدود کی جانب
رہتا ہے۔ یہ بھی انسان کا فطرتی جذبہ ہے۔ جو اُسے محدود کی طرف سے بے
پرواہ بناتا ہوا لامحدود کی طرف لیجاتا ہے۔ جب تک عقلی تلاش و خراش
اور دلی تمیز اور شناخت کی کشمکش رہتی ہے۔ اس وقت تک وہ طبعاً
چل برہمہ اور اچل برہمہ۔ شبل برہمہ اور اشبل برہمہ۔ برہمہ اور پر برہمہ
وغیرہ خیالات میں پڑا رہتا ہے۔ اور جب جدو جہد کر کے وہ حقیقت تک
رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ پھر یہ خیال خود بخود جاتے رہتے ہیں۔ اور وہ مطمئن
ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام وحدت ہے۔ اور اسی کو ادویت کہتے ہیں۔ وحدت
کا خیال اثنیت سے اور ادویت کا خیال دویت سے ہوتا ہے۔ یہ عقلی
مدارج کے مرحلے ہیں۔ نمود اور شہود ہی وجود اور واجب الوجود کی طرف
لے چلنے کا راستہ ہے۔ راستہ کے طے ہو جانے پر پھر ان میں سے
کوئی بھی دلی اضطراب کے باعث نہیں ہوتے۔ یہ منزل مقصود ہے۔
یہ اصلیت ہے ہے

دوئی میں تھے وصل و جدائی کے خیال ۔ ہجر بھولا۔ جب ہوا حاصل وصال
وصل میں وصل اور ہجر اب ہیں کہاں ۔ ہے یہی وحدت کی صورت بیگماں
اس پرے کا خیال اور انسان کے دل میں لمحہ لمحہ محدودیت کو
چھوڑ کر لامحدودیت کا میلان ایشور کی ہستی کا مزید تر ثبوت ہے۔ اس سے
بہتر اور ثبوت کیا ہو سکیگا! یہ ثبوت ہر انسان کے دل میں ہے۔ اس
کی کسی کتاب کے نوشتہ میں ڈھونڈھنے یا کسی مقدم یا موخر دانشمند
کی رائے سے منسوب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کسی سند یا حوالہ۔
کسی دلیل یا یکتی کا محتاج نہیں ہے۔ سوچو۔ اور یہ تمہاری سمجھ میں آ
جائیگا ٭

پانچویں کلا

ایشور کی ہستی پر مزید تریں وچار

جو عیاں حق جو کے ہے اقرار میں ۔ دہریہ کے ہے نہاں انکار میں
کیا کوئی تردید اس کی کر سکے ۔ جو ہو شامل وہم میں پندار میں
حق میں ہے ناحق میں ہے ہر شے میں ہے ۔ عقل کے ہر خود وہ کاروبار میں
ہے وہی محدود۔ لامحدود وہ ۔ دنیا داروں میں ہے اور دیندار میں
اس سے خالی ایک متنفس نہیں
دل میں ہے دلبر میں اور دلدار میں

نندو بھائی بولے۔ "آپ کی تعلیم اور تلقین کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ
جو کچھ ہے۔ نظر آرہا ہے۔ نظر میں نہیں آتا۔ اور نظر، ناظر اور منظور تمام

نظاروں کو ساتھ رکھتے ہوئے جس کے سہارے ہیں وہ برہمہ ہے۔ جو بسیط اور غیر محیط صورت میں آنکھ کے سامنے ہے۔ وہ برہمہ خواہ ستھیل برہمہ ہے۔ اور جو نظر نہیں آتا۔ خواہ جس کے خیالی جذبہ اور تصور میں پڑکر ہم کو ہمیشہ پرے کا گمان ہوا کرتا ہے۔ وہ پر برہمہ ہے۔ یہاں تک تو میں سمجھ گیا۔ لیکن اس تعلیم میں اور مادہ پرستی کی تعلیم میں فرق کیا ہوا؟ مادہ پرست بھی تو اس مادہ کو محدود اور لامحدود مانتے ہیں۔ وہ بھی تو اسی سے سب کو پیدا شدہ قرار دے کر اسی میں جذب ہو جانے کا اشارہ کرتے رہتے ہیں۔ کیا ویدانت مادہ پرست ہے؟ کیا مادہ ہی اس کی بھی منتہائے نظر ہے؟ اگر یہ خیال ہے۔ تو پھر تمام عقلی نقلی ثبوت اور دلائل بے سود ہیں۔ ویدانتی بھی مادہ پرست ٹھہرے"

دیال ہنسا۔ "یہ خیال نیا نہیں ہے۔ پہلے زمانہ میں بھی اس خیال کے آدمی بہت گزرے ہیں لیکن تم خود خیال کر سکتے ہو۔ ویدانت۔ وید کے انت کو کہتے ہیں۔ وید کی تعلیم مادہ پرستی کی نہیں ہے۔ وید ایشور وادی ہیں۔ اور اس نظر سے ویدانتی بھی ایشور پرست ہیں۔ مادہ پرست نہیں ہیں۔ ہاں ایشور کی مراد میں کچھ فرق ضرور ہے۔ جس کی صراحت میرے اور تمہارے مکالمہ میں آہستہ آہستہ ہوتی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اس سوال کا اسوقت صرف یہی جواب ہے۔"

نند بھائی بولے: "لیکن یہ جواب کافی اور اطمینان بخش نہیں ہے دعوے بے دلیل ماننے اور تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہے۔ ہم اس ست سنگ میں کسی شے پر خواہ وہ اصلی ہو یا فرضی۔ ایمان لانے نہیں آئے ہیں۔ اور نہ بغیر سمجھے ہوئے عقیدہ جمانے کے لئے آپ کی خدمت میں

حاضر ہوئے ہیں۔ جب سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ بال کی کھال نکال کر اس کی اصلیت کی صورت نہ دیکھ لیں۔ کیونکہ جب تک کسی چیز کا ساکشات کار یا عین الیقین نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اطمینان اور سکون کی حالت کا حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ ویدکس طرح ایشور کو مانتے اور منواتے ہیں اُسے بھی ہم سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور ویدانت کس طریقہ پر مادہ پرستی کے الزام سے اپنے آپ کو بری کرتا ہے۔ اُسے بھی ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے!"

دیال مسکرایا۔ ویدانت پر آج تک کسی نے مادّہ پرستی کا الزام نہیں لگایا اور نہ ویدانتیوں نے کبھی اس الزام سے اپنے آپ کو بری کیا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ آج تم بے شک ایسا کہہ رہے ہو۔ اور اس لئے مجھے خواہ مخواہ تم کو سمجھانا پڑیگا۔ بہت اچھا۔ سنو:-

برہمہ لفظ کے اندر دو خیال ہیں۔ ایک 'ورہد' یا 'ورہت' (بڑا) اور دوسرا منن (سوچنا) 'ورہد' یا 'ورہت' بڑے کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کے دوسرے معنی (۱) ضخیم (۲) زیادہ (۳) لبادہ (۴) غلاف (۵) چشمہ (۶) خزانہ (۷) پانی کا ذخیرہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اور منن کے معنے ہیں (۱) جاننا (۲) سمجھنا (۳) سوچنا (۴) غور کرنا وغیرہ وغیرہ۔ برہمہ لفظ کے ان دو معنی کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

بڑا اور ضخیم کیا ہے؟ یہ مادّہ یا پرکرتی ہے۔ جو ست کہی جا سکتی ہے ست کے معنے اس موقعہ پر ہونے کے ہیں۔ اس کا سنسکرت مادہ "اس" ہے۔ جو ہو اور ہستی رکھتا ہو۔ وُہی حقیقی اور لغوی معنے میں ست ہے

پرکرتی یا مادہ کی ہستی سے تو تم کو انکار ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اُسے دیکھتے چھُوتے سوچتے سمجھتے اور چاکھتے ہو۔ اس نظریے میں بطور خود پرکرتی یا مادہ کو ست کہتا ہُوں۔ اب رہ گیا۔ دوسرا لفظ م جو برہمہ میں 'درہا' یا 'ورہت' کے ساتھ لگا ہُوا ہے۔ اُس کا مادہ ما ہے۔ اس کے لغوی معنے صرف ماپنے یا پوچھنے کے ہیں۔ یہ من کا خاصہ ہے۔ اور اس لئے یہ من 'برہمہ' کا دُوسرا پہلو ہے۔ جسے تم چیت کہہ سکتے ہو۔ چیت کے معنے ہیں۔ گیان۔ سمجھ بُوجھ عقل۔ یادداشت۔ ذہن۔ غور۔ ماپ وغیرہ۔ دو ہو گئے۔ اب تم کو برہمہ میں اُس کے نام پر غور کرنے سے دو پہلو ملتے ہیں۔ ایک ست اور دوسرا چیت۔ ایک جڑ بھاگ اور دُوسرا چیتن بھاگ۔ ایک مایا بھاگ دُوسرا مَن بھاگ وغیرہ وغیرہ۔

ورہ اور م ان دونوں ہی کے اندر جڑ اور چیتن کا خیال موجود۔ عام طور پر لوگ پرکرتی کو جڑ کہتے ہیں۔ اور پرکرتی کے سوا جو ہے۔ وہ چیتن کہلاتا ہے۔

تم نے ویدانت کو بغیر سمجھے بُوجھے ہُوئے مادہ پرست کہہ دیا۔ اس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ویدانت ایک ایسا وسیع المراد لفظ ہے جس کے اندر ہر قسم کے خیالات کی کھپت تو ہو سکتی ہے۔ لیکن اصل میں اگر ویدانت کی اصلی اور حقیقی مراد کو سمجھنا چاہتے ہو۔ تو پھر کسی برہمہ نشٹ کی کچھ دنوں صحبت اختیار کرو۔ تب آہستہ آہستہ ویدانت کو سمجھ سکو گے۔ یہ تو تم نے نہایت آسان طور پر کہہ دیا۔ کہ ویدانت مادہ پرست ہے۔ لیکن اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا۔ کہ ویدانت چیتن پرست بھی ہے۔ دونوں مراد کو اگر

ساتھ ساتھ لیتے تب بھی کوئی بات تھی ۔ حالانکہ ویدانت کا آدرش جڑ اور چیتن
دونوں سے پرے اور اُونچا ہے جس پر آہستہ آہستہ تقریر ہوتی چلیگی
اور نسبتی طبقات پر اُوپر چڑھنے سے اُس کی صاف صاف سمجھ آتی چلیگی ۔"

نند بھائی بولے ۔ "میرے اعتراض کا کچھ نتیجہ تو ہوا ۔ ست چت
اور جڑ چیتن کی کم از کم یہ نئی نرالی اور انوکھی سمجھ تو آئی ۔ جسے آج میں نے آپ
کی زبان سے سُنا ۔ اور جن کو آپ نے شبل برہمہ خواہ صفاتی ایشور کے دو
پہلو قرار دیئے ۔ اب یہ فرمایئے ۔ کہ مادہ پرستوں اور ویدانتیوں کے درمیان
کیا اختلافات ہیں ۔ یہ بیان بھی اپنی طرز نوعیت کی نظر سے کم دلچسپ نہیں
ہوگا ۔"

دیال نے کہا ۔ "صرف مادہ کے مادّی پہلو کے زیر نظر رکھنے سے مادہ
پرست کی نظر مادہ ہی تک محدود رہ گئی ۔ اور اس لئے مادہ ہی کو محیط کل اور
لامحدود سمجھ لیا ۔ مادہ پرست کا مادہ ویسا ہی محیط کل اور لامحدود ہے جیسے
ویدانتیوں کا برہمہ ۔ خیال کے اس پہلو میں دونوں ہی یکساں ہیں ۔ یہاں تک
برہمہ [illegible] دو [illegible] کر کے اُن کے معنے بھی غرض [illegible] آیا ۔ کہ
غلطی میں نہ پڑو ۔ جڑ اور چیتن دونوں پہلو کو زیر نگاہ رکھو ۔ جڑ میں مفعولیت
ہے چیتن میں فاعلیت ہے ۔ ایک خارجی کیفیت ہے ۔ دوسری باطنی
کیفیت ہے ۔"

مادہ پرست نے صرف مفعولی اور خارجی نظر بنائی ۔ خارجی عالم کے مشاہدات
[illegible] انات ۔ اور تجربات کی تحقیقات کی جانب رجوع رہ کر اسی کے عملی نتیجہ سے
تابع ہو کر فیصلہ کیا ۔ کہ جو کچھ ہے ۔ مادہ ہی ہے ۔ مادہ کے سوا یہاں اور کوئی

چیز نہیں ہے +
خاک کے پُتلے ہیں سب اور خاک پر شیدا ہوئے　خاک سے پیدا ہوئے جو خاک میں مل جائیں گے
لیکن جڑ بھاگ خواہ پرکرتی بھاگ صرف ایک ہی پہلو ہے - اس لیے مادّہ پرست کا فیصلہ یکطرفہ ہے - اسی طرح ایسے لوگ بھی ہیں - جو چیتن بھاگ خواہ من بھاگ کو زیرِ نظر رکھتے ہوئے - مادّہ کی اصلیت کے قائل نہیں ہوتے اور سب کو چیتن ہی چیتن قرار دیتے ہیں - اُن کی نگاہ میں ذرّہ ذرّہ چیتنتا سے بھرا ہوا ہے - اور جیسے مادّہ پرست کی محدود جسمانیت کے پس و پیش اوپر نیچے چاروں طرف لامحدود مادّہ کا عالم پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے ویسے ہی چیتن پرست کی محدود دلی کیفیت کے پس و پیش - اوپر نیچے چاروں طرف لامحدود چیتن کا سمندر زور شور کے ساتھ لہراتا ہوا محسوس ہوتا ہے - ان دونوں میں سے ایک کی نظر فاعلی ہے - اور دوسری کی مفعولی - دوسرے الفاظ میں ایک خارجی ہے - دوسرا باطنی +
جسمانی محدودیت تو ہمارا اور تمہارا جسم ہے - اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے +
دلی محدود کیفیت ہمارا محدود دل یا من ہے - جو خیالات - بذاتِ محسوسات کا علم رکھنے والا - ذی حس اور ذی تمیز ہے - یہ چیتن ہے - اور ذاہم "میں" اور "میرا" کی مراد کے اندر وہ محدود معلوم ہوتا ہے - میرا اتم میرا انگ - میرا علم یہ دل خواہ چیتن بھاگ کی فاعلی کیفیت ہے لیکن جیسے کہ ذرا مادی کیفیت پر نگاہ ڈالنے سے نگاہ بیرونی جا پہنچتی ہے - اور محدودیت کے احاطہ کے اندر نہیں قید ہونا چاہتی - بالکل اسی طرح یہ ہمارا لامحدود آتم

رچیتن بھاگ) یا محدود من کا بھی حال ہے۔ یہ کسی قسم کی خیالی حدبست کے اندر مقید ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ اس کی حد بندی ہی ہو سکتی ہے ٭

دِل ہے اور دِل مخزن اسرار ہے | دِل ہے دِل میں دلبر اور دلدار ہے
پا بنا ہے دِل تصوّر باندھ کر | قید کر لے وہ خُدا کو سر بسر
خود خدا آ جائے اور اُس میں بسے | دِل خُدا کا گھر ہو وہ اس میں رہے
دیکھو اس کی جرأت اور ہمت ذرا | غور کر کے سمجھو دِل آخر ہے کیا
دِل ہے دریا جس کی پائی کس نے تھاہ | دِل میں آ بیٹھو تو سوجھے دِل کی راہ

جیسا جڑ ویسا چیتن۔ سوچو۔ کیا تم یہ جسم ہو؟ اپنے آپ کو ذرا اس جسم سے محدود تو کرو۔ بلیشمار دلی وارث ابھی اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ ذرّہ ذرّہ اور اَنُو اَنُو سے اس کا تعلق پیدا ہونے لگیگا۔ اور یہی تمہارا جسم فلک الافلاک اور زمین کے نیچے سے نیچے تک کے حصّوں کے ساتھ اپنا سلسلہ ملانے لگیگا۔ اور تم سوچ کر حیران ہو جاؤ گے۔ کہ یہ ڈھائی گز کا جسم لامحدودیت کی جانب کیسے لپنے لپنے ڈگ بھر نے لگ جاتا ہے ٭

جسم کیا ہے؟ جسم ہے سِرّ عظیم | جسم رکھ کر سمجھے راز اس کا فہیم
عرش و کرسی تک کے ذرّات خفی | جسم میں میرے ہیں رل کر مختفی
ابر و باد و آب و آتش رعد و برق | جسم کے دریا میں سب آکر ہیں غرق
قوتیں قدرت کی اس میں برملا | کیمیا و ریمیا و سیمیا
جسم میں ملکوت ہے لاہوت ہے | جسم ہوت الہوت ہے ناہوت ہے

یہ جسم اور دِل دونوں کا حال ہے جسمانی صورتیں قدرت کے مادّی سمندر میں کثیف۔ لطیف۔ بے شمار طرح کی صورتیں اختیار کئے ہوئے

لہروں کی صورتوں میں لہراتی رہتی ہیں۔

۔ اور یہ تمام سمندر انہیں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح دلی تخیلات۔ اور دلی خدمات۔ قدرت کے چیتن سمندر میں کثیف لطیف۔ بیشمار طرح کی صورتیں اختیار کئے ہوئے لہروں کی شکلوں میں لہراتے رہتے ہیں۔ یہاں تک تو ودوانوں کی نگاہ دونوں پہلو پر یکسانیت کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ دونو کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ پھر یہ سمجھ خود بخود چیتن کی جانب دور سے رجوع ہوتی ہے اور وہ نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ کہ جسے دنیا مادہ کہہ رہی ہے۔ وہ اصل میں کیا ہے؟ وہ صرف چیتن ہی کی کثیف صورت ہے۔ جیسے خیال کی دھار علمی صورت یا تقریری کیفیت ل کر کے زبان پر آتی اور ہاتھ پاؤں میں اتر کر عملی صورت اختیار کرتی ہے۔ خواہ مکان کا خیال مادی مکان کی شکل میں آجاتا ہے۔ ویسے ہی یہ سب کے سب خیال ہی کی نیابت کا دم بھرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ میرے دل کے اندر خیال نے جوش مارا۔ اور خیالی ارتقا کے اصول کے موافق نیچے اتر کر حرفوں لفظوں اور سطروں کی شکلوں میں تحریر میں آیا۔ یہ تحریر آخر کیا ہے ہ خیال ہی تو ہے! خیال کے سوا یہ اور ہو کیا سکتی ہے؟ اور جو اسے پڑھیگا۔ خیال ہی تو اس کے اندر جائیگا۔ اسی طرح جسے مادہ پرست مادہ کہتا ہے۔ وہ دراصل چیتن کی مفعولی اور جڑ صورت ہے۔ اس مادہ۔ اور مادی عالم کے پس پشت۔ یا پیش نظر یا پرے کیا ہے؟ لامحدود چیتن! لامحدود چیتن!! لامحدود چیتن!!! دیس کال اور وستو (ظرف۔ زمان مکان) کیا کبھی خیال کے باہر رہ سکتے ہیں؟ یہ سب کے سب اسی کے اندر ہیں۔ ان میں سے ایک کی بھی اپنی ہستی نہیں ہے۔ یہ اسی چیتن کی ہستی سے ہست ہیں۔ اور اسی وجہ

سے ویدانتی ان کو کلپت کہتا ہے۔ کلپت کہتے ہیں خیالی کو۔ کلپت یا خیالی کی مُراد لوگ اور سمجھتے ہیں۔ جو خیال میں ہے وہ خیالی! اور جو کلپنا میں ہے وہ کلپت! اس شہودی اور نمودی دنیا میں سب کلپنا کے نظارے ہیں۔ جن کی اپنی ہستی کوئی نہیں ہے۔ اور اسی طرح اُس کے تمام رشتے اور تعلقات ہیں۔ یہ سب کال کی دُنیا کے کرشمے ہیں۔ گورو کی گوروائی۔ چیلے کی سیوکائی۔ ماں باپ کا پیار۔ دوستوں کی دوستی یہ سب کے سب کال کی لیلائیں ہیں۔ اور کلپت ہیں۔ خیالی ہیں اور خیال ہی میں اُن کی ہستی ہے۔ ویدانتی ان سب مادی یا کالی۔ دیش سمبندھی (مکانی) اور وستو سمبندھی (ظرفی) مادی تعلقات کی بنیاد کا پتہ اسی چیتن کے سمندر میں لگاتا ہے۔ اور ہر طرح کی محدود مادی صورتوں کو اسی سے منسوب کرتا ہے۔ اس چیتن بھنڈار کا نام برہم ہے۔ یہ ایشور کا صفاتی نام ہے۔ جس کی صفت کے دو پہلو ورید اور متن خواہ جڑ۔ اور چیتن ہیں۔ اس لئے تم کو اپنی سمجھ کے موافق دکھا دیئے۔ نسبتی نگاہ میں جڑ اور چیتن دونوں یکساں طور پر محیط کُل اور لامحدود نظر آتے ہیں۔ اور اُس کے پرے نسبتی تعلقات کے اوجھل ہونے سے ان کی ہستی گم ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام ایشور ہے۔ ایشور بھی صفاتی نام ہے۔ جس میں ایشور یہ طاقت) ہو۔ وہ ایشور ہے۔ لیکن یہ خیال رکھو۔ بغیر صفت کی مدد کے کسی کو لاکھ جنم تک ذات اور حقیقت، کا پتہ نہیں ملتا۔ جہاں تک سوچتے جاؤ گے۔ صفت ہی سے کام رہیگا۔ یہاں تک کہ ذاتیت۔ ذات کی صفت اور حقیقت جن کی صفت ہو گی۔ الکھ۔ اگم۔ انامی کچھ کہہ لو۔ سب صفت ہی صفت ہیں۔ اس نظر سے میں جان بوجھ کر "غلط العام فصیح" کا قائل ہو کر اسی مشہور اور ہر دلعزیز نام

ایشور کا استعمال کرتا ہوں - ویدانتی اس ایشور کو برہمہ کہتا ہے - اور تمام مادّی اور عقلی مناظر اُسی کے سہارے ہیں - اس سہارے کے خیال سے اُسے پرمیشر - آدھار - ادھشٹھان یا اور جو کچھ ہو نام گڑھ لو - اگر خیال صحیح ہے - تو اُس سے اصلیت کے سمجھنے میں مدد ملیگی - اسی برہمہ یا پربرہمہ میں ہم سب رہتے - کھیل کرتے - سوچتے سمجھتے - اور سب کچھ کرتے ہیں اور اُسی میں جذب ہو جاتے ہیں ؛

یہ ایشور کی ہستی کا مزید تریں وچار ہے -"

چھٹی کلا

ایشور کی ہستی پر ویدانت کی نظر سے معمولی وچار

کیا ہی تو اور کیا نہیں ہر کس کو آئی یہ سمجھ   میں نے سمجھا چپ ہوا اور مجھ کو بھائی یہ سمجھ
کیا ہے وہ جس میں نہیں تو تجھ سی خالی کون ہے   اے محیط جزو کُل! اب میں نے پائی یہ سمجھ
رنگ و بیرنگی ہو نیرنگی میں ہے تیری ادا   رنگ سی تیرے ہوں رنگیں رنگ لائی یہ سمجھ
جز ہے تو چیتن ہو تو نسبت میں تو ہی نسبتی   ایک میں یکتائی - کثرت میں دوائی یہ سمجھ

یہ سمجھ کی ہے گھٹا - اب حقیقت سے بھری
عارفوں کے آسمان دل میں چھائی یہ سمجھ

"نند و بھائی بولے -" آپ نے آج بہت سی باتیں ہم کو سمجھائیں - جن سے کئی طرح کے بھرم جاتے رہے - ورنہ ہم غلطی اور غلط فہمی میں پڑ کر ناحق توہمات کے شکار ہو رہے تھے - کیا ویدانتی بالکل اسی طرح ایشور کو مانتے ہیں ؟"

دیال بھاشا۔ "اور میں تم کو اس وقت ویدانت کے سوا سمجھا کیا تا ہوں؟ تم لئے آپ اس موقعہ کے ست سنگ کو ویدانت کے وچار کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ویدانت ہی اس وقت ہمارے غور و فکر کا مرکز ہے میری عادت ہے۔ جب میں کسی بات کو سمجھاتا ہوں۔ تو پھر اس خاص مضمون کے دائرہ سے باہر نہیں جاتا ہوں۔ ورنہ پھیر سمجھنے میں اور سمجھانے میں بڑی دقتوں کے ستدراہ ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ اور جو کام سہولیت سے ہوتا۔ وہ مشکل اور دقیق ہو جاتا ہے۔ یہاں کسی سمپردایا پنتھ کے پکش (حمایت) کا خیال نہیں ہے۔ جو بات ہے۔ صاف صاف ہے۔ جو باتیں ہیں آسان اور عام فہم ہیں۔ نہ میرے یہاں اصطلاحات کی بھرمار ہے۔ نہ پیچیدہ دلیل اور حجت کا اہتمام ہے۔ میں نے ویدانت کو جیسا سمجھا ہے۔ ویسا ہی سمجھا رہا ہوں۔ میں جو کہتا ہوں وہ ویدانت ہی کے نقطۂ نگاہ سے ہے۔

تمہارے اس سوال کا مطلب شاید یہ ہوگا۔ کہ تم نے وقتاً فوقتاً کتابوں کے حوالے اور سند پیش کرنا چاہئے تھا۔ یہ مجھ سے نہیں ہوتا۔ نہ میں اس کی کوشش کرتا ہوں۔ نہ اس کی مجھے خواہش ہی ہوتی یا رہتی ہے۔ ویدانت اگر میری زندگی کا عنصر بن گیا ہے۔ اور میں عملاً مجسم ویدانت ہو گیا ہوں۔ تو کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ میں اپنے ہی خیالات سے تمہارے سمجھانے میں مدد لوں۔ میں کوئی کتاب پڑھانے تو نہیں بیٹھا ہوں۔ کہ موقعہ موقعہ پر ورق گردانی کرتا رہوں۔ جو سمجھتا ہو۔ میری ہی زبان سے سمجھو۔ اور بس!

نند و بھائی بولے: "ویدوں نے ایشور کو اپرمپار بتایا ہے۔ رشی ہمیشہ سے کہتے آئے۔ کہ اس تک دل زبان اور عقل کی رسائی نہیں ہے۔ اور

جب یہ کیفیت ہو۔ تو پھر اُس کی بابت زبان سے کیسے کھول سکتا ہے؟"
دیال مسکرایا۔ "کہاں کیا؟ اور کہاں کیا؟ کیا فضول اور غیر متعلق سوال تم نے اس وقت بلا ضرورت اپنی زبان سے نکالا ہے! بھائی! کہنے کو تو سب کچھ کہتا ہوں۔ میں نے بھی یہی بات کہی ہے۔ کہ "ایشور" محدود انسانی عقل سے پرے ہے۔ پرے کا لفظ محض اس غرض سے جان بوجھ کر استعمال کیا تھا۔ خیر! یہ سوال یونہی بغیر سمجھے بوجھے اور بغیر سوچے تمہاری زبان سے نکل گیا۔ جب آدمی کو کچھ نہیں سوجھتا۔ یونہی جو زبان پر آیا۔ اناپ شناپ بک دیتا ہے۔ لیکن میں بے تُکی بات سے کبھی کبھی فائدہ اٹھاتا رہتا ہوں۔

اب میں تم سے خود سوال کرتا ہوں۔ جب کسی کی زبان یاری نہیں دیتی تو کیوں بقول تمہارے کوئی خواہ مخواہ ایشور کے بارہ میں بک بک کرتا رہتا ہے جب دل کی اُس تک رسائی نہیں۔ تو کیوں سب کے سب اُسے سوچتے رہتے ہیں۔ اور جب عقل کے دائرہ امکان میں اُس کا سمانا غیر ممکن ہے تو کیوں فضول ساری دُنیا اُس کی فکر میں مبتلا رہتی ہے۔ اور پھر آخر میں وُہی سوال تم سے بھی ہے۔ جب تم جانتے ہو۔ کہ وہ ایشور ایسا ہے۔ تو کیوں ان تمام رادھا سوامی مت کے ست سنگیوں کو ساتھ لئے ہوئے ایشور کی بابت مجھ سے پوچھنے آئے۔ جان بوجھ کر انجان بننا کون سی عقلمندی کی بات تھی؟ تم جواب دے لو۔ تو میں اس گتھی کو بھی سُلجھاؤں۔"

نند و بھائی نے زور کے ساتھ نعرہ مارا۔ جسے سن کر تمام اُن کے ست سنگی حیران اور پریشان ہو گئے۔ اور وہ بیخودی اور وجد کی حالت میں یہ کہہ اُٹھے :-

کون ہے کیا ہے خدا تو۔ کس سے پوچھوں راز کو
کس نے دنیا میں بجایا آکے حق کے ساز کو
کہتے والے کہہ گئے کہنے میں تو آتا نہیں۔
ڈھونڈ کر سب تھک گئے کوئی تجھے پاتا نہیں
عقل کے امکان میں تیرا نہیں ہرگز نشاں
مانتا ہے دل کہ تو ہے دور از وہم و گماں
جانتے ہیں پوچھتے ہیں اپنی کم عقلی کو سب
پھر بھی ہے تیری ہوس رہتے ہیں یہ رنج و تعب
رات دن سب کی زباں پر تیری ہی ہے گفتگو
کرتے ہیں صاحبدل اور بے دل تیری ہی جستجو
کون ہے سودا نہیں سر میں ترا رکھتا ہے جو
کون ہے وہ وہم میں تیرے نہیں پھنستا ہے جو
دَیر میں چرچا ترا ہے۔ اور حرم میں تذکرہ
جان کر سب عشق میں تیرے ہوئے ہیں مبتلا
سب کو ہے حیرت نہیں حیرت کی کوئی انتہا
کس نے پایا۔ کیا کہوں میں ڈھونڈ کر تیرا پتا؟
کہتے والے کہتے ہیں اور سننے والے سنتے ہیں
کہہ کے سن کے سر کو اپنے ہاتھ سے وہ دھنتے ہیں

"نندو بھائی" زوردار لہجہ میں یہ راگ گا کر "صم بکم" ہو گئے۔ تن اور بدن میں پسینہ آگیا۔

دیال نے یہ کیفیت دیکھی۔ قہقہہ مار کر ہنسا۔ "واہ جی واہ! بس! تلاش اور تحقیقات ہو چکی! صبر کرو۔ اور اب غور سے میری تقریر سنو۔ یہی ایشور کے ایشور ہونے کا رہستیہ ہے یہی خدا کی خدائی کا راز ہے۔ وہ ایشور ہی کیا ہوا۔ جو محدود انسان کی عقل میں آ گیا۔ اگر کسی نے اُسے سمجھ لیا۔ تو پھر اُس کے ایشور ہونے کا جادو کہاں رہا! جانا ہوا ایشور کھلونا ہو جائیگا۔ کیا وہ بچوں کا جھنجھنا ہے جسے وہ نچایا اور کھٹکھٹایا کریں یا تم کو حیرت ہو۔ مجھے حیرت نہیں ہے یا تم ایسا کہتے ہو۔ میں ایسا نہیں کہتا"۔

معمولی زبان میں ویدانت کہتا ہے۔" جس سے چراچر جگت (متحرک اور غیر متحرک عالم) ظہور میں آئے۔ جس میں وہ رہتے بستے۔ اور سمندر کی لہروں کی طرح لہراتے اور اوپر نیچے آتے جاتے ہوئے آخر میں جس میں جا کر سما جاتے ہیں۔ اُسی کو تو برہمہ سمجھ۔ یہی لامحدود۔ محیط کُل وجود۔ واجب الوجود ایشور ہے"۔

"جس طرح تصویریں کپڑے پر منقش ہو کر کپڑے کے سہارے اُسی میں رہ کر اور اُسی کی ہو کر رہتی ہیں۔ اُسی طرح یہ تمام جیو۔ اجیو (متنفس اور غیر متنفس) کا وہ سہارا ہے۔ یہی برہمہ ہے۔"

"وہ ایک ہے۔ اور اُس ایک میں انیک (کثرت اور تعدد) کے نظارے نظر آیا کرتے ہیں۔ یہہ برہمہ ہے۔"

"نہ وہ مرد ہے نہ عورت۔ نہ انسان ہے نہ حیوان۔ نہ جمادات ہے۔ نہ معدنیات اور یہ اُس سے جُدا نہیں کئے جا سکتے۔ اُسی کو تم برہمہ سمجھو"۔

"جو رنگ میں ہے۔ اور رنگ میں نہیں ہے۔ جو رنگ اور بیرنگی کا مرکز اور مدار علیہ ہے۔ وہی تمام دُنیا کا برہمہ ہے۔"

" جو نہاں (چھپا) ہے - جو عیاں (پرگٹ) ہے - جو گپت اور پرگٹ ہوتا ہوا گپت اور پرگٹ نہیں ہے - اور گپت اور پرگٹ جس سے علیحدہ ہو کر نہیں رہ سکتے - اے نادان نندو! وہی تو تیرا مقصد تمنا برہم ہے!"

" جو گیان میں ہے - جو دھیان میں ہے - جو گیان دھیان دوانو کے پرے ہے - جو گیان دھیان کی قرار اور اصل حقیقت ہے - اے نادان بھائی! وہی تیرا برہم ہے - "

" جو ٹکڑوں ٹکڑوں - جز جز میں سمایا ہوا ہے - جسے نہ کوئی ٹکڑے کر سکا اور نہ کبھی ٹکڑا ہو سکتا ہے - وہ جزیات میں محیط کل "کل" کی شکل میں رہتا ہوا اے پیارے! برہم ہے - "

"جو جانا گیا - جو نہیں جانا گیا - جو جان انجان دونوں ہی کی جان ہے - جس سے تو اپنی باپکاری اور انجانکاری کا اقرار اور انکار کرتا رہتا ہے سے میرے عزیز! وہی تو برہم ہے - اس کے سوا اور برہم کیا ہوگا - "

" کیا ان جوابوں سے تمہاری کچھ تسلی ہوئی ؟ "

نندو بھائی بولے " نہیں! شاعرانہ طرز گفتگو کا قایل نہیں رہا حقیقت کو حقیقت کی نظر سے دیکھنے کی تمنا ہے - اسے دکھائیے - "

دیال مسکرایا :- " آنکھ سب کو دیکھتی ہے - اپنے کو نہیں دیکھتی - کان سب کو سنتا ہے - اپنے کو نہیں سنتا - زبان سب کو چکھتی ہے - اپنے کو نہیں چکھتی - جو اپنے سے بہت قریب ہو - وہ آنکھ کے سرمہ کی طرح آنکھ کو نظر نہیں آتا - جو دل سے بہت دور ہے - پاس رہتے ہوئے دل میں نہیں گذرتا - جس سے سب کچھ جانا جاتا ہے - اسے کوئی کیسے جانے - "

جس سے سب سُنا جاتا ہے۔ اُسے کوئی کیسے سُنے۔ ان جُملوں کے اندر جو راز ہے۔ وہ پرہمہ ہے۔ ان سب سے کچھ سمجھا؟"

نشاد و بھائی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

لاکھ سمجھایا سمجھ میں میرے وہ آتا نہیں　　ڈھونڈ مارا اب بھی کچھ اُسکا پتہ پاتا نہیں
بیحیا ہنکر میں اس مجلس میں بیٹھا آن کر　　پُوچھتا ہوں پوچھنے پُچھنے سے شرماتا نہیں
اضطرابِ دل نے حالت کردی گو تا خوشگوار　　پھر بھی مایوسی سے اور حرماں سے گھبراتا نہیں
یہ نہ سمجھو چھوڑ کر دامن کو جاؤنگا کبھی　　آگیا۔ آجانے پر میں اب کہیں جاتا نہیں
تم نے دکھلائے مجھے عیب و ہُنر اپنے کئی　　ان اداؤں کے مناظر سے میں اُکتاتا نہیں

دیال سپتے کی سن کر مُسکرایا "گیان کہتے ہیں جاننے کو (العلم دانستن گیان ہے) یہ گیان حواسی ہے۔ دیکھنا سُننا۔ چکھنا۔ یہ سب اندریوں کے گیان ہیں۔ گیان کہتے ہیں سوچ سمجھ غور و فکر کرکے نتیجے پر پہنچنے کو (القیاس العلم گیان ہے) یہ گیان دلی ہے۔ گیان کہتے ہیں کلام اور باطنی حس کے شہادت کو (الحس العلم گیان ہے) یہ گیان شہادتی ہے۔ شبد گیان ہے۔ اسی کو انبھو گیان کہتے ہیں۔ انبھو باطن کا باطنی گیان ہے۔ یہ تین طرح کے گیان میں نے تم کو بتا دیئے۔ پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ ہاں اس مرتبہ مختلف لفظوں سے سمجھا رہا ہوں ؞

باہری اور بیرونی نظارے اندری گیان (حواسی علم) کے تابع ہیں۔ باطنی قیاسی اور دلی گیان۔ الونان (قیاسی علم) کے تابع ہیں۔ شبد گیان۔ شہادتی گیان۔ اور انبھو گیان (باطنی علم) کے تابع ہیں۔ جس طرح تم درخت۔ ندی۔ نالے۔ کو دیکھ کر اُن کا علم حاصل کرلیتے ہو۔ اُس طرح ایشور کا گیان تم کو نہیں

ہوگا کیونکہ وہ اندریوں سے متعلق نہیں ہے جس طرح تم سبب اور نتیجے پر غور کر کے قطعی فیصلہ پر قادر ہوتے ہو۔ اور خاص قسم کا عقلی گیان حاصل کرتے۔ اس طرح ایشور کا گیان تم کو نہ ہوگا۔ کیونکہ ایشور تمہارے محدود دل کے تابع نہیں ہے۔ اب رہ گیا باطن کا باطنی گیان۔ جسے ہم انبھو کہتے ہیں۔ وہ اپنا اپنے ضمیر کا اپنے جس باطن کا گیان ہے۔ یہ ایشور کے سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھول کر کبھی ایسا نتیجہ نہ نکالنا۔ کہ ایشور تمہارے انبھو گیان کے تابع ہے۔ ورنہ سخت غلطی کر بیٹھوگے۔ یہ سمجھو انبھو گیان تمہارا روپ اور تمہاری ذات ہے۔ تب کسی حد تک تم کو ایشور کی سمجھ آئیگی۔ اگر ایشور کو اپنے سے جدا سمجھ کر اسے سمجھنا چاہتے ہو۔ تب تو کام سخت مشکل ہے۔ جس کی تم کو تلاش ہے۔ وہ تمہارے باطن کا باطن۔ تمہاری ذات کا ذات تمہاری حقیقت کا حقیقت ہے۔ اس طرح سمجھنے سے انبھو بیدار ہوگا۔ اور تم خود بخود سمجھ لوگے۔ کہ وہ نہ جانا ہوا بھی جاننے سے زیادہ جانا ہوا ہے۔ وہ نہ دیکھا ہوا بھی دیکھنے سے زیادہ دیکھا ہوا ہے۔ وہ ہماری ہستی کا جوہر ہے وہ ہمارا اصل الاصول ہے۔ وہ ہمارے تمام گیان کا مرکز مدار علیہ اور دھشٹان ہے۔

کہتا ہے ناداں وہ ہی ہم سے جدا   جو جدا ہم سے ہوا کب ہے جدا

ہم ہیں اس میں وہ ہی ہم میں آتما   سمجھوگے دل کا مٹے جب وسوسہ

ویداشت اس ایشور کے معاملہ میں اس طرح مستی کا نغمہ گا کر سناتا ہے

وہ ہم سے دور ہے لیکن وہ ہمارے نزدیک نزدیک سے بھی زیادہ ہے وہ

بصر شنے میں آتا ہی لیکن مشاہدات کے نظاروں سے پرے ہے وہ

چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے بھی چھوٹا ہے لیکن وہ بڑے سے بڑا ہے۔ اور بڑے بڑے سورج منڈل (نظام شمسی) بھی بڑا ہے۔ جس وسعت نے تمام وسعت (عالم امکان کی وسعت) کو گھیر رکھا ہے۔ وہ اس سے بھی بڑا ہے۔"

سوچو۔ وہ کیا ہے؟ وہ کہاں ہے؟ وہ کون ہے؟ اور اگر تم اپنے اصل الاصول کی جانب ذرا بھی مائل نہیں ہوئے کہ وہ جاننے سے بھی زیادہ جانا ہوا یقین ہونے لگیگا۔ تم ہو۔ اس اپنی ہستی سے ذرا انکار تو کرو دیکھو کبھی ایسا ہو سکیگا! نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اور اسی تمہاری ہستی میں تو وہ ہے۔ اور تم خود اسی ہستی میں ہو۔ اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدائی نہیں ہے۔"

کیا میری اس تقریر سے کچھ تمہاری سمجھ میں آیا؟"

نند دبھائی خوش ہو گئے۔" دل کو یقین آگیا"

دیال نے کہا۔ ایشور کی ہستی کے متعلق یہ ویدانت کی نظر سے معمولی وچار ہے۔"

ساتویں کلا

ایشور کی ہستی کا ساکشاتکار (عین الیقین)

قول مرشد کو سنا آیا یقین یہ یقیں کہلاتا ہے علم الیقیں
غور کرکے حق کا جب آیا یقیں اس یقیں کو کہتے ہیں حق الیقیں
جب مجسم ہم ہوئے شکل یقیں ہے یہی عین الیقیں۔ عین الیقیں

نند دبھائی بولے۔ ایشور کا یقیں تو مجھے ہر پہلو سے ہو گیا۔ اس کی ہستی

نند و بھائی بولے ۔"کیا یہ بطور خود کافی ہے؟"

دیال نے کہا ۔"کافی اور غیر کافی نسبتی الفاظ ہیں ۔ اور انسان کی دلی ظرفیت یا ادھکار کی نسبت سے اُن کا تعلق ہے ۔ سچے ادھکاری یا طالب صادق کے لئے ہر بات کافی ہوتی ہے ۔ لیکن جن کو ادھکار نہیں ہے ظرف بھی نہیں بنا ہے ۔ اور کامل شوق بھی نہیں ہے ۔ اُن کے لئے ہر بات غیر کافی ثابت ہوتی ہے ۔ جو ویدانت کو علمی شغلہ بناتے ہیں ۔ یا اُس کے طریق میں تماشی طور پر شامل ہوتے ہیں ۔ وہ لاکھ کتابیں پڑھیں پڑھتے رہیں ۔ اور بحث مباحثہ میں علمی اور عقلی تراش خراش کی قابلیتیں دکھلاتے پھریں ۔ وہ برہمہ کا ساکشات نہ کر سکیں گے ۔ برہمہ کے ساکشات کے لئے لازمی ہے ۔ کہ انسان کا دل جڑ اور چیتن کی نسبتی مدارج سے اُونچے چڑھے ۔ اور ایک لامحدودیت کا خیال ہی اُس کے طلب شوق اور خواہش کی بنیاد میں ہو ۔ جہاں نہ وقت ہے ۔ نہ وسعت ہے ۔ نہ عقل اور دل ہے ۔ اُس کا سمجھ میں آجانا آسان کیسے ہے! اُس کا تو بیان تک نہیں کیا جا سکتا ۔ نہ وہ سوچنے ہی میں آ سکتا ہے ۔ یہ سب حالتیں نسبتی مدارج اور نسبتی تعلقات کی ہیں۔"

نند و بھائی بولے ۔"کسی کو اس حالت کی تکمیل کا علم کیسے ہوتا ہوگا!"

دیال نے کہا ۔"دوسرے اُسے نہیں جان سکتے ۔ ہاں جس پر یہ کیفیت نازل ہو رہتی ہے ۔ اُسے علم ہو رہتا ہے ۔ اور لیکن ہم اُسے علم نہیں کہہ سکتے ۔ وہ علم سے اُونچی حالت ہے ۔ اس کو پا کر نہ دل میں کسی قسم کے شک و شبہے باقی رہ جاتے ہیں ۔ نہ کسی قسم کی خواہش اور

ہوس ہی ہوتی ہے۔ دیکھا ہوا ان دیکھا اور ان دیکھا ہوا دیکھا ہو جاتا ہے سُنا ہوا ان سُنا ان سُنا ہوا سُنا ہوا ہو جاتا ہے۔ نہ اس میں خوشی ہے نہ ناخوشی ہے۔ نہ گیان ہے نہ اگیان ہے۔ نہ جنم ہے نہ مرن ہے۔ وہ کیا ہے! انہی لفظوں کے سلسلہ میں کچھ کچھ کہا گیا۔ جن پر وہ حالت نہیں گذری۔ یا جو ابھی تک عقل اور بیعقلی کی متضاد کیفیتوں میں پھنسے اور گھرے ہوئے ہیں۔ اُن کو کوئی اگر سمجھانا بھی چاہے۔ تو کیسے سمجھا سکتا ہے!"

نند بھائی بولے "سچ ہے۔ لیکن شردن منن وغیرہ کی پابندی کا طریقہ اکثر آدمیوں کو واچک گیانی بنا دیتا ہے۔ یہ ہم عام طور پر دیکھتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا یقینی طریقہ بھی ہے۔ جس سے اس کی خاطر خواہ تکمیل ہو سکے!"

دیال نے کہا "ہے اور نہیں بھی ہے۔ میں نے تم سے پہلے کہہ دیا ہے۔ کہ ہر شے کا ہاتھ آنا ادھکار کی بات ہے۔ اگر ادھکار ہے۔ تو شردن منن کافی ہے۔ ادھکار نہیں ہے۔ تو تمام پابندیاں ناحق اور غیر ضروری ہیں تمہارا یہ کہنا کہ لوگ واچک گیانی ہو جاتے ہیں۔ بیجا طعنہ زنی کی بات ہے۔ ہر مجمع میں ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ اور اُن میں سے سب کی حالتیں یکساں نہیں ہوتیں۔ فرض کرو۔ تم رادھا سوامی پنتھ میں ہو۔ کیا تم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہو۔ کہ رادھا سوامی مت کے اصول سے تمام ماننے والے ایک ہی طرح کے ہونگے؟ غیر ممکن ہے۔ منتخب آدمی ہر جگہ تھوڑے نکلتے ہیں زبانی جمع خرچ کرنے والے ہر جگہ زیادہ ہوتے ہیں۔

اب رہا تمہارا یہ سوال کہ شردن منن کے علاوہ بھی کوئی یقینی طریقہ ہے اس کے باقی حصہ کا جواب یہ ہے۔ کہ خواہشمند شائق راج لوگ خواہ

شبد یوگ٭ ۔ خواہ ویدانت کے چو سادھن کا عمل کرے ۔ ان میں سب شبد یوگ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے ۔ کیونکہ وہ زیادہ سریع العمل سریع التاثیر اور سریع الفہم ہے ۔ اس سے انسان اور کارآمد اور کوئی طریقہ مشکل سے ہوگا ۔ لیکن یہ کہنا کہ صرف یوگ ہی ساکشات ہو جاتا ہے ۔ میں نہیں کہتا ۔ شرون منن وغیرہ کی بھی ضرورت رہتی ہے ۔ اس لئے ابھیاس اور ست سنگ ۔ یوگ اور گیان ۔ ابھیاس اور ویراگ ۔ ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے ؛

آٹھویں کلا

ایشور کی صفت پر وچار

مطلق ہے ذات جس کی ہو اس سے کیا حقیقت ۔ اس کو صفت سمجھ لو کر عقل کو جو جرأت

مطلق میں وصف کیسے اوصاف کا گمان کیا ۔ بے وصف کس نے سمجھا ۔ بے ذات وہ کہاں کیا

مشکل میں جان پڑی ہے کہنے کی تاب کس کو ۔ او پھر کہیگا کوئی یا تاب آب کس کو

مستغنی از صفت ہو موصوف بھی وہی ہے ۔ عارف کی بے زباں پر حرف بھی یہی ہے

سب جانتے ہیں کہنے کا وہ نہیں ہے مضموں

پھر چپ ہے کون ۔ کہتے ہیں اس کو چوں نہ چگوں

٭ جس کو سہج یوگ کا شوق ہو ۔ مادھو سوامی ایب ڈیو پتنگ تک جا کر مشاہدہ کرے ۔ اس میں آسان آسن طریقہ میں چھانٹ کے اور سب یوگ کے تمام ضروری شغل آسان طریقہ سے عبادت میں آگئے ہیں ۔ قیمت ... ؛

نندو بھائی بولے۔" ایشور کی ہستی پر کافی غور ہو چکا۔ اب اگر مصلحت سمجھئے۔ تو اُس کی صفت یا اوصاف کی جانب توجہ کے رُخ کو مائل کیجئے کوئی اُسے نرگن اور مستغنی الصفات بتاتا ہے۔ کوئی اُسے سگن اور مجمع الصفات کہتا ہے۔ اِن متضاد بیانوں کے سُننے سے عقل حیران اور دنگ رہ جاتی ہے ایک بات ہو۔ تو کوئی مانے! ایک ساتھ ہی دونوں باتیں کہی جاتی ہیں۔ کوئی مانے بھی تو کیسے مانے!"

دیال نے کہا "کوئی کرے بھی تو کیا کرے یا گویم مشکل دگرنہ گویم مشکل کا مضمون ہے۔ 'گومگو' کا معاملہ ہے۔ کوئی نہ کہے تو کیا نہ کہے۔ اور اگر کہے تو کیا کہے۔ کہنے اور نہ کہنے دونوں ہی میں تو وُہی موجود ہے۔ وُہی سب کا آدھار بنا ہوا ہے۔ نہ کہا جائے۔ تو سمجھ میں کیسے آئے۔ اور جب کہتے سُنتے ہو سمجھ کے پرے، محسوس ہو۔ تو پھر سوا خاموشی کے اور علاج کیا ہے! حیرانی تو ہوتی ہی ہے۔

جان مشکل میں پڑی کوئی کہے تو کیا کہے
بے کہے رہنا ہے مشکل جُپ رہے کیسے رہے

لیکن جب عقیل انسان نے عقلی اشارہ پا کر اُس کا نام رکھا۔ تو نام رکھنے کے ساتھ ہی وہ نام والا۔ نامور نامی ہو گیا۔ اور جب اُس کو نام اور نامی تصوّر کر لیا گیا۔ تو پھر لامحالہ اُس کی صورت قائم کرنی پڑی۔ اب یہ دُوسری بات ہے۔ کہ آیا وہ صورت خیالی ہے۔ یا بے صورتی کی صُورت ہے۔ یا مادّی ہے۔ جس نے اُسے بے صُورت کہا۔ دل میں اُس کی صُورت قائم کر لی۔ اگر صُورت نہیں قائم ہوئی۔ تو پھر اُس کے نام و نشان کا پتہ کیسے لگا! یہ معمولی معمولی سی آسان باتیں ہیں۔ جو ہر ذی عقل کسی نہ کسی طرح

سمجھ سکتا ہے! صورت تو صورت ہی ہے - چاہے وہ خیالی آنکھ کے سامنے
آوے - یا مادی آنکھوں کے مشاہدہ کا مرکز ہو - خیال خیال ضرور ہے -
لیکن جب کسی خیال نے خیال کا نام پایا - تو اُسی نام کے اندر اور اُسی نام
کے سلسلہ میں اُس کی صورت بھی قائم ہو گئی - اگر وہ ہے - تو ہستی رکھنے
والا ہو گیا - اور یہ ہستی ہی اُس کی صورت شکل اور نام و نشان ہے - اور
اِسی کے سلسلہ میں پھر قیل و قال - گفتگو اور کہنے سننے کا اہتمام ہو رہا ہے
یہ سلسلہ ہے - کہ لوگ اُس کے اوصاف کے سوچنے سمجھنے اور کہنے
سننے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں - وہ کریں بھی تو کیا کریں! مجبوری ہے
اور سخت مجبوری ہے - نہ کہیں تو کیا کریں! خاموش بھی کیسے بیٹھیں
آخر اگر وہ ہے - تو اُسے کچھ کہو گے بھی یا نہیں! تم نے کہا وہ ہے
اور ہے کہنے کے ساتھ ہی اُس میں ہے پنا اور ہستی کا وصف خود بخود
آ گیا - یہ ہستی ہی اُس کا نام و نشان ٹھہر گئی - اب عقلی خوض اور غور و فکر کا
طومار بندھنا شروع ہو گیا - سوال پر سوال اُٹھنے لگے - وہ کیا ہے! کیسا ہے
کیوں ہے؟ کس طرح ہے؟ نہ کہنے میں تو خیریت بھی تھی - زبان کھلی
نہیں - کہ زبان پکڑنے کی کوشش شروع ہوئی نہیں!

کہہ کے خطرے میں پڑے - اپنی زبان پکڑی گئی
سوچنے پر سوچتے ہی عقل خود جکڑی گئی

کسی نے کہا "وہ ذات ہے" ذات کے کہتے ہی ذاتیت کا وصف
خود بخود اُس میں آ گیا - کسی نے کہا - "وہ مطلق ہے" مطلق کا کلمہ استعمال
کرتے ہی مطلقیت کا وصف اُس میں آپ ہی آپ آ گیا - ہاں ایک

بات ضرور ہے۔ جتنی باتیں کہی جائیں گی۔ "پرے" کا خیال خود بخود اُن کے
ساتھ آتا جائیگا۔ اور وہ بڑھتا ہی چلا جائیگا۔ زبانی قیل و قال اور عقلی
وہم و خیال کے آگے ہی آگے نظر آئیگا۔ جہاں تک یہ چلتے رہیں گے۔
وہاں تک وہ "سگن" اور مجمع الاوصاف نظر آتا جائیگا۔ اور جب ان کی
کوشش کے ہاتھ پاؤں تھک تھکا کر بندھ جائیں گے۔ اور وہ آدھار محض
پرتیت ہو کر ان کو خاموش کر دیگا۔ تب وہ نرگن اور مستغنی الصفات محسوس
ہونے لگیگا۔ گفتگو میں خواہ کیسی ہی گفتگو ہو۔ اُس کے اندر صفت کا ہونا
لازمی ہے۔ گفتگو جب ہوگی۔ صفت ہی کے دائرہ میں ہوگی۔ اور جہاں
گفتگو نہ ہو سکیگی۔ وہ صفت کے "پرے" "صفت سے اونچا" اور صفت
سے دور نظر آنے لگیگا۔ اُس کی کسی صفت پر تمام عمر باتیں کرتے رہو
عمر ختم ہو جائیگی۔ لیکن اُس صفت کا خاتمہ ہونے پر نہیں آئیگا۔

اس طرح اُس ذات حقیقت کی دو صورتیں خود بخود قائم ہو جاتی ہیں
جن میں سے ایک کو سگن اور دوسرے کو نرگن کہتے ہیں۔ غالباً تم اسے
سمجھ گئے ہو گے؟"

نند و بھائی بولے۔ "سمجھنے کو تو میں پہلے ہی سے سمجھے بیٹھا ہوں۔ ان
ست سنگیوں کے خیال سے سوال کرنے اور اعتراض پر اعتراض اٹھانے
کی مجبوری ہے۔ اور اس مجبوری کو میں لازمی قرار دیتا ہوں۔

جبتک زباں نہ کھولوں سمجھائے کوئی کیسے! پوچھوں نہ راز کو جب بتلائے کوئی کیسے!
اُس کا سوال لب پر آئے نہ لفظ بن کر شافی جواب صادق پھر پائے کوئی کیسے!
صحبت میں آکے بیٹھے اور دل میں حرکت آئی پوچھے بغیر مطلب اپنا بر آئے کوئی کیسے!

سوال یہ ہے۔ اس صفت کو ویدانت کیا کہتا ہے؟"

دیال ہنسا "صفت تو صفت ہی ہے۔ جو موصوف کے سہارے رہے۔ وہ صفت ہے۔ جو گنی کے آدھار پر ہو۔ وہ گن ہے۔ صفت اور گن کو اس نظر اور معنی سے ہر شخص سمجھتا ہے۔ اور سمجھ سکتا ہے۔ اور تم بھی خود سمجھتے ہو۔ میں بھانپ گیا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر تم نے ایسا سوال کیوں کیا ہے؟ ویدانت معمولی طور پر اس صفت کو مایا کہتا ہے۔ مایا ہی کا نام صفت ہے۔ صفت اور مایا مرادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔ ان دونوں کی مراد میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

مایا سنسکرت زبان کے دو مادہ ما (ماپنے) اور یا (آلہ یا جنتر) سے مشتق ہے۔ اور اس لئے اس کے معنے 'ماپنے کا آلہ' ہیں۔ جس شے یا شخص کی بابت تم عقلی یا نظری اندازہ لگایا کرتے ہو۔ وہ اس کی صفت اور خصوصیت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اس برہم کی صفت اس کی مایا کو سمجھو۔

یہ صفت یا گن اصل میں دو ہیں۔ ست اور تم۔ ست کہتے ہیں ہونے کو اور تم کہتے ہیں مختشر ہونا کو۔ ان دو کے میل سے ایک تیسرا وصف پیدا ہو جاتا ہے۔ جسے رج بولتے ہیں۔ اس کے معنے ہیں۔ رنگنے کے۔ اس طرح تین گن ست۔ تم اور رج خواہ ست۔ رج اور تم ہیں۔ سنسکرت زبان کے عالم اور نیز ویدانت کے ماہر ان تینوں کی مختلف طور پر صراحت کرتے ہیں۔ مثلاً :-

(۱) ست ہے پنا

رج — چنچل پنا اور
تم — موڑھ پنا خواہ
(۲) ست — گیان پنا
رج — گیان اگیان پنا اور
تم — اگیان پنا خواہ
۳ ست — آنند پنا
رج — آنند اور دکھ پنا اور
تم — دکھ پنا
وغیرہ وغیرہ

میں نے عمداً صرف لغوی معنے مراد لئے ہیں - اور وہ ایسے ہیں - کہ جن میں ان سب میں مختلف الصفاتی آجاتی ہے - یہ صفت یا مایا برہم سے ویسے ہی منسوب کیجاتی ہے - جیسے ہر شخص اپنی مخصوص خصوصیت یا تعریف سے مخصوص کیا جاتا ہے - اور تمیز خواہ شناخت - قیاس خواہ اندازہ گیان خواہ بچار - سب اسی مایا میں ہو ملتے ہیں - بغیر مایا کی مدد کے کسی شئے کا خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو - نہ علم ہوتا ہے - نہ گیان ہوتا ہے - اور نہ علم اور گیان کا امکان ہے - یہ صفت موصوف میں رہتی ہے - اس سے اپنی ہستی جداگانہ نہیں رکھتی ہے - اس کی اپنی کوئی ہستی نہیں رہتی - بلکہ موصوف کی ہستی سے ہست پرتیت ہوتی ہے - اس نظر سے ویدانتی مایا کو کلپت (فرض کردہ یا تسلیم کردہ) مانتے ہیں - اور اسے ان ہوئی (غیر مسبت شدہ) بھاستی ہوئی کہتے ہیں - اور جب اسے کلپت اور ان ہوئی سمجھ لیا - تو پھر

اسے متھیا بھی کہنے لگ جاتے ہیں (متھیا ۔ سنسکرت مادہ ۔ متھ ، سمجھنے رلانے ۔ جوڑنے وغیرہ) سے نکلا ہے ۔ اس کے مرادی معنے جھوٹ ہیں اور اگر تم ان تمام تشریحوں کو اپنے ذہن میں ایک مرتبہ بھی رکھ لوگے ۔ تو پھر ویدانت کے مایا واد (یعنی مایا کے مضمون) کے سمجھنے میں عام آدمیوں کی طرح دھوکا نہ کھاؤ گے ۔ مایا کی یہ اصلیت میں ویدانت کی تعلیم میں پہلی مرتبہ تم کو سمجھا رہا ہوں ۔ یہ اور کچھ نہیں ہے ۔ صرف نام اور روپ ہے ۔
آخر میں میں اور واضح اور غیر مبہم لفظ میں تم کو کہتا ہوں ۔ کہ برہمہ کا برہم پنا ہی اس کی صفت اور مایا ہے ۔ اصل میں وہ دو ہے ۔ پھر تین ہے ۔ اور پھر بے شمار ہے ؛

نویں کلا

ایشور کی صفت پر مزید وچار

صفت کا موصوف ہی ہے مرکز صفت میں قائم ہے ذات اسکی
خیال ہی علم ذات کا جب تو سمجھو سو جو صفات اس کی
صفات نہ جانی تو کیسے موصوف کی کروگے تمیز بھائی
صفت ہے آنکھ اور زبان اس کی صفت نشان اور شان اسکی

نند ویکھالی بولے " آپ نے مایا یا ایشور کے صفت کی دو اور پھر تین صورتیں قائم کیں ۔ ان کو پہلے سمجھائیے پھر اگر اور ضرورت ہوئی ۔ تو میں سوال کرونگا ۔ "

دیال سنگھ نے کہا ۔ ایشور کا نام ویدانت میں برہمہ ہے ۔ اور برہمہ پنا

ہی اُس کی صفت ہے۔ تم کو یہ پہلے بتا چکا ہوں۔ اب پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں۔ برہمہ سنسکرت زبان کے دو مادّہ "برہ" (بڑا یا بڑھا ہوا) اور "من" (سوچنا) سے مشتق ہے۔ اس لفظ کے اندر دو معنے موجود ہیں۔ ایک بڑا دوسرا عقل۔ اس نام سے ظاہر ہے کہ ایشور کی دو صفت بڑائی اور عقل ہے۔ بڑائی سے بڑی ہستی مُراد ہے۔ یعنی ایشور سے بڑی کسی کی ہستی نہیں ہے۔ اور اسی رعایت سے اُسے یا اُس کی ہستی کو محیط کلّ مانا جاتا ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ اس پر قریب قریب علماً اور اصولاً تمام مذاہب کا اتفاق ہے عملاً اُن میں ضرور اختلافات ہیں۔ کہنے کو سب یہی کہتے ہیں۔ کہ خُدا ایک ہر جگہ حاضر و ناظر اور لامحدود ہے۔ لیکن باہمی برتاؤ میں مُسلمان غیر مُسلمان کو خُدا پرست نہیں تسلیم کرتا۔ اور غیر مسلمان مسلمان کو بھی ایسا ہی تصوّر کرتا ہے اس کا سبب یہ نہیں ہے۔ کہ ان کے دو خُدا ہیں۔ بلکہ اس کا سبب مذہبی تعصّب اور مذہبی تنگ خیالی ہے جس کی بنیاد جاہلانہ کٹّرپنے پر ہے۔ دُوسرا سبب یہ ہے۔ کہ سب نے اپنے اپنے خدا کو بڑے انسان کی حیثیت دے رکھی ہے مسلمان کا خدا مسلمان اور آسمان پر کرسی نشین ہے۔ جو بڑے حاکم کی طرح سختی اور قہر کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ مسلمانوں پر تو وہ رحمدل ہے لیکن اوروں کے ساتھ وہ سنگدلی سے پیش آیا کرتا ہے۔ اپنی مذہبی حیثیت سے اپنے واسطے مسلمان اُسے رحیم کریم کہیں گے۔ لیکن وہی مسلمانی خدا۔ مسلمانوں کی نظر سے غیر مسلمانوں کے لئے قہار اور جبّار ہو جاتا ہے۔ غیر مسلمانوں کا غیر مسلمان خدا غیر مسلمان کی نظر میں مسلمانوں کا دشمن ہے اور جو ان غیر مسلمانوں کے دوست احباب اور ہم مذہب ہیں۔ اُن کے واسطے

وہ پیار کرنے والے ماں باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تنگدلی اور نادانی کی دُنیا میں ایسا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے۔ انسان اور انسانی گروہ کے تمام کام محدود قومیت کے رنگ سے رنگے ہوئے رہتے ہیں۔ یہ سب کوئی جانتا ہے کہ رام اور کرشن اصل نسل سکونت کی نظر سے ہندوستانی تھے۔ کرشن برج میں اور رام اجودھیا میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن مرہٹہ مصوّر ان دونوں کی تصویر مرہٹی وضع کی بنائیگا۔ بنگالی مصوّر ان کو بنگالی خط و خال دیگا مدراسی مدراس کی پوشش پہنائیگا۔ اور یہ کوئی بھُول کر بھی نہ خیال کریگا۔ کہ ہندوستانی ہونے کی وجہ سے کم ازکم اُن کی صوُرت اور پوشش تو ہندوستانیوں جیسی ہونی چاہیئے۔ یہ کچھ انسانی فطرت کا اقتضا ہے ؛

قصہ ہے ایک شیر اور ایک انسان دوست تھے۔ کسی شہر میں سیر کر رہے تھے۔ دیوار پر ایک تصویر شیر کی بنی ہوئی تھی۔ جس کی پیٹھ پر آدمی چڑھا ہوا تھا۔ انسان نے شیر سے کہا۔ "دیکھو۔ انسان کی فضیلت۔ وہ شیر پر سوار ہے۔" شیر نے ہنس کر جواب دیا۔ "اس تصویر کا بنانے والا آدمی تھا۔ اگر شیر نے تصویر کھینچی ہوتی۔ تو انسان نیچے اور شیر اوپر ہوتا۔ اور وہ اُس کا خون پیتا ہوتا !"

غرضیکہ ہر انسان اسی طرح اپنے خُدا کو اپنا ہی رنگ رُوپ دیتا ہے۔ اُن کے مذاہب کے بہشت بھی انسانی جذبات کے رنگ سے رنگے ہوئے خوبصورت عورتوں کے عیش محل کی حیثیت رکھتے ہیں ؛

ہم ہندوؤں میں بھی اس قسم کے خیالات کے آدمی موجود ہیں۔ یہ بھی ایشور کو حاکم۔ پرکرتی کو اُس کی جائے حکومت اور جیوؤں کو اُس کا

محکوم قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ جہاں جہاں سفلی انسانیت کے جذبات مُنہ زور ہو نگے۔ اور گیان کی کمی ہوگی۔ وہاں وہاں ایشور کے متعلق ایسے ہی خیالات ہر جگہ ملیں گے +

ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے۔ کہ "بھائی! اگر ایشور ایک ہوگا۔ تو پھر کیا ایسے مختلف خیالات کی وجہ سے اُس میں محدودیت کا نقص نہ آجائیگا"۔ لیکن مذہبی تعصب اُن کو اس طرف سوچنے سے روک رکھیگا۔ اور وہ اپنی دقیانوسی دلیل پیش کرنے تک جائیں گے۔ جو اس وسیع العلمی اور وسیع العقلی کے زمانہ میں عقیل انسان کبھی سچا نہ تسلیم کریگا +

ان سب کے برخلاف ایک ویدانت ہی ایسا طریق ہے۔ جو سچے معنے میں ایشور کے محیط کل اور لامحدود ہونے کی صدا سُناتا ہے +

ایشور ایک۔ اکیلی۔ غیر محدود۔ مکمل اور محیط کل ہستی ہے۔ جسے وقت کا تعین۔ جگہ کی حدبست اور اشیا کی کثرت محدود نہیں کرسکتی۔ محدود کردہ اور ایشور ایشور نہیں رہا۔ یہ برہمہ نقطہ کے ذرہ یا ورلڈ صفت کی صراحت ہے اگر ہم یہ کہیں کہ مادہ یا پرکرتی ایشور سے بالکل جُداگانہ شے ہے۔ تو پھر اُسی وقت وہ ایک سے دو ہو جائیگا۔ اور دو میں سے دونوں ہی محدود اور ناقص ہوگئے۔ اگر ہم اپنے آپ کو ایشور سے جُدا سمجھیں۔ تب بھی وہی نقص حائل اور عاید ہو جائیگا۔ اگر وہ دراصل لامحدود ہے۔ تو ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ غرضیکہ ہر شے میں وہی سمایا ہُوا ہے۔ جو کچھ ہے ہوگا۔ ہوسکتا ہے اور ہُوا تھا۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک اور چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب میں وہی ایک اکھنڈ (لاتجزا) اننت (لاانتہا) انادی (لاابتدا)

محیط ہوگا۔ اگر وہ سچ مچ ایک ہی ہے۔ جیسا کہ عام طور پر سب اقرار کرتے ہیں۔ تو یہی نتیجہ بر آمد ہوتا ہے۔ سب ایشور میں ہے۔ ایشور سب میں ہے۔ اور سب ایشور سے ہے۔ ہم تم یہ وہ آسمان زمین سورج چاند۔ ستارے کوئی اس سے خالی نہیں ہیں۔ اور نہ اُس سے جُدا کیئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ وہ ان سے جُدا ہے۔ نہ جُدا کیا جا سکتا ہے ÷

خدا کی ایک صفت تو یہ اُس کی بزرگی عظمت اور بڑائی ہے۔ جس کا اشارہ برہم کے 'ورہ' مادہ سے ملتا ہے ÷

پوچھو "خدا کیا ہے" اور جواب ملیگا۔" وہ روح ہے" روح کے معاملہ میں بھی لوگ مُذبذب خیالات رکھتے ہیں۔ روح بھوت پریت کو بھی کہتے ہیں۔ کیا خدا بھوت اور پریت یا بھوت پریت جیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں تامل ہوگا۔ روح گیان ہے۔ روح گیان کی بنیاد ہے۔ روح تمام ارواح یا قدرت کی تمام عقلی اور چیتن نظاروں کا آدھار ہے۔ روح سے مُراد چیتن ہے۔ جس میں تمام چیتن رہتے ہیں جو چیتن سے جُدا نہیں ہو سکتا جس کے سہارے تمام چیتن کے کاروبار ہوتے رہتے ہیں۔ وہ چیتن یا روح ایشور ہے۔ جو کسی اور کے سہارے نہیں ہے ÷

یہ خدا یا ایشور کی دوسری صفت ہے جس کے گیان اور چیتن ہونے کا اشارہ برہم کے 'برہن' مادہ سے ملتا ہے ÷

یہ دو وصف ہیں۔ جو ایشور کی بابت اس موقعہ پر میں تمہارے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں ÷

ان دونوں الفاظ کے اندر جال کے دو پہلو موجود ہیں۔ انہیں چاہو۔ جتنے ناموں سے موسوم کرلو۔ اس کا تم کو اختیار ہے ❊

وُہی ذرہ میں ہے۔ وُہی مَن میں ہے۔ یہہ برہمہ ہے ❊

وہ جڑ میں ہے۔ وُہی چیتن میں ہے۔ یہہ برہمہ ہے

وہ اثبات میں ہے وُہی نفی میں ہے یہہ برہمہ ہے

وہ قوت خارجہ میں ہے۔ وہی قوت جاذبہ میں ہو یہہ برہمہ ہے

وہ پران میں ہے وہی رئی میں ہے یہہ برہمہ ہے

وہ رُوح میں ہے۔ وہی مادہ میں ہے یہ برہمہ ہے۔

وہ مفعولیت (مادیت) میں ہے وہی فاعلیت (چیتنا یا روحانیت) میں ہے۔ یہ برہمہ ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس ❊

ست اور چیت دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ چیت کے بغیر ست نہیں ہوگا اور نہ ست کے بغیر چیت رہیگا۔ یہ معمولی انسان کا بچہ جسے ذرا بھی عقل ہے سوچ سکتا ہے۔ ہم ہیں کیونکہ ہم نے سمجھنے کی ہم میں عقل ہے۔ ہم میں عقل ہے کیونکہ اگر عقل نہ ہوتی۔ تو ہم کو ہم ہم کیسے سمجھ سکتے۔ یہہ دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہیں ❊

ہماری محدود دُنیا کا علم جس طرح ہماری محدود ہستی کے ماتحت ہے اُسی طرح لامحدود دُنیا کا علم لامحدود ہستی کے سہارے ہے ہستی اور علم ہر دو حالت میں ساتھ ساتھ رہتے ہیں ❊

دسویں کلا

ایشور کی صفت پر مزید تردد چار

تُو ہے کیا میرے خدا تیری صفت کیسے کروں
علم میں آتا نہیں جو اُس کی بابت کیا کہوں
کہنے والے کہہ گئے کہنے کی کر دی انتہا
تھی وہ کیا ؟ کہنے کی معمولی سی بھدی ابتدا
کہتے ہیں سُنتے ہیں روز و شب پتا ملتا نہیں
عقل کی چلتے ہیں چالیں - راستہ ملتا نہیں
چُپ بھی ہوں تو چُپ ہوں کیسے! چُپ رہا جاتا نہیں
سخت حیرت! ہے سمجھ میں بھی تو تُو آتا نہیں
غیریت جب تک ہے میں بندہ ہوں تو میرا خدا
غیریت جاتی رہی پھر تُو نہیں مجھ سے جدا

نندو بھائی بولے۔ "بھگون! سمجھنے کو تو میں نے کسی حد تک خوب سمجھ لیا - کہ یہ ہمہ ہستی کُل ہے - اور یہ ہمہ عقل کُل ہے - وہ وِرد ہے - اور وہ مُکن ہے - لیکن سچ پوچھئے - تو اب تک دل کی دُبدھا نہیں گئی - آپ نے بڑی مہربانی کی - کہ اُس کی دو یا تین صفتوں ہی تک غور و فکر کو محدود رکھا - ہستی اور عقل خواہ ان کی معمولی کیفیت کو اُس کی صفتیں قرار دیں کہیں اور زیادہ اوصاف کا ذکر کیا جاتا - تو اور زیادہ پریشانی ہوتی - ان دو صفتوں نے بھی پورے طور تک میرے دل کو سکون قرار - تشفی اور اطمینان

کی صورت نہیں پیدا کی - میں سب کچھ سمجھتا ہُوا اب تک ان سمجھ ہُوں - اور سب کچھ جانتا ہُوا ابھی تک انجان ہوں - کیا کہوں - یہ کہنے کا مضمون بھی تو نہیں معلوم ہوتا - عجیب پریشانی ہے - حیرتناک حیرانی ہے ٭

جانتا ہوں جاننے کی جان کو پاتا نہیں ۔ ہوگیا نادان نادانی پہ پچھتاتا نہیں

جان سے پہچان سے کیا کلام نکلا ہے مرا ۔ کیا کہوں اس پر بھی یہ دل میرا باز آتا نہیں

ہے اُسی دُھن میں پڑا دُھن کو نہیں ہے چھوڑتا ۔ اپنی وہ دیوانگی سے بھی تو گھبراتا نہیں

شرم کو کھویا ہُوا بیشرم - یہ بےشرم کیوں ۔ وائے بیشرمی کہ بےشرمی سے شرماتا نہیں

موڑتا مُنہ رغبت اور نفرت سے تب بھی بات تھی ۔ عیش میں ہے جان - کہتا ہوں کہا جاتا نہیں

دیال مُسکرایا - نندو بھائی! بات ایسی ہی ہے جیسی تم کہہ رہے ہو - سوالوں کے جواب تو میں تم کو دے رہا ہُوں - لیکن اصل میں جب تک دل کی ورتی "برہماکار" (برہم سے ہم آہنگ) نہ ہو - اور تمہارا من - اُس برہم کے ساتھ سکے نرالم سمبندھ (غیر نسبتی روحانی ہم آہنگی) کی حیثیت کا درجہ نہ حاصل کر لے تب تک یہ دُکھدائی حالت دُور ہونے والی نہیں ہے - اس کے دُور کرنے کی ترکیب اور تدبیر میں نے تم کو بتا دی ہے - وہ شبد یوگ ہے - اُس کے عمل کرنے سے یہ جاتی رہے گی - لیکن اس موقعہ پر غور - اور وچار کو کیوں موقوف کرتے ہو - جو شکوک دل میں پیدا ہوں - اُن کو صفائی کے ساتھ پیش کرتے چلو - یہ وچار بھی ایک قسم کا راج یوگ اور مُفید سادھن ہے - اسے وچار یوگ اور گیان یوگ بھی کہتے ہیں - اور اس کے سلسلہ میں بھی بہت کچھ شکوک کی گتھیوں کے سلجھنے کی اُمید کیجا سکتی ہے

نندو بھائی نے کہا - برہم کی دو صفت ہیں - ہستی اور عقل - ہم

ہستی کو عقل سے مختلف سمجھ کر اگر دو صفت مانتے ہیں - تو دوند اور اتضاد کی وُہی حالتیں پیدا ہو جاتی ہیں - جن کا پہلے ہی سے بھرم ہے - اور جب ایک سے دو ہو گئے - تو پھر بقول آپ کے دونوں ہی محدود ہو گئے اور محدود شے کو آپ ناقص قرار دیتے چلے آ رہے ہیں - پھر اس سے تسلی کیسے ہو - جب خود برہمہ کی ذات خواہ اُن کی ذاتیت کے صفت میں دو پہلو موجود ہیں - تو وہ خود دوند میں ہے - واحدیت اُس میں کیسے پرتیت ہو - چہ جائیکہ ابھی یہ جگت اُس کا رقیب آنکھوں کے سامنے موجود ہے -"

دیال ہنسا - "یہ تو تم کو پہلے کہہ دیا گیا - کہ یہ جو کچھ دوند - چراچر جگت تم کو نظر آ رہا ہے - اُسی واحد کے سہارے ہے - اور اُس سے مختلف نہیں ہے - اسے تم نے ذہن نشین نہیں کیا - پھر یہ میں نے یہ بھی تم کو کہہ دیا کہ عقل اور ہستی دو مختلف شے نہیں ہیں - دونوں ایک ہی ہیں - کہنے سُننے اور سمجھنے بُوجھنے کے لئے دو ہیں - تم نے کہا 'عقل' اب سوچو 'عقل' کے کہنے یا عقل کے نام لینے سے تم نے عقل کی ہستی کا اپنے لفظ سے پتا دیا یا نہیں - اگر عقل ہستی سے خالی ہوتی - تو تم اُس کا نام رُوپ کیسے قائم کرتے - اسی طرح جب تم نے کہا - 'ہستی' تو اُسی وقت تم نے محض 'ہستی' کے کہنے یا 'ہستی' کے نام لینے ہی سے 'عقل' کا پتہ دیا - اگر عقل نہ ہوتی - تو 'ہستی' کو کوئی کیسے اور کس کی مدد سے جانتا اور اُس کے نام رُوپ کو قائم کیسے کرتا ؟ اس لئے یہ دونوں ایک دُوسرے سے کسی حالت میں جُدا نہیں ہیں - اور نہ جدا کی جا سکتی ہیں - یہ معمولی

سمجھ کی بات ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ اس وقت یہ سوال تم کو نہیں ستا رہا ہے۔ بلکہ کوئی اور ہی بات ہے۔ جس نے تمہاری دلی پریشانی کے جذبہ کو ابھار دیا ہے۔ اُسے صاف لفظوں میں ظاہر کرو۔ تب میں اُسے کھول کر سمجھاؤں۔"

نندو بھائی بولے۔" اس میں شک نہیں کہ آپ ' ایشور ' کی ہستی کے مضمون کو سمجھاتے وقت اُس کو دُنیا کا اصلی سبب قرار دیا تھا۔ کہنے کو آپ سب کچھ کہہ گئے ہو۔ لیکن دِل نہیں ٹھہرا۔ ' ایشور ہے۔ دُنیا ہے۔ ایشور دُنیا کا بنانے والا ہے۔ اُس نے دنیا بنائی ' ۔ دُنیا ہمارے سامنے ہے۔ ہم اُسے دیکھ رہے ہیں۔ وہ صحیح واقعہ ہے۔ کوئی اگر یہ کہے۔ کہ دُنیا نہیں ہے۔ یا جیسا اکثر ویدانتی اس جگت کو خواہ مخواہ اُن ہوا (یعنی بغیر وجود یا ظہور یا آفرینش میں آیا ہوا) کہتے ہیں۔ تو اُسے میں صحیح نہ مانونگا جو شئے آنکھوں کے سامنے ہے۔ جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جس میں جس کے لئے۔ اور جس سے ہم بیوہار کر رہے ہیں۔ اُسے کیسے ' ان ہوا ' یا معدوم اور موہوم شئے قرار دیں۔ وہ ہے۔ اُس کے ہونے سے انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ عیاں راچہ بیاں! ہاتھ کے کنگن دیکھنے کے لئے آرسی کیسی! اُس کا ہونا مسلّمہ ہے۔ وہ واقعی ہے۔ اور اگر ایشور نے اُسے بنایا ہے۔ تو پھر وہ اُس سے مختلف ہوا یا نہیں! بنی ہوئی شئے سے بنانیوالا مختلف ہوتا ہے۔ بنانا ایشور کی صنعت ہے۔ بنانا ہستی میں لاتا ہے۔ کاریگر اپنی کاریگری کے کرتبوں کو اپنے سے جدا دکھاتا ہے۔ یہ بھی واقعہ اور صحیح بات ہے۔ باوجودیکہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا۔ لیکن صنعت

اور صنعت گر کے مختلف اور جدا ہونے کا خیال میرے دل سے دُور نہیں ہوتا - یہ میری دلی پریشانی اور عقلی حیرانی کا باعث ہوا ہے - دل کو میں لاکھ لاکھ سمجھاتا ہوں - لیکن وہ نہیں مانتا - وہ اختلاف کی علامت کے قائم کرتے ہی تلا بیٹھا ہے - اسے پھر دوبارہ ذہن نشین کرائیے ۔"

دیال نے نند و بھائی کی جانب بغور نظر کی - پھر زبان کھولی - "جو تم نے کہا ہے - جس خیال کو دل میں قائم کر رکھا ہے - جیسا نقطۂ نگاہ بنا بیٹھے ہو - مجھے اس کے ساتھ بحث نہیں ہے - میں خود اس جگت کو اُتپن ہوا یا معدوم نہیں کہتا - یہ ہے اور صحیح واقعہ ہے - اور اس وجہ سے یہ اور بھی صحیح واقعہ ہے - کہ ہم تم سب جگت میں ہیں - جگت کا بیوہار کرتے ہیں - اور اسی جگت کے بیوہار سلسلہ میں برہم وچار - یا برہم کے برہم ہونے کے وچار کی طرف مائل ہوتے ہیں - یہ نہ ہوتا - تو ہم کبھی وچار کے قابل نہیں ہوتے - اس موقعہ پر یہی ہمارے عقلی رگ و ریشوں کے متحرک کرنے کا باعث ہو رہا ہے - یہاں تک تو موجودہ وقت میں - میں تمہارے ساتھ متفق ہوں - اور اگر متفق ہونے سے انکار کر دوں - تو پھر سمجھانا بجھانا بھی مشکل اور سخت مشکل ہوگا دُنیا ہے اور یہ صحیح ہے - اسے سوچو - اسی کو سوچو - اسی کے سلسلہ میں سوچتے چلو - اور تمہاری عقل خود بخود تم کو اس کے 'پرستے' پہنچاتی چلیگی - یہ میں تم کو پہلے بھی سمجھا چکا ہوں - مثلاً

ایک دائرہ (الف) ہے -
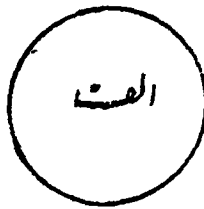
خود اس دائرہ کو دیکھو۔ یہی سب کچھ ہے۔ کہ اس کے پرے ابھی وسعت ہے۔ ہم خود اسے دیکھ کر نتیجہ نکالیں۔ کہ بطور خود ایک محدود ہستی ہے۔ جو کسی "پرے" کی غیر محدود ہستی کے اندر قائم ہے۔ اور وہ اس کے سہارے ہے۔ مثلاً ایک مربع (ب) ہے۔

اس مربع کو دیکھو۔ یہ ہستی رکھتا ہے۔ اب سوچو کہ یہ خود سب کچھ ہے۔ یا اس کے پرے بھی وسعت ہے۔ یا آپ بغیر سہارے کے ہے۔ یا اور کسی محیط کُل سہارے کے سہارے پر ہے۔ یہ محدود ہستی کسی پرے اور وسیع تر ہستی کے آدھار پر ہے۔ مثلاً ایک مثلث (ج) ہے۔
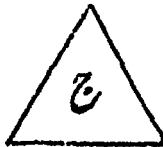
ہے یہ ہے۔ موجودہ وقت میں اس کی ہستی صحیح واقعہ ہے۔ اس سے کچھ غیر محدود وسعت گھیر رکھی ہے۔ لیکن کیا اس کے اوپر نیچے دائیں بائیں

اور وسعت نہیں ہے۔ اس کے پرے بھی وسعت ہے۔ یہ نرادھار نہیں ہے۔ کسی اور وسعت کے سہارے قائم ہے ٭

بالکل اسی طرح تمام اجسام تمام دیہہ دھاری اور تمام شریر دھاری خواہ وہ نورانی سورج چاند اور ستارے ہوں۔ خواہ وہ تاریک اور اندھیرے کرّے ہوں۔ دیوتا۔ رشی منی۔ گندھرب۔ انسان اور حیوان سب اپنی ہستی رکھتے ہوئے کسی پرے کی جانب آپ اشارہ کر رہے ہیں۔ اور اس کے لامحدود ہونے کا پتہ دے رہے ہیں۔ یہ ہستی اور ہستیوں کے متعلق سمجھو ٭

اسی طرح اگر تم عقل۔ تمیز۔ گیان۔ معرفت۔ بویک۔ وچار۔ بدھی۔ مَن چِت اور اہنکار کی خیالی صورت یا صورتوں کے نقشے اپنے دل میں بنا سکتے ہو۔ تو بنا کر دیکھو۔ یہہ سب کے سب بلا استثنا کسی پرے کی عقل کا۔ خودبخود تصوّر دیتے ہوئے چلیں گے۔ اور اپنے آپ کو کسی اور محیط کُل "عقل" کے سہارے۔ آدھار اور آسرے پر بتائینگے۔ یہ آپ نرادھار نہیں ہیں۔ نرادھار وہ ہے۔ جو ان سب کے پرے ہے۔ اور وُہی ان سب کا آدھار بنا ہوا ہے۔ یہ عقل اور عقلوں کی بابت سمجھ لو ٭

اب تم کو اختیار ہے۔ کہ جسم کی نظر سے شریر یا اجسام کو جڑ سمجھو اور عقل کی نظر سے عقل یا عقلوں کو چیتن کہہ لو۔ یہ جڑ اور چیتن کی نظر کی نظر سے ہے۔ جسے میں اپنے طور پر برہمہ کی صفت کے دو پہلو وریہد اور فلن بتاتا ہوا اور تم کو سمجھاتا ہوا چلا آ رہا ہوں ٭

ان کو تم دونند یا انضاد کہتے ہو - اور میں بھی تمہارے ساتھ متفق الرائے ہو کر کم از کم اس وقت ان کو دونند یا انضاد کہنے کو مجبور ہوں - یہ معمولی نظر اور معمولی عقل کے لئے دو ہیں - اور ان کی مجموعی صورتیں وریدا اور منن ہیں - اور یہ دونوں مل کر پرہمہ ہیں - جو وحدت ہے - اور ایک ہے - اس ایک اور ایک پنے کا اشارہ اس باہری جگت کے نظاروں میں تم کو ہر جگہ ملیگا کسی پھل کے بیج کو لو - دو اوپر نیچے کی تہیں سمٹی سمٹائی ہوئی ایک ہونے کا پتہ دیں گی - مٹر - چنا - مونگ - مسور - سب میں یہی صورتیں نظر آئیں گے - دونوں تہیں مل کر تب تاج کے خاص ناموں سے نامزد ہوتی ہیں - اور انہیں کے اندر تولید اور تناسل کے تمام سامان اور اسباب پہلے ہی سے موجود رہتے ہیں - یہ حال تمام اجسام کے تذکیر تانیث - نر مادہ - وغیرہ کا ہے - اور تمام قدرت کی طاقتوں کا ہے - چاہے وہ بجلی ہوں - یا آکاس - نور ہوں یا سایہ - مٹی ہو یا پانی - ہوا ہوں یا آگ - غرضیکہ جہاں جہاں جو کچھ ہے ہوگا - یا ہوتا ہے - سب جوڑے کی صورتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ گتھے ہوئے اپنی برہمہ کے دو اوصاف وریدا اور منن کی جانب اشارہ کی انگلی اٹھاتے اور ہم کو تم کو اور تمام عقیل انسانوں کو جتاتے رہتے ہیں *

یہ تم نے سمجھ لیا - یہ دونند یا انضاد کی حیثیت ہے - جو اس وقت دویت وادی یا مشرک ہو کر میں تم کو سمجھا رہا ہوں *

یہ سب ہیں - ان سب کے ہونے سے مجھے انکار نہیں ہے لیکن قبل اس کے کہ میں تمہارے سوال کے اصلی پہلو - خالق اور

خلقت صنعتگر اور صنعت - قادر اور قدرت - آفریدگار اور آفرینش کیطرف آؤں - اس قدر تم کو سمجھانا اور سمجھا دینا لازمی سمجھتا ہوں - کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اسی ایک برہم میں ہیں - برہم ہیں اور برہم سے جدا نہیں ہیں - اور نہ نیارے ہو سکتے ہیں - تتو ایک ہے - جوہر ایک ہے - اصل الاصول ایک ہے - وہ دو نہیں ہے - اور نہ کبھی وہ منقسم ہوا - نہ جزویات کی صورت میں آیا - اور نہ اس کا کبھی قطع برید ہوا - اور نہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا -

تتوں یا عناصر کی دنیا میں آکاس پہلا تتو یا عنصر ہے - اسی سے بتدریج - ہوا - آگ - پانی - اور مٹی کے تتوؤں کا ظہور ہوا - اسے تم پہلے بھی بار ہا سن چکے ہو - بار بار کیا کہا جائے - دیکھو - ہوا آگ پانی - اور مٹی کے ہونے سے کبھی کیا آکاس کے ٹکڑے ہو گئے؟ آکاس تو آکاس ہی رہا - اور اب بھی آکاس ہے - یہ ہوا آگ پانی اور مٹی نہ اس سے جدا ہیں - نہ نیارے ہیں - ان کی مختلف الصورتی نے ایک دم کے لئے آکاس کی وحدت کو صدمہ نہیں پہنچایا - وہ جیسے کا تیسا ہی رہا - یہ ہوں - ہوتے رہیں - ہوا کریں - آکاس کی ہستی کو ان میں سے کب کسی نے چھینا - اور کب چھین سکتا ہے - ان تمام قدرتی طاقتوں میں بھی وہی برہم ہونے کی دو صفتیں 'درہد' اور 'منن' داخل ہیں - ان میں سے ایک کو نفی اور دوسرے کو اثبات کہتے ہیں - غرضیکہ جہاں جہاں دیکھو گے - برہم کی اس صفت کا دو ہونا ہر شے - ہر صورت - ہر وقت اور ہر جگہ محیط کل ہوتا ہوا پرتیت ہو گا ؛

اسکی یکتائی ہی ثابت چاہے جس کو دیکھ لو ہے اسی کا سب میں جلوہ چاہے کوئی کچھ بھی ہو

مجھ میں ہے تم میں بھی ہے اسمیں بھی ہے وہ باوفا
یہ سمجھنا بھی نہیں مشکل جو ہو فہم و ذکا
جسم میں ہے عقل میں ہے سب میں ہے سب کے سِوے
ہے پرے وہ خوش ادا اور خوش ادائی سے پرے
سب میں دیا پک ہمہ ہے اور یہ ہمہ سو نیارا ہے کون
چاہیے ہو جیسی دشا اُسکے سوا پیارا ہے کون
دشمنوں کی دشمنی اور دوستوں کا پیار ہے
دل ہے دلبر دلبری ہے دلدہی دلدار ہے

گیارھویں کلا

ایشور کی صفت پر مزید ترین وچار

رہ کے سمندر کے اندر قطرہ کہتا ہے آب ہے کیا
ذرہ پوچھ رہا ہے ناحق سورج اور مہتاب ہے کیا
عطر عطر کی رگ رگ بنا شیشی میں آکر بیٹھ گیا
بُو کے لب پہ سوال یہ کیوں آیا ہے گلشن اور گلاب ہے کیا
صرصر اور سموم و صبا کی شکل میں جھونکے بہتے ہیں
ہوا کی بابت جب وہ پوچھیں سمجھو اسکا جواب ہے کیا
خواب خواب ہیں کے ہیں سہارے خواب خواب میں سپنے دیکھا
اس سودائی کو سمجھاؤں کیسے اسکا خواب ہے کیا

مچھلی کھیلتی رہتی ہے اور پوچھتی جاتی ہے ہر دم
آب ہے کیا سیلاب ہے کیا کیا لہریں ہیں گرداب ہے کیا

نند و بھائی نے کہا " آپ کی زوردار اور موثر تقریر کا کیا کہنا ہے ! تھوڑی دیر کے لئے سننے والا خیال کی عجیب و غریب دنیا کی سیر کرنے لگ جاتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو بالکل بھول جاتا ہے ۔ لیکن بغیر ساکشات ہوئے حقیقت میں اس کی گتھی کا ہمیشہ کے لئے سلجھنا بہت مشکل ہے ۔ اب میں شبد یوگ کے عمل کی جانب ضرور توجہ دیکر اس حقیقت کے عین الیقین کرنے کی کوشش میں لگونگا ۔ آپ نے آکاش کو تمام عناصر

یاتتوں میں محیط کل قرار دیا۔ یہ میرے ذہن نشین ہو چکا ہے۔ کیا اور کسی طرح سے اس آکاس ہی کی مثال یا مثالوں سے اس محیط کل برہمہ کے اکھنڈ ہونے کا مضمون سمجھائیگا؟"

دیال مسکرایا۔ "ویدانتی ہمیشہ گھٹ آکاس۔ چدا کاس۔ مہا اکاس وغیرہ کی مثالیں دے کر برہمہ کے اکھنڈ ہونے کا مضمون سمجھاتے رہتے ہیں جو عام کتابوں میں موجود ہیں۔ میں تم کو بہت معمولی مثالیں دیتا ہوں۔ مثلاً تم اسی رادھا سوامی دھام کی وسیع عمارت کو لے لو۔ اس کے احاطہ کے باہر آکاس ہے۔ جو آکاس کی محیط ہستی سے رلا ملا ہوا تم کو نظر آ رہا ہے۔ تم احاطہ کے اندر آ گئے۔ کہنے کے لئے باہر کا آکاس احاطہ کے آکاس سے جدا ہو گیا۔ اب اس احاطہ کو چھوڑ کر تم دھام کی عمارت کے اندر داخل ہو لئے۔ یہ اندر کا آکاس احاطہ کے آکاس سے ظاہرا مختلف بن گیا۔ پھر کسی کمرہ کے اندر جا کر بیٹھ رہے۔ کمرہ کا آکاس دیکھنے میں عمارت کے آکاس سے جدا پرتیت ہوا۔ یہ مختلف قسم کے آکاس ہو لئے۔ باہر کا آکاس۔ احاطہ کا اکاس۔ عمارت کے اندر کا اکاس اور پھر کمرے کے اندر کا آکاس۔ چار آکاس ہو گئے۔ لیکن کیا احاطہ۔ عمارت اور کمروں سے آکاس ٹکڑے ٹکڑے ہو لئے۔ وہ تو جیسا تھا۔ ویسا ہی رہا کہنے کے لئے تم کو اختیار ہے۔ جو چاہو وہ کہو۔ لیکن آکاس میں نام کے لئے بھی فرق نہیں آیا۔ بجنسہ اسی طرح برہمہ کی دربد ہستی کا حال ہے۔ اس دربد (عظیم) ہستی کے اندر سب رہتے ہوئے ایک دم کے واسطے بھی اس سے نہ جدا ہیں۔ نہ جدا ہو سکتے ہیں۔ لاکھ کوشش کرو۔ جدائی امر

محال ہے۔ اور یہ ہو کیسے سکتی ہے! برہم کی وراٹ (عظیم) ہستی ہی تو سب کے اندر باہر اوپر نیچے۔ دسوں طرف محیط کُل ہو رہی ہے۔ جتنے چاہو پردوں پر پردے بناتے ہوئے چلے جاؤ۔ جیسے آکاس منقسم نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی برہم کی بھی کیفیت ہے۔ اس نظر سے برہم سب میں ہے۔ سب ہے اور سب کا ہے۔ ایک نہیں بے شمار نام اور رُوپ بنتے جائیں۔ وہ سب کے سب برہم ہی برہم ہیں۔ برہم ہی نام میں ہے۔ اور برہم ہی رُوپ میں ہے۔ اور برہم ہی نام رُوپ کے ورے پرے بھی ہے۔ اُس کے سوا میرے تصور میں تو کچھ آتا نہیں۔ تم کلیت اور عارضی حالتوں کو دیکھ کر جیسی چاہے ویسی رائے قائم کرو۔ تم کو اختیار ہے۔ لیکن یہ خیال رہے یہ رائے بھی جو قائم کی جائے گی۔ برہم ہی کی اور برہم ہی میں ہو گی۔ برہم سے نیاری کسی صُورت میں بھی نہ ہو سکیگی"

نندو بھائی بولے۔"یہ میں سمجھ گیا۔ جس طرح ایک ہی تتو یا ایک ہی جوہر نام رُوپ بدلتا رہتا ہے۔ اور نام رُوپ بدلتے ہوئے بھی وہ اصل کا اصل اور غیر تبدیل شدہ ہوتا ہے۔ ویسے ہی برہم بھی ہے۔ وہ تتوں کا تتو، جوہر کا جوہر۔ اور اصول کا اصول ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ اس برہم میں رچنا کیسے ہوئی؟"

دیال نے جواب دیا۔"اس سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے بھی تم نادانستگی میں وہی تو سوال کر رہے ہو۔ خیر! میں تم کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جس طرح مکڑی اپنے اندر سے جالے کو نکال کر اوپر نیچے۔ اور چاروں طرف تانے بانے کر کے جالا تنتی ہے۔ ویسے ہی مایا جو برہم کی شکتی

ہے - اُسی سے اُسی کے اندر رچنا کرتی رہتی ہے - "

" اس رچنا کا سامان برہمہ کے باہر سے نہیں آتا - وہ خود برہمہ میں برہمہ کا ہے مسلمان اور عیسائی کہتے ہیں " خدا نے نیستی سے ہستی پیدا کی - پہلے کچھ نہیں تھا نیستی تھی - اور اُس نے اس نیستی سے سب کچھ پیدا کر لیا - اور پیدا کر دکھایا - "

یہ خیال بالکل غلط اور بے سر او پیر کا ہے نیستی سے ہستی کا ہونا بعقلی کی بات ہے جو ہے نہیں اُس سے ہستی کا امکان کبھی ہوتا ہی نہیں جس طرح چاہو اس بات کو عقل کی کسوٹی پر کس کر اپنا اطمینان کر لو - ایک بات تو یہ ہوئی - دوسری بات یہ ہے کہ یہ مذہب والے آخر خدا کی ہستی کے تو قایل ہیں - خدا کی جب ہستی ہے تو یہ کیوں نہیں کہتے - کہ خدا نے اپنی ہستی سے عالم شہود کی ہستی کو ظاہر کیا - ایسا کہنا شاید زیادہ موزوں اور مناسب ہوتا - اور عقل سلیم کو اس کے صحیح تسلیم کرنے سے گریز نہ ہوتا ؎

جس معنی میں عیسائی اور مسلمان خدا کو خالق پیدا کرنیوالا اور آفریدگار مانتے ہیں وہ خیال بھی غلطی اور غلط فہمی پر مبنی ہے - خدا ایسا خالق نہیں ہے جس نے اور جگہ سے سامان لیکر بڑھئی کی طرح میز اور کرسی لکڑی میں سے بنائی - پھر اس میں وہی محدودیت کا نقص آ جائیگا - اور علاوہ خدا کے مادہ کی ہستی کو بھی ماننا پڑیگا - اس امر کی وضاحت میں مثال کی مدد سے کرتا ہوں - جیسے لکڑی کے اندر میز اور کرسی کا سامان پہلے ہی سے موجود تھا - اور بڑھئی نے لکڑی کے اندر سے میز اور کرسیوں کا اظہار اپنی صنعتگری کی مدد سے کیا جسطرح پتھر کے اندر مورتوں اور برتنوں کا سامان پہلے ہی سے موجود تھا سنگساز نے ہتھوڑے کی مدد سے گھڑ کر انہیں ظاہر کر دیا - بالکل اسی طرح ایشور نے اپنے اندر سے اس دنیا اور دنیا کے ساز و سامان کو پرگٹ کر دیا - پرگٹ کرنا اور بات ہے اور پیدا کرنا دوسری بات ہے اور

پیدا کرنیکے معنے ظاہر کر دینے کے لے لیئے جائیں تو یہ بھرم جاتا ہے۔ ایشور نے جگت کو پرگٹ کر دیا اور یہ دُنیا ارتقائی اصول کے موافق اُسی میں سے اُسی کے اندر پرگٹ ہو گئی اور اسی پرگٹ ہونے کا نام رچنا ہے۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ یہ لوگ ایشور کو غنی اور لا احتیاج بتاتے ہوئے پھر اُسے مادہ وغیرہ کا محتاج ثابت کرتے ہیں۔ اصل میں ایشور ہی اس رچنا کا نام نمت اور سادھارن کارن ہے۔ جڑ اور چیتن کا سامان وہ کہیں باہر سے نہیں لایا۔ اور اسی نظر سے ویدانت اُسے برہمہ کہتا ہے۔ جس میں ورہد اور متن دونو قسم کے سامان موجود ہیں۔ جڑ اور چیتن سب اُسی میں اور اُسی کے اندر ہے۔

اگر ایک مرتبہ ایشور کی وحدانیت کا مسئلہ سمجھ میں آجائے۔ تو ابھی دم کے دم میں پتہ لگ جائے کہ سوا ایشور کے اور کوئی شے ہستی۔ طاقت اور عقل کا سرچشمہ نہیں ہے۔ اور اُسی وقت سے اُس کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا تصوّر دل میں مسلّط ہونے لگے۔ جب تک یہ خیال دل کے جاگزیں ہو کر سرایت نہ کریگا تب تک لاکھ کوئی کوشش کرے۔ ایشور کے کمال اور مکمل ہونے کا اُسے یقین نہ آئیگا۔

سب میں ہے دلدار میرا سب کا وہ دلدار ہے
بیکسوں کا یار ہے۔ مغموم کا غمخوار ہے

برگ میں شکل طراوت بیج دبن میں ہے نمو
گل میں کا ہے وہ رنگ متمکن بہ نوک خار ہے

مسئلہ توحید آجائے سمجھ میں پھر ہے کیا۔
غیریت ناپید ہو الفت کا تب اظہار ہے

بے تعصب ہو کے انساں سوچ لے اس بات کو
کیوں کسی کے استدن وہ شے لے آزار ہے

دو میں کھٹ پٹ کا ہے امکاں ایک میں امکاں نہیں
کر کے جھگڑے مذہبی باہم بشر کیوں خوار ہے

دل میں دو کا ہے گماں شیطاں خود پھر لڑ پڑے
دونوں سے عاجز ہوا۔ دُنیا کا ہر دیندار ہے

کُفر اور اسلام دونوں کی خدا پر ہے بنا
پھر عبث کیوں شرک کا یہ وہم اور پندار ہے

سوچنے والو! سمجھ لو معرفت کا راز سب
سہل میں بحر الم سے آپ بیڑا پار ہے

ایسا ہے۔ جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں۔ یا ایسا نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے۔ ہونا ایسا ہی چاہیئے۔ خارجی اعمال اور افعال کے اسباب اور نتائج پر مذہبی نقطہ نگاہ سے اس پر بحث ہوئی ہے۔ موجودہ ارتقائی اصول کو اس زمانہ کی نظر سے زیر بحث نہیں لیا گیا۔ صرف بگیہ وغیرہ کے مضامین تک اُسے محدود رکھا گیا۔ تاہم میرے اس طرح کہنے سے ویدانت کی علمی تحقیقات کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اس کمی کو بشرطیکہ وہ کمی تسلیم کیجائے۔ بہت کچھ سانکھیہ نے پوری کی ہے۔ اور اُتر میمانسا یعنی ویدانت ویسا ہی ہے۔ جیسا میں نے تم کو اپنے نئے اور انوکھے طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اچھا ہو۔ کہ سانکھیہ اور ویدانت کا مطالعہ ساتھ ساتھ ہو۔ تب اور بھی تحقیقات کا مزید لطف ملے ؛

چونکہ اب تم لوگ سب کے سب اُکتا گئے ہو۔ اور زیادہ سبق لینا مقصود یا منظور نہیں ہے۔ میں ست سنگ کو برخاست کرتا ہوں۔ ایشوروا د کے تعلق میں اس قدر وچار کم نہیں ہے۔ گو میں اور بھی کچھ اس پر کہنے والا تھا ؛

تمام ست سنگیوں نے نمسکار کیا۔ اور آرام کرنے کی نیت سے سادھو دھرم شالا کے کمروں میں گئے۔ جو سادھوؤں کے رہنے کے لئے تعمیر کرائی گئی ہے ؛

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!! رادھا سوامی سہائے!!!

ختم ہوا

ایشور گیان پرکاش

OUR SPECIALITY.

Books in English, Hindi and Urdu, Political, Social, Moral and Religious printed in any part of India and suitable to the present taste kept in stock

Detailed list posted free on application

Please apply to:—

MANAGER,

RADHA SOAMI BOOK DEPOT:

CHANGAR MOHALLA,

ANARKALI, LAHORE

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۷۷ R. S.

سالانہ چندہ ۲ روپیہ (جملہ حقوق بحق پبلشر) نمونہ کی قیمت ۳ر

گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۲ - بابت ماہ جون ۲۵ء نمبر ۳

نا من کا بھرم ہو اور بدھی ہو نہ بھرانتی وحدت کی حقیقت ملے۔ آجائے سچی شانتی
بھے نہ ہو۔ بھیانہ ہو دیدھا نہ ہو چنتا نہ ہو۔ آتم گیانی ہوگا بس لسند بہہ وہ ویدانتی

مصنفہ و مرتبہ
شیوبرت لال
مصنف گیان رامائن - وگیان کرشنائن - وگیان بودھائن - وگیان نتوزائن
وگیان سنتائن - وگیان وششٹائن وغیرہ وغیرہ
مقیم شکارپور (سندھ)

صلائے عام - ویدانت پسند طبیعتیں اس میگزین کے مطالعہ سے دین و دنیا بنائیں
ویدانت کے مخالف جس قدر ہو سکے اس کی تردید اور ترمیم بطلان اور تنسیخ میں اپنا
سارا زور لگائیں - اور اپنی منافقانہ تحریرات مصنف کے غور کے لئے بھیجیں - یہ
دعوت برادرانہ محبت کی اصلی سرچشمی اور بے خوفی کے ساتھ ہر دو گروہ کو دیجاتی ہے -

میری غلطی اور غلط فہمی کو کردو دور تم
میں اگر سچا ہوں پڑھ کر ہو اسے مسرور تم (شیوبرت لال)

پبلشر نند کشور مکٹ مینیجر ویدانت میگزین - چترگڑھ محلہ - انارکلی - لاہور
نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر چترگڑھ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

دستور العمل

۱۔ ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو ہمیشہ ۳ تاریخ کو نکلیگا۔ جن صاحب کے پاس نہ پہنچے۔ وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ؛

۲۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ؛

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ؛

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپیہ معہ محصولڈاک ممالک غیر سے للعہ تازہ نمونہ کی قیمت صرف ۴؍ بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲؍ ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں ؛

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط و کتابت بنام پبلشر و منیجر ہونی چاہیئے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اس کے بغیر نام کا پتہ نہیں لگتا ؛

۶۔ رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ؛

۷۔ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل پتہ تحریر فرمائیں ؛

منیجر ویدانت میگزین۔ چابک سواراں محلہ انارکلی۔ لاہور

درخواست

صاحب من!

ویدانت میگزین کو جاری کئے ہوئے آج ساتواں مہینہ ہے۔ رسالہ جس
قسم کا ہے۔ آپ خود جانتے ہیں۔ انگریزی زبان تک کے کسی یورپ
اور امریکہ تک کے رسالوں سے مقابلہ کر کے دیکھئے۔ خواہ کوئی کتاب
پڑھئے۔ اس پایہ کی چیز آپ کو نہ ملیگی۔ مہرشی ایڈیٹر جی مہاراج کا دعویٰ
ہے۔ کہ جو لوگ اس میگزین کو پڑھیں گے۔ ممکن نہیں۔ کہ سال
کے اندر اندر ان کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آجائے۔ یہ علمی مشغلہ ہی
نہیں ہے بلکہ عملی زندگی کے سانچہ میں ڈھالنے کا یقینی ذریعہ
ثابت ہوگا ؛

سوا اس کے خریداروں کے ذریعہ کے ہم کو اوروں کے پاس پہنچنے
اور اس کی خریداری کے شوق دلانے کا سامان کوئی نہیں ہے۔ ہم
آپ کی سات مہینہ سے خدمت کر رہے ہیں۔ آپ اگر ہماری خدمت
کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔ تو اتنا تو کیجئے کہ ہر خریدار کم از کم دو چار
نئے خریدار بنا دے۔ رسالہ سستا۔ ہر دلعزیز اور مقبول
عام ہے۔ اور آپ کے لئے ہماری ہمدردی کرنا آسان ہے ؛
آج تک سوا پانچ یا پندرہ خریداروں کے جنہوں نے خریدار ہم پہنچائے
ہیں کسی کا جواب تک موصول نہیں ہوا۔ جتنی کوشش ہو سکے اتنی ہی کیجئے
امید ہے آپ اس دفعہ مایوس نہ فرمائیں گے

خادم
نند کشور
مینیجر ویدانت میگزین۔ لاہور

تیر بہدف ادویات

شو وٹی } تمام بادی و بلغمی امراض مثلاً دمہ کھانسی تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ درد چشم رنا خونہ وغیرہ امراض چشم کے لئے از حد مفید بخار ہر قسم و بادی سنپات ہر قسم کی بیماریوں قبض ہر قسم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم ہر قسم۔ تنگی بول۔ بدہضمی۔ کمزوری معدہ۔ سنگرہنی۔ سوزاک گنٹھیا۔ آتشک پرمیہ۔ ذیابیطس بدبو دہن۔ درد سر چلودھر ضعف باہ مرگی ناسور۔ گنج شیکوری۔ زہریلے جانور سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام۔ درد ناف۔ تنگی نفس۔ سنگ مثانہ ڈبہ اطفال اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد بے خطا دوائی ہے قیمت ۹۴

گولی ۱۲ ۳۲ گولی ۱۲

استری سنجیون وٹی } یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں (یعنی ماہک رجو درشن) حیض کا کم آنا حیض کا نہ آنا۔ یا درد سے آنا یا بیقاعدہ آنا۔ اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ارتھات ان سب پرانی سے پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سپورن بادی کے روگ کوڑھ بواسیر سنگرہنی۔ پرمیہ۔ وات رکت (رگوں کے بگاڑ) نابھی ٹل پیٹ درد۔ بھگندر۔ دیکھے روگ۔ تپدق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی ہسٹیریا یعنی اختناق الرحم مندا اگنی کھانسی شواس اور اروچی بدہضمی وغیرہ وغیرہ سب روگوں کو دور کر کے طاقت ور بناتی ہے۔ یہ دوائی پرشوں کے دھاتو وکار کو دور کر کے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے۔ ارتھات ۸۴ قسم کے سب وات روگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں۔ قیمت ۶۰ خوراک ۱۲ تینس ۳۳ خوراک ۱۲

مینجر راد ہا سوامی اوشدھالیہ۔ چنگڑ محلہ۔ انارکلی۔ لاہور

R.S.

ویدانت میگزین

جلد ۲ - بابت ماہ جون ۱۹۲۵ء - نمبر ۳

گورُو کے چرن کمل میں آستی کے ساتھ پڑھنے والوں کو چتاولی

آپ کے چرنوں میں آیا بھرم تج نربھرانت ہو
مٹ گئی دُبدھا کی دُو چِتا سُکھ مِلا اب شانت ہو
دو یہ آشیرباد شگور رادھا سوامی دین ناتھ
لابھ دایک پڑھنے والوں کیلئے ویدانت ہو

ایک ہو تم ایک ہو - تم ایک ہو تم ایک ایک
بھرم سے اگیان سے کہتے ہیں اگیانی انیک
ایک میں پلتے ٹھکانا - ایک کا لے آسرا
ایک کی من میں رہے دن رات درڑھ اور سچی ٹیک

جیسی درشٹی ویسی سرشٹی - درشٹی ہی کا کھیل ہے
بھید سمجھے کوئی گورُو کھ - جب گورو سے میل ہے
دھیان سے سمرن بھجن - سنشردن منن سے کام ہو
نروِپ کا جب گیان ہو آنند سکھ اور کیل ہے

تو کہوں یا میں کہوں دونوں ہی ہیں آپس میں ایک
ایک ہی ہے مُول اُس کے آسرے ہیں سب انیک
دیش کال و وستو کے ہیتا ہو جو بنس تن پرے
ہے وہی زیبا یا ایک گیانی کو ہے اُس کی ٹیک

دیکھو سورج کو اُس میں کیسے رہتی ہے کرن
کرم بھرم اور مرم تک سب ہیں اُسی کے آسرے
اور سُندرتا ہی کے آدھار پر اُس کا پھبن
جوگی کرتے ہیں سدا اُس کے لئے جھلکی جتن

وید کا جو انت ہے وہ وید ہی کی آد ہے
ہے وہی سب میں اُسی کا سب میں ہوتا ہے پرکاش
مدھیہ آد اور انت۔ تر بھر اُس پہ سب ایستاد ہے
ستیہ چِتّم۔ شُدھ بُدھم۔ وہ اننت اناد ہے

مایا تو مِتھیا ہے ستّا اُس میں ہوتی ہی نہیں
ایک میں ہے بھرم دو کا۔ مل کے دونو ایک ہیں
ستیہ جو ہوتی تو ستّا اس کی کھوتی ہی نہیں
ایک کی جو کلپنا ہے پرتھک وہ ہوتی ہی نہیں

گورو میں سیوک اور سیوک میں گورو ہی سروَدا
سِندھو میں ہے بُند اور ہے بُند میں ساگر پرگٹ
آتم ستّا میں ہے دیاپک آپ ہی وہ آتما
ایک ہی ہیں بُند ساگر۔ مل کے رہتے ہیں سدا

رادھا سوامی سنت ستگورو کے بچن سُن لیجئے
آپنے ست سنگ میں ست سنگ کی مہما سمجھ
آپ کو پہچانئے آپا ہی کو جیت دیجئے
گیان کی اِچھیا جو ہو سنگت گورو کی کیجئے

وحدت کے خیالات

بحرِ عظیم تموج میں خود قطرہ موج حباب ہوا
ذرہ ذرہ ہو کر چمکا۔ چمک دمک سے آپ آیا
بھاپ برف ہو پانی ہے اور پانی کا فوارہ ہے
بُو نے شکل کثیف بنائی گلشن اور گلاب ہوا
دن کو نورانی سورج اور رات کو وہ مہتاب ہوا
وہ سیلاب سراب ہوا گردش کھا کر گرداب ہوا

نام و شکل کے پردوں میں جلوہ وہ اپنا دکھاتا ہے | موتی مرجاں لعل و زمرد کا وہ آب و تاب ہوا
کفر میں اور اسلام میں انکار اور اقرار میں آپ ہے وہ | سچ میں از حقیقت آیا قائل شیخ اور شباب ہوا
عاقل کا ہے عقل، علم ہے عالم کا۔ فاضل کا فضل | پیروں کی پیری ہے جوانوں کا وہ جوش شباب ہوا

کہتا ہوں کہ جاتا ہوں کہنے سے میں نہیں رکتا ہوں
وہی ثواب و خیر و برکت خود وہی عتاب و عذاب ہوا

نکتے

(۱) جو "نہیں" ہے۔ وہ "ہاں" نہیں ہو سکتا۔ جو "ہاں" ہے۔ وہ "نہیں" کبھی نہیں ہوا۔

(۲) خوشی صرف لامحدودیت میں ہے۔ محدودیت میں خوشی کیسی؟ تنگ خیالی میں تنگی میں تنگ نظری۔ تنگ دلی۔ اور تنگ خیالی رہتی ہے۔ وسعت میں وسیع نظری۔ وسیع دلی۔ اور وسیع خیالی رہتی ہے

(۳) جو اوپر نیچے۔ دائیں بائیں۔ ہر وقت ہر جگہ۔ اور ہر شے میں نظر آیا کرتا ہے۔ وُہی حقیقی ہستی ہے۔ اور اسی ہستی کا نام آتما ہے

(۴) جو نظر آتا ہوا نہیں نظر آتا۔ جو نظر نہ آتا ہوا نظر آتا رہتا ہے۔ وہی تو آتما ہے۔ اس کے سوا آتما اور کیا ہوتا ہے۔ یا ہوگا؟

(۵) جو مچھلی کے اندر باہر ہے۔ جو مچھلی کے اوپر نیچے۔ چاروں طرف محیط کل ہو رہا ہے۔ وُہی تو پانی ہوگا۔ پانی اور کیا شے ہے؟

۶۔ جو آتما کو دیکھتا ہے۔ آتما کو سمجھتا ہے۔ آتما کو پیار کرتا ہے

آتما میں سُکھی رہتا ہے۔ آتما میں کھیلتا ہے۔ وُہی سچا آتم وادی۔ آتما کا جاننے والا اور وُہی گیانی ہے ✣

(۷) جسے آتما کا گیان ہو گیا۔ پھر وہ نہ مرتا ہے۔ نہ جنمتا ہے۔ نہ دُکھی ہوتا ہے۔ نہ اگیانی رہتا ہے۔ لافانی زندگی۔ لافانی علم۔ اور لافانی سرُور کی وراثت اُسے ہمیشہ کے لئے مِل جاتی ہے۔ جو اُسے پہلے ہی سے حاصل تھی۔ صرف بھرم اور اگیان کی وجہ سے اُسے علم نہیں تھا۔ گیان پاکر علم ہو گیا۔ اِس لئے اِس بھرم کو دِل سے دُور کرو ✣

شکایت بہت سے خطوط ہر مہینے موصول ہوتے ہیں۔ کہ رسالہ نہیں مِلا۔ جواب التماس ہے کہ یہاں سے باحتیاط دو تین دفعہ دیکھ بھال کر رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ پھر نا ممکن ہے کہ آپ کو رسالہ نہ ملے۔ اگر یہ شرارت یا سُستی ہو سکتی ہے۔ تو صرف پوسٹ مین کی۔ آپ اپنے پوسٹ مین کی تنبیہ کریں۔ پھر رسالہ گُم نہیں ہوا کریگا

نیاز مند:- **مینیجر**

ضروری گذارش کئی اصحاب تبدیلی کے وقت اطلاع نہیں دیتے اور ہم حسب معمول پہلے ہی پتہ پر رسالہ بھیجتے رہتے ہیں۔ بعد ازاں شکایت ہوتی ہے۔ کہ رسالہ نہیں مِلا۔ عارضی تبدیلی کی صورت میں پوسٹ ماسٹر کو ہی لکھنا کافی ہے۔ لیکن مستقل تبدیلی کے وقت دفتر کو فوراً اطلاع دینی لازمی ہے ✣

ناظرین نوٹ فرمائیں ✣

مینیجر

۲۱۹

آتم گیان پرکاش

قیمت فی جلد ۱۲

جملہ حقوق محفوظ

آتم واد کی درشٹی سے ویدانت

مصنفہ

شیوبرت لال

ایڈیٹر و مصنف

ویدانت میگزین اردو

جس کو

نند کشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین

چنگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

جون سنہ ۲۵ء

R.S.

فہرست مضامین

آتم گیان پرکاش

دیباچہ

قدرت میں روشن اور تاریک دو پہلو ہوتے ہیں۔ اگر انسان نے اپنے آپ کو عادت کی مشاقی سے تاریک پہلو دیکھنے کا عادی بنالیا ہے۔ تو اُسے ہر شے تاریک ہی تاریک نظر آئیگی۔ اور اگر وہ روشن پہلو کے دیکھنے کا مشاق رہا ہے۔ تو اُسے تاریکی میں بھی روشنی کی جھلک دکھائی دیتی رہیگی۔ جوان زیادہ تر کیوں خوش رہتے ہیں؟ کیونکہ زندگی کی خوشیوں کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ اکثر بوڑھے کیوں مَن مارے پڑے رہتے ہیں؟ کیونکہ اُن کی آنکھوں میں دُنیا اندھیری ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ کبھی نہ سمجھو۔ کہ تمام جوان خوشدل ہوتے ہیں۔ اور تمام بوڑھے مُردہ دِل بنجاتے ہیں۔ ایسے بوڑھے ہر جگہ ملیں گے۔ جو مزاج کے چلبلے ہوتے ہیں۔ اور ایسے جوان بھی ہیں۔ جن کے مُنہ پر ہوائیاں چھٹتی رہتی ہیں۔ یہ کیوں ایسا ہے؟ عادت کی مشاقی۔ نگاہ کی خصوصیت! اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ؛

ان دو قسم کی مخلوق کے سوا انسانوں کے درمیان ایک ایسا گروہ بھی ہے۔ جس نے روشن اور تاریک دونوں پہلوؤں سے اپنے آپ کو اونچا بنا رکھا ہے۔ متضاد صورتوں میں کوئی بھی اُس کے دِلی کشش کا مرکز نہیں ہے۔ نہ اِدھر نہ

اُدھر - نہ روشن نہ تاریک - نہ اُمید نہ مایُوسی - نہ خوشی نہ خاموشی! نہ کامیاب نہ ناکامیاب!
نہ سُست نہ چُست - نہ سخت نہ نرم - نہ سرد نہ گرم! یہ بات صرف کسی کسی کی سمجھ
میں آئیگی - ہر شخص نہ اسے سمجھ سکتا ہے اور نہ اسے سمجھا ہی سکتا ہے - میں سمجھتا
تو ہوں - لیکن سمجھانا میرے لئے بھی مشکل ہے - اگر اس بات کو مدنظر رکھ کر
تحریر اور تقریر کا سلسلہ شروع کروں - تو پڑھنے اور سُننے والا مشکل سے کوئی ایک
آدھ ملیگا - اس لئے یہ کوشش زیادہ تر ناکامیاب ہی سمجھی جائیگی - اس لئے
مجھے بھی وقتاً فوقتاً تحریر اور تقریر دونوں کے پہلو بدلنے پڑتے ہیں - تب جا کر
کچھ پڑھنے اور سُننے والوں کی تعداد ہاتھ آجاتی ہے +

رنج و غم کی داستان سُناؤ - مصیبت زدہ لوگ پھوٹ پھوٹ کر زار زار رونے
لگیں گے - اُن میں رقت آئیگی - اور کہیں گے - آہا! کیسا مؤثر اور فصیح تقریر کرنے
والا ہے - جو دلوں کو ہلا دیتا ہے - خوشی اور مسرت کی کہانیاں سُناؤ - خوشی پسند
دل گلاب کی نئی کلیوں کی طرح چٹکتے ہوئے تو شگفتہ اور خنداں پھول بن جائینگے -
"آہا! یہ کیسا خوش تقریر ہے - جو مُردہ دلوں میں نئی رُوح پھونک دیتا ہے" +

کام ان دو طریقوں میں ہُوا کرتا ہے - اور مجھے بھی لفاظیوں کے متضاد
پہلو اختیار کرلنے پڑتے ہیں - زیادہ تر انسان بائیں یا دائیں کروٹوں میں اُلٹے
پُلٹتے ہوئے سوتے ہیں +

وہ تیسرا گروہ کہاں ہے؟ جو دائیں بائیں سے تعلق نہیں رکھتا - صرف
چِت ہی لیٹتا ہے - تم اگر چت لیٹو - تو طرح طرح کے خواب آئیں گے - اور
دُنیا صلاح دیگی - کہ چت لیٹنے کی عادت ترک کرو - اور تم اُسی کی سُنو گے -
اگر میں کہوں - کہ چت لیٹو - تو بُرا مان جاؤ گے - حالانکہ چت لیٹنے ہی میں

رُوح کی خیالی بلند پروازیوں کے خواب دیکھنے میں آتے ہیں۔ مرتے وقت آدمی چپت ہی لیٹتا ہے ٭

کوئی خوش ہے کوئی ناخوش – ہے سکھی۔ کوئی دُکھی۔
وہ کہاں ہے ان سے جو بے پروا ہو اپنے جیتے جی

جس شخص کو دیکھو۔ کہ اُس کی نظر۔ خوشی۔ ناخوشی۔ روشنی اور تاریکی۔ اُمید۔ اور نااُمیدی کی جانب نہیں رہتی۔ سمجھ لو کہ بس یہی ویدانتی ہے۔ ویدانتی ہونے کی علامت تم کو بتا دیتا ہُوں۔ یہ نہ کہنا۔ کہ باتوں کا بتنگڑ بنا رہا ہوں۔ کہتا ہوں سچی اور کھری۔ پاؤ تولہ یا رتی سہی۔ نہ لگاؤ نہ لپیٹ۔ نہ تصنع نہ بناوٹ نہ داؤں نہ پیچ۔ جو بات ہے صاف صاف ہے۔ آئینہ شفاف ہے۔ نہ کسی سے مانگ تانگ لی ہے۔ نہ بھانڈوں کی طرح تقلید اور نقل کی ہے ٭

ویدانت کیا ہے؟ اس پر کسی ویدانتی نے بھی یہ مُشکل کبھی غور کیا ہوگا! ویدانتی تو بھی ہیں۔ اور سب اپنے آپ کو **ادویت وادی** ہی کہا کرتے ہیں۔ لیکن ڈھونڈو۔ جستجو کرو۔ **ادویت واد** کی سچی مُراد سمجھنے والا اگر ایک بھی ملے۔ تو مجھ سے آکر کہو۔ ہاں اب میں تم کو پہلے مرتبہ اُس کا بھید بتا رہا ہُوں۔ اُسے سُن کر ایک بہت سے اِس کے مطلب سمجھنے کے دعویدار کھڑے ہو جائیں گے۔ اور یہ بہت اچھا ہے۔ خیال کی اشاعت تو ہوتی ہے۔ **وگیان رامائن** اور **وگیان کرشنائن** لکھنے سے پہلے کس کو اُن کی رُوحانی مُراد سے خبر تھی یا آج وہ خیالات کم از کم محدود طبقہ ہی میں سہی کچھ تو محیط ہو رہے ہیں ٭

ادویت واد کیا ہے؟ لوگ کہیں گے – وہ توحید ہے۔ وحدت ہے۔ ایکتو واد ہے۔ لیک کی ٹیک کا مضمون ہے۔ ایکم ادویتم ہے۔ دوستو!

یہ ادویت واد نہیں ہے۔ ادویت واد کے لغوی معنے ہیں آ (نہیں) دویت۔ (دوپنا) اور واد (مضمون) دوپنے کے نہ ہونے کا مضمون ادویت واد ہے۔ اور اس لئے وہ اکتّواد (مسئلہ توحید) ہُوا۔ میں اس کے برعکس رائے رکھتا ہُوں۔ ادویت واد نہ اکتّواد ہے نہ دویت واد ہے نہ وہ مسئلہ توحید ہے۔ نہ مضمون شرک ہے۔ پُوچھوگے پھر وہ کیا ہے؟ میں جواب دیتا ہُوں نہ وہ ایک ہے نہ دو ہے۔ نہ توحید ہے نہ شرک ہے۔ وہ صرف **ادویت** ہے۔ جو ایک اور دو میں سے کوئی نہ ہو۔ جو دویت سے یا دوپنے سے بالکل نیارا ہو وہ ادویت واد ہے۔ اگر وہ **ایک** ہوتا۔ تو اکتّواد کہلاتا۔ دو ہوتا۔ تو دویت واد کہلاتا۔ ان دونوں سے جُدا۔ نیارا۔ الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے وہ ادویت واد کہلاتا ہے۔ صاف لفظوں میں 'نہ یہ' 'نہ وہ' 'نیتی' 'نیتی' 'نہ ایک' 'نہ دو' یہ ادویت واد ہے۔

دُنیا کے جو جی میں آوے سمجھے!۔ جو جی میں آوے کہے! اُسے آزادی ہے۔ اور مَیں بھی آزادی سے اپنی آزادانہ رائے ظاہر کر رہا ہُوں۔ سنتوں کے ست سنگ اور آج کل بالخصوص **رادھا سوامی دھام** کے ست سنگ میں **دیال** عجیب پیرایہ میں ان مضامین کی دلچسپ اور دلپسند تشریح کیا کرتا ہے۔ **دیال** ویدانتی ہے یا کیا ہے! میں نہیں کہہ سکتا! میں خود اُس کی باتوں کو سُن کر کبھی کبھی دنگ رہ جاتا ہوں۔ یہ **دیال** کا خیال ہے۔ جسے مَیں قلمبند کر رہا ہُوں ؎

ادویت کی اصلی مُراد کے متعلق ایک قصہ یاد آگیا۔ **بنارس** میں شہر کے باہر ویدانتیوں کا شاستر ارتھ ہو رہا تھا۔ **ادویت وادی** (شنکراچاریہ

کے مت والے) کہتے تھے وہ ایک ہے۔ وششٹا دویت وادی (رامانجی) دعویدار تھے۔ کہ وہ صفاتی وا حد ہے۔ دویتا دویت والے (مادھوا چاری) زور دار لہجہ میں صدا دے رہے تھے۔ کہ وہ جڑ اور چیتن کے پہلوؤں کو لئے ہوئے دویت بھی ہے۔ اور ادویت بھی ہے۔ گھنٹوں بحث مباحثے ہوتے رہے۔ کوئی بات طے نہیں پائی۔ اور طے کیسے پاتی؟ کہیں ایسے یکطرفہ متعصب اور ٹیکی حمایت پسندوں نے بھی کسی سچی بات کا فیصلہ کیا ہے؟ سب تھک تھکا کر خاموش ہو رہنے ہی کو تھے۔ کہ ایک (ظاہرا) مسلمان صورت فقیر پر سب کی نظر پڑی۔ جن کو اس وقت کے ہندو پرم سنت اور اس زمانہ کے مسلمان صوفی کامل کہتے تھے۔ مغرور اور ودیا کے اہنکاری پنڈتوں کی نظر ان پر پڑی۔ جو غور سے ایک کنارے بیٹھے ہوئے ان کی دنت کتھاؤں کی کھٹ کھٹ اور کھٹ پٹ کو سن رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا "بھائی! تم کیا سنتے ہو۔ کیا تم کچھ ہماری باتوں سے نتیجہ نکال سکتے ہو؟" یہہ فقیر صاحب قہقہہ مار کر ہنسے

ایک کہوں تو ہے نہیں دوجا کہوں تو گارٔ گالٔی
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار

یہ کہا اور وہاں سے چلتے ہوئے۔ ان سب نے سمجھ لیا۔ کہ یہ بزرگ کبیر صاحب تھے ؎

دیال بھی ایسا ہی کہتا ہے۔ وہ ادویت پد کو ایک اور دو دونو سے اونچا سمجھتا ہے ؎

ادویت محتاط اصطلاح ہے۔ اور محتاط ہو کر احتیاط کے ساتھ سمجھنے اور غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے۔ ادویت کے معنے ہیں ابھید،

(تمیزی ذات سے جُدا گانہ) بھی ادویت کے معنی ہو سکتے ہیں۔ نہ ایک اور نہ دو۔ نہ واحد نہ جمع۔ نہ توحید نہ شرک۔ نہ وحدت نہ کثرت۔ اگر دو پنا بھرم ہے تو ایک پنا بھی بھرم ہے ایک کا بھرم دو کو پیدا کرتا ہے۔ یہ ادویت ہے۔"

اب مضمون واضح ہو گیا ٭

لیکن ادویت کی سمجھ کیسے آوے؟ مجبور انسانی عقل نے ست اور اسَت کے دو پہلو غور کرنے کیلئے اختراع کئے ایک اور دو کے التزام کا اہتمام کیا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو بچار، غور اور تمیز کی صورت کا پیدا ہونا غیر ممکن تھا۔ ادویت میں گفتگو کا امکان محال اور غیر ممکن ہے۔ عقلی گھوڑوں کو خوب سرپٹ دوڑاؤ۔ دل کو چاہ یک لگا لگا کر جس طرح گھماؤ پھراؤ۔ آہستہ آہستہ خود بخود راز سربستہ آپ ہی آپ سمجھ میں آتا جائیگا۔ پھر وہی پرم سنت کبیر صدا دیتے ہیں :۔

دوڑت دوڑت دوڑیا جہاں لگ من کی دوڑ
دوڑ تھکے من تھر بھیا دستو ٹھور کی ٹھور

"سوہم۔ سوہنگم۔ ادم۔ نموشوم" "اکھنڈم۔ آنادم اننتم۔ پرم۔ شوم۔" جب من چکر لگا کر سما دھت (سم = مرکز اور دھا = دھارن کرنے پر) ایکاگر ہو جائیگا۔ انجھو جاگ اُٹھیگا۔ اور ادویت کی خبر پڑے گی ٭

"جیسے پتی ورتا استری اپنے پتی میں دھیان لگاتی ہے۔ ویسے ہی یوگی اِشٹ کا دھیان کرے"۔ "جیسے کیٹ بھرنگی کا سمرن کرتا ہے۔ ویسے ہی بھگت بھگونت میں لو لگائے"۔ "جیسے نٹ سوت کے تاگے پر دوڑتا ہوا چت کو ایکاگر رکھتا ہے ویسے ہی ایک کا بھاؤ گیانی کے ہردے میں بسے"۔ "جیسے گھڑے پر گھڑے رکھتے ہوئے پنہاری ہنستی ڈولتی مٹکتی لچکاتی۔ آنکھیں بناتی مردوں سے ہنسی کرتی ہوئی چلتی ہے اور گھڑوں کو نہیں

بھولتی ۔ ویسے ہی ادھکاری آدرش پر قائم رہے ۔ تب جا کر کہیں اس 'ادویت' کی سمجھ کی اُسے ہوا لگیگی ❊

لوگ نِدرا میں سو رہو ۔ دن کو سوؤ ۔ رات میں جاگو ۔ دُنیا کے کاروبار کرتے ہوئے اِس کاروبار کی طرف سوتے رہو ۔ اور اس نیند میں برہم جاگرت کا لُطف اُٹھایا کرو ۔ سونے میں جاگو ۔ جاگتے میں سوؤ ۔ بیداری اور خواب کو یکساں بناؤ ۔ تب کہیں کچھ دنوں پیچھے اس ادویت کی سمجھ آئیگی ❊

مجھے اِس دیال کا ست سنگ پسند آیا ۔ اُس کے طرزِ بیان پر دل لٹّو ہو گیا ۔ اُس کے ست سنگیوں میں نندو بھائی نامی ست سنگی بڑی اکڑ کا نوجوان ہے ۔ بال کی کھال نکالنے پر تُلا رہتا ہے ۔ چاہے کوئی مضمون ہو ۔ ہنڈی کی چِنڈی کیے بغیر نہیں رہتا ۔ اور ان دونوں کے مکالموں کے درمیان سُننے والوں کو بیحد لُطف اور بیحد مزہ آیا کرتا ہے ۔ ایک پوچھتا ہے ۔ دوسرا جواب دیتا ہے ۔ پوچھنے والا چین نہیں لیتا ۔ جب تک خوب سمجھ نہیں لیتا اور جواب دینے والا خاموش نہیں ہوتا ۔ جب تک اپنی مُراد اُس کے ذہن نشین نہیں کرا لیتا ۔ دونوں کے دل عجیب و غریب طرح کے واقع ہوئے ہیں ❊

مَیں نے یہ مکالمے بارہا سُنے ۔ یہ ہر قسم کے ہوتے ہیں ۔ کبھی مت متانتروں پر بحث ہے ۔ کبھی تصوّف پر غور ہے ۔ اور ہر موقع پر مذہبی باتوں پر ہمیشہ گفتگو ہوا کرتی ہے ۔ تاکہ مذہب اور مذاہب ۔ مشرب اور مشارب کی تمام باریکیوں کی عقدہ کشائی آسانی اور سہولیت سے ہو جائے ۔ نہ کسی کے ساتھ تعصّب ہے ۔ نہ کسر نفسی ہے ۔ نہ کسی کی مذمّت سے تعلق ہے ۔ نہ مدحت سرائی سے غرض ہے ۔ جو بات ہے صاف صاف چھنی ہوئی ۔ دودھ کا دودھ ۔ پانی کا پانی ! کوئی بھی آدمی ہو ۔ ہندو یا مسلمان ۔ دیال سب کے ساتھ بِرادرانہ برتاؤ سے پیش آتا ہے ۔ بے لوث ۔ بے غرض اور بے پرواہ شخص ہے ۔

مَیں ایسے شخص کے ست سنگ کو غنیمت سمجھتا ہُوں۔ اور مُبارک اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ست سنگ سے لُطف اُٹھاتے ہیں ❊

ایک ساموقعہ پر مَیں شروع سے آخر تک **دیال** کے ست سنگ میں موجود تھا۔ آتم **گیان** پر دچار ہو رہا تھا۔ ست سنگیوں کے دلی پریم کی دھاریں **دیال** کو مرکز بنا کر اس کی طرف کھچ کھچ کر یوگ کے پرتیاہار۔ دھارنا۔ اور **دھیان** کے منظر کا تماشا دکھا رہی تھیں۔ مَیں نے بغور اُن کی کیفیتیں دیکھیں۔ باتیں سُنیں۔ دل میں خوش ہُوا۔ ست سنگ کی صُحبت کا لُطف اُٹھایا۔ جی میں آیا۔ اُن کے مکالمہ کو قلمبند کر لو۔ اور یہ اُس کوشش کا نتیجہ ہے۔ جو ان معدودے چند صفحات میں محدود کیا گیا ہے۔ اُمید ہے جو حضرات بغور اسے مطالعہ کریں گے۔ جو لُطف مجھے مِلا ہے۔ زیادہ نہیں تو کچھ حصّہ تو اُن کی قسمت میں بھی آجائیگا۔ اور وہ اسے پڑھ کر اپنے اندر کچھ نہ کچھ تبدیلی محسوس کریں گے ❊

بات وہ کیا؟ جو نہ دل میں گھر کرے بتاؤ ں کیا؟ جو بے اثر ہو کر رہے
سچ میں سچائی نہ ہو وہ سچ کہاں ، با اثر باتیں سُنو - یاد رہاں

مقیم
شکار پور (سندھ)

شیوبرت لال
ایڈیٹر ' ویدانت میگزین '

R.S

پہلی کلا

تمہید

رادھا سوامی دھام میں ہر ملت اور مشرب کے گرہستی اور سادھو آتے رہتے ہیں دیال نے نندو بھائی کو ہدایت کر رکھی ہے کہ بالخصوص جو سادھو آئے اُس کے ساتھ تعظیم اور تکریم کا برتاؤ ہو۔ تین دن تک وہ دھام میں رہے۔ ست سنگ کرے یا نہ کرے۔ اُسے اختیار ہے۔ اور ست سنگی اُس کے ساتھ اس قسم کا باز پُرس بھی نہ کریں ؛

دو برس تک ایک نوجوان اُداسی سادھو جس نے بنارس میں رہ کر سنسکرت زبان کے امتحانات پاس کئے تھے اور اپنے آپ کو ویدانت کا ماہر سمجھتا تھا۔ آتا رہا۔ پہلے مرتبہ جب وہ ملنے آیا۔ قابل تعظیم بزرگ سوامی ویویکانند جی کے ایک دو شاگرد کلکتہ سے آئے۔ اور دیال کے معتقد ہوئے۔ یہ نوجوان طنزاً کہنے لگا "جس میں زیادہ بل ہوتا ہے۔ وہ نربل کو دبا لیتا ہے اِس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے" دیال اس طنز کو سمجھ کر ہنسا "اور اُسے کیا کہو گے۔ جو نربل کو اپنا بل دیکر اپنے جیسا بلوان بنا لیتا ہے؟" نوجوان اُداسی اِسے نہیں سمجھ سکا۔ جب دُوسرے مرتبہ آیا۔ پھر طعنہ کی زبان کھولی۔ "برہم کے ماننے والوں میں مت بھید نہ ہونا چاہیئے۔ آپ میں بھید واد ہے" اس موقعہ پر بھی دیال نے ہنس کر اُسے سمجھایا۔ "جہاں بھیس ہے۔ وہاں بھیس کا بھید رہتا ہے برہم میں کوئی بھید نہیں مانتا۔" وہ اسے کبھی نہ سمجھ سکا۔ یا اگر سمجھا بھی ہوگا۔ تو اپنے اُداسی بھیس کی طرف اُس کا دھیان نہیں گیا۔ غرضیکہ وہ جب جب آتا رہا۔ ہمیشہ اسی قسم کے نوک جھونک کے کلمے زبان پر لاتا رہا۔ اور دیال نے ہنسی اور مسکراہٹ کے ساتھ اگر مناسب سمجھا۔ تو اُسے اشارہ اشارہ میں جواب دیا۔ اور مناسب نہ سمجھا۔

تو سکوت اختیار کر رکھا لیکن اُسے نوجوان اور ناتجربہ کار سمجھ کر وہ اس کے ساتھ محبت کا سلوک کرتا رہا۔ آخری مرتبہ یہ شخص آیا۔ خبر نہیں کیا بات ہوئی۔ اُس نے گاؤں میں قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ دیال کے پاس آکر کہنے لگا "کیا مجھے دھام میں رہنے کی اجازت مل سکتی ہے؟" دیال نے جواب دیا "کیوں نہیں! دھام کی تعمیر کی اس کے سوا اور غرض ہی کیا ہو سکتی ہے؟ تم شوق سے رہو۔ اور بھائی جی سے جو کچھ ہو سکیگا۔ تمہاری خدمت کریں گے"۔

وہ مندر میں مقیم ہوا۔ دن میں دو مرتبہ ست سنگ ہوتا تھا۔ کئی دن تک تو وہ نہیں آیا آخر ایک دن رات کے ست سنگ میں حاضر ہوا۔ نندو بھائی نے دیال سے کہا "سادھو جی کو ویدانت کا پکش ہے۔ یہ آتم گیان کے مضمون پر آپ کی زبانی کچھ سُننا سمجھنا چاہتے ہیں"۔ دیال بولا۔ "کیا مضائقہ! لیکن میری عادت ہے۔ جب تک تم یا اور کوئی سوال نہ کرے۔ میری عادت بات چیت کرنے کی نہیں ہے۔ تم سوال کرو۔ میں جواب دیتا چلونگا۔ اور اس سلسلہ میں خود آتم گیان کے مضمون کی صراحت ہو جائیگی"۔

ایسا ہی کیا گیا۔ بھائی جی کے سوال کے جواب میں دیال ویدانت کی باریکیاں سمجھاتا رہا۔ اور یوگ کو بالعموم اور شبد یوگ کو بالخصوص آتما کے ساکشات کرنیکا ذریعہ قرار دیتا رہا۔ دو چار دن کے ست سنگ کرنے کے بعد اُداسی سادھو نے شبد یوگ سیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ دیال نے سمجھایا "تم نے دیکھ لیا ہے جب تک کوئی سادھو ایک آدھ مہینہ رہ کر ست سنگ نہیں کر لیتا۔ اور ہر پہلو سے اعتراض کرتے ہوئے اس کی ماہیت کو نہیں سمجھتا۔ تب تک میں شبد یوگ اُسے نہیں سکھاتا۔ اس پابندی کی غرض یہ ہے کہ خواہشمند کے دل میں کوئی شک و شبہ نہ رہنے پاوے ورنہ وہ مخالف دلیل کو سن کر سادھن چھوڑ بیٹھیگا۔ اور اپنا نقصان کر لیگا۔ اور بالخصوص

فائدہ کے اُس کے شوق کو صدمہ پہنچیگا۔ معمولی نام کا ابھیاسی بنانا میرا مقصد نہیں ہے اور نہ گوروائی چیلا میرا پیشہ ہے۔ جو یہاں آکر سادھن سیکھے۔ حتی الامکان کم از کم تھوڑے سے دنوں میں اُسے فائدہ کا علم اور احساس تو ہو جائے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو شبد یوگ کے نام پر چیلا بنانے والے ہر جگہ بکثرت ہیں۔ وہ اُن کی جانب رجوع ہو۔ سادہو لئے دیال کی غرض ذہن نشین کرلی۔ اور ایک مہینہ کامل ست سنگ کے بچن سُنتا رہا۔ بچن سوال اور جواب کی شکل میں دیال اور نندو بھائی کے درمیان ہوتے ہے۔ نندو بھائی نے کیا پوچھا۔ اور دیال نے کیا جواب دیئے۔ آئندہ صفحوں میں ملے گا۔ دہوہذا :-

دُوسری کلا

آتما (رُوح) اور اناتما (غیر رُوح)

رُوح کیا؟ ذی رُوح کیا؟ بے رُوح کیا شے ہے؟ عزیز۔ دے بتا مجھ کو اگر رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
آئیں ہندو اور مُسلماں۔ میری باتوں کو سُنیں بریں سُنو نگا بے تکلف ہو کے وہ جو کچھ کہیں
گر نہیں علم خدا۔ وہ باخدا کیسے ہوسکے؟ وہ دکھا دیں اس خدا کو گر خدا ہے کوئی شے
کیا زبردستی ہے جس کو آنکھ سے دیکھا نہیں؛ جب نہیں دیکھا تو کیسے کر لیا اُس پر یقیں

پڑھتے ہیں لاحول شیطاں پر یہ اُٹھتے بیٹھتے
خواب جھوٹا دیکھتے ہیں رب کا سوتے جاگتے

اے تعصب! دین اور دُنیا کا تُو دشمن ہوا؛ تو ہے شیطان فتنہ افزا تو لڑاکا ہے خدا
دل میں انسان کے ملی تجھ کو جگہ اے فتنہ گر؛ عالم امکان میں پھیلا ہے تجھ سے فتنہ شر
تنگدل ہے اور دل تنگی صفت تیری ہوئی؛ اصلیت کو چھوڑ بیٹھا۔ آگئی دل میں خودی

جو خدا ہے ایک ہندو اور مسلماں دو ہیں کیا؟! ذات میں واحد کے رحمان اور شیطان دو ہیں کیوں!

شرک میں وحدت کہاں۔ مشرک ہے عادت کا رکیک
کیوں ہے دینداروں کے لب پر وحدہٗ لاشریک؟

بھائی بھائی خون کے پیاسے بنے ہیں رات دن وہ کرتے ہیں سب صرف خونریزی میں عمر و سال و سن
نام پر مذہب کے لڑکر باعث بدعت ہوئے بد ننگ انسان ننگ عالم سیاہ بد طینت ہوئے

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کریں لعنت پڑھیں شیطان پر

نندو بھائی نے دیال سے مخاطب ہو کر کہا "یہ نوجوان اُداسی سادھو صاحب "آتم وادی"، "آتم انوبھائی" اور آتم ابھائی" ہیں۔ یہ مجھ سے اکثر کہا کرتے ہیں کہ دیال جی سے کہو۔ آتما اور اناتما کے تکشن اور علامات خصوصیتوں۔ اور اوصاف کو ذہن نشین کرادیں۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کس طرح واضح پیرایہ میں انکا سوال آپ کے سامنے پیش کروں۔ کیونکہ یہ دونوں الفاظ اسقدر غیر واضح پیچیدہ مبہم نازک اور لطیف ہیں۔ کہ زبان کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی لیکن مجبوری کا علاج نہیں ہے۔ ان کے روزانہ اصرار نے تنگ کر دیا اور آج بلا سوچے سمجھے آتما اور اناتما کی بابت سوال کرنے لگ گیا ہوں"

دیال نے نندو بھائی کی طرف غور سے نظر کی۔ "تمہارا سوال تو جو ہے سیدھا ہے۔ لیکن تم نے اس پس و پیش کے ساتھ کیوں اسے پیش کیا۔ اس میں کیا راز ہے؟"

نندو بھائی بولے "میں نے خود کبھی آتما اور اناتما پر غور نہیں کیا۔ الفاظ جیسا سنتے۔ وہ زبان پر بھی لےتے ہیں۔ لیکن وہ کیا ہیں؟ اُن کا سنجیدہ علم سب سے تصور ہے سوال کرنے والے کے دل میں کم از کم اس کے اندر احساس کی طاقت ہو تب

وہ جواب کے مقصد کو جذب کر سکیگا۔ سوال سوال کرنے والے کے دل سے نکلے تب تو وہ ٹھور ٹھکانے کا ہوتا ہے۔ اور جو اُس کے دل اور دلی جذبات سے تعلق نہیں رکھتا۔ وہ اناپ شناپ بے معنی بکواس ہے اور وہ اُسے کیا سمجھیگا! مریض ہی کو اپنے مرض کے درد کی سمجھ ہوتی ہے۔ وُہی اشارہ۔ رمز و کنایہ سے کسی نہ کسی طرح اپنا مفہوم حکیم یا طبیب کے خاطر نشین کر سکتا ہے۔ جس کے اندر کسی کا عشق ہے۔ اُسی کو اپنے اندرونی جذبہ کی پرکھ ہوتی ہے۔ دُوسرا اُسے کیا جانے اور کیا کہے!

جاکے پاؤں نہ گئی بوائی

وہ کیا سمجھے پیر پرائی

اپنی ضرورت کو انسان کچھ آپ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔ درمیانی شخص کو ذاتی تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اُس کا علم۔ علم کی حِس اور حِس کی کُریدنہیں ہوتی۔ مجھے ذاتی طور پر اس سوال نے کبھی نہیں ستایا۔ یہ میرا اپنا جذبہ نہیں ہے اس لئے میں جوں کا تیوں اُس کا انکشاف نہیں کر سکتا۔ یہ وجہ ہے کہ تامل اور پس و پیش کے ساتھ اس سوال کو زبان پر لا رہا ہوں۔"

دیال نند بھائی کی اس تمہیدی تقریر پر بہت خوش ہوا۔ بولا "سچ کہتے ہو۔ جس کو لگن نہیں ہے۔ وہ لگن کی لگاوٹ کو کیا جانے۔ جس کے دل کے پردے چاک نہیں ہوئے۔ وہ دلی خراش کے رمز کو کیا بتا دے۔

جب لگن دل میں نہ ہو۔ کیا پھر لگاوٹ کا مزا ٭ ملنے کی خواہش نہیں۔ کیا اُس بنا دِل کا مزا

دل لگا ہو۔ ہو گی دِل میں۔ لگن پہچانئے ٭ چشم پُرنم بولیں خاموشی سے تب ہی جانئے

عشق کا سودا بُرا ہے پُوچھو عاشق سے اُسے ٭ وہ بتا دیگا کہ یہ جذبہ ہے کیا اور کون شے

دِل میں جب عاشق کے تیرِ عشق کا حملہ ہُوا ٭ دِل کی بے چینی سے وہ آوارہ سرگرداں پھرا

بخیر کو کیا علم ہو اُس کا کہ وہ نادان ہے ۔ عاشقوں کو عشق کی سے چینی کی پہچان ہے
تم سچ کہتے ہو میں مانتا ہوں کہ بغیر سچی لگن کے اس قسم کے سوال و جواب بے معنی
ہوتے ہیں ؎

(۱) لاگی لاگی کیا کرے لاگی ناہیں ایک
لاگی تب ہی جانئے کرے کلیجے چھیک (۱)

(۲) لاگی لاگی کیا کرے - لاگی بُری بلاے
لاگی تب ہی جانئے - جو وار پار ہو جائے (۲)

(۳) لاگی لاگی کیا کرے - لاگی سوئی سراہ
لاگی تب ہی جانئے - جو اُٹھے کراہ کراہ (۳)

(۴) لگی لگن من میں لگی - تن من چیت میں لاگ
دُھواں نہ باہر ہو پرگٹ - انتر لاگی آگ (۴)

(۵) ہاڑ جلے - لہو جلے - ماس بھسم ہو جائے
ایسی آگ کی لگن کو - کیسے کوئی بجھائے (۵)

(۶) چھاتی دھڑکے من ڈرے - ہونٹ پھڑکتے دیکھو
آنکھیوں سے آنسو بہے - لگن کا یہی بسیکھ (۶)

(۷) لگی لگن چھوٹے نہیں - چھوٹے لگن نہ کوے
من میں ایسی لگن جب - آنکھ دیت ہیں روے (۷)

(۸) لگن نہیں من میں تیرے - آیا پوچھن بات
کیا سمجھاؤں باولے - سمجھائے آتیات (۸)

(۹) لگ لگ کر جو بجھ گئی - لگن کی نہیں وہ آگ

آگ لگن کی ہے بُری۔ ندرا لگ رہی جاگ (۹)

تم سچ کہتے ہو۔ ایک لگن ہی ادھکاری کا لکشن ہے۔ اسی سے اُس کی پہچان کی جاتی ہے ؎ دِل و دین جان و ایماں عقل و دانائی کو کھو بیٹھے
ہوئے عاشق خودی۔ خود بینی خود رائی کو کھو بیٹھے

ایسا کوئی ملے تو کام بنے۔ تیر نشانہ پر بیٹھے۔ یُوں تو بے تکی ٹانگ لگانے والے سوالی تو روز ملا کرتے ہیں۔ یہ سوالی جواری کوڑی کام کے نہیں ہوتے ؛

خیر! تم نے کہا۔ سادھو جی آتم وادی ہیں۔ 'آتم وادی' کہتے ہیں۔ آتما پر گفتگو کرنے والے کو۔ 'ود' سنسکرت میں بولنے کو کہتے ہیں۔ جو 'آتم وادی' ہو۔ اُس کا فرض ہے۔ آتما پر یا آتما کے متعلق خود گفتگو کرے۔ تم کہتے ہو۔ سادھو جی آتم انویائی ہیں۔ 'انویائی' پیروکار کو بولتے ہیں۔ وہ آتما کی پیروی کریں۔ تم نے کہا۔ سادھو جی آتم ابھمانی ہیں۔ ابھمان کہتے ہیں تعلق پیدا کر کے اُس جیسے بنجانے اور بن رہنے کو۔ جو 'آتما' بن گیا۔ آتما کی ذات ہوگیا۔ اب اُسے سوال کرنے کی ضرورت کیا باقی رہی! اب اُس کے لئے تو اناتما (غیر آتما) بے معنی لفظ ہو گیا۔ اس نظر سے تمہارے سوال کی بُنیاد کمزور ہے۔ اگر تم یہ پُوچھتے کہ آتما اور اناتما کیا ہوتے ہیں۔ تب بھی کچھ جواب دیا جاتا۔ لیکن تم نے پہلے ہی سے اپنی صفائی کر لی۔ یہ سوال تمہارا نہیں ہے۔ سادھو جی کا ہے۔ تاہم چونکہ تم نے سوال کیا ہے۔ چاہے وہ جیسا سوال ہو۔ مجھے جواب تو دینا ہی پڑیگا ؛

سُنو۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ جواب دیتا ہوں۔ آتما چیتن ہے۔ اور اناتما جڑ ہے۔ یہ سوال کا مختصر جواب ہے۔ اور چیتن پنا اور جڑپنا اُن کے لکشن ہیں ؛

R.5.

تیسری کلا

آتما (روح) اور اناتما (غیر روح)

(مسلسل)

دو ہیں دیکھو اثنیت واحد میں ہے واحدت * ہے ملک میں ملکیت انسان ہیں ہے انسانیت
شکلیں گھڑتا ہے نرالی بے تکی اپنا خیال * ہیں خیالی اس جہاں ہیں سب کمال و زوال
وہم کے اندر جگہ پاتے ہیں سب جاہ و جلال * وہم ہی میں ہیں جمال و حسن کے سانچے خیال

نندو بھائی نے پوچھا۔ "آتما اور اناتما کے یہ اوصاف بلاشک یقینی ہیں۔ ان کے سوا آپ کچھ اور بھی فرمائیں گے؟"

دیال ہنسا۔ "جو تم پوچھو۔ وہ میں کہوں۔ اور اسی کے موافق جواب گھڑوں۔ اگر ان سے تسلی نہیں ہوئی۔ تو اور سوال کرو۔ گو معمولی طور پر عام فہم اور روزانہ استعمال کے لفظوں میں میں نے جواب دیدیا۔"

نندو بھائی بولے۔ سوال تو وہی ہے۔ کہ آتما کیا ہے؟ اور اناتما کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ آتما چیتن ہے۔ اور اناتما جڑ ہے۔ اس سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ جواب شافی قطعی اور فیصلہ شدہ ہے۔ تمام ویدانتیوں کا اس پر اتفاق ہے۔ اور سب ایسا ہی مانتے ہیں۔ لیکن یہاں ہی تک میرے پوچھنے کی غرض نہیں ہے۔ میں اور بھی کچھ جاننا چاہتا ہوں۔"

دیال مسکرایا۔ "تو ابھی تک تو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ" یہ میرا سوال نہیں ہے"! اور اب اسے اپنا ذاتی سوال بنا بیٹھے! بہت اچھا ہوا۔ اب سوال و جواب کا مزہ آئیگا۔ بے تعلقی کے ساتھ تعلق ہو گیا۔ بے تعلقی بے لطفی تھی۔ تعلق میں اب

لُطف آنے لگیگا ؎ چھیڑ خوباں سے چلی جاتے اسدؔ
نہ سہی عشق لگاوٹ ہی سہی

اب پُوچھو۔ پُوچھتے چلو۔ اور میں خوشی سے جواب دیتا چلُونگا۔"

نندو بھائی بولے "بات سے بات پیدا ہوتی ہے۔ بے تعلقی ہی میں تعلق کی جڑ کا پتہ لگتا ہے۔ اِس میں میرا قصُور نہیں ہے۔ یہ کچھ قُدرت کا خاصہ ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ (۱) آتما۔ اناتما سے بالکل ہی جُدا ہے یا اُس سے کچھ تعلق بھی رکھتا ہے۔ (۲) آتما اور اناتما دونوں دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ یا وہ نہیں دیکھی جاتیں۔ اور (۳) اُن کے درمیان کیا نسبت ہے؟"

دیال مُسکرایا۔ "ایک مُنہ اور تین باتیں! لیکن اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔ تم بالکل بے قصُور ہو۔ میں نے ہی آتما کو چیتن کہہ کر اُس کا ایک وصف قائم کیا۔ اور اسی طرح اناتما کو جڑ کہہ کر اس کا بھی ایک وصف بتایا۔ ابتدا مجھ سے ہوئی۔ اور اس لئے لامحالہ مجھ کو اُن کی وضاحت کرنی پڑیگی۔"

چھپا اپنا سُنا کر دام میں پھنسا پکلنی | بولتی جو وہ نہیں ہوتی نہ ایسی لیے بی
لے بسی میں بیکسی بے بیکسی میں لے بسی | پھنس گئی تو رٹ لگا ہیں کھولکر جیبا لب ہنسی

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند اے ہوشیار | گر نیابی سرّ حق در خود مراکن شرمسار

اب جواب سُنو (۱) آتما سے اناتما اگر جُدا ہو۔ تو پھر دو مختلف ہستیاں ہو جائینگی اور دونوں محدود اور ناقص ہونگی۔ ہستی صرف آتما کی ہے۔ اناتما کی کوئی اپنی جدا ہستی نہیں ہے۔ آتما رُوح ہے اور اناتما مادہ ہے۔ یہ مادّہ اور کوئی شے نہیں ہے۔ آتما کی صفت یا گُن ہے۔ آتما جب رہیگا۔ آتما ہی میں رہیگا۔ اُس سے جُدا نہ رہ سکیگا۔ گُن ہمیشہ گُنی میں رہتا ہے۔ اور صفت ہمیشہ موصُوف کے

تابع رہتی ہے - ان دونوں کا باہمی تعلق ویسا ہی ہے - جیسے جسمانیت کا جسم والے کے ساتھ - طاقت کا طاقتور کے ساتھ - زور کا زوردار کے ساتھ - ہستی اگر ہے - تو جسم والے کی ہے - طاقت والے کی ہے اور زور والے کی ہے - جسمانیت جسم والے سے جُدا - طاقت طاقت والے سے جدا اور زور زور والے سے جدا نہیں دیکھے جاتے - ست ہستی کو کہتے ہیں اور آتما کو ہستی رکھنے کی وجہ سے ست کہتے ہیں - اناتما چونکہ آتما سے جُداگانہ ہستی نہیں رکھتا - اس نظر سے وہ است کہا گیا - یہ پہلے سوال کا جواب ہے - اب دوسرے سوال کا جواب سُنو :-

(۲) تم نے پوچھا ہے - کہ آتما اور اناتما دونوں دیکھنے کی چیزیں ہیں یا نہیں ؟ اس سوال کا جواب آسان نہیں ہے - کیونکہ آسانی سے یہ سمجھ میں نہ آئیگا - آتما اگر آنکھوں سے دیکھ لیا جائے - تو پھر وہ آتما - آزاد - لامحدود اور مکمل نہ ہوگا - یہ آنکھوں کے ماتحت ہو جائیگا - آنکھیں محدود ہیں - محدود طاقت صرف محدود شے کو اپنے ماتحت کر سکتی ہے - اسی طرح اناتما بھی گو آتما کی نظر سے محدود ہے - لیکن آنکھ کی نظر سے وہ بھی غیر محدود ہے - اس لئے اُسے بھی آنکھ تمام و کمال نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ اُسے اپنا ماتحت بنا سکتی ہے - اس وجہ سے دونوں ہی کا دیکھنا غیر ممکن ہے یہ تمہارے دوسرے سوال کا جواب ہے - اب تیسرے سوال کا جواب سُنو :-

(۳) تم نے پوچھا ہے - اناتما اور آتما کے درمیان کیا نسبت ہے ؟ اس کا جواب میں پہلے جواب میں دے چکا ہوں - جو نسبت طاقت کو طاقتور کے ساتھ ہے - جو نسبت عقل کو عقلمند کے ساتھ ہے - جو نسبت دِل کو صاحبدل کے ساتھ ہے جو نسبت خیال کو اہل خیال کے ساتھ ہے - وہی نسبت اناتما کی آتما کے ساتھ ہے - یہ تمہارے تیسرے سوال کا جواب ہے ؞

نند و بھائی بولے۔ "یا حضرت! اور باتیں جو کچھ آپ نے کہیں۔ وہ سچ ہیں۔ لیکن آپ کا یہ کہنا۔ کہ آتما دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ مجھے سخت حیرت میں ڈالتا ہے۔ ایسا تو کوئی ویدانتی بھی نہیں مانتا۔ اور پھر مادہ یا پرکرتی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہم اُسے دیکھتے ہیں۔ کیسے آپ کی بات پر یقین آوے۔ جسم مادی ہے پانی۔ پہاڑ۔ جنگل یہ سب مادہ ہیں۔ یا مادہ سے بنے ہوئے ہیں۔ کیا ہماری آنکھیں اُن کو نہیں دیکھتیں؟ اور جب دیکھتی ہیں۔ تو پھر دیکھی ہوئی چیز کو ان دیکھی ہوئی کیسے تسلیم کر لیں۔ اور کوئی ہوتا۔ تو میں کہتا۔ کہ یہ دیوانوں کی باتیں ہیں۔ اور مجذوب جیسی بڑ ہے۔ لیکن آپ کی شان میں گستاخی کے کلمے استعمال نہیں کر سکتا۔ آپ لاکھ کہئے۔ کہ پرکرتی دیکھی نہیں جاتی۔ لیکن میں اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

دیال ہنسا۔ "تم مجھے دیوانہ اور مجذوب ہی سمجھ لو۔ میرا اس سمجھنے سے کیا ہرج ہوتا ہے۔ "فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست ؛ عقلِ ہر کس بقدرِ جدت اوست" میں اس سے بُرا نہیں مانتا۔ ایسا کہنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ نادان سمجھتے نہیں اور دوسروں کو نادان کہا کرتے ہیں۔ آج کل کے اکثر پڑھے لکھے لال بجھکڑ جب ویدانت کے مسائل کے سمجھنے کے اپنے آپ کو قابل نہیں پاتے۔ تو اُسے تمسخرانہ اور مضحکانہ لہجہ میں 'نوین ویدانت' اور ویدوں کا مخالف تصور کرتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے۔ "کیا اپنشد۔ برہم سوتر۔ اور گیتا نئی کتابیں ہیں؟" یہ سب کی سب ویدانت کے مسائل سے بھری ہوئی ہیں۔ وہی باتیں تو یہ بھی کہہ رہی ہیں۔ لیکن نہ تو کوئی اُن کا بغور مطالعہ کریگا۔ اور نہ خود سوچیگا۔ جو اوّل جلول منہ میں آیا۔ بک بکا کر الگ ہو گئے۔ اسی طرح اگر تم مجھے دیوانہ

پاگل یا سٹری سودائی سمجھتے ہو۔ تو تمہارا میرے پاس آنا خود کیا ہے؟ یہ تو اور بھی دیوانگی ہے۔ ویدانت نہایت وسیع علم ہے۔ تمام دُنیا کے سائنیس اور علوم اِس کے اندر آجاتے ہیں۔ اِس سے باہر کچھ نہیں ہے۔ ہاں جاننا نہ جاننا دُوسری بات ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ ویدانتی بھی ایسا نہیں مانتے یہ تمہارا وہم ہے۔ مَیں اِس وقت بے تعصّبی کے ساتھ ویدانت کی تعلیم دے رہا ہُوں۔ اگر مجھ میں کسی فِرقے یا سمپردا کا پکش ہوتا۔ تب شاید تم مجھے بُرا بھلا کہہ سکتے تھے۔ معمولی ویدانتی اُسی طرح مادہ کو نظر آنیوالی کہتے ہیں جس نظر سے تم کہہ رہے ہو۔ مَیں اِس سے انکار تو نہیں کرتا۔ کہ تم پتھر پانی کو نہیں دیکھتے! میں آپ ان کو دیکھا کرتا ہُوں۔ ان کی بابت تمہارا سوال نہیں تھا۔ تمہارا سوال اناتما کی بابت تھا۔ اور مَیں نے اپنی سمجھ کے موافق تم کو کہہ دیا۔ کہ اناتما آنکھوں سے دیکھنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تم کو غور کرنا چاہئے تھا۔ کہ یہ بات کس نظر سے کہی گئی ہے۔ تم نے ایسا تو کیا نہیں! اور بغیر سوچے سمجھے مجھے دیوانہ اور مجذوب کا خطاب دے دیا۔ کیا ہُوا۔ یہ دیوانگی اور مجذوب پنا بھی تو آخر میرے ہی ذات کے سہارے ہے۔ اِس لئے مجھے بُرا نہیں لگا۔ بلکہ تمہاری سادہ لوحی۔ سادہ مزاجی اور سادہ دِلی پر ہنسی آگئی ٭

چوتھی کلا

اناتما (غیر رُوح)

ذات یزدانی سے جو منکر ہُوا شیطاں بنا ٭ عقل سے مُنہ جس نے اپنا پھیرا وہ نادان بنا

سوچئے۔ اے سمجھئے تم نہیں ذاتِ واحد ٭ ذاتِ واحد سے یہ سب انسان اور حیوان بنا

مادّہ کیا شئے ہے اس پر غور تک کرتے نہیں ؛ جو نہ سمجھے اپنی ان سمجھی سے وہ حیران بنا
نندو بھائی بولے "میری گستاخی معاف ہو! آپ کی شان میں مَیں نے
کچھ نہیں کہا۔ اور پھر آپ کی ذات ان خفیف باتوں سے اونچی ہے۔ اب یہ
سمجھائیے۔ کہ یہ 'اناتما' یا 'پردھان' یا 'مادہ' کن صورتوں میں نظر نہ آنے
والی کہی گئی ہے۔"

دیال نے کہا "سنسکرت زبان میں یہ مادّہ۔ پردھان۔ برہم۔ پرکرتی۔ مایا
وغیرہ سب کچھ کہی جاتی ہے۔ اصلیت کی نظر سے یہ نہایت ہی لطیف شئے
ہے۔ اسی سے تمام مادی اشیا ظہور میں آئی ہیں۔ اگر میں تم سے اُن کی صراحت
کروں۔ تو طُول طویل بیان ہوگا۔ خلاصہ اور نہایت اختصار کے ساتھ جواب
دیتا ہوں۔ پرکرتی سے اکاس کے پہلے جو تتّو پیدا ہوئے۔ اُن کی تو معمولی
آدمیوں کو سمجھ تک نہیں آسکتی۔ اُسی پرکرتی سے آکاس پیدا ہوا۔ اب تم خود
سوچو۔ کہ آیا اس آکاس کے دیکھنے کی تم کو آنکھ ہے یا نہیں ہے۔ حالانکہ اکاس
اُسی پرکرتی سے پیدا شدہ مہاستھول بھوت (حد درجہ کا کثیف عنصر) سمجھا جاتا ہے
اور جب تم اس ستھول اکاس کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر پرکرتی کو جو اُس سے
بہت ہی لطیف اور سُوکشم ہے۔ کیسے دیکھ سکو گے۔ تم کو جو یہ استھول جگت
دکھائی دے رہا ہے۔ وہ پرکرتی نہیں۔ بلکہ پرکرتی کے دھار۔ تتّوں (عنصروں)
سے بنا ہوا ہے۔ جو انیک ہوتے ہوئے کھنڈ کھنڈ اور ٹکڑے ٹکڑے ہیں
اور اسی وجہ سے تم کو ان کے اجزا جو تمہاری آنکھوں کے ساتھ تعلق اور باہمی
مطابقت رکھتے ہیں۔ نظر آیا کرتے ہیں۔ اناتما نہایت لطیف (مہا نرمل) ہے
اس وجہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ دے سکتا ہے۔ اُسے صرف

انومان (قیاس) سے جانا جاتا ہے ٭
یہہ خیال صرف ویدانت ہی کا نہیں ہے۔ اس زمانہ کے مہذب یورپ کے عقیل انسان جو اس مادہ پر غور کیا کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں ٭
ایک مادہ پرست کہتا ہے۔ جو کچھ ہے۔ مادہ ہی ہے۔ مادہ کے سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ اور من (دل) عقل (بدھی) اور سب کچھ اسی سے بنے ہیں۔ سوال کیا گیا۔ "کیا تم مادہ کو دیکھ سکتے ہو؟ جواب ملا۔ "نہیں ہم صرف رنگ کو دیکھ سکتے ہیں۔ مادہ کو نہیں۔" بعض کی رائے میں "رنگ" کی بھی ہستی نہیں ہے۔ یہ حس اور محسوس کی دھاروں سے مل کر نظر آتا ہے ٭"
دوسرے کی رائے میں "ہم مادہ کو صرف محسوس کر سکتے ہیں۔ دیکھ نہیں سکتے۔ کنکر پتھر مادہ نہیں ہیں۔ بلکہ مادہ سے پیدا شدہ ہیں ٭"
تیسرا کہتا ہے۔ "جو رکاوٹ کا باعث ہو۔ وہ مادہ ہے ٭"
چوتھا کہتا ہے۔ "مادہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا ٭"
ان سب عقیل اور دانشمند مادہ پرستوں کی سمجھ میں مادّہ وہ لطیف شے ہے۔ جس سے یہ تمام دُنیا بنی ہوئی ہے ٭
یہ مادہ پرستوں کی رائے ہے۔ وہ مادہ کے احاطہ میں رہتے ہوئے اسی تک اپنی عقل کو محدود رکھتے ہیں۔ برعکس ان کے ویدانت جو پُرش اور پرکرتی کے مسائل کا حامی ہے۔ یہ کہتا ہے۔ کہ پرکرتی جڑ اور معقولیت ہے۔ اس کا سمجھنا کسی چیتن کے آدھار ہے۔ اور وہ اس چیتن کو آتما قرار دیتا ہے ٭

چیتن میں فاعلیت ہے اور جڑ پرکرتی میں مفعولیت ہے۔ یہ جڑ اور چیتن مل ملا کر برہمہ کہلاتے ہیں۔

میں جو برہمہ کے دو پہلو ودیا (پڑھتا ہوا یا پڑھنے والا) اور منن (سوچنا یا من بتاتا ہوا) چلا آرہا ہوں۔ اس کا سبب یہی ہے۔ جڑ اور چیتن دونو ہی برہمہ میں اور برہمہ کے سہارے ہیں۔ جڑ مفعول ہے اور چیتن فاعل ہے۔ یہ ایک دوسرے کی نسبت سے قائم ہیں۔ کہنے سننے سمجھانے بجھانے کے لئے آدھا حصہ جڑ پرکرتی اور آدھا حصہ چیتن ہے۔ جڑ چیتن نہیں اور چیتن جڑ نہیں ہے۔ جڑ چیز بغیر چیتن کے سہارے حرکت میں نہیں آتی۔ اور نہ کام کرتی اور نہ کر سکتی ہے۔

یہ دونوں برہمہ کے آدھار پر ہیں۔ جو ذات مطلق ہے۔ اور شئے واحد ہے اور جڑ چیتن دونوں اسی سے متعلق ہیں۔ ہم نے محض سمجھانے بجھانے کی نیت سے یہ دوبنا اختیار کیا ہے۔ ورنہ 'مطلق' یا 'ذات مطلق' میں تو ایک اور دو کی نسبت نہیں ہے۔ یہ نسبت صرف عالم ظہور میں ہے۔ اسی ذات مطلق کے آدھار پر اظہار کی صورتوں کے تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ اسی ودیا اور منن کو اپنشدوں نے کہیں کہیں اشارے کے طور پر رئی اور پران کے معنے میں تاویل کئے ہیں۔ اور ان اصطلاحات کا مطلب بھی وہی ہے۔ "جڑ اور چیتن" "آتما اور اناتما" اسی نظر سے ویدانت برہمہ آتما کو نمت کارن اور اپادان کارن دونوں ہی مانتا ہے۔ برہمہ کے سوا اور کوئی کارن نہیں ہے۔ نسبتی نظر سے اُسے ایک کہہ لو۔ لیکن جہاں نسبت نہیں ہے وہاں اُسے ایک بھی نہیں کہا جا سکتا۔

بہ حیثیت اصلیت کے یہ پرکرتی بھی ایک ہی ہے۔ لیکن چیتن کے تعلق

سے جب اس میں سے دھاریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ تب وہ ہزار اور بے شمار صورتوں والی ہو جاتی ہے۔ اور ان گنت ٹکڑوں میں اس کی دھار کی صورتیں نظر آنے لگتی ہیں۔ اس کی وحدت کا تماشا بھی غور کرنے کے قابل ہے اور نیچے طبقہ سے لے کر اونچے طبقہ تک جہاں جہاں خیال کام کر سکتا ہے یا ہماری آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ وہ ایک روپ ہوتی ہوئی انیک روپ میں منقسم اور منقسم شدہ نظر آتی ہے۔ کوئی چیز لے لو۔ سب ہی میں وحدت اور کثرت کے نظارے ہیں۔ مٹی ہے۔ اور یہ مٹی برتن بھانڈے۔ کھلونے پتھر۔ کنکر۔ اینٹ۔ پہاڑ اور ذرات وغیرہ کی ہزاروں صورتیں اختیار کئے ہوئے ہے لیکن یہ سب ہیں مٹی کے مٹی! اور پگھلنے۔ سڑنے۔ گلنے پر پھر اسی مٹی کی اصلیت میں چلے جاتے ہیں۔ سونا ہے۔ سونے سے برتن زیور آرائشی سامان بنے ہوئے کتنی شکلوں میں نمایاں ہیں۔ لیکن یہ سب کے سب سونا ہی ہیں۔ اور پگھلنے گلنے پر سونے ہی کی اصلیت میں واپس چلے جاتے ہیں۔ پانی کا بھی یہی حال ہے۔ بھاپ۔ بوندیں۔ بدبدے۔ لہریں سیلاب۔ گرداب۔ برف۔ پالا۔ یہ سب کے سب پانی ہی تو ہیں۔ اور آخر میں پانی کی صورت ہو کر رہتے ہیں۔ ایسی ہی آگ اور ہوا اور ایسا ہی آکاس بھی ہے۔ یہ سب اپنی اپنی اصلیت میں ایکسر ہوتے ہوئے انیک کا تماشہ دکھا دکھا کر اپنے اصل میں جا کر مل جاتے ہیں۔ یہ تمام عناصر ابتدا میں آکاس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور انتہائی حالت میں آکاس ہو جاتے ہیں۔ آکاس تو اب بھی ہیں۔ لیکن مختلف النوع ہونے کی وجہ سے مختلف نام اور روپ رکھتے ہیں۔ آکاس دکھائی نہیں دیتا۔ یہ آکاس پرکرتی یا برہم کے جز ناگ سے نکلا

ہے۔ پرکرتی ہی سب کی جڑ۔ بُنیاد۔ اور اصلیت ہے۔ اور چونکہ نہایت درجہ کی لطیف ہے۔ آنکھیں اُسے نہیں دیکھ سکتیں۔ یہ میرے کہنے کا مطلب تھا۔ کہ مادہ اصل میں نظر آنے والی شے نہیں ہے۔ اور اُمید ہے۔ اب تم اسے سمجھ گئے ہو گے۔"

نند و بھائی بولے۔ "سمجھ گیا۔ اب اس معاملہ میں مجھے شک نہیں رہا۔ یہاں پر میں اس وقت اور کہونگا۔ کہ جو نظر آتا ہُوا نظر نہیں آتا۔ اور جو نظر نہ آتا ہُوا نظر آتا ہے۔ وہ اناتما ہے۔"

دیال ہنسا۔ بعض بعض ویدانتیوں سے لئے اس اناتما کو مایا کہا ہے۔ اور قریب قریب وہ اُسے ناقابل بیان کہتے ہیں۔ جو اُن کے نقطہ نگاہ سے صحیح ہے لیکن چونکہ وہ خاص ویدانتیوں سے مخصوص ہے۔ میں اس وقت اس "انردچنی مایا" یا ناقابل بیان اناتما کی جانب دھیان نہیں دیتا۔ سہل اور آسان لفظوں میں اپنا مافی الضمیر تمہارے ذہن میں اتار دیا۔

پانچویں کلا

آتما (رُوح)

پتہ ہیں مادیت رُوح میں روحانیت　　یہ جُدی رکھتے ہیں دونوں اپنی اپنی خاصیت
جو چنے پران کی آتی ہے سمجھ انسان کو　　یہ سمجھ حاصل نہیں ہوتی کبھی حیوان کو
جو نہ رکھتا ہو سمجھ۔ پھر وہ کہاں انسان ہے　　کہنے کو ہے آدمی دراصل وہ حیوان ہے

نند و بھائی بولے۔ "آج آپ کی زبانی معلوم ہُوا کہ مادہ ایک ہے۔ ورنہ اب تک تو یہی برابر سُنتے آ رہے تھے۔ کہ پرکرتی انیک ہے۔ لیکن اچھا ہُوا

آج یہ بھرم ہمیشہ کے لئے دل سے نکل گیا - اور حقیقت سمجھ میں آگئی - جو بلا مبالغہ صحیح ہے -"

دیال نے پوچھا - "لوگوں نے تم کو مادہ کے مختلف ہونے کا مضمون کس طرح ذہن نشین کرایا تھا - ممکن ہے - مجھے اُس کے سُننے سے نئی بات سوچنے کا موقع ملے -"

سُندر بھائی بولے "عام طور پر لوگ ان جملوں میں آتما (روح) اور اناتما (غیر روح) کا بیان کیا کرتے ہیں - مثلاً :-

(۱) آتما (روح) - ست ہے	اناتما (غیر روح) اُست ہے
(۲) آتما (روح) نت ہے	اناتما (غیر روح) اُنت ہے
(۳) آتما (روح) ایک ہے	اناتما (غیر روح) انیک ہے
(۴) آتما (روح) غیر محدود ہے	اناتما (غیر روح) محدود ہے
(۵) آتما (روح) غیر منقسم ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتا	اناتما (غیر روح) جز دیا منقسم اور ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے
(۶) آتما (روح) لاثانی ہے اُس کا کوئی شریک یا اُس جیسا دُوسرا نہیں ہے	اناتما (غیر روح) اپنا ثانی رکھتا ہو اور اُس جیسا دُوسرا بھی ہو

وغیرہ وغیرہ "

دیال نے کہا بس کرو - میں نے تمہاری باتیں سُن لیں - اور جو کچھ اس سے زیادہ کہو گے - وہ بھی میرے ذہن میں ہے - عام ویدانتیوں کا خیال بھی ایسا ہی ہے - نقطہ نگاہ کا فرق ہے - انہوں نے جس مقصد سے ایسا کہا ہوگا وہ یہاں غور کرنے کے قابل نہیں ہے - لیکن اُن کی یہ تمام باتیں غیر مدلل

غیر واقعہ و غیر صحیح ہیں۔ میں جانتا ہوں میرے ساتھ بہت کم آدمی متفق الرائے ہونگے۔ لیکن اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں جڑ اور چیتن میں نسبتی پہلو کی نظر سے اختلاف کا قائل ہوں۔ یہاں بھید واد اور دویت واد ہے۔ جہاں نسبتی پہلو نہیں ہیں۔ صرف وہاں ادویت واد اور ابھید واد ہے۔ ادویت کا اصلی مطلب تم کو سمجھا چکا ہوں۔ کہ وہ نہ ایکتو واد ہے نہ دویت واد ہے۔ نہ توحید ہے نہ شرک ہے۔ جہاں دو نہ ہوں۔ اور نہ دو کی نسبت ہو۔ وہ ادویت واد ہے۔ لغوی معنے میں دو کا نہ ہونا ہی ادویت ہے۔ یہ معنی میں اپنی جدّت سے پہناتا ہوں۔ جیسے میں نے 'برہم' اور 'آتما' کی نئے طور پر صراحت کی ہے۔ جن میں تعصب اور پکش پات نہیں ہے۔ وہ میرے کلام میں زیادہ سچائی پائینگے۔ اور جو متعصب پکش پاتی ہیں۔ اُن کی میں کہتا نہیں۔ میں تمہاری باتوں کو اس طرح ترمیم کرکے کہونگا۔

(۱) آتما (روح) ست ہے انا تما (غیر روح) بھی ست ہے ٭

ست کے معنے ہونے کے ہیں۔ یہ ست سنسکرت لفظ 'اس' سے نکلا ہے۔ سوائے 'ہونے' کے اس کے لغوی معنے کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر ہوں یا ہو سکتے ہوں۔ تو کوئی بتا دے۔ سمجھا دے۔ میری بات کو اگر جرأت ہو۔ تو غلط ثابت کردے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ جو تینوں زمانہ میں ہو۔ ماضی۔ حال اور استقبال میں ہستی رکھتا ہو۔ وہ ست ہے۔ اور جو ایسا نہ ہو۔ وہ ست نہیں ہو سکتا۔ اُس سے پوچھو۔ کہ وہ کونسا وقت تھا۔ جب مادہ پردھان یا پرکرتی نہیں تھی۔ وہ پہلے بھی تھی۔

(اُس کے نام میں "پرا" کا لفظ "پہلے" کے معنی رکھتا ہے) وہ اب بھی اور وہ آئندہ بھی رہیگی - اور جب یہ کیفیت ہو - تو وہ ست کیوں نہیں ہے ؟

(۳) آتما (روح) نتیہ ہے - اناتما (غیر روح) بھی نتیہ ہے -
نتیہ کے معنی ہیں دائمی - ہمیشہ - قائم - اِس لفظ پر بھی غور کرنے سے پردھان اور پرکرتی کی دائمیت ثابت ہوتی ہے - ماضی - حال اور استقبال نسبتی لفظ ہیں - سوچو - کونسا وقت تھا - جب پرکرتی نہیں ہے - نہیں بھی - یا نہیں ہوگی - اور ست کی طرح تم اِس نتیجہ پر بھی پہنچوگے ؟

(۴) آتما (روح) ایک ہے اناتما (غیر روح) بھی ایک ہی ہے ؟
اصلیت کی نظر سے اگر چیتن ایک ہے - تو پرکرتی یا جڑ بھی ایک ہی ہے - جیسا وہ ویسی ہی یہ ! اگر یہ کہو - کہ چیتن ایک ہے - اور پرکرتی کئی قسم کی بنائی جاتی ہے - تو میں کہونگا - کہ جس نظر سے تم چیتن کو ایک کہہ رہے ہو - اُسی نظر سے پرکرتی بھی ایک ہی ہے - اور اگر اُس کی مختلف الصورتی کی طرف نگاہ ہے - تو چیتن کی مختلف الصورتی پر بھی نظر ڈالو - وہ بھی کئی کئی اور بے شمار ہیں - اور اسی خیال کے زیر اثر بھارت درشن کا سب سے پہلا اور پُرانا درشن کار (فلاسفر) کپل رشی بہت سے آتما مانتا ہے - اُسے کیا کہوگے - اور تم خود بے شمار انسان اور جیو جنتو کو دیکھ رہے ہو - اِس سے کیسے انکار کر سکوگے ؟ جیسے وحدت کی نظر سے چیتن ایک ہے - ویسے ہی پرکرتی - پردھان اناتما بھی وحدت کی نظر سے ایک ہی ہے - ہمت ہو - تو اِسے غلط

ثابت کرو۔

آتما (روح) غیر منقسم ہے انا تما (غیر روح) بھی غیر منقسم ہے۔

یہاں صرف وحدت ہی کی نظر سے آتما بھی اپنی حیثیت میں غیر منقسم ہے اور وحدت ہی کی نظر سے پرکرتی یا انا تما بھی غیر منقسم ہے۔ کثرت کی نظر سے تم کو اختیار ہے۔ تقسیم شدہ کہہ لو۔ لیکن دونوں ہی یکساں ہونگے

اور

آتما (روح) لاثانی ہے انا تما (غیر روح) بھی لاثانی ہے

اور اُن کی کیفیت خود دونوں کے باہمدگر لاثانی ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ آتما انا تما کی طرح نہیں۔ اور انا تما آتما کی طرح نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ایک دُوسرے کا ثانی نہیں ہے۔ جیسا وہ۔ ویسا ہی یہہ ؛

اب تم بطور خود سوچو۔ مَیں جھوٹی۔ غیر مدلل یا کمزور بات کہہ رہا ہُوں یا وہ صحیح۔ مدلل اور طاقتور ہے۔ لیکن سوچو نسبتی طبقہ میں۔ غیر نسبتی طبقہ کی یہاں گفتگو نہیں ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "کمال ہے۔ مَیں تو آپ کی تقریر جب سُنتا ہوں دنگ رہ جاتا ہُوں۔ آپ جب کوئی بات کہتے ہیں۔ نئی۔ نرالی۔ انوکھی اور لاجواب ہی کہتے ہیں۔ آپ لاثانی ہیں۔ آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے"

دیال نے زور کا قہقہہ لگایا۔ "نادان! اگر میں لاثانی ہُوں۔ تو تُو بھی لاثانی ہے۔ یہاں جو ہے۔ وہ لاثانی ہی ہے۔ اور اگر میری بات پر یقین نہ آوے۔ تو جا دُوسرا نندو بھائی کہیں سے تلاش کر لا۔ یہی

تو اُس قدرت کی خوبی ہے۔ کہ ایک دوسرے کا ثانی کہیں بھی بنایا ہی نہیں گیا۔ سورج چاند ایک جیسے نہیں۔ تمام ستارے ایک جیسے نہیں۔ ایک باپ کے دو لڑکے یکساں نہیں۔ ایک درخت کے ایک ہی گچھے کے دو پتے یکساں نہیں۔ ایک ہی کتاب کے ایک ہی پتھر پر چھپے ہوئے دو ورق ہزار کوشش کرو۔ یکساں نہ ملیں گے۔ اختلافات کے عالم میں یہ اختلاف ہی اختلافات کی جان ہے۔"

نند و بھائی ہنسے۔" لو میری بات ہی سے آپ نے ایک نئی نرالی بات پیدا کر دی ۔"

دیال مسکرایا۔" ایک ہی وقت میں ایک زبان سے دو مرتبہ ایک لفظ نکلا ہوا یکساں نہ ہو گا۔ اسے بھی بول دیکھو۔ اس لئے آتما یا چیتن اور اناتما یا جڑ کی بابت جو کچھ تم نے کہا ہے۔ اُس پر غور کر کے اپنا ذاتی نتیجہ نکالو۔ میرے کہنے پر نہ جاؤ۔"

نند و بھائی بولے۔" میں نے غور کر لیا۔ آپ کا فرمانا برحق ہے۔"

دیال نے کہا۔" اور کچھ پوچھنا ہے۔ کہ بس۔"

نند و بھائی بولے۔" چیتن اور جڑ کی بابت میری سمجھ میں آگیا۔ جڑ مفعولیت کی کیفیت ہے۔ اور چیتن فاعلیت کی کیفیت ہے۔ اس معاملہ میں مجھے اتنا ہی سمجھنا تھا۔ اُسے سمجھ گیا۔ باقی ست اسِت نتیجہ ایک انیک۔ بات کا بتنگڑ ہے۔ اور وہ غلط۔ غیر صحیح۔ غیر معقول اور غیر واقعہ ہے۔ چیتن پرکاش ہے۔ اچیتن پرکاش سے خالی ہے۔ چیتن غالب ہے۔ اور اچیتن مغلوب ہے۔ یہ اچھی طرح میرے ذہن

نشین ہو گیا۔ اور اب اس پر مجھے بھرم نہ ہوگا۔ ہاں اس کے سلسلہ میں میرے اور سوال ابھی کتنے باقی ہیں۔ وہ وقتاً فوقتاً زیر بحث اور زیر جواب آتے رہیں گے۔"

چھٹی کلا

آتما (رُوح) (مسلسل)

ہم نہ مانینگے نہ مانینگے کبھی
یونہی کیوں ایمان لائیں گے نہ ہم سمجھے اُسے
جس نے سمجھا ہی نہیں اُس میں کہاں ایمان ہے

جو نہیں آتی سمجھ میں بات اپنے جیتے جی
وقت کی جلدی نہیں کچھ غور سے سوچیں اُسے
وہ نہیں ایمان الا تحت بے ایمان ہے

نندو بھائی بولے۔" اس وقت کی تو میں کہتا نہیں۔ لیکن مجھے یاد ہے۔ آپ نے بارہا خود آتما کو سچدانند اور اناتما کو اسچدانند کہا ہے تمام ویدانتیوں کا اس پر ہمیشہ سے اتفاق رہا ہے۔ اس وقت آپ برعکس گفتگو کر رہے ہیں۔ جس سے مجھے حیرت اور پریشانی ہوتی ہے۔ وقت پر میں آپ کی باتوں کے جادو میں ہوش کھو بیٹھا تھا۔ اب یاد آگئی۔"

دیال ہنسا۔" میں تم سے اس بات کو سن کر بہت خوش ہوا۔ ذرا تم اپنے اس سچدانند اور اسچدانند کی صاف لفظوں میں صراحت کر دو تب میں زبان کھولوں۔"

نندو بھائی بولے۔" آتما ست (ہستی)۔ چیت (گیان) اور آنند (خوشی) ہے۔ اناتما۔ است (غیر ہستی)۔ اچیت (غیر گیان) اور انانند

(غیر خوشی) ہے - جو ہستی علم اور سرور ہو - وہ آتما ہے - اور جو ہستی علم اور سرور نہ ہو - وہ اناتما ہے - یہ الفاظ بہت واضح ہیں - اب ان کی اور وضاحت کیا کی جائے!"

دیال نے کہا - "بہت صحیح ہے - اب میری بات کو سنو - میں نے آتما کو چیتن اور اناتما کو جڑ کہا ہے - اور یہی اُن کے لکشن قرار دیئے ہیں - کیا یہ صحیح نہیں ہیں؟"

نندو بھائی بولے - "اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے - میں نے خود آتما کو چیت (چیتن) اور اناتما کو اچت (اچیتن یا جڑ) تسلیم کیا ہے؟"

دیال نے کہا - "آتما آنند ہے - اور اناتما انانند ہے - اسے بھی تو تم صحیح مان چکے ہو -"

نندو بھائی بولے - "ہاں اسے بھی صحیح مان چکا ہوں -"

دیال نے کہا - "دو باتوں میں تو ہمارا تمہارا اتفاق ہو گیا -"

نندو بھائی بولے - لیکن تیسری بات پر تو اتفاق نہیں ہے! میں آتما کو ست اور اناتما کو اَست مانتا ہوں - اور آپ نے دونوں کو ست مانا ہے - یہ اختلاف ہے - اور یہی جھگڑے کی بات ہے - اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہے؟"

دیال نے کہا - اب اور کچھ نہ کہو - سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایمان سے کہہ دو کہ اناتما است ہے - اُس کی نام کے لئے بھی ہستی نہیں ہے - اور میں خود تمہاری بات پر یونہی بغیر کسی دلیل کے امنّا صدقنا کہہ دونگا - اور صحیح مان جاؤنگا" بس ایک بات پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا -"

نند و بھائی تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو کر سوچنے لگے۔ سوچ۔ اور سمجھ کر تامل کے ساتھ جواب دیا۔ "آپ نے خود ہی بارہا کہا ہے۔ کہ اناتما کی ہستی آتما کے تابع ہے۔ اُس کی اپنی جداگانہ ہستی کوئی بھی نہیں ہے۔ یہی میرا جواب ہے۔ اور اسی نظر سے میں اُسے اَست کہتا ہوں۔"

دیال ہنسا۔ "یہ اچھی بات ہوئی! جب پکڑو۔ میری ہی زبان پکڑو۔ گرفت بھی ہو۔ تو میری ہی بات کی! اور آپ ہر وقت اپنے پہلو کو بچا رکھو! بڑے عقلمند آدمی ہو۔ خیر! اگر میں نے یہ کہا ہے۔ کہ اناتما کی ہستی آتما کے تابع اور ماتحت ہے تو اس میں ایک لفظ 'نظر' اور اضافہ کر کے اس طرح پر کہو۔ کہ اناتما کی ہستی آتما کی نظر کے تابع اور ماتحت ہے۔ تب بات زیادہ صاف ہو جائیگی۔ اناتما کی ہستی آتما کی نظر کے ماتحت ہے۔ ورنہ اُس کی اپنی ہستی کوئی معنے نہیں رکھتی۔ وہ جڑ ہے۔ جڑ کو اپنی ہستی کی سمجھ کب ہے۔ اور جب سمجھ نہیں ہے۔ تو ہوتے ہوئے بھی اُس کے لئے اُس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ یہ آتما ہی ہے۔ جو اُسے ہست کہہ کر اُس کی ہستی قائم کرتا ہے۔ اور اسی نظر سے سانکھیہ شاستر والوں نے یہ کرتی کو پُرش کا بھوگ مانا ہے۔ جو سچی اور صحیح بات ہے۔ ہمارا یہ کہنا ہی کہ اناتما ہستی رکھتا ہے۔ علمی طور پر اُس کا بھوگنا ہے وہ ہماری نظر سے ہست ہے۔ اپنی نظر سے ہست نہیں ہے۔ اور اسی نظر سے ویدانتی اُسے اَست کہتا ہے۔ "ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد" اگر وہ ہے تو ہوا کرے۔ لیکن اپنے لئے تو نہیں ہے۔ اور نہ اپنی ہستی کا اُسے علم ہی ہے۔ یہ ہم ہیں جو اُسے بھوگتے ہوئے اُس کو ہستی دیتے ہیں۔ کہو۔ اب تمہارے اعتراض کا جواب مل گیا یا ابھی کچھ اور کسر باقی ہے؟"

نندو بھائی بولے۔" اب کوئی کسر نہیں رہی۔ ست۔ است کا مضمون میری سمجھ میں آگیا۔ اور اناتما کے ست ہونے کا مضمون خوب ذہن نشین ہوگیا اب اعتراض نہ اُٹھاؤنگا۔"

دیال نے کہا۔" شکر ہے۔ "کُفر ٹوٹا خدا خدا کرکے"

نندو بھائی بولے۔" اور بھی کچھ فرمائیے۔"

دیال نے کہا۔" اس دویت جگت (متضاد عالم) میں آتما اور اناتما دونوں ہی ہیں اور دونوں ہی نسبتی نظر سے دائم اور قائم ہیں۔ دونوں ہی غیر پیدا شدہ ہیں۔ اور دونوں ہی غیر فانی (ابناسی) ہیں۔ دونوں ہی اظہار کے طبقہ میں طرح طرح کی صورتوں میں صورت نما ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ کہ وہ معدوم ہو جائیں۔ رہتے ہمیشہ ہیں۔ یہ تم نے خوب سمجھ لیا ؛

جب اناتما غیر پیدا شدہ اور غیر فانی ہے تو پھر آتما بھی غیر پیدا شدہ۔ اور غیر فانی ہوگا۔ پہلا آدھا حصہ جیسا ہے۔ ویسا ہی دوسرا آدھا حصہ بھی ہے مادہ پرستوں کی نظر دُنیا کے صرف مفعولی نصف حصہ پر رہتی ہے۔ وہ دوسرے نصف فاعلی حصہ کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ ویدانتی کی نگاہ اس پرپنچ (عالم مشاہدات) کے دونوں پہلوؤں پر رہتی ہے۔ اور وہ دونوں کا مطالعہ اور مشاہدہ کرکے تب اپنی رائے قائم کرتے ہیں یہ فرق ہے۔ جو ان میں اور دوسروں میں ہے ؛"

نندو بھائی بولے۔" یہ دونوں صحیح! پھر ان سے رچنا (نظام آفرینش) کا سلسلہ کیسے چلتا ہے ؟"

دیال بولا۔" اگر یہ دونوں دائمی قائمی ہیں۔ اور ست اور نتیہ ہیں۔ تو ان

کے ملنے یا ملاپ کا سَم استھل (نقطہ) بھی دائمی اور قائمی ہوگا۔ یہ دُنیا قطبین۔ یعنی دو قطبوں کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں مقناطیسی کشش کی خاصیت ہے۔ جیسے لوہا چُمبک کی طرف کھچتا ہے۔ ویسے ہی اناتما کا آتما کی طرف کھچاؤ ہُوا کرتا ہے۔ اور اس کھچاؤ کے اندر رچنا کا اہتمام۔ التزام اور انتظام ہُوا کرتا ہے ذرّات میں رد و بدل ہوتی ہے۔ اور تب یہ پرپنچ (عالم اظہار یا عالم مشاہدات) اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اسی کا نام رچنا ہے۔"

نند و بھائی نے کہا " تب اس سے ظاہر ہے کہ یہ رچنا یوں ہی خود بخود جڑ اور چیتن کے میل سے ہُوا کرتی ہے۔ اس میں ایشور کے ہونے کی پھر کوئی ضرورت نہیں رہی؟"

دیال بولا۔" دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں۔ جو ایشور کی ضرورت کے مسئلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اب بھی ہوں گے۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ وہ ملاپ کا نقطہ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ ایشور ہے۔ یہ بطور مرکز ہر جگہ ہے۔ اور اس کا محیط کوئی نہیں ہے۔ لامحدود۔ لامکان۔ جو چاہو اُسے کہہ لو۔ یہ جڑ اور چیتن دونوں کا آدھار، مدار علیہ۔ ادھشٹان اور آسرا ہے اسی کے سہارے رچنا کا کھیل ہُوا کرتا ہے۔ اور اس کا ہونا لازمی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو رچنا کا امکان ہی نہ ہوتا۔ اس لئے اس کی اہمیت ہے۔"

نند و بھائی بولے " تب تو آپ آہستہ آہستہ تثلیث پرستوں (تریبی وادیوں) کی تین ہستیوں۔ جڑ۔ چیتن اور برہم۔ خواہ پرکرتی۔ جیو اور ایشور کی جگہ پر آ گئے؟"

دیال نے کہا " نسبتی عالم میں ان کی ہستی سے انکار کیسے کیا جا سکتا

ہے؟ جہاں تک نسبت کے تعلقات ہیں۔ ان کا ہونا لازمی ہے۔ یہ ایشور جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ شبل برہم۔ کہلاتا ہے۔ جس میں دو پہلو درہ اور متن۔ خیالی نظر کے سامنے آتے ہیں۔ اور اسی جڑ اور چیتن کی رعایت ہی کی وجہ سے اس کا نام برہم رکھا گیا ہے۔ جو سب میں محیط کل ہے لافانی ہے۔ سب میں ہے۔ سب کا ہے۔ اور سب کچھ ہے۔ یہی جگت کا نمت کارن اور اپادان کارن ہے۔ اس کے سوا کچھ ہے نہ ہو سکتا ہے جیسے سمندر سب بوند۔ لہر۔ پانی وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ ویسے ہی یہ ایشور بھی ہے جب تک متضاد عالم کے پہلوؤں پر نظر ہے۔ تب تک یہ ایشور مایا شبل برہم ہے۔ اور جب نسبتی پہلو نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ تب وہ شدھ برہم کہلاتا ہے۔ یہ ویدانت کی معراج ہے۔ اور اس نظر سے ویدانت برہم وادی کہلاتا ہے۔ اور اس نظر سے اُس ادوتیہ۔ اکھنڈ۔ نادی اور اننت برہم کا ویدانت تصور دلاتا ہے۔"

نام میں پنہاں عیاں شکل و صورت میں وہ خود کار بنا	ظاہر ہو کے خود دکھایا چھپ کر پردہ دار بنا
دوست بنا محبوب بنا ہے یار بنا غمخوار بنا	دل لیکر دلبر خود ٹھہرا دل دے کر دلدار بنا

دین کا دنیا کا ماہر کر دیندار ہے دنیا دار بنا
ایک بنا دو تین بنا سو لاکھ کروڑ ہزار بنا

وحدت میں کثرت کی صورت کثرت میں وحدت وہ خود	دل کی کشش کا موجب ہے چیدہ اور دل کی زینت وہ خود
عاشق تن من کسی نے پوچھا کیا آپ امنت وہ خود	اس کے سوا نہیں ہے کوئی عشق کی ہے بیت وہ خود

وہی پھرا کرتا ہے ہر سو نادار اور زردار بنا
ایک بنا دو تین بنا سو لاکھ کروڑ ہزار بنا

ساتویں کلا

برہمہ حقیقت

تُو نظر آیا نظر میں ناظر اور منظور ہو
خلق و خلقت خالق و مخلوق سب ہے آپ تُو
تُو ہی تُو ہے ہر جگہ نزدیک ہو یا دُور ہو
وہم سارا مٹ گیا دل سے مرے کافور ہو
تُو میاہی اور سفیدی بن گیا ہے آنکھ کی
وائے حیرت! دو نویں شامل ہیں سایہ نور ہو
چھوٹے سی چھوٹا بڑے سے بڑا میں کیا کہوں
اے محیط جزو کُل تُو سب میں ہے بھرپور ہو
لاکھ سمجھائے - کوئی دل ماننے والا نہیں
دیکھتا ہوں جب کھُلی آنکھوں سے میں مسرور ہو

نند و بھائی بولے "میں نے آپ کی باتوں پر غور کیا - اس میں کلام نہیں ہے - کہ اس میں جڑ چیتن اور ایشور کی نظر سے اس میں دو یتا دویت - وششٹا دویت اور کسی حد تک ادویت تینوں ہی کی تسلّی کا سامان ہے - لیکن کیا انتم گیان ہے ؟"

دیال نے پوچھا " انتم گیان سے تمہاری کیا مراد ہے ؟"

نند و بھائی نے جواب دیا " وید گیان ہے - اور انت آخری ہے - ویدانت آخری گیان ہے - میں سمجھتا ہوں کہ کہنے کو تو آپ سب ہی کہہ گئے - لیکن یہ ویدانت نہیں ہوا ۔"

دیال نے پھر سوال کیا - " ویدانت اس کے سوا اور کیا ہوتا ہے ؟"

نند و بھائی نے جواب دیا " جس کے آگے یا جس سے اور زیادہ کچھ

کہنے سننے کو باقی نہیں رہتا۔ میں اسی کو ویدانت سمجھتا ہوں۔"

دیال نے کہا۔" مجھے تو جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ چکا۔ اب اگر کچھ کمی رہ گئی ہے تو تم کو موقعہ ہے۔ کہ اُسے پوری کر دو۔ کسی نے روک تو نہیں رکھا ہے!"

نندو بھائی بولے۔" میں نے جو کچھ اس کے بارہ میں سوچا ہے۔ وہ آپ ہی کے کلام کے طفیل سوچا ہے۔ خیالات کے ظاہر کرنے میں پس و پیش ضرور ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ نے حکم دیا۔ تو اب کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑیگا ٭

"آپ نے (۱) چیتن (روح) اور جڑ (مادہ) کے سلسلہ میں فرمایا ہے۔ کہ وہ دو چیزیں ہیں۔ اور دونوں ہی لافانی ہیں۔ اور دونوں ہی کے اصل کا جاننا غیر ممکن ہے (۲) آپ نے جڑ (مادہ) کے معاملہ میں فرمایا ہے۔ کہ اس کے اصل کو کسی نے نہیں دیکھا۔ صرف اس سے جو دھار جڑ اور چیتن کے ملاپ سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ اسی کو دیکھ کر اس کے ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے ٭

میں نے ان دونوں باتوں پر غور کیا۔ اور غور کر کے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ کہنے کے لئے چاہے یہ دو ہوں۔ اور چاہے اصل اور نسل کی نظر سے وہ لافانی ہی مان لی جائیں۔ لیکن وہ دو نہیں ہیں۔ ایک ہی ہیں۔ بلکہ اگر ایسا کہا جائے۔ کہ کوئی ایسی شے ہے۔ جس سے یہ دونوں دھاریں خارج ہو کر جڑ اور چیتن کی صورت میں برآمد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اسی میں واپس چلی جاتی ہیں۔ اور اسی کے سہارے رہتی ہیں۔ تو شاید غلط نہ ہوگا۔ شاید کا لفظ میں اپنی دلی کمزوری کی وجہ سے استعمال کر رہا ہوں۔ ورنہ اس کا قریب قریب پختہ یقین مجھے ہو گیا ہے۔"

دیال نے نندو بھائی کی جانب غور کی نظر سے دیکھ کر کہا۔" کیا اُسے

مثال کی مدد سے بیان کر سکتے ہو؟"

نندو بھائی بولے "مثال میں کہیں باہر سے نہ لاؤنگا۔ اپنے اندر سے مثال لاتا ہوں مثلاً (۱) میں ہوں اور میرا یہ میں پنا میری ہستی ہے (۲) جب میں سوتا ہوں۔ تو میرے اندر سے دھار پھوٹا کرتی ہے۔ یہ ویسے ہی ہوتی ہے جیسے سمندر خود بخود لہراتا رہتا ہے۔ اور اسی دھار سے صورتیں بنتی ہیں۔ جن کو ہم سب لوگ خواب کہتے ہیں۔ اس خواب کی دھار یا دھاروں کے مجموعہ کو ہم جڑ کہہ سکتے ہیں۔ یہ ہے۔ لیکن اس کا ہونا نہ ہونا اُس وقت تک یکساں ہے جب تک کسی کو اُس کا علم نہیں ہوتا۔ (۳) جب دُوسری دھار ہم سے ہمارے اندر پھوٹتی ہے۔ اور اسے دیکھنے لگتی ہے۔ تب اس پہلی دھار کا علم ہوتا ہے۔ اور جس دھار کو یہ علم ہوتا ہے۔ اُسے ہم چیتن کہتے ہیں۔ پہلی دھار مفعولیت کی کیفیت ہے۔ اور دُوسری دھار فاعلیت کی کیفیت ہے۔

اس طرح تین کیفیتیں ہیں (۱) ایک میرا اہم پنا (۲) دوسرا جڑ پنا (۳) چیتن پنا۔ ان دونوں کے کھیل میرے اندر اور مجھ میں ہی ہُوا کرتے ہیں۔ باہر سے نہیں آئے۔ اور اس وجہ سے مجھ سے جُدا نہیں ہیں کھیل کے وقت جب دھاریں پھوٹا کرتی ہیں۔ اُس وقت تک دو پنے کے تماشے رہتے ہیں۔ اور جب وہ واپس چلی جاتی ہیں۔ اور اپنے اصل میں مل کر ایک ہو رہتی ہیں۔ تو پھر وہ ایک کا ایک رہ جاتا ہے۔ لیکن اُسے ایک اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ اُس کا عقل سے معلوب کرنے والا یا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے ایک اور دو کی نسبت سے وہ پرے ہے۔ اور اصل میں چونکہ وہ دو نہیں ہے۔ اس لئے ادویت ہے

اور میری سمجھ میں ویدانت یعنی انتم گیان یہ ہے۔ اور ویدانت کا اشارہ اسی کے طرف ہے۔"

دیال نے خوش ہو کر کہا۔ "تم نے بہت اچھا سمجھا۔ ویدانت کے ادویت واد کی مراد اسی کے ذہن نشین کرانے کی ہے۔ اور چونکہ ایک طرح سے ادویت سمجھنے کی سمجھ نہیں آتی۔ اس لئے مختلف طریقوں سے لوگوں نے اس کے سمجھنے اور سمجھانے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن ان تمام طریقہ والوں کی اصلی غرض صرف یہی رہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ تم ان دو جڑ اور چیتن دھاروں میں سے پہلی کس کو کہو گے اور آخری کس کو کہو گے؟"

نندو بھائی نے تامل کے بعد جواب دیا۔ "میں ان میں سے کسی کو بھی پہلی اور دوسری ہونے کا نام نہیں دیتا۔ بلکہ دونوں کو ساتھ ساتھ رہنے والی قرار دیتا ہوں۔ بقول آپ کے یہ برہمہ کے انگ ہیں۔ جیسا کہ اس کے نام برہمہ کے دو مادہ 'ورہ' اور 'منن' یا آتما کے دو مادہ 'ات' اور 'منن' سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہنے کے لئے تو ان دونوں میں 'ورہ' اور 'ات' پہلے اور دونو میں 'منن' یا 'م' پیچھے آئے ہیں۔ لیکن میں ان کو ساتھ ساتھ رہنے والا ہی تسلیم کرتا ہوں۔ شاید یہ لفظی رعایت علم ہونے کے خیال سے رکھی گئی ہو۔ کیونکہ جب ہم کسی شئے کو پہلے دیکھتے ہیں۔ تب اس پر قابو پانے کے لئے دوڑتے ہیں۔ بغیر دیکھے ہوئے اس کی جانب توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پہلے کون ہوا اور پیچھے کون ہوا۔ برہمہ کے انگ ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ سے ساتھ ساتھ ہیں۔"

"میں نے اپنے خواب کے تماشوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جو واقعات

میرے [illegible] متعلق ہیں - وہی ان میں محدود [illegible]
جیسے خواب میرے ہی آدھار پر ہُوا کرتے ہیں - ویسے ہی اس جگت کے خواب کی پھُرنا (ظہور) برہمہ میں برہمہ کے سہارے ہُوا کرتی ہے - اور جو کچھ ہے - وہ برہمہ آپ اکیلا - سب میں محیط - سب میں مالا کے سُوت کی طرح پرویا ہُوا سب کچھ کہا جا سکتا ہے - کہا جاتا ہے - اور نہیں کہا جاتا - اور نہیں کہا جا سکتا - یہ نتیجہ مَیں نے آپ کی تعلیم سے اخذ کیا ہے - "

دیال نے کہا - " تم نے نہایت معقول نتیجہ اخذ کیا - اور میرے کہنے سُننے کی مُراد بھی یہی تھی ؎

آٹھویں کلا

آتم گیان (علم رُوح)

علم معلوم اور عالم تینوں میں جو ہے بسیط | کہتے ہیں عُقلا اُسی کو اصل میں رُوحِ محیط
حاضر و ناظر ہے شاہد اور شہادت آپ وہ | عقل و عاقل فہم - ادراک و ذہانت آپ وہ
دو ہُوا واحد جو پہلے تھا بہ شکلِ مختلف
اصل میں اپنے ہے قائم وہ بہ نقلِ مختلف

دیال بولا - " لافانی اور دائمی ہست (ہستی) تمام نظر آنے والی اور تمام نظر نہ آنے والی دُنیا میں محیطِ کُل ہے - اگر نظر آنے والی دُنیا (عالم مشاہدات یا پرپنچ) اُس سے علیحدہ کر دیجائے - تو جو کچھ باقی رہیگا - وہ لامحدود کا لامحدود رہ جائیگا - یہ ایش اُپنشد کا کلام ہے - "

نند و بھائی نے کہا - " ذرا اس کی صراحت کر دیجئے "

دیال بولا "جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ یا سُن رہے ہو۔ وہ نام اور رُوپ
ہی ہے۔ نام اور رُوپ کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک
کہ جس کا تم تصوّر کرتے ہو۔ خواہ جس کا خیال تمہارے اندر آتا ہے۔
وہ بھی نام اور رُوپ ہی ہے۔ جہاں تک دِل کی سَیر ہُوا کرتی ہے۔
خواہ جسے عقل سوچتی سمجھتی ہے۔ وہ بھی نام اور رُوپ ہے۔ نام اور
رُوپ سے خالی اس نام اور رُوپ والی دُنیا میں کون ہے۔ نام نشان
ظرف زمان۔ مکان نشان سب ہی نام اور رُوپ والے ہیں ؞

اس نام اور روپ کی سمجھنے والی یا اس کی ماتحت کرنے والی خواہ
اُس پر قبضہ کرنے والی بُدھی (عقل) ہے۔ جو چیتن کا انگ ہے۔ اس
بُدھی کی نام اور رُوپ کے ساتھ نسبت ہے۔ اور بُدھی ہی نام اور رُوپ
کو سمجھتی ہے۔ جب تک بُدھی ہے۔ تب ہی تک نام اور رُوپ ہے
اور جب تک نام اور رُوپ ہے۔ تب ہی تک بُدھی ہے۔ ایک
کے غائب ہو جانے سے۔ دُوسرا بھی غائب ہو جاتا ہے۔ اور یہہ
دونوں باہم پل میں جذب ہو رہتے ہیں۔ یہ تم دیکھتے ہو۔ جس آدمی
میں بُدھی نہیں ہوتی۔ وہ نام رُوپ کی تمیز نہیں کر سکتا۔ اور جس شخص
میں نام اور روپ کی تمیز نہیں ہوتی۔ اُس میں بُدھی بھی نہیں رہتی
یہ نام رُوپ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ بُدھی ہی کی کثیفت یا لطیف صُورت
ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ بُدھی کے غائب ہو جانے پر بھی
نام اور رُوپ باقی رہتے ہیں۔ تو اُس کا یہ کہنا بالکل خلاف عقل ہوگا
کیونکہ جب بُدھی ہی نہیں رہی تو نام اور رُوپ کا سمجھنے سوچنے والا

یا اُس کا جاننے اور ماننے والا کون ہوگا! اس لئے اگر وہ غائب ہوتے ہیں۔ تو دونوں ایک ساتھ ہی غائب ہونگے۔ اور رہیں گے۔ تو دونوں ساتھ ہی ساتھ رہیں گے۔ اِس کے سوا یہہ بُدھی صرف اعتراض کرنے والے یا اعتراض کے جواب دینے والے ہی ہیں نہیں ہے بلکہ یہ محیطِ کُل تتّو یا عنصر ہوکر تمام دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ جب یہہ دُنیا میں نہ رہے گی۔ تب دُنیا بھی نہ رہیگی۔ یہ سب پرپنچ (عالم مشاہدات) جو تم کو نظر آرہا ہے بُدھی ہی کا ہے۔ اور بُدھی ہی میں ہے۔ بُدھی سے باہر نہیں ہے۔ اسے سوچ دیکھو۔ اور سمجھ دیکھو۔ اور تم خود اس نتیجہ پر پہنچو گے۔ یہاں نسبتی عالم (دْوَند جگت) میں بُدّھی اصل ہے اور نام رُوپ نقل ہے۔ خواہ بُدھی جڑ ہے۔ اور تام روپ درخت ہے۔ اصل کے ساتھ نقل اور جڑ کے ساتھ درخت ہے۔ جب اصلی چیز ہی نہ رہی۔ تو پھر اُس کا عکس کیسے رہیگا۔ جھیل کے کنارے درخت کھڑے ہیں۔ جب تک درخت ہیں۔ تب تک اُن کا عکس پانی میں کیسے رہ سکیگا! عکس تو درخت ہی کے سہارے تھے۔ اس نظر سے درخت اور اُن کے عکس ایک ہی شئے تھے ؛

یہ بُدّھی ایک ہے۔ کیونکہ یہ تم سمجھ گئے ہو۔ کہ یہاں ایک کے سوا دُوسرا کوئی نہیں ہے۔ سب میں بُدّھی ہے۔ سب کی بُدّھی نام اور رُوپ ہی کو گرہن (گرفت) کرتی رہتی ہے۔ ایک بُدھی مختلف صُورتوں میں نظر آتی ہوئی مختلف نام اور رُوپ کا مشاہدہ کرتی رہتی ہے بُدھی کا انیک اور مختلف ہونا بھرم ہے۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو جس مادّہ

(یا جڑ پرکرتی) کو تم انیک (کثیر شکل والی) کہہ لیتے ہو۔ وہ بھی ایک ہی پرتیت ہوگی ؂

اِس بدھی کے چار انگ - چیت - مَن - بُدھی - اور اہنکار - چیت وہ ہے - جو چیتن کرتا ہے - مَن وہ ہے - جو مَنن کرتا ہے - بُدھی وہ ہے - جو یقین دلاتی ہے - اور اہنکار وہ ہے - جو یقین کو پختہ اور مضبوط کرتا ہے - جب چیتن کا جڑ پرکرتی کے ساتھ میل ہوتا ہے - تب یہہ جڑ پرکرتی اُس کے اثر سے حرکت میں آ کر اُس کی طرف مخاطب ہوتی ہے - اور یہ چاروں کیفیتیں مُتحرک ہو کر اسی ایک چیتن کو اپنا سہارا بنا کر اُس کی ہستی سے بہت پرتیت ہونے لگتی ہے - اور یہی سب مِل جُلا کر اہم بنتے ہیں - اور اسے کو مجموعی حیثیت میں 'ایشور' اور جُزوی حیثیت میں 'جیو' کہتے ہیں -"

نندو بھائی نے پوچھا - "یہ مجموعی اور جُزوی حیثیت کیسی ہوتی ہے؟"

دیال نے جواب دیا - "جیسے سمندر اور بُوند کی حیثیت ہوتی ہے سمندر مجموعی ہے - اور بُوند جُزوی ہے - پیمانہ کا فرق ہے - ورنہ دونوں یکساں ہیں - اور ان کا ملاپ اس قسم کا ہے - کہ نہ سمندر ہی بُوند سے جُدا رہ سکتا ہے - اور نہ بُوند سمندر سے جُدا ہو سکتا ہے - یہ سمندر کیا ہے؟ بڑا بُوند ہی تو ہے - بُوند کے سوا وہ اور ہے کیا؟"

نندو بھائی بولے - "تب تو یا سمندر بھی ایک طرح کا محدود ہی ہو گیا گو وہ مجموعی سہی - لیکن اُس کے پرے ' بھی کسی کا خیال تو ہوتا ہی ہے"

دیال نے کہا - "تمہارا یہ خیال صحیح ہے - یہ ایشور محدود ہے -

اسی محدودیت کی وجہ سے وہ شبل اور مایا والا برہمہ کہلاتا ہے یہی تمام
مذاہب کا شخصی خدا ہے ۔ اور اسی کی بندگی کا دم بھرتے ہیں ۔ اور جو اس
کے پرے ہے ۔ یا آتم کو پرے پرتیت ہو رہا ہے ۔ وہ شدھ ۔ اچل
اٹل ۔ اور آدھار برہمہ ہے ۔ جس کے سہارے ایشور ۔ جگت ۔ اور جیو کا
کھیل ہوا کرتا ہے ۔ جہاں تک ہماری تمہاری اور سب کی عقل جاتی
ہے ۔ وہ بڑا بُوند ہی ہے ۔ جس کی وضاحت سار بچن راد ھا سوامی
نظم کے اس شبد میں ہے ۔ جس میں یہ کڑی آتی ہے ۔ ’وہاں سے
بُوند ہماری آئی ۔ وغیرہ وغیرہ‘ اصل میں اس جگت کی نظر سے
وہی ’ایشور‘ تمہارا اصلی ’اہم‘ ہے ۔ اور جب اس محدود ’اہم‘ (جیو پنے)
کا خیال نہیں رہتا ۔ تب وہی تمہاری ذات اور تمہارا رُوپ پرتیت
ہوتا ہے ۔“

نویں کلا

آتم گیان (علم رُوح) (مسلسل)

جُز میں کُل اور کُل میں جُز ہے دونوں مل کر ایک ہیں | جُز سے کُل اور کُل سے جُز ہرگز جُدا ہوتا نہیں
بندہ جب پیدا ہوا تب وہ خدا پیدا ہوا | بندہ کی ہستی نہ ہو ۔ جبتک خدا ہوتا نہیں

نند پھائی بولے ۔ ”ایشور اگر اہم (انا) ہے ۔ تو اس میں اہم پنا (انانیت)
بھی ہوگا ۔ کیا اس ’اہم پنا‘ سے وہ محدود نہیں ہوا ؟ کیونکہ جب میں ہوں
اور میں میں کیا کرتا ہوں ۔ تو یہ ’میں پنا‘ مجھے محدود کر دیتا ہے ۔ اور ’وہ‘
’تو‘ غیریت کی بہت سی تمیزی مدات پیدا ہو جاتی ہیں ۔ اور جب یہ ہم

جیسے جیو کی کیفیت ہے۔ تو پھر 'اہم پنا' رکھنے والے اُس 'ویشٹی' یا مجموعی اہم' میں بھی اُسی کیفیت کا آنا لازمی ہو جاتا ہے۔"

دیال نے کہا۔" اس میں شک ہی کیا ہے! جو تم کہتے ہو۔ وہ لفظ بلفظ صحیح ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" یہ 'اہم پنا' کس طرح 'اہم' کو محدود کر لیتا ہے۔ اس کی صراحت کی ضرورت ہے؟"

دیال نے کہا۔" یہ تو تمہاری روزانہ زندگی کے کاروبار کا مشغلہ ہے جب تم کہتے ہو۔ 'میں'، تو 'میں'، اور 'میں پنا' دو ہو جاتے ہیں۔ اور جس نظر سے میں کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اُسی کا سلسلہ پھیل جاتا ہے۔ اور تم اُس سے بِکھر جاتے ہو۔ اِسی طرح اُس اصلی اہم' کا حال ہے جسے میں دُنیا کا ایشور یا شبل برہمہ کہہ رہا ہوں۔ یہ تمام دُنیا جو نظر آرہی ہے اُسی کا اہم پنا ہے۔ خدا کو اگر 'خود آ' سمجھ لو۔ یہ دُنیا اُسی کی 'خدائی' یا 'خود آئی' ہی تو کہی جائیگی۔ اس کے سوا اُسے اور کیا کہو گے۔ بالکل اِسی طرح تمہارے محدود 'اہم' کی بھی کیفیت ہے۔ 'اہم' اصلی اور 'اہم پنا' فرضی عکسی اور خیالی ہے۔ اور تم اس کو خود اپنی دُنیا میں دیکھ رہے ہو۔ دُنیا دو ہیں۔ ایک ایشور کی اور دُوسری جیو کی۔ ایشور کی طرح جیو بھی اپنی خاص دُنیا بنایا اور بگاڑا کرتا ہے۔ اور جیسے اُس کی دُنیا کی ابتدا وسط اور انتہا ہوتی ہے۔ ویسے ہی جیو کی دُنیا کا بھی شروع۔ بیچ اور آخر ہُوا کرتا ہے۔ جیسے وہ ایک 'اہم' ہوتا ہُوا۔ اہم پنا کی وجہ سے انیک سمجھا جارہا ہے ویسے ہی تم بھی ہو۔ پیدا کرنے کی وجہ سے وہ خالق۔ روزی دینے

کی وجہ سے وہ رازق۔ اور دُنیا کے بگاڑنے کی وجہ سے اُس کا بگاڑنے والا کہا جاتا ہے۔ ویسے ہی تم بھی تو بناتے سنبھالتے اور بگاڑتے رہتے ہو۔ اوصاف کے خیال کرنے کی وجہ سے وہ محافظ۔ کارساز۔ رحیم سب کچھ کہا جاتا ہے۔ کوئی اُسے حاکم کہتا ہے۔ کوئی ماں باپ کہتا ہے۔ کوئی قادر کہتا ہے۔ اب تم اپنے آپ کو سوچو گے۔ تم بھی تو اپنی دُنیا میں رکشا کرنے والے۔ کام کرنے والے۔ رحم کرم والے۔ حاکم۔ ماں باپ اور طاقت والے ہو یا نہیں ہو۔ تمہارے ہزاروں نام ہیں۔ لیکن اصل میں تم ایک ہی ہو۔ ویسے ہی وہ بھی ایک ہے۔ اور صفت کی وجہ سے اُس کے ہزاروں نام رُوپ ہو جاتے ہیں۔ تم بھائی۔ بہنوئی۔ سالے۔ سُسر۔ داماد وغیرہ سب کچھ ہو یا نہیں ہو؟ اور پھر ان کی طرف سے خیال مٹا لو۔ تو بس ایک کے ایک ہو۔ یہ سب تمہارے صفاتی نام ہیں صفت فرضی ہوتی ہے۔ خیالی کہی جا سکتی ہے۔ اور اس نظر سے اُسے فانی اور ناشمان مانا جا رہا ہے۔ زندگی کے روزانہ بیوہار میں شوہر بیوی۔ باپ بیٹا۔ بھائی بہن۔ گورُو چیلا۔ وغیرہ یہ سب کیا ہیں؟ سب کے سب فرضی۔ وہمی اور خیالی رشتے ہیں۔ جب تک مانو۔ تب تک صحیح۔ نہ مانو تو جھوٹ! یہی کیفیت ایشور کی صفت کی بھی ہے۔"

"یہ اہم پنا۔ اہم میں رہتا ہے۔ اس لئے اہم پنا اُس اہم کی صفت ہے۔ اس کی الگ کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس کی ہستی اُس اصل سے ہے۔ اس وجہ سے اسے جداگانہ ہستی نہیں دی جاتی۔ جیسا کہ تم نے خود ہی کہا ہے۔ جب اس صفت کی تلاش اور کھوج میں لگو۔ تو دو تدیں

قائم ہو جاتی ہیں۔ ایک صفت دُوسری موصُوف۔ خواہ ایک کھوجی اور دُوسرا کھوج کرنے والا! تب جڑ اور چیتن کا سوال خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رُوح اور مادہ۔ خواہ آتما اور آتما یا برہمہ اور مایا پر بحث مباحثے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کا انجام کچھ نہیں ہوتا۔ یہ ہمیشہ اشانتی اور بے چینی کے باعث ہوتے ہیں۔ اور انجام ہوتا بھی تو کیا ہوتا! عکس کو کس لئے کبھی پکڑا ہے۔ جس قدر دوڑو گے۔ اُسی قدر وُہ آگے دوڑتا جائیگا! اور کبھی ختم ہونے پر اُس کا سلسلہ نہ آئیگا۔ دُنیا میں یہ جو علوم و فنون ایجاد ہُوئے یا ہو رہے ہیں۔ سب عکسی ہیں۔ عکس ہاتھ میں نہیں آتا۔ آگے آگے پھدکتا جاتا ہے۔ ایک نہیں ہزار کسی علم کو مکمل کیا جائے۔ وہ مکمل صُورت کبھی اختیار نہ کریگا! یہ سمجھی سمجھائی سوچی سوچائی بات ہے۔ مادہ پرست جو دراصل صفت پرست ہیں۔ آخر میں اپنی تحقیقات سے تھک تھکا کر بیٹھ رہیں گے۔ اِس لئے ویدانت صلا دیتا ہے۔ کہ اس سے توجہ ہٹا کر اصل کی جانب رجوع کرو۔ تب شانتی ملیگی

پرم سنت کبیر صاحب کی صدا ہے:۔

مایا چھایا ایک سی ۔ برلا جانے کوے
بھگت کے پاچھے لگے ۔ سنمکھ بھاگے سوے

یہ مایا۔ مادہ اور پرکرتی ہے۔ اور اہم کی اہم پنا ہی ہے۔ جتنا جی چاہے اس کے پیچھے دوڑتے پھرو۔ خواہ مخواہ پریشان ہو جاؤ گے۔ اور کبھی تمہاری زندگی میں ایسا وقت نہیں آئیگا۔ کہ تم سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکو۔ کہ ہم نے علوم کی انتہا کر دی۔ یا تحقیقات کا خاتمہ کر دیا۔ انتہا اور خاتمہ ہو بھی تو کیسے ہو تم جتنا دوڑتے ہو عکس بھی تو اُتنی قدر دوڑیگا۔ اس وجہ سے ویدانت اپنی

ذات پر غور کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔
لیکن تم اس سے یہ نتیجہ نہ اخذ کرنا کہ میں علم یا تحقیقات کا مخالف ہوں خواہ ویدانت علم اور تحقیقات کا مخالف ہے کبھی نہیں۔ قدرتی طور پر تو بدھی کا سلسلہ چلتا ہے۔ اور اسی کے مشاہدات اور تجربات کے وسیع ہونے پر آخر اس آخری گیان۔ ویدانت (وید = گیان انت = آخری) کی باری آتی ہے مشاہدات اور تجربات نہ ہونگے۔ تو ویدانت کا کوئی بھی ادھکاری نہ بنیگا۔ اس لئے عالم ظہور میں نسبتی نقطہ نگاہ سے اپنی اپنی جگہ سب کی اہمیت اور حیثیت ہے۔ ان پر خواہ مخواہ اعتراض نہیں کیا جاتا۔ مقصد صرف اصلیت کی طرف مائل کرانے کا ہے۔ جب تک دو نہ ہونگے۔ تب تک تمیز اور وچار کیسے کیا جائیگا۔ جب دو ہوتے ہیں۔ تب ہی تو وچار ہوتا ہے۔ ورنہ وچار غیر ممکن ہوتا!
دو شئے تمہاری نظر میں ہیں۔ متحرک اور غیر متحرک چیتن اور جڑ۔ اب سوچ چلو۔ جو چیز جڑ ہے۔ وہ حرکت سے خالی ہے۔ اور جو اسے حرکت دیتا ہے۔ وہ چیتن ہے۔ یہ تم دنیا میں دیکھ رہے ہو۔ جو حرکت سے خالی ہے۔ اسی کا نام مایا ہے۔ جس کی مشابہت ابھی سایہ سے دی گئی۔ سایہ تمہارے دوڑنے سے ہی دوڑیگا۔ تمہارے رکنے سے رکیگا۔ تم جیسی صورت بناؤ گے۔ اس میں بھی ویسی ہی صورت بنتی جائیگی۔ نہ بناؤ گے۔ تو نہ بنیگی۔
اس طرح سوچتے سوچتے اپنی طرف خود نگاہ چلی جاتی ہے۔ جیسے دوئند جگت میں تحقیقات اور علمی تلاش قدرتی ہیں۔ ویسے ہی عقل اور دل کے لطیف ہونے اور خاص قسم کی نشو و نما پا لینے پر اپنی ذات کی طرف متوجہ ہونا بھی

لازمی اور قدرتی ہے۔ جیو کو باہر بھیتر دونوں جگہ نظارے نظر آیا کرتے ہیں جب تک اُس کی نظر باہر ہے۔ تب تک باہر مکھی ہے۔ اور جب انتر کی طرف نظر کا رُخ ہُوا۔ تو وہ انتر مکھی ہونے لگتا ہے۔ اور جہاں یہ عادت اُس میں آئی۔ ویدانت مددگار ہو کر آجاتا ہے۔ اور علم کا ذات بخشنے لگتا ہے کچھ دنوں خیالی طور پر انتر اور باہر کا وچار ہوتا ہے۔ پھر ان دونوں سے پرے اُس کا انبھو جاننے لگتا ہے۔ اور تب اُسے اپنے ذات کا وچار کرنے سے گیان ہوتا ہے۔ اور پھر وہ آپ شانت اور تر پھرانت ہو جاتا ہے۔ یہ ویدانت کی تعلیم کا مقصد ہے۔"

نند و بھائی بولے "بات تو آپ سچی کہتے ہیں۔ اسے مثال دے کر ذہن نشین کرائیے۔"

دیال نے کہا "تم جاگتے ہو۔ دل اور اندریاں کا رُخ باہر کی طرف ہے۔ باہر کے نظارے نظر آرہے ہیں۔ پھر نیند میں اپنے انتر چلے گئے۔ اب اندرونی نظاروں کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ انتر اور باہر کہلاتے ہیں۔ آنکھ کھولنے پر جو باہر نظر آئے۔ وہ باہر ہے۔ اور آنکھ بند کرنے پر جو اندر نظر آئے۔ وہ اندر ہے۔ یہ باہر اور بھیتر کا مضمون ہے۔ ان دونوں پر غور کرو۔ باہری دُنیا کے کاروبار کو جتنا چاہو۔ بڑھاتے چلو۔ یہ بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ اور تم کبھی نہ کہہ سکوگے۔ کہ ہم نے دُنیا کا کام ختم کر لیا۔ اسی طرح اندرونی دُنیا میں جتنے خواب چاہو۔ دیکھتے چلو۔ ایسا کبھی وقت نہ آئیگا۔ جب کہو گے۔ کہ پورا سپن دیکھ لیا۔ سپن ہمیشہ ادھورا ہی رہتا ہے۔ میں کسی سُنائی بات نہیں کہتا۔ وہ کہتا ہُوں۔ جو سب کے تجربہ میں آتی ہے۔ جسمانی دُنیا اور دلی دُنیا دونوں

کی کیفیت یکساں ہے۔ باہر مکھی اور اندر مکھی دونوں ہی برابر ہیں۔ نہ اُس کو چین نہ اُس کو راحت۔ نہ اسے تسلی نہ اُسے استقامت! دونوں کا تجربہ سب کو ہے۔ باہر بھیتر کی قلعی کھل گئی۔ اب ان دونوں کے پرے ایک تیسری کیفیت ہے۔ جو اندر اور باہر۔ خواہ باطن اور ظاہر کی نسبت سے اونچی ہو اس میں کیا حالت ہے؟

جسم نہ دل ہو نہ شکل و صورت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟
نہ رب نہ شیطاں نہ دین و دُنیا نہ موت اور زندگی نہیں وہ
خیال تک کا گزر نہیں ہے تصور اور وہم بے نشاں ہیں
جلال ہو یا جمال ہو وہ کمال ہو یا زوال ہے وہ۔

بدی نہ نیکی نہ بغض و اُلفت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟
نہ احدیت ہو نہیں وہ کثرت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟
نہ رنج و غم شادی ہو نہ فرحت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟
نہ وصل ہو اور نہ ہے وہ فرقت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟

نجات کی کیا اُمید ہو۔ قید و بند کا خوف جب نہ دل میں
نہ معجزہ ہے نہ وہ کرامت بتائے کوئی ہمیں وہ کیا ہے؟

اِس کو سُشُپتی کہتے ہیں۔ کوئی کوئی اسے گہری نیند کا نام دیتے ہیں۔ جتنے چاہو۔ نام گھڑو۔ جتنی چاہو۔ اُس کی خیالی صورتیں بناتے رہو۔ لیکن وہ کیفیت دراصل کیا ہے؟ کیا ہے کوئی آدمی ایسا جو اُس کا پتہ دے سکے یا رام رام کہوا! یہاں عقل کے بھی بال و پر جلتے ہیں عقل کا پرند یہاں اُڑ کر آ ہی نہیں سکتا نہ وہاں زبان رہتی ہے۔ جو اُس کی بابت کچھ کہہ سکے۔ نہ دل رہتا ہے جو اُسے سوچ سکے۔ نہ اہم یا اہنکار رہتا ہے۔ جو اہم پنے کے نام و نشان اور شکل و صورت قائم کرے!

نہ مَیں نہ تُو ہے نہ ان کے جھگڑے نہ اُس میں کثرت نہ اُس میں قلت
نہ رسم یکجہتی کا پتہ ہے نہ عشق و عاشق کی کچھ حقیقت

خدا کی معدوم ہے خدائی - خدا کا نام و نشان ہے گم
خدا نہیں پھر ہو کیسے شیطاں لائے انساں کے سر پہ آفت
وہ لا الٰہ ہے وہ الا اللہ ہے مگر یہ کہنے کی بات ہے سب
پڑھے کوئی کیسے کلمہ دیں - نہیں رسالت وہاں نبوت
یہ کیفیت کیفیت سے خالی - کہے کوئی کیفیت بھی کیونکر
عجیب ہے اور غریب ہے وہ نہ کیفیت ہے نہ کوئی حالت
نہیں وہ باطن نہیں وہ ظاہر نہیں وہ بھیتر نہیں وہ باہر
زبان کیا کھولے کہنے والا - نہ ہو وہاں جب نشانِ نسبت

یہ سشوپتی کسی حد تک تم کو اصلیت کا پتہ دے سکتی ہے - ان تینوں حالتوں پر غور کرو - تب کچھ اہم اور اہم پنے کی سمجھ تم میں آ لئے "

دسویں کلا

آتم گیان (علم روح) مسلسل

کس کو ڈھونڈوں اور جا کر جستجو کس کی کروں | وہ ہے مجھ میں میرے اندر - آرزو کس کی کروں
کیسا بیگانہ یگانہ دو تو ہیں وہم و گماں | میں ہی میں ہوں سب میں پھر اب گفتگو کس کی کروں

نندو بھائی بولے "اس جاگرت اور سپن اور سشوپتی سے آپ کیا ذہن نشین کرانا چاہتے ہو؟"

دیال نے کہا - "جب میں ظاہر ہوں - تو سب کچھ ظاہر ہے جب میں چھپا ہوں - تو سب کچھ چھپا ہے - میں جاگتا ہوں - تو بیداری ہے جب سوتا ہوں - تب خواب ہے - جب میں باہر مکھی ہوں - تو باہر کے نظارے

ہیں۔ اور جب بھیتر ہوں۔ تو بھیتر کے نظارے ہیں۔ جب مادّہ کی طرف نظر
ہے۔ تو مادّہ ہے۔ جب رُوح کی جانب توجہ ہے۔ تب رُوح ہے۔ جب
میں بندہ ہوں تب خدا ہے۔ جب خدا ہوں۔ تب بندے ہیں۔ یہ تمام جڑ
اور چیتن کی نسبتی کیفیتیں کہاں ہیں؟ مجھ میں ہیں۔ بوند بنا تو سمندر ہو گیا
سمندر بنا۔ تو بوند ہو گئے۔ ان دونوں ہی کی ہستی اہم کے سہارے ہے
وہ اہم میں ہی تو ہوں۔ جب محدود اہم ہوں۔ تب لامحدود اہم ہے۔
اور جب لامحدود اہم ہوں۔ تو محدود اہم ظہور میں آجاتے ہیں۔ اور جب
ان نسبتی طبقوں سے اُونچے ہوں۔ تب کیا ہے؟ وہی ادویت۔ جو
ذو میں سے کوئی نہیں۔ نہ ایک اور نہ دو۔ ان تینوں حالتوں پر غور کرانے
سے میں اِس اہم اور اس اہم کی نسبتی ماہیت اور نسبتی حالت کے
پرے کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں۔"

نند بھائی نے کہا: "جیو بھی اہم (انا) ہے۔ اور ایشور بھی اہم ہے۔
ان دونوں اہم میں سے کیا جیو اپنی جیوپنا کے اہم پنا کی مراد لیا کرتا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جب تک جیو کو اگیان ہے۔ تب تک اُس کی نظر
محدود اہم پر ہے۔ اور اپنے جیوپنے کے قید و بند میں گرفتار رہتا ہے۔ اور
سُکھ دُکھ سہا کرتا ہے۔ اس اگیان کی حالت میں وہ جیوپنے کے 'اہم'
کا بھاگی ہے۔ لیکن جب اُسے گیان ہونے لگتا ہے۔ یا ہو جاتا ہے
تب وہ محدود اہم کے خیال سے اُونچا ہو کر ایشورپنے کے اہم پنے کا
بھاگی ہوتا ہے۔ پھر اُس کو دُکھ سُکھ نہیں ہوتا۔ اور قید و بند سے چھُوٹ
جاتا ہے۔ اور جنم مرن کے خیال اُسے نہیں ستاتے ہیں۔"

نند و بھائی نے کہا "یہ ابھمانی ہونا کیا مغرور ہوتا ہے - کیونکہ ابھمان غرور کو کہتے ہیں؟"

دیال بولا "معمولی طور پر معمولی بات چیت میں ابھمان کے معنے گھمنڈ لئے جاتے ہیں - یہ غلط العام فصیح ہے - لیکن ابھمان کا مطلب ویدانتی اور طرح پر لیتے ہیں - یہ ابھمان لفظ سنسکرت زبان کے دو مادوں سے بنا ہے ابھیؔ (پہلے) اور "من" (جاننا) - پہلے کو جاننا ابھمان ہے - خواہ پہلی حالت سے اپنے آپ کو منسوب کرنا ابھمان کہلاتا ہے - اور اسی پہلی حالت کا نام ایشور یا برہمہ ہے - اس کے خیال کے ترک کر دینے اور اس کے بھول جانے سے جیو محدودیت میں آگیا - اور اگیانی ہو کر پریشان رہتا ہے - جب اگیان سے چھٹکارا پا کر گیان نصیب ہوتا - تو پھر وہ اپنی پہلی حالت کو یاد کر کے اس کے ساتھ تعلق جوڑ لیتا ہے - یہ ابھمان اور ابھمانی ہوتا ہے - ویدانتی یہ نہیں کہتا - 'اہم جیو آسمی' (میں جیو ہوں) بلکہ گیان کی کیفیت میں وہ مست ہو کر صدا دیتا ہے - 'اہم برہمہ آسمی' (میں برہمہ ہوں) اس سے صاف ظاہر ہے - کہ اسے برہمہ پنے کا ابھمان ہے - جیو پنے کا ابھمان نہیں ہے - کسی سے متعلق ہونا کسی سے رشتہ جوڑ کر اپنے آپ کو ویسا ہی ماننا - مان لینا - یان جانا - ابھمان کہلاتا ہے - اور ہم بیوہار میں بھی زیادہ تر اسی معنے میں ابھمان کو استعمال کرتے ہیں - اونچی کیفیت میں نیچی کیفیت کا ابھمان ادجھل ہو جاتا ہے یہ ابھمان کا اس موقعہ پر مطلب ہے"

نند و بھائی نے کہا - "اہم تو اہم پنا ہی ہے - چاہے وہ نیچا ہو - اور چاہے

اُونچا ہو۔ اگر ایشور اہم ہے اور ایشور میں اہم پنا ہے یا ایشور کا اہم پنا ہے تب بھی وہ قید و بند کی حالت ہے اور قید و بند کی حالت کا نام اگیان ہے۔ اس پر یہہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ ایشور میں بھی قید و بند ہے۔ پھر اس کے ابھمان سے جیو کا اگیان کیسے دُور ہوگا۔ اور دُکھ سُکھ جنم مرن سے جیو کو نجات کیسے ہوگی؟ کیونکہ اس لفظ کے استعمال کرنے سے قید پنے اور اگیان کی پھر بھی بُو آتی ہے۔ اور ایشور میں بھی یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کیا ایشور بھی اگیانی ہے۔ جو 'اہم پنے' کا ابھمانی بنا رہتا ہے؟"

دیال بولا۔ (۱) "ایشور کے 'اہم پنے' میں اور جیو کے 'اہم پنے' میں فرق ہے۔ اس میں تو شک ہی نہیں ہے۔ کہ 'اہم پنا' پردہ ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ 'اہم پنا' جو ایشور میں ہے لطیف ہے۔ اور جو جیو میں ہے۔ وہ کثیف ہے۔ کثیف اور لطیف میں فرق ہوتا ہے۔ چراغ کے اُوپر فانوس کا لطیف پردہ اس کی روشنی کو ماند یا دھندلی نہیں کرتا لیکن اگر اسی چراغ کو مٹی کے گھڑے سے ڈھک دیا جائے۔ تو روشنی غائب ہو جائیگی اور اندھیرا رہیگا۔

(۲) ایشور کا نسبتی تعلق بے نسبت برہم یا ذات مطلق کے ساتھ غیر شکست ہے۔ جیو کا نسبتی تعلق ایشور۔ برہم یا ذات مطلق کے ساتھ خیالی طور پر شکست ہوا ہے۔ کیونکہ جیو اپنے آپ کو جُدا سمجھ رہا ہے۔ اور گو یہ جُدائی اصلی نہیں۔ خیالی ہی ہے۔ تاہم خیال کی وجہ سے جیو کو اگیان ہو گیا ہے۔ اور اس اگیان کے بس وہ دُکھی ہے۔ جیسے کسی آدمی کے پاس اس کی کوئی چیز رکھی ہو لیکن بھرم کی وجہ سے اُسے دُوچتائی ہو گئی ہو۔ یہ دُوچتائی اُس (؟) نظر رکھی ہوئی چیز

پر پڑنے نہیں دیتی - اور وہ پریشان ہو کر دل میں طرح طرح کے خیالی پیچ و تاب کے الجھن پیدا کیا کرتا ہے - کبھی کہتا ہے - کوئی شخص چیز اٹھا لے گیا - کبھی سوچتا ہے - میں نے کہیں رکھ دیا ہے یاد نہیں رہی - کبھی وچارتا ہے - کیا میں نے کسی کو دے تو نہیں دیا - غرضیکہ طرح طرح کے وہم اس کے دل میں گذرتے ہیں - اور وہ اس چیز کو دیکھ نہیں سکتا - اشانت ہو جاتا ہے - اشانتی میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی - دُبدھا ستانے لگتی ہے - یہ حال ایشور کا نہیں ہے - (۲) ایشور میں جو اہم پنا ہم قائم کرتے ہیں - وہ ہمارے جیو درشٹی کی نظر سے ہے - ہم ایشور کو سرگیہ (عقل کل) کیوں کہتے ہیں - کیونکہ اپنے آپ کو الپگیہ (محدود عقل) مان رہے ہیں - جب اپنے کو چھوٹا سمجھ لیا - تو پھر بڑے کی بڑائی کی نسبت بھی تو قائم ہو گئی - اسی طرح ہم جو کچھ ایشور کی شان میں کہتے ہیں - وہ صرف اپنی ہی نسبتی نگاہ کی وجہ سے ہے -"

نند وبھائی نے کہا - " اس حساب سے آپ نے تین ذات قائم کر دیئے - برہم - ایشور اور جیو - یہاں برہم کو میں غیر نسبتی لفظ کہتا ہوں - ایشور کو نسبتی مانتا ہوں - اور اسی طرح جیو کو بھی نسبتی کہتا ہوں - تین باتیں ہوئیں - شُدھ برہم (غیر نسبتی) - شبل برہم یا ایشور (نسبتی) اور جیو (نسبتی) - برہم تو سب میں ہے - شُدھ میں بھی - شبل میں بھی اور جیو میں بھی - لیکن نسبت کی وجہ سے ان کے درمیان فرق مانا جاتا ہے - یہ تو میں نے ذہن نشین کر لیا - آپ اگر کسی مثال سے اس کی وضاحت کر دیں - تو نہایت مہربانی ہو۔"

دیال بولا - " جاگرت سپن اور سُوشپتی کی کیفیتیں اس کی مثال ہیں - جاگرت باہر ہے - اس باہر کے خیال کی وجہ سے اندر کا خیال ہے - جو

شین ہے۔ اندر اور باہر دونوں نسبتی الفاظ ہیں۔ اور نسبت ہی کے طبقہ میں اُن کا استعمال ہوتا رہتا ہے۔ اگر ایک کا وہم یا خیال نہ ہو، تو دوسرے کا وہم اور خیال بھی نہ ستائے۔ جب باہر کہا۔ تو بھیتر کا خیال خود بخود آ گیا۔ ایک ہؤا۔ تو دُوسرا خود بخود آ جائیگا۔ ایک نہ ہو گا۔ تو دُوسرے کا وہم کبھی نہ ستائیگا مگر اِن دونوں وہموں کے پَرے اکسی کیفیت کا خیال دل میں آتا ہے۔

جو نسبت کی حد بست سے باہر ہے۔ وہاں ایک و دو کا وہم نہیں ہوتا۔ اور وہ شونیتی کی کیفیت ہے۔ اس کیفیت میں یہ نسبتی تعلقات نہیں رہتے۔ اگر رہتے ہوتے تو کم از کم ہم کو تم کو کچھ تو علم ہوتا۔ لیکن علم نہیں ہوتا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ وہاں نسبتی مدات نہیں ہیں۔ علم جب ہو گا ہمیشہ دو کی نسبت سے ہو گا۔ جب نسبت ہی نہیں تو پھر علم کیسا! اسی طرح جاگرت کے ابھمانی جیو کو سُپن کا خیال آتا ہے۔ جو انتر کی کیفیت ہے۔ جیو باہر مکھی ہے۔ باہر مکھی ہونے میں اُسے انتر مکھتا کا خود بخود خیال آتا ہے۔ اور اسی انتر مکھتا کے خیال کے سلسلہ میں اُسے ایشور رُوپی انتر آتما کا دھیان آتا ہے۔ جو سب میں اوت پروت اور سب میں پرویا ہؤا ہے۔ یہ دو مدّیں اس طرح قائم ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے ہوتے ہوئے بھی سوال کی زبان بند نہیں ہوتی۔ ہر شخص سوال کرتا ہے۔ کہ "جیو کے پرے کیا ہے؟ جواب ملتا ہے "ایشور ہے" پھر سوال کیا جاتا ہے۔ کہ "ایشور کے پرے کیا ہے؟" جواب ملتا ہے "ایشور کے پرے برہم ہے۔" اب اگر یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ "برہم کے پرے کیا ہے؟" تو یہ بیجا۔ غلط اور ان سمجھی کا سوال ہو گا۔ جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ برہم میں سوال و جواب کی نسبت کا امکان نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس امکان کو ثابت

کر سکتا ہے۔ تو وہ بتائیے۔ "شوشپتی" میں "شوشپتی کے اندر" رہ کر آج تک کس نے کسی سے سوال کیا ہے۔ اور کس نے جواب دیا ہے! اگر کسی نے جواب دیا۔ یا کسی نے سوال ہی کیا ہے۔ تو تم ہم کو بتاؤ۔ ہم بھی جان لیں وہاں تو سوال و جواب کی نسبتی مدات کا امکان ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جیسے ویدانت برہم یا شدھ برہم کہتا ہے۔ وہ نسبتی طبقہ سے اونچا ہے۔ وہاں اس میں بھی کوئی سوال نہیں کیا جاتا! اور نہ کیا جا سکتا ہے!"

نند و بھائی نے کہا۔ "یہ تو میرے ذہن نشین ہو گیا لیکن کسی اور ظاہری مثال سے اس کی وضاحت کر دیجیے۔"

دیال بولا "تم اس سے بہتر اور کیا ظاہری مثال چاہتے ہو۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ گو اگر ذرا غور کے ساتھ تم اس سنسار کو مطالعہ کرو۔ تو نسبت اور بے نسبتی کے مرحلے تم کو ہر جگہ نظر آئیں گے۔ کیونکہ قانون ایک ہے۔ اصول میں کہیں بھی فرق نہیں ہے۔ جہاں نسبتی مدارج ہیں۔ وہاں ہر جگہ دوبِتا نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ جیو اور ایشور کے درمیان تک یہ دوبِتا زور و شور کے ساتھ موجود ہے۔ اور لوگ اگیان کے بس میں آنے ہوئے بے بسی اور بیکسی سے دکھ اٹھا رہے ہیں۔ ایشور اور جیو کے درمیان بھی وہی دوبِتے کی نسبت ہے۔ اور اگر اس نسبت کا خیال معدوم کر دیا جائے۔ تو پھر نہ کہیں ایک ہے۔ نہ دو ہے۔ خالص ادویت رہ جاتا ہے۔ یہ میرے سمجھانے کا مطلب تھا۔ تم ظاہری مثال چاہتے ہو۔ بہت خوب! میں ہزاروں مثالیں تم کو دے سکتا ہوں۔ قدرت کے کثرت کے طبقہ میں مثالوں کی کیا کمی ہے! لیکن یہ خیال رہے۔ یہ مثال ہی مثال ہیں

اور مثال کا صرف ایک ہی پہلو لیا جاتا ہے۔ جس سے مراد ہوتی ہے۔ باقی اور باتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

ایک مثال سمندر کی ہے۔ جب سمندر ہے۔ تب بوندیں ہیں۔ اور جب بوندیں ہیں۔ تب سمندر ہے۔ سمندر گو بہت وسیع اور لمبا چوڑا ہے اس لئے بہت بڑا طبقہ گھیر رکھا ہے۔ لیکن اس کے پرے بھی کوئی اور چیز ہے۔ جس کی جانب غور کی طاقت کا رجوع ہونا لازمی ہے۔ یہ پرے کی چیز نسبتی مدارج سے اونچی ہے۔ اور اسی کے سہارے یہ سمندر اپنی بوندوں کو لئے ہوئے قائم ہے۔ یہ سمندر ایشور یعنی شبل برہمہ سے مشابہ ہے۔ اور پرے کی چیز شدھ برہمہ ہے۔ جہاں کسی کی نسبت نہیں ہے اور وہی سب کا آدھار ہے۔

دوسری مثال بڑ کے درخت کی ہے۔ جس میں تنہ۔ شاخیں۔ جٹا کونپل۔ پتے۔ پھل۔ پھول سب موجود ہیں۔ جب تک بڑ کا درخت ہے۔ تب ہی یہ تنے اور شاخیں وغیرہ ہیں۔ اور جب تک یہ سب ہیں۔ تب ہی تک بڑ کا درخت بھی ہے۔ ایک کی دوسروں کے ساتھ نسبت ہے۔ لیکن اس کے پرے بھی کوئی شے ہے۔ جہاں یہ نسبتی مدارج نہیں ہیں۔ یہ بڑ کا لمبا چوڑا۔ زیادہ رقبہ گھیرنے والا درخت شبل برہمہ یعنی شخصی خدا سے مشابہ ہے۔ اور جو اس کے پرے ہے وہ شدھ برہمہ ہے۔ جو سب کا آدھار ہے۔

اسی طرح اور بہت تمام مثالیں تم خود سوچ کر اپنی تسلی کر سکتے ہو۔

وہ لافانی۔ لامثال۔ محیط کل برہمہ۔ اس طرح تمام نام اور روپ

میں سمایا ہوا ہے - وہ گیان کا بھنڈار ہے - جس کے اندر تمام علوم وفنون اور ودّیائیں رہتی ہیں - وُہی شُدھ اور غیر نسبتی برہمہ ایک ہے - جو سب کے دلوں میں رہتا ہوا اور سب سے پیارا ہوتا ہوا سب کی خواہشوں کے پُورے ہونے کا سامان ہے - جو اُسے ساکشاتکار (علین الیقین) کر لیتا ہے اُس کی زندگی اسی جنم میں لافانی خوشی کی زندگی ہو جاتی ہے - "

گیارھویں کلا

الیشور یا سشیل برہمہ*

شخصی خدا

جو خدا ہم سے جُدا ہے وہ خدا کیسے ہُوا؟
ہم ہیں اُس میں وہ ہم میں ہیں دونوں باہم گتھے
وہ ہی سب کی ابتدا اور وہ ہے سب کی انتہا
کھیل دُنیا کا سہارے پر اُسی کے ہی مدام
وقت کا اندازہ ہم کرتے ہیں سُورج چاند سے

ہم میں جو موجُود ہے ہم سے جدا کیسے ہُوا؟
باہمی اور دائمی رشتہ - فنا کیسے ہُوا؟
جو نہیں تھا ابتدا وہ انتہا کیسے ہُوا؟
وہ نہیں ہے جب تو پھر ارض و سما کیسے ہُوا؟
یہ نہ گردش میں ہوں تب صبح و مسا کیسے ہُوا؟

---

* ناظرین معاف کریں میگزین کے اس سے پہلے نمبر میں ایشور واد آ چکا ہے لیکن سوال کرنے والے تھکتے نہیں جواب دینا ہی پڑتا ہے - ابھی میں ۱۲ نمبروں تک ہر پہلو سے ویدانت کی مُراد سمجھاتا چلا ہوں تاکہ ایک شخص بھی نہ پیاسا رہنے پائے - جو اس مضمون کے سمجھنے میں قاصر ہے - پھر میں اُپنشدوں کا اعلیٰ ویدانت نہایت دلچسپ پیرایہ میں پیش کرونگا - جو اُن کے خواہشمند ہوں - مینجر کو براہ راست لکھیں تاکہ شائقین کی تعداد کا اندازہ کر سکیں :- پتہ :- مینجر ویدانت میگزین لاہور -

نند و بھائی بولے۔ "سمجھنے کو تو اب مجھے ایشور اور برہمہ کی سمجھ آگئی لیکن یہ ست سنگی آپ کی زبان سے شبل برہمہ یا ایشور کی بابت کچھ زیادہ سُننا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "اس پر میں تم کو پہلے بھی کچھ سمجھا چکا ہوں۔ اس مرتبہ پھر اور ڈھنگ سے کچھ اور اختصار کے ساتھ سمجھاتا ہوں۔"

دیال نے کہا۔ "گھر کا انحصار گھر کے مالک پر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس جگت کا آدھار ایشور ہے۔ وہ اس جگت کا بادشاہ ہے۔ جیسے جیو اپنے جسم کا راجہ ہے۔ کوئی راج بغیر راجہ کے نہیں ہو سکتا۔ ان دونوں کے درمیان نسبت ہے۔ جو نسبت جسم کو جیو سے ہے۔ وہی راج کو راجہ سے ہے۔ اور وہی نسبت دُنیا کو ایشور سے ہے۔ یہ دونوں لازم بالملزوم ہیں اس ایشور کو لوگ مختلف طریقہ پر سمجھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ وہ شخصی ہے کوئی کہتا ہے۔ وہ غیر شخصی ہے۔ کوئی اُسے کہتا ہے۔ کہ صرف قانون۔ اور اصول محض ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ وہ قانون۔ قانون ساز اور قانون دان سب کچھ ہے۔ کسی کے خیال میں وہ اونچے سورگ میں ہے۔ اور کوئی اُسے نیچے سے نیچے پاتال میں لا کر گراتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پرانوں نے کہیں کہیں اس کی عجیب و غریب خیالی تصویریں کھینچ کر دکھائی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کی صورت نہیں ہے۔ اور کوئی اس کی مورت گھڑ کر پوجتا ہے۔ کوئی کئی ایشور (برہما۔ وشنو۔ مہیس کی طرح) مانتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ یہ اسی ایک کے صفاتی نام ہیں۔ وہ ایک ہے۔ اور مختلف صفت رکھنے کی وجہ سے اس کے بیشمار نام اور روپ ہیں۔ کیا یہ سب جھوٹے ہیں؟ میں ان

میں سے ایک کو بھی جھوٹا نہیں کہتا۔ نسبتی دُنیا میں سچی بات یہ ہے۔ کہ جتنے جیو ہیں۔ اور اُن کے جیسے جیسے خیال ہیں۔ اُن کے موافق ایشور بھی اُتنے ہی ہیں۔ اور وہ اپنے خیال میں ایشور کے اُتنے ہی نام اور رُوپ گھڑا کرتے ہیں۔ دُنیا کی مصروفیت کی زندگی بسر کرنے والا کہیگا۔ ایشور کو دم مارنے کی فرصت نہیں ہے۔ زردار کے خیال میں وہ بہت بڑا دولتمند ہوگا اور عقلمند کے تصوّر میں وہ عاقل پرتیت ہوگا۔ چاہے کوئی عالم ہو یا جاہل۔ سب کو کسی نہ کسی قسم کے ایشور کا اپنی ذہنی طاقت کے موافق تصوّر ہوتا ہے حُسن پرست کا ایشور حسین۔ نرم دل کا ایشور دیا والا۔ اور طاقتور کا ایشور بلوان ہوگا۔ جو ایشور کو نہیں بھی مانتے۔ اُن کے لئے کم ازکم اُس کا نام تو کسی نہ کسی طرح پر موجود ہے۔ اور وہ نادان نہ مانتے ہوئے بھی اُس کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ کوئی ان سے یہ نہیں پوچھتا۔ کہ جب کوئی شئے ہستی ہی نہیں رکھتی۔ تو پھر اُس کی تردید (کھنڈن) کیسے کرتے ہو؟ ایسے لوگ بھی ہیں جو ایشور کے نہ ماننے کی شیخی بگھارتے رہتے ہیں۔ یہ کسی کسی تھوڑے سے پڑھے لکھے آدمیوں کا وطیرہ بھی ہوگیا ہے۔ اُس سے اگر سوال کیا جائے تو وہ کہیگا۔ صرف بدتمیز اور بےعقل آدمی ہی کو ایشور کا وہم ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں جیسے لوگوں کو ایشور ہونے کا وہم ہے۔ ویسے ہی تم کو ایشور کے نہ ہونے کا وہم ہے کبھی نہ کسی صورت میں اقرار یا انکار کی شکل میں دونوں ہی ایشور کے وہمی ہیں۔ ایشور کے خیال سے ایک بھی آزاد نہیں ہے۔ مادہ پرست کا ایشور مادہ۔ عقل پرست کا ایشور عقل۔ غرضیکہ ایشور کے لیے تمام نام اور رُوپ ہیں۔ بعض ایسے آدمی بھی ہیں۔ جو آج ایشور کے بڑے بھگت بنے

پھرتے ہیں لیکن اُن کا لڑکا اور یا کوئی عزیز مر گیا۔ وہ ایشور کو کوسنے لگے۔ اُن کے عقیدہ کو ضعف پہنچا۔ اور وہ دوسروں کو ایشور کا نام لے لے کر بہکانے لگے اگر ایشور کچھ نہیں ہے۔ تو پھر دُنیا میں انکار اور اقرار کی اتنی صورتیں کیسے ہیں!

یہاں ایک قصہ یاد آگیا۔ کوئی سادہ مزاج دہقانی وشنو بھگوان کا بھگت تھا اور بڑی شردھا کے ساتھ اُستتی گا گا کر۔ اور ناچ ناچ کر پُوجا کیا کرتا تھا۔ وہ وشنو سے لکشمی کا خواہشمند تھا۔ کیونکہ لکشمی وشنو کی دیوی ہے۔ اُسے دولت نہیں ملی۔ تب ناراض ہو کر اُس نے وشنو جی کی پُوجا چھوڑ دی۔ اور شیو بھگوان کی پُوجا کرنے لگا۔ دونوں کی مُورتیں ایک جگہ تھیں۔ یہ شیو جی کے سامنے خوشبو کی چیز جلا رہا تھا۔ خیال آیا۔ کہ وشنو کی ناک میں خوشبو ضرور جاتی ہوگی۔ یہ تصوّر کر کے اُس نے ہاتھ میں روئی لی۔ اور اُسے زور کے ساتھ اُس دیوتا کی ناک میں گھسیڑنے لگا۔ تب وہ مُورت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس گنوار نے کہا "اب تک تو تُو پرگٹ نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ میں بڑے پریم کے ساتھ تیری پُوجا کیا کرتا تھا۔ اور اب جب کہ پُوجا چھوڑ دی اور تیری ناک میں بتی کرنے لگا۔ کہ تو خوشبو نہ سُونگھ سکے تب تُو پرگٹ ہوا۔ اِس کا کیا سبب ہے؟" وشنو بھگوان کی مُورتی نے جواب دیا۔ "سُن! اب تک تُو مجھے پتھر کی بے جان مُورتی سمجھ کر پُوج رہا تھا۔ آج تجھے کامل یقین ہو گیا۔ کہ میں زندہ وجُود ہوں۔ ورنہ تُو ناک میں بتی کیوں کرتا! اس وجہ سے مجھے ہنسی آگئی" یہ دہقانی بھی ایشور کا ماننے والا تھا۔

اِسی طرح پنجاب میں ایک فقیر بابا فرید صاحب گزرے ہیں۔ کوئی عورت ان سے اولاد کی خواہشمند ہوئی۔ یہ کئی دنوں تک دُعائیں مانگا کیے لیکن

مُراد نہ بر آئی۔ تب دھمکی دے کر ایک مندر میں جا بیٹھے۔ اور کہنے لگے۔ "جب خدا نہیں سُنتا۔ تو بُت سے اپنی مُراد مانگونگا۔"

یہ بھی ایشور کے بھگت ہی تھے ؏

ان معمولی قصوں میں اصلیت ہے۔ مُورتی پرگٹ ہُوئی۔ یا دل کی مُراد بر آئی۔ یہ صحیح بھی ہے۔ اور غلط ہے۔ جو اصلیت کو نہیں سمجھتے۔ اُن کے لئے غلط اور بے بُنیاد بات ہے۔ اور جو حقیقت کی تہ کو پہنچے ہیں۔ اُن کے لئے صحیح ہے۔ ہر قسم کی پرستش سے انسان کا دِل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ ساری بات دل کے توجہ دینے کی ہے۔ دِل جہاں کسی خیال میں سچائی کے ساتھ لگا اُس میں خود بخود وسعت اور روشنضمیری آ جاتی ہے۔ اور وہ سچائی کے سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ایشور ہے۔ ایشور کے ہونے پر کس کو انکار ہے! تم میں سے بعضوں کا خیال ہو گا۔ کہ ویدانت شخصی ایشور کا قایل نہیں ہے۔ یہ بالکل جھُوٹی بات ہو گی۔ نسبتی طبقہ میں تو دیکھنے سُننے اور ماننے سے سب کو کام رہتا ہے۔ اور دوند جگت کی نظر سے ویدانت کو ایسے ایشور کے ماننے سے انکار کب ہے؟ لیکن اُس کی نظر نسبت کے مدارج کو چھوڑ کر پرے کی طرف چلی جاتی ہے۔ جہاں نسبت نہیں ہے۔ اُس وقت کوئی کس کو مانے۔ اور کس کو نہ مانے! جب تک بیداری ہے۔ تب ہی تک خواب یا سونے کا تصوّر ہے جب سُشپتی میں چلے گئے۔ پھر نہ بیداری ہے۔ نہ خواب ہے۔ خواب میں بیداری اور بیداری میں خواب کا خیال رہتا ہے۔ کیونکہ دونوں کو ایک دُوسرے سے نسبت ہے۔ اور جہاں نسبت ہی نہ ہو۔ وہاں کوئی کیا

کہے اور کیا سُنے! اور اس کہنے سُننے کا اُس میں امکان کب ہے!"
ایشور ہے۔ اور اگر ایشور ہے۔ تو اُسے سب لامحدود اور حاضر ناظر
کہتے ہیں۔ اگر وہ دراصل ایسا ہے۔ تو پھر انسان کو بھی وسیع دل ہونے
کی کوشش کرنی چاہئے۔ تب تو ایشور کا ماننا درست ہے۔ ورنہ زبان
سے تو ایشور ایشور کیا۔ اور اپنے طرزِ عمل سے تنگدل تنگخیال اور تنگ
نظر بنے رہے۔ پھر ایشور کا ماننا کیا ہُوا! ماننا اور نہ ماننا برابر ہے۔
ویدانتی ایشور کے معاملہ میں کسی سے اُلجھتا نہیں۔ نہ کسی کے کھنڈن منڈن
کرنے سے اُسے غرض رہتی ہے۔ اور اس کے سوا وہ ایشور کے راز کو سمجھ
بھی گیا ہے۔ اور دِل کے وسیع ہونے سے وہ اُس 'پرم تتو' 'جوہرِ اعلیٰ'
'اصلیت' اور 'حقیقت' 'ذات' اور 'ذاتیت' کی تحقیقات میں مصروف
ہے۔ جیسے وہ یہ ہمہ کہہ رہا ہے۔"
"یہ میں تم کو کہہ رہا ہُوں۔ بغور سُن رکھو۔ یہاں پوجا پاٹ بھگتی گیان
وغیرہ سب کی حد ہے۔ جب تک انسان ان کے حد بست اور احاطہ میں
پڑا رہتا ہے۔ تب تک یہ سب اُس کی تشفی اور تسلّی کے سامان بنے رہتے
ہیں۔ لیکن وقت آتا ہے۔ جب ان سے طبیعت اُکتا جاتی ہے۔
جیسے ہر بات سے اُکتایا کرتی ہے۔ جب دِل کا برتن بہت بڑا ہو جاتا
ہے۔ تب ان سب کا جادو دُور ہو جاتا ہے۔ طلسم ٹُوٹ جاتا ہے اِس
وقت ویدانت اپنی مدد دینے کے لئے آکر موجود ہوتا ہے۔ اور اُس
سے اس قسم کی شانتی ملتی ہے۔ جس کا حد پایاں نہیں ہے۔ اور وہ
کہاں ہے؟ ہم میں اور ہمارے اندر ہے۔ اور ہم سے جُدا نہیں ہے

اس سے طبیعت نہیں اُکتاتی - اور اُکتائے بھی تو کیسے اُکتائے! یہاں نسبتی مدارج نام کو بھی باقی نہیں رہ جاتے - اور ویدانت اسی کو جوہرِ اعلیٰ اور سب کچھ قرار دیتا ہے "۔

شخصی ایشور کے بارہ میں ویدانت کے ایسے خیالات ہیں - اگر اور بھی کچھ دریافت کرنا ہے - تو سوال کرو - مَیں جواب دینے کو تیار ہوں"

سب ست سنگیوں نے کہا "تسلی ہو گئی - اب زیادہ دریافت کرنے یا سُننے کی خواہش نہیں رہی - "

لیکن دیال کے اس جواب سے نند بھائی کے دل کو وہ اطمینان نہیں ہوا - جو اوروں کو ہوا - اور دیال اُن کی صورت دیکھ کر بھانپ گیا *

بارھویں کلا

شُدھ برہمہ *

غیر شخصی ایشور

دیال نے نند بھائی کی طرف دیکھ کر کہا "تم میری اس تقریر سے مطمئن

* ناظرین یہ خیال رکھیں ویدانت میگزین اُن کو باقاعدہ تعلیم دیتا ہوا آہستہ آہستہ برہمہ گیان کی طرف لے جائیگا - یہ ابھی ابتدائی تعلیم ہے تعلیم کے زیادہ مشکل کر دینے سے طبیعت اُکتا جائیگی بارہ نمبروں میں اس سلسلہ کو ختم کر کے تب صرف اُپنشدوں کی طرف رجوع کیا جائیگا۔ جو ویدانت کے اصلی سرچشمے ہیں - جن کو خواہش ان کے مطالعہ کی ہو - ابھی سے اپنے ارادہ کو تحریر کریں - تاکہ اس کا اہتمام کر دیا جائے:

پتہ :- مینیجر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ لاہور -

نظر نہیں آتے۔ کیا پھر تمہارے دل میں کچھ اعتراض پیدا ہوا؟"
نندو بھائی بولے۔ "شک تو مجھے پیدا ہو گیا۔ میں آپ کی اس تعلیم میں دیکھتا ہوں۔ کہ گو در پردہ آپ غیر شخصی خدا۔ غیر نسبتی ایشور۔ یا شدھ برہمہ کا خیال دلاتے ہو۔ لیکن جس شخصی ایشور کی لوگ بھگتی کر رہے ہیں اسی کی جانب آپ کا بھی رخ ہے۔ کم از کم مجھے ایسا ہی شک و شبہ ہو رہا ہے اور یہ میرے چوکنا کرنے کے لئے کافی ہے۔"
دیال ہنسا۔ "انسان کی باتیں جب کہی جائیں گی۔ انسان کی زبان ہی میں ادا کی جائیں گی۔ زبان ناقص ہے۔ ہمارے دلی اور عقلی جذبات محدودیت ہیں۔ ہم کو نقص کی حد بندی سے اونچے چڑھتے ہوئے کمال کے میدان میں چلنا ہے۔ جہاں حد اور بیحدی دو تو نہیں ہیں۔ یہ بات سخت مشکل ہے آسانی سے اس کا سمجھ میں آنا کٹھن ہے۔ اس لئے جب تک سلسلہ کے ساتھ باقاعدہ آہستہ آہستہ نہ سمجھا جائیگا۔ تب تک سہولیت نہ ہوگی۔ اس لئے تم کو اور ویدانت کے ہر طالب علم کو صبر کے ساتھ اس کا انتظار کرنا پڑیگا۔ اگر یکبارگی اونچی تعلیم دی جاتی ہے۔ تو طبیعت کو خلجان پیدا ہوگا۔"
نندو بھائی بولے "تاہم وضاحت اور صفائی کا ہونا تو ضروری ہے۔"
دیال نے کہا۔ "اس طریقہ سے بہتر اور کونسا طریقہ ہوگا۔ جس کی میں پیروی کر رہا ہوں۔ کم از کم میری باتوں کے سننے سے کچھ تو تمہارے پلے پڑ رہا ہے۔ خالی یا محروم تو نہیں ہو۔ اس سے پہلے ہی میں نے کہہ دیا تھا کہ شخصی ایشور کے معاملہ میں میں تقریر کر چکا۔ اب اور اگر کسی کو سوال کرنا ہو۔ تو وہ اپنے سوال کو پیش کرے۔ میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

ان ہمارے ست سنگیوں کی تو تشفی ہو گئی - لیکن چونکہ تمہارے
پاتر (دلی ظرف) گہرا ہے - تم کو اطمینان کی صورت نہیں نظر آئی - اور تم کو
کھٹکا پیدا ہو گیا - تم حق بجانب ہو - لیکن سمجھ سکتے ہو کہ مضمون کیسا
دقیق ہے - اور کس قدر سوچ وچار کا مستحق ہے - اب میں تم کو پھر سوال
کرنے کا موقعہ دیتا ہوں - سوال کرو - اور میں اُس کا جواب دونگا ۔

نندو بھائی بولے - "جو کچھ کہا جا رہا ہے - وہ سب کا سب شخصی ایشور
سگن برہمہ یا شبل برہمہ کی بابت ہے - لیکن یہ ویدانت کی معراج نہیں
ہے - معراج یا آدرش کچھ اور ہے - اور آپ کہتے کچھ اور ہو - اس لئے
اُس کی صفائی کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔"

دیال ہنسا - "جو کہنے میں نہ آوے - اُسے یکبارگی کوئی کیسے کہے - جو سمجھ
میں نہ آوے - وہ یکبارگی کیسے سمجھا جائے - صفائی تو ہے - لیکن صفائی
کے بھی مدارج ہیں - خیال کثیف ہے - یہ آہستہ آہستہ لطافت کی طرف
قدم بڑھائیگا - اور تب جا کر آہستہ آہستہ انبھو شکتی (حس باطن) کی ترقی
سے وہ ذہن نشین ہونے لگیگا - اور تب کوئی دقت محسوس نہ ہوگی ۔
جیسے کسی بات کے کہنے کے لئے تم کو نقطہ بنانا پڑتا ہے - تو وہ مرکز کا کام
کرتا ہوتا ہے - یہی اصول یہاں بھی برتا جا رہا ہے - جب تک نقطہ نہ بنا
تب تک اُس سے لکیر یا خط کیسے کھینچے جائیں گے - اور کہاں جائینگے
اِس موقعہ پر ایک مرکز تم ہو - دوسرا مرکز میں ہوں - ان دونوں مرکزوں کی
نسبت سے بات چیت کی دھاریں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکر کھا کر
مطابقت اور ہم آہنگی کرتی جا رہی ہیں - اور ہم کو سب سمجھنے بوجھنے کا موقع

حاصل ہو رہا ہے۔ اگر ہم اور تم نہ ہوتے۔ تو یہ گفتگو کیسے ہوتی! اور اس کا امکان کیسے ہوتا!

اگر میں یہ کہوں۔ کہ میں وہ نہیں ہوں۔ جسے تم دیکھ رہے ہو۔ جب کہ میں اس سے بالکل نیارا اور جدا ہوں۔ تو تم اُسے کیا سمجھتے۔ اسی طرح اگر میں کہوں۔ کہ تم وہ نہیں ہو۔ جو اپنے کو یا دوسروں کو نظر آ رہے ہو۔ تو تم اسے کیا سمجھو گے۔ بات تو صحیح ہے۔ اس میں شک ذرا بھی نہیں ہے۔ لیکن ابھی اُس کی سمجھ نہیں ہے۔ نہ تم آنکھ۔ کان اور ہات پاؤں ہو۔ نہ میں ہی یہ جسم۔ دل اور اندریاں ہوں۔ ہمارا اور تمہارا اصلی رُوپ ان سے مختلف ہے لیکن اس سے جلد وہ نتیجہ بر آمد ہوگا۔ جو میں یا تم اخذ کرنا چاہتے ہو۔ اسی طرح جب تک صفاتی۔ شخصی۔ سگن۔ اور ساکار ایشور کا خیال نہ کیا جائیگا۔ تب تک ذاتی۔ غیر شخصی۔ نرگن اور نراکار۔ برہمہ کا بھی تصور نہ ہو سکیگا۔ کیونکہ بات چیت جب ہوگی صفت۔ گن۔ اور آکار ہی کے طبقہ میں ہوگی۔ اس کی مدد سے جب انبھو بیدار ہوگا تب کہیں جا کر اس اصلیت کی خبر پڑیگی۔ جو ویدانت کا مقصد اور اصلی غرض ہے۔ تم اس کو سمجھے کہ نہیں سمجھے؟"

نند بھائی نے کہا۔ "یہ تو میں نے سمجھ لیا۔ اس کے سمجھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ لیکن اب یہ مضمون بھی مزید صراحت طلب اور مزید وضاحت طلب ہو گیا۔"

دیال منسا۔ اسی وجہ سے تو اُس اصلیت کی بابت کہا گیا ہے۔ نیتی! نیتی! نیتی!!! نہ یہ ہے! نہ یہ ہے!! نہ یہ ہے!!! جس قدر تم بڑھو گے۔ اور اپنی عقل کو تیز کرتے ہوئے آگے چلو گے۔ اُسی قدر پرے سے اُس کا خیال بھی

بڑھتا ہی چلیگا۔ وہ رُکنے میں نہ آئیگا۔ اِس وجہ سے کہیں نہ کہیں ٹھہر کر مرکز
بنانے اور نقطہ قائم کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ لامنقطع دَورِ تسلسل یا ان
اوستھا درتی سے کبھی اطمینان اور تسلی کی حالت نصیب نہیں ہوگی۔ اِس لئے اِسی
شخصی ایشور کو نقطہ یا مرکز قائم کر لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اِس کے دوچار
سے حقیقت تک رسائی کا موقعہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ شخصی ایشور اصل میں کیا ہے؟
کیا وہ یہ مادّی رقبہ ہے۔ جو پھیلا ہُوا نظر آرہا ہے۔ تم اصل میں کیا ہو؟ کیا یہ
جسم اور اندریاں تم ہو۔ جو ہمارے تمہارے نظر میں ہیں؟ نہ وہ مادہ کی صورت
ہے۔ نہ تم خود مادّی جسم ہو۔ جیسے تم ہو۔ ویسے ہی وہ بھی ہے لیکن بغیر یا مادہ
پر نظر کئے ہوئے اُس کی طرف خیال نہیں دوڑتا۔ وہ کیا ہے۔ جو برہمانڈ
(عالم کبیر) میں رہتا ہے۔ برہمانڈ جسے نہیں جانتا۔ برہمانڈ جس کا قالب
ہے۔ جو برہمانڈ رہتا ہُوا برہمانڈ کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ جس کے سہارے
یہ برہمانڈ ہے۔ وُہی انتریامی۔ پرماتما۔ ایشور۔ اور برہم ہے۔ یہ ایشور کی بابت
تصوّر کرو۔ اور اب اپنی طرف کرو۔ تم کیا ہو؟ جو پنڈ (عالم صغیر) میں رہتا ہے
جسے پنڈ یا جسم نہیں جانتا۔ یہ پنڈ یا جسم جس کا قالب ہے۔ جو جسم یا پنڈ میں
رہتا ہُوا جسم یا پنڈ کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ جس کے سہارے یہ جسم اور پنڈ
ہے۔ اے نند و بھائی! وُہی تم ہو۔ اس کے سوا تم اور کیا ہو۔ یا ہو سکتے ہو!
یہ اپنی نسبت تصوّر کرو ۔۔

جو محیط کل اہم (میں والا) برہمانڈ کے تمام پنڈوں اور جسموں میں رہتا ہے
جو سب میں ہے۔ اور سب پنڈ۔ انڈ۔ برہمانڈ۔ جس کے متعدد قالب ہیں
جس کو یہ نہیں جانتے۔ جو ان سب میں دیا پک ہو کر ان سب کو قاعدہ

میں چلاتا ہے۔ جس کے سہارے یہ تمام زمینی اور آسمانی اجسام رہتے
ہیں۔ وہی تو سب میں پرویا ہوا مالے کی سُوت کی طرح اوت پروت ہوتا
ہوا سب میں ہے۔ سب کا ہے۔ سب کچھ ہے۔ وہی تم میں ہے
وہی مجھ میں ہے۔ وہی جیو جنتو وغیرہ سب میں ہے۔ اُس کے بغیر نہ کوئی
رہا نہ رہ سکتا ہے۔ اور نہ رہیگا۔ وہی تو ہم تم وہ یہ سب ہیں۔ اُس سے
نہ کوئی جُدا ہے۔ نہ مختلف ہے۔ اور ویدانت اسی نظر سے اشارہ کرتا ہے۔ کہ
تم وہی ہو۔ 'تت۔ توم۔ اسی' اور اسی نظر سے جب یہ گیان ہو جاتا ہے۔ تب
گیانی مستی سے صدا دینے لگ جاتا ہے۔ 'اہم برہمہ اسمی' 'میں برہمہ ہوں'
'سوہم اسمی' 'میں وہی ہوں' جو وہ وہی میں۔ جو میں وہی وہ۔ یہ ویدانت
کا مقصد ہے۔ اور یہ وچار اسی شخصی ایشور یا سگن برہمہ ہی میں اُسی کے تصوّر
سے پھرتا ہے۔ اِس سے اس کی اہمیت ہے +

تم اُس انتریامی۔ انتر آتما۔ انتر دیا پک کی مادیت کی طرف سے نگاہ ہٹا
لو۔ اور اسی طرح اپنے اندرونی اہم۔ اندرونی میں پنا۔ اور اندرونی مجموعہ کُل جوہر
کی طرف سے نظر ہٹا لو۔ پھر جو باقی رہ جاتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ برہمہ! برہمہ!! برہمہ!!!
آتما! آتما!! آتما!!! اور یہ برہمہ یا آتما ادویت ہے۔ اس میں تمیزی مدات نہیں
ہیں۔ یہ میرے کہنے کا مطلب تھا۔ جسے تم آگے چل کر اور بھی اچھی طرح تمیز کر
سکو گے +

یہ شدھ برہمہ ہے۔ یہ شدھ آتما ہے۔ جو باقی رہ جاتا ہے۔ وہ جوہر ہے اور
جو فانی ہو رہتا ہے۔ وہ صفت یا مادہ ہے +

سُورج تو سورج ہی ہے۔ اور سورج ایک ہی ہے۔ چاہے وہ سمندر میں ندی یا

نالے میں پانی کے برتن بھانڈے میں صاف اور شفاف کانچ کے ٹکڑوں میں لاکھ نظر آئے۔ جب یہ سب نہ ہوں۔ تو پھر سورج وہی ایک کا ایک ہی رہیگا۔ یا جیسے رہیگا۔ بدھی اور من کی وجہ سے یہ بھرم کے خیال سے متعدد۔ اور بہ کثرت بدھی کو نظر آرہا ہے۔ اور جب وچار کرنے سے بدھی ایکتا (ہم کے شراکت) پر قائم ہوگئی۔ تو پہلے کثرت کا بھرم دور ہوگا۔ ایک پر نگاہ نہیں ٹھیر گئی اور جب وہ اس سے مل کر ایک ہو رہی تو وحدت یا ایکتوپنے کی حالت آ گئی۔ اس کے بعد نہ ایک ہے۔ نہ دو ہے۔ دونوں ہی غائب ہیں۔ یہہ ادویت ہے ؎

ایک سے ہیں انیک کے منظر
ایک کثرت میں خود ہے جلوہ گر
ایک میں ایک کے اشارے ہیں
ایک ہی میں بہت نظارے ہیں
ایک اور دو کے وہم کو چھوڑو
رخ کو کثرت کی سمت سے موڑو
پھر ہے کیا؟ ایک اور نہیں وہ دو
دونوں یکبارگی گئے ہیں کھو

یہی ادویت ہے یہی ادویتا
نہیں وہ پتا ہے نہ دویتا دویتا

تیرھویں کلا

اہم (انا)

عقل کیا ہو عقل کیا جب تک فتور
راز حق رہتا ہے اس سے دور دور
تفرقہ پرداز ہے عقل بشر
اصل کی اس کو نہیں ملتی خبر
جیسا خود ویسا ہی تھا غائب ہوا
مادہ اس عقل کا غائب ہوا

مادہ کا جب تصوّر دل میں　　تب نظر انساں کی آب و گل میں ہو
چشم ظاہر بیں نہیں ہے ذات پر
ذات کو دیکھیگی کیا وہ بے بصر

نندو بھائی بولے "اہم جس پر آپ اِس قدر زور دیتے ہیں۔ کیا جیو سے مُراد نہیں ہے!"

دیال نے کہا۔ "جیو بھی اہم کہا جاتا ہے۔ لیکن 'اہم' سے یہاں مُراد اُس اصلیت سے ہے۔ جو سب کا آدھار ہے۔ وہ اصل ہے۔ اور باقی جو تم دیکھ رہے ہو۔ وہ اُسی کے عکس ہیں۔ جس کی مثال سُورج اور سُورج کی مختلف عکسی صورتوں میں تم کو دکھائی گئی ہے۔ یہ اُسی برہم کے اگنی کنڈ کی چنگاری ہے۔ جس سے سب کو تقویت ملتی ہے۔ اور جس کے سہارے یہ مادی اور عقلی کام ہو رہے ہیں۔ اس لئے جب کبھی ویدانت میں 'اہم' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے مُراد اُس اونچے اہم سے جو دیش کال وستو کے پرے ہے۔ اور جو نہ کبھی تبدیل ہوتا ہے۔ اور نہ اُس کی کوئی صورت ہے۔ جب وہ چیتن کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔ تب چیتن کہلاتا ہے اور جب جڑ کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔ تب جڑ کہلاتا ہے اور پھر وہ بر تجربہ بطور خود نہ جڑ ہے نہ چیتن ہے۔ بلکہ جڑ اور چیتن دونوں کا آدھار ہے۔ اور دو کے آدھار ہونے کے سبب سے وہ ہمارا اصلی نج بیسا اور اہم ہے۔ اور جب ہم نے اُسے ساکشات کار کر لیا۔ تب الشیور۔ جیو۔ ادر پرکرتی کے پرپنچ کا ہم کو گیان ہو جاتا ہے۔ یہ اہم ہے۔ اور یہ اہم کی مُراد ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "یہ کچھ عجیب گورکھ دھندا سا ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آتی ہے

اور نہیں بھی کہی جا سکتی - جو سمجھ میں بھی آتی ہے - اور نہیں سمجھ میں آتی - کبھی آپ اسے آدھار کہتے ہو - اور کبھی چیتن قرار دیتے ہو - کبھی چیتن اور جڑ دونوں سے پرے بتاتے ہو - کیا یہ طرز بیان مبہم نہیں ہے ؟"

دیال نے کہا - " وہ ایسا ہی ہے - وہ سب کچھ ہوتا ہوا سب کچھ کے پرے کہا جاتا ہے - کیونکہ سب کچھ اسی کے آدھار پر ہے !"

نندو بھائی بولے - "کیا وہ ستچدانند ہے - یہ عام لفظ اسی برہم کے لئے مستعمل کیا جاتا ہے ؟"

دیال نے کہا - " چیتن کی درشٹی سے وہ ستچدانند کہا جاتا ہے - کیونکہ ستچدانند اسی کے آدھار پر ہے -"

نندو بھائی بولے - " جب چیتن ستچدانند ہے - تو جڑ کو استچدانند ہونا چاہیئے - کیا دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور ایک دوسرے کے ضد نہیں ہیں ؟"

دیال نے کہا - " سمجھنے بوجھنے کی غرض سے وہ ایسی ہی ہیں -"

نندو بھائی بولے - " آپ صاف صاف کیوں نہیں کہتے - کہ وہ دونو مختلف ہیں - اگر ایسا کہہ دیا جائے - تو کم از کم بھرم تو جاتا ہے !"

دیال نے کہا - " تم خود کہو - جو کہنا چاہتے ہو - تب ہم دونوں مل کر اس پر غور کریں -"

نندو بھائی بولے - " چیتن ست ہے - چیت ہے اور آنند ہے - جڑ آست ہے - اچیت ہے - اور انانند ہے - یہ الفاظ زیادہ فصیح اور صاف ہیں - چیتن ایک سا ہے - اور جڑ انیک ہے - یہ بات سمجھ میں آتی ہے - چیتن غیر منقسم

شدہ ہے۔ اور جڑ منقسم شدہ ہے۔ ایسا کہنا مبہم نہیں ہے۔ اگر ایسا کہا جائے تو کیا ہرج ہے۔ عام ویدانتی اس طرح سے چیتن اور جڑ کی صراحت کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ آپ کیوں ایسا نہ کہیں!"

دیال نے کہا۔" میں کیا کہوں۔ اشارہ اشارہ میں کہنے کی بات ہے۔ عام ویدانتی اگر ایسا کہتے ہیں۔ تو میں بغیر سمجھے ہوئے کیوں اُن کی ہاں میں ہاں ملاؤں۔ میں کوئی بھانڈ تو نہیں ہوں۔ جو خواہ مخواہ نقل کیا کروں۔ جو میرے انبھو میں آتا ہے۔ وہی کہنا پسند کرتا ہوں۔ اب آؤ۔ جڑ چیتن پر ہم تم دونوں مل کر پھر غور کریں ؏

اگر جڑ اُست ہے۔ تو اسّت کا نام کیسے لیا جاتا ہے۔ اور کسی نے کیسے اُسے اُست جانا۔ کیونکہ اسّت کا گیان کبھی نہیں ہوتا۔ جو ہستی نہیں رکھتی اُس کا نہ نام ہے۔ نہ نشان ہے۔ اور تم اُس کا نام و نشان قائم کرتے ہو۔ اس لئے میں جڑ کو اسّت نہیں کہتا۔ ہاں یہ کہتا ہوں۔ کہ اس کی ستّا ست پنا یا ہستی۔ چیتن کے تابع ہے۔ علیحدہ نہیں ہے ؏

اگر جڑ اَچیت ہے۔ تو اُس کے مشاہدہ سے چت کو حرکت کیسے ملی ؟ میٹھی چیز ہی سے مٹھاس کا اور کھٹی چیز سے کھٹاس کا گیان ہوتا ہے اگر یہ گن اُس میں نہیں ہیں۔ تو پھر اُن کا علم کسی کو کیسے ہوگا۔ اور کیسے ہُوا! اس پر پہنچ کے دیکھنے ہی سے تو ہمارے چت کو حرکت ملتی ہے اور ہم سمجھنے بوجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جو اَچیت ہے۔ اُس سے چیت کی پھرنا محال ہے۔ تم اُسے چت کا مقصد کہتے ہُوئے بھی اَچیت کہتے ہو میں کیسے تمہاری بات کو مانوں۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اس جڑ کی چِتا

چت پنا۔ یا چت شکتی چیتن کے تابع ہے۔ اُس سے علیحدہ نہیں ہے۔ اور چیتن ہی اُس کے گُن کو جان کر اُس کی تشخیص اور تمیز کرتا ہے۔
اور اگر جڑ انانند ہے۔ تو پھر اُس سے آنند اور سُکھ کا خیال کیوں پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ آنند سے خالی ہوتا ۔ تو چیتن کو کُتے لئے تو نہیں کاٹا تھا۔ جو اُس سے مِل کر آنند لیتا۔ جب اُس میں آنند ہے یا آنند ہوگا۔ تب تو وہ اُس کی جانب رجوع ہو جاتا ہے۔ برعکس کیفیت میں برعکس حالت ہوتی۔ تم اُس سے آنند لیتے ہو۔ اُسے انانند کہتے ہو۔ یہ اندھیر ہے یا نہیں! اُس میں آنند ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اُس کا آنند چیتن کے ماتحت ہے اُس سے علیحدہ نہیں ہے۔ اور چیتن ہی اُسے آنند سمجھ کر اُس کے جانب مخاطب ہوتا ہے ؛
ان باتوں کو غور کرو۔ تب اصلیت سمجھ میں آوے گی۔"
نند بھائی بولے "آپ کی گفتگو مدلل اور دل میں اثر کرنے والی تو ہے اُس سے میں انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن پھر بھی وہ میری سمجھ میں جوں کی توں نہیں آتی۔ کیا چیتن کا جڑ میں آنند لینا۔ جڑ میں ستّا یا جڑ کی ہستی قائم کرنا اور چیتن کا جڑ کو دیکھ کر اُس سے اپنے چت شکتی کو حرکت دینا اُس کا بھرم نہیں کہا جا سکتا۔ بھرم کی وجہ سے بھی ایسی کیفیتیں امکان میں آتی ہیں۔"
دیال سنگھ نے کہا "جو شے یا جس شے میں جس کا امکان ہوتا ہے اُسی سے اور اُسی میں اُس کا بھاؤ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ایک بات تو یہ سوچنے اور سوچنے کے قابل ہے۔ جو جس میں نہیں ہے۔ اُس میں اُس

کا امکان کیسے ہو سکتا ہے؟ نیستی سے ہستی اور اس سے نیستی کا امکان محال ہے۔ دوسری بات بھرم ہے۔ اس بھرم کی تم تشریح کرو۔ تب میں اور آگے بڑھوں۔"

نندو بھائی بولے۔ "بھرم کہتے ہیں چکر لگانے۔ گھومنے اور پھرنے کو۔ یہ اس لفظ کے لغوی معنے ہیں۔ مجازی معنے بھول۔ اگیان۔ غلطی مغالطہ اور دھوکا ہے۔ جو مایا سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مایا بھرمانیوالی۔ بھولانیوالی اور الجھانیوالی ہے۔ اس کے بس میں آکر جیو پریشان ہو جاتا ہے۔ اس پریشانی کا نام بھی بھرم ہے۔"

دیال نے کہا۔ "جب مایا ہے اور مایا میں یہ گن ہے۔ تب تم اس کو اَست کیسے کہتے ہو۔ جب مایا تم کو دھوکے میں ڈال سکتی ہے۔ تو وہ چت شکتی سے خالی کیسے ہوئی؟ آخر اس میں یہ طاقت ہوگی۔ تب ہی تو تم اس کے زیر اثر آجاتے ہو! اور جب تم اس کے زیر اثر آسکتے ہو۔ تو پھر وہ اثر رکھنے والی ہستی ہو گئی۔ ہستی کسے کیا اور کوئی ناک پوچھ ہوتی ہے اس کے سوا جیو اس مایا کی امید۔ مایا کے آنند اور مایا کی خوشی میں (کم از کم چندے دور پر بھی) پھنسا رہتا ہے۔ اگر وہ بالکل آنند سے خالی ہوتی۔ تو پھر ایسا نتیجہ کیوں ہوتا! یہ سوچنے اور سمجھنے کی باتیں ہیں۔ جو نادان سے نادان آدمی بھی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ تم مایا کو عملاً ستچدانند (یعنی ستا۔ چتا۔ اور آنندتا رکھنے والی) سمجھتے ہوئے بھی زبردستی اسے استچدانند (یعنی ستا۔ چتا اور آنندتا سے خالی) بتاتے ہو۔ یہ زبردستی ہے یا نہیں سمجھے! اور اس زبردستی کی کوئی حد بھی ہے۔ اور اس پر مجھ سے خواہ مخواہ منوانا چاہتے

ہو۔کہ میں عام ویدانتیوں کی طرح یونہی بغیر دلیل کے اس مایا یا جڑ کو
ست چت اور آنند سے خالی کہہ دوں۔میں تو ایسا کبھی نہ کہونگا۔ہاں
اگر تم سمجھا دو۔اور بات میری سمجھ میں آجائے۔تو میں ضدی نہیں ہوں
نہ مجھے خواہ مخواہ کسی پکش یا کسی حمایت کا خیال ہے۔میں تمہاری بات کو
مان جاؤنگا۔بغیر سمجھے بوجھے ہوئے نہیں مان سکتا!"

نندو بھائی بولے۔"نہایت کشمکش۔گومگو اور سمجھا الجھ کا مضمون ہے
اسی وجہ سے مایا کو کہا گیا ہے۔کہ وہ انرِوچنی یعنی ناقابل بیان ہے۔جو
شے نہ ہوتی ہوئی ہوتی معلوم ہو۔جو ہوتی ہوئی نہ ہوتی ہوئی معلوم ہو۔اُسے
سوا انروچنی کے کیا کہا جائے!"

دیال ہنسا۔"یہ تو تم برہمہ کی تعریف کر رہے ہو۔وہ بھی تو ناقابل
بیان ہے۔من اور بانی کی اُس تک رسائی نہیں۔اور پھر بھی اُسی کی
گفتگو ہر شخص کی زبان پر رہتی ہے۔وہ خیال سے پرے کی چیز ہے
اور ہم پھر بھی اُسی کے خیال میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں۔سوچو۔تم کہتے
کیا ہو! اور اُس سے کیا نتیجہ نکالا جائے! کیا کہیں یہ تمہاری مایا ہی
تو برہمہ نہیں ہے۔اب تک تم مجھ کو مبہم اور مذبذب بات کہنے کا ملزم
قرار دیتے رہے ہو۔اب آپ خود ایسی باتیں اپنی زبان سے کہہ رہے
ہو۔جو بالکل مبہم۔مذبذب اور غیر واضح ہیں"

نندو بھائی تھوڑی دیر کے لئے سکوت میں چلے گئے۔

چودھویں کلا

اہم (انا)　(مسلسل)

عقل حیراں ہوگئی ملتا نہیں اُس کا نشاں
کیا کہوں کہنے سے بھی قاصر ہوئی میری زباں
غور کیسے دل کرے ہو دل میں جب حیرانگی
یہ نہ حالت عقل کی ہے اور نہیں دیوانگی

نند و بھائی بولے "سرگرداں ہوگیا عقل بادلی ہوگئی - سوال بھی کروں - تو کیا کروں - لیکن میرے سوال کا ایک حصّہ چیتن اہم کے غیر منقسم اور جڑ کے تقسیم شدہ ہونے کی بابت باقی ہے - اُس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا - "

دیال نے کہا " وہ مجھے یاد ہے - اگر چیتن ایک ہے - تو جڑ بھی ایک ہی ہے - دونوں ہی اپنے اپنے جِنس میں اور قسم میں ادوتیہ (لاثانی) ہیں - چیتن ایک ہے - اور جڑ بھی ایک ہی ہے - وہ دو وہ بھی نہیں ہیں - اگر تم جڑ کو ایک سمجھتے ہو - تو سُن لو - دُنیا میں ایسے آدمی بھی ہیں - جو جڑ کو ایک اور چیتن کو بے شمار مان رہے ہیں - ان میں سے ایک تو کپل آچاریہ جی ہیں - جو بیحد و حساب چیتن مانتے ہیں - ان کے خیال میں پرکرتی ہی ایک ہے - اس کے سوا تم خود دیکھ رہے ہو - ہم تم یہ وہ چیتن کی مُورتیں بنے ہوئے سکتے ہیں - یہ ایک ہیں یا کئی ہیں - عالم کثرت میں چیتن کی بے شمار صُورتوں سے کوئی انکار کیسے کر سکتا ہے - جیسے پرکرتی کے بے شمار اجزا - تتو اور جسم وغیرہ نظر آتے ہیں - ویسے ہی چیتن بھی تو بکثرت ہیں - یہاں وہ دونوں ہی منقسم شدہ پرتیت ہوتے

ہیں - لیکن عالم وحدت میں چیتن چیتن سب ایک اور جڑ جڑ بھی
ایک ہی ہیں - یہ میں تم کو پہلے کہہ چکا ہوں - تم کو شاید یاد نہیں
رہا - میں نے دانستہ سوال کے اس حصہ کو نظر انداز کر دیا تھا -
اب پھر تم کو یاد دلا دیتا ہوں - اس پر غور کر لو - پھر اس مضمون پر
سوال نہ اٹھاؤ - اور اسے تم سمجھ بھی گئے ہو - نہ سمجھے ہوتے - تو میں
دوبارہ پھر سمجھاتا - اس پر اتنا ہی کہنا کافی ہے - زیادہ کیوں کہا
جائے - یہ سمجھ لو - دونوں ایک ہی ایک ہیں - اب اور جو تم پوچھو -
اس کا جواب دوں - "

نندو بھائی بولے - " اسی آتم کو سمجھایئے - اس کے سوا اب
اور کسی بات کی طرف دھیان نہیں جاتا - "

دیال نے کہا :-

کہتے کہتے ہو گیا بسیار گو | کیا کہوں ملتا نہیں رازجو
راز کو سمجھے تو کھولوں راز کو | ضائع کیسے کر دوں ساز و ناز کو
غور سے سنتے چلو باتیں مری | عقل و دانائی کی ہیں گھاتیں مری
اوروں کی باتوں پہ کیوں جاتے ہو تم | اپنی سوچو ورنہ ہو جاؤ گے گم
دل میں ہے اسرار دل سمجھو اسے | جو ہو اپنا بولو اور سوچو اسے
نقل اور تقلید سب بے سود ہے | اس سے کیا ہے فائدہ بے سود ہے

سنو - نندو جی! میری عادت اوروں کی بات پر توجہ کرنے کی کم ہے
سنتا میں سب کی ہوں - اس پر غور کرتا ہوں - اگر وہ کام کی ہے
تو ذہن میں رکھ لیتا ہوں - ورنہ اس کو خیال میں نہیں لاتا - یہ

سنسار کیا ہے؟ تم اسے جو چاہو کہہ لو۔ تم کو اختیار ہے۔ میں اسے ایشور کے بلاس کی جگہ سمجھتا ہوں۔ جیسے میں شبل برہم کہتا ہوا چلا آرہا ہوں۔ بلاس ہمیشہ دو میں ہوتا ہے۔ جب تک دو نہ ہو۔ نہ جگت پیدا ہوتا ہے۔ نہ سرشٹی استھتی۔ اور پرلے کے نظارے ظہور میں آتے ہیں۔ ہم تم دو ہیں۔ اس لئے بات چیت ہو رہی ہے۔ دو نہ ہوتے۔ تو اس کا امکان محال ہوتا اسی ایشور نے ایک ہوتے ہوئے دو صورتیں اختیار کر لیں اب ان صورتوں پر میرے نقطۂ نگاہ سے غور کرو۔

ایشور۔ اور اس کا ایشور پنا۔ دو ہیں۔ ایشور اپنے ایشور پنے کا کھیل کھیل رہا ہے۔

پرمیشور میں دو انگ ہیں - ایک ذرہ دوسرا شکتی

آتما میں دو انگ ہیں ایک ات دوسرا شکتی

اصل کے دو پہلو ہیں - ایک جڑ دوسرا چیتن

حقیقت میں دو اشیا ہیں ایک نفی ایک اثبات

سرشٹی کرتا کے دو روپ ہیں ایک پرش دوسرا پرکرتی

اصل کے ساتھ اصل اور نقل دونو رہتے ہیں

نور کے ساتھ نور اور سایہ دونوں ہوتے ہیں

جب ذات ہوگی۔ تو ذات اور صفات دونو ہونگے

ان سے جس قدر چاہو۔ انکار کرو۔ لیکن انکار سے فائدہ کیا ہے!

جب برہم ہے۔ تو ذرہ اور شکتی کو کہاں لے جائیگا۔ یہی تو اس

کے برہم پنے کے دو پہلو ہیں - ایشور ہے - تو اُس کا ایشورپنا کہاں جائیگا - وہ تو ہمیشہ اُس کے انگ سنگ رہیگا - یہی دو پنے کا نقشہ ہر جگہ تمام دُنیا میں محیط ہو رہا ہے - جیسے وہ ایشور کے جگت میں ہے - ویسے ہی وہ دیوتاؤں کے جگت میں بھی ہوگا -

اگر برہما ہے - تو اُس کے ساتھ گائتری - ساوتری - اور برہمانی بھی رہیگی ؛

اگر شیو ہے - تو اُس کے ساتھ دُرگا - اُما - پاروتی اور شیوا بھی ہوگی اور اگر وشنو ہے - تو اُس کے ساتھ رما - پدما - لکشمی - اور وشنوی بھی تو ہوگی ؛

یہی نقشہ انسانی دُنیا میں بھی ہے ؛

مرد ہے تو اُس کے ساتھ عورت کا ہونا لازمی ہے ؛

مرد اپنی مردیت کو کیسے معدوم کر سکیگا ؛

حیوانات میں بھی نر اور مادّہ دونوں ہی ہوتے ہیں ؛

نباتات بھی ان دو پہلوؤں سے خالی نہیں ہو سکتے ؛

جمادات تک میں نفی اور اثبات دونوں رہتے ہیں ؛

جہاں راگ ہوگا وہاں دویش بھی ضرور ہوگا - جہاں رغبت ہوگی وہاں نفرت بھی ساتھ ساتھ ہوگی - کیونکہ ایک کی دوسرے کے ساتھ نسبت ہے - ایک نہ ہو - تو دوسرا بھی نہ رہے ؛

یہ مایا اور کچھ نہیں ہے - صرف ایشور کی صفت ہے - جیسے یہ ایشور میں ہے - ویسے ہی ہم میں تم میں اور سب میں بھی ہے

ایشور اور مایا مل کر رچنا کرتے ہیں۔ عورت اور مرد مل کر اولاد پیدا کر لیتے ہیں ÷

یہ کہنا کہ مرد ہی سب کچھ ہے۔ اور عورت نہیں ہے۔ نادانی کی گفتگو ہوگی۔ مرد اور عورت انسانی دُنیا میں پُرش اور پرکرتی کے قائم مقام ہیں۔ اور یہی سلسلہ نباتاتی۔ حیوانی اور جماداتی دُنیا میں ہر جگہ تم کو نظر آئیگا۔ جس طرح جی چاہے۔ اس کی تحقیقات۔ تفتیش اور تفحص کر دیکھو۔ جو برہم میں ہے، وہی سب میں ہے اور یہ سب دھار کے اُتار چڑھاؤ کی صورت میں اُسی کی عکسی شکلیں ہیں۔ برہم میں ودیا اور مُکتی دو شیا موجود ہے۔ آتما میں انت اور مُکتی۔ دو رُوپ سے کام کرتے ہوئے پرتیت ہو رہے ہیں ÷

یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ مایا کو لاکھ کوسا کرو۔ تمہارے کوسنے سے ہوتا کیا ہے! کیا یہ مایا معدوم ہو جائیگی! جھوٹے ویراگی اصلیت کو نہ سمجھ کر عورت سے نفرت کرتے ہوئے اپنی سمجھ میں مایا سے بچنے کی تدبیر سوچتے ہیں۔ ویراگیوں کا ویراگ اگر مایا نہیں ہے تو کیا ہے؟ بھگتوں کی بھگتی۔ تپسیوں کا تپ آخر یہ سب کیا ہیں؟ مایا ہی کے تو مختلف رُوپ ہیں!

ایشور اور مایا کے نائب اور قائم مقام مجسم صورت میں مرد اور عورت ہیں۔ مرد کو مردیت سے خالی کس نے دیکھا ہے! عورت سے عورت پنا کس نے جُدا کیا ہے! یہ دونوں جڑ اور چیتن ہوئے بیوہار۔

اور ولاس کر رہے ہیں - اور ایک کے نہیں بلکہ دونوں جڑ - اور
چیتن سے ملے جلے رہتے ہیں - عورت چیتن شکتی سے خالی نہیں
مرد جڑ نیا سے جدا نہیں ہے - کسی نے روح کو جسم سے جدا کیا دیکھا
ہے - یہ کہنا کہ جڑ بالکل چیتن سے خالی ہے - نادانی کی بات ہے -
یا یہ کہنا - کہ چیتن کو جڑ سے تعلق نہیں ہے - حد درجہ کی غلط فہمی ہے
فرق صرف یہ ہے - کہ ان میں سے ایک نے فاعلیت کی اور دوسرے
نے مفعولیت کی صورت اختیار کر رکھی ہے - چیز ایک ہی ہے - اس
کے دو پہلو ہیں - ایک کو جڑ اور دوسرے کو چیتن کہتے ہیں - اور
ایک کو دوسرے سے بالکل الگ کر دکھانا غیر ممکن ہے - صرف
ادھکتا نیونتا یعنی کثرت اور قلت کی نظر سے دو نام اور دو روپ بن
گئے ہیں - فرق صرف درجہ کا ہے - اور کچھ نہیں ہے ؎
پرش اگر پرکرتی کو بھوگتا ہے - تو پرکرتی بھی پرش کو بھوگتی ہے - مرد
اگر عورت کو بھوگتا ہے - تو عورت بھی مرد کو بھوگتی ہے - اس بھوگ
استعمال میں بھوگ سے خالی کون ہے ! صرف درجہ کی کمی بیشی سے چند
جی میں آوے سو کہہ لو - اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے - اور جس قدر
اس مضمون پر غور کرو گے - اس میں تم کو سچائی پرتیت ہوگی ؎

ذرہ ذرہ میں ہے سمایا	ہے نور کہیں کہیں وہ سایہ
اختر میں ہے ماہتاب میں ہے	شعلہ میں ہے آفتاب میں ہے
بن کر وہ حرارت اور رطوبت	کرتا ہے خلق اپنی خلقت
وحدت ہے وہی کہیں ہے کثرت	کثرت ہی وہی وہی ہے قلت

وہ برہمہ - ذرہ سب ہے اور منن ہے
وہ آتم میں اَنت ہے اور منن ہے

ہے اصل میں اصل و اصل کا نقل
اُس کی قدرت میں کس کو ہے دخل

ہر شے میں ظہور اس کا دیکھو
سایہ میں بھی اُس کا نور دیکھو

تاریکی میں نور کی کمی ہے
تاریکی نہیں کوئی یہاں شے

وہ جُز میں ہے جُز سے مل کے کُل وہ
گلشن گلزار اور گُل وہ

یہ ایشور اصلی اہم ہے۔ اور ہم جیو کی حالت میں رہتے ہوئے جب کبھی اپنی اصلیت کی جانب توجہ کرتے ہیں۔ تو اُسی کے انضمامی ہو کر اپنے آپ کو اہم کہہ بیٹھتے ہیں۔ وہ اہم تمہارا ہی اہم ہے۔ کیونکہ وہ اصل سب ہے۔ اور سب ابتدا اُسی سے ہے۔ اور سب کی انتہا بھی اُسی میں ہے +

پانی کے برتن بھانڈے میں وہی ایک سورج ہزاروں صورتوں میں چھوٹا بڑا بنا ہوا نظر آرہا ہے۔ یہ برتن نہ ہوتے تو کیا وہ نہ ہوتا! برتن نہ ہوں۔ ان کے نہ ہونے سے سورج تو وہی ایک کا ایک رہ گیا۔ ان کے نہ ہونے سے اُسے کیا نقصان پہنچا! ان کے ہونے یا نہ ہونے کا وہ محتاج کب ہے۔ نہ اُس میں کبھی اضافہ ہوتا ہے نہ اُس میں کبھی کمی آتی ہے۔ وہی تمہارا اہم ہے۔"

ممکن ہے۔ تم کہو۔ یہ میری نئی شق ہے۔ اور میرے جدت کی اُپج ہے۔ اور اگر یہ ہے۔ تو پھر کیا ہوا! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اُٹھتے بیٹھتے باپا کو دیتے رہتے ہیں۔ کہنے کو لوگ ادویت وادی تو

بنتے ہیں - لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ مایا برہم کے سوا اور کچھ نہیں ہے مایا کو کوسنا یا کوستے رہنا دراصل برہم ہی کو کوسنا ہے! یہ مایا اُسی کا دُوسرا نام ہے - اور اس کے چاہے جتنے نام تم رکھ لو - اُس کا اختیار ہے - یہ مایا ہی ہے - جس کے طفیل ہم کو تم کو سب کو برہم کی ماہیت کا پتہ لگتا ہے - برہم ہی جڑ اور چیتن یا جیسا میں کہتا ہوں پُروش اور تتن ہے - ایک شکل میں وہ فاعل ہے - دُوسری صورت میں مفعول ہے - جب فاعل ہے - تب چیتن اور جب مفعول ہے - تب جڑ ہے - جڑ کو سمجھو - کیونکہ اس کی دھار چیتن کی دھار سے ٹکرا کر کسی نہ کسی صورت میں نظر آ رہی ہے - اپنی تمیزی طاقت کو اس کے مشاہدہ سے حرکت دے کر اصلیت کا علم حاصل کرو - جو آتم گیان ہے - اور یہ آتم گیان اہم گیان ہے - "

پندرھویں کلا

اَہم (انا)

(مسلسل)

ہم ہیں خود سب کے نمود ہمود	ہم ہیں محدود اور لامحدود
کہیں ہیں بیش اور کہیں کم ہیں	سب میں سب سے گھٹے بڑھے ہم ہیں
کیا کہیں عقل کو قصور میں ہے	بیش و کم عقل کے فتور میں ہے

نند و بھائی بولے۔ "آپ ویدانتی نہیں ہیں۔ لیکن بال کی کھال ویدانتیوں سے بھی زیادہ نکالتے ہیں۔ اُن کی کھٹ پٹ کی مثالیں اس قدر دل پر اثر نہیں کرتیں۔ جتنی کہ آپ کی باتیں کر جاتی ہیں۔ حالانکہ وہ بالکل معمولی معمولی ہی ہوتی ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "تم ویدانتی کس کو کہتے ہو۔ اور میں ویدانتی کیسے نہیں ہوں؟"

نند و بھائی ہنسے۔ "آپ رادھا سوامی مت کے ہو۔ اس واسطے ویدانتی نہیں ہو۔"

دیال نے کہا۔ "تم اس موقعہ پر سخت غلطی کر رہے ہو۔ میں رادھا سوامی مت میں رہتا ہوا بھی ویدانتی ہوں۔ اور ویدانتی ہوتا ہوا بھی رادھا سوامی مت میں ہوں۔ اور ویدانت مت اور رادھا سوامی مت پر کیا موقوف ہے۔ میں سب ہوں۔ اور سب میں ہوں۔"

کبھی ہندو مسلماں ہوں کبھی ہوں ان سے میں نیارا
مجھے ہے پیار ان سب سے اور میں ان سب کا ہوں پیارا
تعصب تنگ عقلی تنگ نظری سے غرض کیا ہے
وہ کیا سمجھیں گے مجھ کو عقل سے جن کو نہیں یارا

سُنو جی تنگ خیال نہ ہو۔ ورنہ اس اہم کے گیان سے ہمیشہ کورے کے کورے رہو گے۔ تعصب اور ہٹ دھرمی روحانی مرض ہے۔ مندر میں پیدا ہونا خیر و برکت کی بات ہے۔ اور مندر میں مرنا لعنت کی بات ہے۔ مدرسہ میں لڑکے پڑھنے کیوں جاتے ہیں؟ علم حاصل کرنے کے لئے!

اگر کوئی شخص خواہ مخواہ چلایا کرے کہ یہ میرا مدرسہ ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ تو یہ مدرسہ اس کے لئے قید و بند کا باعث ہو گیا۔ اصلی علم کی غرض آزادی ہے۔ اگر گیان پا کر آزاد نہیں ہوا۔ تو پھر علم کا مقصد مفقود ہو گیا۔ سنو۔ ایک بات مجھے یاد آگئی ۔ سنہ ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے میں لکھنؤ گیا تھا۔ دس پندرہ آدمی مجھ سے وہاں روزانہ ملنے آیا کرتے تھے یہ سب اپنے آپ کو ویدانتی کہتے تھے۔ تصوف کا ذکر چھڑ گیا۔ ایک صاحب کہنے لگے۔ "ان مسلمان صوفیوں کے پاس کیا ہے! نہ ان کا فلسفہ مکمل ہے۔ نہ خیالات واضح ہیں۔ شعر و سخن کے سوا ان کو آتا ہی کیا ہے! اور جو کچھ انہوں نے لیا ہے۔ ہمارے ہی گھر سے لیا ہے۔ ویدانت ہمارے گھر کا شاستر ہے۔" میں دیر تک ان کی باتیں سنتا رہا۔ لیکن جب یہ حد اعتدال سے آگے بڑھے۔ مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کہا "حضرت! آپ کی اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ان مسلمان صوفیوں میں برہم نہیں ہے برہم صرف آپ میں ہے"۔ وہ اس کو سن کر میری طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔ میں نے پھر ان سے عرض کیا۔ کہ "جب سب میں برہم ہے۔ اور سب برہم میں ہیں۔ تو پھر سب میں برہم کے لکشن بھی ہونگے! آپ ان کو حقیقت سے خالی کیسے کہہ سکتے ہو۔ کہیں اس کا علمی اور عقلی ظہور کسی طرح کا ہے کسی میں مادی اور جسمانی اظہار کسی اور قسم کا ہے۔ یہ کب ممکن ہے کہ کوئی کسی شخص کسی ملک۔ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہوا دلی اور عقلی ترقی کی حالت میں ہمہ گیان سے خالی ہو۔" وہ شرمندہ ہو گئے۔ اور سب کے سامنے مجھ سے معافی مانگی۔ اسی طرح بہ صورت مختلف تم مجھے کہہ سکتے ہو۔ کہ میں ویدانتی نہیں ہوں

ہوں۔ رادھا سوامی مت کا ہوں۔ بہت اچھا! تمہاری خوشی! اور اگر تم مجھ کو ویدانتی نہ سمجھ کر مجھ سے ویدانت کی بات سننے آئے ہو۔ تو سخت غلطی کی۔ کیا میں نے ویدانت کے برخلاف کسی مکش یا حمایت کا اظہار کیا ہے؟ پکشپات یا تعصب کر لینے پر تم ایسا کہہ سکتے تھے۔ لیکن جب یہ نہیں ہے۔ تو پھر تم کو ایسی رائے ظاہر کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ یہ ممکن ہے کہ میری کوئی نہ کوئی بات اُن کے طرز بیان سے میل نہ کھاتی ہو۔ لیکن میرے اصول اس موقعہ پر کیا ہیں؟ اُن پر نظر رکھنا چاہیے۔ رائے کا مختلف ہونا ہر جگہ اور ہر انسان میں ممکن ہے۔ لیکن جب تک سدھانت ایک ہے انصاف پسندوں کی نگاہ صرف اسی پر رہتی ہے۔ مختلف فرقوں کے ویدانتی بھی تو ہر بات میں اتفاق رکھتے ہیں۔ لیکن سدھانت تو سب کا ایک ہی

پر سدھانت سبن کا ایک
دیا یک نسچے باندھی ٹیک

نند بھائی شرمندہ ہو لئے۔ کہنے لگے۔ "یہ اہم جو انسان میں ہے محدود ہے۔ یہ سب کا مرکز نہیں ہو سکتا؟"

دیال نے پوچھا۔ "یہ کیوں؟"

نند بھائی بولے۔ "ہمارا اہم اپنے محدود 'میں پنا' کے زیر اثر کہتا رہتا ہے۔ یہ میرا مکان ہے۔ یہ میرا دل ہے۔ یہ میری عقل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے اس کی محدودیت ہی کا اظہار ہوتا ہے۔"

دیال بولا۔ "جیسے یہ محدود پاٹوں کا ایک چکی بنا ہوا محدود پاٹوں کے سلسلہ میں محدود میتر سے تیر سے پسنے کے جھگڑوں میں پڑا رہتا

ہے - اُسی طرح کوئی کوئی ایسا بھی تو کہتا ہے - کہ میرا ایشور' میرا برہم' میرا
خدا'! ایسی حالت میں اُسے کیا کہو گے - محدود یا غیر محدود! خیر یہ باتیں
ہی باتیں ہیں - مطلب کی بات کی طرف دھیان دو - جس سے کچھ مقصد
حاصل ہو *

یہ آتم تمام دُنیا کا مرکز ہے - یہ ذات مطلق ہے - نہ یہ ورہ (پرکرتی)
ہے - نہ یہ منن (چیتن) ہے - بلکہ جڑ اور چیتن دونوں کو سہارا دیتا ہوا
برہم ہے - رچنا کے کاروبار اور نسبتی تعلقات میں نسبتی اوصاف رکھتا
ہوا ہو - تو اُسے ایشور کہتے ہیں - یہ آتم شبل برہم ہے - غیر نسبتی کیفیت
میں وہ برہم اور شدھ برہم ہے - اور جب جزوی عقل - جزوی دل کو سہارا
دے کر اظہار میں لاتا ہے - تب وُہی ان سے ملا ہوا جیو کہلاتا ہے - یہ آتم
نچلا ہے - لیکن اصل میں کیا ہے ؟ اُونچا - بچلا - نچلا - یہ سب کے سب نسبتی
الفاظ ہیں - نسبت کے خیال کو ترک کر دو - اُسے دِل نہ دو - پھر وُہی ذات
مطلق باقی رہ جاتا ہے - جو سب کا آدھار ہے - وُہی ہے جو کچھ ہے باقی
یہ سب پرپنچ کا کھیل ہے *

اس آتما کا ساکشاتکار آتم گیان کہلاتا ہے *

لوگ غلطی میں پڑ کر ناحق یہ کہتے ہیں - کہ ویدانت نیستی کی تعلیم دیتا ہے
اس سے زیادہ جھوٹ اور کیا ہوگا! جب ویدانت میں جڑ اور چیتن یکتا کی
نیستی کا خیال نہیں ہے - اور جب اس کی اصولی اور اصلی تعلیم کے موافق
کوئی 'ہست' یا ہستی رکھنے والی شے نیست نہیں ہو سکتی - تو پھر
نادانوں کے ذہن میں کیسے آگیا - کہ یہ نیستی کی تعلیم ہے - آتم - لایزال -

لافانی - اپناسی اور امر - اجر ہے - یہ تو خیال میں بھی نہیں آسکتا - کہ ویدانت کا یہ مقصد ہوگا ؂

ویدانت کی مراد صرف "آتم گیان" ہے - اور آتم گیان اپنے آپ کو جاننا - اور جان لینا ہے - یہ تو اصلی غرض ہے - باقی اس کے سِلسلہ میں بے شمار سوالات خود بخود پیدا ہوتے ہیں - ایشور کیا ہے؟ برہم کیا ہے؟ جیو کیا ہے؟ پرکرتی کیا ہے؟ ان سب کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ یہ سب کے سب ضروری سوالات ہیں - جو لوگ دنیا کے دھندوں میں ہمہ تن مصروف ہیں - اُن کو اس طرف توجہ کرنے کا نہ وقت ہے اور نہ دل و دماغ ہے - لیکن جن کو حقیقت کی تلاش ہے - اور پرپنچ (ظاہری مشاہدات) سے جن کی طبیعت اُکتا گئی ہے - اور سچائی کے جاننے اور شانتی حاصل کرنے کا خیال ہے - ویدانت کا مضمون صرف ایسے آدمیوں کے وچار کے لئے ہے - پہلے وہ پرکرتی اور مادی عالم کے معاملات کی طرف خیال کرتے ہیں - یہ لازمی مرحلہ ہے - اور آہستہ آہستہ نظر کی اونچی ہونے پر وہ خود بخود آتم کے مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں - کیونکہ یہی آتم تمام رچنا کا مرکز ہے - یہ لامحدود ہے - علاوہ مراد میں وہ ایشور ہے - کیونکہ اسی پر جگت کا دارومدار ہے - اور جب سچا تحقیقات کرنے والا ان تمام مرحلوں پر عبور پا لیتا ہے - تو پھر آسانی اُس کی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اُس کا آتم ایشور سے مختلف نہیں ہے - اور جب یہ بات خوب اچھی طرح خاطر نشین ہو جاتی ہے - تب اسی کو ساکشات کار کرنا کہتے ہیں - یہ منزل مقصود ہے - یہاں آکر پھر جگت کا بھرم ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا ہے - اور

وہ اٹل شانتی نصیب ہوتی ہے۔ جو اور کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر
چکر نا دھرنا نہیں رہتا۔ یہ کیفیت اسی زندگی اور اسی جنم میں ممکن ہے۔ صرف
شوق اور دلی جذبہ کے اُبھرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر اُسے بھیتر باہر
آگے پیچھے اوپر نیچے برہم ہی برہم پرتیت ہونے لگتا ہے۔ جو اُس کی اپنی
ذات اور اپنا رُوپ ہی ہے۔ اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔ اُپنشد
اپنے زوردار اور مؤثر کلام میں صدا دیتی ہے "یہ آتما۔ جڑ اور چیتن کے وچار
سے پرے ہے۔ یہہ ایک ہے۔ اور من سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اندریوں کی
اس تک پہنچ نہیں ہے۔ یہ تمام چیتن کے کاروبار اور اندریوں کی حس اور قدرت
کی طاقتوں سے پرے ہے۔" "وہ حرکت کرتا ہے۔ اور بےحرکت ہے۔ وہ
دُور ہے اور نزدیک بھی وُہی ہے۔ وہی اندر بھی ہے اور وہی باہر بھی ہے۔"
اور سوچنے سے سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ کہ ان میں سچائی ہے۔ جسم کی حرکت
کر لینے پر وہ ہماری زندگی اور عقل کا سرچشمہ مُتحرک پرتیت ہوتا ہے۔ لیکن
اصل میں اُس میں حرکت کیسی! اور متحرک ہو کر وہ جائیگا کہاں؟ کیا اُس کی
حرکت کے لیے کوئی جگہ بھی ہے۔ پانی کے گھڑے کو حرکت دیتے ہوئے
اِدھر سے اُدھر لے جاؤ۔ لیکن کیا وسعت حرکت میں ہے؟ وسعت
گھڑے کی حرکت کا آدھار ہے۔ وہ بطور خود کس میں حرکت کرتا ہے
کریگا۔ یا کر سکتا ہے! تمام نام رُوپ اُسی کے اندر ہیں۔ اُس کے باہر
کیا ہے؟ کچھ نہیں۔ یہ وسعت بھی جس کے اندر ہے۔ وہ اہم ہے؟
جس نے اس اہم کو جان لیا۔ اُس نے سب کچھ جان لیا۔ اب
اس کے لیے کوئی بات ایسی نہیں رہی۔ جو جاننے کے قابل ہو۔ وہ سب

کو اپنے میں اور اپنے کو سب میں دیکھنے لگتا ہے۔ اُس کے لئے کوئی ایسی شے یا حالت نہیں رہتی۔ جو نفرت کے قابل ہو۔ نفرت محدود علم۔ اگیان۔ اور بھرم کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہم دوسروں کو اپنے سے جُدا دیکھنے۔ اور پرتیت کرتے ہیں۔ آتم جب آتم ہے۔ تو آتم کس آتم سے نفرت کرنے لگا! اُس کے اندر تو پریم ہی پریم رہیگا۔ لیکن وہ خود غرضی کا پریم نہ ہوگا۔ جو معمولی آدمیوں میں نظر آتا ہے۔ وہ رشیوں۔ برہم گیانیوں۔ سنتوں اور مہاتماؤں کا پریم ہوگا۔ اُس میں جسمانیت کا نقص نہ رہیگا۔ یہ اس آتم گیان کا پہلا فائدہ ہے۔

آتم گیانی کو کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ خوف کا باعث تو غیریت کا خیال ہوتا ہے۔ جب کوئی اپنا غیر ہی نہیں رہا۔ اور سب آتم ہی آتم پرتیت ہونے لگے۔ تو پھر ڈر کس کا ہوگا۔ اپنے آپ سے تو کوئی نہیں ڈرتا۔ یہ خوبی آتم گیان کا دوسرا نتیجہ ہے۔

آتم گیانی کی نظر عیبوں پر نہیں پڑتی۔ وہ کسی کے عیب کو کبھی نہیں دیکھیگا۔ اور کیسے دیکھیگا۔ یہ وسیع۔ لامحدود۔ اور بے حد و حساب سرشٹی ایشور کی ہے۔ جو آتم ہے۔ ایشور معیوب اور ناقص دُنیا کو پیدا کرتا ہے۔ یا کامل دُنیا کو؟ انسان کو اس دُنیا میں نقص صرف اس وجہ سے نظر آتا ہے کہ اُس کا علم محدود ہے۔ لامحدود کا علم اُسے کیسے ہو! اُس کے لئے بھی لامحدودیت کی ضرورت ہے۔ یہ دُنیا یوں ہی اگرچہ بظاہر طور پر ظہور میں نہیں آئی ہے۔ بلکہ چونکہ یہ لامحدود ہے۔ اس کی لامحدودیت میں کوئی لامحدود مصلحت ہے۔ اور جیسے کوتاہ بین انسان ناقص اور معیوبیت کا

باعث قرار دیتا ہے - اس کے اندر بھی مصلحت ہی ہے جس کی اُسے خبر نہیں ہے - اور جب آتم گیان نصیب ہونے لگتا ہے - اُسی وقت سے یہ نقص بینی - عیب بینی - نکتہ چینی اور حرف گیری کی تمام مکروہ عادتیں زائل ہونے لگتی ہیں - اور آخر میں شانتی حاصل ہو جاتی ہے - جو پھر کبھی دُور نہیں ہوتی ؎

آتم گیانی نہ بُرا ہو سکتا ہے نہ بھلا - اُس کے طور طریقے خاص قسم کے ہوتے ہیں - بُرائی بھلائی نسبتی الفاظ ہیں - جہاں بھلائی ہوگی - وہاں بُرائی بھی رہیگی - بُرائی اور بھلائی کا خیال اچھے یا بُرے انسانوں میں ہوتا ہے - آتم گیانی کی زندگی بالکل قدرتی ہوتی ہے - جو کمتر آدمیوں کی سمجھ میں آتی ہے - وہ دُنیا میں رہتا ہوا دُنیا کا ہو کر نہیں رہتا - کیونکہ بُرے اور بھلے کی نسبتی تمیز سے وہ اوُنچے چڑھ گیا ہے - وہ کیا ہوتا ہے - بغیر انبھو کے کوئی کیا کہے ؟ جیسے سورج - چاند ستارے اپنے پرکاش میں پرکاشوان ہوتے ہیں - اُسی طرح اُس کی زندگی بھی اپنے اظہار کا تماشا دکھاتی ہے اور وہ اس اظہار کی طرف سے بے تعلق ہے - اور نہ پر پنچ اُس کے لئے دُکھدائی ہے - اور نہ وہ پر پنچ کے لئے دُکھدائی ہے - اُس کے لئے ہر شے اپنی اپنی جگہ پر موزونیت کی حیثیت رکھتی ہے - اُسے اگر کسی سے بے تعلقی بھی ہے - تو وہ بے تعلقی کا تعلق اور اگر کسی سے تعلق ہے - تو وہ تعلق کے بے تعلقی ہے - وہ کیا ہے ؟ اُسے آتم گیانی ہی کچھ سمجھ سکتا ہے !

سولھویں کلا

آتم گیان (علم رُوح) کے مدارج

زینہ زینہ بام عرفان پر چڑھو
تاکہ سنبھلو اور نہ منہ کے بل گرو

یہ چڑھائی سخت تر دُشوار ہے
عُمرِ ہمت مردمی درکار ہے

اس میں عجلت کی ضرورت ہی نہیں
چڑھنے والا چاہیئے ہر دم متیں

نندو بھائی بولے "بھگون! آپ نے ہمارے سوچنے کے لئے بہت کچھ خیالات دے دیئے۔ آپ کی مہربانی سے ویدانت کے مسائل کی بابت جو توہمات اور باطل خیالات بھرے ہوئے تھے۔ وہ قریب قریب سب کے سب کافور ہو گئے۔ اصلیت سمجھ میں آگئی۔ اور چونکہ ہم شبدلوگ کے ابھیاسی ہیں۔ آپ کے بچن (کلام) اُس کے ساکشاتکار (عین الیقین) کرنے میں ضرور مددگار ہونگے۔ ست سنگ کا مزہ حقیقت میں کچھ آپ ہی کی مجلس میں آتا ہے۔ ورنہ اور جگہ تو پوتھیوں سے شبد اور بچن پڑھ لئے۔ اور اُن کو بند کر کے رکھدیا۔ خبر نہیں۔ اُن ست سنگیوں کو ایسے برائے نام ست سنگ سے کیا فائدہ ہوتا ہوگا۔ اور آیا وُہی روز روز کا معمولی پاٹھ اُن کی دلچسپی کا باعث ہوتا ہوگا۔ یا نہیں؟ ہماری طبیعت تو تازگی پسند اور ترقی پسند بن گئی ہے۔ یہی جی میں آتا ہے

روز روز مفید بچن سُننے میں آئیں - اور روز روز حالت بہتر بنتی جائے - اب مہربانی کر کے اُن مدارج اور مرحلوں کی تشریح کیجیئے - جو آتم گیان کے راہ میں آتے ہیں - "

دیال نے کہا :- " سُنو نند و بھائی ! دُنیا میں مختلف مزاج اور مختلف طبیعتوں کے آدمی ہیں - اور سب کو اپنی اپنی قابلیت اور جذبۂ شوق کے موافق ست سنگ میں لُطف ملتا ہے - سب تمہاری طرح کیسے ہو سکتے ہیں - اُن کے لیے اُن کے مزاج کے موافق شبد اور بھجنوں کا روزانہ پاٹھ ہی کافی ہوتا ہے - ایسی باتوں سے نکتہ چینی ہوتی ہے - جسے میں بیجا سمجھتا ہوں - تم اپنا کام کرو - اوروں کو اپنا اپنا کام کرنے دو - یہ تمہارے اعتراض کا جواب ہے ؀

اب میں تم کو آتم گیان کے مدارج کی مفصل لیکن اختصار کے ساتھ تشریح سُناتا ہُوں - بغور سُنو - تاکہ پھر دوبارہ اس پر سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑے ؀

پہلا مرحلہ شوق - خواہش - حقیقت کی تلاش اور طلب ہے - اور گیان کا خواہشمند اس نیک خیال کو دل میں پختہ کرتا ہے - کہ مجھے گیان ہو اور ایشور - جیو وغیرہ کے تعلقات کی سمجھ آ دے - اس منزل میں . . . ادھکاری کی حالت بھکھاری جیسی ہوتی ہے - جو اپنی بے سر و سامانی کا علم رکھتا ہُوا حاجت روائی کی فکر میں رہتا ہے - یہ قدرتی جذبہ ہے - جو ہر انسان کے بچّے میں موجود ہے - اور اسی کے زیر اثر وہ سوال کرتا ہُوا دُنیا میں آتا ہے ؀

دوسرا مرحلہ۔ غور و فکر۔ سوچ وچار۔ سمجھ بوجھ۔ ظاہری مشاہدہ۔ معائنہ دیکھ بھال۔ اور ترکھ پرکھ کی ہے۔ جس میں عقلی۔ دلی۔ اور دماغی طاقت کو نشو ونما ملتی ہے۔ اور وہ بہت ست اَست۔ صحیح اور غلط کی تمیز پر قادر ہوتا ہے۔ جھوٹ اور سچ کی پہچان کا اس سے تعلق ہے۔

تیسرا مرحلہ دلی یکسوئی۔ دلی تادیب۔ دلی تربیت۔ اور من کی گراھت ہے۔ اور ساتھ ساتھ وہ اپنے چت کی ورتی کو روکتا ہوا حقیقت پر ٹھہرنے کی طاقت حاصل کرتا ہے۔ اور وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ سب میں صرف آتما کی سکھیتا اور روح کی اہمیت ہے۔ اور آتما ہی فاعلیت کی حالت میں آکر سب طرح کے علوم اور ان کے نتیجوں پر قادر اور غالب ہو سکتا ہے۔ اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ وہ صرف آتما ہی کا کھیل ہے۔ اور آتما ہی میں ہم آہنگی یا تدرُوپتا ہونے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس مرحلہ میں اس کی قوت ارادی پختہ ہو جاتی ہے۔ اور پھر دل میں نام کے لئے بھی کمزوری پس و پیش یا بھرانتی نہیں رہ جاتی ؂

چوتھا مرحلہ بے تعلقی۔ علیحدگی۔ خیالی۔ اور اصلی آزادی یا نجات کا ہے اس مرحلہ میں آکر آتما کا آتما کے ساتھ خواہ اہم کا اہم کے ساتھ۔ تدرُوپتا۔ تدآتم سنبدھ یا ہم آہنگی۔ اور یکسانیت کی پختگی ہو جاتی ہے۔ تیسرے مرحلہ میں اس کی ابتدا اور نشو و نما ہونے لگی تھی۔ اس میں وہ مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کے مضبوط ہو جانے کی وجہ سے پھر دل پر دوَند اوستھا (یعنی متضاد تعلقات) کا اثر حادی نہیں ہوتا۔ بھوک پیاس۔ گرمی سردی)۔ سکھ دکھ۔ کامیابی ناکامیابی۔ امید اور ناامیدی وغیرہ کے فکر اسے نہیں ستاتے

رغبت اور نفرت کے زیر اثر دہ نہیں آتا۔ شانتی۔ قرار۔ سکون۔ اور راحت نتیجہ ہوتی ہے۔ اور دُنیا کھیل اور تماشہ کی طرح معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور وہ تماشائی یا تماشہ دیکھنے والے کی حیثیت میں آجاتا ہے۔ اور دلی مرکز پر اُسے جگہ مل جاتی ہے ٭

پانچواں مرحلہ۔ اس سے بھی اُونچا ہے۔ صرف آتما ہی آتما ہر جگہ پرتیت ہونے لگتا ہے۔ دیش کال وستو (ظرف زمان مکان) سب فرضی خیالی اور وہمی چیزیں ہیں۔ اور یہ اچھی طرح یقین ہو جاتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ صرف دل کے تماشے کا خیال ہے۔ سنسار غائب ہو جاتا ہے۔ میرے تیرے پنے کا وہم کافور۔ دُور اور معدوم ہونے لگتا ہے پھر کوئی بھرم یا شک وشبہ نام کے لئے بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ آتما ہی آتما محیط کُل۔ ادویتہ۔ نرلیپ (بے تعلق) دکھائی دینے لگتا ہے۔ جو اصلیت اور حقیقت ہے۔ بے حقیقتی اور غیر اصلیتی۔ خواہ جڑ چیتن تک کے خیال۔ بھاپ اور کہرے کی طرح مٹنے والے نجتے ہیں ٭

چھٹا مرحلہ پانچواں مرحلہ کا گھناپن ہے۔ اس میں اشانتی سے آزادی ہو کر دائمی شانتی آجاتی ہے۔ اور دُکھ دُور ہو کر سُکھ خواہ آنند کی اٹل حالت نصیب ہو جاتی ہے۔ جو پھر کبھی جُدا نہیں ہوتی۔ اس مرحلہ میں آئے ہوئے انسان کو پھر بھرم کے گڑھے میں گرنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ اور وہ سمجھ جاتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہونا تھا۔ ہو چکا۔ بندھن اور مکتی کا وسوسہ بھی نہیں ستاتا۔ کیونکہ یہ دل کے مخمصے تھے۔ ان کے سوا اُن کی کوئی حیثیت نہیں تھی ٭

ساتواں مرحلہ آنند دُتیا کی ہے۔ برہم کے دِرہ اور مَن کی دھاریں

یا آتما کے اَت اور مُنن کی دھاریں دونوں مل کر ایک ہو رہی ہیں۔ دویت پنا جاتا رہا وہ ایکتو پنا میں تبدیل ہو گیا۔ بلکہ ایکتو پنا کے درجہ سے گزر کر ادویت پنا میں آگیا۔ جو نہ یہ ہے نہ وہ ہے۔ (نیتی انیتی!!) نہ ایک ہے نہ دو ہے (برہم! پریم!!) نہ مَیں ہے نہ تُو ہے (کیولم! کیولم!!) نہ پرش ہے۔ نہ پرکرتی ہے ادویتم! ادویتم!!) غرضیکہ اب کوئی بھی دوند نہیں رہا۔ نہ ابتدا ہے۔ نہ انتہا ہے (اکھنڈم! اکھنڈم!!)

یہ گیان کے سات مرحلے یا سات بھومکائیں کہلاتی ہیں۔"

نند بھائی بولے "یہ تو میں نے آپ کی زبانی سُن اور سمجھ لیا۔ کیا ان کے اظہار کے لئے ویدانت کی بھی اصطلاحات مخصوص ہیں؟ اگر وہ ہیں۔ تو ان کے سُننے سے طبیعت کو خوشی حاصل ہو گی۔"

دیال ہنسا "یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ اطمینان ہو جائیگا۔ یہ مرحلے ویدانت کی اصطلاحات میں اور بھی زیادہ واضح ہیں۔ بلکہ اب چونکہ تم ست سنگ کر چکے ہو۔ پورانوں کے اوتاروں میں بھی ان کی مجسم تصویر خیالی اور لفظی۔ واقعاتی اور تلمیحی نقش و نگار کی صورت میں نظر آئیگی۔ اور پورانوں ہی پر کیا خصوصیت ہے۔ گو اُنہوں نے ہم پر بہت احسان کیا ہے۔ کہ مثالیہ شکلیں قائم کر کے دکھا دی ہیں۔ یہ یوگ وغیرہ کی اصطلاحات میں بھی اشارہ کے طور پر موجود ہیں۔ اور میں نقشہ کھینچ کر تم کو دکھاتا ہوں۔ جس سے تم کو میرے خیال میں مزید تقویت۔ مزید اطمینان اور مزید یقین کا سامان ملیگا۔ نظر بیانے کی دیر ہے۔ جہاں نگاہ وحدت بیں۔ وحدت پسند۔ اور وحدت جُو ہو گئی۔ پھر دُنیا کے نظام میں بھی وہی نظارے خود بخود بغیر کسی محنت کے

نظر آنے لگیں گے۔ دیکھو ذیل کا نقشہ !

(الف) ویدانت کی اصطلاحات (پری بھاشا) میں گیان کے سات مرحلے (بھومیکائیں)

(۱) شبھ اچھا (نیک شوق یا طلب صادق) (۲) سوچارنا (نیک غور یا سچا غور) (۳) تن منسا (دل یکسوئی۔ یکدلی) (۴) ستوا پتی (ہم آہنگی اور مماثلت) (۵) اسنسکت (نجات یا آزادی یا بے تعلق) (۶) پدارتھ ابھاونی (دنیا کا بھرم مٹنا) (۷) ترُیا (شانتی۔ آنند بلکہ حقیقی ست چد انند کی کیفیت)

(ب) پورانوں کی مثالیہ تشخصی اور مجسم حقیقت کے ظہور کے سات اوتار

(۱) نرسنگھ (حیوانیت اور انسانیت کو ساتھ لئے ہوئے انسان پرہلاد۔ یعنی بڑی خوشی کا طالب (۲) وامن غور کرنے والا۔ چھوٹا بھکاری (۳) پرسرام (دل کو یکسو کئے ہوئے برہمچاری) (۴) رام (ہم آہنگی کی مجسم صورت) (۵) کرشن (تعلق میں بے تعلق اور بے تعلقی میں تعلق کی مجسم تصویر (۶) بدھ (اکھنڈ گیانی بھرم سے علیحدہ) (۷) کلکی (مجسم تریا۔ غیر اصلی جگت کا ناس کر کے حقیقت کا روپ) ٭

(ج) یوگ کی اصطلاحات میں گیان کی سات بھومکائیں

(۱) طلب یا شوق (۲) یم نیم (۳) آسن تبہ پرانایام (۴) پرتیاہار (۵) دھارنا (۶) دھیان (۷) سمادھی ٭

اس میں شک نہیں - کہ یوگ کی اصطلاحات اس قدر واضح نہیں ہیں - کیونکہ وہ خالص سادھن کا مضمون ہے - لیکن یہ مرحلے اُس میں بھی کمی بیشی کے ساتھ بہ شکل مختلف پرتیت ہوں گے - اور اگر زیادہ فرق معلوم ہو - تو اُنہیں ترک کر دو - اُلجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ؂

(د) گائیتری کے یہ آنایام منتر میں سات بھومکائیں

(۱) اوم بھُوہ (۲) اوم بھُوِوہ (۳) اوم سوہ
(۴) اوم جنہہ (۵) اوم مہہ (۶) اوم تپہ
(۷) اوم ستیم ؂

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

اس قدر مکالمہ کے بعد سب ست سنگی معہ شردھ بھائی کے خاموش ہو گئے - پھر سوال و جواب کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی - دیال نے ست سنگ کو برخاست کیا - سب اُسے نمسکار کر کے آرام کرنے چلے گئے وہ نوجوان اُداسی سادھو بیٹھا رہا - اور اُس کے اصرار اور درخواست پر دیال نے اُسے شبد یوگ کی تعلیم دی - اور اُس کے سات مرحلے ذہن نشین کرا لئے - بہت دنوں تک وہ رادھا سوامی دھام میں رہ کر ست سنگ اور ابھیاس کرتا رہا - پھر دیال سے اجازت لے کر اپنے اکتار تھے کو چلا گیا ؂

یہ مکالمہ اس طرح قلمبند کیا گیا ؁
رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا! رادھا سوامی سہائے!!!

ختم ہوا
آتم گیان پرکاش

نوٹ:- ناظرین! بغور ویدانت میگزین کے ہر نمبر کو بار بار بغور مطالعہ کرتے جایئے۔ تاکہ آئندہ اپنشدوں کے مضامین سمجھنے کی قابلیت آ جائے۔ وہ عنقریب نہایت دلچسپ صورت میں پیشکش ہونگے درخواست خریداری پہلے کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کی تیاری۔ ترتیب اور تکمیل میں لوگوں کی رغبت دیکھ کر توجہ کی جائے ؁

نیازمند
نند کشور
مینیجر ویدانت میگزین۔ لاہور

شاہی سلسلہ کے بے نظیر ناول

عدم تعاون

یعنی ایک شاہی طالب علم کا طرز عمل ناول کے پیرایہ میں - آج کل ہمارے ملک
میں عدم تعاون کے خیالات زوروں پر ہیں - ملک کے ہر طبقہ کے آدمی اس
کا مطلب جن کی سمجھ میں آگیا ہے
زیر اثر آگئے ہیں - جن کو آپریشن کیا ہے - اس
وہ تو اس کی بزرگی اچھی طرح سمجھ گئے ہیں - اور یہ جان گئے ہیں - کہ یہ اوزار کس قدر
مضبوط اور بے خطا ہے - لیکن جنہوں نے اس کو نہیں سمجھا - وہ اس ناول کے مطالعہ
سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں - اس کتاب میں ایک طالب علم کی زندگی کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں
جس کے دل میں پہلے پہل عدم تعاون کا جذبہ پیدا ہوا تھا - اور اس نے اپنی قابلیت کے موافق
شاندار کامیابی حاصل کر لی تھی - عدم تعاون کیا ہے - اور وہ کس طرح بعض اوقات یقینی
طور پر کامیابی کی صورت پیدا کر لیتا ہے - قابل مصنف نے اس بحث کو اس کتاب میں کچھ اس انداز
سے قلمبند کیا ہے - جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - قیمت صرف ۱۲/ رعایتی عہ/
یہ کتاب بابو شیوبرت لال صاحب ورمن کی تازہ ترین تصنیف ہے

شاہی سوراجیہ

اس کتاب میں قابل مصنف نے بتایا ہے - کہ سوراجیہ کیا ہے -
اور ہر قوم کے لئے حاصل کرنا کیوں ضروری ہے - اس میں کیسی کیسی برکتیں ہیں - سوراجیہ انسانی
زندگی کی اصلی خیالی اور ترقی معراج ہے - اور جس قوم کی دنیا میں اپنی حکومت نہیں ہے - وہ
ناحق دھرم کرم اور روحانیت کی ڈینگ مارتی ہے - بغیر سوراج کے ان میں سے کسی کا بھی اہتمام نہیں
ہو سکتا - اس کتاب میں یہ ظاہر کیا گیا ہے - کہ اس ہندوستان میں ایک مردہ قوم کے دل میں کس
طرح سوراجیہ حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی - اور کس طرح اس جذبہ کو حرکت دے کر اس قوم
نے اپنے آپ کو زندہ بنایا - اور اب تک بھی کسی نہ کسی حد تک زندہ اور زندہ دلوں کی تعظیم کی مستحق ہے
کتاب نہایت دلچسپ ہے - قیمت عہ/ رعایتی ۱۲/

شاہی جوگی

جس میں تقدس مآب مہاپربھو سدھارتھ گوتم بدھ کے پوتر اور منور جیون چرتر
جو ہندوؤں کے نویں اوتار اور بدھوں کے پیغمبر بدھ تھے - قلمبند کیا
گیا ہے - ویدانت کا اصلی تصوف دگیان کا خاص جوہر اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے - عہ/

شاہی لکڑہارا

جودھ پور کے ایک لکڑہارے کی زندگی کے نشیب و فراز - اس کی بیوی کی دانشمندی و
عصمت - نیکی و بدی کے انجام کا موثر خاکہ - قیمت بزبان ہندی بالتصویر عہ/
بزبان اردو قیمت صرف عہ/

پتہ :- منیجر رادھا سوامی بک ڈپو - جنگ محلہ - انار کلی - لاہور

شاہی ڈاکو اس سلسلہ کے تمام ناولوں سے زیادہ دلآویز۔ بوندی راج کے بانی مبانی مہارانا رائے دیوا کے پولیٹیکل ڈاکے۔ وطن کی محبت و مصیبت کے وقت آزادی قائم رکھنے کی ہمت بخش داستان۔ اس سے بہتر پولیٹیکل کتاب ناول کے پیرایہ میں آج تک آپ کی نظر سے نہ گذری ہوگی۔ قیمت بزبان اُردو عہر بزبان ہندی عہر ÷

شاہی بھکاری قسمت کا کھیل۔ بھولے بھالے بابت کا ہوکر رہنا۔ بھگتی بھاؤ اور فلسفہ کی سبق آموز و حسن عشق کی دلچسپ داستان۔ استری و پرش کے لئے یکساں مفید۔ نہایت ہی سبق آموز کتاب ہے۔ قیمت بزبان اردو عہر بزبان ہندی عہر ÷

شاہی پتی پران گجرات دیش کی ایک رانی کی پُرسوز و رقت انگیز داستان۔ پتی برت دھرم کا ایک بے نظیر درشن

قیمت بزبان اردو ۱۰ار بزبان ہندی صرف ۱۰ار

شاہی جادوگرنی مُلک آسام کی ایک رانی کا حال جو جادو سے کام لیتی تھی۔ اس کی جادو کی ماہیت کتاب کے پڑھنے سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ اور اس قدر دلچسپ ہے۔ کہ ناظرین سے کر ختم کئے بغیر کتاب چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا

قیمت بزبان اُردو عہر بزبان ہندی عہر ÷

شاہی بھبوت ایک قومی غدار اور ملکی نمک حرام کی سبق آموز و عبرت خیز تواریخی داستان قیمت بزبان اُردو صرف ۱۰ار

شاہی بٹ مار بولشوازم پر دلچسپ و محققانہ بحث۔ ناول کے پیرایہ میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل نئی کتاب ہے۔ ایک جلد ضرور منگائیں ÷

قیمت بزبان اُردو صرف ۱۲ار

شاہی سلسلہ کے دیگر دلچسپ ناول

شاہی بھگت ۵ر ÷ راج بھگت ۵ر ÷ راج بھگتنی ۵ر ÷ بھگت بھگونت بھگتی ۔ ۵ر ÷
شاہی چور اُردو ۳ار ÷ ہندی ۴ار ÷ شاہی سادھی ۱۰ار ÷ شاہی تپسوی ۸ر ÷

مینجر راد ہا سوامی بُک ڈپو ۔ چنگڑ محلہ ۔ انارکلی ۔ لاہور

موتیوں کی لڑیاں

نئے دلچسپ ناولوں کا سلسلہ جو شاہی سلسلہ کے
ناولوں سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہونگے

مصنف مہرشی شیو برت لال جی ایم اے

اس میں صرف پُرانے زمانے کے قصے نئی طرز پر سنائے جائیں گے تاکہ اس وقت کی اخلاقی معراج
جیون آدرش خیالی نگاہ کے سامنے آجائیں۔ پڑھنے والوں پر اثر کریں۔ ہر کتاب رقت
انگیز۔ دردناک اور رولانے والی ہوگی۔ دو زیر ترتیب ہیں:-

(۱) آبدار موتی (۲) تابدار موتی

جنہوں نے مصنف کی تحریریں پڑھی ہیں۔ براہ مہربانی اپنی درخواست خریداری بھیج دیں
تاکہ چھپنے کے لئے دے دی جائے۔ ہر کتاب کی قیمت کم رکھی جائیگی۔ تاکہ یہ سلسلہ
شاہی سلسلہ سے بھی زیادہ ہر دلعزیز اور مقبول ہو ؎

آبدار موتی
پہلا ناول عنقریب ہی شائع ہوگا

مسودہ تیار ہوگیا ہے۔ اور چھپنے کے لئے پریس میں دیا جارہا ہے۔ ناول کیا ہے
دریا کو کوزہ میں بند کردیا گیا ہے۔ یہ ناول شاہی لکڑہارا سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ پڑھئے
اور لطف اٹھائیے۔ خریداری کے لئے جلد درخواست بھیجیں ؎

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں

منیجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ۔ انارکلی لاہور

اُپنشد (مکمل)

اُپنشد ویدانت کے مکھیہ گرنتھ ہیں جن کا تعلق براہ راست ویدوں سے ہے یہ وید کے انگ کہلاتے ہیں۔ آج کل کتابیں کثرت سے چھپتی ہیں۔ اُپنشد بھی بازاروں میں بکثرت ملتے ہیں۔ لوگ شائق بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ کم ملتے ہیں جن کو انکا گیان ہوتا ہے۔ سبب ظاہر ہے ویدانت کی تعلیم باقاعدہ نہیں ہوتی۔ پھر جس مضمون پر کہ دُنیا سے الگ تھلگ رہ کر آرنیہ یا بن میں رہ کر سوچا جاتا ہے۔ وہ یوں تو آسانی سے سمجھ میں آنے والا نہیں ہے ؞

ویدانت میگزین نکال کر مہرشی شیوبرت لال جی کا ارادہ ہے۔ کہ جب لوگ اسے خوب مطالعہ کرکے ویدانت کو ہر پہلوئے خیال اور ہر نقطہ نظر سے خوب سمجھ لیں۔ تب اُن کو اُپنشد کا علم دیا جائے۔ میگزین کے ہر نمبر کو غور سے پڑھتے چلئے۔ تاکہ آئندہ چل کر آپ اُپنشدوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکیں ؞

اس نگاہ سے **مکمل اُپنشد** معہ شرح اور تفسیر کے نکالنے کا ارادہ ہے۔ لکھنے والے خود مہرشی شیوبرت لال جی ہوں گے۔ شرح یا تفسیر اس قدر دلچسپ ہوگی۔ کہ پڑھتے ہی ذہن میں بیٹھ جائے۔ اور پڑھنے والوں کو خاص قسم کا سرور اور لذت ملے۔ ترجمہ لفظ بلفظ ہوگا۔ تاکہ ہر شخص سوچ سکے۔ کہ شرح کرنے والے نے اپنی طرف سے کچھ شامل نہیں کیا۔ تفسیر اور ٹیکا میں اُسی اصل مطلب کی وضاحت ہوگی۔ پہلے چھوٹی اُپنشدیں ہاتھ میں لی جائیں گی۔ اور انہیں دلپسند عبارت اور عام فہم زبان میں پیش کیا جائیگا۔ پھر ضخیم اور بڑی اُپنشدوں کی طرف توجہ دی جائے گی۔ یہ کیا ہونگی؟ کیسی ہونگی؟ کس طرح قلمبند ہونگی۔ ابھی سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ جنہیں خواہش اور شوق ہو۔ خریداری کی درخواست ابھی سے بھیج رکھیں۔ پہلی کتاب نمونہ کے نکلتے ہی ان کو اس سلسلہ کے مفید ہونے کا پتہ لگ جائیگا ؞

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں :-

مینیجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور

سُرت شبد ایک انگ کر دیکھو کمل بہا ؛؛ دھیان سمانا تل بنے تل میں جوت اپار

سُرت شبد یوگ کلپدرم

مصنف بابو شیوبرت لال جی ایم اے ۔

سنت مت کی تواریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس کے مکمل فلسفہ کے باقاعدہ بیان کرنے اور نہایت سلیس پیرایہ و عبارت میں اس کے دقیق مضامین کے سمجھانے کی کوشش کیگئی ہے ۔ اس کوشش کی تکمیل جس صورت میں کیگئی ہے وہ ہماری ضخیم کتاب سُرت شبد یوگ کلپدرم ہے جو نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے ۔ اور ادھکاریوں کے ہاتھوں تک پہنچائی جا رہی ہے ۔ لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ کبیر صاحب نے کیا تعلیم دی ہے گورو نانک صاحب کا کیا مت ہے ۔ رادھاسوامی نے کیا بتایا ہے مگر ان چند سوالوں کے تسلی بخش جواب کسی پیرایہ میں نہیں ملتے ۔ اور سنتوں کی انبھوی بانی کو بھجنوں کا مجموعہ یا تصوف کے راز و نیاز کا مضمون تو نہیں سمجھ کر نظرانداز کر دیا جاتا ہے بلکہ بہت کم آدمی اُن سے فائدہ اُٹھاتے ہیں سُرت شبد یوگ کلپدرم میں ایسے خواہشمندوں کی تسلی کا پورا پورا سامان موجود ہے اور ہم کو یقین واثق ہے کہ جو اس کو تمام و کمال پڑھیں گے ۔ ان کو نہ صرف اصلیت کی سمجھ آئیگی ۔ بلکہ ست سنگ کا نفع پہنچیگا ۔ اور آئندہ سنت مت کے حقوق اور اس کی زبردست تعلیم کو بے خوفی کے ساتھ دوسروں کے دلوں پر نقش کر سکیں گے اور سمجھا سکیں گے کہ اس کے عالمگیر اصول کی اشاعت سے کس طرح دنیا کی اخلاقی تمدنی اور روحانی حالت میں خوشگوار تبدیلی آ سکتی ہے ۔ اس کتاب میں تین حصہ ہیں ۔ پہلے حصہ میں کبیر صاحب سے لیکر دھرم داس جی ۔ دادو صاحب ۔ گورو نانک صاحب ۔ اور اُن کے جانشین دریا صاحب ۔ میرا بائی ۔ بھیکھا جی ۔ چرنداس جی ۔ دیا جی ۔ سہجو بائی ۔ غریب داس جی ۔ دین درویش پلٹو جی وغیرہ پچاسوں سنت مت پرچارکوں کے حالات معہ اُن کے نمونہ کلام کے پیش کرتے ہوئے رادھاسوامی صاحب رائے سالگرام صاحب بہادر ۔ پنڈت برہم شنکر جی مہاراج کی مکمل باقاعدہ اور نہایت واضح و موثر تعلیم تک کا حال کر دکھایا گیا ہے ۔ دوسرے حصہ میں سنت مت کا فلسفہ یوگ ۔ ابھیاس ۔ طرز عمل وغیرہ کا بیان ہے ۔ تیسرے حصہ میں سُرت شبد یوگ کی قدامت پر بحث ہے یہ کتاب نہ صرف سنت مت کے پیروکاروں کے لئے ہی مفید ہے ۔ بلکہ سلطان الاذکار کے شاغل صوفی بھی اس کو نہایت قیمتی ۔ اور نادر الوجود خزانہ پائیں گے ۔ ضخامت ۵۱۲ ۔ قیمت ؏ ۔ علاوہ محصولڈاک ۔

پتہ :- مینجر رادھاسوامی بُک ڈپو ۔ چھنگڑ محلہ ۔ انارکلی ۔ لاہور

آپ آپ کو آپ پہچانو ۔ کیا ادر کا نیک ۔ بانو
چوتھا سندیش
اہل طریقت کے اسرار حقیقت اور تصوف کے نکاتِ مخفی کی مفصل تفسیر معہ تفصیل بیان اسرار سنت لوگ علم سینہ کے علم سفینہ
بنانے کی پہلی کوشش اگر اس کو پڑھ کر بھی التصوف کے مدارج کی سمجھ نہ آوے ۔ تو افسوس کے سوا اور کیا کہا جاوے
فہرست مضامین
دیباچہ
پہلا پیغام ۔ مذہب بالعموم ۔ مذہب فقرا بالخصوص
دوسرا " مذہب کی اصلی مراد اور اعلیٰ مقصد
تیسرا " سُکھ
چوتھا " علم اور گیان
پانچواں " زندگی
چھٹا " اندرونی نظارہ
ساتواں " " " (مسلسل)
آٹھواں " " " (مسلسل)
نواں " تین طرح کے دکھ
دسواں سُکھ اور دُکھ کی سچی تمیز
گیارہواں ۔ توجہ ہی ہمارے اندر سرت یعنی رُوح کی آدھار کا ظہور ہے ۔
بارہواں " بغیر آمیزش کے سُکھ کا امکان
تیرھواں " سُکھ کی تلاش باہر نہیں ۔ بلکہ اپنے اندر کرنی چاہئے ؛
چودھویں " پنڈ برہمانڈ کی مشابہت و تین بڑے طبقات
پندرھویں " ہر سہ طبقات عظیم کے چھ بڑے بڑے حصے سب سے پہلے پنڈ کی تشریح ؛
سولھواں پیغام ۔ برہمانڈ کے چھ حصے
سترھواں " روحانی طبقہ کے چھ حصے
اٹھارہواں " پنڈ میں رہ کر برہمانڈ کی سیر ۔ اور روحانی طبقہ کے داخلہ کا امکان ؛
انیسواں پیغام ۔ یوگ اور تین بند
۲۰ واں " " " (مسلسل)
۲۱ " " " "
۲۲ " نام کے متعلق چند ضروری باتیں
۲۳ " " " (مسلسل)
۲۴ " دھیان
۲۵ " بھجن
۲۶ " شبد
۲۷ " ابھیاس کے متعلق چند ضروری باتیں
۲۸ " سنت مت کی تثلیث
۲۹ " مختلف قسم کے گورو ۔ اوتار ۔ چیلے
۳۰ " چند ضروری اور معمولی باتوں کا اپدیش اور اس کی صراحت ؛
۳۱ " یوگ ابھیاس کرنے کے ضروری باطنی فائدے
۳۲ " رچنا (سرشٹی ۔ ستتی ۔ پرلے)
۳۳ " سرشٹی پرلے کی ضد ہے
۳۴ " رچنا کا فائدہ اور اس کی فضل و برکت ؛
۳۵ " ابھیاس کی برجی ؛
۳۶ " مرتبات اور تثلیث پر سرسری نظر
۳۷ " صلائے عام
ٹائیٹل پر مصنف کا فوٹو بھی دیا گیا ہے
قیمت صرف ۱؎ علاوہ محصول ڈاک
مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو ۔ چینگڑ محلہ انارکلی ۔ لاہور

ہندو تصوف کا بہترین سرمایہ (تصوف کا پہلا سلسلہ)

وگیان کے سلسلہ کی نایاب کتب مصنفہ بابو شیو برت لال صاحب ایم اے

وگیان رامائن } شری رامچندرجی کا جیون چرتر وگیان کی نظر سے - چھپتے ہی اس کی پہلی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گئی - مہاراج سرکرشن پرشاد صاحب بہادر جی سی آئی سابق وزیر اعظم حیدر آباد دکن نے اس کی زیادہ قیمت دیکر پرانی کتاب مول لی - اور اپنے کتب خانہ میں جگہ دی - کشمیر دربار نے ہم کتابوں کا آرڈر دیا تھا - ان واقعات سے اس کی عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے - اس کا دوسرا ایڈیشن بھی قریبا اختتام ہے - چند کاپیاں رہ گئی ہیں - شائقین جلد طلب فرمائیں - قیمت للعہ ر رعایتی ۲ روپے ،

گیان کرشنائن } یہ سائنٹیفک ویدانت اور یوگ کی روح - شاستروں کا عطر - ہندو تصوف کی تعلیم - سری کرشن چند آنند کند کا منورنجن چرتر وگیان کی نظر سے - قابل دید کتاب ہے - قیمت ۹ روپے ، رعایتی ۶ عہ ر

وگیان وسشٹائن و وگیان پرشنوترائن } ویدانت کا جوہر وحدانیت کا لب لباب - معرفت کے نکتے - سب قصے کہانیوں کی شکل میں بچوں کی سادی زبان میں نہایت اعلیٰ ولاجواب کتاب ہے ۴ روپے رعایتی عاار (زیر طبع)

مہابھارت } یہ دنیا کی بڑی کتابوں میں سے ایک ہے - اس میں تینوں باتیں پائی جاتی ہیں - دھرم - اخلاق - فلاسفی اور تواریخ - واقعات ایسے دلچسپ اور موثر ہیں - کہ پڑھتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں - قیمت صرف عاار

دیگر کتب } سوانح عمری حضرت محمد صاحب ۱۲ر ، روحانی سبق ۱۲ر ، ہتھ پیتر ۱۲ر ، حضرت علی ۶ر ، ستیا اور سناتن آریہ دھرم - ۶ر ، روحانی ترقی ۱۲ر ، ان کے علاوہ ہر قسم کی کتب ہم سے طلب فرمائیں ،

پتہ

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینسگڑھ محلہ انارکلی - لاہور

تصوف کا دوسرا سلسلہ

مصنفہ بابو شیوبرت لال صاحب ایم اے

(۱) گیان سندیش - ۱۶ باب - گیان کا ذکر - ۸ر

(۲) کرم سندیش - ۱۶ باب - کرم کا ذکر - ۸ر

(۳) اُپاسنا سندیش - ۱۷ باب - اُپاسنا کا ذکر .. ۸ر

(۴) کبیر چرتر سندیش - ۳۷ باب - کبیر صاحب کی سوانح عمری ۸ر

(۵، ۶) پنتھ سندیش ۴۰ باب - اہل طریقت کا راز باطن - ۱ر

(۷) بچن سندیش ۷۰ باب - روحانی معقولات .. ۸ر

(۸) یاترا سندیش ۲۴ باب حصہ اول شیوجی کا سفرنامہ امریکہ وغیرہ ملکوں میں ۸ر

(۹) سہج سندیش ۲۶ باب - آسان آسان تصوف کے مضامین ۸ر

(۱۰) پریم سندیش ۲۳ باب - پریم کا ذکر .. ۸ر

(۱۱) وچار سندیش - ۲۸ باب - وچار کا ذکر - ۸ر

(۱۲) درشٹانت سندیش ۱۷ باب - ۵۰ قصے گیان دھیان کے .. ۸ر

ملنے کا پتہ

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو - چترگپت محلہ - انارکلی لاہور

تصوف کا تیسرا سلسلہ

(۱) سرت شبد یوگ کلپدرم۔ سرت شبد یوگ کی کنجی۔ عامل و شاغل اس کا مطالعہ کریں ۔۔ عہ ۱۲/

(۲) وچار کلپدرم (ویدانت واد دیت واد) وچار ساگر کے ڈھنگ پر ۔۔ عہ ۱۲/

(۳) یویک کلپدرم۔ علم و تجربہ۔ عقل و تمیز بڑھانے والی کتاب ۔۔ ۱۰/

(۴) چرتر کلپدرم۔ رشی منی۔ راجہ مہاراجہ۔ سوربیر جودھاؤں کے حالات ۔۔ ۱۰/

(۵) برہم وچار کلپدرم۔ اپنشدوں کا عطر۔ ویدانت کا انمول رتن ۔۔ ۱۲/

(۶) آتم وچار کلپدرم۔ آتما کا برنن۔ آتما کی وضاحت و صراحت ۶/

(۷) رشی برتانت کلپدرم۔ رشیوں کی کتھائیں۔ روحانی نقطۂ خیال سے بے حد دلچسپ ۶/

(۸) جین برتانت کلپدرم ایک جلد میں۔ جین مہاتماؤں کی پاک زندگی کے حالات ۔۔ ۶/

(۹) ویدانت کلپدرم۔ ویدانت کے مضمون پر مہرشی شیو کی نایاب کتاب ۔۔ ۱۲/

(۱۰) وشنو پوران۔ جلد اول۔ پورانوں میں سب سے بہتر ۔۔ ۱۰/

(۱۱) کلکی پوران۔ کلجگ میں جو کلکی بھگوان ہونگے۔ ان کا حال اس کتاب میں درج ہے ۔۔ ۸/

(۱۲) الحیات بعد الممات۔ موت کے بعد کے حالات۔ ضرور مطالعہ کریں ۔۔ ۱۰/

(۱۳) عجیب و غریب قصے۔ سبق آموز و دلچسپ قصے ۔۔ ۸/

(۱۴) معیار المکاشفہ۔ ویدانت پر بادا انگینہ سنگھ آتم درشی کی تصنیف ۔۔ ۱۰/

(۱۵) برہم گیان پر لیکچر ۔۔ ۸/

(۱۶) راز خوبصورتی مصنفہ منشی گوری شنکر لال اختر نوعیت مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے ۔۔ ۸/

(۱۷) کلام اختر ۔۔ دلچسپ نظموں کا مجموعہ ۔۔ ۱۲/

(۱۸) اچھوتے قصے ۔۔ ۸/ (۱۹) محاصرہ چتوڑ ۔۔ ۸/

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو چتر گپت محلہ انار کلی لاہور

ہندی کتب کے انمول رتن

مصنفہ مہرشی شیو برت لال جی مہاراج ایم اے

کبیر چرتر ۱۰ار ٭ ادپدیشانجلی .. ۸ر
گیان کلپدرم سار ۱۰ار ٭ دچارانجلی ۸ر
رشی برتانت کلپدرم ۱۰ار ٭ کتھا کلپدرم ۸ر
چرتر کلپدرم .. ۱۰ار ٭ آتم دچار کلپدرم ۱۰ار
سیتاہ وچار - ۱۰ار ٭ مہلا چترانجلی ۸ر
چترو چتر کتھائیں ۶ر ٭ کرمانجلی ۸ر
ست کبیر کی شبداولی .. عہ ر
کتھانجلی حصہ اول ۸ر ٭ حصہ دوم ۸ر
پرمارتھ سدھار - ۸ر ٭ شاہی لکڑہارا ۶ر
شاہی پتی پرائن ۱۰ار ٭ شاہی جادوگرنی عہ ر
ستی برتانت عہ ر ٭ پکی استریاں ۱۲ار
پراچین ہندو مائیں .. عہ ر
راجپوتنی کا بواہ ۸ر ٭ رینپانجلی .. ۸ر
چتوڑ کی چڑھائیاں .. ۱۰ار
راجستھان کی ویرانیاں .. عہ ر

وچار کلپدرم ۱۰ار ٭ بویکانجلی .. ۸ر
ستوپنیم .. ۱۴ار ٭ وچیانجلی .. ۸ر
جگت مال حصہ اول .. عہ ر
" " دوم .. عہ ر
" " سوم .. عہ ر
ست کبیر کی ساکھی عہ ر ٭ سنت امرت بانی ۱/۱
نوجیون سدھار ۱۰ار ٭ شبد سار گنگا ۸ر
کبیر بیجک حصہ اول ۶ر ٭ پشپانجلی .. ۸ر
شاہی ڈاکو عہ ر ٭ شاہی بھکاری عہ ر
شاہی چور ۱۴ر ٭ پکی دیلولیاں ۱۲ار
عالم استریاں ۱۲ار ٭ ویرمائیں عہ ر
چتوڑ کا ساکھا .. ۱۴ر
رامائن مکمل ہے ۴ر ٭ شنوترانجلی .. ۸ر
ہماری مائیں .. .. عہ ر
یستری یاگیہ دلکیہ سمراد .. ۸ر

شجاع و عالم استریوں کے کارنامے ۸ر

(بزبان گورمکھی)

ساڈیاں ماداں ۱۲ار ٭ سچیاں دیویاں ۱۲ار ٭ پنجابی سور ما نمبر (۱) و (۲) عہ ر

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو - چین گڑھ محلہ انارکلی لاہور

دیگر تصانیف مہرشی شیوبرت لال جی ایم اے

کرم یوگ ۸ر ÷ مہابھارت عار
انمول موتیوں کی مالا ۴ر ÷ بھگتی یوگ ۸ر
روحانی آدرش ۴ر ÷ فانوس خیال ۶ر
علم خیال ۸ر ÷ سنگھ ناد ۴ر
سائیں کے سو خیال ۸ر ÷ قانون خیال ۶ر
طوفان جنگ ۴ر ÷ سچی ماتائیں ۴ر
وچار کلپدرم عہر ÷ ہماری ماتائیں عہر
سادھو کی صدا ۴ر ÷ شجاع و عالم استریوں
ستی برتانت عہر ÷ کے کارنامے ۶ر
روحانی اشارے ۵ر
ویدانت فلاسفی ۳ر
آلہا کھنڈ ۸ر
سنت برتانت ۶ر
معدن التہذیب ۲ر
سانکھیہ فلاسفی ۳ر
بدھ دھرم کا علم اخلاق ۲ر
دیر برتانت (زیر طبع)
سندر جوڑی ۶ر
سچی دلجوئیاں ۸ر

راج یوگ ۱۲ر ÷ رامائن سے ر
کبیر بھگت اور ان کی تعلیم ۴ر
گھر کا راستہ ۲ر ÷ کامیابی کی کنجی ۴ر
نیرنگ خیال ۵ر ÷ راجہ رسالو ۶ر
صحت۔ دولت۔ عقل پیدا کرنے کے راز ۱۳ر
گیان کلپدرم عا ÷ سچی ماتائیں ۴ر
عقل کیمیا ہے ۳ر ÷ ہندو ماتائیں ۶ر
بھگت برتانت ۶ر ÷ خانہ داری کی فلاسفی ۴ر
کلی پوران ۸ ÷ بورک کے عملی سبق ۸ر
دلچسپ نظموں کا مجموعہ ۲ر
سچی استریاں ۸ر
راجستھان کی بیر رانیاں ۱۰ر
راجستھان کا عطر ۵ر
یوگ فلاسفی ۳ر
ہماری زندگی اور موت ۶ر
بدھ دھرم اور ہندو دھرم کا میل ۳ر
دلچسپ کہانیاں ۶ر
پنجابی سورما حصہ (۱) ۸ر
" " " (۲) ۸ر

منیجر رادھا سوامی بک ڈپو۔ چینگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور

تصانیف مہرشی شیوبرت لال صاحب

ست کبیر ساکھی } پرم سنت کبیر صاحب کے تمام نہایت زود اثر اور موثر شبدوں کا نہایت ہی دلچسپ مجموعہ۔ جن کا مطالعہ بھگتی بھاؤ کے خیالات کا متحرک ہوتا ہے۔ اور جن کے پڑھنے والوں کو پرمارتھ کی بالعموم اور سنت مت کی بالخصوص واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا یہ مجموعہ اُردو زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوتے ہی ختم ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ قیمت صرف عمر ÷

گورو تیغ بہادر صاحب کی بانی } پرم سنت گورو تیغ بہادر صاحب کے مجموعی مکمل اور موثر شبدوں کا نہایت ہی دلچسپ مجموعہ جن کا مطالعہ بھگتی بھاؤ کے خیالات کا متحرک ہوتا ہے۔ اور جن کے پڑھنے والوں کو پرمارتھ کی بالعموم اور سنت مت کی بالخصوص واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن چھپتے ہی بک گیا۔ اب دوبارہ شائع ہونے والا ہے۔ قیمت صرف ۔۔ ۴ر ÷

سہج یوگ } جس میں یوگ وِدیا کی ماہیت۔ اصلیت اور حقیقت جو کہ رادھا سوامی دھام میں ست سنگیوں کے درمیان مہرشی شیوبرت لال صاحب نے بیان فرمائی تھی۔ اب بقدر سوال و جواب ان ست سنگیوں کی خاطر جو کہ ست سنگ میں حاضر نہیں تھے۔ کتابی صورت میں اکٹھا کر دیا گیا ہے ÷

آرڈر جلد دیں۔ صرف چند کاپیاں باقی رہ گئی ہیں۔ قیمت صرف عہ/ر

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں :-

مینیجر رادھا سوامی بُک ڈپو۔ چتر گپت محلہ۔ انارکلی لاہور

ویدانت ماسک پتر (ہندی)

ویدانت ماسک پتر نام ہندی بھاشا کا عجیب و غریب ماسک پتر اپنے ڈھنگ کا نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام دُنیا میں اس کا ثانی نہ ملیگا - اس میں بھگتی بھاؤ - گیان دھیان آدی کے مضمون ویدانت کی نظر سے آئیں گے - یہہ

(۱) اپنی طرز کا نرالا - بے مثال اور موثر ہوگا ؛
(۲) گھر باہر - سیر و سفر کا دانشمند اور با خبر ساتھی ہوگا ؛
(۳) یورپ - امریکہ - یا ہندوستان کے کسی ملک میں ایسا رسالہ نہیں نکلتا ؛
(۴) مشکل سے مشکل مضمون بچوں کی عام فہم زبان میں ادا کئے جائیں گے - تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے ؛
(۵) ہر بات اس میں مکمل طور پر لکھی جائیگی - تاکہ دل میں شک و شبہات نہ رہجائے ؛

یہ نری خشک فلاسفی کی چیز نہ سمجھئے - پڑھتے - پڑھتے ہی اپنے اندر تبدیلی محسوس کیجئیگا - اور سال کے اندر اندر ویدانت کی عملی زندگی کا یقین ہو جائیگا -

ایڈیٹر یعنی سمپادک **شری مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج** ہیں جن کے عمدہ تحریرات اور پُر اثر انداز مضمونوں کی دھوم دُور دراز ملکوں تک پہنچی ہوئی ہے - زیادہ تعریف کرنے سے زبان قاصر ہے ؛

جن بھائیوں کو اُردو پڑھنا نہیں آتا - اور اُردو ویدانت میگزین نہیں پڑھ سکتے - ان صاحبان کے لئے ہندی ویدانت ماسک پتر جاری کرنے کا ارادہ ہے - اس لئے ناظرین سے گذارش ہے - کہ اپنے ہندی دان دوستوں - استریوں - ماتاؤں اور بہنوں سے کہئے - کہ پیشگی درخواست بھیجیں - کافی درخواست آنے پر اس کا انتظام کیا جائیگا - اس کا سالانہ چندہ یعنی وارشک نیوچھاور بہت ہی معمولی للعہ یا صرر ہوگا - اس سے زیادہ بالکل نہ ہوگا - نمونہ کا پرچہ یعنی ہر ایک نمبر علیحدہ علیحدہ ۲ ار میں دیا جائیگا ؛

خادم
نند کشور - منیجر ویدانت میگزین - چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

اگر آپ کو
عمدہ ناولیں پڑھنے کا شوق ہے
تو
سٹینڈرڈ ناول سیریز

کے مستقل خریدار بن جائیے۔ مستقل خریداروں سے اس سلسلہ کے شائع شدہ تمام ناولوں کی نصف قیمت لی جاتی ہے۔ اس سلسلہ کا

پہلا نمبر
شرلک ہومز کے کارنامے

شائع ہو گیا ہے۔ اور دوسرا نمبر شائع ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں شرلک ہومز انگلستان کے مشہور و معروف سراغرسان کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب امریکہ اور انگلستان میں کئی بار لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے۔ آپ صرف اسی بات سے اس کتاب کی اس دلعزیزی کا پتہ لگا لیں۔ اس سراغرسان کے حالات کچھ اس قدر دلچسپ ہیں کہ پڑھنے سے طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے۔ اس سے بہتر سراغرسانی کی کتاب آپ کو دوسری نہیں ملیگی۔ قیمت ہر ایک نمبر عہ، مگر اس سلسلہ کے مستقل خریداروں سے صرف ار

ناول مترجمہ منشی گوری شنکر لال صاحب اختر

سنیاسی عہ، رعایتی ۸ار۔ تیاگ چار، رعایتی عہ
ترچھی چتون عہ، رعایتی عہ۔ منتر شکتی عار، عہ
آشیاں برباد ۸ر رعایتی ۳ر
من پھول ۱۲ار ،، ۸ر

(ہنسی مذاق کے پرلطف ناول)

داہ رے میں عہ رعایتی ۱۰ار
پڑھے لکھے مرد ۱۰ار ،، ۶ر
پڑھی لکھی بیویاں ۱۰ار ،، ۶ر
بھنگ کی ترنگ عہ ۱۰ار

پتہ: منیجر سٹینڈرڈ ناول سیریز۔ چگڑ محلہ۔ انارکلی لاہور

SPIRITUAL & INTELLECTUAL BOOKS IN URDU.

BY

B. SHEOBRAT LAL SAHIB.

No.	Title	Rs.	a.
1	Sat Kabir ki Sakhi ...	1	0
2	" " " Shabdawli	0	12
3.	" " ka Bichak in Press ...	4	0
4.	" " " Yog ...	4	0
5	Nanak Yog ...	1	10
6.	Radhasoami Yog ...	2	4
7	Sahaj Yog ...	2	8
8	Surat Shabd Yog Kalpadram ...	2	8
9	Panth Sandesh ...	1	2
10	Kabir Charita in press	0	8
11	Guru Tegh Bahadur ki Bani ...	0	4
12	Mahabharat ...	2	0
13.	Vigian Ramayain ...	3	2
14	" Krishnaina ...	1	9
15	" Wasishtain in Press ...	2	0
16.	Bhakt Mal I Part ..	3	8
17.	Sant Mal or Bhakt Mal, II Part ...	2	8
18	Sant Sanjog I Part ...	2	8
19	" " II Part ...	1	12
20	" " III Part ...	2	1
21.	" " IV Part	2	8
22	" " V Part	2	8
23	Nandu Bhai ki Sa.	0	12
	1st khi Book of Vedant	1	0
	2nd " " " ...	1	2
	3rd " " " ...	0	12
	4th " " " ...	2	0
	Birdhi Sudhar,, ...	0	10
	Nau Jiwan Sudhar ...	0	10
	Lok Parlok ...	0	8
	Parlok " ...	0	8
	Jiwan " ...	0	8
	Yog " ...	1	8
	Shabad Sar " ...	1	8
	Shahi Talibilam (non co-oparation) ..	1	0
	" Swaraj ...	0	12
	" Lakarhara ...	1	0
	" Daka ...	1	0
	" Jadugarni ...	1	0
	" Bhikhari ...	1	2
	" Jogi ...	1	0
	" Pati Parain ...	0	10
	" Bhut ...	0	10
	" Chaur ...	0	3

be had from.—

THE MANAGER,

Radhasoami Karkhana,

Changar Mohalla, LAHORE

R. L. 1777
ویدا میگزین
مہرشی شیوبرت لال جی

دستور العمل

۱۔ دیانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو۔ ہمیشہ ۳ تاریخ کو نکلیگا جن اصحاب کے پاس نہ پہنچے۔ وہ اپنے چیٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں۔ دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ۔

۲۔ دیانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ۔

۳۔ دیانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ۔

۴۔ دیانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپے معہ محصولڈاک۔ ممالک غیر سے ۲/۸ ۔ تازہ نمونہ کی قیمت ۳/ بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۴/ ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں ۔

۵۔ دیانت میگزین کے متعلق تمام خط و کتابت بنام پبلشر و مینجر ہونی چاہیئے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط و کتابت کرتے وقت چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں اس کے بغیر نام کا پتہ نہیں لگتا ۔

۶۔ رعایت کے وقت اپنے چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

۷۔ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل پتہ تحریر فرمائیں :۔

مینجر دیانت میگزین جینگر محلہ انارکلی لاہور

درخواست

صاحب من!

ویدانت میگزین کو جاری کئے ہوئے آج آٹھواں مہینہ ہے رسالہ جس قسم کا ہے آپ خود جانتے ہیں۔ انگریزی زبان تک کسی یورپ اور امریکہ تک کے رسالوں سے مقابلہ کر کے دیکھئے۔ خواہ کوئی کتاب پڑھئے۔ اس پایہ کی چیز آپ کو نہ ملیگی۔ مہرشی ایڈیٹر جی مہاراج کا دعوٰے ہے۔ کہ جو لوگ اس میگزین کو پڑھیں گے۔ ممکن نہیں کہ سال کے اندر اندر اُن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آجائے۔ یہ علمی شغلہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ عملی زندگی کے سانچہ میں ڈھالنے کا یقینی ذریعہ ثابت ہوگا۔

سوا اس کے خریداروں کے ذریعہ کے ہم کو اوروں کے پاس پہنچنے اور اس کی خریداری کے شوق دلانے کا سامان کوئی نہیں ہے۔ ہم آپ کی آٹھ مہینہ سے خدمت کر رہے ہیں۔ آپ اگر ہماری خدمت کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔ تو اتنا تو کیجئے۔ کہ ہر خریدار کم از کم دو چار نئے خریدار بنا دے۔ رسالہ سستا۔ ہر لعزیز اور مقبول عام ہے اور آپ کے لئے ہماری ہمدردی کرنا آسان ہے۔

آج تک سوا بارہ پندرہ خریداروں کے جنہوں نے خریدار ہم کو پہنچائے ہیں کسی کا جواب تک موصول نہیں ہوا۔ جتنی کوشش ہو سکے۔ اتنی ہی کیجئے امید ہے آپ اس دفعہ مایوس نہ فرمائیں گے۔

خادم
نند کشور
مینیجر ویدانت میگزین۔ لاہور

ویدانت میگزین

جلد ۲ - بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۵ء - نمبر ۴

دعا۔ مناجات۔ پرارتھنا

مانگتا کس سے دعا اور کس کی کرتا بندگی
آپ سے آپ کو مانگوں عقل کا اندھیر ہے
میں ہوں سب اور میں ہوں سب کچھ کون ہے میرے سوا
بحر لامحدود ہوں ارض و فلک ہیں مجھ میں موج
ہستی میں ہستی ہی ہو اور ہستی کی ہستی ہے عیاں
ایک ہی ہستی ہے اور ہستی کہاں محدود ہے
میں ہوں میں کی صورت معکوس یہ وہ تم ہو گئے
اثنیت تثلیث و وحدت منظر کونین ہیں
رادھا سوامی کہہ کے جب جب میں کروں تم کو سلام
آپ ہوں اور آپ ہی کو آپ کرتا ہوں سلام

زندگی تو ایک ہے اور ہے وہ میری زندگی
جو نہ سمجھے راز حق اس کی سمجھ کا پھیر ہے
تو خدا ہوں خود خدا ہوں خود خدا ہوں خود خدا
بادشاہ دائمی - جن و ملک سب ہیں رعیت
ہستی کی مستی میں مستی ہستی کی ہو نہاں
ہستی ہی تو اصل مقصد صورت بہبود ہے
کھیل جب سب ہو چکا یہ آپ مجھ میں گم ہوئے
نور و سایہ کی طرح یہ مظہر کونین ہیں
رادھا سوامی تم کہو مجھ کو - ہو لب پر یہ کلام
غیر کوئی ہے کہاں ہے غیر کو سجدہ حرام

ابتدا ہوں وسط ہوں اور انتہا سب کی ہوں میں
مجھ میں سب رہتے ہیں اور مبدء بقا سب کی ہوں میں

دیگر

(۱) باپ بیٹے سے بنا بندے سے ہے رب کا وجود
ہے یہ نکتہ معرفت کا کوئی سمجھے راز کو (۱)

(۲) صوتِ سرمد کی صدا ہے گونجتی سر میں مرے
ہے بجاتا کون اندر آ کے انہد ساز کو (۲)

(۳) مرغ پنجے میں پھنسا پھنس کر ہوا اپنا شکار
آہ کیوں الزام وہ دینے چلا شہباز کو (۳)

(۴) عشق نے عاشق کیا۔ معشوق پیدا ہو گیا
عقل جب بیعقل ہو تب سمجھے اس کے ناز کو (۴)

(۵) صوفیوں کا راز سمجھے صوفی۔ اور کو کیا خبر
صاف دل انساں بنے تب جانے۔ اس انداز کو (۵)

نوٹ ۔ ویدانت کے مختلف منتشر اور پراگندہ مضامین کا مخزن تیار کرنے کا کام۔ ویدانت میگزین کے ایڈیٹر نے اپنے ہاتھ میں نہیں لیا ہے۔ انتشار سے انتشار۔ اختلاف سے اختلاف۔ اور پراگندگی سے پراگندگی پیدا ہوتی ہے۔ سوچ سمجھ کر ان معدود سے چند صفحات کے ذریعہ ویدانت کے اصول کی باقاعدہ تعلیم کا خیال مدِنظر ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کے کالم کو دوسروں کی تحریرات سے پاک صاف رکھنے کا اہتمام ہے۔ ناظرین اسے بغور آہستہ آہستہ پڑھتے چلیں۔ تاکہ نفس مطلب خوب ذہن نشین ہوتا جائے۔ اور

اُس کا دل پر گہرا نقش پڑتا جائے۔ کچھ دن بعد آپ ہی آپ پڑھنے والا سمجھ لیگا۔ کہ ویدانت کا مقصد کیا ہے!

میگزین کا ہر نمبر بطور خود مکمل کتاب ہے۔ اور چونکہ یہ آرٹیکلز کے قید و بند اور نوعیت کی لحاظ سے آزاد ہے۔ یہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار بغور مطالعہ کا مستحق ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اسے اپنے گھروں کے کتب خانوں میں مستقل جگہ دی جائے۔ یہ رعایت ۱۲ نمبر تک رہے گی۔ جب ۱۲ نمبر ختم ہو جائیں گے۔ پھر اُس کا دوسرا دور شروع ہوگا۔ جو اس سے کہیں زیادہ شاندار ہوگا۔

جب تک بُنیاد پختہ نہیں بن لیتی۔ تب تک اُس پر عمارت نہیں کھڑی کی جاتی۔ پھوس کے جھونپڑوں کے لئے یہ شرط لازمی نہیں ہے۔ اُن کو ہوا کے جھونکے اُڑا لے جاتے ہیں۔ عمارت میں استحکام اور دیرپائی ہوتی ہے۔ وہ اس قدر کمزور یا بودی نہیں بنائی جاتی۔ بالکل اسی طور پر اسی اصول کے موافق اس ویدانت میگزین کی ابتدا کی گئی ہے یہ صرف ایک مفرد شخص کی قلمی اور دماغی محنت کا نتیجہ ہے۔ اور اگر یہہ اُس کے اپنے خیالات ہیں۔ تو کیسے ممکن ہے۔ کہ یہہ پڑھنے والوں کے رگ رگ اور ریشوں ریشوں میں سرایت کر لینے سے باز رہیں گے۔

ویدانت کا مطالعہ علمی تفریح کی نظر سے کبھی نہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ ناکارہ اور بے سود ثابت ہوگا۔ بلکہ وہ زندگی گھڑنے اور زندگی کو حقیقت کے سانچے میں ڈھالنے کی چیز ہے۔ اور صرف اسی

اہم گیان پرکاش

اہم واد کی درشٹی سے ویدانت

مصنفہ

شیو برت لال

مصنف

شبد یوگ کلپدرم - وچار کلپدرم - برہم وچار کلپدرم - چترکلپدرم
جین برتانت کلپدرم - ویدانت کلپدرم - رشی برتانت کلپدرم
آتم وچار کلپدرم - گیتا کلپدرم وغیرہ وغیرہ وغیرہ

جس کو
نند کشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین
چنگڑ محلہ انارکلی لاہور نے شائع کیا

قیمت فی جلد ۱۲/

(جملہ حقوق محفوظ)

فہرست مضامین

اہم گیان پرکاش

پہلی کلا

تمہید

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ رادھا سوامی دھام کے تمام ست سنگی نند و بھائی کو ساتھ لئے ہوئے دیال کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معمولی آداب و تعظیم بجا لانے اور بندنا۔ پرارتھنا اور منگلا چرن کرنے کے بعد کہنے لگے۔ " بھگون! تمام مذاہب کا اِس بات پر اتفاق ہے۔ کہ خودی کا خیال ہی حقیقت کے درمیان پردہ ہے۔ جب تک انسان میں خودی ہے۔ تب تک خدا نہیں ملتا۔ خدا کا ملنا خودی کے میٹ دینے میں ہے۔ خودی کے دُور ہو جانے سے حقیقت کی سمجھ آجاتی ہے۔ لیکن

ویدانت کا طرز عمل - طرز اصول - طرز خیال اور طرز گفتگو - اس کے بالکل برعکس ہے - وہ ہمیشہ اہم (خودی) کا وعظ کرتا رہتا ہے - اور یہی اس کا اصل اصول بن گیا ہے - یہ اہم سوا خودی کے اور کیا ہے - کیا یہ سخت حیرت - اور تعجب کی بات نہیں ہے - اور لوگ جس بات کی مخالفت کرتے ہیں - ویدانت اسی کی مطابقت کا دم بھرتا ہے - اور اسے ذرا بھی پرواہ نہیں ہے کہ اور لوگ کیا کہتے ہیں - ویدانت کا مہاواکیہ " اہم برہمہ آسمی " (میں برہمہ ہوں) اسی اہم سے شروع ہوتا ہے - جتنا عمل و شغل - جوگ جتن - جپ تپ - پوجاپاٹ - ہیں - سب اس اہم یعنی خودی ہی کی جڑ کاٹنے کی تدبیریں ہیں لیکن یہ ویدانت عجیب شیر مرد ہے - کہ جب دیکھو - اسی کا راگ الاپتا رہتا ہے - اور اسی کی تعلیم و تلقین میں سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتا ہے - اس میں کیا راز ہے ؟ اور اس اہنگرہ اپاسنا (خودی پرستی) کی بنیاد میں کیا ہے ؟ ہم سب لوگوں کی متفقہ خواہش ہے کہ آج کے ست سنگ میں آپ اس خاص مضمون پر بچن (ارشاد) فرمائیے" *

دیال نے جواب دیا - " نہ یہ غلطی پر ہیں - نہ ویدانت ہی غلطی پر ہے - صرف نقطہ نگاہ کا فرق ہے - "

ست سنگی بولے - " یہ کیسے ممکن ہے ! جو ست ہے وہ ہمیشہ ست ہے - جو نت ہے - وہ ہمیشہ نت ہے - ست نہ است ہے - نہ است ست ہے - نت نہ انت ہے - نہ انت نت ہے - اگر اہم قابل اعتراض ہے - تو وہ ہمیشہ ہی قابل اعتراض رہیگا - خودی کو اچھا کوئی نہیں کہتا صرف ویدانت ہی ایک ایسا فلسفہ کی شاخ ہے - جو اس کی حمایت کا دم بھرتا ہے -

آپ دونوں کو صحیح بتا رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایک خود پرستی یا خودی پرستی کا دشمن ہے۔ دوسرا خودی یا خودی پرستی کا حامی ہے۔ دونوں ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اور اپنے نقطہ نگاہ سے ہم اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔؟"

دیال ہنسا۔ "تم غلطی پر ہو۔ ویدانت مذہبی بچوں یا عقلی لڑکوں کے سمجھنے کا مضمون نہیں ہے۔ یہ بالغوں۔ تجربہ کاروں اور سمجھ بوجھ والوں کا طریق ہے جب تک کافی طور پر عقلی اور دلی ترقی نہ ہو لے۔ تب تک کوئی کسی کو کیسے سمجھا لے۔ اور کوئی کیسے سمجھ سکے!

بچے "گڈا گڈی" کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ اُن کی تنگ عقل میں یہ کھلونے اصلی چیزیں ہوتی ہیں۔ لیکن کیا تم بالغوں کو بھی ایسے کھیل کھیلتے ہوئے دیکھتے ہو؟ کبھی نہیں۔ ان دونوں کی سمجھ بوجھ کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے۔ سمجھ والے بچوں کے کھیل میں مخل نہیں ہوتے۔ انہیں کھیلنے کا موقعہ دیتے ہیں بلکہ خود ہی کھیل کے سامان مہیا کر دیا کرتے ہیں۔ تاکہ بچوں کا دل اُن میں لگا رہے۔ پھر جب بچے اپنے وقت پر بالغ ہو جاتے ہیں۔ تو اُن کا کھیل خود بخود چھوٹ جاتا ہے۔ اور وہ آپ بآسانی سمجھ جاتے ہیں۔ کہ کھلونے بیجان تھے اور پھر ہمیشہ کے لئے اُن کو پرے پھینک دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح :۔

جب تک انسان اصلی مذہب کی نظر سے بچگی کے طبقہ میں ہے۔ تب تک وہ ایشور۔ جیو اور پرکرتی کے رگڑوں جھگڑوں میں پڑا رہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی اپنی سمجھ ہی سب کچھ ہے۔ اور دوسروں کا جو بالغ ہیں۔ کہنا نہیں مانتا۔ اور اُن کو نادان یا گمراہ سمجھتا ہے۔ یہ بالغ اُس سے دستا

بڑے جب نہیں ہوتے - اور بحث مباحثہ کے لئے تیار ہوتے ہیں - بچے تو بچے
ہی ہیں - وہ کھلونوں سے محروم ہونا کیسے چاہیں گے - اُن کا کھلونا چھین لو تو
وہ روتے ہیں گے - دتا پانی کرتے چڑ جائیں گے - اور اپنا سارا زور کھلونوں کے
واپس لینے کے لئے لگائیں گے - عقلمند آدمی اُن سے کیوں لڑے جھگڑے!
بچے تو بچے ہی ہیں - بچوں کو خوش رکھنا چاہئیے - یا اُن کو دُکھی کرنا چاہئیے؟ نہیں
کبھی نہیں! ایسا کبھی نہ کرنا چاہئیے - جتنا جی چاہے - وہ اپنا کھیل کھیلیں - اس
سے ہمارا کیا بگڑتا ہے - اور کیا نقصان ہوتا ہے! صبر کے ساتھ اس وقت کا انتظار
کرنا چاہئیے - جب تک وہ بالغ نہ ہو جائیں - بالغ ہو جانے پر وہ آپ ان کی طرف
سے مکدر اور دل برداشتہ ہو جائیں گے - اُس وقت اگر وہ سوال کریں - تب جواب
دینے میں اور جواب سُننے میں دونوں فریق کو مزہ آئیگا - اور اطمینان قلب
کی صورت پیدا ہوگی - اس سے پہلے نہیں - بالغ کا لباس کمسن لڑکوں پر نہیں
پھبتا - وہ اس قدر وزنی ہوگا - کہ سنبھالنا تک مشکل ہوگا - اور اگر دوں معلوم ہوگا
ممکن ہے کہ بچے اس لباس کو پا کر تھوڑی دیر تک کے لئے خوش بھی ہو جائیں
لیکن وہ عارضی خوشی ہوگی - اور جلد جی اُکتا جائیگا - اور اُس لباس سے اُن کو
چھٹکارا پانے کی سوجھیگی - اس لئے ضرورت ہے - کہ کچھ دن صبر کیا جائے - جب
وہ بڑے ہو لیں - تب خوشی سے بالغوں کا لباس اُنہیں دے دو - اور وہ
پہنیں گے - اُس کی قدر کریں گے - اور خوش ہونگے - اس سے پہلے اُس کا
امکان محال ہے - مَیں نے تمہارے ست است اور نت انت کا اعتراض
سُن لیا - اور خوش ہو گیا - اچھا ہے کچھ دنوں اور اس کھیل کو کھیلو پیچھے آپ
ہی سمجھنے لگو گے - اور اُس وقت میرا سمجھانا مفید اور دلخوش کن ثابت ہوگا۔

بچے ہو۔ تم کھیل کھیلو۔ کھیل کا سامان ہے
مذہبی بچوں کو کہہ دو کھیلیں وہ نت اپنا کھیل
دن کو اُٹھک اور بیٹھک وہ عبادت کی کریں
چھوڑ کر دل ڈھونڈتے ہیں مندروں میں یہ خدا
جس خدا کو آنکھ سے دیکھا نہیں پوچھینگے کیا

کھیل میں تم کو خوشی ہے کھیل یہ آسان ہے
کھیل کے سامان ہی شیطان اور رحمان ہیں
رات کو قصے سنیں تفریح کی جو جان ہیں
سوچو یہ دانا ہیں دل کے یا کہ یہ نادان ہیں
کھیلنے دو بچوں کو چھیڑو نہ۔ یہ نادان ہیں

ست سنگی بولے۔ "بھگون! یہ تو من مانی اور گھر جانی بات ہوئی۔ اگر ہم کچھ اعتراض کرتے ہیں۔ تو ممکن ہے وہ بے ادبی اور گستاخی میں داخل ہوگی۔ آپ نے اگر ہم کو بچہ سمجھا ہے۔ تو پھر ایسے خیالات کیوں دیئے؟ اور کیوں دیتے ہو؟ اس کے سوا یہ بچاری کس کا ہے۔ خدا پرستوں کا یا خودی پرستوں کا؟ تیسرے آپ نے اصلی بات کو تو گاؤ خورد کر دیا۔ خودی اور خدا کا مضمون بالکل القط ہو گیا۔ خود پرستوں کو بالغ اور خدا پرستوں کو نابالغ کہہ اُٹھے۔ کیا ست سنگ کی یہی غرض ہونی چاہیئے۔ اور کیا ایسی باتیں کہنے سے کسی کی دلآزاری کا امکان نہیں ہے؟"

دیال ہنسا۔ "نہیں! تم لوگوں نے ایک ساتھ چھ سات باتیں کہی ہیں اب اُن کا ترتیب کے ساتھ جواب سُنو:۔

(۱) **دیال** کی صحبت میں من مانی اور گھر جانی کے اصول پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ نہ یہاں خیال کے اظہار کرنے کو گستاخی اور بے ادبی سمجھا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے آزادانہ خیال کے اظہار کی اجازت ہے۔ ورنہ شکوک کیسے رفع ہونگے۔ اور دل میں یقین کی گنجائش کیسے ہوگی۔ کہو جو کچھ کہنا ہے۔ پوچھو جو کچھ پوچھنا ہے۔ کس نے تم کو گستاخ اور بے ادب کہہ کر زبان بند کی یا زبان بند کرائی ہے!

(۲) میں تم کو مذہبی بچے نہیں سمجھتا۔ تم ابھیاسی ہو۔ مدت سے مذہبی ادھیڑ بن

میں لگے ہوئے ہو۔ ہاں ابھی تک دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اُن کے
اٹھانے اور اُٹھوانے کے لئے یہاں آئے ہو۔ بلوغیت کی علامتیں پیدا ہو گئی
ہیں۔ اگر بالکل بچے ہوتے۔ تو کٹر اور متعصب بنے رہتے۔ دیال کے ست
سنگ میں کبھی نہ آتے۔ یہاں مذہبی کھیل کھیلنے والے شرعی اور کرمی بچوں کا گذر
ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ آنے کیوں لگے۔ کیا اُن کے کھیل کے سامان اور کھیلنے
کے میدان لمبے چوڑے نہیں ہیں؟

(۲۸) تم کہتے ہو۔ خدا پرستوں کا پلّہ بھاری ہے۔ اور دیدانتیوں کا ہلکا ہے
غلبہ رائے یا کثرت رائے خدا پرستوں کی ہے۔ سوچو تم کیا کہہ رہے ہو۔ دُنیا میں
حیوان زیادہ اور انسان کم ہیں۔ کیا انسان کو اُن کی کثرت دیکھ کر حیوان بن جانا
چاہیئے یا پھر انسانوں میں دانا دل تھوڑے اور نادان زیادہ ہیں۔ کیا ان دانا
دلوں کو بھی نادانی کے گہرے خندق میں گرنا چاہیئے؟ ظاہرا مادہ اور جڑ پدارتھ
کی بہتایت ہے۔ چیتن یا روح کی (ظاہرا) کمی نظر آتی ہے۔ پہاڑ اور سمندر
کا پلّہ بھاری ہے۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ چیتن بھی پہاڑ اور بجس وحرکت اور مادہ
کی صورت بن کر رہے۔ اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

"بس اِک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا"

(۲۹) میں نے اصلی بات گاؤخورد نہیں کی اگر نہ سمجھو اور نہ سمجھ میں آدمی اہل
سمجھنے کی کوشش نہ کرو۔ تو میرا کیا قصور ہے! میں نے تو بار بار یہ کہہ دیا
کہ "تم ہو۔ اس لئے خدا ہے۔" "تم ہو اس لئے سوچتے ہو" "تم سوچتے
ہو۔ اس لئے تم ہو۔" "تم نہ ہوتے۔ تو خدا اور شیطان کا ذکر کون کرتا۔ اور
کون اُن کو عالم وجود یا طبقہ شہود میں لاتا؟" کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے

جب تم گہری نیند میں چلے جاتے ہو۔ تو پھر تمہارے خدا اور شیطان کہاں چلے جاتے ہیں۔ کس تاریکی کے پردہ میں جا کر اور اپنا مُنہ ڈھک کر رُوپوشش ہو جاتے ہیں؟ تمہارے جاگنے سے خدا کا تذکرہ جاگتا ہے۔ تمہارے سو جانے سے وہ سو جاتا ہے۔ خدا کو مانو۔ تب خدا! نہ مانو تو خدا کوئی نہیں! مانو تو دیو۔ نہیں تو پتھر! یہ آخر کیا ہے؟ یہ سب تمہارے اہم (مَیں پنے) کا کھیل ہے۔ میں ہے۔ تو سب کچھ ہے۔ میں نہیں ہے۔ تو کچھ بھی نہیں ہے تم ہندو پن کو مانتے ہو۔ اس لئے ہندو ہو۔ مسلمان ہندو پن کو نہیں مانتا۔ وہ ہندو نہیں ہے۔ اسی طرح خدا پرست خدا کو مانتا ہے۔ اس کے لئے خدا ہے۔ دہریہ یا ناستک نہیں مانتا۔ اس کے لئے خدا کی ہستی معدوم۔ موہوم اور امر غیر مفہوم ہے۔ ہماری آنکھ پہلے۔ سورج دیوتا وغیرہ پیچھے! آنکھ نہ ہو۔ تو سورج کیسا! کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ان تمام نظاروں کا دیکھنے والا ان تمام خیالات کا سوچنے والا اور ان تمام خدا اور شیطان کا تذکرہ کرنے والا اور اُن کو ظہور میں لانے والا آخر کون ہے؟ یہ اہم ہی تو ہے۔ جو کبھی معدوم نہیں ہوتا۔ سب مر مٹتے ہیں۔ یہ جیسے کا تیسا۔ غیر تبدیلی پذیر بنا رہتا ہے بھائیو! ست سنگ کرو۔ تب اس اہم کی ماہیت تمہاری سمجھ میں آئے ناحق اس دیال کو اصلیت کا گاڈ خورد کرنے والا کیوں کہتے ہو۔ صبر اور انتظار کی ضرورت ہے۔ آئیے ہو ست سنگ کرنے یا اُلٹی سیدھی باتیں بنانے اور سنانے کے لئے۔ دیال کبھی اپنے خیال کو نہیں چھپاتا۔ نہ کسی کو دھوکے یا بھرم میں پھنساتا ہے۔

(۵) آپ کہتے ہو "کیا ست سنگ کی یہی غرض ہونی چاہیئے؟"

"میں کہتا ہوں" ہاں ست سنگ کی یہی غرض ہے۔ کہ آنکھیں کھلیں بھرم مٹے۔ تاریکی جائے۔ اور روشنی آجائے۔ اصلیت کا پردہ اٹھے۔ حقیقت کی سمجھ آسکے۔ اِس کے سوا ست سنگ کی اور غرض ہوتی کیا ہے۔ اور کیا ہونی چاہیئے۔ تم ہی بتاؤ۔ میں نے گوروائی چیلائی کا پیشہ تو نہیں اختیار کر رکھا ہے۔ کہ تم کو پھنساؤں۔ اور اپنی غرض پوری کروں۔ میرے یہاں جو بات ہے وہ صاف صاف ہے۔ ہاں اگر گورو پشو اور گوروؤں کے بار برداری کے جانور بننا چاہتے ہو۔ تو دنیا میں ایسے گوروؤں کی کمی نہیں ہے۔ وہاں جا کر اُن سے تعلق پیدا کرو۔ دیال کسی کا مزاحم تو نہیں ہے۔ یہاں صرف حقیقت کے متلاشیوں کے واسطے حقیقت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ جن کو اس کی خواہش نہیں ہے۔ وہ برابر مذہبی کھیل کھیلا کریں۔ منع کون کرتا ہے!

(۶) دیال دلآزار نہیں ہے۔ اور نہ اُس کا طریق دلآزاری کا ہے۔ اُس کے یہاں دلآزاری گناہِ عظیم اور مہا پاپ ہے۔ اگر جتانے کی غرض سے کوئی بات کہہ بھی دی۔ تو اُسے حکیم کا یا جراح کا نشتر سمجھو۔ ساتھ ہی مرہم پٹی کا سامان موجود رہتا ہے۔ نہ سنوگے تو سمجھوگے کیسے! نہ سمجھوگے تو مانوگے کیسے! نہ مانوگے تو یقین کروگے کیسے! نہ یقین کروگے۔ تو پھر حقیقت تک رسائی حاصل کروگے کیسے! اور

(۷) خودی اور خدا کا مضمون الفقط کیسے ہو گیا۔ خودی ہی تو بنیاد ہے جس پر دنیا اور عقبیٰ کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ خودی ہے تب ہی خدا ہے خودی نہ ہو۔ تو خدا کیسا! اس کا جواب میں کافی دے چکا ہوں ×

خدا نہ ہوتا خودی نہ ہوتی - خودی نہ ہوتی - خدا نہ ہوتا
جو ہم نہ ہوتے تو کون ہوتا - کوئی رلا اور جُدا نہ ہوتا
خودی خدائی ہوئی خدا کی خدائی کب ہے خدا سے نیاری
خودی خدائی خدا نہ ہوتے جو اس خودی کا پتہ نہ ہوتا
ہماری ہی ذات پر ہیں قائم مناظر خلق و خلقیت سب
کہاں کوئی ہوتا خالق اس کا اگر خودی کا خدا نہ ہوتا
صفات میں ذات کا ہے جوہر یہ ذات ہی ہے صفت کا مظہر
نہ ذات ہوتی صفت سے اظہار کا کوئی حوصلہ نہ ہوتا
خودی ہماری ہے سرِ اکبر - خودی ہماری ہے رازِ عرفاں
خودی سمجھ میں نہ آتی - فہم و خرد کا پھر مادہ نہ ہوتا

تمام ست سنگی دیال کی زوردار تقریر سن کر دم بخود ہو رہے - یہ مختلف استھ سنگوں سے دیال کی زیارت کرنے آئے تھے - ان غریبوں کو وہاں ہمیشہ زبان بند رکھنے کی تاکید تھی - چپ رہنے کی عادت پڑ گئی تھی - عادت فطرت بن جاتی ہے - افسوس! کس طرح مذہب کے نام پر خیال کی آزادی چھین لی جاتی ہے - اور انسان کی روحانی اور عقلی ترقی کو صدمہ پہنچایا جاتا ہے - یہ تو سب کے سب چپ ہو رہے - پھر اور اعتراض پیش کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا - تب

نندو بھائی عادتاً ان کی حمایت کرنے پر آمادہ - کہنے لگے "بھگون! اگر اجازت ہو - تو میں ان کی طرف سے سوال کرنا شروع کر دوں - یہ تو خاموش ہو گئے - اور یہ مجھے پسند نہیں ہے - کیونکہ "یُو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

میں یہ نہیں کہہ سکتا - کہ آپ کے جواب کو سُن کر ان کو اطمینان کُلی ہو گیا - ان کے دلوں میں اعتراضات کا چور اب تک موجود ہے - وہ کبھی نہ کبھی ان کی ڈھُل مُل یقینی پر غارتگری کا ہاتھ اُٹھائیگا - اور یہ دُکھی ہونگے - اس لئے میں چاہتا ہوں - کہ اس خاص مسئلہ کی وضاحت کی طرف آپ کی توجہ دلاتا چلوں تاکہ یہ بالکل صاف ہو جائے - اور پھر وہم باقی نہ رہے ۔"

دیال ہنسا - "اُستاد کی جگہ ہر وقت خالی ہے - اس موقعہ پر تم اس فرض کے انجام دینے کے لئے آ گئے - ورنہ میری عادت سے تم واقف ہو - جب تک کوئی شخص سوال نہ کرے - تب تک میں اپنی زبان گفتگو کے لئے نہیں کھولتا - جو کچھ پوچھنا ہے - تم پوچھتے چلو - اور میں جواب دیتا چلوں - لیکن اس بات کا خیال رہے - کہ سوال جو کرو - وہ قاعدہ کے ساتھ ہوں - بےقاعدگی نہ ہو - اور اس طرح جوابات کا سلسلہ بھی باقاعدہ رہیگا - اس کا فائدہ یہ ہوگا - کہ تم ست سنگ کے برخاست ہونے کے بعد کم از کم کچھ تو اصلیت کو سمجھ جاؤگے - اور اگر یونہی بغیر سمجھے بُوجھے سوال کروگے - تو کچھ تمہارے پلے نہیں پڑیگا - نہ ست سنگ کی غرض پوری ہوگی - اور نہ تم میں بہتر اور خوشگوار تبدیلی آ وے گی ۔"

دُوسری کلا

ویدانت کیا ہے ؟

نندہ بھائی بولے - "آپ نے نہایت معقول نصیحت کی ہے - اور میں سچّے دِل سے اُس کی پابندی کا خیال رکھونگا ، اور ساتھ ہی سوال

کرتے وقت اختصار کا لحاظ رہیگا۔"

میرا پہلا سوال یہ ہے۔ کہ" ویدانت ہے کیا ؟"

دیال نے جواب دیا۔" وید کا انت۔ ویدانت ہے۔ انت سے مراد خاتمہ۔ سرا۔ حد۔ اور مکمل صورت ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" وید کیا ہے ؟"

دیال نے کہا۔" (۱) برہمہ ودّیا کا نام وید ہے (۲) برہمہ گیان کا نام وید ہے وید سنسکرت مادّہ 'وِد' (جاننے) سے نکلا ہے۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔" یہ وید محدود ہے۔ یا لامحدود ہے ؟"

دیال نے جواب دیا۔" اصل میں تو وید لامحدود ہے۔ لیکن ہر قسم کا گیان یا علم جو برہمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ خواہ وہ جزوی صورت رکھتا ہو۔ یا کلّی وید کہے جانے کا مستحق ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" وید کیا کتاب نہیں ہے ؟"

دیال نے کہا۔" اگر کتاب کا تعلق برہمہ گیان یا سرشٹی گیان یا جڑ چیتن کے گیان سے تعلق ہے۔ تو وہ وید کہی جا سکتی ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" ہندو رِگ۔ یجو۔ سام اور اتھرو نامی کتابوں کو وید کہتے ہیں۔ کیا آپ اس خیال سے متفق ہیں ؟"

دیال نے کہا" ہاں۔ متفق ہیں۔"

نندو بھائی بولے۔" تب تو دنیا کی کسی کتاب کو بھی وید کا نام دیا جا سکتا ہے ؟"

دیال نے کہا۔" یہ تو میں تم کو پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ جس قدر علوم اور

گیان کی شاخیں ہیں۔ سب کا تعلق وید سے ہے۔ وید گیان ہے۔ گیان کا
بیج ہے۔ بیج ہی سے تنہ۔ شاخ۔ ٹہنی۔ پتے۔ پھل۔ پھول نکلتے ہیں۔ اور
آخر میں وہ پھر بیج کا بیج ہے۔ یہ وید ہے۔ لیکن تم جس غرض کو مدنظر رکھ کر
وید پر اعتراض کرنے لگے ہو۔ میں اُسے سمجھتا ہوں۔ اور اس نظر سے کہتا
ہوں۔ کہ وید (۱) اپورشیہ یعنی کسی خاص شخص کی ایجاد اور تصنیف
نہیں ہے۔ (۲) وید 'اننتاوے ویدا' یعنی وید لامحدود ہے۔ اور اس لئے
وید 'سوتہ پرمانہ' 'مستند بالذات' ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "لیکن ہندوؤں کے وید اپنی موجودہ کتابی حیثیت
میں ویاس رشی کی تصنیف کہے جاتے ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "یہ غلط ہے۔ ویاس جی وید کے مصنف نہیں ہیں بلکہ
ترتیب دہندہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کو وید کا مصنف
نہیں کہتا۔ وید نظام قدرت کے اصول متعارفہ ہیں۔ جن کی ترتیب کتابی صورت
میں ہے اس پر تم کو حق ہے۔ کہ ان کو محدود کہہ لو۔ لیکن وہ محدود نہیں ہیں
جیسے تمہارا اہم محدود نظر آتا ہوا غیر محدود ہے۔ وہی حیثیت وید کی بھی
ہے۔ بیج کو ظاہری نگاہ سے محدود کہنے کا ظاہر بیں کو اختیار رہتا۔ لیکن چونکہ
سب کچھ بیج کے اندر پہلے سے موجود ہے۔ اس لئے اس سے باہر درخت
کی بالیدگی اور ابتدا انتہا وغیرہ کے مدارج کے شامل ہونے میں تم کو کیا اعتراض
ہو سکتا ہے!"

نندو بھائی بولے۔ "مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اور نہ میں ابھی اہم
کا مسئلہ زیر بحث لاتا ہوں۔ اس پر آگے چل کر سوال کرونگا۔ اس وقت

صرف وید کی جانب میری نظر ہے - اور وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ویدانت کو وید کا انت کہا گیا ہے - یا کہا جاتا ہے - وید کو میں اس وقت مجموعی گیان کُلی گیان - یا قانونِ قُدرت اور نظامِ آفرینش کے تمام مشمولی گیان کے معنی میں لیتا ہوں - اور آپ کا نقطۂ خیال بھی یہی ہے - اس پر اعتراض کرنا کج بحثی اور کٹھ حجتی ہو گی - کیونکہ دراصل (۱) کسی کو ویدوں کے مصنف یا مصنفین کا نام معلوم نہیں ہے - سب ہمیشہ سے یہی کہتے چلے آ رہے ہیں - کہ روشن ضمیر رشیوں نے قدرتی اصول متعارفوں کو دریافت کر کے لفظ بند کیا ہے - اور چونکہ ہم اسے برابر اسی حیثیت سے سُنتے چلے آ رہے ہیں - وہ شرُتی (سُنی ہوئی) کہا جاتا ہے - گو اس معنے میں وہ بھی تصنیف اور تالیف کے قید و بند سے آزاد نہیں ہو سکتا - تاہم اعتراض کرنا فضول ہو گا - اور دوسری بات یہ بھی ہے - کہ دُنیا کے علمی یا مذہبی کتب خانوں میں وید سے قدیم کوئی کتاب نہیں ہے جس میں برہم - آتما - یا حقیقت اور اصلیت کے بارہ میں لطیف خیالات مندرج ہوں - اس لئے اُس کی تعظیم نہ کرنا بھی غلطی ہو گی - اب میرا نقطۂ نگاہ پھر ویدانت کی جانب ہے - اور سوال یہ ہے - کہ وید کا انت کیا ہے؟"

دیال نے کہا - "حقیقت کے ساکشات کار کرنے کرانے کا طریق حقیقت کی تحقیقات اور خود حقیقت یہ وید کا انت ہے - اس کے سوا ویدانت اور کچھ نہیں ہے -"

نند و بھائی بولے - "نہایت معقول جواب ہے کیا وید کے کسی حصّہ یا حصوں کو کتابی نظر سے آپ ویدانت کا نام دو گے؟"

دیال نے کہا - "یوں تو وید کا کوئی حصّہ گیان ا... سے خالی نہیں ہے

دیدگیان ہے - لیکن چونکہ اُپنشدوں میں اس آخری خصوصیت یا خصوصیتوں کی تشریح ہے - جس کا میں نے ابھی تم کو اشارہ کیا ہے - اس لئے اپنشدوں کو ویدانت کہتے ہیں - عام طور پر وہ وید انگ یعنی وید کے انگ بھی کہے جاتے ہیں -"

نندو بھائی بولے - "چونکہ آپ کا حکم ہے - کہ اس موقعہ پر باقاعدگی کے ساتھ سوال اور جواب ہوں - اس لئے آپ کی زبانی سننے کی خواہش ہے - کہ اس لفظ اُپنشد کی مجازی اور لغوی تشریح سنوں - تاکہ پھر زیادہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے -"

دیال نے کہا - "اُپنشد کا لفظ سنسکرت مادّہ 'اُپ' (پہلے) 'نی' اور 'شد' (جاننے) سے نکلا ہے - یہ اُس کی لغوی مراد ہے - مجازی مراد (۱) اصول (۲) سدھانت (۳) مذہبی عطر (۴) اصلیت کا جوہر (۴) حقیقت (۵) ایکانت (۶) ہمسایہ کا مکان وغیرہ ہیں - ان سب مرادوں کی کیفیت ایک لفظ اُپنشد میں ہو جاتی ہے - اس نظر سے اُپنشدوں کو ویدانت کا نام دیا گیا ہے -"

تیسری کلا

ویدانت کا مقصد اور اہل مقصد وغیرہ وغیرہ

نندو بھائی بولے - "ویدانت کا مقصد - حقیقت کا عین الیقین - یا ساکشاتکار کر لینا ہے - اور بقول آپ کے اس اہم کو سمجھ لینا اور جعلی اہم کو علوی اہم میں تبدیل کر دینا ہے - یہ تبدیلی بھی کیسی! وہ خود تو ہی ہے لیکن

یہ اہم سمجھ میں نہیں آتا - اور جہاں تک معمولی ویدانتی میری نظر سے گزرتے یا گذرتے ہیں - بہت کم ایسے نظر آتے ہیں - جن کو اس کا انبھو (عین الیقین) ہے - اس کا باعث کیا ہے ؟ کہ رات دن لوگ "میں" "میں" کرتے رہتے ہیں - اور پھر بھی اس سمجھ سے خالی رہتے ہیں - یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی - "

دیال نے کہا - اس کے کئی سبب ہیں - اول آنکھ سب کو دیکھتی ہے اپنے کو نہیں دیکھتی - اسی طرح میں میں کرنے والے سب کو جانتے ہیں - اپنے آپ کو نہیں جانتے - دوسرا سبب یہ ہے - کہ جس طرح تم اپنے اوپر خیالی یا عملی فرض لے کر اسی کے مجسم صورت بن جاتے ہیں - اور دوسری طرف یا دوسرے فرائض کے ایمان سے خالی ہو رہتے ہو - ویسے ہی جیووں کا بھی حال ہے - وہ وسیع نظری کو چھوڑ بیٹھے تنگ نظری کو اختیار کر لیا - پھر ان کو محدود النظر - محدود الشخص - محدود الخیال تو ہونا ہی ہے - یہ سب خیالی تعلقات ہیں - ان میں اصلیت کہاں ہے ؟ ایک شخص تھوڑے سے دلوں کے لئے اپنی خواہش اور آرزو کے موافق خواہش کی کمزوری مضبوطی تادیب اور تربیت کے مرحلوں سے گزرتا ہوا منصف یا جج ہو گیا - اور اپنے آپ کو جج سمجھنے لگا - اب وہ جج ہے - اور کچھ نہیں ہے - یہ خیال اور خیالی تعلق ہے - یا اور کچھ ہے - اسی طرح ذات پات - مذہب ملت قومیت اور پیشہ کی نظر سے کتنے محدود خیالی قید و بند کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں - اور انسان بآسانی ان کے دام میں پھنس جاتا ہے - حالانکہ انس ایک میں ہزاروں ہی نام روپ ہیں - یہ بھی تو وہ نہیں سوچتا - یہہ

سبب ہے۔ کہ جیو بنا ہوا ہے۔ اپنے جذبات اور محسوسات کی وجہ سے دُکھ سکھ اُٹھاتا پھرتا ہے۔ یہ معمولی سی بات ہے۔ جو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ میں سے جتنے تعلقات کے نام لئے وہ اصلی ہیں یا فرضی ہیں؟ سوچو تو ابھی سمجھ میں آجائے حالات اور خیالات کے زیر اثر آدمی چھوٹا بنتا ہے۔ اور بڑا بنتا ہے۔ کبھی کنجوس ہے کبھی سخی ہے۔ کبھی چھوٹے خیال کے دام میں پھنس کر ذلیل ہو رہتا ہے کبھی بڑے خیال سے تعلق پیدا کر کے بڑا آدمی ہو جاتا ہے۔ بڑا اور چھوٹا بننا خیالی ہے یا اور کچھ ہے؟ لیکن اس کی سمجھ نہیں ہے۔ اس سمجھ کا نہ ہونا اگیان اور بھرم ہے۔ ورنہ جیو اور برہم میں فرق ہی کیا ہے؟ ویدانت اسی اگیان اور بھرم کے مرض کے دُور کرنے کا علاج ہے۔ اب رہا تمہارا تیسرا سوال کہ ویدانتیوں تک کو انبھو نہیں ہوتا۔ اس کے نسبت نہ تم قطعی رائے دے سکتے ہو نہ میں۔ جب ویدانت اور ویدانت کی تعلیم موجود ہے۔ تو ویدانت کا موجود ہونا کسی ضرورت کی وجہ سے ہے۔ بلا ضرورت دُنیا میں کوئی شے نہیں ہوتی۔ اور نہ رہ سکتی ہے۔ یہ مُسلّمہ اصُول ہے۔ اور جب ویدانت ہے۔ تو کیسے میں تسلیم کر لوں کہ دُنیا اصلی ویدانتیوں سے کبھی خالی رہ سکتی ہے!

ہر چیز یہاں ہوتی ہے بر حسبِ ضرورت | چاہے ہو وہ رغبت کہ ہو نفرت کہ کدورت
کیا شے ہے ضرورت نہیں جس کی ہو یہاں یہ | سب کچھ ہیں ضرورت ہی کی اظہار کی صورت

تمہارے سوال کے تین پہلو تو ہو لئے۔ لیکن تیسرے پہلو کے جز پر نظر ڈالنا ہے۔ جو لوگ عام طور پر بغل میں ویدانت کی کتابیں دبائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یا اُن کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ اُن میں سے شاذ کوئی ویدانت کا ادھکاری نکلیگا۔ ورنہ زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ صرف علمی مشاغلہ

یا عقلی تفریح کی نظر سے وید منتر کو پڑھتے ہیں - اور جب یہ کیفیت ہو - تو پھر ان میں اصلی انجھو کیسے ہوتے - لگا - یہ تو سب کے سب واچک گیانی ہونگے - اور انجھو سے خالی رہیں گے - اس میں تعجب اور حیرت کی کیا بات ہے ! فرض کیا تم راد ہا سوامی پنتھ سے تعلق رکھتے ہو - کیا اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر تم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو - کہ ان سب کو گورومت کی خبر ہے ؟ اور سب کے سب راستے پر ہیں - ان میں سے بہت بلکہ کثیر تعداد ایسے آدمیوں کی ملیگی - جو محض دیکھا دیکھی بھیڑ چال کے موافق پنتھ میں داخل ہوئے ہیں - دُنیا میں ہمیشہ ہر چیز ہر خیال ہر کام اور ہر لباس کے دور کا فیشن آیا کرتا ہے - اور فیشن کے دلدادہ اپنے اپنے خیال کے موافق نقل اور تقلید کرنے لگتے ہیں - اور اسی پر مرتے ہیں - نہ سمجھ نہ بوجھ - اور بن بیٹھے لال بجھکڑ ! یہی کیفیت ویدانت کے مذاق کی بھی ہے - تھوڑے پڑھے لکھے آدمیوں نے سُن پایا کہ ویدانت کا طریق مذہبی اور علمی فلسفہ کی نظر سے سب سے زیادہ اہم اور زبردست اور مدلّل ہے - اور وہ نام کے ویدانتی ہو گئے - اُن کا مقصد صرف یہ تھا - کہ خون لگا کر شہیدوں کی فہرست میں نام لکھوائیں - یا آٹا لگا کر بھنڈاری بن بیٹھیں - پھر تم سمجھو کہ ان کو اصلیت کا فائدہ کیسے ہوتا !

اصلی فائدہ تو تب ہی ہوگا - جب ویدانت کا کوئی ادھکاری ملتا تب ہی اُس میں انجھو کی پھُرنا ہوتی - اس سے پہلے ممکن کب ہے - لیکن میں وسیع دل آدمی ہوں - میں اسے بھی بُرا نہیں کہتا - ممکن ہے ان کے اندر ایسے لوگ خود بخود نکل آئیں - جو آگے چل کر ویدانت کے ماہر ہو جائیں - ویدانت کوئی بُری بات تو نہیں ہے - جس کی تقلید سے کسی کا نقصان ہو - وہ

مذہبی دُنیا کا زبردست اصُول ہے۔ بغیر اس کے سمجھے ہوئے کسی کو اصلی شانتی کب نصیب ہونے لگی۔ اور اس لئے اگر ویدانت کا اثر معمولی طور پر بھی دلوں کے اندر داخل ہو جاتا۔ ہو سکتا۔ یا کیا جا سکتا ہے۔ تو معراج تمنا پن جانے سے وہ کبھی نہ کبھی تو پھُول پھل لاکر رہیگا!"

نندو بھائی نے کہا۔" اِس ادھکار کے معاملہ میں ہم سب لوگ آپ کی زبانی تفصیلی وضاحت سُننے کے خواہشمند ہیں۔"

دیال نے کہا۔" چار باتیں ہیں۔ ادھکاری۔ سمبندھ۔ وشے پریوجن اور ان کے سمجھ لینے سے خود بخود یہ معمہ حل ہو جائیگا۔ اس کی بات مجھ سے سُنو۔

ادھکاری کہتے ہیں مستحق کو۔ سمبندھ کہتے ہیں تعلق کو۔ وشے کہتے ہیں مضمون کو۔ اور پریوجن کہتے ہیں مقصد کو ٭

ویدانت کا مضمون ہے۔ جیو اور برہم کی ایکتا۔ یعنی جیو برہم دونوں ایک ہیں۔ اُن میں فرق نہیں ہے ٭

ویدانت کا مقصد ہے کہ جیو جیوپنے کے وہم کو ترک کر کے برہم پنے کے خیال کو دل دے۔ اور اصلیت کو ساکشاتکار کرے ٭

ویدانت کا ادھکاری یا اصلی مستحق صرف وہ شخص ہے۔ یا ہو سکتا ہے۔ جس نے دُنیا کے تجربے حاصل کر لئے۔ اُس کی محدودیت اور تنگ نظری سے دل مکدر ہو گیا ہے۔ شانتی نہیں ہے۔ اور طبیعت کا میلان وسیع دلی۔ اور وسعت کی طرف ہے۔ اور جب تک ایسا نہ ہولیگا۔ تب تک چین نہ ملیگا یہ وسعت اور کچھ نہیں ہے۔ وہ برہم ہے۔ جس کی ماہیت کا علم وہ حاصل

کرنا چاہتا ہے ٭

ان تینوں کی آپس میں نسبت ہے۔ اور اس نسبت کا نام سمبندھ ہے ویدانت کے ادھکاری ہی کی ویدانت کے مضمون اور ویدانت کے مقصد سے نسبت ہے ٭

جو شخص جس شے کا خواہشمند اور زبردست خواہشمند ہے۔ اسی کو اس کا استحقاق ہے۔ دُوسرے کو استحقاق کہاں ہے۔ اور وہی اس کا قدردان ہوگا۔ دُوسرا اس کی جوں کی تیوں قدر نہ کریگا۔ جو شخص ایسا نہیں ہے وہ اس سے اصلی فائدہ نہ اُٹھا سکیگا۔ جو لوگ ویدانت کے بالکل ادھکاری نہیں ہیں۔ وہ اسے سمجھ کیسے سکیں گے۔ ہر علم کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے طبیعت کی خاص موزونیت کی ضرورت ہے۔ نجوم پسند طبیعت والا ہی نجوم کا راغب ہوگا۔ ریاضی پسند ہی ریاضی کی جانب مائل ہوگا۔ یوں کوئی چاہے۔ پڑھ لکھ کر کسی علم کی جزوی واقفیت حاصل کر لے۔ لیکن وہ ہمیشہ معمولی ہی رہیگی۔ اور جو ادھکاری ہے۔ وہ تمام دل اور دماغ کو اس طرف رجوع کر کے اُسے اپنی زندگی کا جزو بنا لیگا۔ اور مجسم علم ہو جائیگا ٭

ویدانت کے ادھکاری کے علامات میں سے چار علامتیں خاص ہیں (۱) حواس اس کے قابو میں ہوں۔ (۲) دل کے یکسو اور متحد کرنے پر قادر ہو۔ (۳) راحت اور تکلیف کو یکساں سمجھے۔ (۴) نجات کا خواہشمند ہو۔ صرف ایسا شخص ویدانت کا ادھکاری ہو سکتا ہے۔ اور ویدانت اسی کے لئے ہے۔ دوسرے کو اس کا کم تر حق ہے ٭

اس ادھکار کے مضمون پر غور کرنے سے بآسانی سمجھ میں آتا ہے

کہ ایسے شخص کی دلی اور ذہنی تربیت ہو چکی ہے۔ اُسے دُنیا کا کافی تجربہ ہے
صرف اگیان کا پردہ ہٹانا باقی ہے۔ اب تک وہ برہم کو اپنے سے جدا مان رہا
ہے۔ آپ جیو بنتا ہے۔ اور اپنے سے جدا کسی اور طاقت کو برہم تسلیم کر رہا
ہے۔ آپ محدود ہے۔ اور اُسے غیر محدود خیال کرتا ہے۔ جب وہ کثرت
شوق اور سچی طلب کے ساتھ کسی برہم نشٹ گورُو کے پاس جائیگا۔ ذاتی
ادھکار کی وجہ سے اس کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیگا۔ اور اگر یہ کیفیت نہیں
ہے۔ تو اُسے ویدانت کی کوئی لذت حاصل نہ ہوگی۔ اور وہ اُکتا کر بھاگ نکلیگا۔ اور
چاہے اپنے آپ کو ویدانتی کہتا پھرے۔ لیکن اندر سے خالی رہیگا ؎"

نارد بھائی بولے۔" اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدانت کے ادھکاری
بہت کم ہوتے ہیں۔"

دیال نے کہا۔" اس میں شک نہیں ہے۔ کہ اس نظر سے ویدانت
کے ادھکاری کم ہونگے۔ لیکن ایک نظر پر جو زندگی کے مرحلے طے کر چکے
ہیں۔ وہ بھی ادھکاری ہو سکتے ہیں۔ گو ادھکار اور ادھکار میں فرق ہوا
کرتا ہے ؎"

نارد بھائی بولے۔" وہ کون سی نظر ہے۔ جس کے موافق بہت سے
ادھکاری مل سکتے ہیں۔ یا ہو سکتے ہیں؟

دیال نے کہا۔" ویدانت دُکھ سے قطعی نجات دلانے والا اور دائمی اور سب
سے زیادہ خوشی حاصل کرانے کا طریق ہے۔ دُکھ سے سب کو گریز رہتا ہے۔
خوشی کا ہر ایک شخص خواہشمند رہتا ہے۔ اور اگر یہ جذبہ مُنہ زور ہے۔ تو
وہ بھی ویدانت کا سچا ادھکاری ہو سکتا ہے۔"

ایسے ادھکاریوں کی تین قسمیں ہیں - اُتّم - مدھیم - کنشٹ ۰
اُتّم وہ ہے - جو بہت آسانی سے تعلیم کے مقصد کو جذب کرتا ہے
مدّھیم وہ ہے - جس کو کچھ تھوڑا بہت سمجھانا پڑتا ہے - اور چونکہ اس قسم کے آدمی پڑھے لکھے اور واقفکار ہوتے ہیں - کچھ دنوں کے بعد وہ گورو کی صحبت کا رنگ اور اثر قبول کر لیتے ہیں ۰
کنشٹ ادھکاری کے ساتھ بہت زیادہ مغزپچی کرنی پڑتی ہے کیونکہ اُس کے اندر ہر قسم کے اثرات بہتے ہیں - مت متانتر اور مذہب ملت سے واقف ہونے کی وجہ سے وہ ہندی کی چندی کرنے اور بال کی کھال نکالنے کا شیدائی بنا رہتا ہے - جو سُنتا ہے - اُس کو آسانی سے قبول نہیں کرتا اوروں کی رایوں سے مقابلہ کر کے ملاتا رہتا ہے - اپنے نتیجے آپ نکالنے کا سخت عادی ہوتا ہے - لیکن یہ بھی ادھکاری ہے - اور یہ جو کچھ درس تدریس اور مطالعہ وغیرہ کا اہتمام ہے - وہ اسی کی فائدہ رسانی کی نظر سے ہے - اور ویدانت کو محض اس کی تشفی کرنے کی غرض سے ہر قسم کے پہلوے نظر اختیار کرنے پڑتے ہیں - تاکہ یہ اس کے فیض سے محروم نہ جائے - ویدانت میں جو اتنی شاخیں مثلاً ابھاس واد - وکار واد - بابا واد - پرینام واد - پورت واد - وغیرہ نظر آتی ہیں - وہ اسی کی غرض سے ہیں - "

چوتھی کلا

اہم

نندو بھائی بولے۔ ادھکاری (اہل) وشے (مضمون) پریوجن (مقصد) سمبندھ (موزونیت) کی بابت میں نے سن لیا۔ کیا یہ سب اسی 'اہم پنے' ہی کی بابت ہے۔ ویدانت اہم پنا پر اس زور کے ساتھ زور دیتا ہے۔ اور یہی اہم پنا دنیا میں تمام فساد کی جڑ ہے۔ اہم پنا خودی ہے خودی میں خود غرضی اور خود مطلبی ہے۔ اور کیا یہ خودی اور خود مطلبی۔ اور خود غرضی تنگدلی نہیں ہے؟ جہاں تنگدلی ہوگی۔ وہاں خوشی اور راحت کا امکان کیسے ہوسکتا ہے! یہ بات عجیب و غریب ہے۔"

"قید و بند کی حالت اسی خودی سے آتی ہے اور نجات اسی خودی کی عادت کے ترک کرنے سے ہوتی ہے۔ سنتوں نے فرمایا ہے:-

(۱) مورتور کی جیوری - بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے - جا کے نام ادھار (۱)

(۲) مورتور بندھن مہا - بندھے جیو سب آئے
داس کبیرا کیوں بندھے - جہ میا پٹ سائے (۲)

(۳) مورتور میں جو پڑا - پھنسیا کال کی پھانس
داس کبیرا کیوں بندھے - تورڑ جگت کی آس (۳)

(۴) مورتور بندھن کھٹن - رشی منی سکے نہ توڑ
داس کبیرا کیوں بندھے - جت ہری پدسے جوڑ (۴)

(۵) مورتور نت کیا کرے - یہ سبئے دش کی کھان

داس کبیرا کیوں بندھے - تیاگ بھرم ابھمان

"یہ تعلیم سنتوں اور مہاتماؤں کی ہے - جو صحیح - سادی - اور دل کو لگنے والی بات ہے - اور آپ اس کے برعکس اہم بھاو یعنی خودی کے خیال کے مضبوط کرانے کی تعلیم دیتے ہیں -"

دیال نے کہا "جو کچھ تم نے کہا - وہ سب سچ ہے - لیکن سچ صرف ایک خاص نقطۂ نگاہ سے ہے - ویدانت علم واقعہ - صحیح واقعہ اور یقینی واقعہ ہے - جو کبیر صاحب کا کلام تم نے ابھی مجھے سنایا ہے - اگر اسی پر غور کرو - تو پتا چل جائے - کہ یہ تعلیم بھی اہم سے خالی نہیں ہے - "بندھن کو کون توڑتا ہے؟ "اہم" - "ہری کے پد سے پریم کا ناتا کون جوڑتا ہے؟" "اہم" جس نے قید و بند کی حالت اپنے اندر پیدا کر رکھی ہے - وہی تو اس کا توڑنے والا ہوگا - اور وہ اہم ہی تو ہوا - دوسرا اس کے سوا کون ہے؟ اور کون ہو سکتا ہے؟ ناک کو چاہے سیدھی پکڑو - یا ہاتھ کو گھما کر پکڑو - بات تو وہیں آکر ٹھہرتی ہے میں بھگتی کرونگا - میں بھگت ہوں - میں گیانی ہوں - میں یہ ہوں - میں وہ ہوں یہاں مجھے تو ہر جگہ میں ہی میں نظر آرہا ہے - میں اصلی چیز ہے - اور باقی سب فروعی باتیں ہیں - میں ہی ہر شئے کا مرکز ہے - جس کے ارد گرد تمام دنیا معہ اپنے نظام شمسی - دیوی دیوتا اور خلقت کے چکر کھا رہی ہے - پھر میں نہ ہوتا - تو کس کے ہونے کا گمان یا امکان ہوتا - میرا گورو - میرا اِشٹ - میرا مذہب دیکھو سب میں یہ میں بنا موجود ہے - یا نہیں؟ طاقت ہو - تو اسے باہر نکال کر پھینک دو - لیکن نہ تم ایسا کر سکتے ہو - نہ یہ کسی سے ممکن ہے - میں ہی سب کی ابتدا ہے - میں ہی سب کا وسط ہے - اور میں ہی میں

سب کی انتہا بھی ہے۔ یہ بالکل سچی اور صحیح بات ہے۔ جس کو کوئی سمجھدار آدمی جھوٹ
ثابت نہیں کر سکتا۔ اور سب لوگ پردے میں رہ کر اور رکھ کر بات کرتے
ہیں۔ ویدانت بے خوفی کے ساتھ اُس کا اظہار کرتا ہے۔ اور جب سب جگہ
مَیں ہی مَیں بھرا ہوا ہے۔ تو پھر اُس مَیں کے سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں
کی جاتی۔ اُس مَیں کو تم یا اور کوئی مار کیسے سکتا ہے۔ اور پھر اس مَیں کا
مارنیوالا کون ہے؟ کیا مَیں سے مَیں کو مارو گے؟ یہ ممکن کب ہے۔ اور یہ
مَیں مرنے کب لگا! کیا خودکشی کرو گے؟ خودکشی کرنے سے ممکن ہے۔ جسم
برباد ہو جائے۔ لیکن مَیں تو نہیں مرا۔ وہ تو ویسے کا ویسا ہی رہا۔ تم نے کبیر
صاحب کا کلام سنایا۔ اپنی دانست میں اس مَیں کی جڑ کاٹ دی لیکن
وہی کبیر صاحب دوسرے موقعہ پر کہتے ہیں:-

من مرا اور تن مرا - مر مر گئے شریر
آسا ترشنا نا مری - کہہ گئے داس کبیر

سوچو۔ یہ کیا باتیں ہیں۔ آسا کیا ہے؟ اور ترشنا کیا ہے؟ یہ دونوں مَیں
کی مَیں پنا ہے۔ اِس کے سوا یہ اور ہو کیا سکتی ہے۔ جب کوئی ہستی
ہوگی۔ تب ہی تو اُس میں سے پنا اور ہستی کا امکان ہوگا! ہستی بغیر
اظہار کے کب رہی ہے۔ یا رہ سکتی ہے! اگر وہ ہے۔ تو پھر اُس کا ہے
پنا کہاں چلا جائیگا۔ وہ تو ہمیشہ ہی رہیگا۔ اور وہ اپنے اصل کے ساتھ بہ
حیثیت وصف یا صفت کے موجود رہیگا۔ دُنیا میں نہ کوئی وقت تھا۔
جب یہ مَیں نہ رہا ہو۔ نہ کوئی وقت ایسا ہے۔ جب یہ نہ رہے۔ اور نہ
کوئی ایسا وقت کبھی آئیگا۔ جب یہ نہ رہیگا۔ سوچ دیکھو۔ جب سے تب

ہے یہ دوسری بات ہوئی۔ کہ جب میں چھوٹے کام کو دل دے کر چھوٹا کام کرتا ہے۔ تب وہ چھوٹا ہے۔ جب بڑے کام کو دل دے کر بڑا کام کرتا ہے تب بڑا ہے۔ چھوٹائی کے وقت یہ جیو ہے۔ اور بڑائی کے وقت یہی برہم ہے۔ جیو اور برہم دونوں ایک ہی ہیں۔ اور وہ صرف میں ہی ہے۔ جیسے دنیا میں ایک آدمی ایک ہوتا ہوا صبح سے لے کر شام تک مختلف اور متعدد کام کرتا ہے۔ اور طرح طرح کے رنگ روپ بدلتا ہے۔ بالکل اسی طرح یہ میں کبھی جیو ہے کبھی برہم ہے۔ اسی لئے بے شمار صورتیں اختیار کر رکھی ہیں۔ اور ایک ہوتا ہوا انیک شکلوں میں نظر آرہا ہے۔

کبھی ہے شاہ با دولت۔ کبھی نادار ہوتا ہے
کبھی ہے وہ گدا مسکیں کبھی زردار ہوتا ہے
ہزاروں ہیں اسی کی شکلیں ہیں ہزاروں نام ہیں اس کے
وہی نخل و ثمر گل برگ و نوک خار ہوتا ہے
حقیقت ایک ہے اظہار کی ہیں سینکڑوں صورت
کبھی سویا ہوا کوئی۔ کبھی بیدار ہوتا ہے
سمندر میں ہیں کتنی لہریں۔ ذرے کتنے میداں ہیں
وہی واحد کبھی کم اور کبھی بسیار ہوتا ہے
ہوا کچھ بحث کج بحثی کی بڑھ کبھی کیا سنتے باتیں
جب آئی عقل نکتہ رس تو وہ ہوشیار ہوتا ہے

شردھو جیگیاسی بولے: "آپ کی بات خوشتر ہوتی ہے۔ اور آپ کہنے والے کی بات سے اپنے مطلب کی بات بہت آسانی سے نکال لیتے

ہیں - جیسے سُن کر دم بخود ہونا پڑتا ہے -"

دیال نے کہا - "اور کیا میں جھوٹ کہتا ہوں - سچی بات کو سچا اثر پیدا کرنا ہی ہے - ہر جگہ 'میں ہی میں' کا پسارا ہے - 'اہم جیوم' جیو پنا ہے 'اہم برہم' برہمہ پنا ہے - 'اہم نیشیم' آدمی پنا ہے - 'اہم براہمنم' براہمن پنا' ہے - 'اہم شودرم' شودر پنا ہے - 'اہم گرستیم' گرہست پنا ہی 'اہم پترم' بیٹا پنا ہے - وعلیٰ ہذالقیاس ؛

کرشن بھگوان اس 'اہم پنا' کے سب سے زیادہ زبردست معلّم ہو گذرے ہیں - وہ 'اہم دادی' اُتھے - نارد رشی کے دل میں تنک گزرا سوچنے لگے - "ذرا اس ڈینگ مارنے والے عیش پرست کرشن کا امتحان لینا چاہئے" اس ارادے سے وہ دوار کا جی آئے - اور بے تکلفی کے ساتھ ستیہ بھاما جی کے محل میں چلے گئے - کرشن لڑکے کو گود میں لئے ہوئے کھلا رہے تھے - رشی کو دیکھ کر نمسکار کیا - بیٹھنے کے لئے آسن دینا چاہا - یہ بولے - "ذرا صبر کرو -" اور رُکمنی جی کے محل میں داخل ہو لئے - وہاں وہ رانی کے ساتھ چوسر کھیل رہے تھے - پھر وہ جاموتنی کے یہاں گئے - کرشن اس جگہ بھی موجود تھے - شطرنج کی بازی بدی ہوئی تھی - غرضیکہ جہاں جہاں گئے کرشن کو کسی نہ کسی حالت میں پایا - تمام رانیوں کے محل کو دیکھا بھالا آخر سمجھ آ گئی - پھر ستیہ بھاما کے محل میں آ کر کرشن کو پرنام کیا - اور اُن کے برہم اوتار ہونے کے قائل ہو گئے ؛

یہ قصہ ہے - لیکن قصہ سبق آموز ہے - یہی کیفیت ہر جگہ نظر آ رہی ہے - ایک جوہر ہے محیط کُل ہستی ہے - جو کام کر رہا ہے ؛

آسمان پر چمکتا ہوا سورج - لوٹے - پیالے - سمندر - دریا - ندی - نالے میں دکھائی دے رہا ہے جیسے جس کا بھمان ہے - وہ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھ بیٹھا ہے - جہاں ابھمان نہیں ہے - وہاں وہ ایک رس - سم بھاد - اور سم اوستھا میں کھیل رہا ہے - اور وہ کیا ہے؟ اہم اور یہ اہم ہی اہم ہر جگہ تماشا کر رہا ہے -

ایک ہے اور ایک ہی خود نور و سایہ بن گیا
برہم ہے اور برہم ہی پربرہم اور مایا بن گیا
بادشاہِ ہفت کشور - شہریارِ شہرِ دل
آپ خود مسند نشیں اور تخت د پایا بن گیا

یہ اہم عجیب و غریب راز ہے - جو سوچنے اور سمجھنے کے قابل ہے - اور سب تو بدل جاتے ہیں - کیونکہ وہ اہم نہیں ہیں - اَن اہم ہیں - جو کچھ تم دیکھتے سنتے آتے جاتے دیکھتے ہو - وہ اسی اہم کے سلسلہ کے حالات اور واقعات ہیں - یہ گذرنیوالی صورتیں ہیں - برعکس ان کے جو ہمیشہ برقرار اور دائم اور قائم ہے وہ اہم ہے - اور ہمیشہ یکساں اور ایک حالت میں رہتا ہوا انسی گذرنے والی صورتوں کو اپنے اردگرد چکر لگانے کی اجازت دے رکھی ہے - بچہ - جوان اور بوڑھا کون ہوتا ہے؟ اہم نہیں ہوتا - یہ جسم ہے جو ان حالتوں سے گذرتا ہے - یہ پیدا ہوا اور مرا - اہم کی کیفیت اس کے برخلاف ہے - جتنے واقعات حالات - حادثات - ایجادات بدلیات اور اختراعات ہوتے ہیں - سب کے پس پشت یہ اہم موجود رہتا ہے - میں اچھا ہوں - میں برا ہوں - میں جوگی ہوں - میں گیانی ہوں - میں تندرست

ہوں - میں بیمار ہوں - میں ہندو ہوں - میں مسلمان ہوں - ان سب میں کون گُتھا ہُوا ہے ؟ اہم وہ سُوت کا دھاگا ہے - جس میں یہ تمام صورتیں حالتیں اور کیفیتیں مالا کے منکوں کی طرح پڑی ہوئی رہتی ہیں - میں زندہ ہوں میں مر رہا ہوں - اس زندگی اور موت میں بھی کون ہے ؟ وہی اہم -

تاریکی کے وقت کسی سے سوال کرو - "کون ہو؟" پہلا جواب جو ملیگا یہ ہوگا - "میں ہوں" اور اس کے بعد پھر جواب دینے والا اپنے نام - اور نشان سے خبر دیگا - یہ اہم خود اپنے آپ کو جانے یا نہ جانے - یہ دوسرا سوال ہے - لیکن یہ چاہتا ہے - کہ دوسرے اُسے جانیں - ایسا کیوں ہے کیونکہ وہ ہستی ہے - اور ہستی بغیر اظہار کے کب رہی ہے ! اہم کیفیتوں کے ساتھ یہ تعلق پیدا کرتا ہے - وہ بدلنے والی - رو یہ تبدیلی اور بگڑنے والی ہیں - چاہے وہ جسم ہوں - مکان ہوں - ملک ہوں - قوم ہو - مذہب ہو - مجلس ہو - لیکن اگر کوئی شئے تبدیل نہیں ہوتی - اور برابر قائم رہتی ہے - تو وہ صرف یہی اہم ہے - کس کو اپنے پیدا ہونے کی خبر ہے - کس کو اپنی موت کا علم ہوتا ہے ! سوچو - کیا تم کو اپنی پیدائش کا علم ہے ؟ کبھی نہیں ممکن نہیں - اسی طرح تم کو اپنے مرنے کا گمان بھی نہ ہوگا - تمام دُنیا کو مرتے ہوئے دیکھو - لیکن اپنے مرنے کا کیسے خیال آتا ہے ؟ یہ ثبوت ہے کہ اس اہم کی موت اور پیدائش نہیں ہے - وہ نہ جنمتا ہے - نہ مرتا ہے - اور جب جنمتا مرتا نہیں - تو پھر علم کیا ہوگا ! نہ کبھی اس کی ابتدا ہوئی - اور نہ کبھی انتہا ہوگی - یہ اوروں کی ابتدا اور انتہا کا بھلے ہی پتہ لگاتا پھرے - لیکن اسے اس کا علم نہ کبھی ہُوا اور نہ ہوگا - اور نہ ہے - کہنے سُننے کے لیئے جو جی میں آئے کہہ سُن لو - اس کا مضائقہ

نہیں۔لیکن یہ اصلیت کا راز ہے۔جو میں تم کو اس وقت بتا رہا ہوں۔
تم شاید یہ کہو۔کہ اس اہم کے ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ یہ سوال طفلانہ مضحکانہ اور احمقانہ ہوگا۔"ہم ہیں" یہ اہم کا ثبوت ہے۔اس سے کسی کو انکار کیسے ہو سکتا ہے! تم لاکھ کہو۔کہ "اہم نہیں ہے" یہ تمہارا نہیں کہنا ہی اُس کی ہستی کا ثبوت ہے۔اگر نہیں ہو۔تو کہتے کیسے ہو۔اور اس 'نہیں' کا کہنے والا کون ہے! خدا تک کی ہستی کا ثبوت دیتے پھرو۔دلیل لاؤ حجت کرو۔کتابوں کے حوالات سناؤ۔عقلا کی رایوں کی سند پیش کرو۔یہ ہوتا بھی ہے۔اور لوگ بحث مباحثہ کے وقت ایسا کرتے بھی ہیں۔لیکن کیا آج تک کسی نے اہم کا ثبوت پیش کیا ہے؟ اور کرے کیسے! اور کیوں کرے یہی ہستی ہے۔یہی سب ہستیوں کی بنیاد ہے۔یہی تو سب کی ہستیوں کی ہستی ہے۔اس کا ثبوت کیسا! یہ جس کو چاہے ثابت کرے۔یا غلط ٹھہرائے۔اس کا ثابت کرنے والا اور غلط ٹھہرانے والا نہ آج تک کوئی ہوا نہ ہوگا۔کیا مزے کی بات ہے۔ایشور تک کی ہستی اسی اہم کے تابع ہے۔اور اس اہم کی حقیقت نہ کوئی سمجھتا ہے۔اور نہ اُس کی طرف دھیان دیتا ہے۔یہ اندھیر ہے یا نہیں! اس سے زیادہ تعجب خیز اور کیا بات ہو سکتی ہے؟ یا ہو سکیگی؟

جب کہا ہم نے خدا تب ہو گیا اُس کا ظہور۔
جب کہا ہم نے نہیں وہ۔ہو رہا تب ہم سے دُور
کیا خدا ہے؟ ہم ہیں کیا؟ سمجھو ذرا اس بات کو
ہم ہیں سب کچھ۔ہم نہیں سمجھے ہیں اپنی ذات کو

سب کی قیمت جانتے ہیں۔ اپنی قیمت کو نہیں
سب کی قسمت جانچتے ہیں اپنی قسمت کو نہیں
قیمت اور قسمت کا جس پر حصر ہے ہم ہی تو ہیں
ہم نہ ہوں پھر قسمت اور قیمت کہو کس میں رہیں
جس کی ہستی پہ زمین و آسماں کا حصر ہے
ہم ہیں وہ ہم سے کہاں بہتر یہاں ہے کوئی شے
جوہر افلاک ہیں۔ اور مقصد کونین ہیں
ہم ہی خود مصدر ہوئے اور مظہر دارین ہیں
تم خدا کہتے ہو کس کو تم خدا سمجھے ہو کیا
ماسوا کو اور سوا کو دو بنا سمجھے ہو کیا
جھوٹی باتوں پر تمہیں کیوں آگیا ہے اعتبار
سمجھو اپنی ذات حق کو تم اگر ہو ہوشیار
ذات کو بھولے صفت میں کیوں پھنسے ہو بے طرح؟
غار نادانی میں ناحق یوں دھنسے ہو بے طرح!

پانچویں کلا

اہم (میں) اور اَن اہم (غیر میں)

نندو بھائی بولے۔ "بھگون! میں نے آپ کی تقریر سنی - نارد اور کرشن کا قصہ بھی سن لیا - اور آپ کے اس اہم کی بزرگی اور خصوصیت

کا قائل بھی کسی حد تک ہو گیا۔ لیکن اگر یہ کہئے۔ کہ میں تمام و کمال مطمئن ہو گیا۔ خواہ دل کا دلی یقین مستحکم اور پختہ ہو گیا۔ تو یہ اصلیت نہ ہوگی۔ بلکہ اصلیت یہ ہے۔ کہ جہاں آپ کے زور دار کلام کے سننے سے ایک قسم کا ظاہری جوش آگیا۔ وہاں خیالات میں انتشار کی بھی زیادتی ہو گئی جو کہنے سننے میں بھی نہیں آتی ہے۔ خیال دل میں ہے۔ اور وہ زبان پر نہیں آتا ہے۔"

دیال نے کہا۔" یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ جو کہنے کی بات نہ ہو۔ اس کا کہنا آسان تو نہیں ہے۔ یہاں ایسے ہی موقعوں پر پتا لگتا ہے۔ کہ کس کو **ویدانت** کا ادھکار ہے علمی مذاق والے دقتوں کے وقت تھوڑا بہت معمولی علم پاکر اس سے ہٹ جاتے ہیں۔ صرف وہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ جن کو اس کی لگن ہے۔ زبان سے 'اہم برہمہ آسمی' کہنا کیا مشکل ہے۔ لیکن اس اہم برہمہ کی ماہیت کو ذہن میں لانا آسان نہیں ہے۔"

نند و بھائی بولے۔" پھر یہ سمجھ کیسے آوے۔ اس سے تو معمولی پابند مذہب بنا رہنا ہی اچھا تھا۔ کم سے کم اس میں یہ علمی دقتیں تو نہیں ہیں۔"

دیال نے کہا۔" یہ کبھی نہ سمجھو کہ ہر شخص ہمیشہ پابند مذہب بنا رہیگا۔ یہ غیر ممکن ہے۔ جس طرح قدرت میں ہر شئے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ ویسے ہی مذہبی خیالات کا بھی انجام ہوتا ہے۔ دلی محدودیت کے وقت ان سے عارضی اطمینان چاہے ہو جائے۔ لیکن ہمیشہ تو نہیں ہوگا۔ لوگ

تکلیف اور بیماری میں ایشور سے دُعائیں مانگتے ہیں۔ لیکن باوجود ان کے عزیزوں کی موت ہو ہی جاتی ہے۔ تب دِل کی یقینی طاقت کو دھکا پہنچتا ہے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ دُنیا میں کیوں تکلیف ہے؟ تکلیف کے لیئے یہ کیوں پیدا کی گئی؟ ایشور کیوں پیدا کر کے مارتا رہتا ہے؟ کیا وہ بے درد اور ظالم ہے؟ اس گورکھ دھندے کا مقصد کیا ہے؟ یا یہ یُونہی بے مقصد ہے؟ اور آیا دُنیا میں دائمیت اور لافانیت بھی ہے۔ یا اُس کا کہیں نام ونشان نہیں ہے؟ ایسے سوالات انسان کے دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے کبھی بچاؤ نہیں ہے۔ اور زندگی مکدّر ہو جاتی ہے۔ ان سوالوں کے جوابات کے سلسلہ میں بے شمار۔ علمی خیالی۔ اور اعتقادی فلسفے پیدا ہوتے ہیں۔ جو ان کی پیچدار گتھیوں کے سُلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے مذاہب کا ظہور ہوتا ہے۔ کوئی مادہّ پرست دہریہ بن جاتا ہے۔ جو ایشور کی ہستی کا منکر ہو رہتا ہے۔ کوئی ایشور پرست ہو جاتا ہے۔ جو اس کی بھگتی کا دم بھرتا ہے۔ ممکن ہے کچھ دنوں تک یہ اعتقاد اور بے اعتقادی قائم رہیں۔ لیکن پھر سوالات پر سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایشور کیا ہے؟ پرکرتی کیا ہے؟ جیو کیا ہے؟ یہ تینوں محدود ہیں۔ یا غیر محدود ہیں؟ محدود ہیں تو پھر ناقص ٹھہرے۔ اور اگر غیر محدود ہیں۔ تو غیر محدود صرف ایک شے ہو سکتی ہے۔ دو تین چار یا دس بیس ہزار کے غیر محدود ہونے کا امکان کیسے ہو سکتا ہے! پھر جواب دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کچھ دنوں کے لیئے اطمینان ہو جاتا ہے۔ لیکن دِل کے وسیع ہوتے ہی وہ جواب

غیر کافی ثابت ہونے لگتے ہیں۔

پھر سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایشور ساکار ہے۔ یا نراکار ہے۔ مجسم ہے۔ یا غیر مجسم؟ شکل والا ہے؟ یا بے شکل؟ شکل والا ہے تو پھر محدود ہوا۔ غیر شکل والا ہے۔ تو پھر اُس کا دھیان کیسا؟ کیا یہ دھیان انسان ہی کا خیال اور تصور نہیں ہے؟ کیا اندر جو ایشور یا اور کسی دیوتا کی صورت نظر آجاتی ہے۔ وہ ہمارے خیال اور تصور کا نتیجہ نہیں ہے؟ کیا تصور کرنا اپنے دل کے اندر خیالی تصویر بنانا نہیں ہے؟ اگر دھیان انسان ہی کرتا ہے۔ تو اس تصویر کا بنانے والا کون ٹھہرا؟ جواب ملتا ہے "اہم" اور اس اہم پر ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ یہ عقلی اور تمیزی قوت کی انتہائی حد ہے۔ کچھ بھی کرو۔ آخر میں اسی اہم پر آنا پڑتا ہے۔ اور تمام سگن نرگن۔ مجمع الصفاتی اور مستغنی الصفاتی کے سامان اس طرح اُڑ جاتے ہیں۔ جیسے ہوا کے زبردست جھونکوں سے گرد و غبار اُڑ جاتے ہیں۔ تب یہ اہم ہی اہم رہ جاتا ہے اور اس منزل تک پہنچا ہوا انسان کہنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے کہ

مرکز کون و مکاں اِس دہر میں میں ہی تو ہوں
مظہر ارض و سماں اس دہر میں میں ہی تو ہوں
مجھ ہی سے ہر ایک شئے کا ہے یہاں ہر دم ظہور
منظر ہر دو جہاں۔ اس دہر میں میں ہی تو ہوں
انحصار وقت و شئے کا ہے خیالوں پر میرے
منبع ظرف و زماں۔ اس دہر میں میں ہی تو ہوں
جس خدا کے وہم میں بھولا ہوا انسان ہے

وہ ہے کیا؟ باعزو شاں - اس دہر میں - میں ہی تو ہوں
میں ہوں سب کچھ میں ہوں سب کچھ - کون ہے میرے سوا
کیا مکین و کیا مکاں - اس دہر میں میں ہی تو ہوں

یہ یقینی مرحلہ ہے - جو عقل نمو - دل نمو - اور تیز نمو کے سلسلہ میں خود بخود آتا ہے - اس کا آنا لازمی ہے - اسے کوئی روک نہیں سکتا - اور نہ کوئی اس کا روکنے والا ہے - مذاہب ہزار تعصب کا دم بھریں - بھرتے رہیں - دیندار لاکھوں قید و بند کی زنجیریں گھڑیں اور گھڑتے رہیں لیکن یہ آئیگا - اور آ کر رہیگا - اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکیگا - جیسا کہ تم نے مذہبی دنیا کے خاص خاص سربرآوردہ روحوں کے معاملہ میں سن رکھا ہے کیسی قسم کی مذہبی روک تھام اور شرعی ظلم و ستم ان کو اظہار خیال سے مانع نہ ہو سکا - اور ملکوں میں تو کشت و خون اور قتل و جدل کی نوبت آئی - ہمارا ملک ہندوستان ہمیشہ سے اس معاملہ میں آزاد خیال تھا - اس لئے یہاں اس اہم کا فلسفہ مکمل ہو گیا - اور جگہ وہ ادھورا رہا - تاہم وہ معدوم اور غائب تو نہیں ہؤا - نظر کو وسیع کرو - تواریخوں کو دیکھو - اور تم کو پتہ لگ جائیگا "

نندو بھائی نے پوچھا :- " اس بات کو تو میں اب اچھی طرح سمجھ گیا - کہ اس اہم کی بڑی اہمیت ہے - لیکن کیا مذاہب وغیرہ بیکام چیزیں ہیں جن کی آپ مذمت کرتے ہو ؟

دیال نے جواب دیا - " ویدانت کو کسی کی مذمت یا تعریف سے غرض نہیں ہے - اور نہ وہ کسی دین آئین یا طریق و ملت کا مخالف ہے

یہ سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے
ویدانت کسی کو بُرا بھلا بھی نہیں کہتا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو غیر ضروری
قرار دیتا ہے۔ یہاں کوئی شے بھی غیر ضروری نہیں ہے۔ یہ سب اپنا اپنا
مقصد رکھتے ہیں۔ اور عقلی اور دلی نمو کے لیئے ان کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن
یہ سب کے سب ابتدائی مرحلے ہیں۔ اور جو لوگ اُن کے دلدادہ ہیں۔ اُن
سے بخوشی تمام تعلق رکھیں۔ جن کو بہشت کی آرزو ہے۔ وہ بہشت
کے لیئے روزہ نماز اور دھرم کرم کے فرائض انجام دیتے رہیں۔ جن کو اور قسم
کی خوشیوں پیشیوں۔ دولت عزت۔ علم و ہنر کا خیال ہے۔ وہ اُس کی
یا اُن کی پیروی اور تکسیب و تحصیل میں لگے رہیں۔ ویدانت کسی سے
لڑنے جھگڑنے کے لیئے تیار نہیں ہے۔ لیکن ہاں! جن کی طبیعتیں ان
سب سے بھر گئی ہیں۔ اکتا گئی ہیں۔ سیر ہو چکی ہیں۔ اُپرام ہو گیا ہے ویدانت
صرف اُنہیں کی مدد اور اُن ہی کے خیالات کی وضاحت کا طریق ہے۔
اور وہ بہ آواز بلند بلا خوف و خطر ان کو صدا دیتا ہے۔ کہ آخر میں اس آتم
پر سب کو آنا ہوگا۔ اس کے خیال کا آنا عقلی اور تمیزی بلوغیت کا نشان ہے
جیسے میں تم کو پہلے ہی بچّوں کے کھیل کے کھلونوں کی مثال میں سمجھا چکا ہوں
دوبارہ پھر کیا کہوں۔ اور جو لوگ اس آتم کی گتھی سلجھانے والے۔ دائمی
زندگی کے خواہشمند۔ بغیر دُکھ کی شمول کے یقینی اور دائمی سُکھ کے آرزومند
اور اصلیت کے علم کے محقق اور متلاشی ہوں۔ وہ ویدانت کی مدد سے
فائدہ اُٹھائیں۔ ویدانت صرف اُن کے مطلب کی چیز ہے۔"

نند بھائی بولے "سمجھ گیا۔ آتم اصلی چیز ہے۔ اور اس حیثیت سے

وہ عقیل اور دانشمند انسان کے مطالعہ کی شے ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ اس
کا جاننا مشکل ہے۔ پھر اس کا مطالعہ کیسے ممکن ہے؟"
دیال نے کہا۔ "یہ سچ ہے کہ جس سے سب کچھ جانا جاتا ہے۔ اور جو
جاننے پہچاننے اور سوچنے وچارنے کا آدھار ہے۔ اُسے کون جانتا ہے۔
عقل سے بھی وہ جانا نہیں جاتا۔ کیونکہ عقل خود اُس کے ظہور کی صورت
ہے۔ لیکن اس سے کبھی بھول کر بھی یہ نتیجہ نہ نکالنا۔ کہ وہ مذبذب یا مبہم
مضمون ہے۔ ویدانت کسی کو متشکی (اگناسٹک) یا اگیانی نہیں رکھنا
چاہتا۔ تم سمجھ رکھو اور سُن رکھو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو۔ کہ وہ جاننے
سے بھی زیادہ جانا ہوا ہے۔ وہ سمجھنے سے بھی زیادہ سمجھا ہوا ہے۔ وہ ماننے
یا منوانے سے بھی زیادہ مانا ہوا ہے۔ کیسے کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ 'آتم'
نہیں ہے؟ کیا تم کو اپنی ہستی سے انکار ہے؟ کبھی نہیں۔ اور یہ کبھی ممکن
نہیں۔ آتم کا جاننا۔ سمجھنا اور ماننا عقل کے تابع نہیں ہے۔ اور نہ وہ زبان
یا خیال سے ثابت کرنے کرانے کا محتاج ہے۔ "وہ ہے" اور کوئی
فرد بشر اس کے یقین سے خالی نہیں ہے۔ جو خود ہی ہے۔ وہ اور کسی
کے ہست ثابت کئے جانے کا محتاج کب ہے! اس کا انبھو (حس باطن)
ہر شخص ہر متنفس۔ اور ہر فرد بشر کو ہے۔ کیا تم اسے نہیں مانتے؟"
نرملدو بھائی بولے۔ "میں مانتا ہوں۔ مان گیا۔ جانتا ہوں۔ جان گیا
پہچانتا ہوں۔ پہچان گیا۔ آپ کی باتیں پتھر کی لکیر ہوتی ہیں۔ اُن کی تردید کیسے
کی جا سکے۔ اور میں کیا بیچ بحثی یا کٹھ حجتی کرنے آیا ہوں۔ جو صحیح اور سچی بات
کے تسلیم کر لینے سے انکار کروں۔ لیکن تاہم اس سوال کے کرنے سے

باز نہیں رہ سکتا - کہ اہم کے انبھو کے علاوہ اور کیا طریق ہے - جس سے اس کی وضاحت ہو جائے ؟"

دیال نے نند بھائی کی طرف گہری نگاہ کی - یہ اس کی عادت میں اصل ہے - جب کوئی مشکل سوال کیا جاتا ہے - تب وہ سوال کرنے والے کو توجہ کے ساتھ ایک نظر سے دیکھ لیتا ہے - تب جواب دینے کی اسے سوجھتی ہے -

دیال نے کہا " ہاں طریق ہے - اور وہ طریق اَن اہم پر غور کرنا اَن اہم پر وچارنا اور اَن اہم کی جانچ پڑتال - چھان بین اور دیکھ بھال کرنا ہے -"

نند بھائی نے پوچھا - " یہ اَن اہم کیا ہے ؟"

دیال نے جواب دیا - " جو اہم نہیں ہے - وہ اَن اہم یا اَنا اہم ہے - اہم سے مختلف اَن اہم یا اَنا اہم کہا جاتا ہے -"

نند بھائی بولے - " تب دو باتیں ہوئیں - اَن اہم اور اہم اس لئے دونوں محدود ہو گئیں - حالانکہ آپ اس اہم کو شروع سے آخر تک محیط کل - غیر محدود اور مکمل کہتے چلے آ رہے ہیں - کیا اب دو چیزوں کو مان کر آپ اپنے دعویٰ کو خود ہی رد نہیں کر رہے ہیں ؟"

دیال ہنسا - " نند بھائی ! سوچ سمجھ کر تب سوال کرو - اس طرح کہنے سے میرا دو چیزوں کا خیال دلانا ہرگز مقصود نہیں تھا - اور نہ میں اپنے دعوے کا تردیدی سامان پیش کر رہا ہوں - کہنے سننے میں خواہ مخواہ دو کا بھاؤ آ ہی جاتا ہے - ورنہ گفتگو کا امکان کیسے ہوگا - تاہم میں چھوٹے چھوٹے عام فہم اشعار سے تمہارے اعتراض کی گتھی سلجھاتے

'میرا' یا 'میرا اپنا' ہے۔ جس پر کسی کو ابھیمان ہو۔ قبضہ کرنے یا قابض ہونے کا ناز ہو۔ جس سے کوئی اپنے آپ کو منسوب۔ مربوط یا مخصوص کرے۔ وہی تو ان اہم (غیر اہم) ہوگا۔ جسے وہ ظاہرا اپنے سے جدا سمجھتا ہے۔ اور اس پر قبضہ کرکے اس کا ابھیمانی ہو رہا ہے۔ پس وہ چیز سوائے پرکرتی اور مادہ کے کیا ہوگی؟ اور کیا ہو سکیگی؟

اُسے پرکرتی کہو۔ مادہ کہو۔ ساز و سامان کہو۔ کچھ بھی کہہ لو۔ وہ سب کچھ ہے۔ اور جزدی یا انفرادی اور کلی مجموعی حیثیت میں وہ پرش کے بھوگ اور پورش کے قبضہ کی چیز ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" اس آخری جملہ سے مجھے ایک نیا خیال سوچنے کے لئے مل گیا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ اپنے طور پر اپنی زبان میں اور اپنے سمجھانے کے نئے ڈھنگ میں اُسے واضح کردیں۔ وہ یہ ہے:۔ اہم پنا۔ اہم کی صفت یا اہم کا خاصہ ہے۔ میں ہوں۔ تب کسی کو 'میرا' کہونگا۔ اگر میں نہ ہوں۔ تو پھر کون کسے میرا کہنے لگا۔ میں نے یہاں تک تو خوب سمجھ لیا۔ اس سمجھنے میں کوئی ترک شبہ باقی نہیں رہا۔ لیکن ایک سوال یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اہم کے قبضہ یا بھوگ کی چیز پہلے ہوگی۔ پھر اُس کے بعد اہم ہوگا۔ اور اس چیز کے بھوگ یا قبضہ کے متعلق وہ اہم پنا یا 'میرا میرا' کریگا۔ دوسرے لفظوں میں پرکرتی مقدم (پہلی چیز) اور اہم مؤخر (پچھلی چیز) ہوئی۔ کیا یہ میرا خیال صحیح ہے؟"

دیال ہنسا۔" واہ جی واہ! تمہارے سوال کو سُن کر اس وقت میری طبیعت خوش ہوگئی۔ یہ وہ نکتہ ہے۔ جسے موجودہ زمانہ کے ویدانتی

نہیں سمجھتے۔ اور نہ اس کی طرف کسی کی نگاہ ہی رہتی ہے۔ تم اکیلے آدمی ہو۔ جس نے میری دانست میں یہ سوال پہلے اٹھایا ہے۔ حالانکہ تمام ہندو پورانوں اور ویدانت کے خاص اصطلاحوں برہمہ اور آتما میں وہ موجود ہیں اور میں باربار ویدانت کی تشریح میں اسی کا اعادہ کرتا اور دوہراتا رہتا ہوں۔ اب جاکر تمہاری نظر اس طرف گئی ہے۔ بہت کم آدمی ایسے ملتے ہیں۔ جو ویدانت کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ ورنہ اس وقت سب مروجہ قاعدہ سے پابند ہوکر لکیر پیٹنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ برہمہ لفظ میں ورہ (پرکرتی) اور منن (چیتن) موجود ہے۔ اس میں مقدم اور مؤخر (یعنی اگلی پچھلی) کی وہی رعایت موجود ہے۔ جس پر تم نے سوال اٹھایا ہے۔ اسی طرح آتما میں ات (حرکت) اور منن (سوچنا) موجود ہے۔ یہاں بھی وہی نسبتی کیفیت مقدم مؤخر (اگلی پچھلی) کی موجود ہے۔ لیکن ان لفظوں کے لغوی اور اصلی معنے کی جانب کسی کی نظر نہیں رہتی۔ اور وہ صرف مرادی معنے لے کر اسی کی بنیاد پر اپنی خیالی اور بحثی عمارت کھڑی کر لیتے ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں سوچتے۔ کہ آخر اس طرح مرکب لفظ بنا لینے کی کوئی غرض بھی ہوگی یا نہیں۔ میں ظاہرا طور پر تمہاری رائے سے اس وقت اتفاق ظاہر کرتا ہوں۔"

نند و بھائی بولے۔ "ویدانت کی ان مشہور اصطلاحات کی مدد سے آپ نے میرے خیال کو تقویت دی۔ لیکن پورانوں میں یہ کہاں ہے؟"

دیال نے کہا۔ "پوران آدی شکتی۔ آدی مایا وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ جگت شکتی اور مایا ہی سے بنا ہے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہے۔ کہ شکتی کو مقدم (اگلی) سمجھا گیا ہے۔ اور پھر

پورانوں سے بھی زیادہ قدیم کتابوں کے قصّہ کہانیوں کی جانب غور کرو۔ کہتے ہیں
"اصلیت یا حقیقت پہلے مٹر کے دانہ کی طرح سمٹی سمٹائی ملی جُلی اور گتھی ہوئی تھی
وہ دو میں تقسیم ہو گئی۔ ایک پُرش ہُوا۔ دُوسری پرکرتی۔ پُرش نے پرکرتی کو دیکھا
اس کی طرف رجوع ہُوا۔ اُس سے مِلا۔ اور اُن کے ملنے سے جگت کے جیو جنتو
کی پیدائش کا سِلسلہ شروع ہُوا۔" اب اِس قصہ کے لفظوں پر غور کرو۔ پُرش
نے پرکرتی کو دیکھا۔ کیا اس دیکھنے کے لفظ سے پرکرتی کو مقدم اور اگلی نہیں
کہا جاسکتا! عورت تھی تب تو مرد اُسے دیکھ کر موہت اور فریفتہ ہُوا! نہ ہوتی تو
فریفتہ کیسے ہوتا۔ اس نظر سے پرکرتی مقدم سمجھی گئی۔ اور اسی نظر سے برہم لفظ
میں ورہ لفظ پہلے اور مَن پیچھے لایا گیا۔ اور وہ یُونہی نہیں ہے۔ بلکہ کسی خاص
غرض اور مصلحت کو مدِّنظر رکھ کر اُس کو وضع کیا گیا (بنایا گیا) ہے۔ نہیں تو
اُس کی شکل 'مَن رہ' یا 'مبرہ' ہوتی۔"

نندو بھائی بولے۔" خوب ہُوا کہ اب ہمیشہ کے لئے اس کی وضاحت
ہو گئی۔ لیکن آپ نے دو تین مرتبہ یہ کہا ہے۔ کہ ظاہرا اس بات سے آپ
کو اتفاق ہے۔ اس 'ظاہرا' لفظ کے اس موقعہ پر استعمال کرنے سے آپ
کی کیا مُراد ہے؟ کیا باطناً یا باطن میں آپ کو اِس سے اتفاق نہیں ہے؟

دیال نے کہا۔" نہیں! میں اہم کو اصل میں مقدم سمجھتا ہوں۔ اہم
ہے۔ اس لئے اہم پنا ہے۔ اہم نہ ہوتا۔ تو اہم پنا کیسے ہوتا۔ میں اہم
پنے کو اہم سے جدا نہیں سمجھتا۔ اور اُن میں سے کسی کو اصلاً مقدم اور مؤخر
کے معنے نہیں پہناتا۔ عالم اظہار میں چاہے اہم پنا مقدم سمجھ لیا جائے۔
اس سے کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ لیکن اصل میں ان میں کسی کو مقدم اور

موخر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" اہم پنا کو سوا آپ کے آج تک کسی نے پرکرتی نہیں کہا۔ یہ آپ کی اپنی نرالی جدت ہے۔ اور مَیں نہیں سمجھتا۔ وہ کہاں تک تسلیم کرنے کے قابل ہے۔ کم ازکم اس موقع پر وہ صراحت طلب ضرور ہے۔ اور چونکہ یہ خیال آپ ہی سے چلا ہے۔ اس لئے اُس کی صراحت بھی آپ ہی کی طرف سے ہونی چاہئیے۔"

دیال مُسکرایا۔" یہ آٹھواں مرتبہ ہے۔ کہ تم کو رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں ویدانت کے مضمون کے مطالعہ کا موقع دیا جا رہا ہے۔ اِس بار بار کے مکالمہ سے کم ازکم اتنی اُمید کرنا بیجا نہ ہو گا۔ کہ تم ویدانت کو اصلی اور حقیقی علم کی نظر سے دیکھنے لگے ہو۔ مَیں کسی کی پیروی کا دم نہیں بھرتا۔ نہ اِدھر اُدھر کی باتوں کی کانٹ چھانٹ کرتا ہوا اُلٹی سیدھی سمجھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔ مَیں جو خود سمجھتا بوجھتا جانتا پہچانتا اور مانتا ہوں۔ وُہی کہتا۔ اور سُناتا بھی ہوں۔ اور چونکہ میں اسے علم واقعہ سمجھ رہا ہوں۔ اسی حیثیت سے اُسے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ؛

اہم اور اہم پنا دو تصور کئے گئے۔ ان میں سے ایک ذات ہے دُوسری صفت ہے۔ اہم ذات ہے۔ اپنی ہستی رکھتا ہے۔ اور اہم پنا اپنی جدا ہستی نہیں رکھتا۔ صفت ہونے کی وجہ سے وہ اہم کے تابع ہے۔

یہ اُسی طرح سے ہے جیسے (مثال کے طور پر) تم اور تمہارا جسم۔

قدرت میں ہر شے سے دھاریں خارج ہوتی رہتی ہیں۔ جو اس شے کے ہر چہار طرف منڈل بنا رکھتی ہیں۔ جسے چاہو اُسے دیکھو۔ اس سے

خالی ایک شے بھی نظر نہ آئیگی ۔
یہ دھاریں ویسے ہی خارج ہوتی ہیں ۔ جیسے سانس کا اہتمام ہے ۔
سانس سے پرکرتی یا مادہ کی دھار خارج ہوتی ہے ۔ جو پہلے لطیف ہوتی ہے ۔ اور پھر وہی کثیف بنجاتی ہے ۔ کثیف بنجانے سے اس کی صورت تشکل قائم ہوتی ہے ۔ اور اس کثیف شکل کی جانب چیتن ۔ من ۔ بدھی کے لطیف دھارے سے اس کی جانب رجوع ہوکر اس کا انجمانی ہو رہتا ہے ۔ اور اس طرح خیالی بندھن میں پھنس جاتا ہے ۔ یہ واقعات لطیف اور کثیف دونوں صورتوں میں اپنا ظہور کرتے رہتے ہیں ۔ پہلے وہ لطیف ہوتے ہیں ۔ پھر ان میں گھنا پن آ جاتا ہے ۔ یہ تم بطور خود دیکھ سکتے ہو ۔ کہ سانس کے سلسلہ میں یہ رعایت موجود ہے ۔ سانس سے جو لطیف اکخرات نکلتے ہیں ۔ ان کے بھی کثیف ہونے کی ویسے ہی اُمید کی جاسکتی ہے ۔ جیسے تمہارے جسم کے مساموں کے سانس میل کی صورت میں تہ بہ تہ جم جاتے ہیں ۔ اور نظر آنے لگتے ہیں ۔ ان میں سے جو دھار کہ پہلے خارج ہوکر بہ تشکل متحرک باہر آتی ہے ۔ وہ مادہ کی لطیف ۔ اور کثیف صورت کہلاتی ہے ۔ اور جو شے فاعل بن کر اُسے اپنے ماتحت کرنا چاہتا ہے ۔ وہ چیتن کہلاتا ہے ۔ اور چیتن کے کام دل اور عقل کے اوزاروں سے ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر سمجھو ۔ جسم ہے اور جسم کا سایہ ہے ۔ سایہ لطیف ہے ۔ اسے دیکھ کر بچوں کو اس کے غیر شے ہونے اور اپنے سے بالکل جدا رہنے کا بھرم ہوا کرتا ہے ۔ ویسے ہی دُنیا میں چیتن اور جڑ کا کھیل ہوتا ہے ۔ اگر سایہ نہ ہو ۔ تو اُسے کوئی کیا دیکھے ۔ اور کیسے اُس کا انجمانی بنے ! میرے ان تمام جملوں کے اندر تمہارے اس سوال کا

جواب موجود ہے۔ جو تم نے اہم اور اہم مایا کی بابت کیا ہے!"
نند و بھائی نے کہا۔" بات ذرا باریک سی ہے۔ جس کا آسانی سے سمجھ میں آنا مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ مگر عقل کچھ کچھ اُسے صحیح تسلیم کر رہی ہے۔ سایہ کی مثال خوب ہے۔ سایہ پکڑا نہیں جاتا۔ لیکن پرکرتی یا مادہ کی چیز پکڑی اور چھوئی جاتی ہے۔ یہ اعتراض ہے۔"
دیال بولا۔" پکڑنا اور چھونا یہ سب نسبتی اصطلاحات ہیں۔ بیوہار کی دنیا میں ان کے کھیل کے وقت ایسا کہہ سکتے ہو۔ لیکن اصل میں جس طرح اہم ناقابل بیان ہے۔ ویسے ہی یہ ان اہم (پرکرتی) بھی ناقابل بیان ہے مول پرکرتی بھی اسی طرح دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ جیسے یہ اہم۔ آج تک کس نے اُسے دیکھا ہے۔ یہ جو کچھ ہم کو اس کا علم ہو رہا ہے۔ وہ صرف دھارنا کا ہے۔ جو اس سے خارج ہوتی رہتی ہیں۔ کیونکہ یہ ان اہم ہمارے اہم سے بہت قریب ہے۔ اور قریب ہونے کی وجہ سے اس کا بھی جوں کا توں علم ہونا کار سے دارد کا مضمون ہے۔ اسی وجہ سے مایا وادی ویدانتیوں نے اُسے اَنِردچنی مایا کا خطاب دیا۔ اور اس کی طرف سے منہ موڑ کر اہم کی جانب متوجہ ہو لئے۔ جو سب کا مرکز اور مدار علیہ ہے۔"
نند و بھائی بولے۔" یہ ویدانتی مایا کو ان ہونی کہتے ہیں۔ یعنی اس کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ وہ بھاستی ہے۔ اور وہ نظر آتی ہے۔"
دیال نے کہا۔" بات کہنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ اور میں خود اس وقت تم سے کیا کہہ رہا ہوں۔ کیا میں نے ابھی تم سے نہیں کہا کہ اَن اہم کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اُس کی ہستی اہم کے تابع

ہے۔ طاقت طاقت والے کے ماتحت ہے۔ بل بلوان کے تابع ہے۔ ان کی اپنی جداگانہ ہستی کوئی کیسے ثابت کریگا! یہ اپنی علیحدہ ہستی نہیں رکھتے اور پھر بھی طاقت ور اور بلوان کو اپنی طاقت اور بل کا گھمنڈ رہتا ہے۔ اور وہ اُس کا ابھمانی بنا ہوا پھرتا ہے۔ بالکل یہی کیفیت اہم کی ہے۔ وہ بھی اہم پنا کا ابھمانی ہو کر اسی کے بندھن میں بھرم کی وجہ سے 'میرا میرا' کیا کرتا ہے۔ یہ 'میرا میرا' یا 'میرا پنا' ہی مایا ہے۔ اس کی علیحدہ ہستی کہاں ہے۔ اسے ذرا غور کر کے سمجھ لو۔ تو بھرم مٹ جائے گا"۔

شنارو بھائی بولے۔ "حقیقت میں آپ کہتے تو سچ ہیں۔ لیکن یہ مضمون پھر بھی بار بار سوچنے کا محتاج ہے۔ لیکن طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ کہ ان کو کیا کہا جائے۔ اور کیا نہ کہا جائے۔"

دیال نے کہا۔ "طبیعت ایک نہیں ہزار اکتائے۔ لیکن اس سوال سے بچاؤ نہیں ہے۔ وہ پھر رہ کر ستا دیگا۔

اہم ایک ایسا زندگی کا زبردست مسئلہ ہے۔ کہ اُس کو کسی نہ کسی وقت حل کرنا ہی پڑتا ہے۔ اُس کی ہستی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اہم نہیں ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اہم کوئی ایک چیز نہیں ہے۔ اور اہم کے ساتھ اہم پنا لگا ہوا ہے۔ جو بیوہار اور اظہار میں اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہوا تماشا دکھایا کرتا ہے اور وہ جیسا میں نے نہایت لطیف طور پر تم کو سمجھایا ہے۔ کہ اہم ذات ہے۔ اور یہ اہم پنا صفت ہے۔ کثیف ہونے پر اسی کی صورت مادی ہو جاتی ہے۔ سوچو۔ سوچتے چلو۔ کبھی نہ کبھی یہ باریک مسئلہ سمجھ میں آ ہی

جائے گا۔

ساتویں کلا

ان ہم

نندو بھائی بولے۔ اس موقعہ پر آپ کی تقریر بہت زیادہ صاف نہیں ہوئی۔ یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ میں نے ایسے مذبذب الفاظ آپ کی زبان سے سُنے ہیں۔ آپ نے اہم کے بارہ میں تو یہ صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ وہ عقل۔ دل اور زبان کے پرے کی چیز ہے۔ یہ الفاظ ایک طرح پر صاف ہیں۔ پھر آپ نے یہ فرمایا۔ کہ اہم جاننے ہونے سے بھی زیادہ جانا ہوا ہے اور سب کو اُس کی ہستی کا انبھو اور یقین ہے۔ جو عقل دل اور زبان سے اظہار کئے جانے کا محتاج نہیں ہے۔ یہ بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کا یہ کہنا کہ پرکرتی یا مادّہ کی اصلیت کا بھی علم کسی کو نہیں ہوتا۔ یہ سخت مبہم اور مذبذب بات ہے۔ جسے عقل تسلیم نہیں کرتی۔ آخر یہاں کوئی جاننے۔ سمجھنے اور بُوجھنے کی بھی چیز ہے۔ کہ سب کا سب گورکھ دھندا ہی ہے۔"

دیال نے کہا۔ "میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ جسے میں صحیح سمجھتا ہوں۔ اُسی کا زبان سے اظہار کرتا ہوں۔ جڑ پرکرتی۔ یا مُول پرکرتی بھی سمجھ سے پرے کی چیز ہے۔ لیکن یہی سمجھنے کی بھی چیز ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "غضب ہو گیا۔ پھر وہی مذبذب اور لاطائل گفتگو! کم ازکم یاد دہانی کرانے پر تو آپ کو سنبھل کر زبان سے الفاظ نکالنے چاہئے تھے۔ تاکہ پھر مغالطہ نہ ہوتا۔ کیا آپ اس احتیاط کی بھی اپنے لئے ضرورت

نہیں سمجھتے - اگر یہ پرکرتی نہیں جانی جاتی - تو پھر جاننے کی کیا چیز ہے ؟"

دیال نے کہا - "جاننے کی چیز پرکرتی ہی ہے -"

شدھ بھائی بولے - "پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ ! میں ان باتوں سے کیا نتیجہ اخذ کروں - آخر یہ پرکرتی اگر جاننے کی چیز ہے - تو کس طرح جانی جاتی ہے ؟"

دیال نے کہا - "مول پرکرتی کو تھوڑی دیر کے لئے پرے رکھ دو - میں نے تم کو اشارہ دے دیا ہے - کہ یہ آتم سے بہت قریب ہے - اور قریب ہونے کی وجہ سے یہ جانی نہیں جاتی - جو شے قریب ہو - بہت بڑی ہو - بہت چھوٹی ہو - پردہ میں ہو - اُس کا جاننا مشکل ہوتا ہے - آنکھ کے قریب کے سُرمہ کو کون دیکھتا ہے - لیکن یہ بھی میں نے کہا ہے - کہ پرکرتی کو اُس کے دھاروں سے جانا جاتا ہے - اور اُس کا جاننا تین طرح سے ہوتا ہے - پران گیان - انومان گیان - اور شبد گیان سے - پرمان گیان اندریوں یا حواس کا علم ہے - جیسے دیکھنا - سُننا - چکھنا وغیرہ - انومان گیان - دل کا قیاسی اور قیاس یا غور کر کے نتیجہ نکال کر اُس پر قائم ہونے کا علم ہے یہ علم کے تین طریقے ہیں - ان سے یا ان کی مدد سے اُن اہم کا علم ہوتا ہے -"

شدھ بھائی بولے - "یہ سچ ہے - اس تین طرح کے گیان سے کس طرح پرکرتی کے دھاروں کا گیان ہوتا ہے ؟"

دیال نے کہا - "پرکرتی ہے - یہ انبھو گیان ہے - جو بیج روپ ہے اور جسے میں نے شبد گیان یا شہادتی گیان کا نام دیا ہے - اور

جو دل کے قیاس کے ساتھ با تعلق اور بے تعلق بھی ہے۔ پرکرتی کے اس
گیان کے ہوتے ہی یہ خیال میں آنے لگتا ہے۔ کہ پہلے وہ لطیف ہوگی۔
پھر کثیف ہوئی ہوگی۔ یہ انومان اور قیاس ہے۔ پرکرتی کی لطیف
دھاریں۔ شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ ہیں۔ (خواہ ان کو سماعت
لمس۔ بصارت۔ شامہ یا ذائقہ کہو) یہ گیان اندریوں یعنی آنکھ۔ ناک
اور ناک کے علم کے ماتحت ہیں۔ انہیں دھاروں کی کثیف یا ستھول
صورت آکاس۔ وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی ہیں۔ سوکشم دھاروں سے
ظہور میں آئی ہیں۔ اور ان کو اس وجہ سے مہابھوت یا ستھول تتو کہا
جاتا ہے۔ یہ بھی گیان اندریوں کے پرمان گیان کے تابع ہیں۔ اور ان کے
ساتھ انومان گیان یا دل کا قیاسی علم شامل رہتا ہے۔ دلی علم خواہ انومان
گیان درمیانی علم ہے۔ جو علم کے اونچے اور نیچے طبقہ میں شامل رہتا
ہے۔ اس سے خالی کوئی بھی نہیں رہتا۔ ہاں خصوصیت کی وجہ سے
گیان کی تین قسمیں واضح شکلوں میں قائم کردی گئی ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں
آسانی ہو۔ جو علم کہ گیان اندریوں سے متعلق ہے۔ اندریوں کی خصوصیت
کی وجہ سے وہ انہیں کا علم کہا جاتا ہے۔ گو دل کی شمولیت کے بغیر
اندریاں کام نہیں کرتیں۔ اور نہ کر سکتی ہیں۔ انومان گیان دل کا
قیاسی علم ہے۔ جو دلی خصوصیت کی وجہ سے اسی کا گیان کہلاتا ہے
حالانکہ زیادہ حد تک اس گیان کا انحصار بھی اندریوں کے خارجی مشاہدات
کے تجربہ پر ہوتا ہے۔ اب رہ گیا شہادتی گیان یا شبد گیان۔ وہ
یا تو کسی تجربہ کار بغرض گورو کی گواہی کا نتیجہ ہوگا۔ یا خود اپنی ذاتی شہادت

کی بنیاد پر ہوگا۔ اس میں بھی دلی قیاس اور اندریوں کے تجربوں کا بھی شمول ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ شامل ہوں۔ تو یہ شہادتی گیان ہمیشہ مبہم اور مذبذب رہے اور یقین کے درجہ کو حاصل نہ کر سکے۔ یہ تین طرح کے گیان ہیں۔ جو ملے جلے کام کرتے ہوئے اپنی اپنی خصوصیت اور صفاتی اہمیت کی وجہ سے خاص خاص نام رکھتے ہیں۔ ان کی مدد سے پرکرتی یا اَن اہم کا گیان ہوتا ہے۔ اور وہ جانی جاتی ہے "۔

نندو بھائی نے پوچھا۔" اس کی اور زیادہ صراحت کیجئے۔"

دیال نے جواب دیا۔" اسے پہلے بھی سمجھا چکا ہوں۔ لیکن اب دوبارہ پھر دوہرا دینے سے اس کی تم کو اور بھی خوب سمجھ آ جائیگی۔

جاگرت اوستھا یعنی حالت بیداری میں جو گیان ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر اندریوں کے گیان ہونے سے پرمان (اندریہ گیان) کہلاتا ہے۔

سپن اوستھا یعنی خواب کی حالت میں جو گیان ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر دل کے گیان ہونے سے انومان (قیاسی گیان) کہلاتا ہے۔

سوشپتی اوستھا یعنی بیخبری کی نیند کی حالت میں جو گیان ہوتا ہے۔ وہ شہادتی گیان ہونے کی وجہ سے شبد گیان یعنی خبر دیا ہوا گیان کہلاتا ہے۔ اس کی خبر چاہے سوشپتی میں گیا ہوا آدمی دے۔ خواہ اور کوئی دے اس وجہ سے اس کا نام شبد گیان رکھا گیا ہے "۔

نندو بھائی نے سوال کیا۔" کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ اس شبد گیان کی بابت اپنی زبانی شہادت سب کچھ سمجھ لیجائے؟"

دیال نے جواب دیا۔" ہر بات پر ذاتی شہادت کافی نہیں ہوتی

اور نہ کوئی اُس پر قادر ہے۔ مثلاً پیدائش کے معاملہ میں کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔ کہاں پیدا ہوا تھا۔ کس کس کے سامنے پیدا ہوا تھا۔ اِس کی بابت دوسرے کی شہادت مطلوب ہوتی ہے۔ اُسی طرح سوشپتی گیان کی نسبت سمجھو۔ اگر اُنبھو ہے۔ تب تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ اور اگر اُنبھو نہیں ہے۔ تو پھر دوسرے کی شہادت لے کر اپنے ذاتی تجربہ کے ساتھ مقابلہ کر کے اُس پر قائم ہونا پڑتا ہے اور یہ شہادت قطعی سمجھی جاتی ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "اِس سے ثابت ہوا۔ کہ اہم گیان سے خالی ہے وہ اپنی پیدائش کا پتہ نہیں دے سکتا!"

دیال ہنسا۔ "تم مثالوں کو لے کر اچھے نتیجے نکالتے ہو۔ اہم نہ پیدا ہوا اور نہ مریگا۔ ایک بات یہ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ گیان دھیان سب اس اہم کے آدھار پر ہوا کرتے ہیں۔ مثال کے صرف مخصوص پہلو کو لیا کرو۔ تب ویدانت کی ماہیت سمجھ میں آ دے گی ورنہ ناحق طوالت ہوگی۔ اور اصلیت سے خالی رہ جاؤ گے۔"

نندو بھائی بھی اپنی باری پر ہنسے۔ "یہ صرف جملہ معترضہ تھا۔ اب میں اسی گیان کی طرف پھر رجوع ہوتا ہوں:۔

اندریوں کا بیوہار صرف جاگرت میں رہتا ہے۔ سپن میں وہ مر جاتی ہیں۔ اور اسی طرح سوشپتی میں بھی نہ دل رہتا ہے۔ نہ اندریاں رہتی ہیں۔ اور آپ نے ابھی کہا ہے۔ کہ دِل تینوں حالتوں میں شامل رہتا ہے۔ اور اندریوں کا بھی شمول رہتا ہے۔ یہ کیسے ہوتا ہے۔ یا ہو سکتا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جاگرت میں اُستھول اندریاں شریر کے

ساتھ کام کرتی ہیں۔ سپن میں سوکشم اندریاں سوکشم شریر کے ساتھ رہتی ہیں اور استھول اندریوں کی بنیاد انہیں سوکشم اندریوں کے اندر ہوتی ہے۔ من ہی تو سوکشم شریر ہے۔ اس کے سوا سوکشم شریر اور کیا ہوگا یہ من اپنے اندر باہری جگت کے تمام تجربوں کے اثرات کو لئے رہتا ہے اور وہاں بھی اندریوں جیسا بیوہار کیا کرتا ہے۔ کیا سپن میں کھانا۔ پینا۔ نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہے۔ کہ وہاں بھی اندریاں ہیں۔ ہاں وہ یہ استھول اندریاں نہیں ہیں۔ وہ سوکشم ہیں۔ سوشپتی میں من اپنے سوکشم اندریوں کو ساتھ لئے کارن شریر میں سنے ہوتا ہے کارن شریر بیج روپ ہے۔ وہاں اس میں ہر شے بیج روپ میں موجود رہتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ استھول شریر میں استھولتا ہے۔ سوکشم شریر میں سوکشمتا ہے۔ اور کارن شریر میں کارنتا ہے۔ اس میں بیج روپ میں سب کچھ موجود ہے۔ اگر نہ ہوتا۔ تو سوشپتی میں جو آنند پراپت ہوتا ہے اس کی یادداشت (سمرتی شکتی) جاگرت اوستھا میں کبھی نہ ہوتی۔ ۱۱

نندو بھائی نے پوچھا۔ "کیا یہ قطعی مانئے ہے۔ کہ کارن اوستھا میں ساری باتیں بیج روپ سے موجود رہتی ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "یہ نادانی کا سوال ہے۔ کیا شے ہے۔ جو بیج میں نہیں رہتی۔ درخت کے تمام سامان شروع سے آخر تک موجود رہتے ہیں۔ عالم اظہار میں وہی رنگ روپ پکڑ کر نظر آجاتے ہیں۔ جو بیج میں ہے۔ وہی تو پیدا ہوگا۔ دوسرا کیا ہونے والا ہے! اگر کہیں زیادہ طاقت کا شیشہ (خوردبین) مل جائے۔ تو وہی بیج تم کو بڑی صورت

والا نظر آجائیگا - وہ جو ہے - وہ ہے - اس سے سمجھ لو - کہ جو کچھ تم جاگرت میں دیکھتے ہو - وہ سب کا سب سُوشُپتی سے آیا ہوا ہے - اُس کے اندر تمام اظہار کے سامان ہیں - جب دھار باہر نکلتی ہے - تب جاگرت کے بیوہار میں اُس کے تمام شئے نظر کے سامنے آجاتے ہیں - اور جب دھار سمٹ سمٹا کر اندر چلی جاتی ہے - تو وہ پھر بیج روپ اختیار کر لیتی ہے - اور لپٹی لپٹائی پڑی رہتی ہے - یہ ایسی معمولی بات ہے - جو ذرا غور کرنے سے بہ آسانی سمجھ میں آجاتی ہے - اور کسی زیادہ دلیل دینے یا سند اور حوالہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے - یہ اور کچھ نہیں ہے - وُہی سانس لینے کا اصُول ہے - جو ہر شئے میں نظر آتا ہے - اور ہر طرح کا بیوہار چاہے وہ کوئی بھی ہو وہی اصُول کے موافق اپنا سلسلہ جاری رکھتا ہے - یہاں تک کہ بیج ڈالنے اور بیج پیدا کرنے میں اُسی کا عملدرآمد ہوا کرتا ہے -"

نند و بھائی بولے - "باہر تو ہم اس اصُول کو دیکھ رہے ہیں - کیا اندر بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور ہوا کرتا ہے ؟"

دیال مسکرایا - "جو اندر ہے - وہی باہر ہے - اور جو باہر ہے - وُہی اندر ہے - صرف نسبتی طبقات میں فرق ہے - اور کچھ بھی نہیں ہے - جیسے سانس کا عملدرآمد باہر ہے - ویسے ہی جسم کے اندر بھی رگ رگ اور ریشوں ریشوں میں ہو رہا ہے - اُس سے خالی ایک جگہ بھی نہیں ہے - اصُول تو اصُول ہی ہے - اور تم کو حیرت ہو گی - کہ جس طرح جاگرت میں اندریاں باہری جگت میں خواہ تمہارے جسم میں باہر کام کرتی ہیں - ویسا ہی اُن کا کام اندر بھی ہوا کرتا ہے - شبد سپرش روپ رس گندھ

کا عمل جیسے باہر ہے ۔ ویسے ہی جسم کے اندر بھی ہے۔ آکاش ہوا اگنی جل اور پرتھوی جیسا کھیل باہر کھیل رہے ہیں ۔ ویسے ہی جسم کے اندر بھی اُن کا کھیل ہو رہا ہے ۔ تم کو ڈکار آتی ہے ۔ اس سے کھٹے میٹھے چرپرے ۔ نمکین اور کسیلے لذتوں کا پتہ لگتا ہے ۔ تم جیسے باہر دیکھتے ہو ۔ ذرا سادھن کرنے سے اپنے اندر بھی دیکھ سکوگے ۔ کم از کم خواب کی کیفیت میں تو اس کا اندازہ لگا سکتے ہو ۔ خواہ جو لوگ دھیان کرتے ہیں ۔ انہیں اندر میں روپ دکھائی دیتا ہے ۔ اسی طرح اندر میں آوازیں بھی سُنی جاتی ہیں ۔ سُننے کو ہر شخص سن سکتا ہے ۔ لیکن انہدبانی کے سادھن کرنے والے اُس پر زیادہ قادر ہو جاتے ہیں ۔ گرمی سردی کا علم جیسے باہر ہوتا ہے اندر بھی ہُوا کرتا ہے ۔ اور نہیں تو گرم اور سرد چیز کھانے پینے سے تو اس کا پتہ لگ ہی جاتا ہے ۔ وعلیٰ ہذا القیاس اور بالکل اسی اصول پر ہمارے اندر آکاس ہوا آگ جل مٹی کے تتو بھی باہر کی طرح کام کرتے ہیں ۔ اور یہ کام سب کے سب دھاروں ہی کی صورتوں میں ہو رہے ہیں ۔ ان دھاروں کی جڑ جس میں ہے ۔ وہی مُول پرکرتی یا اہم کہلاتی ہے اور اس کا تماشہ یا کھیل جس پر ہے وہ اہم ہے ۔ جو صرف آدھار محض ہے ۔"

آٹھویں کلا

اہم (مجموعی شکل میں)

نند بھائی بولے "اہم چیتن یا گیان سروپ ہے۔ ان اہم اچیتن یا اگیان سروپ خواہ جڑ ہے۔ اور یہ دونوں کم از کم اظہار کی حالت میں جدا جدا ہیں۔ دوسرے آپ نے گیان انومان اور پرمان سے اندریوں کے گیان کا پتہ دیا ہے؟ کیا ان میں گیان ہے؟ اگر ہے تو پھر یہ بھی چیتن ہیں؟"

دیال نے کہا "عجیب بات ہے۔ تم بار بار وہی بات کرتے ہو۔ جس کی میں پہلے صراحت کر چکا ہوں۔ گیان میں دوپنا نہیں ہے۔ گیان تو گیان ہی ہے۔ وہ ساکشی ہے۔ اور سارے بیوہار کا آدھار اسی پر ہے اب اس بات کو اور طریقہ سے سمجھنے کی کوشش کرو۔ 'ہمارا گیان' 'تمہارا گیان' 'اُس کا گیان' 'اِس کا گیان' 'میرا گیان' 'تیرا گیان' وغیرہ الفاظ عام طور پر استعمال میں رہتے ہیں۔ ان تمام میرے تیرے اُس کے وغیرہ کو دور کر دو۔ پھر باقی کیا رہا؟ گیان! اور کیا گیان تم کو اس حیثیت میں محیط کل نہیں نظر آ رہا ہے! سورج تو سورج ہے۔ چاہے وہ جتنے برتنوں کے اندر نظر آوے۔ برتن نہ ہوں۔ تو وہ ایک کا ایک ہے ان برتنوں کے ہونے سے اُس کے ایکتا یا یکتائی میں کیا فرق آتا ہے اسی طرح گیان کی کیفیت ہے۔ جب اس کے ساتھ بہت سے ضمیر مثلاً میرا گیان۔ تیرا گیان۔ وغیرہ لگائے جاتے ہیں۔ تو برتنوں کے

سُورج کی طرح وہ جُدا جُدا پرتیت ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں وہ ایک جیسا ہے!
یہہ تمام گیان یا گیان کی فرضی صُورتیں ایک متحد غیر منقسم اور اکھنڈ گیان
بھی ہے۔ اور یہ گیان اور کچھ نہیں ہے۔ اہم ہے۔ اصل میں یہ ایک
اہم ہی مختلف شکلوں اور صُورتوں میں اپنے ہی آپ اپنا اظہار کر رہا ہے
یہ گیان سروپ اہم کی بابت ہے۔

دوسری بات جو تم نے اندریوں کے گیان والی ہونے کی بابت کہی
ہے۔ وہ بھی سراسر غلط ہے۔ یہ سب کی سب اوزار کی حیثیت رکھتی
ہیں۔ اوزار سے دیکھنے والا ہی دیکھتا ہے! اوزار تو نہیں دیکھتا!
فرض کرو کسی کے ہاتھ میں دُوربین ہے۔ اور وہ اُس دُوربین کی
مدد سے دن کے وقت ستارے دیکھ رہا ہے۔ تو یہاں اِس
قدر البتہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ستاروں کا دیکھنا دوربین کی مدد سے
ہُوا ہے۔ اور اُس علم یا گیان کو تم دوربین کا علم یا گیان کہہ سکتے ہو لیکن
یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ دُوربین بطور خود گیان ہے۔ ایسا کہنا ہمیشہ غلط
ہوگا۔ لفظوں پر جانے کی اس قدر ضرورت نہیں ہے۔ جس قدر مغز
سُخن کے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ایسی غلط رائے کبھی نہ قائم کرو۔ کہ
اندریاں گیان والی ہیں! ناک کان آنکھ میں گیان نہیں ہے۔ گیان
تو ہم میں ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ ہم دیکھ سُن رہے ہیں۔ یہہ
نہیں کہا جاتا۔ کہ آنکھ کان دیکھ سُن رہے ہیں۔ اور اگر ایسا کہا
بھی جائے۔ تو اس سے یہ مُراد لینی چاہیئے۔ کہ دیکھنے سُننے والا
کوئی اور ہے۔ جو کان اور آنکھ سے سُن اور دیکھ رہا ہے ؂

جس قدر چاہو بحث دلیل اور حجت کرو۔ بات آخر میں آکر اسی اہم پر ٹھہرتی ہے۔ اب اپنی تیسری بات کی بابت سُنو۔
تمام اندریوں اشیا۔ اجسام۔ نظر آنے والی دُنیا وغیرہ کا مجموعہ جسے یہ اہم ماتحت کر رہا ہے۔ یا اپنا بنا رہا ہے۔ ان اہم کی مجموعی اصطلاح سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ان اہم متعدد اور بکثرت ہوتا ہوا ایک لفظ جڑ خواہ پرکرتی۔ خواہ مادہ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے یہ ہے ویسے ہی اہم ہے۔ تمام اہم جن کو تم جیو کہہ رہے ہو۔ ملے جُلے ہوئے ایک اہم ہوتے ہیں۔ اور آخر میں اُسی پر آکر بات ٹھہرتی ہے۔ ابھی تک بھرم ہے۔ اس لئے جیسے مادہ کو لوگ یہ کثرت اور متعدد اور انیک سمجھ رہے ہیں۔ اور غور سے سمجھ لئے جانے پر اُس کی بابت ایک ہی کا یقین ہوتا ہے۔ ویسے ہی غور کر لینے اور سمجھ لینے پر یہ سب اہم بھی مجموعی اور مشمولی کیفیت میں ایک ہی اہم پرتیت ہونے لگتے ہیں۔ اور اس وقت اس کے ثابت کرنے کی مطلق ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب تک بھرم ہے تب تک چل ہے۔ جس قدر باتیں بناتے رہو۔ مجبوری ہے۔ اور جب بھرم نہیں رہا۔ تو پھر کیا ہے۔ اور کیا باقی رہتا ہے؟ وُہی ایک۔ اَدوتیہ۔ لاثانی۔ واحد۔ اور لاشریک اہم۔
اندریاں جن کی مدد سے اندریہ گیان ہوتا ہے۔ گیان والی نہیں ہیں جو کان میں رہ کر سُنتا ہے۔ جو آنکھوں میں رہ کر دیکھتا ہے۔ جو ناک میں رہ کر سونگھتا ہے۔ جو چمڑے میں رہ کر چکھتا ہے۔ جو زبان میں رہ کر چکھتا ہے۔ وُہی گیان والا ہے۔ اور وہ اہم ہے۔ جس طرح پانی

یا پانیوں کے رہنے کی جگہ سمندر ہے۔ ویسے ہی سب کا آدھار یہ اہم ہی ہے
اور اگر تم تمام دُنیا کے تجربات اور مشاہدات کے نتیجوں کو گیان سمجھتے
ہو۔ تب بھی کیا ہرج ہے۔ یہ سب چکر کھاتے ہوئے اُسی ایک اہم کے
سہارے پر تیت ہوتے ہیں۔ جتنے کرم دھرم بھگتی اُپاسنا۔ یوگ
جپ تپ وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ وہ کس کے آسرے ہوتے ہیں؟ اسی
اہم کے۔ یہہ اہم ہی سب کا آخری مرکز اور آدھار ثابت ہوتا ہے۔ کوئی بھی
بات کہو۔ اُلٹ پھیر کرتے ہوئے اِسی اہم پر آنا پڑتا ہے۔ اہم ان میں سے
کسی کا بھی ماتحت یا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب اہم کے ماتحت۔ اور
محتاج ثابت ہوتے ہیں۔"

نند وبھاؤ نے کہا۔ "آپ کی باتوں سے اس قدر تو میری سمجھ میں آ
گیا۔ کہ اہم میں فاعلیت ہے۔ اور ان ہم میں مفعولیت ہے۔ ان اہم
بطور خود اس اہم کا محتاج ہے۔ اور وہ اُس پر قابض ہے۔ خواہ اُس کے
ماتحت رکھنے پر قادر ہے۔ لیکن آپ کا یہ بار بار کہنا کہ اہم ایک ہے۔ ذہن
میں بیٹھتا ہوا بھی نہیں بیٹھتا۔ آپ نے سمندر اور بوندوں کی مثال دی۔ آپ
نے سورج اور پانی کے برتنوں کی مثال سے ایک ہی سورج کو محیط کل
ثابت کر دکھایا۔ آپ نے تمام گیان کے اجزا کو شامل کرکے گیان کو ایک
بتایا۔ میں ان سب کو سمجھ گیا۔ اور سمجھتے ہوئے خواہش کرنے پر بھی
نہ ان کی تردید کر سکتا ہوں۔ اور نہ مجھ سے تردید ہو سکتی ہے۔ دل اسے
صحیح بھی مانتا ہے۔ پھر بھی یہ بات جیوں کی تیوں سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ یہ
سب ایک ہی ہیں۔"

دیال بولا "اس کا سبب یہ ہے۔ کہ جیو کو جیو پنے کا بھرم ستا رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک سے جدا سمجھ کر اپنی ایک کا ابھمانی بن رہا ہے۔ اس ابھمان کا چھوٹنا کوئی آسان بات تو نہیں ہے۔ یہی تو زبردست بندھن اور قید و بند کی حالت ہے۔ جس میں جیو خیالی طور پر پھنسا ہوا ہے۔ اگر یہ چھوٹ جائے۔ یا ٹوٹ جائے۔ تو پھر اُسے اور کچھ کرنے دھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہی تو ویدانت کی معراج اور آدرش ہے۔ معراج یا آدرش پر آسانی سے پہنچنا نہیں ہوتا۔ راہ میں کئی مرحلے آتے ہیں۔ ان کے عبور اور طے کر لینے پر پھر جا کر منزل مقصد تک رسائی حاصل ہوتی ہے اس لئے اگر یہ دقتیں سامنے آتی ہیں۔ تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بھی ایک مرحلہ ہے۔ اور اس مرحلہ میں ایشور۔ جیو۔ پرکرتی۔ تینوں کے خیال رہ رہ کر جیو کو ستاتے ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو؟ ایسا ہونا لازمی ہے۔ کون جانے کتنے جنم جنمانتروں سے اُس کے ایسے سوچنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ عادت سے جلدی چھٹکارا نہیں ملتا۔ لیکن سوچتے سوچتے دل اور عقل کی وسعت کے ساتھ اس پر عبور ملنے لگتا ہے۔ گھبرانے کی یا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایسا تو ہوتا ہی ہے۔ بیوہار میں جیو جیو کا بھید۔ جیو پرکرتی کا بھید۔ جیو ایشور کا بھید۔ ایشور اور جیو کا بھید اور ایشور اور پرکرتی کا بھید تو ستا دیگا۔ کیونکہ اس کی خیالی مشاقی اور عملی مشاقی اور ساتھ ہی علمی مشاقی کا سلسلہ مدتوں سے چلا آ رہا ہے۔ اَنتی برس کا کوڑھ ایک دن میں تو نہیں جاتا۔ اُس کے علاج میں دن لگتے ہیں اور اس وجہ سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ انسانی طرز معاشرت

نے اُسے حد درجہ کی بخیلی دے رکھی ہے۔ اختلافات کی تمیزی طاقت منہ زور
ہے۔ جب انسان کی نظر جزویات پسند ہوتی ہے۔ تو وہ آسانی سے
کلیات پسند نہیں بنتی۔ جزویات میں اٹکی ہوئی نگاہ کل کی طرف مشکل
سے جاتی ہے۔ لیکن یہ دیرپا نہیں ہوتی۔ اِسی کے سلسلہ میں تجربات
اور مشاہدات کی وسعت خود بخود ہو جاتی ہے۔ اور کیا جانے اور کتنے
عقلی اور تمیزی مرحلے راہ میں آتے ہیں۔ یہ صرف تمہارا ہی حال نہیں
ہے۔ اور دل پر بھی یہ کیفیتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان کے زیر اثر اگر کوئی
ناستک بن جاتا ہے۔ کوئی مادہ پرست ہو جاتا ہے۔ کوئی کہنے لگ
جاتا ہے۔ کہ یہاں ایشور دیشور کوئی بھی نہیں ہے۔ سوا مادہ کے کسی
کی ہستی نہیں ہے۔ اور مادہ کے ذرات کے قدرتی اُلٹ پھیر سے دُنیا
کا کام ہوتا رہتا ہے۔ اور جیو جنتو بن بن کر بگڑتے رہتے ہیں۔ اور ان کا
کوئی انجام نہیں ہوتا۔ نہ کہیں مکتی ہے نہ کہیں بندھن ہے۔ کوئی شخص
مذہبی کاروبار کو ڈھکوسلا اور پیٹ پالنے کے لئے مذہب کے بانیوں یا
پیروکاروں کے معاش کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ کوئی شخص ایسا گھبرا جاتا
ہے۔ کہ وہ ان مسائل کی جانب سے بالکل منکر ہو جاتا ہے۔ اور با آواز
بلند صدا دینے لگتا ہے۔ کہ "ہم نہ اسے جاننا چاہتے ہیں۔ نہ جانتے ہیں
نہ جاننے کی پرواہ رکھتے ہیں۔" کسی کسی کو اپنی خیالی اور یقینی کمزوریوں کے
ایسے دھکے لگتے ہیں۔ کہ وہ کہنے لگتا ہے۔ کہ "ہم کچھ نہیں ہیں۔ کوئی ایسی
زبردست طاقت ہے۔ جو ہماری سمجھ بوجھ سے باہر ہے۔ اور جو ہمارے
ارادوں کو ہمیشہ شکست کرتی رہتی ہے۔" ان کے سوا ایسے لوگ بھی

ہیں - جنہیں صرف روح اور مادّہ کے سوا تیسری چیز خیال میں بھی نہیں آتی - اور لوگ بھی ایسے ہیں - جو کہتے ہیں - کہ یہ سلسلہ ایسا ہی چلا کرتا ہے - اور جیسے ہم سوتے جاگتے اور جاگتے ہوئے سوتے ہیں - ویسا ہی دنیا میں ہمیشہ پیدائش اور پرلے ہوتی رہتی ہے - وعلیٰ ہذا القیاس ؛
لیکن یہ سب کی سب عارضی کیفیتیں ہیں - جو گزرنے والی ہیں - ان میں سے کسی میں بھی استحکام یا مضبوطی نہیں ہے -
میرے ساتھ اس قدر سر کھپی کرنے کے بعد جہاں تک میں سمجھتا یا سمجھ سکتا ہوں - تمہارے سامنے صرف دو حالتیں یا دو کیفیتیں ہیں - ایک جڑ اور دوسری چیتن - اور تم اس نتیجہ پر پہنچے ہو - کہ جڑ پدارتھ انیک ہوتے ہوئے ایک ہیں - اور چاہے مٹی سے یا سونے سے لاکھوں برتن بھانڈے بنتے رہیں - وہ سب مٹی اور سونا ہی ہیں - اور تمام اجسام کرّے ستارے سیارے مل ملا کر ایک پرکرتی اور مادّہ ہی ہیں - اُن کی مختلف الصورتی - اور مختلف الحالی - چاہے بیشمار قسم کی ہو - لیکن آخر میں وہ مادّہ کی مادّہ ہی ہیں - یہاں آکر اب تم کو یہ بھرم نہیں رہا - کہ یہ پرکرتی نشٹ روپا (ہزاروں صورت والی) یا انیک (متعدد) ہے - بہت سے لوگ اسی بھرم میں پھنسے ہوئے اسے انیک روپ والی اور تقسیم ہونے والی مانتے ہیں - یہ اپنے خیال سے غلطی پر نہیں ہیں - صحیح ہیں لیکن ان کی نظر انجام پر نہیں ہے تم نے خیالی طور پر سب کا انجام سمجھ لیا - اور تمہارے دل نے پختہ طور پر یقین کر لیا - کہ پرکرتی ایک ہی ہے - اور اس کی تمام صورتوں کو تحلیل ہو کر آخر میں ایک حالت میں جانا ہے - اس شک سے تو تم کو نجات ہو

گئی - اور دلی یقین اب شک و شبہ نہ اُٹھائیگا - اس قدر سمجھ لینا بھی قابل قدر ہے - اور وہ معمولی بات نہیں ہے -

رہ گیا چیتن کا مضمون یا رُوح کا مسئلہ - وہ بھی تم نے کسی حد تک سمجھ لیا ہے - میں نے مختلف مثالوں کی مدد سے تم کو ذہن نشین کرا دیا ہے کہ جس طرح پرکرتی ایک ہے - اُسی طرح یہ گیان بھی ایک ہی ہے - اسی گیان کا دوسرا نام چیتن ہے - مثالوں سے کسی حد تک اس کی وضاحت کی جا سکتی ہے - لیکن مثال ہمیشہ مثال ہی ہیں - اُن کی تفصیلی صورتوں اور تمیزی مدّات پر جانے کی اس قدر ضرورت نہیں ہے - صرف اصلیت اور مغز سخن کی جانب توجہ رکھنے کی ضرورت ہے - اب سوچو دُنیا میں کتنے علوم اور فنون ہیں - جوتش کا علم - ریاضی کا علم - منطق کا علم - فلسفہ کا علم - یوگ کا علم - اشیا کا علم - طبیعات کا علم - طبابت کا علم - وغیرہ وغیرہ - ان کی مکمل فہرست بنانا نہایت مشکل کام ہے - لیکن کیا یہ سب کے سب 'علم' نہیں کہے جا سکتے؟ اور کیا ایک لفظ 'علم' ان سب پر حاوی نہیں ہوتا؟ جزویات پر جانے سے یہ الگ الگ معلوم ہوتے ہیں - ذرا جزویات کی طرف سے نظر کو پھیر لو - پھر کیا رہ جاتا ہے؟ 'علم' اور اس علم کے سوا کچھ بھی نہیں یا علم تو علم ہی ہے - گیان تو گیان ہی ہے - ان سب کے لئے مجموعی طور پر ایک مخصوص لفظ 'علم' ہی مستعمل ہو سکتا ہے - اور جب ایسا سمجھ لیا گیا - تو تمیز - تفریق - جمع ضرب - اور تقسیم کا خیال خود بخود جاتا رہا - صرف ایک 'علم' ہی 'علم' رہ گیا ۔

ابھی کمیت تو کمیت ہی ہے - تم کو اختیار ہے - لاکھوں - اور

بے شمار کیاریاں اُس کے اندر بناؤ - اور ہر کیاری میں طرح طرح کے بیج بو کر اُن کو نام دیتے پھرو۔ "یہ دھنیا کی کیاری ہے - یہ مرچ کی کیاری ہے یہ سوئے کی کیاری ہے - یہ بیگن کی کیاری ہے - یہ میتھی کی کیاری ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔" لیکن ان کیاریوں سے کھیت کی اصلیت میں کیا فرق آیا؟ وہ تو جیسا تھا - ویسا ہی رہا - کیاریاں لاکھوں بنتی رہیں - کھیت کو اُن کے بننے سے کیا صدمہ پہنچا - کھیت تو کھیت ہی رہا - کیاریوں کے بننے سے کس لئے اُس کی حیثیت چھین لی - اِسی طرح بے شمار مثالوں سے اِس وحدت کا مضمون سمجھا - اور سمجھایا جا سکتا ہے۔

یہ تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو - اس کے سمجھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی بجنسہٖ یہی کیفیت چیتن کی ہے - اُس کی اگر ہزاروں صورتیں نظر آ رہی ہیں تو آیا کریں - لیکن کیا تمام چیتن صورتوں یا چیتن جیووں کو ایک مجموعی - اور واحد لفظ چیتن سے ظاہر نہیں کیا جا سکتا؟ چیتن تو چیتن ہے - صورتیں لاکھوں ہوں - ہوتی رہیں - ہوا کریں - چیتن کی ہستی میں کیا فرق آ گیا؟ یا آتا ہے؟ یا آویگا؟ میں یہاں پھر وُہی معمولی مثال سمندر کی دیتا ہوں سمندر میں بے شمار بوندیں - لہریں - جھاگ وغیرہ ہیں - ان کے ہونے سے کیا سمندر کو سمندر نہ کہو گے! انہیں کے مجموعہ کا نام تو سمندر ہے - ان کے مجموعہ کے سوا سمندر کیا ہوتا! یا ہوتا ہے؟ ان کو الگ کر دو - اور پھر بتاؤ - سمندر رہا یا نہیں رہا؟ انہیں کی ہستی سے سمندر کی ہستی ہے - اور یہی مجموعی طور پر سمندر ہیں - سمندر میں کلیت کی نظر سے بوند - جھاگ - لہر وغیرہ سب کا اتحاد (محدودیت) ہے - جب ایک ایک پر جزویت کی طرف نظر ہے -

تب بوند جھاگ وغیرہ نظر آ رہے ہیں۔ اور جب ان کی محدودیت کی طرف سے نظر ہٹی۔ تو پھر باقی کیا رہ گیا؟ کیا سمندر ہی سمندر نہیں رہا۔ سوچو۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ یہ صحیح اور سچا واقعہ ہے۔

اسی طرح تمام ظاہرا انتشار اور منقسم چیتن جو جیو جنتوں کی صورت میں تم کو نظر آ رہا ہے۔ وہ مجموعی طور پر کیا ایک چیتن۔ ایک گیان اور ایک واحد ہستی نہیں کہا جا سکتا؟ تم نے باوجود سمجھنے کے بھی اسے جیوں کا تیوں نہیں سمجھا۔ اور اس کا سبب ہے! سبب یہ ہے کہ جزویت پسندی اور محدودیت بینی سے نظر اوپر نہیں اٹھی۔ ابھی تک جیو پنے کا بھمان دل پر حاوی اور مسلّط ہو رہا ہے۔ اور یہ خیالی طور پر گلے کا ہار ہو رہا ہے۔ اور اسی پر قابو پانا اور اسی کو سمجھ لینا ہے*

اس چیتن کے واحدیت اور مجموعیت خواہ شمولیت کا نام پتہ لگیا تھا ہے۔ جو لفظ اب آج کل ویدانت میں کمتر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی ایشور ہے یہی تمام مذاہب اور عقیدہ سمپرداؤں کا خدا۔ خالق۔ اور شبل برہم۔ مایا والا برہم۔ سگن برہم۔ ساکار برہم۔ ساروپ برہم وغیرہ ہے۔ اور اس کے جتنے نام چاہو۔ رکھ لو۔ اب سوچو۔ جس طرح کوئی بوند سمندر سے جدا نہیں ہے اسی طرح کوئی جیو اس ایشور سے جدا نہیں ہے جس طرح تمام بوندیں سمندر سے گھتی ہوئی اسی میں رہتی کھیلتی اچھلتی کودتی اور اسی میں جذب ہو رہی ہیں۔ ویسے ہی یہ چیتن جیو بھی اس ایشور کے انگ سنگ رہتے ہوئے اس سے نیارے۔ جدا اور مختلف نہیں ہیں۔ یہ بھی اسی میں جیتے جاگتے۔ رہتے پھرتے کودتے پھرتے ہیں۔ اگر تم میں سے کسی

میں طاقت ہو۔ تو ان کو اس سے جدا کر دکھاؤ۔ لیکن یہ ممکن کب ہے؟ پھر وہ ایشور نہ رہیگا۔ اور نہ اُسے ایشور کہا جائیگا۔ یہ کیسی سہل اور آسان سی بات ہے۔ جو تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ حالانکہ میں بار بار اُس کو سمجھاتا بجھاتا اور اُس کا گیان دیتا ہُوا آ رہا ہوں۔ کیا تم نے اب بھی اسے نہیں سمجھا؟"

نند و بھائی نے خوش ہو کر اقرار کیا۔ "اب یہ میری سمجھ میں آ گیا۔ اب سمجھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔"

نویں کلا

اہم۔ پرتگاتما۔ اور اہم پتا

نند و بھائی نے کہا۔ "اس 'پرتگاتما' کا مطلب کیا ہے؟"

دیال بولا۔ "پرتگاتما سنسکرت زبان کے دو مادہ 'پرتیک' (پیچھے۔ پس پشت) اور 'آتما' سے بنا ہے۔ جو آتما سب کے پیچھے اور سب کے پس پشت ہے۔ اور جو سب کو سہارا دیئے ہوئے ہے جو سب کا آدھار ہے۔ اُس کا نام پرتگیاتما کہتے ہیں۔ لفظی معنے تو اس قدر صاف ہیں۔ کہ ان کی تشریح اور صراحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو سب کا آدھار ہے۔ وہ پرتگاتما ہے۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "آدھار ہمیشہ اُن چیزوں سے جدا ہوتی ہے جو اُس کا آدھار لیتے ہیں۔ اور اس نظر سے ایشور بھی جیوں سے جدا ہُوا۔ یہی تو بات ہے۔ جو میں کہتا اور سمجھتا رہا ہُوں۔ اور جب وہ جیو

سے جدا ہوا۔ تب ہی اُن کا آدھار بنا۔"
دیال نے کہا۔ "تم نے باہرمُکھی درشٹی یعنی خارجی نظر سے ایسی بات کہی ہے۔ اور یہاں تک تم صحیح بھی کہے جا سکتے ہو۔ خارجی دُنیا میں قریب قریب ہر جگہ یہ نظارہ آتا رہتا ہے۔ لیکن یہ کلیہ نہیں ہے۔ اس دُنیا میں بھی ایسی چیزیں بہ حیثیت آدھار کے ہیں۔ جو اوروں کو سہارا دیتے ہوئے اُن سے مختلف نہیں ہیں۔ صرف نام اور رُوپ کی وجہ سے ایسی نظر آرہی ہیں۔ اب اسے بھی میں تم کو مثال سے سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ مٹی اور سونے کی اور اُن کے برتن بھانڈے کی مثال میں دے چکا ہُوں۔ اور سمندر اور بُوندوں کی بھی مثال دیدی ہے۔ اگر تم نے ان پر غور کیا ہوتا۔ تو اس اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ اب تیسری مثال سُنو۔ مثلاً دُودھ ہے۔ اس دودھ سے کھویا۔ ملائی۔ دہی۔ چھاچھ۔ پیڑے۔ برفی۔ لڈو غرضیکہ ہزاروں قسم کے پکوان اور کھانے کی چیزیں بنتی ہیں۔ ان سب کا آدھار کون ہے۔ دُودھ ہی ان سب کا آدھار ہے۔ دُودھ کو ان سے جدا تو کرو۔ پھر ان کی ہستی کہاں رہے گی۔ اور یہ خود کیسے رہیں گے؟ یہ کیا ہیں؟ دُودھ ہی تو ہیں۔ نام رُوپ کی وجہ سے یہ دُودھ سے مختلف نظر آتی ہیں لیکن یہ صرف ماننے اور کہنے سُننے کی بات ہے۔ دُودھ کے بغیر ان میں سے کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ان کی ہستی ہی کا امکان ہے۔ اسی طرح سے جیسے ویدانت پرنگاتما کہتا ہے۔ اُس کی بھی وُہی کیفیت ہے۔ صرف نام اور رُوپ کا فرق ہے۔ نام اور رُوپ کی تمیز کو دُور کردو۔ پیڑے ملائی۔ دہی۔ برفی۔ وغیرہ دُودھ کے سوا اور کیا ہونگے؟ ویسے ہی اس پرنگاتما

میں نام رُوپ کے بھید کی وجہ سے یہ تمام جیو جنتو نظر آرہے ہیں۔ اگر نام رُوپ کا بھید مٹ جائے۔ تو پھر پرتیگاتما ہی پرتیگاتما ہے۔ اُس کے سوا اور کیا ہوگا۔ یا ہو کیا سکتا ہے!

یہ پرتیگاتما، سب کی ابتدا انتہا۔ شُدھ پوتر۔ ابناسی ہے اور اُس میں کسی قسم کی قید و بند نہیں ہے۔"

یہ پرتیگ آتما، بڑے سے بڑا۔ چھوٹے سے چھوٹا ہے۔ اور سارا برہمانڈ اسی میں سمایا ہوا۔ اور وہ سب میں سمایا ہوا ہے۔ وہ خاص ہے اور وہ عام ہے۔ اور وہی سب کچھ ہے۔ اُسی میں سب کچھ ہے۔ اور اُسی سے سب کچھ ہے۔"

"یہی پرتیگ آتما" پرماتما ہے۔ اور وہی اہم اور اَن اہم کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے۔ اور وہ نہ اُن سے مختلف ہے۔ نہ وہ اُس سے مختلف ہیں۔"

"یہ سب کے اندر کا اندر اور باہر کا باہر ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔"آپ اس پرتیگاتما کو جڑ چیتن دونوں کہتے ہو۔ کیا یہ ایسا ممکن ہے؟"

دیال بولا۔"اس کے سوا اور کیا کہوں۔ اور میں ہی ایسا نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ ویدانت کے وششٹا دویت کی شاخ بھی اُسے ایسا ہی مانتی ہے۔ اور اُس نے سوچ سمجھ کر ایسا ہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اور وہ اُس پر مطمئن ہو کر بیٹھ رہے ہے۔ تم پوچھتے ہو۔ کہ آیا یہ ممکن ہے۔ یا نہیں ممکن ہے۔ ممکن یا غیر ممکن دو نسبتی الفاظ ہیں۔ نسبت کے طبقہ میں اُن کا

اہم گیان پرکاس

امکان ہے۔ اور امکان تھا تب ہی تو اُن کے اطمینان کی صورت پیدا ہو گئی
اگر ممکن نہ ہوتا۔ تو پھر اطمینان کیسے ہوتا۔
جس نے یہاں تک بھی سمجھ لیا۔ اُس نے گیان کا بہت بڑا درجہ حاصل
کرلیا۔ اختلافات سے نظر ہٹ گئی۔ ایک پر آ گئی۔ اب وہ اپنے آپ کو
پرتیگاتما یا ایشور سے جُدا نہیں سمجھتا۔ یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔ اب تک
وہ محدود تھا۔ آپ پرتیگاتما کا ابھمانی ہو کر اپنے آپ کو غیر محدود سمجھنے لگا۔ اب
اُس کی نظر میں ایک ہی ہستی ہے۔ ہستیوں کی کثرت کا خیال گیا۔ اور
یہ اچھا ہوا ۞

اب ایک ہستی کے دو پہلو نظر کے سامنے ہیں۔ ایک چیتن دوسرا
جڑ۔ یہ دوند ہے اور متضاد ہے۔ دوند یا متضاد پھر بھی دُکھدائی ہیں پیچھا
سُکھ دوند سے کبھی نہیں پراپت ہوتا۔ کیا تم اکثر نادان آدمیوں کو نہیں
دیکھتے۔ وہ اپنے سے آپ ناراض ہو کر اپنا سر خود پیٹنے لگتے ہیں۔ اور
یہاں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اُٹھتے بیٹھتے اپنی عقل کو کوستے
رہتے ہیں۔ اور اپنے دل کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ یہ ان کا دل
اُن کو ستاتا رہتا ہے۔ "ہائے یہ دل! بڑا چنچل ہے۔ بڑا دکھدائی ہے
یہ چین نہیں لینے دیتا۔ ہمیشہ اُلٹی سیدھی سمجھا کر اندر ہی اندر آگ سُلگاتا
رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہڈی پسلی۔ خون۔ اور چربی سب جلا کرتی
ہے۔ نہ رات کو نیند آتی ہے۔ نہ دن کو راحت ملتی ہے۔ یہ معمولی سی
باتیں ہیں۔ جن کی ہر ایک سمجھ دار کو سمجھ رہتی ہے۔ جہاں دوند یعنی
یا متضاد حالتوں کا ذرا بھی خیال ہو گا۔ وہاں یہی کیفیت رہے گی۔

دُکھوں کا خاتمہ ہونے پر نہ آئیگا - اور فکر و تردّد گلے کے ہار بنے رہیں گے کیا ہُوا اگر کسی نے ایشور تتوّ کو سمجھ کر اپنے آپ کو اُس سے ملا ہُوا ماننے لگا - لیکن اس ماننے میں اب ایک نُقص ہے - اور گو وہ نُقص خیالی ہی سہی - لیکن خیال ہی سے تو یہ جگت بنتا ہے - جگت جیوں کا تیوں رہا - بات کیا ہوئی - کچھ بھی نہیں - اُس کے پرتیگاتما یا ایشور میں دوند کی خیالی جڑ موجود ہے - اور اگر جڑ ہے - تو اُس سے کیا بنے کونپل - ٹہنی اور پھُول پھل نہ پیدا ہونگے؟ ضرور پیدا ہوں گے - اور پیدا ہو کر رہیں گے - اور دُکھ سے نجات نہ ہوگی - میری اس تقریر سے تم یہ نتیجہ نہ نکالنا - کہ یہ دوند کا نُقص پرتیگاتما میں یا ایشور میں ہے جسے پرتیگاتما کہا گیا ہے - اُسے تو نُقص سے خالی ہونا چاہیئے - نُقص اس ماننے والے کے اندر ہے - جو اُسے جڑ اور چیتن دونوں کے پہلو کو لئے ہوئے سمجھ رہا ہے - یہ ضرور ہے - کہ اُس نے عقلی طور پر یا یقینی طور پر بہت کچھ سمجھ لیا - لیکن ابھی تک وہ دوند وادی یا مشرک بنا ہُوا ہے - اپنی دانست میں تو وہ جڑ اور چیتن دونو کو ایک ذات واحد سے منسوب کر کے وحدت پرست بنگیا ہے - لیکن اُس کی وحدت پرستی کے اندر دویت واد - شرک - دوند - اور متضاد کے اثرات موجود ہیں - صحیح معنے میں وہ ادویت وادی نہیں ہے - صرف وششٹا دویت وادی ہے - جسے تم صفاتی وحدت پرست کہہ سکتے ہو - یہ اُس کی حیثیت ہے - جسے وہ خود غور کر کے جان سکتا ہے - اور سمجھ سکتا ہے؛

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا پرتیگا تما میں یہ دو پہلو دراصل نہیں ہیں؟ میں کہونگا۔ لفظی طور پر تو وہ موجود ہیں۔ یہ لفظ پرتیک (سب پرتیتا) اور آتما سے بنا ہے۔ اور ظاہرا طور پر وہ صاف اعلان کر رہا ہے۔ کہ آتما سب کے پس پشت ہے۔ اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے لیکن اپنے طور پر ہم اس کو بھی ویدانت کے گیان کا ایک مرحلہ سمجھتے ہیں۔ جو ادرد سے اونچا ہے۔ اس لئے دویت سے پنے کے تمیز دل کو ایک میں لاکر ملا دیا۔ لیکن یہ ویدانت یا دید کا انت یا گیان کا اصلی اور قطعی مقصد نہیں ثابت ہؤا۔ کیونکہ دویت کا بیج اس کے اندر اب تک موجود ہے۔ پرتیگا تما کا لفظ استعمال کر کے اُس کی صراحت کرنا اور کر دکھانا دقت کا پیچدار مضمون بنجاتا ہے۔ اس بات کو تو عقیل انسان بہ آسانی سمجھ لیگا۔ کہ سب کے پس پشت آتما ہے۔ اور آتما سے خالی یا جدا یا علیحدہ کوئی بھی نہیں ہے۔ اور ویدانت کا یہ کہنا۔ کہ آتما سب کا آدھار ادھشٹان۔ اور کو تشنؔ کی طرح سہارا ہے۔ خوب سمجھ میں آجاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ آتما میں دوئند نہیں ہے۔ اور نہ وہ دوئند کا کارن ہے۔ اس کو سمجھانا اور ثابت کر دکھانا سخت مشکل کام ہے اور ایسا مشکل ہے۔ کہ معمولی طور پر وہ سمجھ میں بھی کمتر آتا ہے۔ اور ویدانت کا اصلی سدھانت یعنی اصل الاصول صرف یہی ہے۔ اور اسی کو ذہن میں رکھ کر اُس کا مطالعہ مقصود ہے۔ یہاں آکر وہ خیال بھی کہ آتما یا برہم سب کا آدھار اور ادھشٹان ہے غت ربود ہو جاتا ہے *

بات نہایت باریک ہے اور بہت ہی لطیف ہے - زبان پر آتے آتے بھاپ کی طرح اُڑ جاتی ہے - اور دل کی گپھا میں سماتے سماتے بھی نہیں سماتی - اِس کے سمجھنے کیلئے اَنبھو اور نج انبھو کی سخت ضرورت ہے اس لئے ہم مجبوراً پرتیگا تما کے لفظ کو چھوڑ کر اہم ہی کا لفظ استعمال کرینگے جو ہماری مُراد کی وضاحت کرتا چلیگا - اور اہم کی نظر سے میں تمہارے ممکن اور غیر ممکن ہونے کے سوال کا جواب دونگا - اور تم سے درخواست کرونگا - کہ نہایت گہری توجہ کے کان سے میری باتوں کو سُنو تاکہ جو کچھ میرے اندر ہے - وہ آسانی تمہارے اندر داخل ہو جائے ٭

اہم ہے اور اہم کیولا کُل ہے - یہ اہم ذات ہے - ذات یا روپ کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے - یہ ایک بات ہوئی - اب دُوسری بات یہ ہوگی کہ جب اہم ہے - تو وہ اہم پنا سے خالی نہ ہوگا - یہ اہم پنا اُس کی صفت ہوئی - گویا ایک شے میں دو چیزوں کا امکان دکھایا گیا - ایک ذات اور دُوسری اُس کی ذاتیت - یہ ذاتیت اُس کی صفت ہے - ذات بغیر صفت کے اور صفت بغیر ذات کے نہیں رہ سکتی ٭

ذات کی اپنی ہستی ہے - صفت کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہے - ذات ہے اور صفت ہے - دونوں لازم بالملزوم ہیں - ذات سے ذاتیت جدا نہیں ہیں - اور نہ ذاتیت سے ذات جدا ہے - جب ایک لفظ استعمال کیا جائیگا - تو دُوسرے کو لامحالہ استعمال کرنا پڑیگا - یہ بنی بنائی ہوئی بات ہے ٭

ذات فاعل ہے - ذاتیت مفعول ہے - ذات کا کام ذاتیت

پیدا ہوتا ہے۔
طاقت طاقت والے میں ہے۔ طاقت والے کی ہستی ہے۔ طاقت والے سے طاقت اپنی جدا ہستی نہیں رکھتی۔"
ذات مالک ہے۔ ذاتیت ملک ہے۔ ملکیت مالک کے آدھار پر رہتی ہے۔ مالک ملکیت کے آدھار پر نہیں رہتا ؁
عالم شخص ہے۔ علم اس کی شخصیت کی خصوصیت ہے۔ علم عالم میں ہے۔ علم عالم سے جدا ہو کر نہیں رہتا۔ وعلی ہذا القیاس ؁
یہ مثالیں ہیں۔ اور مثالیں صرف ذہنی مُرادکے سمجھانے بجھانے کے لئے مستعمل ہوتی ہیں۔ اس کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے
اسی طرح اہم اور اہم پیا کے متعلق سمجھو ؁
اہم ہے۔ اہم کی ہستی ہے۔ اہم میں اہم پیا ہے۔ جو اس کی ہستی کے ماتحت ہے۔ اہم پیا کی کوئی اپنی جداگانہ ہستی نہیں ہے ؁
اس اہم پیئے ہی کو ہم اپنے طور پر پرکرتی کہتے ہیں۔ گویہ لفظ آج تک کسی ویدانتی نے ہمارے علم میں اس معنے میں استعمال نہیں کیا۔ اور یہ جو کچھ تم کو پرپنچ کا پسارا نظر آرہا ہے۔ اسی اہم پیئے کی لطیف اور کثیف صورت ہے۔ اس کا کارن انگ اہم سے اس قدر قریب ہے۔ کہ وہ دیکھنے میں نہیں آتا ؁

دسویں کلا

اہم کا اہم پنا

نندو بھائی نے کہا۔ "آپ کے سمجھانے کی یہ ٹیکنی بہت اچھی ہے اور دل اسے پسند بھی کرتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا خود ویدانتی اس معنے میں اُسے تسلیم بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر اُن میں بھی یہہ ہو۔ تو کیا کہنا ہے! مضمون بہت واضح اور صاف ہو جائے!"

دیال بولا۔ "بات کہنے کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ میں نے برہم لفظ کے جو معنے تم کو بتائے ہیں۔ 'درہ' اور 'مَن' اُن کو بھی عام لوگ اس طرح پر نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اس طور پر سمجھنے میں برہم لفظ کی صراحت نہایت خوبصورت اور صاف ہو جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی پر برہم کے پرتیگاتما کے مرادف اور اہم معنے ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی۔ جس کے سہارے 'درہ' اور 'میَن' رہتے ہیں۔ وہ برہم ہے۔ اور جو سب کے پس پشت رہتا ہے۔ وُہی پرتیگاتما ہے۔ غور سے دیکھو تو اس سے بہتر اور اس لفظ کی تشریح کیا ہو سکتی ہے۔ تم کو صرف اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ویدانت کی اصلیت ذہن میں اچھی طرح آ جائے۔ باقی ہر شخص کے سمجھنے اور سمجھانے کی ترکیب جدا ہوتی ہے۔ کوئی تقلیدی سامان کو لے کر اُس کی مدد سے سمجھاتا ہے۔ کوئی اپنی نرالی جدت سے کام لیتا ہے۔ جدت انبھو ہے۔ اور انبھو سب سے زیادہ مددگار ہوتا ہے۔"

ہم اس طریقہ پر گفتگو کے سلسلہ میں غور اور تمیز کرتے ہوئے اہم کے اس درجہ پر آئے۔ جو پرتیگا تماہے۔ یعنی جو آتما کی حیثیت میں سب کے پس پشت آدھار کی حالت میں پرتیت ہوتا ہے۔ اگر یہ ذہن میں اچھی طرح آ گیا۔ تو اس مضمون کے سمجھنے میں بہت کچھ کامیابی حاصل ہو گئی ۔

اب دو باتیں رہ گئیں۔ اہم اور اہم پتا۔ اسے تم کسی حد تک دوند (دوپتا) کہہ سکتے ہو۔ اور اگر یہ دوپتا ہے۔ تو نہایت لطیف درجہ کا ہے۔ اور یہاں آ کر آتما اور پرکرتی دو ہی چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ آتما اہم اور اور پرکرتی اہم پتا کی صورت میں پرتیت ہوتی ہے۔ اور اب اسی پر وچار کرنا ہے۔ اور اس وچار کی مدد سے اصلی حقیقت اور حقیقی اصلیت کو سمجھ لیتا ہے۔ یہی وچار کی زنجیر کی آخری کڑی ہوگی۔ اور یہی ویدانت اور وید کا انت ہوگا۔ اور اس کے سمجھانے میں میں کئی مستعمل اصطلاحات سے مدد لونگا ۔

اس پرکرتی کے لئے جو سب سے زیادہ مشہور اور کثیر الاستعمال لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ وہ مایا ہے۔ اس مایا کی تشریح اس قدر کثرت کے ساتھ کتابوں میں کیگئی ہے۔ کہ جس کے مطالعہ اور غور کرنے کے لئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے۔ اور اس پر بھی وہ تشریح واضح نہیں ہوئی۔ اور اسے انردچنی یعنی ناقابل بیان کہہ کر خاموشی اختیار کرنی پڑی۔ میں اپنے طور پر اس کی گتھی کو نہایت اختصار کے ساتھ آسان اور عام فہم لفظوں میں سلجھاتا ہوں۔ اور سخت ناقابل بیان

شئے کو قابل بیان کرکے دلچسپ بنا دیتا ہوں۔ تا کہ ذہن میں آجاسکے۔ تم صرف نفس مراد کی طرف خیال رکھنا۔ تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ میری عادت ہے۔ میں لفظوں کی جڑ میں گھس کر اس کے اصلی معنی کا پتہ لگاتا ہوں۔ اور تشریح اور ٹیکا پر نہیں جاتا ہوں ٭

مایا لفظ سنسکرت مادہ۔ ما (ماپ) اور یا (جنتر یا آلہ) سے بنا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی مراد پر غور کرنے سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جو ماپنے کا آلہ ہو۔ خواہ جس آلہ سے ماپ کی جائے۔ وہ مایا ہے۔ مطلب اس قدر صاف ہے۔ کہ وہ مزید شرح کا محتاج نہیں ہے۔ اب یہ سوچنا ہے۔ کہ یہ مایا جس سے ماپ کیجاتی ہے۔ سب کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ سب کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کیجاتی ہے۔ وہ کیا ہے؟ غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ بدھی یا عقل ہے۔ اسی عقل اور بدھی ہی سے ہم سوچتے وچارتے غور کرتے اور نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ اور اس لئے مایا سوا بدھی یا عقل کے کچھ نہیں ہو سکتی ٭

سنسکرت لغات میں اس کے کئی معنے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً (۱) شعبدہ باز۔ (۲) بازیگر (۳) شعبدہ (۴) دھوکا (۵) مکر (۶) بھرم (۷) شعبدہ باز عورت (۸) سمجھ بوجھ (۹) انسانی عقل (۱۰) تمیز (۱۱) رحم (۱۲) بدی (۱۳) بدکرداری (۱۴) لکشمی (۱۵) حکمت عملی (۱۶) چالبازی (۱۷) فلسفہ کا بھرم (۱۸) خیالی (۱۹) پرماتما (۲۰) بدھ نکشتر کی ماں وغیرہ وغیرہ ٭

ان تمام مرادی معنوں پر بھی غور کرنے سے مایا کی بابت ہم حسب ذیل یقینی نتیجہ قائم کر سکتے ہیں۔ جو پہلے کہہ آئے ہیں۔ اور وہ سوا بدھی کے اور کچھ

نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لئے یہ مایا بُدھی ہی ہے۔ اور بُدّھی سوا اہم پیتا کے اور کیا ہو سکتی ہے؟

مایا کے دُوسرے لغوی معنے یہ ہیں ما (نہیں) اور یا (چلنا) جو نہیں چل سکتی۔ وہ مایا ہے۔ اس میں اُس کے جڑ ہونے کا پتہ ملتا ہے۔ خواہ تم اُس کو اَن اہم (یعنی اہم سے غیر) کہہ سکتے ہو؟

"تنتر شاستروں میں اس مایا کو شکتی کہا گیا ہے۔ اور اُس کی صراحت تین طرح پر کی گئی ہے۔ (۱) آورن (غلاف) (۲) وکشیپ (چنچل) (۳) سامیہ (سکون) اور اُسی کو پیان بُدھی وغیرہ بے شمار نام دیئے گئے ہیں۔ کُلّی نظر سے وہ مہا وِدّیا کہی گئی ہے۔ اور جزوی نظر سے اُسے اوِدّیا کا نام دیا گیا ہے۔ یہ شیو کی شکتی بھی بتائی گئی ہے۔ اسی کو مول پرکرتی بھی کہا گیا ہے۔ ایک موقعہ پر یہ شکتی (دیوی بھاگوت میں) کہتی ہے۔" وہ اور میں ایک ہی ہوں۔ ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے" "جو شخص ہم دونوں کے درمیان لطیف اور باریک بھید کی سمجھ رکھتا ہے۔ وُہی سچا گیانی ہے۔ وہ سنسار سے مُکتی پا جائیگا۔ اور وہ در اصل مُکت ہے"

دوسرے موقعہ پر اسی دیوی بھاگوت میں شلوک آتا ہے۔" ابتدا میں دو شکتی پیدا ہوئیں۔ پران اور بُدھی پیدا ہوئیں۔ جو مُول پرکرتی کا لباس پہنے ہوئی تھیں۔" اب تم خود ان باتوں پر غور کرو۔ کہ میں جو شروع سے تم کو برہمہ کی دو دھاریں ورہ اور مَن کا۔ برہمہ میں خیال دلاتا آ رہا ہوں۔ وہ یُونہی تو نہیں ہے۔ اس دیوی بھاگوت میں ان دونوں دھاروں پران اور بُدھی کی جڑ کا پتہ لگتا ہے۔ اور جس میں یہ دونوں ملی ہوئی ہیں۔

وہی برہمہ ہے۔ اُسے جی میں آوے۔ ان دونوں کا آدھار کہہ لو۔ جو ہر طرح سے صحیح ہے ۞

اور یہ کیا ہے ؟ اہم۔ اور اسی اہم کا اہم پتا مایا ہے۔ جو اُس سے جدا نہیں ہے۔ اور جدا نہیں کیجا سکتی ہے۔

شاکتک مت کے ایک تنتر شاستر میں اِس مایا کی صورت اُلٹ کر باما بنائی گئی ہے۔ اور اُسے جو معنی پہنائے گئے ہیں۔ وہ کم عجیب و غریب نہیں ہیں۔ ایک معنے تو یہ ہیں۔ کہ "وہ نہیں ہے" دوسرے معنی یہ ہیں کہ "وہ ہے اور نہیں ہے" ما لفظ کے دُوسرے معنے نہیں کے بھی ہیں۔

اب اس پر بھی تھوڑی دیر کے لئے غور کرو۔ جو ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔ وہ کیا ہے ؟ یہ اہم پتا ہی تو ہے۔ اہم پتا کی اہم سے علیحدہ ہستی کوئی نہیں ہے۔ سوچ دیکھو۔ اہم پتا کب اہم سے جدا ہے۔ اور کب اُس کی ہستی اپنی ہے۔ اس نظر سے وہ ہستی رکھتی ہوئی پرتیت نہیں ہوتی۔ اور جب ہم اُس کے طرز عمل اور نتیجوں کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ کام کرتی ہوئی اور اپنی فرضی اور غیر اصلی ہستی دکھلاتی ہوئی پرتیت ہوتی ہے۔ اس نظر سے اُس کی ہستی ہے۔ اور اس لئے اُسے ویدانتیوں سے انرِدچنی یعنی ناقابل بیان نام دیا ہے ۞

دیکھو یہ سارے اوصاف سُدھی میں یا اہم پتا میں یا مایا میں آتے ہیں یا نہیں آتے ؟ اور یہ سب کیا ہیں ؟ پرکرتی۔ اس لئے پرکرتی اور کچھ نہیں ہے۔ اہم کا اہم پتا ہے ۞

تھوڑی دیر کے لئے۔ اب اس پرکرتی کی اور صراحت کی طرف دیکھو

اس کا دوسرا نام 'گن' بھی ہے۔ سنسکرت میں 'گن' کے معنے بے شمار ہیں۔ مثلاً (۱) وصف (۲) خصوصیت (۳) صورت (۴) شکل (۵) پرکرتی وغیرہ وغیرہ۔ اس گن کے تین نام ست۔ رج۔ اور تم دیئے گئے ہیں۔ ست گیان اور سچائی ہے۔ رج غلبہ ہے۔ اور تم اگیان۔ اور اندھکار ہے۔ اس میں پرکرتی کی تمام علامات جو ذہن میں آ سکتے ہیں۔ موجود ہیں ؞

اس ست۔ رج۔ تم کی تین صفتیں تم کو اور طرح پر پہلے بتا دی گئی ہیں۔ یہ دوسرے ارتھ ہیں۔ جواب سنا لئے گئے ہیں۔ ان گنوں ہی کی مجموعی اور مشمولی کیفیت کا نام پرکرتی ہے ؞

اب اس کے اور کیفیت پر نظر ڈالو۔ لیکن یہ برابر ذہن میں رکھو کہ پرکرتی اہم کے اہم پیا کے سوا اور کچھ نہیں ہے ؞

ست۔ رج اور تم کی جو خصوصیت پرکرتی میں قائم کی گئی ہے۔ وہ حقیقت اور اہم کی نظر سے ہے ؞

عام طور پر اس اہم کی بابت جو اوصاف قائم کئے گئے ہیں۔ وہ ست۔ چیت اور آنند ہیں۔ اور اہم پیا میں اہم کی نظر سے جو اوصاف دکھائے گئے ہیں۔ وہ ست۔ رج اور تم ہیں۔ ست دونوں میں ہے پیچھے کے دو الفاظ مختلف ہیں۔ لیکن یہ اختلاف بھی مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ پہلے اہم کو دیکھو۔ اہم کیا ہے؟ وہ ست۔ چیت۔ آنند یا سچدانند ہے
پھر اہم پیا یا پرکرتی کو دیکھو۔ وہ کیا ہے؟

ستو رجو تمس یا ست - رج اور تم ہے -
ان دونوں پر اب غور کرو -
اہم یعنی ست چت آنند کے اوصاف :-
ست = ہستی - اصلیت - حقیقت وغیرہ ٭
چت = گیان - سمجھ - توجہ وغیرہ ٭
آنند = شانتی - سکون - قرار - راحت - اور خوشی وغیرہ
اہم سپنے یا ستو رجس تمس کے اوصاف :-
ستو - گیان - اور ہستی اور حقیقت کا علم وغیرہ ٭
رج - رنگت - میل - خون - بے چینی - بیقراری - غلبہ شہوات وغیرہ
تم - اندھکار - آلس بیحسی - درد - دکھ وغیرہ ٭
جب اہم کی جانب نظر ہے - اور جیو اس کا ابھیمانی ہے - تب اس میں اہم کے بھاؤ یا اوصاف پیدا ہوتے ہیں اور
جب اہم سپنے کی جانب نظر ہے - اور جیو اس کا ابھیمانی ہوتا ہے - تب اس میں جڑ پرکرتی کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں ٭
اس مقابلہ اور مشابہت سے تم سمجھ سکتے ہو - کہ اہم سپنا میں اہم ہی کے اوصاف الٹی شکل یا صورت معکوس میں موجود ہیں - یہ اہم سپنا ہے کیا ؟ یہ دھاروں کی شکل میں اہم کی عکسی صورت ہے - جیسے اگر تم آئینہ کے مقابل میں کھڑے ہو کر دیکھو - تو تمہارا سایہ تمہارے مقابل ہوگا لیکن وہ الٹا ہوا ہوگا - اگر تم اپنا رخ پورب کی طرف رکھتے ہو - تو تمہارے عکس کا رخ پچھم کی جانب ہوگا - اور علیٰ ہذالقیاس - اس اصل اور

عکس کے مدمقابل میں آ جانے سے خیالات کی دُنیا اُسی طرح بننے لگتی ہے جیسے مرد اور عورت کی مجامعت یا آمنے سامنے آ جانے سے پراکرتک پیچنا (توالد و تناسل کی دُنیا) بننے لگتی ہے۔ عورت دراصل مرد کا عکس ہے جیسے پرکرتی پُرش کا عکس ہے۔ ان دونوں کے میل سے یہ جگت پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ ہے کیا؟ اصل اور نقل کے ملنے اور مل رہنے کا تماشا ہے۔ یہ تماشا محض ہے۔ تماشے کے سوا اور یہ کیا ہوتا! یہ لیلا محض ہے۔

(۱) عکس کو دیکھا نظر اب اصل کی جانب کرو
کون کہتا ہے کہ تا حق نقل پر مرتے رہو (۱)
(۲) آئینہ میں تم بنے۔ آئینہ کو دیکھا کئے
اپنی صورت دیکھ لی جب اب پرے اُس کو دھرو (۲)
(۳) آئینہ کی تھی غرض صورت کو اپنی دیکھنا
صورت اپنی دیکھی بھالی - سمجھی اب چُپ ہو رہو (۳)
(۴) تم نہیں ہو نقل ہرگز تم نہیں عکسی صفت
اصل ہو در اصل ہو دل اصلیت کو اپنے دو (۴)
(۵) اصلیت میں ہے انا اور اس انا میں حق ہو تم
اب انالحق[1] کی صدا دو - اور انالحق کو سُنو (۵)

[1] اہم برہم

گیارھویں کلا

آتم میں آتم پتا

نند و بھائی بولے "واہ واہ! آپ کس خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ اصلی جوہر کا نقشہ لفظوں کے سلسلہ میں کھینچ کر دکھا دیتے ہو۔ جس کا اور جگہ وہم اور گمان نہیں ہوتا۔ سہل سہل سی باتیں۔ عام فہم الفاظ۔ اور نرالی جدّت! آپ کی صحبت دُنیا میں اس نظر سے بہت غنیمت ہے!"

دیال نے کہا "آتم میں آتم پتا ہے۔ اور آتم پتا میں آتم ہے اگر آتم پتا نہ ہوتا۔ تو آتم ہی کی سمجھ کیسے آتی! اور اگر آتم نہ ہوتا۔ تو یہہ آتم پتا کیسے ہوتا۔ جب پُرش ہے۔ تب پرکرتی ہے۔ اور جب پرکرتی ہے۔ تب پُرش ہے۔ دونوں کا ہونا اس نظر سے لازمی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کے اندر دوند (دوپنے) کی جڑ ہے۔ اور اُسی دوند سے یہ دُنیا عالم ظہور میں آئی ہے اور یہ دوند ہی ہے۔ جس نے کثرت کی صورت اختیار کی ہے۔ اس دوند کے اندر ہی کثرت اور وحدت ہے۔ آتم اور آتم پتا کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔ کبھی وہ ملتے ہیں۔ کبھی بچھڑتے ہیں ملنے کے وقت اُنہیں خوشی ملتی ہے۔ اور بچھڑنے کے وقت اُنہیں دُکھ اور تردّد ہوتا ہے۔ اور یہ خوشی اور دُکھ صرف کثرت کے طبقہ میں ہے۔

وحدت کے طبقہ میں خوشی اور خوشی کا احساس رہتا ہے۔ لیکن جب وحدت میں وحدت کا خیال تک نہیں رہتا۔ تو وہاں نہ خوشی ہے نہ درد ہے۔ وہاں اہم تک کے اہم پنے کا خیال کافور اور کالعدم ہو جاتا ہے۔ اور یہی ویدانت کی معراج ہے۔ یہ گیان ہو جائے۔ پھر دُکھ اور سُکھ دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ان کا بھرم ہمیشہ کے لئے مِٹ جاتا ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" یہ حالت بے شک اچھی ہوگی۔ لیکن کیا کسی صریحی۔ یقینی اور بدیہی مثال سے آپ اسے ذہن نشین کرا سکتے ہیں؟"

دیال نے کہا۔

(۱) بات میں کہتا ہوں اور باتوں میں سچّی بات ہے
جو نہ سمجھے میں کروں کیا بات پھر بے بات ہے (۱)

(۲) کہتے کہتے تھک گیا۔ ملتا نہیں اسرار جو
کیا کہوں۔ کہتا ہوں۔ کہتے کہتے ہوں بیزار گو (۲)

(۳) آئینہ کو دیکھ کر آئینہ میں سب کھو گئے
اصل کو دیکھا نہ سمجھا اُس کو اور وہ سو گئے (۳)

(۴) جو ہو غافل اس طرح۔ سمجھائے کوئی کس طرح
جو نہ ہو عاقل اُسے بتلائے کوئی کس طرح (۴)

(۵) کیا ہے دُنیا؟ مکتب علم و ہنر سمجھو اسے
جب اسے دیکھا تو مثل آئینہ رکھو اسے (۵)

تم کہتے ہو۔ حقیقت کو مثال سے سمجھاؤں۔ سمجھانے کو میں برابر

مثال دے دے کر سمجھاتا ہی چلا آتا ہوں - لیکن کیا کبھی تمہارے
سوال کی زبان بند ہونے پر آئی ہے ؟ زبان کو بند کرانا تو کسی حالت
میں میرا مقصد نہیں ہے - مقصد تو یہ ہے - کہ اپنی اصلیت کا علم
ہو جائے - یہ ہو جائے اور بس !
مثال وہی پرانی ہے - باہر مکھی جاگرت اوستھا میں کثرت
ہے - یہ ستھول دکھ سکھ کی کیفیت ہے - انتر مکھی سپن اوستھا میں
دوند یعنی دو پنا ہے - یہ سوکشم دکھ سکھ کی حالت ہے ان دونوں
کے پرے - اندر کے اندر - اتی انتر مکھی - سوشپتی اوستھا میں وحدت
یا ایک پنا ہے - جس میں نہ دکھ ہے - نہ سکھ ہے - لیکن ایک ایسی
کیفیت ہے - جو سکھ سے بھی زیادہ سکھ کی ہے اس حالت میں
اہم اور اہم پنا دونوں مل کر ایسے ایک ہو جاتے ہیں - کہ پھر ان کا
اُس کیفیت میں پتہ تک نہیں لگتا ۔"
نند و بھائی نے پوچھا - "اس کا ثبوت کیا ہے - کہ اہم پنے میں
اہم اور اہم میں اہم پنا سما گیا ؟"
دیال نے جواب دیا - "اگر کسی سے سوشپتی سے اٹھنے پر پوچھو
کہ تم کو اُس حالت میں کچھ خبر تھی - تو اس کا ہمیشہ جواب یہی ہوگا - کہ
"نہیں ، تھی " یہ نہیں کیا ہے ؟ ان اہم (یعنی اہم سے مختلف
اور جدا) ہے - جو 'اہم' نہ ہو - وہی 'ان اہم' ہے - اور 'اہم'
اُسے اپنے سے مختلف بتا کر اُس کے 'نہیں' ہونے کا پتہ دیتا
ہے - غالباً اسی جواب پر ویدانت کے اس خیال کی بنیاد ہے -

کہ 'مایا' نہیں ہے۔ اور ہوتی ہوئی بھاستی ہے۔ اور اُس کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ بات ذرا لطیف سی ہے۔ جو صرف گہرے طور پر غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہے۔ جو 'نہیں' ہے۔ وہ 'ان اہم' یا 'مایا' خواہ 'پرکرتی' ہے۔ اور جو 'ہے' وہ اہم یا آتما ہے۔ اس حالت کی کیفیت پر غور کرنے سے اُس کے نہ ہونے اور اُس کی اپنی ہستی نہ رکھنے کا علم ہوتا ہے۔ یہ تمہارے سوال کا جواب تھا۔"

نندو بھائی بولے۔ "معقول ہے! آپ نے بہت دور پہنچ کر اور بہت دُور جا کر بہت دُوری سے اس پرکرتی۔ مایا۔ یا اہم کے کا پتہ لگایا ہے۔ اِس طرح کون بال کی کھال نکالے۔ اور ہندی کی چندی کرے! سوشپتی میں 'مایا' کے اس طرح 'نہ ہونے' کا پتہ لگتا ہے اور حقیقت میں وہاں اُس کی معدومیت ہے۔ اُس کی ہستی صرف جاگرت اور سپن میں نظر آتی ہے۔ گو ان حالتوں میں بھی وہ معدوم پرتیت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی اُس پر غور کرے۔ اس جواب سے کسی حد تک میرا اطمینان ہو گیا ÷

آپ نے یہ کہا ہے۔ کہ وہ حالت دُکھ سُکھ سے پرے اور اتی سُکھ کی حالت ہے۔ اِس کا گیان کیسے ہوا؟"

دیال نے کہا۔ "سونے والے سے پوچھئے پر اس کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اُس سے پوچھو۔ کہ تم سوشپتی کی کیفیت میں کیسے تھے؟ تو وہ کہیگا۔ "نہ میں دکھی تھا نہ سُکھی تھا۔ لیکن ایک ایسی کیفیت تھی جو سُکھ سے بھی زیادہ سُکھی کی تھی۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔"

اس جواب میں "انتیت سکھ" کا پتہ تو ملتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی کہنے والا اُسے ناقابل بیان بھی بتا رہا ہے۔ جو ثبوت ہے۔ کہ وہ پرکرتی کی کیفیت نہیں تھی۔ 'نہیں' کا نام 'ان اہم اکی نظر سے 'پرکرتی' یا 'مایا' رکھ لیا گیا ہے۔ جو نہیں ہے۔ لیکن یہاں بھی یہاں کی کیفیت کا کچھ گیان ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ یہاں پرکرتی یا مایا یا اہم پنا بیج روپ سے موجود ہے۔ اسی کیفیت کو مول پرکرتی کہتے ہیں جو سامیہ ادستھا (سم کی حالت) کہلاتی ہے ٭

جب ستوگن۔ تموگن۔ اور رجوگن۔ تینوں مل کر سم کی حالت میں آ جاتی ہیں۔ تب سرشٹی نہیں ہوتی۔ اور اس کا گیان ہونا ذرا مشکل ہے۔ کیونکہ وہ بیج روپ ہے۔ جب ان گنوں میں حرکت آتی ہے۔ تب رچنا ہونے لگ جاتی ہے۔ اور پرپنچ کا پسارا کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ تمہارے سوال کا جواب ہے۔"

تنلاد بھائی نے پوچھا۔ "آپ نے اہم پنے کو اہم کی صفت قرار دی ہے۔ اور صفت کا موصوف میں ہونا یا گُن کا گُنی میں رہنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس نظر سے جیسے سفلی اہم (جیو) میرا میرا اپنا کرتا رہتا ہے۔ کیا پرتیگاتما میں بھی یہ 'میراپنا' یا 'اہم پنا' موجود ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "ہونے کو تو وہ ہے۔ لیکن پرتیگاتما یا ایشور کے لئے وہ جیو کی طرح دُکھدائی نہیں ہوتا۔ جیو کو اس کی وجہ سے دُکھ ہے۔ لیکن ایشور کو اس کی وجہ سے دُکھ نہیں ہوتا۔ اس کا سبب اور کچھ نہیں ہے۔ صرف نقص اور جزویت کا عیب ہے۔ جیو

میں جیو پنے کا نقص ہے۔ نقص ہمیشہ ناقص ہوتا ہے۔ وہ دُکھ سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اور ایشور میں اُس کا کمال ہے۔ وہ ایسا مکمل اور پورن ہے۔ کہ اُسے اپنے مکمل ہونے تک کا خیال نہیں ہے۔ اُس کا اہم پنا انگ سنگ رہتا ہُوا اُس سے جدا نہیں ہے۔ اور اُس میں کسی قسم کی خواہش نہیں ہے۔ اور جب خواہش نہیں ہے تو اُس کا اہم پنا دُکھدائی نہیں ہو سکتا۔ جیو میں محدودیت کے نقص ہونے کی وجہ سے خواہش زور پر رہتی ہے۔ اُسے ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی ضرورت اور احتیاج کا سوال ستایا کرتا ہے۔ اور وہ دَرپردہ مکمل ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے دُکھی ہے۔ دُکھ خواہش میں ہے۔ بیخواہشی میں دُکھ نہیں ہے۔"

نمادو بھائی بولے۔"یہ صحیح ہے۔ اور بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اسے کسی مثال سے صاف کیجئے۔"

دیال نے کہا۔"معلوم ہوتا ہے۔ بغیر مثال کے تم کوئی بات سمجھ نہیں سکتے ہو۔ خیر! یوں سمجھو۔ کہ ایک آدمی کامل طور سے تندرست ہے۔ تندرستی کی حالت میں اُسے خبر تک نہیں رہتی۔ کہ آیا اُس کے جسم کبھی ہے یا نہیں ہے۔ اور وہ خوشی سے اُچھلتا کودتا کھیلتا پھرتا ہے لیکن اگر اُسے بیماری ہو جائے۔ اور بیماری کا نقص دامنگیر ہو۔ تو وُہی جسم اُس کے لئے پتھر کی طرح بوجھل اور وزنی ہو جائیگا۔ اور وہ چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس کریگا۔ اور رات دن شکایت کرتا رہیگا سبب ظاہر ہے۔ کمال کی حالت میں دُکھ نہیں ہے۔ اور نقص کی

حالت میں دُکھ ہے۔"

نندو بھائی بولے "مثال سے میرے سوال کا جواب تو مل گیا۔ لیکن دوسرا سوال پیدا ہو گیا۔ صحت کو بیماری کا خدشہ ہے۔ اور کمال کو زوال کا خطرہ ہے۔ اگر ایشور میں بقول آپ کے کمال ہے۔ تو فطرتاً وہ زوال کے خوف سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے!"

دیال ہنسا۔ "نادان! میری تمام باتوں پر تم نے غور نہیں کیا۔ اور نہ اُس اصُول کو مدنظر رکھا۔ جو مثال کی بابت ذہن میں رکھی جاتی ہے۔ مثال کا صرف ایک انگ اور ایک ہی پہلو لیا جاتا ہے۔ خیر سُنو!

ایشور کے کمال کو زوال کا خطرہ نہیں ہے۔ اُس کا کمال ہماری نظر سے ہے۔ ورنہ ایشور کا آتم پنا اُس کے انگ سنگ رہتا ہوا اُس سے جدا نہیں ہے۔ وہ نہ گھٹ سکتا ہے۔ نہ بڑھ سکتا ہے۔ اس نسبتی تعلق سے اُس کی ذات اونچی ہے۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ اپنے خیال کے موافق کہتے ہیں۔ اس لیئے وہ اس التزام سے بری ہے۔ اُسے خواہش نہیں۔ اور وہ خواہش کس کی کرے۔ جب اُس سے مختلف یا جُدا کوئی شئے ہو۔ تب تو اُسے اُس کا خیال آوے۔ خیال کا آنا نقص میں داخل ہے

جیو چونکہ خیال کی وجہ سے اپنے آپ کو محدود سمجھ بیٹھا ہے اُس کے اندر کمی پوری کرنے کے بیشمار جذبات منہ زور رہتے ہیں۔ اور وہ رات دن فکر اور تردد میں غلطان پیچاں رہتا ہے۔

ایشور کا آتم پنا اس کے آتم میں ہے۔ جیو کا آتم پنا اور چیز

کی بابت بھی ہے۔ وہ اُن کے یا اُن کے خیال کے زیر اثر آکر اپنے سوا
ان کا بھی امتیاز ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اُسے دُکھ تو ہونا ہی چاہئے
جس میں کمی بیشی کا خیال ہوگا۔ اُسے دُکھ ہوگا۔ اور جس میں کمی بیشی کا
امکان نہیں ہے۔ اُس کے لئے دُکھ کیسا! یہ بھی سمجھائی اور بنی
بنائی بات ہے۔"

بارھویں کلا

اہم اور اہم پنا کی مزید صراحت

نند وبھائی نے کہا۔" اصلیت یا حقیقت کو تو ویدانتی بھی اہم
لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اہم پنا کا استعمال آج تک
کوئی نہیں کرتا۔ آپ ہی اسے پہلی مرتبہ استعمال کرتے ہیں۔ اور
اُسے پرکرتی۔ مایا۔ مادہ۔ صفت وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔ میں
چاہتا ہوں کہ آپ ان دونوں کی اور بھی کچھ مزید صراحت کر دیں
دیال بولا۔" جو کہنے سننے۔ سوچنے۔ سمجھنے۔ جاننے پہچاننے
سے پرے ہو۔ وہ اہم ہے۔ جو کہا سُنا۔ سوچا۔ سمجھا۔ جانا اور پہچانا
جائے۔ وہ اہم پنا ہے۔ اہم اصلیت ہے۔ اہم پنا کو لوگ غیر اصلی
کہتے ہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ جو شئے ہے۔ اس
کی بابت زبان کھولنا مشکل ہے۔ اور جو نہیں ہے۔ اس کا تذکرہ
کیا جا رہا ہے۔ یہ بات صرف ویدانتی ہی کچھ سمجھ سکتا ہے۔ دوسرے

لوگ اُسے یا تو دیوانوں کی بات کہیں گے - یا بے ٹھور ٹھکانے کی بتائیں گے - لیکن یہ صحیح ہے - آہم ایک ایسا معمہ ہے - جس کا حل کرنا مشکل ہے - اور یوں وہ حل شدہ ہے - اسی طرح جو کہہ سُن - سوچ سمجھ - جان پہچان کے بعد بھولا دیا جائے - یا بھول جائے - وہ آہم پنا ہے - اور جو کبھی بھول سکے - وہ آہم ہے - یہ بھی تعجب کی بات ہے -"

نند و بھائی نے کہا - "یہ بات آپ نے کیسے کہی ہے - جو بھولائی جا سکے - یا بھولی جا سکے - جسے ہم جانتے ہیں - وہ ذہن کے اندر بیٹھ گئی ہے - وہ کیسے بھولے گی!"

دیال بولا - "جاننے کی چیز کیا ہے؟ اور کیا چیز جانی جاتی ہے؟ وہ صرف نام اور رُوپ ہے - نام رُوپ کے سوا اور کیا شئے ہے - جو تم جانتے ہو - اسی طرح جو چیز بھولی جاتی ہے - یا بھولائی جاتی ہے وہ بھی کیا ہے؟ وہ بھی نام اور رُوپ ہی ہے - اور اسی نام رُوپ کو میں آہم پنا کہتا ہوں - اور اُسے پرکرتی کا نام دیتا ہوں - اور یہہ نام رُوپ کیا ہے؟ خیالی - غیر اصلی - فرضی اور وہمی - اور یہ کس کے سہارے رہتے ہیں؟ آہم کے - آہم ہی ان کا آدھار ہے - آہم کے آدھار کے بغیر ان کی ہستی ہے کہاں؟ آہم ہے تب آہم پنا ہے آہم نہ ہو - تو آہم پنا کہاں ہے! اور پھر تلاش کرو - یہ آہم پنا کہاں ہے! بتے کیا اس کی کوئی اپنی جگہ سوا آہم کے ہے؟ تم کہو گے - کہ نہیں ہے اس نظر سے کہا جاتا ہے - کہ وہ اپنی ہستی نہیں رکھتا - یہ آہم پنا

خیالی غلاف ہے۔ جس سے اہم اپنے آپ کو ڈھکتا رہتا ہے۔ یہ غلاف ایک دو چار نہیں ہیں۔ بلکہ کروڑوں۔ اربوں۔ پدموں۔ سنکھوں اور بے شمار ہے۔ اور اس نظر سے ویدانتی اُسے انیک یعنی بہ کثرت اور کثیر اور متعدد کہتے ہیں۔ ویدانتیوں نے اس غلاف کو تین شریر ستھول۔ سوکشم اور کارن۔ یا پانچ کوش۔ آنندمے۔ وگیان مے۔ منومے پران مے اور ان مے تک محدود کر لیا ہے۔ لیکن یہ غلاف اس جگت میں اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں۔ کہ ان کا شمار کرنا مشکل اور غیر ممکن ہے۔ غلاف پر غلاف اور تہہ پر تہہ ہر جگہ چڑھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ کوئی اُنا ہے بھی تو کتنے اور کیسے اُنا ہے! یہ جو تمہارا جسم ہے۔ یہ کروڑوں اور بے شمار تہوں سے بنا ہوا ہے۔ اور انہیں تہوں کے مجموعہ کو میں اہم پنا کہتا ہوں۔ یہ اور کچھ نہیں ہے۔ اہم سے منسوب شدہ کیفیت ہے۔ جو بالکل خیالی۔ فرضی۔ اور وہمی ہے۔ لیکن ان لفظوں کے ذریعہ معمولی آدمی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خیالی فرضی اور وہمی جھوٹ ہے۔ جھوٹ تو ہے۔ لیکن جس معنی میں انہیں جھوٹ کہا جاتا ہے۔ وہ ان کی مُراد سے دُور ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل دھاریں ہیں۔ جو اہم سے نکل کر اُسے گھیر رکھتی ہیں۔ اور دھار ہی کو نام رُوپ کہتے ہیں " یہی نام رُوپ جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اور یہی بھُول بھی جاتا ہے۔ ان سب کے پس پُشت ہر جگہ ہر تہہ اور ہر غلاف کی بنیاد کے طور پر آتما یا پرتیگاتما ہی جسے میں اہم کہتا ہوں۔"

نندو بھائی بولے۔" ویدانتی کہتے ہیں۔ کہ

(۱) آتما ایک اور پرکرتی انیک ہے۔
(۲) آتما اکھنڈ (غیر منقسم) ہے۔ اور پرکرتی کھنڈ کھنڈ (منقسم) ہے۔
(۳) آتما اصلیت ہے۔ اور پرکرتی غیر اصلی ہے۔
(۴) آتما غیر محدود ہے۔ اور پرکرتی محدود ہے۔
(۵) آتما چیتن چت ہے۔ پرکرتی اچیتن اچت اور جڑ ہے
وغیرہ وغیرہ وغیرہ

لیکن آپ اپنے طور پر ان کو دوسرے طریقہ پر بیان کرتے ہو۔ اس کا کیا سبب ہے؟"

دیال نے کہا۔" میں جیسے آتما کو ایک مانتا ہوں۔ ویسے ہی پرکرتی کو بھی بہ حیثیت مجموعی ایک ہی سمجھتا ہوں۔ جیسے آتما ہے۔ ویسے ہی پرکرتی بھی ہے۔ تم دنیا میں جیسے جیو جنتو وغیرہ کی صورتوں میں اہم کو منقسم شدہ دیکھتے ہو۔ ویسے ہی پرکرتی بھی ذرات اور اشیا کے شکل میں منقسم شدہ نظر آتی ہے۔ چیتن اہم کے بہ کثرت، متعدد ہونے کا خیال نیا نہیں ہے۔ سانکھیہ تک نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے۔ اور پرکرتی کی بابت تو سب ہی ایسا کہہ رہے ہیں۔ میں اپنی نئی رائے آزادانہ قائم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ چیتن بھی ایک ہے۔ اور جڑ بھی ایک ہی ہے۔ پرش ایک تو پرکرتی بھی ایک ہے۔ یہ میری رائے ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ میں چیتن اور جڑ دونوں کو برہم کی دھار سمجھ رہا ہوں۔ یہ دو دھار ورہ اور رقن ہیں۔ اور یہ دونوں اس حکمت

کے کھیل میں اپنا اپنا تماشا دکھا رہے ہیں - ان دونوں کی مشمولی - اور مجموعی کیفیت کا پتہ صرف برہم - پرتیگاتما یا اہم میں لگتا ہے - جو آدھار بنا ہوا ہے - سب میں ہے - اور سب کچھ ہے - بغیر اہم پنے کے اہم کا جگت میں اظہار نہیں ہوتا - گو وہ اپنی اصلی حیثیت میں سوپرکاش (آپ خود پرکاشوان) ہے - اور ہو رہا ہے - لیکن بیوہارک جگت میں اُس کی صراحت کرنے کے لئے ہمیشہ جڑ پرکرتی - زبان - دل - وغیرہ کی امداد لینی پڑتی ہے - اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا - کہ آتما پرکرتی کا محتاج ہے - یہاں محتاجگی کوئی نہیں ہے - جو ہے وہ ہے - لیکن بیوہار کی دُنیا میں کہنے سُننے کے التزام سے کون بچ سکا ہے - کہنا تو پڑتا ہی ہے - اس لئے کہو - اور جڑ جگت کی نسبت سے اہم کے سمجھنے کی کوشش کرو - یہ وجہ ہے - کہ میں ویدانت کی تعلیم کے لئے - صرف اپنے ذاتی تجربہ سے کام لیتا ہوں ؛"

نند و بھائی بولے :" اس بات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے - کہ جسے جڑ اور چیتن کہا جاتا ہے - وہ برہم سے خالی نہیں - بلکہ خود برہم کی رُوپ ہیں - صرف کہنے سُننے کے لئے تفریق تمیز کے مذات گھڑ لئے جاتے ہیں - ورنہ جیسے اہم کا اہم پنا اُس کی صفت ہوتا ہُوا اُس کی ذات سے منسوب ہے - ویسے ہی چیتن کا چیتن پنا بھی چیتن کی صفت ہوتا ہُوا اُس کی ذات سے منسوب اور متعلق ہے اسی طرح برہم کا برہم پنا اور پرتیگاتما کے پرتیگاتما پنا کا حال ہے - یہ دونوں بھی مجھے برہم ہی پرتیت ہوتا ہے - اور میں کسی اور نام سے اُسے

ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔"

دیال نے کہا۔" اصلیت تو یہی ہے۔ دنیا وہم ہے۔ اور اسی وجہ سے تو ویدانت کو ادوئیت (یعنی ایک اور دو کی نسبت سے بری) کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے مدّات قائم کر کے ان کے وچار نے اور نتیجہ اخذ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ کہ آدمی جس قدر چاہے۔ عقل کے ہاتھ پاؤں مارے۔ آخر میں تو سمجھ ہی جائیگا کہ اصلیت کیا ہے!"

نندو بھائی بولے۔" بات تو میری سمجھ میں بھی آگئی۔ سب کا جوہر ایک ہے۔ ایک ہی ہستی ہے۔ جس کا پہلے دو دھار جڑ اور چیتن کی صورت میں اظہار ہوتا ہے۔ اور پھر سرشٹی کرم (قانون قدرت) کے موافق انہیں کی ہزاروں صورتیں بن بن کر جگت کے کھیل دکھاتی ہیں۔"

تیرھویں کلا

دیال کے سوال اور نندو بھائی کے جواب

دیال نے کہا۔" اب تک تم نے مجھ سے سوال کئے ہیں۔ اب اپنی باری پر میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ تم نے کیسے سمجھا۔ کہ چیتن اور جوہر ایک ہے۔ اور اس سے دو دھاریں برآمد ہو کر

سرشٹی کا کھیل کرتی ہیں *"

نند د بھائی بولے۔ " یہ آپ ہی کی تعلیم ہے۔ کہ

(۱) برہم میں دو دھار دِرِہ اور مَن ہیں۔۔ اور

(۲) آتما میں سے بھی دو دھار اتّ اور مَن برآمد ہوتی ہیں۔

یہ جگت انہی دو دھاروں کا تماشہ ہے۔ یہ تعلیم میرے خیال کی بنیاد ہے۔

اب میں جب نظر کو وسیع کر کے دیکھتا ہوں۔ تو لطیف اور کثیف صورت میں بھی پہلے مجھے دو ہی دو دھار ہر جگہ برتیت ہوتے ہیں۔

آنکھ ایک ہے۔ اُس کا کھیل دو گولوں کے دھاروں سے شروع ہوتا ہے۔ ایک بایاں گولا کہلاتا ہے۔ دوسرا دایاں *

کان ایک ہے۔ اُس سے دو دھار نکل کر کان کے دو سوراخوں میں قائم ہو کر سُننے کا بیوہار کرتی ہیں *

ناک ایک ہے۔ اُس کے نتھنے ہیں۔ زبان (ذائقہ) ایک ہے اور وہ دو حصّہ میں منقسم ہے *

یہ گیان اندریوں کی بابت ہے۔ اِسی طرح

ہاتھ دو۔ پاؤں دو۔ زبان دو۔ اور باقی بھی دو ہی دو ہیں کہیں ملے ہوئے اور کہیں جدا جدا نظر آتے ہیں۔ یہ کرم اندریوں کی بابت ہے *

جسم کو دیکھو۔ وہ بھی دو حصوں والا نظر آتا ہے۔ اور دایاں بایاں دو پہلو لئے ہوئے ہے۔ یہ ستھول شریر کی بابت ہے *

من کے دو طریقے خواہ دو دھاروں کی صورت میں جو کام کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک کو سنکلپ کہتے ہیں۔ دوسرے کو وِکلپ۔ چِت اور بُدھی میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے۔ اور اہنکار بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ سب کے کام کرنے کی دھاریں دو ہی دو ہیں۔ یہہ سوکشم شریر کی نسبت ہے ؞

کارن شریر میں بھی اس دوپنے کا پتہ اُس کے بیوہار سے لگتا ہے۔ وہ بھی اس رعایت سے خالی نہیں ہے ؞

پھر ان سب کی چوٹی پر جو اہم ہے۔ وہ اَہم اور اہم پنے دونوں کو لئے ہوئے ہے۔ وہ بھی دو کی نسبت اور رعایت رکھتا ہے ؞

یہ نتیجہ میں نے پہلی مرتبہ اپنی زندگی میں صرف آپ کی تعلیم سے اخذ کیا ہے۔ اور اس دوپنے ہی کی وجہ سے یہ جگت دوند کہلاتا ہے ؞"

دیال نے خوش ہوکر کہا "تم نے میری تعلیم کا لُب لباب خوب سمجھ لیا۔ یہی بات ہے۔ جس کی طرف عام آدمیوں کی نظر نہیں جاتی اب یہ بتاؤ۔ کہ ان دو دھاروں کو تم کیا سمجھتے ہو ؟"

نند و بھائی بولے۔

(۱) برہم میں وہ وِدیا اور مَن ہیں۔

(۲) آتما میں وہ ات اور مَن ہیں۔

(۳) انہیں کے اندر چیتن اور جڑ کا راز چھپا ہے ؞

(۴) ان میں سے ایک اثبات ہے۔ ایک نفی ہے ؎

(۵) ایک فاعل ہے۔ دوسرا مفعول ہے ؎

(۶) ایک خارجہ ہے۔ اور دوسرا جاذبہ ہے۔ ایک اصل ہے دوسرا نقل ہے۔ اور ہر جگہ ایک ہوتا ہوا وہ دو دو طرح کا نظر آ رہا ہے۔ جسمانی دلی اور دوسرے شکلوں میں بھی۔ ایک رغبت ہے دوسری نفرت ہے۔ ایک راگ ہے۔ دوسرا دویش ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ یہ رچنا پرش اور پرکرتی کا کھیل ہی وہ خود دو ہیں۔ اس لئے جگت کا بیوہار اُن کے عکس ہونے کی وجہ سے ہی حالت۔ ہر جگہ اور ہر وقت میں دو ہی دو پرتیت ہو رہا ہے"

دیال نے خوش ہو کر کہا۔ "تم نے میرے مافی الضمیر کو ذہن نشین کر لیا۔ اب یہ بتاؤ۔ کہ ان دونوں کا مطالعہ کر کے تم کو ان کے ایک ہونے کا خیال کیسے پیدا ہوا؟

نند و بھائی نے کہا۔ "ان دو کے بیچ میں مجھے ہر جگہ سم بھاؤ (وحدت) نظر آتی ہے۔ جیسے ترازو کے دو پلّوں کے بیچ میں سَم (ہموزنی) کی حالت ہوتی ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں ہے۔ یہ سم سب میں موجود ہے۔ اندریوں میں جسم میں جگت میں غرضیکہ یہ ہر جگہ ہے۔ اُس سے خالی کوئی کیفیت نہیں ہے۔ اور وہ سب کا آدھار اور ادھشٹان ہے۔ اگر وہ نہ ہو۔ تو بیوہار۔ پرمارتھ اور پرتی بھاس کچھ بھی نہیں بن سکتا جیسا کہ میں نے اندریوں وغیرہ کی مثالوں سے ابھی ظاہر کرنے

کی کوشش کی ہے۔"

دیال نے پوچھا۔"کیا تم اس قسم کی حالت کو پرتیگاتما کہوگے؟"

نندو بھائی کو جلد جواب دینے میں کچھ تامل ہوا۔ پھر سوچ سمجھ کر بولے۔" ایک معنی میں تو یہ پرتیگاتما (یا ایشور) اُس وحدت۔ ایکتو بھاو۔ اور ایک پنے کا واچ اور لکش دونوں ہے۔ جہاں واچ اور لکش دونوں کا خیال ہے۔ وہاں ہم کو اِس کے اصلی قسم یا آدھار ماننے میں تامل ہوتا ہے۔ لیکن جہاں لکش ہی لکش کا خیال ہے۔ وہاں اس کو ہم ایسا سمجھ سکتے ہیں۔ اور اُسے اِشٹ۔ گولشتھ۔ وغیرہ کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔ جب تک کہنے سُننے کا مضمون ہے تب تک وہ پرتیگاتما (شبل برہم۔ ایشور وغیرہ) کہلاتا ہے۔ اور جہاں دونوں انتہائی مراتب کے ملنے کا خیال دل پر حاوی اور مسلط ہونے لگا۔ پھر وہی برہم اور شُدھ برہم پرتیت ہونے لگتا ہے۔ اُس میں اور اِس میں کوئی بھید نہیں رہ جاتا ہے۔ جیسے انتہائی مراتب یعنی دو دھاروں کے ملاپ سے خود ہمارے اندر۔ ہم میں بھی اُس کی پرتیتی آجاتی ہے۔ اور ہم اپنے جذبہ کو مُنہ زور پاکر کہہ اُٹھتے ہیں۔

"اہم برہم آسمی" (میں ہی برہم ہوں)"

دیال بولا۔" تم نے بہت کچھ انبھو کر لیا۔ اس حالت اور اِس یقینی کیفیت کا نام تم کیا رکھوگے؟"

نندو بھائی نے کہا۔" اسے میں 'سمادھی' کہتا ہوں۔ سمادھی دو لفظ 'سم' اور 'دھا' (دھارن کرنے) سے بنا ہے۔ سم کے

دھارن کرنے ہی کا نام سمادھی ہے۔ اِس کے سوا سمادھی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یوگیوں کو یہ کیفیت نروِکلپتا (یعنی خیالات کے بالکل ٹھہر جانے) پر حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک میرا اپنا انبھو جاتا ہے۔ یہ کیفیت وچار یوگ یا گیان یوگ کی مشاقی سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور حاصل ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ ہم میں ہر وقت موجود ہے۔ ایک لمحہ بھی یہ ہم سے جدا نہیں رہتی۔ صرف بھرم کی وجہ سے اس کی جانب توجہ نہیں جاتی۔ اسی کو رادھا سوامی مت میں سہج سمادھی کہتے ہیں۔"

دیال ہنسا۔ "کسی مثال سے اسے میرے ذہن نشین کر سکتے ہو؟"

نندو بھائیؑ کو جواب دینے میں تامل ہوا۔ پھر سنبھل کر بولے۔ "سوشپتی کی کیفیت کسی حد تک اس کا پتہ دے سکتی ہے۔"

دیال نے کہا۔ "لیکن سوشپتی تو بیخبری کی کیفیت ہے۔ اور اس کا یقین کرنا مشکل ہے۔"

نندو بھائیؑ بولے "بیخبری اس وجہ سے ہے۔ کہ اس حالت میں اہم اور اہم پنا۔ اپنے اثباتی اور نفی پہلو کو چھوڑ کر ایک ایکتو کی حالت میں قائم ہو رہتے ہیں۔ ایسے میں بے خبری کی کیفیت بھی نہیں کہتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ خبر اور بیخبری دونوں اسی کے آدھار پر رہتی ہیں۔ اگر بالکل بیخبری ہی ہوتی۔ تو کوئی شخص بیدار ہونے پر یہ نہیں کہتا۔ کہ "مجھے آنند پراپت ہوا۔" یہ اثبات اور ایتی واد یا

اقرار ہے۔ اس اقرار کے صحیح تسلیم کرلینے سے کیسے انکار ہوسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سوئے والا ایسا کہتا ہے۔ کہ "مجھے کچھ علم نہیں تھا" یہ نیتی داد۔ نفی یا انکار ہے۔ لیکن ان لفظوں کے پردہ میں لاعلمی اور بے خبری کے علم کا پتہ بھی ملتا ہے۔ اور پتہ ملنے ہی کو گیان کہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سوشپتی نہ بالکل جڑ کیفیت ہے۔ اور نہ چیتن کیفیت ہے۔ بلکہ دونوں کی ملی جلی کیفیت ہے۔ جیسے میں سم کہتا ہوں۔ اور سم ہر دو انتہائی مراتب کے مل رہنے واحد ہونے اور ایکتو پر قائم ہو رہنے کو کہتے ہیں۔"

دیال نے پوچھا" کیا یہ حالت بیداری میں بھی حاصل ہوتی ہے؟"

نند بھائی نے بغیر کسی تامل کے اس مرتبہ جواب دیا۔" یہ کیفیت تو سوشپتی سشپن۔ اور جاگرت سب میں محیط ہے۔ بھرم ہو رہا ہے۔ اس لئے پرتیت نہیں ہوتی۔ وچار کرنے سے اس کا جیسا نشچے درڑھ ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ جاتی کہاں ہے! ہر حالت میں اس کا بیوہار ہوتا رہتا ہے۔ اور جو لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ انہیں کو جیون مکت یعنی زندگی ہی میں نجات یافتہ کہتے ہیں۔ ان کو پھر کسی قسم کا دکھ سکھ نہیں دیا پتا۔ کیونکہ اہم اور اہم پنے دونوں کے مسئلے آسانی سے حل ہو گئے۔ اب کیا بات باقی رہ گئی۔"

دیال نے ہنس کر کہا" تم بھرم کس کو کہتے ہو؟"

نند بھائی بولے۔" اس بات کا جواب میں رادھا سوامی مت کے نقطۂ نگاہ سے دونگا۔ بھرم سنسکرت مادہ" بھر دبھگوں یا ایرو)

اور تم (من) سے نکلا ہے۔ من کے بھرو مدھیہ یا بھوں کے بیچ میں آجانے سے جب وہ چکر کھانے لگتا ہے۔ تو اس چکر کا نام بھرم کہلاتا ہے۔ بھرو مدھیہ میں من آیا۔ اور اس کے دو اثباتی اور نفی کی دھاریں آنکھ کے دو گولوں سے نکل کر باہر کی طرف رجوع ہوئیں۔ باہری دنیا کو دیکھا۔ اُن کے کثرت کے اثر کو اپنے دل میں لیکر چکر کھانا شروع کیا۔ اُس کو بھرانتی ہوگئی۔ اپنے آپے سے گیا۔ اور باہری جگت کے خیالی رنگ سے رنگین ہو کر بھرمتے گیا یہ بھرم کے اصلی معنے ہیں۔ مجازی معنے بھرم کے کئی ہیں مثلاً (۱) چکر کھانا (۲) چکر میں گھومنا (۳) چنچل ہونا (۴) نشچل نہ ہونا (۵) اگیان وغیرہ وغیرہ۔ بھرم رادھا سوامی مت میں اسی کا نام ہے "

دیال نے کہا۔" اس بھرم سے چھوٹنے کی ترکیب تمہارے مت میں کیا بتائی گئی ہے؟"

نناد بھائی بولے۔" آپ جان جان کر پوچھتے ہو۔ خیر! رادھاسوامی مت کی تعلیم کے موافق اس بھرم سے بچنے کے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ایک ست سنگ اور دوسرا ابھیاس ست کا سنگ کرنا ست سنگ ہے۔ جس میں ہر قسم کے خیالات کی وضاحت ہوتی ہے۔ اور بھرو مدھیہ میں من کو قائم کر کے انتر مکھی بننے کا چنتن کرنا۔ اُس میں قائم ہونا۔ دِل کو روکنا۔ ورتی کا روک تھام کرنا۔ پھر اس ورتی کو برہمہ یا پر برہمہ وغیرہ کے مرکز پر قائم کر کے اسے برہماکار اور پر برہماکار بناکر اصلیت کا اپنے اندر ساکشاتکار کرنا۔ یہ دو طریقے

ہیں۔ جس کی تعلیم رادھا سوامی مت میں دیجاتی ہے۔ یہ سہج یوگ۔ آسان شغل اور قدرتی طریقہ کہلاتا ہے۔ جس میں دقت اور محنت کوئی بھی نہیں ہے۔ لڑکا۔ جوان بوڑھا۔ مرد عورت سب خانہ داری کے فرائض ترک کئے ہوئے بغیر کر سکتے ہیں۔ اور اُس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ست سنگ تو یہی ہے۔ جیسے کہ ہم سب ست سنگی آپ کی صحبت کا لطف اُٹھاتے ہوئے حقیقت کا علمی یا زبانی علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور سہج یوگ اندرونی عملی طریقہ ہے۔ جو اپنے اندر روزانہ کیا جاتا ہے۔ گویا علم اور عمل دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اور اندرونی بیرونی دونوں طرح پر انکشافات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ رادھا سوامی مت میں اس لئے دونوں پہلو علم اور عمل کے ساتھ ساتھ رکھے گئے ہیں۔ تاکہ کوئی ست سنگی خالی واچک گیانی نہ ہونے پائے اور ساتھ ہی عمل کرنے کی وجہ سے وہ عمل کا ابھیمانی نہ بننے پائے اور آسانی سے حقیقت کا ساکشاتکار کر لے۔"

دیال نے پوچھا۔ "یہ تو تمہارے رادھا سوامی مت کی تعلیم ہوئی۔ کیا ویدانت کے سلسلہ میں ایسی تعلیم کا اہتمام نہیں ہے؟"

نند بھائی نے جواب دیا۔ "میں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ ویدانت میں بھی یہی رعایت ہوگی۔ ورنہ ویدانت کے زبردست آچاریہ شری کرشن چند آنند جی اپنی بھگوت گیتا نامی مشہور اور ہر دلعزیز اور مقبول عام کتاب میں ویراگ اور ابھیاس کا اشارہ نہ کرتے۔ ویراگ نام گیان کا ہے۔ جو ست سنگ میں گورو کی

صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ابھیاس شغل اور عمل کو کہتے ہیں چونکہ اُس سے مجھے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ اس لئے میں تمام و کمال اُس کی بابت زبان نہیں کھول سکتا۔"

چودھویں کلا

دیال کے سوال اور نندو بھائی کے جواب

(مسلسل)

دیال نے پوچھا۔ "تم نے سمجھنے کو تو اچھا سمجھا ہے۔ اب میں پھر تم سے اُسی سوال کو دُوسری شکل میں پوچھتا ہوں۔ سدوشیپتی کے آنند یا اہم گیان کے سکھ کو تم جاگرت اور سپن میں کیسے عملاً قائم رکھ سکتے ہو؟"

نندو بھائی نے جواب دیا۔ "یہ میں سمجھنے کو تو خوب سمجھ گیا ہوں لیکن سمجھانا مشکل ہے۔ جب تک کسی کی زندگی عملی نہ ہو۔ اور اُسے اپنا آپ ذاتی تجربہ نہ ہو۔ تب تک اس کا سمجھانا اور سمجھنا دونوں ہی مشکل ہے۔ یہ بالکل انبھو کی بات ہے۔ تاہم یہ اس قدر سہل اور آسان ہے۔ کہ عملی زندگی کے بن جانے سے یہ معمولی پرتیت ہونے لگتی ہے۔ جس پر یہ گزری ہے۔ یا گزرتی ہے۔ وہ جانتا ہے۔ جس پر نہیں گزری۔ یا نہیں گزرتی ہے۔ وہ نہیں جانتا ہے لیکن میرا یہ کہنا بھی غلط ہے۔ جو حالت کہ ہمیشہ حاصل ہے۔ وہ مقدم

کبھی نہیں ہوتی - اور جو بدوم ہے - وہ حاصل بھی کبھی نہیں ہوتی - اس کا سمجھ میں نہ آنا صرف بھرم کی وجہ سے ہے - اور بھرم کی تشریح میں سنے کر دی ہے - کثرت سکے ساتھ خارج بینی - خارج پسندی اور باہر مکھی پنا اس کا اصلی سبب ہے - اس مرض کا علاج باطن بینی - باطن پسندی اور انتر مکھی پنا ہے - لیکن یہ بھی تمام و کمال نہیں ہے - باہر بھیتر - ظاہر باطن - دونوں میں مزاولت اور یکسانیت آجائے - تب آہستہ آہستہ ان ہر دو نسبتی (دوند) کے طبقات سے اونچے چڑھنے کا موقعہ ملتا ہے - اور جب عملاً اس سے زیادہ تعلق ہو جاتا ہے - تو سم بھاد کا آنا شروع ہوتا ہے - اور پھر زندگی خود بخود بدلنے لگتی ہے - اور یہ کیفیت ہو جاتی ہے - کہ جاگرت میں نیند اور نیند میں جاگرت رہتی ہے - اور دونوں کے اندر سوشپتی کا سم بھاو نیج روپ سے موجود نظر آنے لگ جاتا ہے اور زندگی اعتدال پسند ہو جاتی ہے - یہ اعتدال پسندی ہی سم بھاو ہے اور اس کی وجہ سے آدمی سم درشٹی - سم گیانی - سم وچار والا - سم بیوہار والا - سم کرم کرنے والا - وغیرہ وغیرہ بن جاتا ہے جس کا سنسکار اس کے اندر پہلے ہی سے موجود رہتا ہے - ذرا سمجھنے اور مشاقی کرنے کا مستحق ہے شک ہے - اسی کی دیر ہے -

(۱) خواب میں بیدار و بیداری میں مجھ کو خواب ہے
دونوں یکساں ہو گئے دل میں نہ پیچ و تاب ہے (۱)
(۲) آب میں موتی ہے موتی آب سے کب ہے جدا

آپ اور موتی کی صورت شکل آب و تاب ہے (۲)
وہم سے آتی نہیں ان کو حقیقت کی سمجھ (۳)
مفت میں حیران اس دنیا میں شیخ و شباب ہے (۳)
نسبتی ملات کو واحد نہیں کرتا اگر (۴)
دل کو حیرانی ہے جنچل آپ جوں سیماب ہے (۴)
خواب بیداری ہے۔ اور بیداری کو کیا سمجھے ہو تم (۵)
یہ بھی اس دنیا کے نظاروں میں مثل خواب ہے (۵)

دیال نے پوچھا۔ "وہ کیا ترکیب ہے۔ جس سے یہ بات آسانی سے انسان کو نصیب ہو جائے؟"

نندو بھائی نے جواب دیا۔ "وچار۔ بار بار غور اور سمرن کا عمل یہ آسان ترکیب ہے۔ اسی کے سلسلہ میں دھیان اور بھجن سمجھئے۔ سمرن ہی کی مختلف صورتیں یہ ہیں۔ ان میں سمرن ابتدا اور بنیاد ہے۔ یہ سمجھ میں آ جائے۔ پھر اور حالتیں خود بخود آ جاتی ہیں۔"

دیال نے پوچھا۔ "سمرن کس طرح کیا جائے؟"

نندو بھائی نے جواب دیا۔ "سمرن یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی بابت کبیر صاحب کے یہ دوہے ضرورت سے زیادہ کافی طور پر اس کی خبر۔ ہدایت اور اشارہ دیتے ہیں:۔

پہلی حالت (۱) سمرن کی سدھ یوں کرو۔ جیسے دام کنگال
کہیں کبیر بسرے نہیں پل پل لیت سنبھال (۱)

دُوسری حالت (۲) سُمرن کی سُدھ یُوں کرو - جیسے کامی کام
کہیں کبیر بسرے نہیں پل دن آٹھوں جام (۲)
تیسری حالت (۳) سُمرن کی سُدھ یوں کرو جیوں گاگر پنہار
ہالے ڈالے سُرت ہیں کہیں کبیر وچار (۳)
چوتھی حالت (۴) سُمرن کی سُدھ یُوں کرو - جیوں سُت دھاگا سُوت
چلت پھرت بھرتے نہیں سوئی گتی اودھوت (۴)
پانچویں حالت (۵) سُمرن کی سُدھ یوں کرو - جیوں کچھوے کی ریت
سیوتے انڈا دُور سے من کی ڈبدھا چیت (۵)
یہہ سمرن کے ڈھنگ ہیں

دیال نے پوچھا - "کس کا سُمرن کیا جائے ؟ "
نندو بھائی نے جواب دیا - " ویدانت کی نظر سے پرتیگاتما کا اور رادھا سوامی مت کی نظر سے ستگورو کا - یہ پرتیگاتما ہی ستگورو ہے - اور ستگورو ہی پرتیگاتما ہے - صرف نام کا بھید ہے - اور کچھ نہیں ہے - اس طرح سمرن کرنے سے خود بخود اعتدال پسندی - اور سم بھاو بینے کی حالت آتی جائیگی - اور جہاں وہ کثرت کے ساتھ آئی - اہم بھاو میں پختگی آتی جائیگی - اور بعض اہم علوی اہم میں تبدیل ہو جائیگا اہم پنا کا خیال خود بخود مٹنے لگیگا - اور سارا جگت آتما ہے - گورو ہے پرتیبہ ہے اور برہم ہے پرتیت ہونے لگیگا - کچھ دنوں تک یہ کیفیت رہیگی پیچھے کیا ہوگا - وہ کہنے سننے کی بات نہیں ہے - اسی کا نام چوتھی اوستھا ہے - جس کے آدھار پر عالم تثلیث کی ترلوکیاں ٹھہری ہوئی

اپنا اپنا بیوہار کر رہی ہیں۔ ان کے رہنے یا نہ رہنے سے کوئی اثر پھر دل کو نہیں ستاتا۔ اور جس کی ایسی حالت ہو گئی۔ پھر اس کے لئے جنم مرن۔ بندھن مکتی یا پُنیہ پاپ کا خطرہ نہیں رہتا۔ اہم وہ اب بھی ہے۔ لیکن کہنے سُننے کی نسبت سے وہ بہت اونچا ہو گیا ہے اُس نے اپنے اِشٹ کی پراپتی کر لی۔ دوپنے کے جھگڑوں سے آزاد ہو گیا۔ اور ذاتِ مطلق میں جیتا جاگتا ہوا محو ہو رہا۔ یہ حالت ست سنگ اور ابھیاس سے جیووں کو بآسانی نصیب ہوتی ہے نصیب تو اب بھی ہے۔ بھرم۔ دو چتائی۔ دُبدھا۔ مَن کے چنچل پنا۔ وغیرہ سے سمجھ میں نہیں آتی۔ ورنہ اس کا سمجھنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔"

پندرھویں کلا

دیال کا سوال اور نندو بھائی کا جواب (مُسلسل)

دیال نے کہا۔ "ویدانت کے اس اہم واد پر ضرورت سے زیادہ گفتگو ہو چکی۔ اب میں نہ تم کو اپنا وقت دینا چاہتا ہوں۔ نہ تمہارا وقت لینا چاہتا ہوں۔ صرف ایک سوال کرتا ہوں۔ اس کا جواب دے دو۔ اور پھر ست سنگ کو برخاست کر دوں۔"

نندو بھائی بولے۔ "وہ کیا سوال ہے؟"

دیال نے کہا۔ "ان تمام مرحلوں کو جو اہم واد کے سلسلہ

میں زیرِ بحث آ گئے ہیں۔ اختصار کے ساتھ مجھے سمجھا دو۔ تاکہ مجھے تمہارے سمجھنے کا پورا پورا یقین آ جائے۔ سوال کا مطلب یہ ہے۔ کہ سفلی انہم کس طرح تمام مرحلوں کو طے کرتا ہوا علوی انہم سے مل جاتا اور پھر حقیقت سے واصل ہو جاتا ہے؟"

ننداو بھائی بولے۔ "میں اپنے لفظوں میں اس کا قابلِ اطمینان خاکہ نہیں کھینچ سکتا۔ میرے لئے یہ مشکل ہے۔ یہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ کہ مشکل سے مشکل سوال کو آسان اور عام فہم عبارت میں ذہن نشین کرا دیتے ہیں۔ لیکن میں آپ کے حکم کی تعمیل میں کبیر صاحب ہی کے کلام کی مدد سے بیان کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کلام یہ ہے۔ اور اس کے سلسلہ میں انہم داد کے تمام مدارج، مراتب اور مرحلے نہایت خوبصورتی اور وضاحت کے ساتھ آ جاتے ہیں سُنیئے:-

پہلی حالت۔ (۱) کبیر روڑا ہو رہ باٹ کا ۔ تج آپا ابھیمان
موہ ۔ لوبھ ۔ ترشنا تجے تا ہی ملے رنج نام (۱)

دوسری حالت (۲) روڑا ہوا تو کیا ہوا ۔ پنتھی کو دُکھ دیہہ
سادھو ایسا چاہیئے ۔ جیسے پائینڑے کھیہہ (۲)

تیسری حالت (۳) کھیہہ ہوئی تو کیا ہوا ۔ اُڑ اُڑ لاگے انگ
سادھو ایسا چاہیئے ۔ جیسے نیر نپنگ (۳)

چوتھی حالت (۴) نیر بھیا تو کیا بھیا ۔ تاتا سیرا ہوئے
سادھو ایسا چاہیئے ۔ ہری جیج ہری ہوئے (۴)

پانچویں حالت (۵) ہری بھیا تو کیا ہوا ۔ جو کرتا دھرتا ہوئے

سادھو ایسا چاہیئے - ہری بھج - نرمل ہوے
چھٹی حالت (۶) نرمل بھیا تو کیا بھیا - نرمل مانگے ٹھور
مل نرمل سے رہت ہیں - تے ساد ھوکوئی اور
ساتویں حالت (۷) یہ دُگتی ہے اٹ پٹی - کھٹ پٹ لکھے نہ کوے
جو من کی دُبدھا مٹے - جھٹ پٹ درشن ہوے
آٹھویں حالت (۸) جاکو درشن اِت ہیں - تاکو درشن اُت
جاکو درشن اِت نہیں - تاکو اِت نہ اُت
نویں حالت (۹) دوڑت دوڑت دوڑیا - جہاں لگ من کی دوڑ
دوڑ تھکے من بھتر بھیا - دستو ٹھور کی ٹھور
دسویں حالت (۱۰) کبیر آدھی ساکھ یہہ - کوٹی گرنتھ کر جان
ست نام جگ جھوٹ ہیں - سرت شبد پہچان

دیال نے کہا "بس کرو - اب زیادہ سوال کرنے کی اس موقعہ پر ضرورت نہیں رہی - پھر کبھی دیکھا جائیگا - "
اور سب ست سنگی معہ نندو بھائی کے دیال کو نمسکار کرکے بندنا اور پرارتھنا کے بعد ست سنگ کو سماپت کرکے اپنے اپنے قیامگاہ (راد ھا سوامی دھام مندر) میں آرام کرنے کو چلے گئے - اور میری (شیو برت لال کی) قلم نے اس سمواد (مکالمہ) کو اپنے طور پر قلمبند کر لیا - جو موجودہ صورت میں نذر ہے ٭
ختم شد
رادھا سوامی ! رادھا سوامی دیال کی دیا !! رادھا سوامی سہائے !!!

ایڈیٹر کی درخواست

ناظرین! گھبرانا نہیں۔ ویدانت میگزین کو بار بار بغور پڑھتے چلو
یہ تمہاری زندگیوں کی ویدانت کی نظر سے علمی اور عملی پہلو
دونوں کو درست کرتا ہوا چلیگا۔ اور آخر میں یقینی طور پر
تم اپنے اندر تعجب خیز تبدیلی محسوس کروگے۔ جو میں نے سمجھا
ہوا ہے۔ بہ آسانی تم کو سمجھا دونگا۔ زیادہ سمجھنے کی پھر
احتیاج باقی نہ رہیگی۔ ہاں صبر کرنے اور اس کے بار بار
مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے ؎

نند کشور جی کی شکایت ہے۔ کہ میگزین کے خریدار کم ہیں
کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے۔ کہ دو چار خریدار بنا کر اس کی
مدد کرو۔ خود دیکھو۔ کہ آیا انگریزی۔ ہندی۔ اردو میں اس
قسم کا کوئی سامان موجود ہے۔ اگر اس کے جاری
رکھنے کی ضرورت سمجھتے ہو۔ تو اس کے مینیجر کی مدد کرو
میں لکھتا چلوں۔ اور تم خریدار بناتے چلو۔ تاکہ یہ نیک
کام جلد کثیر الاشاعت ہو کر ویدانت کے مضمون کی پوری
وضاحت کر دے ؎

شیو برت لال

ستیوں کی لڑکیوں کے ناولوں کا نیا سلسلہ

اودھوت

جو شاہی سلسلہ سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوگا۔

زیر ایڈیٹری :- شیو برت لال جی

لیوماآبد ماب شروع کیا گیا ہے۔ اور نصف جولائی سے باقاعدہ شائقین کے ہاتھوں تک اس سلسلے کے نمبر پہنچانے کا اہتمام کر لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا نمبر

آپدا موچن

پریس میں دیا جا چکا ہے۔ اور عنقریب ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں پرانے زمانہ کے قصے نئی طرز پہ سنائے جائیں گے۔ تاکہ اس وقت کی اخلاقی معراج جیون آدرش خیالی مجلہ کے سامنے آجائیں۔ ہر نمبر رقت انگیز۔ دردناک اور رلانے والا ہوگا۔ اگر آپ ظلم و تعدی۔ مظلومی و بیچارگی کی تصویریں ہمت و استقلال۔ جبر و صبر کے ذولت تسلیم و رضا کی چلتی پھرتی مورتیں۔ نیچرل و فطرتی جذبات کے دلآویز نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس سلسلہ کے ہر نمبر کو اپنی ہم جلیسی کی عزت بخشیں۔

یہ سلسلہ ماہواری ہوگا۔ اس کے پہلے نمبر میں دو ناول اکٹھے شائع ہونگے۔ اس سلسلہ کا سالانہ چندہ ؏ ہوگا۔ مگر پہلے نمبر کی علیحدہ قیمت ؀ ہوگی۔ نمونہ کی قیمت ۔ ۱۲ ہوگی۔ جلین ست کے پیروؤں کیلئے ناولوں کا یہ نیا سلسلہ نعمت غیر مترقبہ ہوگا۔

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

(۱) نشاکیشور مینیجر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی ۔ لاہور

یا

(۲) نند کشور مینیجر اودھوت چنگڑ محلہ انارکلی ۔ لاہور

اپنشد
عام فہم مسلسل اور باقاعدہ صورت میں!
ویدانت میگزین نے ویدانت کے ادھکاری پیدا کئے ہیں۔ جو اس کے مطالعہ کے بعد
اپنشدوں کے سمجھنے کے قابل ہوں گے۔ تمام خاص اپنشد یکے بعد دیگرے جلد باقاعدہ نذر ہوں گے۔
ان کے پڑھنے پر اب شکایت نہ رہیگی۔ کہ وہ سمجھ میں نہیں آتے۔ شیودرت لال جی کے زور
قلم اور فصیح البیانی کے آپ قائل ہیں ؎
اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے
کیا مجال کہ آپ پڑھیں اور بات سمجھ میں نہ آوے۔ اور دل میں اثر نہ کر جاوے پھر
پیشگی درخواست آنے کا انتظار ہے۔ سالانہ چندہ للعہ ہوگا۔ نمونہ فی نمبر ۵ر۔ یہہ
بھی ماہواری سلسلہ ہوگا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے خرید سکے۔ ممکن ہے
اس معمولی قیمت میں تمام ضخیم اپنشد جو انگریزی ہندی وغیرہ بیس۲۰ یا پچیس۲۵ روپیہ
میں آتی ہیں۔ آپ کو مل جائیں ؏
تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:۔
مینیجر ویدانت میگزین
چینگڑ محلہ۔ انار کلی لاہور

تصوف کا دوسرا سلسلہ

مصنفہ بابو شیوبرت لال صاحب ایم اے

(۱) گیان سندیش - ۱۶ باب گیان کا ذکر - ۸/
(۲) کرم سندیش - ۱۶ باب - کرم کا ذکر - ۸/
(۳) اُپاسنا سندیش - ۱۷ باب - اُپاسنا کا ذکر ۸/
(۴) کبیر چرتر سندیش - ۲۰ باب - کبیر صاحب کی سوانحعمری ۸/
(۵، ۶) پنتھ سندیش ۴۰ باب - اہل طریقت کا راز باطن [illegible]
(۷) بچن سندیش ۷۰ باب روحانی مقولات ۸/
(۸) یاترا سندیش - ۴۲ باب حصہ اول شوجی کا سفرنامہ امریکہ وغیرہ ملکوں میں - ۸/
(۹) سہج سندیش ۲۶ باب - آسان آسان تصوف کے مضامین - ۸/
(۱۰) پریم سندیش ۳۲ باب پریم کا ذکر - ۸/
(۱۱) وچار سندیش ۸ باب وچار کا ذکر ۸/
(۱۲) درشٹانت سندیش گیان دھیان کے قصے ۸/

لوک پرلوک سدھار ۸/ ، پرلوک سدھار ۸/
جیون سدھار ۸/ ، یوگ سدھار [illegible]
شبد سار [illegible] ، پردھی سدھار ۱۰/
سنت سنجوگ حصہ اول [illegible] ، ملتان کے قصے ۱۰/
" حصہ دوم [illegible] ، اردو کا نیا لنگت [illegible]
" " سوم [illegible] ، جلد اول [illegible] جلد دوم [illegible]
" " چہارم [illegible] ، ست کبیر کی ساکھی [illegible]
گورو تیغ بہادر کی بانی [illegible] ، کبیر یوگ مکمل [illegible]
پرلوک سدھار ۸/ ، سکھ سدھار
نوجیون سدھار ۱۰/ ، پرارتھ سدھار [illegible]
شبد و بیاجی کی ساکھی [illegible] ، گنج ادیکا [illegible]
تحفہ درویش ۱۲/ ، وچار سدھار ۱۰/
کمد وچار ۱۰/ ، سندھ دیش کے ست کبیر کی شبداول [illegible] ، دیہاتی قصے - ۱۰/
نانک یوگ [illegible] ، رادھاسوامی یوگ [illegible]
سرت شبد یوگ کلیدرم [illegible] ، پنتھ سندیش [illegible]
یوگ سدھار [illegible] ، سہج یوگ - [illegible]

ملنے کا پتہ رادھا سوامی بک ڈپو - جینگر محلہ - انارکلی - لاہور

تصوف کا تیسرا سلسلہ

(۱) سرت شبد یوگ کلپدرم - سرت شبد یوگ کی کنجی - عامل و شاغل ضرور اس کا مطالعہ کریں　۱۲/
(۲) وچار کلپدرم (ویدانت داد وبیت داد) وچار ساگر کے ڈھنگ پر　۲/
(۳) لویک کلپدرم - علم و تجربہ - عقل و تمیز بڑھانے والی کتاب　۱۰/
(۴) چرتر کلپدرم - رشی منی - راجہ مہاراجہ - سورمیر جودھاؤں کے حالات　۱۰/
(۵) برہم وچار کلپدرم - اپنشدوں کا عطر - ویدانت کا انمول رتن　۱۲/
(۶) آتم وچار کلپدرم - آتما کا برنن - آتما کی وضاحت و صراحت　۶/
(۷) رشی برتانت کلپدرم - رشیوں کی کتھائیں - بیحد دلچسپ　۶/
(۸) جین برتانت کلپدرم - جین مہاتماؤں کی پاک زندگی کے حالات　۶/
(۹) ویدانت کلپدرم - ویدانت کے مضمون پر مہرشی شیو کی نایاب کتاب　۱۲/
(۱۰) وشنو پوران - جلد اول - پورانوں میں سب سے بہتر　۱۰/
(۱۱) کلکی پوران - کلجگ میں جو کلکی بھگوان ہونگے - ان کا حال اس کتاب میں درج ہے　۸/
(۱۲) الحیات بعد الممات - موت کے بعد کے حالات - ضرور مطالعہ کریں　۱۰/
(۱۳) عجیب و غریب قصے - سبق آموز دلچسپ قصے　۸/
(۱۴) معیار المکاشفہ - ویدانت پر بابا نگینہ سنگھ آتم درشی کی تصنیف　۱۰/
(۱۵) برہم گیان پر لیکچر　۸/
(۱۶) راز تو بصورتی مصنفہ منشی گوری شنکر لال اختر نوعیت مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے　۸/
(۱۷) کلام اختر - " " دلچسپ نظموں کا مجموعہ　۱۲
(۱۸) اچھوتے قصے　۸/　محاصرہ چتوڑ　۶/

ملنے کا پتہ

مینیجر بابا سوامی بک ڈپو - چتگڑھ محلہ - انارکلی - لاہور

ہندی کتب کے انمول رتن

مصنفہ شیوبرت لال جی

کبیر چرتر ۱۰ار ÷ اوپدیشانجلی ۸ر

گیان کلپدرم سار ۱۰ار ÷ دچار انجلی ۸ر

رشی تر ناتت کلپدرم ۱۰ار ÷ کتھا کلپدرم ۸ر

چرتر کلپدرم ۱۰ار ÷ آتم دچار کلپدرم ۱۰ار

سیتاہ دچار ۱۰ار ÷ مہلا چرتر انجلی ۸ر

چیتر دچیتر کتھائیں ۶ر ÷ کریا انجلی ۸ر

ست کبیر کی شبد اولی عہ؍ر

کتھا انجلی حصہ اول ۸ر ÷ حصہ دوم ۸ر

پرمارتھ شد ہار ۸ر ÷ شاہی ٹکڑ ہارا عار

شاہی تپتی پراٹن ۱۰ار ÷ شاہی جادوگرنی عہ؍ر

ستی تر ناتت عہ؍ر ÷ سچی استریاں ۱۲ار

پراچین ہندو ماتائیں عہ؍ر

راجپوتنی کا اداہ ۱۲ار ÷ لیشیا انجلی ۸ر

چتوڑ کی چڑھائیاں ۱۰ار

راجستھان کی بیر رانیاں عہ؍ر

ودیا کلپدرم ۱۲ار ÷ پوتنیا انجلی ۸ر

منتو نیم ۱۴ار ÷ دچیا انجلی ۸ر

بھگت مال حصہ اول عہ؍ر

بھگت مال ،، دوم عہ؍ر

،، ،، سوم عہ؍ر

ست کبیر کی ساکھی عہ؍ر ÷ سنت امرت بانی ۶ر

نوجیون سدہار ۱۰ار ÷ شبد سار گنگا ۱۲ر

کبیر بیجک حصہ اول عار ÷ پشپانجلی ۸ر

شاہی ڈاکو عہ؍ر ÷ شاہی بھکاری عہ؍ر

شاہی چور ۱۴ر ÷ سچی دیولیاں ۱۲ار

عالم استریاں ۱۲ار ÷ ویرماتائیں عہ؍ر

چتوڑ کا ساکھا ۱۴ر

رامائن مکمل ۱۲ر ÷ پرشوتر انجلی ۸ر

ہماری ماتائیں عہ؍ر

میتری یاگیہ ولکیہ سمواد ۸ر

شجاع و عالم استریوں کے کارنامے ۸ر

(بزبان گورمکھی) (بزبان گورمکھی)

ساوتیاں ماواں ۱۲ار ÷ سچیاں دیویاں ۱۲ار ÷ پنجابی سورما نمبر ۱ و ۲ عہ؍ر

مینجر رادھا سوامی بک ڈپو چتر گپت محلہ انارکلی لاہور

دیگر تصانیف شیوبرت لال جی

کرم یوگ ۸ر ✤ مہابھارت .. عا ر
انمول موتیوں کی مالا ۸ر ✤ بھگتی یوگ .. ۸ر
روحانی آدرش ۴ر ✤ فانوس خیال ۶ر
علم خیال ۸ر ✤ سنگھ ناد .. ۴ر
سائنس کے سو خیال ۸ر ✤ قانون خیال ۶ر
طوفان جنگ ۱۴ر ✤ سچی آتمائیں ۴ر
وچار کلپدرم ۱۲ر ✤ ہماری آتمائیں عہ ر
سادھو کی صدا ۴ر ✤ شجاع وعالم
ستی برتانت عہ ر ✤ استریوں کے کارنامے ۱۲
روحانی اشارے ۵ر
ویدانت فلاسفی .. ۶ر
آلہا کھنڈ .. ۸ر
ست برتانت .. ۶ر
معدن التہذیب .. ۲ر
سانکھیہ فلاسفی .. ۳ر
بدھ دھرم کا علم اخلاق .. ۲ر
دیر برتانت (زیر طبع)
سندر جوڑی .. ۶ر
سچی دلدیاں .. ۸ر

راج یوگ ۱۲ر ✤ رامائن .. سے ر
کبیر بھگت اور ان کی تعلیم .. ۴ر
گھر کا راستہ ۲ر ✤ کامیابی کی کنجی ۴ر
نیرنگ خیال ۵ر ✤ راجہ رسالو ۶ر
صحت دولت عقل پیدا کرنے کے راز ۳ر
گیان کلپدرم عا ر ✤ سچی ماتائیں ۴ر
عقل کیمیا ۳ر ✤ ہندو ماتائیں ۶ر
بھگت برتانت ۶ر ✤ خانہ داری کی فلاسفی ۳ر
کلکی پوران ۸ر ✤ یوگ کے عملی سبق ۸ر
دلچسپ نقلوں کا مجموعہ .. ۲ر
سچی استریاں .. ۸ر
راجستھان کی بیر رانیاں .. ۱۰ر
راجستھان کا عطر .. عا ر
یوگ فلاسفی .. ۳ر
ہماری زندگی اور موت .. ۶ر
بدھ دھرم اور ہندو دھرم کا میل ۳ر
دلچسپ کہانیاں .. ۶ر
پنجابی شوربا حصہ ۱ .. ۸ر
" " " ۲ .. ۸ر

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو - چنگڑ محلہ انارکلی - لاہور

SPIRITUAL & INTELLECTUAL BOOKS IN URDU.

BY

B. SHEOBRAT LAL SAHIB.

No.	Title	Rs.	a.
1	Sat Kabır ki Sakhi ...	1	0
2	„ „ .. Shabdawli	0	12
3	„ „ ka Bıchak ın Press ..	4	0
4.	„ „ „ Yog ...	4	0
5	Nanak Yog ...	1	10
6	Radhasoami Yog ...	2	4
7.	Sahaj Yog ...	2	8
8.	Surat Shabd Yog Kalpadram ...	2	8
9	Panth Sandesh ...	1	2
0	Kabir Charita ın press	0	8
1	Guru Tegh Bahadur ki Bani ...	0	4
2.	Mahabharat ...	2	0
3.	Vıgian Ramayain ...	3	2
4.	„ Krishnaına ...	1	9
5.	„ Wasishtaın ın Press ...	2	0
6	Bhakt Mal I Part ...	3	8
7.	Sant Mal or Bhakt Mal, II Part ...	2	8
8.	Sant Sanjog I Part ...	2	8
9.	„ „ II Part ...	1	12
0.	„ „ III Part ...	2	1

No.	Title	Rs
21.	„ „ IV Part	2
22.	„ „ V Part	2
23.	Nandu Bhaıki Sa.	0
	1st khı Book of Vedant	1
	2nd „ „ „ ...	1
	3rd „ „ „ ...	0
	4th „ „ ...	2
	Birdhı Sudhar „ ...	0
	Nau Jıwan Sudhar ...	0
	Lok Parlok „ ...	0
	Parlok „ ...	0
	Jıwan „ ...	0
	Yog „ ...	1
	Shabad Sar	1
	Shahi Talıbılam (non co-oparation) ...	1
	„ Swaraj ...	0
	„ Lakarhara ...	1
	„ Daku ...	1
	„ Jadugarnı ...	1
	„ Bhıkharı ...	1
	„ Jogı ...	1
	„ Patı Parain ...	0
	„ Bhut ...	0
	„ Chaur ...	0

Can be had from:—

THE MANAGER,

Radhasoami Karkhana,

Changar Mohalla, LAHORE.

ویدانت میگزین (ماہواری)
مہرشی شیوبرت لال جی

سالانہ چندہ ۲ر (جملہ حقوق محفوظ) نمونہ ۳ر

گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۳ - بابت ماہ اگست سنہ ۲۵ء نمبر ۱

ایڈیٹر و مصنف

شیو برت لال

ایڈیٹر اودھوت (اردو) و سنت (ہندی)

وغیرہ وغیرہ

پبلشر نند کشور مہتہ مالک و مینیجر

'ویدانت میگزین'

چنگڑ محلہ - انارکلی - لاہور

نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم سٹیم پریس لاہور
میں چھپوا کر چنگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا۔

دستور العمل

(۱) ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو ہمیشہ اسی تاریخ کو نکلیگا۔ جن صاحبان کے پاس نہ پہنچے۔ وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں دوسرا پرچہ بھیجدیا جائیگا۔ مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا۔

۲۔ ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپے معہ محصولڈاک ہے۔ ممالک غیر سے للعہ۔ تازہ نمونہ کی قیمت ۸ بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲ر ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنیکی درخواست نہ کریں۔

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط و کتابت بنام پبلشر و مینیجر ہونی چاہئے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(۶) رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(۷) ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام مفصل پتہ تحریر فرمائیں۔

مینیجر ویدانت میگزین چتگڑ محلہ انارکلی لاہور

درخواست

صاحب من!

ویدانت میگزین کو جاری کیے ہوئے آج نواں مہینہ ہے رسالہ جس قسم کا ہے آپ خود جانتے ہیں۔ انگریزی زبان تک کسی یورپ اور امریکہ تک کے رسالوں سے مقابلہ کر کے دیکھیے۔ خواہ کوئی کتاب پڑھیے اس پایہ کی چیز آپ کو نہ ملیگی۔ مہرشی ایڈیٹر جی مہاراج کا دعویٰ ہے۔ کہ جو لوگ اس میگزین کو پڑھیں گے۔ ممکن نہیں کہ سال کے اندر اندر اُن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آجائے۔ یہ علمی مشغلہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ عملی زندگی کے سانچہ میں ڈھالنے کا یقینی ذریعہ ثابت ہوگا ؛

سوا اس کے خریداروں کے ذریعہ کے ہم کو اوروں کے پاس پہنچنے اور اس کی خریداری کے شوق دلانے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ ہم آپ کی نو مہینہ سے خدمت کر رہے ہیں۔ آپ اگر ہماری خدمت کو قابل قدر سمجھتے ہیں۔ تو اتنا تو کیجیے۔ کہ ہر خریدار کم از کم دو چار نئے خریدار بنا دے۔ رسالہ سستا۔ ہر دلعزیز اور مقبول عام ہے۔ اور آپ کے لئے ہماری ہمدردی کرنا آسان ہے ؛

آج تک سوا چند خریداروں کے جنہوں نے خریدار بہم پہنچائے ہیں کسی کا جواب اب تک موصول نہیں ہوا۔ جتنی کوشش ہو سکے اتنی ہی کیجیے۔ اُمید ہے آپ اس دفعہ مایوس نہ فرمائیں گے ؛

خادم

مینیجر

تیر بہدف ادویات

رشودی وٹی تمام بادی - بلغمی امراض مثلاً دمہ کھانسی - تپ لرزہ - پانڈو روگ - یرقان - درد پیٹ درد چشم ناخونہ وغیرہ امراض چشم کے لئے ازحد مفید بخار ہر قسم وبادی بینیات ہر قسم کی بیماریوں - قبض شکم - قولنج - بواسیر - بانجھ پن - کرم شکم - تنگی بول - بدہضمی - کمزوری معدہ - سنگرہنی - سوزاک گنٹھیا - آتشک - پرمیہ - ذیابیطس - پرمیہ - بدبو دہن - درد سر - جلودھر ضعف باہ - مرگی - ناسور - گنج خشکوری - زہریلے جانور - سانپ وغیرہ کے ڈنگوں - زکام - درد ناف تنگی نفس - سنگ مثانہ - ڈبہ اطفال اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد مجرب دوائی ہے۔

قیمت ۶۴ گولی ۲ ۳۲ گولی عہ

استری سنجیون وٹی یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں (یعنی ماسک رجودرشن) حیض کا کم آنا - حیض کا نہ آنا - یا درد سے آنا - یا بے قاعدہ آنا اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ارتھات ان سب پرانی سے پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے پردھان بادی کے روگ - کوڑھ - بواسیر - سنگرہنی - پرمیہ - وات رکت - خون کے وکار - نابھی شول - پیٹ درد - بھگندر - دکھنے روگ - پیدر وغیرہ - گردے کا روگ - مرگی - ہسٹیریا - یعنی اختناق الرحم - مندا گنی - کھانسی - شواس اور اروچی بدہضمی وغیرہ سب روگوں کو دور کر کے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے ارتھات ۸۴ قسم کے سب وات روگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں - اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں۔

قیمت ۶۰ خوراک ۴ ۳۰ تیس خوراک ۲

ملنے کا پتہ

مینیجر رادھا سوامی اوشدھالیہ

چنگڑ محلہ - انارکلی - لاہور

ویدانت میگزین

جلد ۳ بابت ماہ اگست ۱۹۲۵ء نمبر ۱

چتاونی

گرا منتھ کے بل سنسار میں۔ اگیان کے پڑ کے پالے

(۱) تو کیا ہے کہاں سے آیا؟ کیا کال کرم ہے مایا؟ ۱
نہیں بھید کسی کا پایا گڑھے سے کون نکالے
اگیان کے پڑ کے پالے

(۲) برہمانڈ پنڈ میں تیرے کیوں پڑا بھرم کے پھیرے ۲
دیکھ اپنا روپ سویرے سنبھلیگا اپنے سنبھالے
اگیان کے پڑ کے پالے

(۳) جگ بھول بھلیاں بھاری چھائی پھُنڈس اندھیاری ۳
مایا نے چھایا ماری چیت چیت چیت کے چتالے
اگیان کے پڑ کے پالے

۴ تو کیا ہے کون بنا ہے اگیان سے کیسا تنا ہے
مد کے کیچڑ سے سنا ہے اب گیان کے کنڈ نہالے

اگیان کے پڑکے پالے
۵ رادھا سوامی دین دیالا ! گورو ستگورو سہج کرپالا
کر دیں گے تجھے نہالا پد کمل کی شرن کو پالے
اگیان کے پڑکے پالے

نکتے

(۱) جاگو۔ اٹھو۔ چلو۔ اور جب تک منزلِ مقصد تک نہ پہنچ لو۔ آرام کا لفظ زبان پر نہ آنے پائے ؎

(۲) دلیر بنو۔ ابتدا کرو۔ اور جب تک کام نہ کر لو۔ دل کو دوسری جانب مائل نہ ہونے دو ؎

(۳) علم حاصل کرو۔ اسے اچھی طرح حاصل کرو۔ لیکن یہ خیال رہے۔ کہ وہ علم ہمیشہ عمل کی صورت میں آیا کرے۔ ورنہ بے سود اور بے بہبود ثابت ہوگا ؎

(۴) گیان اور کرم میں فرق نہیں ہے۔ گیان کرم کی تشریح کا فلسفہ ہے۔ اور کرم گیان کی عملی صورت ہے ؎

(۵) جہاں تم کو گیان اندریاں ملی ہیں۔ ساتھ ہی کرم اندریاں بھی دی گئی ہیں۔ قدرت کی یہ منشا ہے۔ کہ گیان کرم اور علم و عمل ساتھ ساتھ رہیں ؎

(۶) کہنے یا بات بناتے رہنے سے کرنا اچھا ہے۔ شنی سنائی۔ اور پڑھی

پڑھائی یا باتیں کرنے والا اصلیت سے دُور ہے۔ لیکن کرنے والا اُس سے زیادہ قریب ہے +

(۷) سوچو۔ سمجھو اور کام کرو۔ انہیں تین باتوں کے اندر انسانی زندگی کا راز چھُپا ہوا ہے۔ اور یہی زندگی ہے۔

(۸) پانی کا سوت زمین کے اندر ہے۔ بغیر کھودے ہوئے وہ کیسے نکلیگا۔ علم کا چشمہ تمہارے بھیتر ہے۔ بغیر کام کئے ہوئے وہ کیسے اظہار میں آئیگا +

(۹) گیان اور کرم دونوں جب ساتھ رہتے ہیں۔ زندگی خوشنما اور خوشگوار بن جاتی ہے۔ ایک پر کا پرند اُڑ نہیں سکتا۔ اُڑنا دو پروں سے ممکن ہے۔ انسانی پرند کے دو پر گیان اور کرم ہیں +

ناظرین ویدانت میگزین سے

مشورہ

(۱) تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر اُنہیں ویدانت میگزین پسند ہو۔ تو اس کی اشاعت بڑھانے میں ہر ممکن کوشش کریں۔ تاکہ ہمیں آپ کی بیش از بیش خدمت کرنے کا موقعہ ملے +

(۲) اگر آپ کو ویدانت میگزین کے مضامین پسند ہوں۔ اور اس سلسلہ کو سال آئندہ کے لئے بھی جاری رکھنا نفع بخش سمجھتے ہوں۔ تو اپنی رائے عالی سے فوراً دفتر کو اطلاع دیں۔ تاکہ کارپردازان دوسرے سال کیلئے اس کا اہتمام کرسکیں +

تاکید ۱- اگر مکمل کتاب شروع سے آخر تک نہ پڑھو تو اسے براہ مہربانی ہاتھ نہ لگاؤ

تاکید ۲- پہلا ساری کتاب پڑھے ہوئے اس پر براہ مہربانی کوئی بُری کیفیل رائے قائم نہ کرو

کرم گیان پرکاش

کرم واد کی درشٹی سے ویدانت

مُصنّفہ

شیوبرت لال

قیمت ۱۱/ مجلد

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

مصنف ویر برتانت - ویر منڈل (۵ حصہ) ستی ورتانت - سنت برتانت ہماری ماتائیں - سچی دیویاں - سچی استریاں - راجپوتنیوں کے کرتب - ویر جرتر - بھارت کی شجاع اور عالم استریاں - ہندو ماتائیں - کامیابی کی کنجی - سادھو کی صدا - سنگیت ناد - عروج روحانی - قانون خیال - علم خیال - آئینہ خیال - فانوس خیال - سائیں کے سوخیال - سچے موتیوں کی لڑی - وغیرہ وغیرہ صدہا کتب - جن کی جزوی و مختصر فہرست کتب دفتر ویدانت میگزین سے طلب کرنے پر مل سکتی ہے

جس کو
ننند کشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین جگر محلہ انارکلی لاہور نے شائع کیا

فہرست مضامین

دیباچہ

ویدانت کی تعلیم اُس کی ابتدائی مرحلہ میں صرف کرم اور گیان کے مسائل تک شامل تھی۔ ان میں سے کرم مقدم (پہلا) اور گیان مؤخر (پچھلا) تھا۔ اور اسی نظر سے اِس پہلی اور پچھلی نسبت کی رعایت سے اُس کی دو شاخیں تسلیم کی جاتی تھیں۔ ایک کا نام پُورب میمانسا (ابتدائی تحقیقات۔ جانچ۔ مطالعہ۔ اور عمل و شغل) تھا۔ اور دُوسرے کا نام اُتر میمانسا (آخری معلومات تفتیش غور۔ فکر اور تمیز) رکھا گیا تھا۔

اِس کا سبب یہ ہے۔ کہ برہمہ لفظ دو مختلف مادہ ورہ (جڑ) اور من (چیتن) سے مشتق ہے۔ ویدانت کا اظہار برہمہ وادیعنی برہمہ جگیاسا یا برہمہ کے گیان کی رعایت سے دو ہی طریقوں سے کیا جاتا تھا ؂

یہ جگت یعنی عالم ظہور جو ہم کو تم کو نظر آتا ہے۔ جڑ چیتن ہی کے کھیل تماشوں کا وسیع میدان ہے۔ اور انہیں دو کے نظاروں کا منظر اور نظرگاہ ہے۔ ان میں سے ایک کی حیثیت مفعولیت کی ہے۔ اور دُوسری کی فاعلیت کی ہے ؂

ان دونوں کے اندر سب کچھ آتا ہے۔ اور کسی کو ان سے جُدا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ویدانت اِس خصوصیت کی نظر سے بے شمار اور لاتعد مضامین اور مسائل کا مخزن اور سرچشمہ ہے ؂

بعد کو جو زمانہ آیا۔ خیالات کی توسیعی ارتقا کی نظر سے اُس میں بلشمار شقیں اور شاخیں پیدا ہو ہو کر شامل ہوتی گئیں۔ جن کو میں آہستہ آہستہ

اِس تصنیف اور تالیف کے سلسلہ میں اپنی آسان اور عام فہم زبان سہل عبارت۔ اور معنی خیز ڈھنگ میں قلمبند کرتا ہؤا اپنے پڑھنے والوں کے معلومات اور مطالعہ کے اضافہ کا باعث بنا رہا ہوں۔ مجموعی طور پر دُنیا کا کوئی خیال ایسا نہیں ہے۔ جو ویدانت کی مدّانی اور تفصیلی فہرست میں کھپ نہ سکتا ہو بھگتی پریم۔ پوجا پاٹھ۔ مذہب۔ بیوہار۔ سائنس اور فلسفہ سب کچھ اِس ایک لفظ ویدانت میں آجاتے ہیں۔ جتنے علوم فنون اور علوم فنون کی شاخیں ہیں۔ یا ہوسکتی ہیں۔ سب کی کھپت اِس کے اندر ہو جاتی ہے۔ کوئی شخص بھُول کر بھی یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ ویدانت کوئی محدود چیز ہے۔ یہ نہایت ہی وسیع مضمون ہے لیکن اصل میں وہ ویدانت ہی ہے۔ ویدانت وید یعنی گیان کی چوٹی ہے۔ اُس کی نظر ہمیشہ اُونچی رہتی ہے۔ اور تمام عقلی۔ دِلی۔ اور جسمانی نظارے دِکھا کر وہ اپنے اشارہ اور ہدایت کی اُنگلی اصلیت اور حقیقت کی جانب ہی دکھایا کرتا ہے۔ جو ویدانت کی حقیقی مُراد ہے۔ اور ہماری تمام تحریر اور تقریر کا مرکز بھی وہی ہے ؏

اِس مرتبہ ہم بسرت کرم۔ کرم کی ماہیت کرم کے فلسفہ۔ کرم کے نتائج کرم کے طریقے اور کرم کی اصلیت کی جانب خیال دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ جو لوگ اسے بغور پڑھینگے۔ سمجھینگے۔ اور اُسے اپنی زندگی کا جُز بنائیں گے مستفید ہونے سے محروم نہ رہ سکینگے ؏

شیوبرت لال

کرم واد کی درشٹی سے ویدانت

پہلی کلا

تمہید

ایسا موقع ہوا۔ ایک مرتبہ گورکھپور شہر سے کئی ست سنگی رادھا سوامی دھام کی زیارت کی نظر سے آئے۔ دیال کا جھونپڑا دھام کے مندر کے قریب ذرا فاصلہ پر تھا۔ ان کی نگاہ اس کی طرف گئی۔ تسندو بھائی سے پوچھا۔ "اس جھونپڑے میں کون رہتا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "یہ دیال کے رہنے کی جگہ ہے۔ وہ کبھی کبھی یہاں آکر قیام کرتا ہے۔ اور ایسے موقعوں پر رادھا سوامی دھام کے ست سنگی اس کی صحبت کا لطف اٹھاتے ہیں۔ اور ست سنگ سے اپنے آپ کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔"

ان ست سنگیوں نے پوچھا۔ "کیا دیال، رادھا سوامی مت سے

تعلق ہے ؟"

تنڈو بھائی نے جواب دیا۔ "اگر اُسے رادھا سوامی مت سے تعلق نہ ہوتا۔ تو پھر رادھا سوامی دھام کے قریب آکر وہ وقتاً فوقتاً کیوں بسیرا لیا کرتا۔ لیکن یہ عجیب قسم کا آدمی ہے۔ خاص قسم کا دل دماغ رکھتا ہے۔ اس میں پنتھائیوں اور سمپردائیوں کا تعصب اور مذہب والوں کی تنگ خیالی نہیں ہے۔ وہ ہر قسم کے مشرب اور ملّت والوں سے محبت کے ساتھ ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ناستک۔ دہریہ سب کے ساتھ برادرانہ الفت کا دم بھرتا ہے۔ اور مذہب کے نام سے چڑنے والوں سے بھی اُسے کدورت اور نفرت نہیں ہے۔ اور اُن کے ساتھ وہ اِس طرح مخصوص پیار کے ساتھ پیش آتا ہے۔ کہ گویا وہ اُس کے حقیقی بھائی اور دوست ہیں۔ اُن کی باتیں شوق سے سُنتا ہے۔ اپنی سُناتا ہے۔ اور آخر میں وہ اُس کے پریم کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کے انسانی اخلاق کے مدّاح ہو کر جاتے ہیں۔"

ست سنگی بولے۔ "تب تو یہ شخص ملنے کے قابل ہے۔ کیا ہم بھی اُس سے مل سکتے ہیں؟"

تنڈو بھائی نے کہا۔ "اُس کے یہاں کوئی بندش نہیں ہے۔ فقیر کے مکان کا دروازہ خواہشمندوں کے لئے کھلا رہتا ہے۔ ہاں شام صبح کے وقت وہ لوگوں کو ست سنگ کرایا کرتا ہے۔ وہ وقت ملنے کے لئے زیادہ موزوں ہے۔"

ست سنگیوں نے پوچھا۔ "دیال نے اپنی تعلیم کس گورو سے حاصل

کی ہے۔ اور کیا وہ وقت کے سنت ستگور کے مسئلہ کا قائل ہے یا"
تشدید بھائی نے جواب دیا۔" اُس کو حضور رائے سالگرام صاحب بہادر سے استفادہ ہُوا ہے۔ جن کی صحبت اُسے صرف تین مرتبہ دو موقعوں پہ تین تین دن اور آخری مرتبہ صرف ایک گھنٹہ کے لئے نصیب ہُوئی۔ گویا مجموعی طور پر گھنٹوں کے حساب سے اُسے بمشکل دو تین دن کی صحبت ملی ہو گی۔ لیکن حضور مہاراج اُس پر بہت مہربان تھے۔ اور اپنی زندگی ہی میں اکثر ست سنگیوں کو اس سے براہ راست تعلق پیدا کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ گورو کے حکم کے موافق اب بھی ست سنگ کرایا کرتا ہے لیکن آدمی اکھڑ ہے۔ نہ کسی سے بھینٹ لیتا ہے۔ نہ اپنی خدمت کا معاوضہ طلب کرتا ہے۔ سوا ایک آدھ پھُول کے اور کچھ اُس کے لئے نہ لے جانا۔ سادھو کے پاس خالی جانے کی قدیم زمانے سے ممانعت ہے۔ پس اتنے ہی سے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اگر اور کچھ لے گئے۔ تو وہ پسند نہیں کرتا۔ معاوضہ لے کر ست سنگ کرانا اُس کی نظر میں پیشہ اور کسب معاش ہے۔ اس لئے اس رسم سے پرہیز رکھنا"۔

"اب رہا تمہارا یہ سوال کہ آیا وہ وقت کے سنت ستگور کے مسئلہ کا قائل ہے یا نہیں۔ مَیں نے خود اُس کی زبانی بارہا سُنا ہے۔ کہ بغیر وقت کے گورو کے کسی کا کام نہیں چلتا۔ رُوحانیت کے معاملہ میں اس کی پابندی لازمی ہے۔ جیتا۔ جاگتا۔ زندہ وجود ہی زندہ تعلیم زندہ شاگردوں کو دے سکتا ہے۔ کتابوں کی مدد سے اصلی فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ صرف ایک حد تک معلومات کے وسیع کرنے۔ شوق دلانے اور دلی جذبات کے اُبھارنے میں

مددگار ہوتے ہیں۔ یہاں تک تو ہمارا اس کے ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن جیسی
اس کی تمام باتیں نرالی ہیں۔ جیسا کہ تم کو خود اس کی صحبت کرنے سے تجربہ
ہوگا۔ ویسے ہی اس معاملہ میں بھی اس کا نرالا پن ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ایک
عورت کے لئے ایک ہی وقت کا شوہر۔ ایک عابد کے لئے ایک ہی وقت کا
معبود۔ ایک معراج پسند کے لئے ایک ہی وقت کی زندہ معراج لازمی ہے
لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ ایک ہی مرد تمام عورتوں کا شوہر۔ ایک ہی معبود
تمام عابدوں کا مرکز۔ اور ایک ہی معراج سب کے لئے ہو۔ وہ ایسا نہیں مانتا
ایک شخص بیوہار کی دنیا میں ہر جگہ نہ پہنچ سکتا ہے۔ نہ اس کا امکان ہے۔ اور
پھر طبیعتوں اور رایوں کے مختلف ہونے سے ایک ہی شخصیت سب کی کشش
کا مرکز نہیں ہو سکتی ہے۔ جسے جس کے ساتھ ہمدردی۔ موانست۔ اور ہم آہنگی
ہو صرف اسی کی ذات سے روحانیت کا استفادہ کرنا لازمی ہے۔ اگر
وقت کے ایک ہی سنت ستگور سے مراد ہوتی۔ تو پھر مختلف ملکوں میں
یا مختلف مذہبوں میں اس قدر کثرت کے ساتھ تعلیم دینے والوں کا ظہور غیر
ممکن ہوتا۔ یہ اس کی رائے کا لب لباب ہے۔"

ست سنگیوں نے کہا "تب تو اس کی صحبت ہمارے لئے مفید
نہ ہوگی۔ ہمارا خیال اس کے برعکس ہے۔"

نند و بھائی بولے "پھر تم کو خواہ مخواہ اس کے پاس جانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ وہ بالکل غیر متعصب اور آزادی پسند انسان ہے۔ یہی نہ
دیکھو۔ آج کل اس کے ست سنگ میں دینداشت کے مسائل پر گفتگو
ہوتی رہتی ہے۔ جو تم کو شاید پسند نہ آئے۔"

ست سنگی چونکتے ہو کر بولے "رادھا سوامی مت اور ویدانت پر چرچا! یہ نہ کبھی آنکھوں دیکھا - نہ کانوں سنا - اِس ست سنگ سے تو ست سنگ نہ کرنا ہی بہتر ہے -"

نند بھائی ہنسے - "تب تم کو اختیار ہے - آج ہفتوں سے یہی ذکر چھڑا ہے - اکثر ویدانتی ست سنگی آئے - ویدانت کے مسئلوں کے حل کرانے کی خواہش ظاہر کی - اور دیال خندہ پیشانی سے اُن کے دِلی جذبہ کی تعظیم کرتا ہے - اور اُن کو سوال کرنے کا موقعہ دیتا ہے -"

ست سنگیوں نے پوچھا - "کیا یہ دیال خود ویدانتی ہے؟"

نند بھائی نے جواب دیا - "وہ سب کچھ ہے - اور کچھ بھی نہیں ہے جو ہے وہ ہے - اِس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا - اور ویدانت پر کیا خصوصیت ہے - ابھی کئی مسلمان صوفی دیال سے ملنے آئے تھے - اُن کے ساتھ کئی دِلوں تک صوفی مذہب پر لگاتار گفتگو ہوا کی - یہ اُس کا کچھ دستور العمل ہو گیا ہے - جو شخص جیسے سوال لے کر آتا ہے - دیال اُسی کی نظر سے اُسی قسم کا جواب دیتا ہے - اور اُن کی تشفی کرتا رہتا ہے اور یہ سب اُس کے احسانمند ہو کر جاتے ہیں -"

ست سنگیوں نے کہا - "جب یہ کیفیت ہے - تو ہم رادھا سوامی مت کے معاملہ میں ہی اُس کے بچن الکلام سُننا پسند کریں گے۔"

نند بھائی بولے "یہ ممکن ہے - اور جب تمہارے جیسے خیال کے آدمی آتے ہیں - تب وہ اِس مسئلہ پر خاطر خواہ روشنی ڈالنے کا اہتمام کرتا ہے - لیکن اس وقت تو زیادہ تر اُس کا رُخ ویدانت ہی کی جانب

ہے - اور اس خیال کے کئی ست سنگی آئے ہوئے ہیں - اُمید نہیں ہے کہ دیال اُن کو محروم کرکے کسی نئے سوال کی بحث کو شروع کریگا - اور اخلاق کا اصُول اجازت بھی نہیں دیتا - کہ ایک چھڑے ہوئے مسئلہ کو دبایا جائے - اور دوسری بات پر سوال اُٹھایا جائے - دیال کی رائے ہے - کہ " راستے کئی ہیں - اور سب کا منزل مقصد ایک ہی ہے " - اصُول ایک ہے - اور اُس کے بیان کرنے کے طریقے جُداگانہ ہیں " ہستی ایک ہے - اور اُس کے اظہار کی صُورت اور نام بے شمار ہیں - " گیان ایک ہی ہے - اور مختلف علوم اور فنون کے ڈھنگ پر اُس کی تشریح کی جاتی ہے " " خوشی ایک ہے - اور اُس سے ان گنت ترکیبوں اور تدبیروں سے حظ اٹھایا جاتا ہے - " " ایک وجود کے نام رُوپ کو گِن کون سکتا ہے - " یہ اُس کے خیالات ہیں - اور اُن سے تم خود اپنے طور پر نتیجہ نکال سکتے ہو - کہ آیا وہ صحیح ہے یا غلط ہے - اور اگر تم کو اُس کی صحبت یا تعلیمی فیض سے انکار ہے - تو پھر ہم لوگوں میں سے کوئی شخص اصرار نہیں کرتا - کہ تم ضرور ہی اُس سے ملو - اس کی ضرورت کیا ہے اپنے خیال پر قائم رہو - رادھا سوامی دھام میں ست سنگ ہوتا ہے - اُسی سے تعلق رکھو - "

ست سنگیوں نے کہا - " یہاں آکر ایسے آدمی کا نہ دیکھنا بھی اچھا نہیں ہے - ورنہ کہنے سُننے کی بات رہ جائیگی - کہ رادھا سوامی دھام میں گئے - اور وہاں اس وسیع دل - وسیع خیال اور وسیع نظر انسان کو نہیں دیکھا - "

نندو بھائیؒ بے پروائی کے لہجہ میں بولے "اس کا تم کو اختیار ہے۔ میری یا کسی کی طرف سے جبر اور سختی نہیں ہے۔"

اور نندو بھائیؒ نے اسی وقت اپنا یہ برجستہ اور طبع زاد کلام خوش الحانی کے ساتھ گاکر ان ست سنگیوں کو سنایا۔

(۱) رازِ حق موجود عاقل اور دیوانہ میں ہے
جو ہے ناداں میں وہی جوہر تو فرزانہ میں ہے

(۲) مئے وحدت کا جلوہ ۔ جلوہ آرا ہو گیا
جام اور ساغر میں جو شے ہے وہ میخانہ میں ہے

(۳) پڑ گئے جھگڑوں میں شیخ اور برہمن بے فائدہ
جو حرم میں تھا۔ وہی تو ان کے بتخانہ میں ہے

(۴) ہستی ہستی ایک لامحدود ہے اور لا شریک
غور کر کے دیکھو وہ عالم میں مستانہ میں ہے

(۵) نورِ حق کی نور ریزی کی طرف آنکھیں کرو
فرق شمس اور کوزہ کا صرف ان کے پیمانہ میں ہے

(۶) رادھا سوامی نے بتایا آپ اصلیت کا بھید
وہ درخشاں نور افگن روح پاکانہ میں ہے"

گورکھپوری ست سنگی نندو بھائیؒ کی اس نظم سے متاثر ہو کر کہنے لگے "آپ بھی اس دیال کے زیر اثر ہو۔ اس کا جادو تم پر بھی چل گیا،"

نندو بھائیؒ مسکرائے۔ "میں اس جادو کے اثر کو دل سے پسند کرتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے ترک وطن کر کے برسوں سے یہاں پڑا

ہُوا ہُوں ۔ میں کیسے اس اثر سے خالی رہتا ۔ دیال جب جب یہاں آتا ہے ۔ میں برابر دو دقتہ اُس کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتا ہوں ۔ اور اُس کی میٹھی میٹھی مُدلّل باتوں کو توجہ کے کانوں سے سُننے کا عادی ہوگیا ہوں ۔"

ست سنگیوں نے کہا "اس سے یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دیال کی مستقل سکونت یہاں نہیں ہے ۔ وہ کبھی کبھی دِچرتا ہُوا یہاں آ نکلتا ہے ۔"

نند و بھائی بولے ۔

(۱) ایک ہی ہستی ہے جو بستی میں ویرانہ میں ہے
ایک جوہر جھونپڑے میں اور کاشانہ میں ہے

(۲) ایک ہے وہ ایک ہے اور ایک ہے بس ایک ہے
اُس سے خالی کیا ہے وہ ناپاک پاکانہ میں ہے

(۳) ناز میں انداز ہے اور لے نیازی میں نیاز
دیکھ لو خود غور کر کے نازِ جانانہ میں ہے

(۴) وہ یہاں ہے وہ وہاں ہے وہ اِدھر ہے وہ اُدھر
گُل میں ہے برگ و ثمر میں آب میں دانہ میں ہے

(۵) پُوچھتے تم کیا ہو مجھ سے میں بتاؤں کس طرح
ہم میں ہے وہ تم میں ہے محلوں میں خستخانہ میں ہے

آخر میں سب ست سنگی متفق الرائے ہو کر دیال کے جھونپڑے میں آ گئے ۔ نمسکار اور پرارتھنا کر کے شبدوں کا پاٹ کیا ۔ اور دیال

کی زبانی اُس کے کلام سُننے کی خواہش میں خاموش ہو کر بیٹھ رہے ۔

دوسری کلا

کرم

دیال نندو بھائی کی جانب ہنس کر مخاطب ہوا۔ "کہو بھائی جی! آج کوئی سوال تمہارے دل میں ہے۔ جو قابل غور اور قابل تشریح ہو۔ اور اسی پر وچار کیا جائے؟"

نندو بھائی بولے۔ "سوال اور جواب تو انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ آدمی پوچھتا ہوا آتا ہے۔ اور تمام عمر پوچھتا ہی رہتا ہے۔ وہی سوال جو دُنیا کے شروع میں کیا گیا تھا۔ اب تک اُسی طرح زیر بحث چلا آتا ہے کہنے والے کہہ گئے۔ سُننے والے سُن گئے۔ لیکن بار بار اب بھی وہی سب کی زبان پر ہے۔ کتابیں لکھی گئیں۔ پڑھنے والے نے پڑھ بھی لیا لیکن تانتا بند نہیں ہوئی۔ وُہی پُوچھنے پُچھنے کا چکر اب بھی اُسی زور شور کے ساتھ چل رہا ہے۔ اور چاہے۔ سب ختم ہو جائیں۔ لیکن یہ ختم ہونے پر نہیں آتا۔ اگر اور باتوں کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو مجھے پھر بھی یہی محسوس ہوتا ہے۔ کہ دُنیا سوال اور جواب کا چکر ہے۔ اور شاید یہی باعث ہوگا۔ کہ سب ہی باتونی بنے ہوئے ہیں۔"

دیال ہنسا۔ "بات تو تم صحیح کرتے ہو۔ یہ ایسا ہی ہے۔ اور یہ جو عملی معاشرتی۔ اور تمدنی کاروبار تم کو نظر آتا ہے۔ یہ خود کیا ہے۔ یہ میمانسا ہے۔ جانچ اور پڑتال ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ مطالعہ ہے

اور معانقہ ہے کبھی کرم کا سوال ہے کبھی گیان کا سوال ہے۔ جیسے ہر بات کا چکر چلا کرتا ہے۔ ویسی ہی اس زبان کا بھی چکر جاری رہتا ہے۔ اسی کے ذیل میں تہذیب اور تمدّن کے سلسلے۔ علمی عقلی مشغلے اور کاروبار کے تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ اور جب تک اصلیت کا قابل اطمینان علم نہ ہوگا۔ تب تک کون خاموش رہا ہے۔ اور کس نے کسے خاموش کیا ہے! مذہب اور ملّت بھی سوال و جواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ان سے بھی وہی مقصود ہے۔ اور ان کا تجربہ کرتا ہوا انسان اصلیت کی طرف راغب ہوتا جاتا ہے۔ کسی ایک جگہ یا ایک حالت میں اُسے قرار نہیں آتا۔ جو بات آج ہم کو اطمینان دے رہی ہے۔ کل وہی غیر قابل اطمینان ہو جائیگی۔ اور پھر دوسرا سلسلہ شروع ہوگا۔ اپنی باری پر یہ بھی غیر کافی ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس۔ یہ قدرت کی خلط میں داخل ہے۔ یہاں کبھی کوئی حالت مطمئن نہیں کر سکتی۔ جب تک ذات۔ ذات مطلق۔ اور ذاتیت کا پورا پورا علم نہ ہو جائے۔ صرف وُہی قرار اور شانتی کی کیفیت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی دوسری حالت نہ ہے۔ نہ ہوگی اور نہ ممکنات سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُس کے ظاہرا نہ ہونے کے سبب سے یہ بے چینی بے قراری اور بے اطمینانی ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ اسی کے اندر اصلیت چھپی ہے۔ یہ پردے ہیں۔ جن کو اُدھیڑ کر حقیقت کی زیارت کرتا ہے۔ اب تم سوال کرو۔ اور میں اُس کا جواب دوں ؟

نند و بھائی نے کہا۔ اِس مرتبہ میں کرم کی بابت آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اور اُسی کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ کہ ویدانت کرم کے مسئلہ

سو کس نظر سے دیکھتا ہے؟"

دیال بولا۔" بہت اچھا ہے۔ اور یہ سوال خاص کر ان نئے ست سنگیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

کرم کہتے ہیں کرنے کو۔ یہ سنسکرت مادہ 'کری' (کرنے) سے نکلا ہے۔ اور یہ دُنیا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ کرم استھل، 'کرم کشیتر' اور 'کرم کرنے کی جگہ' ہے۔ یہاں کرم کا قانون رات دن چکر کی شکل میں چلا کرتا ہے۔ اور وہی سبب اور نتیجہ بن کر ہر جگہ اثر انداز ہوتا ہے۔

اس کرم کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو سرشٹی کرم ہے۔ جو قدرت کا قانون کہلاتا ہے۔ سرشٹی استھتی پرلے کا دارو مدار اسی پر ہے۔ اور تمام جگت کے جیو جنتو اسی کے زیر اثر گردش میں رہ کر اپنی زندگیوں کے کاروبار کرتے رہتے ہیں۔ یہ کرم اس طور پر باقاعدگی کے ساتھ چلتا ہے کہ اس کے ہر درجے میں خاص قسم کی تناسب اور موزونیت ہے۔ ستارے۔ سیارے۔ کرے اور ان کے رہنے والے سب کے سب اسی کے رشتہ میں گُتھے ہوئے ہیں۔

دوسرا کرم انسان کا اپنا کام ہے۔ جو مختلف النوع اور مختلف صورت ہوتا ہوا سبب اور نتیجہ کی شکل میں ہر جگہ ہر وقت اور ہر شے میں اپنا تماشہ دکھا رہا ہے۔

ان میں سے تم کس کرم کی بابت پوچھنا چاہتے ہو۔ پہلے یہ معلوم ہو لے۔ تب میں اسی کے موافق جواب دینے کی ہمت اور کوشش

کروں -"

نند و بھائی بولے -" اس موقعہ پر مجھے صرف انسان کے کرم کی طرف دھیان ہے - اور وہ بھی میں صرف ویدانت کے نقطۂ نگاہ سے سمجھنا چاہتا ہوں - ویدانت کرم کی نسبت کیا ہدایت کرتا ہے - اور اس کا نقطۂ نگاہ کیا ہے ؟ "

دیال نے کہا -" بہت اچھا - انسان کے کام کئی قسم کے ہیں - مثلاً (۱) جائز کام (۲) ناجائز کام (۳) روزانہ زندگی کے معمولی کام (۴) اخلاق اور تہذیب کے کام اور (۵) مکتی اور نجات کے کام وغیرہ وغیرہ ان میں سے تم مجھے یہ بتاؤ - کہ کس کام کی صراحت کی جانب تمہاری نظر ہے - تب اس کے بیان کرنے کی کوشش کروں -"

نند و بھائی بولے -" میں نے تو صرف ایک انسانی کرم کے لحاظ سے یہ سوال کیا تھا - آپ نے اس میں پانچ شقیں یا قسمیں پیدا کر دکھائیں - اس لئے اب یہ خواہش ہوئی - کہ پہلے ان کی مختصر صراحت سن لوں - تب اپنا سوال پیش کروں -"

دیال نے کہا -" (۱) جائز کام وہ ہے - جس کا حکم مذہب دیتا ہے مثلاً - دیا - دھرم - دان وغیرہ - (۲) ناجائز کام وہ ہے - کہ جس کی مذہب کی طرف سے ممانعت ہے - مثلاً ہنسا (دل آزاری) پاپ - اور چوری وغیرہ کرنا - اچھے کام جائز اور برے کرم ناجائز ہیں - لیکن ان کی بنیاد میں مذہبی ہدایت ہے - وہ در اصل اور کچھ نہیں ہیں - لوگ شاستر کے یم اور نیم کے موافق ہیں - ان میں سے ایک اثبات ہے - دوسرا

نفی ہے۔ اثباتی فعل کرنے سے دل میں لطافت خوشی ثابت قدمی استحکام اور طاقت رہتی ہے۔ نفی فعل کرنے سے دل میں دُکھ۔ کثافت۔ کمزوری اور چنچلپنا آتی ہے۔ اصلی راز تو یہ ہے۔ لیکن اس کے سلسلہ میں اہلِ مذاہب نے بے شمار مدات قائم کر رکھی ہیں۔ کہ جن کا بیان طوالت سے خالی نہیں ہے۔ اور تمام رسمی اور رواجی کام جن پر مذاہب کا دارو مدار ہے سب کے سب شامل کر دئیے گئے ہیں۔ ان کی بابت صرف اسی قدر کہنا ضروری ہے۔ ورنہ یہ مہینوں کے بحث مباحثہ کا مضمون ہو جائیگا۔

جائز کام کا پھل اچھا ہوتا ہے۔ اور ناجائز کام کا پھل بُرا ہوتا ہے۔ ایک پاپ ہے۔ دُوسرا پُنیہ ہے۔ اور دونوں ہی مذہبی جزا اور سزا کے اصول کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور چونکہ ان کی جڑ انسان کے خیال اور نیت اور ارادہ میں رہتی ہے۔ اس لئے اُن کے نتیجہ کو ویسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔

تیسرا کام معمولی اور روزانہ زندگی کا دستور العمل ہے۔ اُس کے کرتے رہنے سے جسمانی صحت وغیرہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً نہانا۔ دھونا۔ صفائی رکھنا وغیرہ۔ اس کے اندر بھی اور بہت سی باتیں ضروری اور غیر ضروری شامل کر دی گئی ہیں۔ جنہیں لوگ کچھ کچھ اب سمجھ بوجھ بھی گئے ہیں ان کا کرنا جسمانی صحت اور دلی صحت کا باعث ہوتا ہے۔ اور نہ کرنا بیماری اور پریشانی لاتا ہے۔

چوتھا کام اخلاق اور تہذیب ہے۔ اس کے کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن نہ کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً بزرگوں کے ساتھ تعظیم سے پیش آنا۔ یہ اخلاق ہے۔ اخلاق کے سوا یہ اور کچھ نہیں ہے

اگر اس پر عملدرآمد کیا گیا - تو ویسی عادت پڑ جاتی ہے - اور مساوات اور معمولی ہو جانے سے پھر کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں - لیکن اگر یہ نہ کئے جائیں - تو نقصان ہوتا ہے - لوگ بد تہذیب - بداخلاق اور بدتمیز کہنے لگ جاتے ہیں - اور اُن کے خیال کی دھار کے متواتر حملہ ہوتے رہنے سے بداخلاق آدمی نیکسا سے بد - بد سے بدتر - اور بدتر سے بدترین بنجاتا ہے - اِس لئے اخلاق اور تہذیب انسانیت کا خوشنما اور خوشگوار پہلو ہے - اِسے کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے ۔"

نند و بھائی نے پوچھا " اِس تہذیبی فعل کی کچھ اور صراحت کر دیجئے تاکہ یہ خاطر خواہ ذہن میں آجائے - "

دیال نے جواب دیا " پرانے زمانہ کے رشیوں نے اِس تہذیب اور رسمی شائستگی کے چار طریقے بتائے ہیں - جن کی طرف مہذب اور با اخلاق انسان کی نظر رہنی چاہیئے - اگر ان کا لحاظ نہ کیا گیا - تو پھر گو کرنے سے کوئی فائدہ نہ بھی ہو - لیکن نہ کرنے سے سخت سے سخت نقصان ہوتے ہیں - وہ یہ ہیں :-

(الف) میتری (ب) کرونا (ج) مُدِتا (د) اُداسینتا

(الف) برابر والوں کے ساتھ میل ملاپ اور محبت کا برتاؤ کرنا میتری ہے - دوستی - رفاقت - ہمدمی وغیرہ صرف برابر والوں کے ساتھ ہو - جو اپنے خیال - اپنی حیثیت اور اپنی حالت سے ملتے جُلتے ہیں - یہ سلوک صرف اُن کے ساتھ نبھ سکتا ہے - دُوسروں کے ساتھ اس کا امکان نہیں ہے ۔

(ب) جو اپنے سے چھوٹے ہیں - اور عمر حیثیت - حالت اور حیثیت کی نظر سے کمتر ہیں - اُن کو رحم - نرم دلی - نرمی - معافی اور مہربانی سے دیکھنا چاہیئے - یہ اُس کے مستحق اور اہل ہیں - اور جسے اس کی تمہاری ذات سے اُمید ہے - اُسے محروم نہ رکھنا چاہیئے تاکہ دل میں تنگدلی - نفرت - اور کراہیت کا نقص نہ پیدا ہو - اور اس کی عادت پڑ جائے ؞

(ج) جو اپنے سے بڑے ہیں - اُن کی تعظیم تکریم کا خیال خوشدلی کے ساتھ رکھا جائے - اور دل میں کسی قسم کے رشک - حسد اور بے پرواہی کا گذر نہ ہونے پائے - کیونکہ اس اصول کے نہ برتنے سے اکثر خرابیوں کا احتمال ہوتا ہے - جن کی تلافی اور تدارک مشکل سے ہو سکتی ہے - اور

(د) جو اپنے ہمخیال نہیں ہیں - خواہ نفرت رکھتے ہیں - یا مخالفت - اور مزاحمت سے پیش آنے کے خیال کو دل دیتے ہیں - اُن کی طرف سے بے پرواہ - بے غرض اور بے لوث رہنے کی ہدایت ہے - اُن کے کسی کام میں مداخلت بیجا کرنا - چھیڑنا - یا بحث مباحثہ کرنا یا اُن کے ہمخیال بنانے کی کوشش میں رہنا بالکل بے سود اور بیہودہ ہے - ایسے آدمی زیادہ تر حیوانیت کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں - حیوان کو تعلیم دینا یا انسانیت سکھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے - یہ تمہاری بات سُننے اور ماننے کے لئے تیار نہ ہونگے - اور اگر ضد کروگے - تو ناحق دشمنی ہو جائیگی - اور رنج اس کا نتیجہ ہوگا - جس کی وجہ سے زندگی کے تلخ ہو جانے کا خطرہ ہے ؞

یہہ چار باتیں انسانی تہذیب کی معیار ہیں - جن کے کرنے سے فائدہ چاہے کچھ نہ ہو - لیکن نہ کرنے سے سخت نقصان اور تکلیف ہونے کا خطرہ

رہتا ہے۔"

نند وبھائی بولے۔ "یہ تو بڑے کام کی باتیں ہیں۔ یہ کیسے آپ کہتے ہیں۔ کہ ان سے فائدہ نہیں ہے۔ ان میں تو سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔"

دیال ہنسا۔ "ابتدا میں تو اس اصول پر عملدر آمد کرنے سے فائدہ کی صورت رہتی ہے۔ اور دل کی گھرت ہوتی ہے۔ اور خوشی بھی ملتی ہے۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے۔ لیکن جب عادت پڑ جاتی ہے۔ تب یہ معمولی ہو جاتا ہے۔ اور دل کے ابھارنے میں مددگار نہیں ہوتا۔ یہاں فائدہ سے غرض میری ترش دل کی دلی خوشنما وسعت سے ہے۔ جب کسی کام کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تب دل پر اس کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ رسم اور طرز معاشرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ مطلب تو یہ ہے۔ کہ دل ابھرتا ہوا چلے۔ لیکن معمولی بن کر پھر یہہ اصول زندگی کے انگ سنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے نہانے دھونے وغیرہ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ یہ کیفیت تمام مذہبی کاروبار کی بھی ہے۔ مثلاً جو شخص ہمیشہ مندر اور مسجد میں جایا کرتا ہے۔ یا مورتی کو نہلاتا دھلاتا رہتا ہے اور نماز وغیرہ پڑھا کرتا ہے۔ شروع میں تو اسے کچھ دلی لطف آئیگا۔ اور آتا رہیگا۔ لیکن جب یہ باتیں معمولی ہو گئیں۔ تب بے اثر ثابت ہونگی۔ اور چاہے انسان مدت العمر تک ان کا پابند بنا رہے۔ لیکن پھر ان کا اس ابتدائی جادو کا اثر ہمیشہ کے لئے چلا جائیگا۔ جو شروع شروع میں محسوس ہوا کرتا تھا۔ یہی تمام عادتوں کی کیفیت ہے۔ یہ تم بھول کر بھی نہ سمجھو۔ کہ جو لوگ کسی دین آئین کے اسی اسی برس تک پابند ہیں۔ ان کو ان سے لطف آرہا ہے۔ کبھی نہیں ممکن نہیں۔ یہ صرف عادت اور قدیمی رسم کے

پابند ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے ۔

کیا اس پر اور کچھ سوال کرتا ہے ؟"

تندو بھائی بولے۔" نہیں میری تشفی ہو گئی۔ اب پانچویں کرم کی طرف آئیے۔"

دیال نے کہا۔" پانچواں کرم وہ ہے۔ جو نجات اور مکتی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ویدانت اس کرم کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ ایسے کرم کے بیوہار کو کرم یوگ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور اس سے وہی فائدہ ہوتا ہے۔ جو گیان یوگ۔ بھگتی یوگ۔ راج یوگ اور آنند یوگ سے مخصوص ہے۔ راستے کئی ہیں۔ اور منزل مقصد سب کا ایک ہے۔

اور یہ کیوں ہے؟ کیونکہ انسانی مزاجوں اور انسانی طبیعتوں میں اختلافات ہیں۔ کسی کو کوئی مذاق پسند ہے کسی کو کوئی۔ کوئی کسی کھانے کو پسند کرتا ہے۔ کوئی کسی کو۔ مقصد سب کا سیری اور آسودگی ہے۔ اس لئے۔ جو جیسا ہے۔ اسی خیال اور اسی عمل کا لحاظ رکھے۔ تب جلد فائدہ ہوگا۔ ورنہ دیر لگیگی۔ جو بھگتی کا دلدادہ ہے۔ بھگتی کرے۔ جو گیان کا خواہشمند ہے۔ گیان کما دے۔ جو راج یوگ کو اچھا سمجھتا ہے۔ راج یوگ کرے۔ جس کو کرم کی رغبت ہے۔ وہ کرم سے تعلق رکھے۔ آنا سب کو ایک ہی جگہ ہے ویدانت ایسی تعلیم بے تعصبی۔ سیر چشمی اور وسیع دلی کے ساتھ دیتا ہے یہ بات کسی اور مذہب یا طریق میں نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اور لوگ کٹر متعصب اور تنگدل بنے ہوئے صرف اپنے اپنے دہی کو میٹھا اور دوسروں کے دہی کو کھٹا کہنے کے عادی ہیں۔"

تیسری کلا

کرم یوگ

نند و بھائی بولے۔ "کیا یہ تعریف اور مذہب اور مت متانتر کی نہیں ہو سکتی۔ جو آپ ویدانت کی کرتے ہو۔ سنت مت بھی تو آخر بے تعصبی کا طریق ہے!"

دیال نے کہا۔ "جس طریق میں وسیع دلی۔ وسیع نظری اور وسیع عقلی۔ وسیع عملی اور وسیع علمی کا وصف ہو۔ وہ سب کا سب ویدانت ہی ہے۔ تم کسی مذہب یا ملت کا نام نہ لو۔ صرف اُن کے رنگ ڈھنگ اور طرز عمل کو دیکھو۔ اور اگر وہ در اصل بے تعصب ہیں۔ تو اُن کو مبارک ہو یہ بھی ویدانت کی طرح عالمگیر اصول پر مبنی ہیں۔ اور یوں بھی ویدانت کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتا۔ سب کی اپنی اپنی جگہ حیثیت ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "اس کرم یوگ کی بابت اب ہم کو سمجھائیے۔ اس کے لوازمے کیا ہیں؟"

دیال نے کہا۔ جس کرم کے کرنے سے یوگ یا ملاپ ہو۔ وہ کرم یوگ کہلاتا ہے۔

کرم یوگی کے لئے ان باتوں کا جاننا اور خیال رکھنا لازمی ہے

(۱) ہم کیا ہیں؟

(۲) ہم کو جسم کے ساتھ کیا نسبت ہے؟

(۳) ہم کرم کیوں کریں؟

(۴) کرم کا راز کیا ہے؟ اور
(۵) کرم کی نیت میں کیا خیال رُوح مُحرّک بن کر رہتا ہے۔ اور وہ کس منزل پر ہم کو پہنچاتا ہے۔"

نند و بھائی بولے "یہ طریق تو پھر خاصہ ویدانت ہی بن گیا۔ اور اس میں گیان کی خصوصیت آگئی۔ کیا کرم یوگی کے لئے ابتدا ہی میں اس گیان سے واقفیت کا حاصل کرنا لازمی شرط ہے؟"

دیال نے کہا "یہ میں تم کو بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں۔ کہ کرم ویدانت کے اصول سے علیحدہ چیز نہیں ہے۔ کرم یوگی کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ گیان کے تمام مرحلے طے کرے۔ ورنہ پھر تو گیان یوگی ہی ہو جائیگا۔ ہاں بغیر سمجھے بوجھے کسی کام کا کرنا یقینی طور پر منزل مراد کی نظر سے مفید نہیں ہوتا۔ اس لئے کسی حد تک تو سمجھ بوجھ سے کام لینے اور اصلیت کی باریکیوں سے واقف ہونے کی ضرورت ضرور ہے۔ ورنہ وہ اندھ وشواس۔ اور خیالی ایمان کا مسئلہ بن جائیگا۔ اور آدمی نہ کام کے قابل رہیگا۔ نہ بے تعصب اور وسیع دل ہوگا۔ اس وجہ سے کسی حد تک سمجھنے بوجھنے کی سخت ضرورت ہے۔ چاہے وہ علم بالکل معمولی اور سطحی ہو۔ اور زیادہ گہرائی نہ ہو۔ لیکن اس کا ہونا لازمی اور لابدی شرط ہے۔"

نند و بھائی بولے "تب آپ اسے معمولی زبان، معمولی باتوں اور معمولی عبارت ہی میں سمجھائیے۔ تاکہ ہمارے ست سنگی ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر سکیں۔ ان کو زیادہ تر بھگتی بھاؤ اور رسمی پابندیوں سے تعلق رہا ہے یہ فلسفہ کو عمیق نگاہ سے نزدیک دیکھنے کے عادی ہیں۔ اور نہ اُس کو اس قدر اہمیت

ہی دیتے ہیں۔ ہاں آپ کے ست سنگ کرنے اور آپ کے بچن سُننے کے لئے شوق سے آئے ہوئے ہیں۔ اِس کا لحاظ رہے۔"

دیال مِنسا۔" بہت اچھا! مجھے لحاظ رہیگا۔ اب کرم یوگ کی بابت سُنو۔

کٹھ اُپنشد نامی کتاب کا ایک شلوک ہے:-

جاگو۔ اُٹھو۔ چلو۔ چلے چلو۔ اور جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ جاؤ۔ ٹھہرنے یا آرام کرنے کا خیال دل میں نہ آنے پائے۔

شلوک کا مطلب تو یہی ہے۔ جو میں نے تم کو سُنا دیا۔ زبان میری ہے۔ اور اس ایک جملہ میں کرم یوگ کے وہ تمام مرحلے آجاتے ہیں۔ جن کا میں ذکر کرچکا ہوں۔ اس میں پانچ باتیں ہیں۔

(۱) جاگنا۔ (۲) اُٹھنا (۳) چلنا (۴) چلے چلنا اور (۵) منزل مقصود اور ان پانچوں حالات کی تفصیلی وضاحت کو میں کرم یوگ کے سمجھانے کا ذریعہ بناؤنگا۔

(۱) جاگنا۔ بیدار ہونا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے آپ کو جانے۔ اپنی حیثیت سمجھے۔ ہوشیار ہو جائے۔ اور تم سمجھ سکتے ہو کہ جب تک وہ بیدار نہ ہوگا۔ اور اپنے آپ کو نہ سمجھ سکیگا۔ تب تک اُس سے نہ کوئی کام ہوگا۔ اور نہ وہ کام کرنے کے قابل بن سکیگا۔

(۲) اُٹھنا۔ مستعد ہونا۔ ثابت قدم ہونا۔ اور قوت ارادی کو مضبوط کر لینا ہے۔ اور جب تک انسان میں ہمت۔ حوصلہ۔ اولوالعزمی۔ اور ارادہ یا نیت میں پختگی نہ ہوگی تب تک وہ کیا کام کر سکیگا۔ یا اُس سے

یا اُس کی ذات سے کام کا کیا انصرام ہو سکیگا - یہ تم سمجھ سکتے ہو سمجھانے بجھانے کی ضرورت نہیں ہے +

(۳) چلنا کام کو شروع کر دینا ہے - جب تک کسی کام کی ابتدا نہ کی جائیگی - تب تک اُس کا زبانی جمع خرچ رہیگا - اور علم خواہ وہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو - اور انسان میں لاکھ سمجھ بوجھ ہو - وہ عملی صورت اختیار نہ کر سکیگا - اور بے سُود نکما اور بے بہبود ثابت ہوگا -

(۴) چلتے چلنا - کام کو جاری رکھنا ہے - جب کام کی ابتدا ہو جاتی ہے - اور انسان برابر اُس کی تکمیل میں لگا رہتا ہے - تو معروفیت کا قانون - اُسے خود بخود ترقی کی جانب رہبری کرتا رہیگا - نت نئے تجربے حاصل ہوں گے - جو نہ صرف اُس کی دلی تقویت مزید علمی تقویت اور عملی تقویت کے باعث ہوں گے - بلکہ اُس کی زندگی عمل کی مجسم تصویر بنتی چلیگی - اور اُس میں خوشنمائی خوش ادائی - اور خوشگواری اور خوشنمائی کی تمام خوبصورتیاں خود بخود پیدا ہوتی چلی جائینگی - اور وہ اپنے آپ کو ہر حال میں ہر وقت میں اور ہر شخص کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا راز بغیر کسی کے بتائے ہوئے جان لیگا - "کرتا اُستاد اور نہ کرتا شاگرد" مشہور مسئلہ ہے - "یک سیر علم را دہ مَن عمل باید" یہہ فارسی زبان کا مقولہ ہے - اِس کا مطلب یہہ ہے - کہ ایک سیر علم کے لئے دس مَن عمل کی ضرورت ہے - اور سبب ظاہر ہے - محض پڑھ لکھ لینے سے کوئی کام نہیں بنتا - پڑھے لکھے معلومات کو عملی مشاقی کے مرحلہ سے گزارنا ہے - تاکہ وہ اپنا ہو جائے - جب تک کسی کام کی مشق نہیں ہو جاتی وہ نہ قابو میں آتا ہے - اور نہ اپنا ہوتا ہے - حروف شناسی بے سُود

اگر مشق کر کے اس کا عامل نہ بنا جائے۔ دُنیا کے ہر کام میں مشق۔ عمل اور ابھیاس کی ضرورت ہے ۔

اب رہ گیا پانچواں مرحلہ

(۵) جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ لینا۔ آرام کا نام نہ لینا۔ یہ آخری بات ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں۔ جو علم اور عمل دونوں سے تعلق پیدا کر کے کچھ جزوی تجربہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور قناعت کر کے خاموش بیٹھ جاتے ہیں "جو ہو گیا وہ کافی ہے۔ بات سمجھ میں آگئی۔ زیادہ جد و جہد اور محنت و مشاقی کی ضرورت نہیں رہی" یہ خیال سخت ناقص ہے اور اس کا نتیجہ نہ صرف بُرا ہوتا ہے۔ بلکہ اس خیال کا آدمی ہمیشہ مذبذب حالت میں پڑا رہتا ہے۔ شاستروں نے اسے تشٹی کا روگ بتایا ہے اور یہی سبب ہے۔ کہ ویدانت کے گرنتھ پڑھ کر لوگ اپنے مطالعہ کو کافی سمجھ لیتے ہیں۔ اور ویدانت کے مقصد کو اپنی زندگی کا جُز نہیں بنا لیتے۔ انہوں نے ویدانت پر اب تک عبور نہیں پایا۔ وہ بات چیت کرنے کا مضمون نہیں ہے۔ بلکہ اسی کے موافق زندگی بنانے۔ اور زندگی بسر کرنے کا اصول ہے۔ کوئی لاکھ "اہم برہمہ آسمی" کہتا پھرتا رہے۔ یہ تو ایک بچہ بھی کہہ سکتا ہے۔ بات تو تب ہے۔ جب وہ عملاً برہمہ مجسّم نظر آوے اور مجسّم متانت۔ مجسّم بے خوف۔ اور مجسّم بے پرواہ نظر آوے۔ یہی بات کرم یوگی کے سکتی ہے۔ ان میں سے کسی کے واسطے بھی اشنتوشٹی اور قناعت کی تعلیم نہیں ہے۔ اور جب تک عمل پختہ نہیں ہو جاتا۔ تب تک ان کو کبھی اس علم یا عمل سے بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس

طرح لگاتار برابر کوشش کرتے رہنے سے خود بخود منزل مقصود تک رسائی ہو جاتی ہے۔ وہ حد تکمیل ہے۔ جب یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تب نہ کرم کرم رہتا ہے۔ اور نہ گیان گیان رہتا ہے۔ وہ کیا حالت ہوتی ہے؟ اس کا جاننا انبھو سدھ ہے۔ وہ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے "

تیسری کلا

کرم یوگی۔ اس کے ادھکار سنسکار

نندو بھائی نے پوچھا۔ " بھگون! جیسے گیان یوگ اور بھگتی یوگ کے ادھکاری ہوتے ہیں۔ کیا کرم یوگ کے لئے بھی کسی قسم کے ادھکار (اہلیت) کی ضرورت ہے۔ اور اس یوگ کے بھی ادھکاری ہوتے ہیں؟ "

دیال نے جواب دیا۔ " قدرت میں ادھکار کا سوال قدم قدم پر ہے۔ ہر کام کے لئے قابلیت۔ لیاقت۔ طبعی شوق اور خواہش کی ضرورت ہے۔ لیکن کرم ایک ایسا وسیع مضمون ہے کہ اس کے ادھکاری سب ہی ہوتے ہیں۔ کرم کے ادھکار سے کوئی جاندار بھی خالی نہیں ہے۔ اور تم خود دیکھ کر نتیجہ نکال سکتے ہو۔ کہ یہاں اس کرم کے طبقہ میں کوئی بھی مخلوق نہیں ہے۔ جو کسی نہ کسی قسم کا کام نہ کرتی ہو۔ کرم قدرت کا قانون ہے۔ اور چونکہ یہ قانون قدرت میں محیط ہے۔ اور دنیا کا تمام کاروبار اس پر مبنی ہے۔ یہ رگ رگ ریشہ ریشہ۔ ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ میں سمایا ہوا ہے۔ اور یہ کرم تین صورتیں رکھتا ہے۔ ست۔ رج۔ اور تم۔ یہ گن کہلاتے ہیں۔ مادہ کی دنیا انہیں تینوں گن۔ ستوگن۔ رجوگن اور تموگن سے بنی ہوئی ہے۔ ان کی مجموعی خصوصیت

یا بنیادی حیثیت کا نام باسنا (یا خواہش) ہے۔ یہ بنیاد ہے۔ بغیر خواہش کے زندگی کا اظہار نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے یہ جگت واسنامے کہلاتا ہے یہ خواہش بیج ہے۔ اور اگر تم چاہو۔ تو اسے بیج پرکرتی کہہ سکتے ہو۔"

نند و بھائی نے سوال کیا" ابتدا میں خواہش کہاں سے آئی۔ خواہش کا وجود تو اُس وقت سے ہوتا ہے۔ جب کوئی خواہشمند ہوتا ہے۔"

دیال نے جواب دیا" خواہش یا باسنا کی ابتدا اور انتہا پر سوال نہیں کیا جاتا۔ یہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہیگی۔ میں نے اس وجہ سے تم کو مادہ کی مجموعی صورت کا نام ست رج تم بتایا ہے۔

ست۔ زندگی ہے۔ خوشی ہے۔ اظہار کی کیفیت ہے ؂

رج۔ جد و جہد ہے۔ محنت و مشقت اور کشمکش ہے۔ اور اظہار میں آنے اور لانے کی کوشش ہے ؂

تم۔ مجہولیت ہے۔ اندھکار ہے۔ اور غفلت ہے اور اظہار کے دبے پڑے رہنے کی حالت ہے۔ اب ان اوصاف پر غور کرو ؂

اگر زندگی ہے۔ تو وہ اظہار کئے ہوئے بغیر کیسے رہ سکتی ہے! بغیر اظہار کے زندگی کے نام و نشان کا امکان کیسے ہو سکتا ہے! اظہار کی کیفیت بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے یا کرم کئے ہوئے کیسے رہ سکتی ہے۔ اور آخر کوئی شے مجہولیت میں سمٹی سمٹائی ہوئی پڑی ہے۔ تب ہی تو اظہار کی محنت کریگی اور ظہور میں آئیگی۔ یہ تینوں صورتیں قدرت میں یکساں رہتی ہیں۔ ایک کو دوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں ان میں کمی بیشی کے درجے ہوتے ہیں۔ اور اس کمی بیشی کی درجہ بندی کے لحاظ سے اُن کے تین مختلف نام

قائم کیئے گئے ہیں۔ جس وجود۔ مخلوق یا جیو میں جو گُن زیادہ ہوتا ہے اُس کو اُسی گُن کی خصوصیّت کا نام دیا جاتا ہے۔

جس شخص کی زندگی ظہور میں آگئی ہے۔ اور اپنا اظہار کر رہی ہے۔ وہ ستوگُن کہلاتا ہے۔ جس شخص کی زندگی اظہار میں آنے کے لئے ہاتھا پائی کر رہی ہے۔ وہ رجوگُن کہلاتا ہے۔ اور جس شخص کی زندگی اظہار میں نہیں آئی۔ دبی پڑی ہے۔ وہ تموگُن کہلاتا ہے۔ یہ تین کیفیتیں تم کو قدرت میں ہر جاندار میں نظر آئینگی۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "آپ کا طرز بیان نہایت خوبصورت۔ واضح اور صاف ہوتا ہے۔ یہ بات کسی قدیم کتاب میں بھی نہیں نظر آتی۔ لیکن میرا سوال تمام و کمال واضح نہیں کیا گیا۔ خواہش یا واسنا محدودیت کا نام ہے۔ محدودیت نقص ہے۔ اور یہ وصف ہمیشہ اُس شخص میں ہوگا۔ جو محتاج اور ناقص ہوگا۔ ہستی بطور خود مکمّل شے ہے۔ غیر محدود ہے۔ محیطِ کُل ہے اُس میں محتاجگی یا نقص کا نام و نشان تک نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ اُسے واسنا یا خواہش کے ماتحت بتاتے ہو۔ یہ ممکن کیسے ہے؟"

دیال بولا۔ "تم نے غور کے ساتھ میری باتوں کو ذہن نشین نہیں کیا۔ ورنہ اُس پر یہ اعتراض نہ ہو سکتا۔ واسنا کا ترجمہ خواہش نہیں ہے۔ لیکن چونکہ خواہش سے بہتر کوئی لفظ خیال کے اظہار کے لئے نہیں ملتا۔ اِس لئے مجبوراً اُسے خواہش کا ہم معنی بنایا گیا ہے۔ سنسکرت زبان کے الفاظ بطور خود اس قدر جامع اور مکمّل ہوتے ہیں۔ کہ دُنیا کی کسی زبان کے الفاظ ان کے معنوں کو جوں کا توں ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے

اکثر سمجھنے میں غلطی اور غلط فہمی ہوا کرتی ہے۔ اب مجھ سے اور میری زبان سے اس واسنا کی صراحت سُنو:۔

واسنا ۔ سنسکرت مادہ 'وس' سے نکلا ہے۔ جس کے معنے بسنے اور رہنے کے ہیں۔ جو جس میں بسے یا رہے۔ وہ واسنا ہے۔ باقی سب مُرادی معنے ہیں۔ مثلاً (۱) بسنا۔ (۲) بسانا (۳) خوشبودار کرنا (۴) چھڑنا (۵) پھیرنا (۶) برتن (۷) کپڑا (۸) یقین (۹) داخل کرنا (۱۰) صندوق (۱۱) ذہنی علم (۱۲) گھڑا (بیاسن) (۱۳) خیال (۱۴) غور (۱۵) گیان (۱۶) مشاہدہ وغیرہ وغیرہ ان تمام معنوں کے اندر اُس لفظ کی اصلی اور لغوی مُراد چھپی ہوئی ہے۔ اب تشریح سُنو:۔

ہستی کے ہونے میں تو تم کو کوئی انکار نہیں ہے۔ جب ہستی ہوگی۔ تو وہ اظہار کی کیفیت سے خالی کیسے رہ سکتی ہے۔ ہستی میں اظہار کرنے کا وصف فطرتاً۔ قدرتاً اور بالطبع موجود ہے۔ اُسے اُس سے کبھی جدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ واسنا ہے۔ مکمل ہستی میں یہ مکمل وصف ہے۔ اور وہ صرف اظہار کی کیفیت ہے۔ اور کچھ نہیں ہے۔ غیر مکمل یا ناقص ہستی میں چونکہ یہ مکمل نہیں ہے۔ اس لئے اُسے خواہش کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اب تم واسنا کی مُراد سمجھ گئے ہوگے۔"

نند بھائی بولے۔" اگر کوئی معقولیت کے ساتھ سمجھانیوالا ہو۔ تو پھر بات کیوں سمجھ میں نہ آوے۔ اب میں اسے خوب سمجھ گیا لیکن مجہولیت اور علم کی حالت کی صراحت کی ابھی ضرورت ہے۔ ہستی دبی ہوئی کیسے پڑی رہتی ہے؟"

دیال نے کہا۔ قدرت کا اظہار حرکت کی صورت میں ہوا کرتا ہے۔ اس حرکت سے دھار خارج ہوتی ہے۔ اسی دھار میں مادہ کا بیج رہتا ہے۔ جو نیچے کی جانب گرا کرتا ہے۔ گرتے وقت کچھ دیر تک اس میں مجہولیت رہتی ہے۔ پھر مناسب اور موزوں حالات کے ملنے پر وہ آہستہ آہستہ قاعدہ کے ساتھ اُبھر کر اپنا اظہار کرتا ہے۔ بیج میں تینوں ہی گن ملے جلے رہتے ہیں۔ بیج یا دانہ جب زمین میں گریگا۔ کچھ دیر کے لئے مجہولیت میں آئیگا۔ اور پھر اُبھرنا۔ انکھوا آنا۔ درخت بننا۔ اور پھول پھل لانا شروع کریگا۔ اور پھر اپنی باری پر بیج گرائیگا۔ یہ سلسلہ ہمیشہ اسی طرح برابر جاری رہتا ہے اور ہستی کا اظہار اسی طرح لگاتار جاری رہتا ہے۔ یہ مضمون سوچنے اور سمجھنے کا ہے۔ اور سوچنے سمجھنے پر وہ نہایت دلچسپ اور سبق آموز ثابت ہوتا تمام خارجی علوم۔ اپرا ودّیا۔ اور سائنس وغیرہ کا انحصار اسی پر ہے۔ باطنی علم۔ پرا ودّیا یا روحانی مضمون اس سے بالکل مختلف ہے۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "بھگون! آپ کی باتوں سے میں نے دو نتیجے نکالے۔ ایک ہستی اور دوسری ہستی کے اظہار کی صورت۔ اور اسی کے دھار و کا مجموعی نام مشمولی کیفیت میں مادہ۔ پرکرتی۔ یا وِاسنا ہے۔ یہاں تک تو میں نے خوب سمجھ لیا۔ اب میرے دل کے اندر اس مضمون کی بابت کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہا۔ کوئی ہستی ہستی پنے کے وصف سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور یہ ہستی پنا ہی اُس کی مادّیت یا اظہار کی کیفیت ہے۔ لیکن بطور جملہ معترضہ ایک سوال اور کرتا ہوں۔ اس مادہ کی تین صورتیں کس نسبت رعایت یا بابت کی وجہ سے ہیں۔ اگر ہستی ایک

ہے۔ تو اُس کے اظہار کا وصف بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔ وہ تین کیوں آئے ہیں؟

دیال بولا "تین ہونے کا باعث اُس ہستی کا اظہار ہے۔ ہستی کے اظہار یا ہست شئے میں تین خصوصیتیں ہوتی ہیں:-

ایک ہستی ۔ ست

دُوسری ہستی پنا کا علم ۔ چت

اور تیسری ہستی پنا یا ہستی پنے کے علم کی خوشی ۔ آنند

یہ ہستی اور ہستیوں کی (اگر وہ کثرت کے ساتھ مانی جائیں) خصوصیت ہے۔ غور کر کے دیکھو۔ تو اس کا پتہ خود تم کو مل جائیگا۔ اس کا سمجھ میں آنا ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔ یہ خصوصیتیں ہستی کی ہیں۔ اور ان خصوصیتوں کی وجہ سے ہستی پنے میں بھی یہ وصف کی نظر سے موجود ہیں۔ اور اُن کے نام اس حالت میں یہ ہو جاتے ہیں:-

ہستی پنا	ستوگن
ہستی پنے کی جدوجہد	رجوگن
ہستی کی خوشی کی محویت	تموگن

اس کی دوسری صورت اس طرح دیکھو۔

ہستی	ہستی پنا
ست	ست
چت	رج
آنند	تم

یہ وصف دراصل اُسی ایک اصل شئے کی اظہار کی نقل یا عکسی

کیفیتیں ہیں - جو آئینہ کے مدمقابل رکھ کر اپنی صورت پر غور کرنے سے ذہن نشیں ذہن نشین اور خاطر نشین ہوسکتی ہیں - ان کا بھی سمجھنا مشکل کام نہیں ہے نہایت آسان ہے - یہ سچ ہے کہ میں ان باتوں کو شاستروں، کتابوں یا ویدانتیوں کے طرز بیان سے مختلف اور جداگانہ طریق پر سمجھا رہا ہوں لیکن بمقابلہ ان کے ان کا سمجھ میں آجانا آسان ہے - اور میں مانگ تانگ کے سامان کا شیدائی نہیں ہوں - اپنے انبھو کی جدت اور طبیعت کی رسائی کی مدد سے سمجھانے بجھانے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ پھر شکوک کی مطلق گنجائش نہ رہے - ان کی صورتیں پھر اور طرح سے قائم کرکے دکھاتا ہوں :-

(۱) **ست** - ہستی - ہونا - اصل - سچا - قابل پذیرائی اور حقیقی ہے -
چیت - رہنا - واقف ہونا - مشاہدہ کرنا - خبر رکھنا ہے - اور
آنند - شانتی - سکون - قرار - خوشی - سرور - سیری - سیرچشمی اور آسودگی ہے +

(۲) **ستو** - اچھائی - سچائی - ہونا - زندہ ہونا ہے +
رجسو - زنگ دینا - غبار آلود ہونا - دھبہ لگانا - داغدار بنانا - غلبہ - سرگرمی بے چینی ہے +
تمسو - اندھیرا - سستی - غفلت - بے تمیزی - خلا - نیند اور مجہولیت ہے

ت	ست
نت	چیت
آتما	آنند
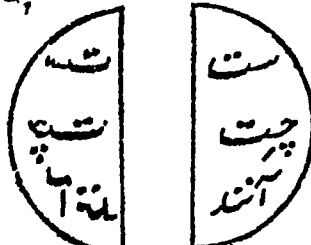
یہ کیفیتیں سوچنے اور سمجھنے کی ہیں۔ موصوف اور اوصاف پر غور کرنے کی ہیں۔ گن اور گنی کے گن جاننے کی ہیں۔ اور یہ ویسے ہی ہیں۔ جیسے آئینہ بین کے آئینہ کی مقابل ہونے سے سمجھ میں آتی ہیں ؛

کرم یوگی جسے کرم کا ادھکار ہوتا ہے۔ وہ ان کی سمجھ رکھتا ہے۔ اور گو وہ سمجھ گیان یوگ کی علوی اور اونچی نظر سے نہ ہو۔ لیکن وہ اپنے آپ کی ہستی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس ہستی کے اظہار کے جد و جہد کو کرم سمجھتا ہے وہ گو اپنے محدود اہم کو ابتدا میں سفلی ہی سمجھتا ہے۔ اس کو علوی اہم سے یا برہم سے منسوب نہیں کرتا۔ تاہم یہ اس کے ذہن نشین ہوا رہتا ہے کہ وہ جسم نہیں ہے۔ بلکہ جسم سے اور دل سے مختلف ہے۔ وہ ان سے جدا ہوتا ہوا ان کو اپنے کرم کا اوزار بنا رکھتا ہے۔ اور اوزار کی صورت میں ان کی طرف سے غافل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر جسم مضبوط نہ ہو۔ خواہ دلی حالت میں استحکام نہ ہو۔ تو کسی قسم کے کرم کا اس کی ذات سے امکان نہ ہوگا۔ یہ سمجھ بوجھ کرم یوگی کی بیداری کی حالت ہے۔ جس کا اشارہ کٹھ اپنشد کے شلوک میں دیا جا چکا ہے۔

"جاگو۔ اٹھو۔ چلو۔ چلے چلو۔ اور جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچ لو۔ آرام کا نام تک نہ لو۔"

چوتھی کلا

ادھکار۔ سنبندھ (مُسلسل)

نندو بھائی بولے ۔ گیان اور گیان کا ادھکار۔ یہ تو کچھ مطلب بھی رکھتا ہے ۔ لیکن کرم اور کرم کا ادھکار یہ کچھ مہمل سا معلوم ہوتا ہے ۔"

دیال نے کہا " یہ جملے خود مہمل ہیں ۔ جب تک تم خود ان کو صاف اور واضح لفظوں میں نہ ادا کرو۔ تب تک میں کچھ جواب نہیں دے سکتا "

"نندو بھائی بولے ۔" گیان کے لئے تو ادھکار کی ضرورت ہے لیکن کرم کے لئے ادھکار کیسا ! یہ تو یونہی خود بخود ہوا کرتا ہے ۔ انسان کا بچہ دوسروں کو دیکھ کر کام کرنے لگ جاتا ہے ۔ اور وہ کام کاجی ہو جاتا ہے !! "

دیال ہنسا " جو بات تم نے کرم کی بابت کہی ہے ۔ وہی گیان کی بابت کہہ سکتے ہو ۔ انسان کا بچہ دوسروں کو کہتے سنتے دیکھتا ہے ۔ وہ کہنے سننے لگ جاتا ہے ۔ اور وچار تمیز کی اُس میں اُبھرتا ہو جاتی ہے ۔ اس نظر سے تو تمہارے کہنے کے موافق گیان اور کرم دونوں کے ہی لئے ادھکار کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن یہ بات نہیں ہے ۔ گیان اور کرم دونوں ہی محیط ہیں ۔ اور سب آدمیوں میں سمجھ بوجھ اور کام کرنے کی طاقت رہتی ہے ۔ لیکن جیسے معمولی سمجھ کو گیان نہیں کہا جاتا ۔ ویسے ہی معمولی کرم کو کرم نہیں کہا جاتا ۔ یہاں دونوں کی بابت ادھکار (قابلیت) ۔ سمبندھ ۔ وشے (مضمون) اور پریوجن (مقصد) کے سمجھنے کی بھی ضرورت ہے ۔ ان باتوں پر پہلے میں کہہ چکا ہوں ۔ دوبارہ پھر میں کیا کہوں * ۔ جہاں کہ

کام مقصد کو مدّنظر رکھ کر شروع کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ وہاں قابلیت۔ اہلیت اور ظرفیت کا سوال پہلے آتا ہے۔"

نند بھائی بولے۔ "آپ نے کرم یوگی کی قابلیت کا دارومدار اُس کی ایک حالت " جاگنے۔ ہوشیار ہونے اور واقف ہونے' پر رکھا ہے۔ اور اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو جسم سے علیحدہ سمجھتا ہو۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ جو گیانی سے مخصوص ہوتی ہے۔ اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کرم یوگی پہلے گیانی ہو۔ تب کرم کرے"

دیال نے تیکھی نظر سے نند بھائی کو دیکھا۔ "بھائی! تم میری باتوں کو بہت جلد بھول جایا کرتے ہو۔ جو میں کہوں۔ اُسے یاد رکھا کرو۔ کرم یوگی کے لئے اس قدر علم کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن ابھی تک ابتدا میں اُس کو بہ ہمہ کا وہ علم نہیں ہے۔ جو گیانیوں کو ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو عملاً جسم سے مختلف سمجھنا معمولی اور غیر معمولی دونوں ہی ہیں۔ کرم یوگی کی سمجھ معمولی ہوتی ہے۔ اور گیانی کی غیر معمولی ہوتی ہے۔ یہ اب تک نچلا ہے۔ وہ اُونچا ہو گیا ہے۔ یہ فرق ہے۔ اب کرم یوگی کے ادھکار کی وضاحت کو سُنو۔ جس کا پہلے تم کو اشارہ دیدیا گیا ہے۔

(۱) جسم کا ہونا مقدّم ہے۔ جسم کا مضبوط ہونا لازمی ہے۔ جسم کا صحت کی حالت میں رہنا ضروری ہے۔ ورنہ کرم نہ ہو سکیگا۔ اور جسم کو اپنے قابو میں رکھنا شرط ہے۔ یہ آخری بات اُس وقت حاصل ہوگی۔ جب

(۲) آدمی کے دل میں یہ یقین پختہ ہو گا۔ کہ "میں" اور ہوں۔ اور جسم اور ہے۔ میں جب چاہوں۔ جسم سے کام لے سکتا ہوں۔ اور جب

نہ چاہوں۔ اُس سے کام نہ لوں۔ وہ میرے تابع ہے۔ مَیں اُس کے تابع نہیں ہوں۔ کرم یوگی کے لئے اِس معاملہ میں صرف اِسی قدر علم رکھنے کی ضرورت ہے ⁂

تیسری شرط اوزاروں کی ہے۔ کرم کرنے والا بغیر اوزار کے کام نہیں کر سکتا۔ اور اُس کے اوزار جس قدر تیز صاف اور اچھے ہوں گے۔ اور اُسے جس قدر مشاقی کر لینے سے اُن سے کام لینے کی قابلیت ہوگی۔ اُسی قدر اُس کا کام شاندار۔ خوبصورت۔ اور کام کا ہوگا۔ یہ اوزار اُس کے چودہ قسم کی اندریاں ہیں :-

(۱) **پانچ کرم اندریاں** (۱) زبان (قوت کلامیہ) (۲) ہاتھ (۳) پاؤں (۴) آلہ تناسل (۵) مقعد ⁂

یہ پانچ بالکل جسمانی اوزار ہیں۔ اور ان کے باقاعدہ کام کرنے پر جسم جسمانی صحت کی حالت میں رہتا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک بھی نکمّا ہو۔ تو ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایک کی بیماری یا خرابی سے سب اُس کے زیر اثر رہیں گے۔ اور کام یا کرم میں نُقص واقع ہوگا لُولا۔ لنگڑا۔ لڑکھڑاتی ہوئی زبان والا۔ ہیجڑا کرم یوگی نہیں ہو سکتا۔

(۲) **پانچ گیان اندریاں** (۱) کان سُننے کا آلہ (۲) چمڑا بہ حیثیت مجموعی چھُونے اور چھُو کر علم حاصل کرنے کا آلہ (۳) آنکھ دیکھنے کا آلہ (۴) زبان ذائقہ کے علم کا آلہ (۵) ناک۔ سونگھنے کا آلہ۔ یہاں پانچ قسم کے گیان۔ اور گیان کے اوزار اندریوں سے بھی مُراد لی گئی ہے۔ ان کا بھی مکمل حالت میں رہنا لازمی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی ناقص ہوا۔ تو وہی نُقص سب میں

رہتا ہے۔ کوئی گیان اندری اگر بگڑی ہوئی ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ اس بگڑی صورت کا آدمی اصلی معنے میں کرم یوگی نہیں ہو سکیگا۔ یوں تو ہر شخص کرم کیا ہی کرتا ہے۔ اندھا۔ کانا۔ یا بھینگا۔ اینچا تانا (ترچھی آنکھ والا)۔ بہرا۔ ذائقہ سے خالی۔ لمس سے خالی۔ سونگھنے سے محروم۔ کو کرم یوگی ہونے کا حق نہیں ہے یوں تو ہر شخص کرم کرسکتا ہے۔ کرم کا کمال (پورنتا) اس میں نہیں آتا۔ تم نے سنا ہوگا۔ انگ ہین (اعضا بریدہ یا ناقص عضو والا) جانور قربانی کے قابل نہیں ہوتا۔ کرم برہم یگیہ کہلاتا ہے۔ کرم یوگی کی برہمہ کے یگیہ میں قربانی ہوتی ہے۔ جس کی سمجھ تم کو آگے چل کر آئیگی۔ ناقص جسم یا اندریوں والا۔ برہمہ یگیہ کے بلدان کے ناقابل سمجھا گیا ہے ٭

(۳) چار انتہہ کرن (۱) من (۲) بدھی (۳) چیت (۴) اہنکار۔ یہ چار اندرونی عضو یا اندریاں کہلاتے ہیں۔ ان میں سے (۱) چیت۔ حیثیت ... ... ہے جو دل پر ضرب یا کثرت ... کی چوٹ لگایا کرتا ہے (۲) من۔ سوچنے کا آلہ ہے۔ جو سوچا اور غور کیا کرتا ہے۔ (۳) بدھی۔ غور کے بعد فیصلہ اور قطعی طور پر نتیجہ اخذ کرنے کا آلہ ہے۔ اور (۴) اہنکار۔ خودی کی قوت ہے۔ جو بدھی کے فیصلہ پر قادر ہو کر اس پر جم کر بیٹھتا ہے۔ اور پھر ہلتا ڈولتا نہیں اور نہ ڈانواں ڈول ہوتا ہے ٭

یہ تین قسم کے اوزار ہیں۔ جن کے مکمل اور تیز اور صاف رکھنے اور صاف رہنے کی کرم یوگی کے لئے ضروری شرط ہے۔ ان کو پھر اختصار کے ساتھ تم کو سمجھا دیتا ہوں۔

(۱) کرم یوگی کے جسمانی اوزار۔ کرم اندریاں۔ مکمل صاف اور تیز ہوں

(۲) کرم یوگی کے علمی اوزار ۔ گیان اندریاں ۔ مکمل صاف اور تیز ہوں اور
(۳) کرم یوگی کے دلی اوزار ۔ اندرونی عقلی اندریاں مکمل صاف اور تیز ہوں
جسمانی اوزار ۔ علمی اوزار اور عقلی اوزار تینوں کا درست رہنا اور رکھنا لازمی
ہے ۔ ورنہ قوت جسمانی ۔ قوت علمی اور قوت ارادی میں پختگی نہ ہوگی تین شرطیں ہوئیں
چوتھی شرط یہ ہے ۔ کہ کرم کرنے کی خواہش ہو ۔ کرم کرنے کا مقصد ہو ۔ کرم
کرنے کا خیال کسی خاص نیت کے ساتھ ہو ۔ یوں ہی اناپ شناپ بغیر سوچے
سمجھے ہوئے بغیر مقصد کے جانے کے ہوئے کام نہ ہو ۔ ورنہ وہ بھیڑ دھسان
چال ہوگی ۔ اور منزل مقصود تک نہ پہنچا سکیگی ۔ کرم یوگی کے لئے اس کے
جان لینے اور سمجھ لینے کی سخت ضرورت ہے ۔

(۱) دیکھا دیکھی کرم کی　نہیں آوے　پرتیت
بپت پڑے پر چھوڑ دے ۔ یہ کائر کی　ریت
(۲) دیکھا دیکھی کیوں کرے ۔ کرنی سو　بیکام
بن سمجھے جو کرم ہے ۔ وہ نہیں نام نہ کام
(۳) دیکھا دیکھی بھول ہے ۔ بھول بھرم　بیوپار
انت بسے　سر آپڑا ۔ پڑے کال کی　مار
(۴) دیکھا دیکھی ڈکھ گھنا ۔ سوچ کے پگ کو دھار
جن جن پنتھوں چالنا ۔ سوئی پنتھ　سنوار
(۵) دیکھا دیکھی بھگتی کا ۔ کبھوں نہ چڑھتا رنگ
بپت پڑے پر چھوڑتا ۔ جیوں کینچلی بھوجنگ

(سوامی شیو برت لال [illegible])

ـه سانپ

غور کر کے خود نتیجہ نکالو - کہ بغیر مقصد کے اچھی طرح ذہن نشین کئے ہوئے - قوت ارادی میں اصلی مضبوطی نہیں آتی - اور اگر یہ نہیں ہے تو کرم کے مقصد میں کامیابی کا ہونا امر محال ہے - بغیر خواہش مقصد یا خیال کے کرم کیسا!

پانچویں شرط - ساز و سامان - ارد گرد کے تعلقات - واقعات وغیرہ کا ہونا لازمی ہے - جب تک یہ نہ ہونگے - کرم کیسے کریگا؟ کن میں کریگا؟ کس کے لئے کریگا؟ کیوں کریگا؟ اور کرم ہو کیسے سکیگا؟ مثلاً اگر کوئی شخص دان دینا چاہتا ہے - تو جب تک دان لینے والے نہ ہونگے - وہ کسے دان دیگا! کوئی شخص دوا تقسیم کرنے کا خواہشمند ہے - جب تک مریض نہ ہونگے - وہ کسے دوا دیگا! وعلیٰ ہذالقیاس - لاکھ انسان میں یا انسان کے پاس سب کچھ ہو - لیکن جب تک یہ سب نہیں ہیں - وہ کبھی کرم کی مشاقی نہیں کر سکتا - اور نہ اس کا کسی طرح پر امکان ہو سکتا ہے ÷ کرم چاہے - نیک ہو - خواہ کیسا ہی ہو - آخری ساز و سامان کا ہونا اس کے لئے لازمی شرط ہے ÷

جب تک یہ پانچوں نہ ہوں - تب تک کرم یوگی بننے یا ہونے کی تکمیل امر محال ہے - لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے - یہاں سببیہ اور نتیجوں کا قانون جگہ جگہ - اور قدم قدم پر کام کرتا ہے - اور اس لئے جہاں جس میں اور جس وقت کسی کے دل میں کسی کام کا سچا شوق پیدا ہوا قدرت کو لامحالہ اس کے جذبات کی تنظیم کے لئے دست بستہ آ کر کھڑا ہونا پڑتا ہے - یہ مسلمہ اور مصدقہ اصول ہے ÷

شوق جب دل میں ہؤا پیدا - وہی رہبر بنا
خواہشِ دلدار کے اثرات سے دلبر بنا
جب طلب ہے تب ہی تو مطلوب و طالب ہو گئے
بے طلب کون اس جگہ محکوم اور افسر بنا
عالمِ امکان کی بنیاد ہے اصل خیال
دل میں اس کے آتے ہی سب کچھ بنا یکسر بنا
بننے والے بنتے ہیں اپنے خیالوں سے مدام
نیک بنتا ہے کوئی اور کوئی خود بدتر بنا
کس نے کس کو ہے بگاڑا اور بنانے والا کون
آپ نیک اختر کوئی اور کوئی بد اختر بنا

میں اس موقعہ پر ان پانچ شرطوں کو کرم یوگی کا ادھکار کہتا ہوں۔"

پانچویں کلا

کرم کی قسمیں

نند بھائی نے پوچھا - "کرم کی کتنی قسمیں ہیں؟"

دیال نے جواب دیا - "بے شمار اور ان گنت کرم کی قسمیں ہیں عالمِ کثرت یا اس ایک جگت میں کثرت پسند نگاہ کے لئے ہر جگہ کثرت ہی کثرت ہے۔ وہ جس قدر چاہے - خاطر خواہ ترتیب تقسیم اور جمع تفریق کر کے ان کو بڑھا جائے۔ ایک اکائی سے دہائی - سینکڑہ - ہزار اور لاکھ پیدا ہو سکتے ہیں - اور وحدت پسند نظر بنا لینے سے آخر میں وہی ایک کا ایک رہ جاتا ہے۔ -

سب کی بنیاد ہے - باقی یا تو اُسی کی عکسی صورتیں ہوتی ہیں - یا صفر ہوتا ہے - اِس لئے اِس سوال کا جواب دینا سخت مُشکل ہے ٭
ہاں عمل کے عالم یا کرم کے جگت (کرم کشیتر) میں تین قسم کے کرموں سے ہمارا تعلق رہتا ہے - (۱) دلپسند (۲) غیر دلپسند اور (۳) دلپسند اور غیر دلپسند کرموں کی ملی جُلی کیفیت کے کرم! اور ان کی بنیاد اُسی ست رج - اور تم پر ہے - جو اصل میں ست - چت اور آنند کے سہارے اپنا کام کیا کرتے ہیں -
اور یہہ ست - چت - آنند - ایک کی طرح ایک ستچدانند ہی ہے -
جس کی جانب ویدانت ہر وقت اشارہ کی اُنگلی اُٹھاتا رہتا ہے ٭
یہ تین قسم کے کام ہمیشہ ہماری خیالی آنکھوں کے سامنے آیا کرتے ہیں اور آتے رہتے ہیں - کرم کی دُنیا میں کرم کی بڑھانا - گھٹانا - اور اہمیتا ہے ہماری جسمانی اور دِلی ترکیب کبھی کرم سے خالی نہیں رہ سکتی - دیکھ لو - اُس کے رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں حرکت موجود ہے - اور جب یہ کیفیت ہو - تو جسم اور دل کو مکمل سکون یا راحت کا امکان کیسے ہو سکتا ہے - کیا سو لئے اور سو رہنے پر سکون رہتا ہے - رام رام کہو - ظاہرا تم اُسے قرار کی حالت کہہ لو - لیکن سانس برابر جاری رہتی ہے - جسم کے ہر سُوراخ اور مسام سے دھاریں نکلا کرتی ہیں - وہ خاموش نہیں رہتیں - اور نہ چُپ ہو کر بیٹھتی ہیں - یہی حالت دُنیا میں ہر متحرک اور (ظاہرا) غیر متحرک کی ہے - سب سے دھاروں کا سلسلہ ہر وقت باقاعدگی کے ساتھ چلا کرتا ہے - علم اور خبر ہو - تب بھی وہ ہے - لاعلمی اور بے خبری ہو - تب بھی وہی ہے -

حرکت اور حرکت کا سلسلہ کب معدوم ہوا ہے۔ ابھی مُردہ اور سڑی ہوئی لاش تک تو اس رعایت سے خالی نہیں ہے۔ اوروں کا تو کہنا ہی کیا ہے!

اور یہ تین قسم کے کام کیوں دُنیا میں ہوا کرتے ہیں؟ ان کا سبب وُہی سچدآنند اور ست۔ رج اور تم ہے۔ اور یہ تین گن ہر جگہ ہر حال اور ہر شئے میں کمی بیشی کے ساتھ مُحیط کل ہو کر اثر انداز رہتے ہیں ٭

ان کی شرح بھی سُنتے چلئے۔ ست کا کام دلپسند ہے؟ کیونکہ اُس میں گیان آنند اور زندگی ہے۔ ہر شخص علم سرور اور ہستی کا خواہشمند ہے۔ اور چونکہ خواہش ہے۔ اس لئے وہ دلپسند ہے ٭

تم کا کام کیوں غیر دلپسند ہے؟ کیونکہ اُس میں گیان۔ خوشی اور زندگی کا ظاہرا ابھاد (معدومیت) معلوم ہوتی ہے۔ کون شخص دُنیا میں اگیانی دُکھی اور مُردہ رہنا پسند کریگا؟ ایک بھی نہیں ٭

یہ دو قسم کے کرم ان دونوں گنوں کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔ جو ست اور تم ہیں۔ ایک اثبات ہے۔ دوسرا نفی ہے۔ اب

ان دونوں کی ملونی کی وجہ سے ست اور تم کے اثرات کی وجہ سے ایک تیسری حالت بیچ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے رج کہتے ہیں۔ اور چونکہ وہ دونوں گنوں کا اثر اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کے کام دلپسند اور غیر دلپسند دونوں ہی ہوتے ہیں۔ انسانی گروہ کا عام طبقہ اسی مشمولی کرم کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہر دو قسم کے کرم کو انجام دیتا رہتا ہے۔ اور اُن کے نتیجوں کو بھوگتا ہے۔ بُرے کام کا بُرا نتیجہ۔ اور نیک

کام کا نیک نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ تینوں گُن ملے جُلے ہوئے کام کرتے ہیں
تینوں ہی کا ہوتا رہنا لازمی۔ قدرتی اور اقتضاء بشریت ہے۔ اسی کو قدرتی غلط
(یا مشمولی کیفیت) کہتے ہیں۔ نہ یہاں کوئی بالکل بُرا ہے۔ نہ کوئی بالکل اچھا ہی
ہے۔ بلکہ سب ملے جُلے رہتے ہیں۔ ہاں جس میں ست یا ستوگن کا زیادہ حصّہ
ہے۔ وہ ستوگنی اور اچھا کہلاتا ہے۔ جس میں تم یا تموگُن کا حصّہ زیادہ ہے۔ وہ
تموگنی اور بُرا کہلاتا ہے۔ اور جس میں ست اور تم کی خلط ملی جُلی اور کثرت کے
ساتھ اثر انداز ہے۔ وہ رجوگنی کہلاتا ہے ٭

حرکت کا قانون چونکہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر شے میں محیط ہے۔ کرم کا سلسلہ
کبھی بند نہیں ہوتا۔ اور جب وہ بند نہیں ہوتا۔ تب اُس کے نتیجوں کا ہوتا
رہنا بھی لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس قانون کی حرکت کی وجہ سے بے شمار جیو
جنتو معدنیات۔ جمادات وغیرہ بنا بگڑا کرتے ہیں۔ جہاں دو حالتیں ملتی
ہیں تیسری لامحالہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جہاں یہ چار مقدار کی تناسب سے
ملے چوتھی حالت آئی۔ پھر پانچویں اور علیٰ ہذالقیاس کسی دو مختلف چیزوں کو
لے لو۔ اور اُن کا ملانا شروع کرو۔ اور پھر دیکھتے چلو کیسی کیسی عجیب صورتیں
پیدا ہوتی چلتی ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ہیرے۔ جواہر۔ دھات اور بے شمار صورتوں
کا پیدا ہونا اسی اصول کے موافق ہے۔ شے اصل میں ایک ہے۔ اُس
ایک کی مقداروں میں ملونی کے وقت کمی بیشی کے تناسب سے عالم کثرت
کا یہ تماشا ہو رہا ہے۔ یہی علم کیمیا کا کیمیائی اصول ہے۔ اور چونکہ ہر شے سے
دھاریں نکلا کرتی ہیں۔ یہ دھاریں ٹکر کھا کھا کر باہم ملتی جُلتی اور گرہ بند ہو ہو کر
عجیب و غریب نظارے پیش کیا کرتے ہیں۔ ویدانت کے تعلیم کی کُنجی کا یہی

راز ہے۔ جسے اب تک دُنیا کے کمتر آدمیوں نے سمجھا ہے - یہ سمجھ میں آ جائے۔ پھر کیا ہے؟ سب کچھ خود بخود سمجھ میں آنے لگیگا ؛

یہ اصُول صرف مادّی اشیا - یا جیو جنتو ہی کی بابت صحیح نہیں ہے - بلکہ عالمِ خیالات میں بھی یہی عجیب و غریب خیالی منظر دکھاتا رہتا ہے - دو خیال مل کر تیسرا خیال پیدا کرتے ہیں اور علیٰ ہذالقیاس! ہے کسی کو اتنا وقت اور اتنی سمجھ کہاں ہے جو اس گتھی کو بالکل سلجھا سکے - اس لئے ویدانت نے صرف اصول - اصُول کو لے لیا ہے - اور اُسی کے ارد گرد خیال اور عقل کو چکّر دے کر دل کو قرار اور سکون کی حالت میں لانا چاہتا ہے ؛

(۱) تموّج جب ہُوئی دریا میں مَوج آئی حُباب آیا
گرہ بن کر ہُوا گرداب - آب آیا سَراب آیا (۱)

(۲) حقیقت ایک ہے اور ایک کے لاکھوں نظارے ہیں
کہیں وہ ماہ و اختر ہے کہیں وہ آفتاب آیا (۲)

(۳) سمندر پانی پانی ہے نہیں پانی سے وہ خالی
اسی پانی سے موتی نکلا - اُس میں آب و تاب آیا (۳)

(۴) حرارت میں رطوبت ہے رطوبت میں حرارت ہے
ملے دونوں جو باہم آفتاب و ماہتاب آیا (۴)

(۵) ہمارا نشاءۃ بُنیاد ہے گلُ اور گلشن کی
اسی سے برگ و بر نکلے اُسی میں سے گلاب آیا (۵)

(۶) ہماری اصلیت ہے نیک عکس اُس کی بدی ٹھہری
ملے نیک، اور بد باہم تو دِل کو پیچ و تاب آیا (۶)

(۷) اسی دل میں ہے۔ دوزخ اور جنّت اس میں رہتا ہے
یہی دل کا عذاب آیا یہی دل کا ثواب آیا (۷)

(۸) نظر جب عدل پر ہے معدلت کے تب کرشمے ہیں
جو چھوڑا عدل کو یہ دل ہی پُر جور و عتاب آیا (۸)

(۹) اکائی ایک ہے اُس میں دھائی سینکڑے کتنے
لگے گننے جو گنتی وہ بکثرت بیحساب آیا (۹)

(۱۰) الف میں بے ہے تے ہے ثے ہے جیم اور دال رہتے ہیں
الف صورت بدل کر دیکھ لو بشکل کتاب آیا (۱۰)

(۱۱) وہی شیطاں وہی رحماں وہی جن ہے بشر ہے وہ
برہمن بھی وہی ہے اور وہی خود شیخ و شباب آیا (۱۱)

(۱۲) تصور ایک ہے۔ اور اُس ایک ہی کی تہہ میں ہے کثرت
وہی میں ہے کرم رحم اور وہی بارُعب داب آیا (۱۲)

(۱۳) کیا دل پر سواری جس سلنے گھوڑے کی طرح آکر
کہیں گے ہم کر کوڑا لے کے بارسن در رکاب آیا (۱۳)

اے نند دبجائی! یہ پرکرتی اپنے کرم کے سلسلہ میں تین قسم کے کرم بنایا کرتی ہے۔ اور کرم یوگی کو اس کی اصلیت اور راز کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔

چھٹی کلا

کرم کی قسمیں (مسلسل)

نندو بھائی بولے۔ "کیا میں آپ کی اس تقریر سے یہ نتیجہ اخذ کروں کہ دلپسند کام ستوگنی اور ساتوک ہیں۔ غیر دلپسند کام تموگنی اور تامسک ہیں۔ اور جو دلپسند اور غیر دلپسند دونوں ہیں۔ وہ رجوگنی اور راجسک ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "بیشک یہی بات ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "جب کرم کا چکر برابر چلتا رہتا ہے۔ اور ان کے سلسلہ میں فرق نہیں آتا۔ تو پھر راحت۔ سکون اور قرار کی اُمید کیسے کی جائے؟"

دیال نے کہا۔ "قرار کرم میں نہیں ہے۔ قرار آتما میں ہے جس کے آدھار پر یہ تمام کھیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ ایک حالت اور یکسانیت کی کیفیت میں رہتا ہے۔ سوچو جب تم کرم کرتے ہو۔ تب بھی کرم کو جانتے ہو نہیں کرتے ہو تب بھی جانتے ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرم 'تم' سے مختلف ہے۔ یہ کرم ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اس کو قرار نہیں ہے لیکن 'آتما' میں تبدیلی نہیں آتی۔ وہ جیسا ہے۔ ویسا ہی رہتا ہے۔ نہ اس میں کمی ہوتی ہے۔ نہ بیشی ہوتی ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "لوگوں کا خیال ہے۔ کہ آتما متحرک ہے۔ اور تبدیلی خواہ جنم مرن اسی کا ہوتا رہتا ہے۔"

دیال نے کہا۔ "خیال ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ کیفیت نہیں ہے یہ تو تم سمجھ گئے ہو۔ کہ بچپن۔ جوانی اور بڑھاپا۔ اہم (آتما) کے آدھار پر

بدلتے رہتے ہیں - جاگرت - نیند اور سُوشپتی کی حالتیں آتی اور جاتی ہیں - لیکن آتما رہیں پنا) جُوں کا تیوں رہتا ہے - اُس میں فرق نہیں آتا - یہہ تم کو کئی مرتبہ میں سمجھا چکا ہُوں - کہو تو پھر بھی دوبارہ اُسی کا اعادہ کرُوں* "
نندو بھائی بولے - "میں آپ کو پھر دوبارہ سمجھانے کی تکلیف نہیں دینا اور نہ دینا چاہتا - اہم بے شک شروع سے آخر تک یکساں ہی رہتا ہے لیکن ایسا بھرم کیوں ہوتا ہے - کہ 'آتما' گردش یا تبدیلی میں ہے ؟ "
دیال نے کہا - "کرم کے چکر چلنے سے ایسا بھرم ہوتا ہے - جیسے ریل گاڑی کی حرکت کے وقت ہر دو جانب کے درخت بھاگتے دوڑتے نظر آتے ہیں - خواہ کشتی کے چلتے وقت دریا کے دونوں کنارے پیچھے کی طرف کھسکتے اور حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں - اصل میں درخت اور کنارے دونوں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں - متحرک صرف ریل اور کشتی ہے اس سنگت کی وجہ سے 'آتما' یا اہم میں اِس یقین کا امکان ہوتا ہے دیکھو - یہ سوستیکا کا چکر ہے - جس میں یہ برہمانڈ گھُتا ہُوا ہے - یہ سب آتما کے آدھار پر ہیں - آتما فرض کر لو - ایک نقطہ ہے - اور مرکز ہے اس تمامی سوستیکا کو چکر دو - اور اندر کا نقطہ جو دراصل بیحرکت ہے - گھومتا ہُوا پرتیت ہوگا ؎

(دیکھو نقشہ صفحہ ۵۹)

اب اسے چکر دو - اور تم کو پرتیت ہوگا - کہ بیچ کا نقطہ چکر کھا رہا

---

* صراحت کیلئے دیکھو پہلی کتابیں خواہ دیانت میگزین کے پچھلے نمبر۔
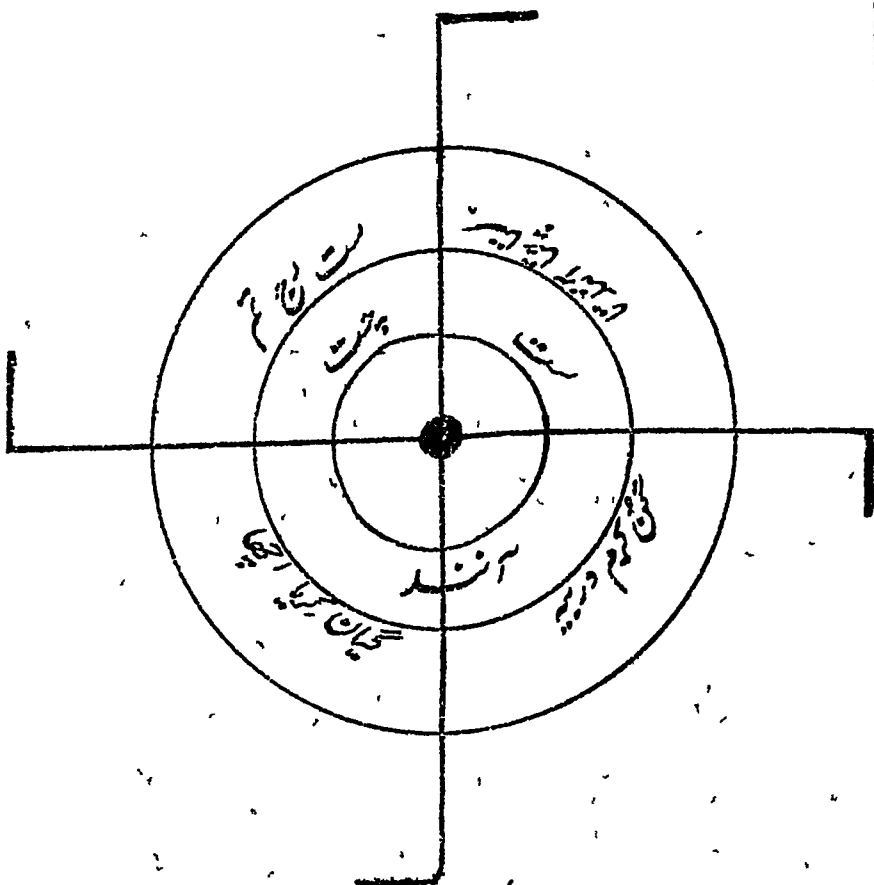
ہے - اسی طرح آتما میں حرکت کی تبدیلی کا یقین ہوتا ہے ؛

اسی طرح میل سے صحبت سے اور سنگ سے اسی قسم کا بھرم ہوتا ہے - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے - دیکھو یہ دو سیدھی لکیریں ہیں لیکن ساتھ جو ٹیڑھی لکیریں ہیں - اُن کی وجہ سے وہ دونوں بھی ٹیڑھی نظر آتی ہیں ؛
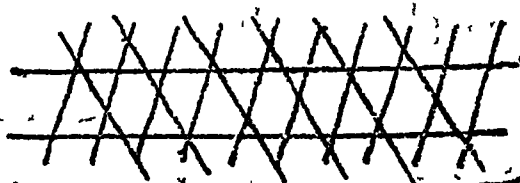
اور علیٰ ہذالقیاس ؛

جسم اور دل کی مصروفیت کا آدھار آتما ایک کیفیت میں رہتا ہے
ہم کتاب پڑھتے ہیں - ہم آواز سُنتے ہیں - ہم کھاتے پیتے - دیکھتے اور
چھوتے ہیں - یہ سب کرم بدلتے رہتے ہیں - لیکن پڑھنے - سُننے - کھانے
پینے - دیکھنے اور چکھنے والا ہر حالت میں وہی رہتا ہے - وہ ایک کا ایک
ہے - اُس کی یکسانیت میں فرق نہیں آتا ؛
دیش (جگہ) کال (وقت) دستو (اسباب سامان) کی وجہ سے ان کے
آدھار کے مرکز آتما میں حرکت کا یقین ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے -
یہ تینوں کیفیتیں خیالی (کلپت) ہیں - جن کی اصل میں اپنی ہستی نہیں
ہے - لیکن ان کا اثر پڑتا ہے - دیش - جگہ یا وسعت کیا ہے ؟ خیال ہی خیال
ہے - خیال کے سوا اور یہ کیا ہے ! ایک خیال آتا ہے - دُوسرا جاتا ہے -
ان کے آنے اور جانے کے درمیان جس وقفہ کا دوسرا خیال آتا ہے - وہ
تینوں واقعات کی نظر سے 'وقت' کا خیال دلاتا ہے - جس میں بار بار بتکرار
واقعات کا اعادہ ہوتا رہتا ہے - وہ 'وقت' یا 'کال' ہے - اِسی طرح دُوسرا
خیال 'دیش' اور 'سُورج' یہ دونوں بھی خیال ہی ہیں - اور ان دونوں
خیال کے درمیان جو پھیلاؤ - فاصلہ یا وسعت ہے - وہ دیش ہے - بالکل
اسی طرح جو وستو یا ممتت یا اشیاء ہیں - وہ بھی کیا ہیں - خیال ہی کی صُورتیں
ہیں - ان سے زیادہ اُن کی اصلیت نہیں ہے - اور اسی وجہ سے ویدانتی
اس تمام جگت کو 'کلپت' یا خیالی بتاتا ہے - جو خیال میں آوے - خیال
سے پیدا ہو - خیال میں رہے - وہ سب کا سب بلا استثنا خیالی ہی ہے
چونکہ یہ سب خیالی ہیں - اس لئے ان کو تبدیل ہونا ہی ہے - اور اسی

وجہ سے جو خیال دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور دیش کال اور نمت سے بنتا ہے۔ وہ کب بدلنے یا بدلتے رہنے سے بچ سکتا ہے۔ لیکن ان تینوں کا جاننے والا "آتما" ان سے نیارا ہے۔ اور دیش کال نمت اُسے تبدیل نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ تبدیل ہوتا ہے۔ تم اگر یہ کہو۔ کہ جاننے والا کسی خیال کے ساتھ تعلق پیدا کرنے۔ اُس کے چھوڑنے اور دوسرے خیال کے لینے کی وجہ سے بدل گیا۔ تو وہ بالکل غلطی ہوگی۔ کیونکہ ہر حالت میں ایک شروع سے آخر تک موجود ہے۔ اُس میں کوئی بھی تبدیلی نہیں آئی۔ غلطی یا غلط فہمی کی وجہ سے جب جسم اور اندریوں کا ابھاؤ کسی چیز کے ساتھ مل کر اُس جیسا اپنے کو پرتیت کرنیوالا ہوتا ہے۔ تو اُس کے یا اُن کے ساتھ ہونے سے جاننے والا اپنے میں اُن کے بھاؤ کو مان کر دلپسند۔ غیر دلپسند اور دلپسند اور غیر دلپسند کام کو اپنے اوپر لے لیتا ہے۔

یہ تمہارے سوال کا جواب ہے۔"

ساتویں کلا

کرم کی قسمیں (مسلسل)

نندو بھائی بولے۔ "اگر اندریوں اور من کے کرم کو دو قسم کا سمجھ لیا جائے اور اُن سے منسوب کیا جائے۔ جو وہ در اصل ہیں۔ تب بھی آتما کو جسم اور جسمانی خواہ دلی کام سے علیحدہ کرنا آسان بات نہیں ہے۔"

دیال نے کہا۔ "ساری بات ماننے کی ہے۔ سہل مانو۔ تو سہل ہے مشکل مانو تو مشکل ہے۔ ماننا دل کا خاصہ ہے۔ اور یہ دل کا کرم بھی ہے۔

اگر ذرا سا آدمی سوچ اور سمجھ سے کام لے۔ تو دل کی صورت جان لینے پر اپنے آپ کو اسی طرح جسم اور دل سے جدا کر کے سمجھ سکتا ہے۔ جیسے لوگ سرکنڈے کی تیلی (تیر) کو سرکنڈے سے علیحدہ کر کے دیکھ لیتے ہیں ❊

یہ تم جانتے ہو۔ سوچنا دل کا کام ہے۔ جو سوچتا ہے۔ وہ دل سے دل کے اس سوچنے کے راز سے خبر رکھتا ہے۔ وہ اس سے علیحدہ ہوگا۔ اور ذرا کوشش کرنے سے یہ جان سکتا ہے۔ لیکن جب وہی دل کی خیالی سرگرمی اور جسمانی کاروبار کی مصروفیت سے لپٹا ہوا جسم اور دل سے اپنے کو جدا نہیں کرتا۔ اور اپنے کو جسم اور دل مان رہا ہے۔ تو اس کو ان کی صورت کے ہونے کا خود بھرم ہوگا۔

آتما دل سے مختلف ہے۔ اور جسم سے مختلف ہے۔ دل اور جسم کے کرم بھی آتما کے کرم نہیں ہیں۔ اس پر سوچو۔ سوچنا شروع کرو۔ اور ابھی دم کے دم میں یہ بات سمجھ میں آ جائے ❊

دیکھتا کون ہے؟ آنکھ۔ سنتا کون ہے؟ کان۔ چکھتا کون ہے؟ زبان۔ پکڑتا کون ہے؟ ہاتھ۔ چلتا کون ہے؟ پاؤں۔ یہ باہری اندریوں کی بابت کافی ہے ❊

سوچتا کون ہے؟ من۔ عقلی فیصلہ کون دیتا ہے؟ بدھی۔ بدھی کے فیصلہ کو قطعی قرار دے کر کون اس پر قائم ہوتا ہے؟ اہنکار۔ یہ اندرونی اندریوں کی بابت کافی ہے ❊

جب ان سب کے کام جدا جدا ہیں۔ جو ان کے بغیر انجام نہیں پا سکتے۔ تو پھر یہ آتما یا اہم کے کام کیسے ٹھہرے! اگر خواہ مخواہ اس کو

نہیں مانتے - تو آنکھ بند کر کے دیکھو - کان بند کر کے سُنو - دِل کو علیحدہ کر کے سوچو - اگر تم کو کامیابی ہو - تو بے شک کہو - کہ یہ آتما کے کام ہیں - اور اگر کامیابی نہ ہو - تو سمجھ لو - کہ آتما ان سے نیارا ہے ؞

ہاں یہ ضرور ہے - کہ ہر قسم کے گیان کا آدھار آتما ہے - اور بغیر اُس آدھار کے ان میں سے کسی کا کام نہیں ہو سکتا ہے - اور تھوڑی سمجھ رکھنے والا اسے سمجھ سکتا ہے - دیکھنا سُننا اندریوں سے متعلق ہے - اس سے تم کو انکار تو نہیں ہے - اسی طرح سوچنا - چاہنا - وغیرہ دِلی جذبات سے متعلق ہیں - آتما میں نہ کرم ہیں - نہ سوچ ہے - کچھ دنوں اس کو سوچو اور سوچتے سوچتے خود بخود سمجھ میں آ جائیگا - کہ 'آتما' صرف 'ساکشی' (گواہ یا ناظر) کی حیثیت کا ہے - وہ اُن سے بالکل نیارا ہے - یہ سوچنا بھی آتما سے تعلق نہیں رکھتا - بلکہ دل ہی سے اس کا تعلق ہے - سوچنے والا دِل ہی ہے - آتما اس دِل اور اُس کے سوچنے کا ساکشی ہے -

دو آدمی لڑ رہے ہیں - تم کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہو - لڑنے والے جسم اور دِل ہیں - تم گواہ یا ساکشی ہو ؞

محفل میں شمع (چراغ) روشن ہے - اُس کی روشنی میں گانا بجانا ہو رہا ہے - محفل اور گانے بجانے کا آدھار شمع پر ہے - اِس کی صرف اتنی حیثیت ہے - اُس کے بغیر محفل اور گانے بجانے کے فعل نہیں ہوتے لیکن وہ ان سے مختلف ہے - یہ آتما ہے - جس کے سہارے اور جس کی ستا پر سب کا بیوہار ہوا کرتا ہے - وہ آتما ہے - آتما بیوہار نہیں ہے ہم میں غصہ آیا - غصہ کی دھار دلی اور جسمانی طبعہ میں آکر پھیل گئی -

اور جیسے پانی برس کر سیلاب کی صورت میں کھیت وغیرہ کو ڈھک کر پانی پانی ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی اس غصہ کی ورتی (دھار) پھیل کر جسم۔ دل وغیرہ سب کو ڈھک کر غصہ ہی غصہ ہو جاتی ہے۔ اور تمیز کی طاقت جاتی رہتی ہے تب یہ بھرم ہوتا ہے۔ کہ غصہ کرنے والا آتما ہے ؂

لیکن دیکھو جب غصہ کی حالت ہے۔ تب بھی آتما اسے سمجھتا ہے اور جب غفگی یا غصہ کی حالت نہیں ہے۔ تب بھی آتما کو بے غفگی کا گیان ہے۔ پھر وہ ان ہر دو کیفیتوں سے نیارا ہوا یا نہیں ہوا! اسی وجہ سے ویدانت کہتا ہے۔ کہ آتما دل اور جسم دونوں سے جدا ہے۔ اور بالکل جدا ہے لیکن غصہ کے وقت اس کے غلبہ کی زیادتی سے یہ تمیز جاتی رہتی ہے اس لئے آتما میں غصہ کا بھرم ہوتا ہے۔ اسی طرح اس میں جسم اور دل کا بھی بھرم ہوا کرتا ہے۔ اور اس بھرم کی گپل چوتھے آتما کو غصہ کرنے والا مان کر تمام دلی اور جسمانی نظام کو پریشانی اور دکھ میں پھنسنا پڑتا ہے۔ اور م کی جزا اور سزا کا سلسلہ چل نکلتا ہے ؂

جب ہم جسم اور دل کے ابھمانی ہوتے ہیں۔ تب ان کے دلپسند۔ غیر دلپسند کرموں کے احساس کے نتیجے اپنی اپنی کیفیتیں دکھانے لگتے ہیں لیکن یہ کیفیتیں کہاں ہیں؟ سب کی سب جسمانی نظام (شریر کے کرم کشیترا) میں ہیں۔ آتما میں یہ کہاں ہیں؟ سردی پڑ رہی ہے۔ گرمی پڑ رہی ہے۔ موسم کی تبدیلی کا اثر ہے۔ اور وہ چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ سب کے سب اس کے زیر اثر ہیں۔ تم بھی اس کا لوہا مان رہے ہو۔ اب ذرا اس عالمگیر اثر سے علیحدہ ہو کر لیٹ رہو۔ اپنے نظام جسمانی

کی اندرونی دُنیا میں چلے جاؤ - سو رہو - پھر کہاں گرمی ہے - اور کہاں سردی ہے !

ذرا اِس طرح سوچنے سمجھنے کی عادت توڑ ڈالو - پھر دیکھو **ویدانت** کس طرح پر زندگی کی گھرتیت کرتا ہے ؎

کرم یوگی کے لئے اِس بات کا علم رکھنا ضروری ہے - کہ کرم کیا ہے ؟ کون کرم کرتا ہے ؟ اور **اہم** (یا آتما) کیا ہے ؟ بغیر اس قدر گیان کے کرم کا یا کرم کرنے کا فائدہ کیا ہے ! جب چلتے ہو - تب چلنے کا بھی علم ہو کیوں چلتے ہو ؟ کہاں چلتے ہو ؟ یہ سب کو معلوم رہے - ورنہ پاؤں گھسیٹنے یا رینگنے کا نتیجہ کیا ہے ؟ حیوان کی طرح کرم کرتا ہے یا انسان کی طرح ؟"

نند و بھائی بولے - " رادھا سوامی مت میں اِس طرح سمجھانے بجھانے کا اہتمام نہیں ہے - وہ **سُرت شبد** کو اصلی شئے قرار دے کر اُسی پر اپنی تعلیم کی عمارت کھڑی کر لیتے ہیں ؎"

دیال نے کہا - " یہ بات اِس موقعہ پر فضول کہتے ہو - وہ اور چیز ہے ویدانت اور چیز ہے - دونوں کے طریقے اپنے اپنے ہیں - اسے تہہ کر رکھو پھر جب کبھی ضرورت ہو - تو ست سنگ کے وقت **رادھا سوامی مت** کے متعلق مجھ سے سوال کرنا - اور میں جواب دونگا - اس وقت صرف ویدانت کی جانب اپنی سُرت (یا توجہ) رکھو - اور میرے شبد (کلام) کو سنتے چلو - تاکہ تم کو ویدانت کے اس مطالعہ کے وقت بھی سُرت شبد یوگ کے سادھن کا مزہ ملے* !!

* **نوٹ** - ویدانت میگزین کے تیسرے نمبر پڑھنے کے بعد رادھا سوامی مت کے ایک روپڑ نواسی ست سنگی نے پوسٹ کارڈ بھیج کر حسب ذیل اعتراض کئے (۱) ویدانت کال مت ہے - رادھا سوامی دیال مت ہے - (۲) ویدانت ادویت واد ہے - رادھا سوامی مت دویت واد ہے (۳) ویدانت میں میں کرنا

نند و بھائی بولے "معاف کیجئیگا - میں نے ناحق بلاضرورت یہہ معترضہ سوال چھیڑ دیا - اب آپ اسی اپنے مضمون کا سلسلہ جاری کیجئیے"

دیال نے کہا "کرم کے معاملے میں کرم یوگی کو تین طرح کا گیان ہو - اوّل اندریوں کے وشئے (لذّات حواس) کا علم دوسرے کون کرم کا کرنے والا ہے؟ آتما - شریر یا من؟ تیسرے کرم یوگی کس خاص قسم کے کرم کرے - جس کی وجہ سے اُسے ٹھیک ٹھیک آتما کا گیان ہو جائے!"

(۱) اندریوں کے وشئے کے علم کا دائرہ محدود ہے - جو نظارے نظر آ رہے ہیں - وہ در اصل اصلی نہیں ہیں - صرف خیالی ہیں - جو بالکل اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں - وہ ابھی تک حیوان بہ صورت انسان ہیں حیوان کو اپنی غذا کا علم سونگھنے - دیکھنے - چھونے - سننے - اور چکھنے سے ہوتا ہے اُن کو اتنی سمجھ نہیں ہے - کہ اندریوں کے احساس ہیں اور کرم میں کیا راز چھپا ہے! اور نہ وہ یہی سمجھتے ہیں - کہ اندریوں سے اونچا دل کا طبقہ ہے - جو سننے سونگھنے اور چکھنے سے بلند تر ہے - وہ بیچارے اسی اندریہ جگت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵

ہے - رادھا سوامی مت تو کرتا ہے - وغیرہ وغیرہ - میں نے ان بھائی کو تھوڑا بہت معمولی جواب دے دیا - کاش وہ رادھا سوامی دھام میں آکر کچھ دنوں ست سنگ کرتے - تب میں اُن کو سمجھاتا - کہ دیال مت کیا ہے - اور کال مت کیا ہے - ان بھولے بھالے بھائیوں کو کال تک کی سمجھ نہیں ہے - اور انہوں نے اُسے اسی شکتی میں سمجھ رکھا ہے - جس معنی میں مسلمان "شیطان" کا لفظ استعمال کرتے ہیں - کال کہتے ہیں - وقت کو - یہ ذرا سوچیں تو سہی کہ یہ میں - تو تو - کال کے طبقہ میں کیا یا تا ہے - یا دیال کے؟ دیال کیا ہے؟ جس میں دیا ہو وہ دیال ہے - اس دیا کا اظہار کال کے طبقہ میں ہوتا ہے - یا کسی اور طبقہ میں؟ بغیر ست سنگ کے ان اصطلاحات پر عبور پانا مشکل ہے - یہی وجہ ہے کہ دیال نے اس موقعہ پر نند و بھائی کو رادھا سوامی مت کی بابت سوال کرنے سے روک دیا - اور اُسے دوسرے موقعہ کے لئے ٹال دیا۔ (تیسویرت ٹال ایڈیٹر)

کو سب کچھ سمجھ کر اسی کے ہیر پھیر میں پڑے ہوئے کھاتے پھرتے اور چلتے پھرتے ہیں - آدمیوں کی کثیر تعداد اب تک اسی حیوانی طبقہ سے متعلق ہے - اور ان کی تنگدلی اور تعصب کا باعث بھی یہی اندریوں کی تنگ اور محدود دُنیا ہے - جس نے ان کو خود غرض اور تنگ نظر بنا رکھا ہے - جسمانی آرام اور آسائش کے سوا انہیں اور کسی بات کی خبر تک نہیں رہتی - ویدانت اس اندری گیان کو اگیان بتاتا ہے - اور فلسفہ کی صورت میں اس کی وضاحت کر کے اونچے طبقہ کی طرف لے جانے کا اہتمام کرتا ہے - انہیں کیا خبر ہے - کہ وہ تمام دُنیا سے گھٹے ہوئے ہیں - اور ان کے ساتھ تمام دُنیا گھٹی ہوئی ہے - اس گیان سے بے خبر رہ کر وہ اپنی نگاہ کو صرف جسم کی ضرورتوں تک محدود رکھتے ہیں اور پڑھ لکھ کر سمجھتے ہیں - کہ جو کچھ جانتا تھا - جان لیا +

اس اگیان سے بچنے کے لئے - ہر کرم یوگی کی زبان پر ابتدا میں یہ سوال ہونے چاہئیں - کہ کرم کون کرتا ہے ؟ من شریر یا آتما ؟ اور اس کے لئے کون سا کام ضروری اور خاص ہے +

یہ باتیں بھی تعلیم - تربیت اور سادھن - ابھیاس اور ست سنگ سے سمجھ میں آتی ہیں - کرم یا تو شریر کرتا ہے - یا من کرتا ہے - لیکن آتما کے سہارے رہ کر ان کے کام ہوتے ہیں - اگر آتما کے ساتھ ان کے تعلق کے رشتہ کو کاٹ دیا جائے - تو وہ بالکل بے کام ہو جائیں گے - اس کے سوا وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں - لیکن اہم یا آتما تبدیل نہیں ہوتا - جس نے اس قدر ذہن نشین کر لیا - وہی کرم یوگی ہوسکیگا +

اس طرح اگر کرم ہوتا ہے - تو ہوتا رہے - اس سے آتما پر کیا اثر آتا ہے

سمندر میں لہریں اُٹھتی ہیں۔ اُٹھا کریں۔ سمندر کا کیا بگاڑتی ہیں؟
لیکن یہ بات صرف اُس وقت ممکن ہے۔ جب اچھی طرح سوچ لیا جائے۔ کہ آتما شریر اور من سے نیارا ہے۔ جب تک یہ علم نہ ہو گا۔ تب تک ہم خواہ مخواہ جسمانی اور دلی غلیات کے زیر اثر آتے ہوئے سب کو ملا جُلا کر اپنا آپا سمجھینگے۔ اور خواہش کے زیر اثر دُکھ سُکھ کے حصہ دار اور وارث ہوتے رہیں گے۔
یہ شریر اور من ہم کو کسی خاص غرض سے ملے ہوئے ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ اُن سے کام لیں۔ اور وہ غرض صرف مُکتی اور آزادی ہے۔ یہ مُکتی اور آزادی ہم کو اب بھی حاصل ہے۔ لیکن اگیان کی وجہ سے اس کی سمجھ نہیں ہے۔ یہ سمجھ کرم کے سلسلہ میں خود بخود آتی جائے گی۔ پہلے تھوڑی سمجھ ہو۔ پھر وہ عمل میں آنے لگے۔ عمل میں آتے آتے آتما خود بخود جسم اور دل سے جُدا پرتیت ہونے لگیگا۔ اور جب اس یقین کو پختگی آجائیگی۔ تب کیا ہے؟ آزادی ہی آزادی ہے۔
اس کی ترکیب کیا ہے؟ جب دل میں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اور اہنکار کے جذبات اُٹھیں۔ ذرا سنبھل کر اُن کی طرف دھیان دے کر اُنہیں دیکھنے لگو۔ وہ بالکل الگ تھلگ پرتیت ہونے لگیں گے۔ جب کام ہے۔ تب بھی میں اُسے جانتا ہوں۔ جب نہیں ہے۔ تب بھی مجھے اُس کا علم ہے۔ اِس لئے میں اُس سے نیارا ہوں۔ جب غصہ ہے۔ تب بھی میں غصہ کو جانتا ہوں۔ اور جب غصہ یا کرودھ نہیں ہے۔ تب بھی اُس جذبہ سے واقف ہوں۔ اس لئے میں غصہ نہیں۔ بلکہ اُس سے نیارا ہوں۔

جب لوبھ یا لالچ ہے۔ تب بھی مجھے اُس کا علم ہے۔ اور جب نہیں ہے۔ تب بھی میں اُسے جانتا ہوں۔ اس لئے میں اُس سے الگ تھلگ ہوں۔ جب موہ (تعلق یا بھرم) ہے۔ تب بھی تعلق کا علم ہے۔ نہ ہو۔ تب بھی بے تعلقی کا علم ہے۔ اس لئے میں موہ کیسے ہو سکتا ہوں۔ جب اہنکار یا غرور ہے۔ تب بھی مجھے اُس کی سمجھ ہے۔ اور غرور نہیں ہے۔ تب بھی سمجھ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ میں آتما ہوں اور نہ یہ میرے ہیں۔ اور نہ میں ان کا ہوں۔ میں ساکشی کے روپ میں ان کے تماشے دیکھا کرتا ہوں ؎

یہ ترکیب بہت آسان ہے۔ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ اور سمجھ میں آجانے سے اِس کا عمل خود بخود ہونے لگتا ہے۔ اور عمل کے سلسلہ میں کرم یوگی کو آپ ہی آپ اپنے آپا کے گیان میں مضبوطی آجاتی ہے۔ پھر وہ چاہے۔ رات دن کرم میں لگا رہے۔ اُن کے اثر سے بالکل آزاد رہتا ہے۔

کون ہوں اور کیا ہوں میری کس نے پائی ہے خبر
میں نہیں غلبہ ہوں دِل کا میں نہیں اُس کا اثر
جسم سے ہر دم جُدا ہوں جسم میرا ہے لباس
جسم پر کپڑا پڑا ہے۔ اس سے کیا مجھ کو ضرر
دِل ہے کیا؟ اوزار ہے وہ۔ آلۂ فہم و ذکا!
آلہ میرے ہاتھ میں ہے۔ آلہ سے کیوں ہو خطر
میں نہیں شہواتِ جسمانی نہ ہیں غلباتِ دِل
دونوں سے میں بے تعلق ہوں نہیں اُن کا ہے ڈر
کیوں اثر ہونے لگا جسم اور دِل کا رُوح پر!
اُن سے جب وہ مختلف ٹھہری تو پھر کیوں ہو اثر

آٹھویں کلا

کرم کا راز

دیال بولا۔" یہ کرم گیان ہے۔گیان علم ہے۔علم اگر عمل میں آوے تب تو وہ علم ہے۔ اور اگر عمل سے خالی ہے۔تو پھر میں اُسے علم نہیں کہتا۔ اور کوئی چاہے۔علم کہا کرے۔علم اصلیت ہے۔اور عمل اُس کے اظہار کی صورت ہے۔اصلیت ہستی ہے۔اور ہستی اظہار کی کیفیت سے خالی نہیں رہتی۔اسی طرح جب علم ہے۔تب عمل بھی ہے۔عمل کے ساتھ علم۔علم کے ساتھ عمل ہو۔تب لطف آئے ورنہ وہ علم بھی نہیں ہے "

نندو بھائی نے کہا۔" وہ واچک گیان ہے۔ دو ایک کتابیں کیا پڑھ لیں۔کہ لگے گیان کی ڈینگ مارنے۔بے پر کی ہیلے مٹکی اُڑا لئے۔اور دُون کی لینے۔دُنیا کو ایسے لوگ کاگ بشٹا (کوّے کی بیٹ) کہتے ہیں۔اور مُنہ کے بل گرتے ہیں۔باتیں تو بہت بناتے پھرتے ہیں۔لیکن عملی حالت کچھ اور رہتی ہے۔یہ ویدانت کی علمی تعلیم کا نتیجہ ہوتا ہے!"

دیال بولا:" تم سچ کہتے ہو۔لیکن اِس میں ویدانت کا کیا قصور ہے! اگر کوئی ویدانتی۔دُوسرے مذہب والوں کو بے اصول پاکر یہی الزام اُن پر لگا دے۔تو وہ کیا جواب دیں گے۔یہ جھگڑے اور مذہبی تعصب کی بات ہے۔جس کی طرف دیال کی توجہ نہیں جاتی۔کہنے کو وہ سب کچھ کہتا ہے۔ اور تم سے زیادہ سخت کہتا ہے۔لیکن ذاتی اور مذہبی حملوں،اور تعصب یا ہٹ دھرمی کے جھگڑوں سے اُسے غرض نہیں رہتی۔یہ اعتراض سب

پر عاید ہو سکتا ہے۔ تم مطلب سے مطلب رکھو۔ کسی پر نوک جھونک کیوں کرتے ہو؟"

نند بھائی نے کہا:"مجھ سے غلطی ہوئی۔ اب ایسا نہ کرونگا۔ معاف کیجئے۔ یہ کرم کا مسئلہ نہایت دلچسپ اور سہل ہے۔ اسی کے راز کو ذہن نشین کرائیے۔"

دیال بولا۔"یہ دُنیا تماشہ گاہ ہے۔ ناٹک کی جگہ ہے۔ یہاں ہر وقت تماشہ رہیگا۔ جو کچھ ہے۔ تماشہ ہی تماشہ ہے۔ کھیل سے مختلف اس کی حیثیت نہیں ہے۔ اور جتنے جیو جنتو ہیں۔ سب کھلاڑی بھی ہیں۔ اور تماشائی بھی ہیں۔ اپنا کھیل آپ کھیلتے ہیں۔ دوسروں کو دکھاتے ہیں۔ اور دوسروں کا کھیل بہ حیثیت تماشائی دیکھا کرتے ہیں۔ اگر دُنیا کی اس حیثیت کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ تب بھی وہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا یہاں کوئی کچھ بنا ہے۔ کوئی کچھ بنا ہے۔ کوئی بادشاہ ہے۔ کوئی وزیر۔ دیوان۔ اہلکار ہے۔ کوئی رعیت ہے۔ بے شمار طریقوں میں بے شمار آدمی کھیل کر رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک باہمدگر مشابہ ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دو آدمی ایک طرح کے کہیں اور کبھی نہ ملینگے۔ ذرّہ ذرّہ قطرہ قطرہ پتّے پتّے میں فرق ہے۔ اعضا اور جسمانی حواس (اور اندریاں۔ من۔ بدھ۔ چت اور اہنکار بھی سب کے ایک طرح کے نہیں ہیں۔ نہ دو آدمی ایک رائے کے ہیں۔ نہ دو مذہب اور طور طریقے۔ باہمدگر ایک ہیں۔ کیا یہ عجیب و غریب بات نہیں ہے! اس کا سبب وہی تبدیلی کا قانون ہے۔ جو مادّہ کی دُنیا پر اثر انداز ہو رہا

ہے۔کون جیو جنتو۔یا متحرک اور غیر متحرک اشیا ہیں۔جو اس اختلاف کے وصف سے خالی ملیں گے؟ ایک بھی نہیں۔کوشش کر دیکھو۔غور کر دیکھو یکساں بنانے کی ہمت کرو۔لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔کیونکہ تبدیلی کے طبقہ ہیں دیش۔کال۔بمت۔اختلاف کی صورتیں بناتے رہتے ہیں۔اور گو وہ خیالی ہی سہی۔لیکن خیالی دنیا میں وہ بے اثر نہیں ہیں ؎

لیکن یہ سب کا سب کھیل ہی ہے۔اور سب ناٹک کے تماشائی۔اور تماشاگر بنے ہوئے کھیل کھیل بھی رہے ہیں۔اور کھیل دکھا بھی رہے ہیں لیکن بھرم اور اگیان کے بس وہ اُسے سمجھتے نہیں ؎

اور مزے کی بات یہ ہے۔کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا تماشہ خیالی طور پر جُدا جُدا مقرر کر لیا ہے۔اور اسی کے موافق صورت شکل بھی اختیار کر رکھی ہے۔جس کا ثبوت اُن کا طبعی میلان۔خواہش کا رُخ اور پسند کا جذبہ ہے۔لیکن وہ اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔جس سے پوچھو۔وہ یہی کہیگا۔کسی اور زبردست طاقت نے انہیں خاص خاص ڈھنگ پر بنایا ہی اور اس لئے انہیں جیسا بنا دیا۔وہ ویسے ہی بن گئے۔لیکن کرم یوگی اسے اس طرح نہیں سمجھتا۔وہ تمام مخلوق کو اپنے اپنے کرموں کے اثرات سے بنی ہوئی مانتا ہے۔یہ سب کھلاڑی اپنے اگلے پچھلے کرموں کے کھیل کھیل رہے ہیں۔اور ساتھ ہی روتے چلّاتے اور شور بھی مچاتے رہتے ہیں۔اس کا سبب یہ ہے۔کہ بھرم میں پڑکر کبھی کبھی یہ اپنے کھیلوں کو بُرا اور دوسروں کے کھیل کو اچھا سمجھ کر ویسا ہونا چاہتے ہیں۔یہاں بھی وہی خواہش کا قانون اثر انداز ہے۔اور جب اِس مشغول خواہش کی ملونی کا وقت آتا ہے۔کامیابی

اور ناکامیابی کے مرحلوں سے گزرتے ہوئے وہ جد و جہد اور محنت مشقت کی وجہ سے گھبرا جاتے ہیں نتیجہ رونا، پیٹنا اور چلانا ہوتا ہے۔ کوئی ان کی سنے بھی تو کیسے سنے!

کرم پردھان وِشو کر راکھا
جو جس کین سو تس پھل چاکھا

اسی تبدیلی اور کھیل کے بدلنے کے اندر ان کے مقید ہونے۔ اور بندھن میں پھنسنے کا راز چھپا ہوا ہے۔ اور ان کی ہمت۔ حوصلہ۔ اولوالعزمی۔ یا ان کی برعکس کیفیتوں پست ہمتی۔ بے حوصلگی اور غیر اولوالعزمی کی حالت کا امکان ہوا کرتا ہے۔ اور دلپسند۔ غیر دلپسند۔ اور دلپسند غیر دلپسند کرموں کے ملے جلے کام اُن سے ہوا کرتے ہیں۔ کرم یوگی ان کو اسی نظر سے دیکھتا ہی لوگ لاکھ گھبرائیں۔ لاکھ شور مچائیں۔ اس سے ہوتا ہی کیا ہے! کرم کا قانون اٹل ہے۔ وہ تو اپنا نتیجہ دکھلائے ہوئے بغیر رہیگا نہیں۔ "خود کردہ را علاجے نیست" ؛ "کردہ خویش آید پیش" لیکن کرم یوگی اس سے گھبراتا نہیں۔ کرم کے سلسلہ میں جب اُسے معمولی سمجھ بوجھ آجاتی ہے۔ (جس کا ہیں لئے ذکر کیا ہے) اور اس کے تجربے وسیع ہو جاتے ہیں۔ تب وہ کھل کھیلنے پر آجاتا ہے۔ اپنا تماشہ دکھانے اور دُوسروں کا تماشہ دیکھنے لگ جاتا ہے حالت بدل جاتی ہے۔ اور جب وہ کھیل کھیل چکتا ہے۔ تب آنند۔ سرور اور خوشی کی حالت خود بخود آجاتی ہے۔ اور بھرم آپ مٹ جاتا ہے یہی گیان یوگ اور بھگتی یوگ کی معراج ہے۔"

تندو مہاتما نے کہا۔" عام طور پر مذہبی تعلیم کا ماحصل تو یہ ہے۔ کہ

مایا - کال اور کرم نے انہیں بھرمار کھا ہے"؛

دیال بولا - "یہ بالکل نادانی اور اگیان پنے کی بات ہے - یہ لوگ نہ مایا کو سمجھتے ہیں - اور نہ کال کی خبر رکھتے ہیں - اور نہ کرم کے راز سے واقف ہیں - اچھا ہے - کچھ دنوں یہ اگیان کے سمندر میں غوطے کھالیں - تب تجربات اور مشاہدات کی وسعت سے ان کو خود اصلیت کی خبر مل جائیگی - تب راہ پر آجائیں گے "؛

نند و بھائی نے کہا - "کیا اچھا ہو - کہ آپ اس موقعہ پر مایا کال اور کرم کی کچھ تھوڑی سی وضاحت کر دیں - تاکہ ہمارے ست سنگی ان کے روپ کو سمجھ جائیں "؛

دیال بولا " مایا صرف جیوں کی بدھی ہے - یہ سنسکرت زبان کے دو لفظ ما (ماپنے) اور یا (جنتر) سے بنا ہے - جس سے جیو ہر شے کی ماپ کرتا ہے - اندازہ لگاتا ہے - جانچ کرتا ہے - وہ مایا ہے - اور یہہ مایا بدھی کے سوا اور کیا ہے یا ہوسکتی ہے "؛

"کال سنسکرت مادہ کل (گننے اور شمار کرنے) سے نکلا ہے - یہ وقت ہے - اور وقت کے سوا کچھ نہیں ہے - گو مجازی معنے بے شمار رکھے گئے ہیں - "

"کرم سنسکرت مادہ کری (کرنے) سے نکلا ہے - جو کیا جائے - وہ کرم ہے - جیو کی نظر سے کرم زیادہ تر جیوں کے جسمانی اور دلی فعل کو کہتے ہیں - جس میں قول اور خیال دونوں شامل ہیں

اس میں شک نہیں - کہ انسان - مایا - کال اور کرم کی وجہ سے جرم

میں پڑ جاتا ہے۔ اور خواہش غرض اور تمنا کا جال بچھ جاتا ہے۔ جو مایا (بُدھی) ہی کی دوسری صورت ہے۔ لیکن اس میں کسی اور طاقت کا کیا قصور ہے۔

فعل جیسا ہے نتیجہ ویسا آگے آئیگا جو کریگا جیسا پھل بھی ویسا ہی وہ پائیگا
جو سے جو گیہوں سے گیہوں اُگتا ہے دیکھ لے جیسا دانہ بوئیگا ویسا ہی دانہ کھائیگا

مایا۔ کال۔ کرم۔ یہ سب جیووں کی اپنی کلپنائیں ہیں۔ اور انہیں کے زیر اثر آکر وہ کھیل کھیلتے ہیں۔ ان کا اصلی سبب اُن کے باہر نہیں ہے بلکہ اُن کے اندر ہے۔ یہ سب پہلے زمین کے بیج کی طرح اُن کے اندر مجہولیت میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ اُن کی تامسک حالت ہے۔ اور جب وہ بیج کی طرح انکھوا کر پتے پھول پھل نکالتے ہیں۔ اور بیوہار کا تماشا ہونے لگتا ہے۔ یہ ان کی راجسک اوستھا ہے۔ اور جب خوش قسمتی سے یہ کھیل اچھی طرح ختم ہونے لگتا ہے۔ اور خوشی میں تبدیل ہوتا ہے۔ تب وہی ساتوک حالت ہے۔

جو اس کھیل کے راز کو سمجھ جاتے ہیں۔ اور اُسے کرنے لگتے ہیں۔ اور کسی وقت اپنے کرم کے بیج کو جلا کر اُس سے نجات پا جاتے ہیں۔ اُنہیں کو کرم یوگی کہا جاتا ہے۔ اور جو راز کی سمجھ سے محروم ہیں۔ اُن کے ایک ایک کرم سے ہزاروں کرم اور خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ کرم کے چکر میں پھنسے ہوئے ناچ ناچا کرتے ہیں۔ ان جیووں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوتا۔ جو ایک لمحہ کے لئے بھی کرم سے خالی رہ سکے۔ یہ غیر ممکن ہے۔ کبھی یہ کرم (کریہ یان عملی سلسلہ کی شکل) میں کئے جاتے ہیں۔ جن کا

پھل اسی زندگی میں ملتا ہے۔ اور کوئی کرم سنچت (آئندہ جنموں میں پھل دینے کے لئے اکٹھا) ہوتے ہیں۔ اور کبھی یہ کرم پرار بدھ ہوتے ہیں جن پر زندگی کے کریک کھیل کا دار و مدار ہے۔ ہماری تمہاری موجودہ زندگیوں کے کرم پہلے کرموں کے سنچت سنسکاروں کے نتیجے ہیں۔ اور کون جانے یہ کریاں سنچت اور پراربدھ کے کرم کتنے ہزاروں برسوں تک جائیں گے۔ اور ان کے کیا کیا نتیجے ہوں گے۔

یہ کرم کا قانون اس قدر سخت اور اٹل ہے۔ کہ اس کی ضرب کے جھکولے کھاتے ہوتے امیر غریب۔ بادشاہ۔ رعیت۔ دولتمند فقیر سب کے سب ادھر کے مارے اُدھر۔ اور اُدھر کے مارے اِدھر پریشان رہتے ہیں۔ اور دُنیا ان کے شور کی صدا سے گونجتی رہتی ہے۔ اِس کرم کے دربار میں کسی کی شنوائی نہیں ہوتی۔ جو جیسا کرتا ہے۔ ویسا بھوگتا ہے۔ بچتا ایک بھی نہیں ہے۔

سُنو۔ تم کو اِس کرم کی بابت ایک مؤثر شبد سُناتا ہوں:۔

شبد

سب بھوگیں بارمبار۔ اوشٹ پھل کرم کے کئے کا
یہ سوچ سمجھ ہیئے دھار مرم جگ جنم جئے کا

(۱) سُر نر دیوی دیو مہارشی اور برہمہ اوتارا
اشبھ کرم کے پھل سے ان کو نہیں ملے چھٹکارا
مرم جگ جنم جئے کا

(۲) ایک جو کہئے رام مہا پربھو پرشوتم مریادا
گپت گھاٹ سرجو جل بوڑے رام من سمیادا
مرم جگ جنم جئے کا

(۳) دو ہے کہئے کرشن ہو کی سولہ کلا کے پورے
یدو کل ناس بھیل کی گانسی بھئے مان مد چورے   مرم جگ جنم جئے کا

(۴) پیچھے یودھشٹر دھرم راج کی اکتھ اپار کہانی
بھائی بھار جا سنگ گلے ہم سو سب کوئی جانی   مرم جگ جنم جئے کا

(۵) چوتھے وششٹ مہا منی گیانی دیکھا کل کا ناسا
وسوامتر کے ہاتھ پلٹ گیا گیان جوگ کا پاسا   مرم جگ جنم جئے کا

(۶) پنجم دشرتھ اودھ نریشا شرون رشی کو مارا
پتر بیوگ پران کو تیاگا - ہلا نہ رام سہارا   مرم جگ جنم جئے کا

(۷) اندر راج کی کرنی سمجھو شاپ درہیلی دینہا
بھگ سے دیو راج کی کایا کرم کا یہ پھل لینہا   مرم جگ جنم جئے کا

(۸) چندر کلنکت کام بیگ سے جانے سب سنسارا
کرم اٹل ہے کرم بلی ہے کوئی کوئی کرے بچارا   مرم جگ جنم جئے کا

(۹) راون - بالی - بھرت جڑ گیانی رشی کے سُت ڈ ریاسا
کرم کیا تیسا پھل پایا - انت میں بھئے اُداسا   مرم جگ جنم جئے کا

(۱۰) سن پرسنگ چیت اپنا سادھو یسودھومن - کرم - باتی
شبد جوگ کر جنم بناؤ - رادھا سوامی کی سہلائی   مرم جگ جنم جئے کا

لہ برف

نویں کلا

کرم کا راز (مسلسل)

نند بھائی "بھگون! جب کرم کا قانون اس قدر سخت ہے۔ تو پھر اس سے رہائی پانا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ ایک کرم سے کئی کئی کرم پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک کرم کا اثر بیج کی صورت بن کر کرموں کے نسل کا بانی مبانی ہوتا ہوگا۔ اور ایسا معلوم بھی ہوتا ہے۔ اور اُسے کوئی روک بھی نہیں سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ ہم کرم کرتے ہوئے سوچتے اور یقین اور وشواس کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم سیدھے راستہ پر جا رہے ہیں۔ لیکن بسا اوقات ہم دائرہ کی صورت میں چکر کھا کر اُسی جگہ پہنچتے ہیں۔ جہاں سے چلے تھے۔ کولھو کے بیل کی طرح ہمارا حال ہوتا ہے۔ پھر اس سے چھٹکارا پانے کی تدبیر کیا ہوگی؟ یہ تو نہایت خطرناک قانون معلوم ہوتا ہے جس پر ہمارا یقین اور اعتبار بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اُس کا چکر تو جیسا چلا ہوا ہے۔ وہ چلتا ہی رہیگا۔"

دیال نے کہا "اُس کے سخت ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ تم جیسا کہتے ہو۔ وہ ویسا ہی ہے۔ لیکن جس کو رہائی کا خیال ہے۔ وہ پہلے ہی سے رہا شدہ ہے۔ اُس کو بندھن بالکل نہیں ہے۔ صرف اگیان وجہ سے یہ بندھن آتما میں پرتیت ہو رہا ہے۔ اور اُس کا سبب تم کو پہلے بتا دیا گیا ہے۔ کہ من۔ اندریہ اور جسم کے کرم کے آتما کے ساتھ منسوب کرنے سے یہ بندھن پرتیت ہو رہا ہے۔ اگر بندھن اصلی ہوتا۔ تو تم چاہے لاکھ کوشش کرتے یہ کبھی کٹنے والا نہیں تھا۔ اصلی اور ذاتی بندھن کو کبھی

دُور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ خیالی۔ وہمی اور اگیان کی وجہ سے ہے۔ اِس لئے یہ دُور ہو جاتا ہے۔ اور وہ دُور ہوا ہُوا ہے۔ صرف گیان سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔ اور کرم یوگی کا کرم اُسی گیان کا آخر میں مددگار ہو جاتا ہے
آتما۔ اہم یا اصلیت ہمیشہ آزاد ہے۔ وہ جسم۔ اندریوں اور مَن۔ بُدّھی کے پرے۔ ان سے اُونچی اور ان سے جُدا کیفیت ہے۔ وہ صاف سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔ لیکن جیسے آندھی چلتے وقت جھیل۔ جھیل کے کنارے کے درخت گرد وغبار کی کثرت۔ سب مل مِلا کر ایک پریشانی کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ اور کچھ صفائی کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ وہی حالت ہمارے اگیان کی زندگی کی ہو رہی ہے۔ اور ہم کو آتما۔ جسم۔ اندری۔ من وغیرہ کے درمیان تمیز کرنے کا موقعہ نہیں ہے۔ اور گپل چوتھ میں پڑ کر ہم سب کو ایک ساتھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور سب کو مِلا جُلا کر آتما تصوّر کر کے اُسی کو بندھا ہُوا اور مقید پرتیت کر رہے ہیں۔ جھیل کی مثال پر پھر غور کرو۔ اگر آندھی نہ ہو۔ تو جھیل کا پانی صاف شفاف۔ اور لطیف رہیگا۔ اور اُس کے اندر کنارے کے درختوں کا عکس پڑا ہُوا نظر آئیگا۔ ممکن ہے۔ یہ عکس اُلٹے نظر آئیں۔ لیکن دکھائی دے جائیں گے۔ کچھ تو تمیز ہوگی۔ پھر ان سے اُلٹ کر ممکن ہے۔ درختوں کی طرف نظر چلی جائے۔ اور وہ دکھائی دے جائیں۔ اور اُن کی ہستی کا علم اور یقین ہو جائے۔ لیکن جب آندھی کی کیفیت ہو۔ تو کیسے اس تمیز کی اُمید ہو سکیگی۔ اسی طرح اس آتما کی بابت بھی سمجھو۔ جھیل من۔ بُدّھی و خیال ہیں۔ جو فطرتاً لطیف ہیں۔ جھیل کا کنارہ معہ اُس کی لمبائی چوڑائی کے جسم ہے۔ درخت آتما ہے۔ جو ہر وقت ایک حالت میں کھڑا ہے۔ آندھی خواہش

ہے - یہ خواہش خواہ جسمانی ہو عقلی ہو - یا مادی ہو - آندھی میں آنکھیں گرد آلود اور غبار آلود ہو جاتی ہیں - کوئی چیز صاف صاف نہیں نظر آتی - اور چھائے ہوئے اندھیرے کے وقت تمیز کی طاقت کو ضرر پہنچ جاتا ہے - اور وہ جھیل درخت کنارا سب کو بلا تمیز ایک رلی جلی کیفیت مان لیتی ہے - اور اس کا نتیجہ پریشانی ہوتا ہے -

اسی کا نام سنسار ہے - اور یہی سنسار کا بندھن اور فساد ہے ۔

جو کچھ عمل و شغل - جوگ جگتی - کریا کرم کیا جاتا ہے - اس کا مقصد صرف جسم اور دل کے یکطرف کرنے کا ہے - آتما تو جیسا ہے - ویسا ہے - اور جب خواہش کے دبنے (رکنے) سے دل میں یکسوئی آ جاتی ہے - تمیز کی طاقت ابھر کھڑی ہوتی ہے - اور گیان ہو جاتا ہے - اور گیان ہو جانے کے بعد پھر ہمیشہ کے لئے بھرم مٹ جاتا ہے - اور آتم اوستھا کی سمجھ میں آ جانے سے جب سب کا روپ جدا جدا دیکھ لیا گیا - تب پھر بے چینی جاتی رہتی ہے - اسی کا نام مکتی ہے - جو پہلے ہی سے ہے نہ کہیں باہر سے آئی - اور نہ کریا کرم کی نتیجہ تھی - ویدانت اس کو اسی طرح سمجھاتا ہے ۔

اب تم چاہے جس نظر سے دیکھو - مذہبی مشربی - اور ملتی تعلیم کا خلاصہ تم کو شم (اندریوں کے قابو میں لانے) دم (من کے بس میں کرنے) - اور واسنا (خواہش) کے روکنے ہی تک محدود نظر آئیگا - ان میں سے کوئی یہ نہ کہیگا - کہ "آتما" کو محنت کر کے ہاتھ میں لاؤ - بلکہ من - شریر اور واسنا کے رک جانے سے وہ آپ سمجھ میں آ جائیگا - اور اس کے سمجھ میں آنے ہی کی دیر ہے - ذرا سمجھ میں آ گیا - پھر کیا ہے؟ سب کچھ ہو رہا - اور نجات یا مکتی

مل گئی ۔

خواہش یا واسنا ہی کا پھیر ہے ۔ اور یہی چیز ہے ۔ جو بدھی اور من پر اثر انداز ہو کر اُن سب کو گمراہ کئے رہتی ہے ۔ اور ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانک رہی ہے ۔ کسی کو دولت کی خواہش ہے ۔ کسی کو عزت کی ۔ کسی کو حکومت کی خواہش ہے کسی کو اور چیز کی ۔ یہ سب کے سب بھولے ہوئے ہیں ۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے ۔ جو راستہ پر ہو ۔ اور یہی خواہش اور خواہش کے ساز و سامان عذاب جان ہو کر بندھن کے کارن بن رہے ہیں ۔ اگر ان میں سے کسی میں بھی اصلیت ہوتی ۔ تو سب خوش رہتے لیکن کیا ان کو خوشی حاصل ہے ؟ رام نام کہو ۔ یہ سب چیزیں تجربہ کی وسعت کی حالت میں دکھ پرتیت ہونے لگتی ہیں ۔ اور آدمی کی زندگی میں ایک وقت آجاتا ہے ۔ جب وہ بالعوض برکت کے ان کو لعنت کی چیز سمجھ بیٹھتا ہے لیکن عادت ۔ مشاقی ۔ اور اگیان اس قدر ہاتھ پاؤں بڑھا لیتے ہیں ۔ کہ پھر آدمی نہ انہیں چھوڑ سکتا ہے ۔ اور نہ اُن سے چھٹکارا پا سکتا ہے ۔ اور چونکہ یہ سب مادی سامان تبدیلی کے طبقہ کے ہیں ۔ بدلتے رہتے ہیں ۔ اور نتیجہ جنم مرن ہوتا ہے ۔ اور جیو اس میں پڑا ہوا دکھ سکھ بھوگتا رہتا ہے ۔ اور اس کے بندھن کی زنجیر کاٹنے کا وقت نہیں آتا ۔ یہ اگیان بے شمار طرح کا ہے ۔ کوئی تو دنیا سے چمٹ جاتا ہے ۔ کوئی غلطی میں پڑ کر سب کو چھوڑ کر بستی سے دور جنگل میں چلا جاتا ہے ۔ لیکن ہوتا کیا ہے ؟ کچھ بھی نہیں ۔ جیسا گرہن ویسا ہی تیاگ ۔ دونوں ہی اگیان ہیں ۔ نہ تو ہم کو کسی سے کچھ لینا ہے ۔ نہ کسی کو چھوڑنا ہے ۔ صرف اپنے رُوپ کو سمجھ لینا ہے ۔ رُوپ ایک مرتبہ کسی طرح سمجھ میں آ

جائے۔ پھر نہ کہیں گرہن ہے۔ نہ تیاگ ہے۔ نہ بندھ ہے نہ مکتی ہے۔ آتما اپنے آتم پرکاش میں پرکاشوان ہو رہا ہے۔ اور یہی سب کچھ ہے!
ایک بات ہو تو کوئی کہے۔ اس بہو واد جگت (عالم کثرت) میں اس قدر قید و بند کی صورتیں ہیں۔ کہ جن کا کوئی حد و حساب اور شمار نہیں ہے اور ان کی جڑ صرف ایک خواہش میں ہے۔ خواہش ہی خود غرض بناتی ہے خواہش ہی بے انصافی سکھاتی ہے۔ خواہش ہی بے رحمی بیختی اور ظلم کا سبق سکھاتی ہے۔ ناداں آدمی سمجھتا ہے۔ کہ خواہش کے پورے ہونے سے سکھ ملیگا۔ لیکن کیا یہ خواہش کبھی پوری بھی ہوتی ہے یا ہوئی ہے! ابھی نہیں۔ ہوس بڑھتی ہے۔ دل کثیف اور مکدر ہوتا جاتا ہے۔ اور حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ اور اس کے دام میں پھنسے ہوئے آدمی کو چین کہاں!

ایک خواہش آئی اور لاکھوں طرح کی بن گئی
دل مکدر ہو گیا وہ تانا بانا تن گئی
بیقراری بڑھ گئی اور دل میں آیا پیچ و تاب
ہر جگہ ہر وقت اور ہر شے میں ہے دائم عذاب
پوری یہ خواہش نہیں ہوتی کسی کی بھی کبھی
سختیاں سہتا ہے انسان رات اور دن جیتے جی

اور یہ کیوں پوری ہونے لگی۔ کوئی چیز ہو۔ تو پوری ہو۔ یہ سایہ ہے۔ سایہ کو کس نے کبھی ہاتھ سے پکڑا ہے۔ پکڑ دیکھو۔ کیا یہ کسی کی مٹھی میں آتا ہے۔ یا آیا ہے۔ یا آویگا۔ کسی نے سایہ کو

اگر آج تک پکڑا ہے۔ تو یہ تو ہوشمند بھی پکڑ لیں گے۔ اور پکڑ سکیں گے! لیکن اِس کا امکان کہاں ہے! ایک کی طرف چلو۔ ہزاروں صورتیں بنجاتی ہیں ایک خارجی یا ظاہری علم (اپرا ودیا) کی طرف دوڑو۔ اُس کی ہزاروں شاخیں دم کے دم میں موجود! ایک دولت کی ہوس کرو۔ اور دو [illegible] عزت۔ حکومت۔ جائداد آل اولاد۔ فوج۔ لشکر۔ فتوحات کی صورتیں بنا [illegible] کی۔ اب دوڑو ان سب کے پیچھے! اور آخر میں ہاتھ کیا آئیگا! حقیقت پر [illegible]۔ [illegible] سرگردانی کوئی یہ نہ سمجھے۔ کہ ویدانت پڑھنے لکھنے یا دولت کما[illegible] کے برخلاف تعلیم دیتا ہے۔ کبھی نہیں۔ یہ بھول کر بھی خیال نہ کرو۔ ویدانت اپاہج پنا۔ یا سُستی کا طریق نہیں ہے۔ سب کچھ کرو۔ خوب کرو۔ لیکن اگر شانتی خوشی۔ اور آنند چاہتے ہو۔ تو ان کے ساتھ ساتھ کچھ اصلی علم۔ ذات کا علم حقیقت کا علم بھی حاصل کرو۔ جسے پراودیا کہتے ہیں۔ اور وہ گورو کی صحبت میں سیکھا جاتا ہے۔ دھن، دولت کماؤ۔ خوب کماؤ۔ دھنوان اور دولتمند بن جاؤ۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اصلی دولت کا بھی تم کو کچھ خیال رہے۔ جو صرف تمہاری ذات اور آتما ہے۔ بغیر اس علم اور بغیر اِس دولت کے تم لاکھ جتن کرو۔ اصلی معنے میں خوش نہیں رہ سکتے۔ یہ ویدانت کی تعلیم کا جوہر ہے ÷

پڑھنا لکھنا۔ دولت کمانا۔ حیثیت اور آبرو بنانا یہ کیا ہے؟ کرم ہے۔ کرم کے سوا اس کو اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا!

کبس ویدانتی نے کسی کو کرم کرنے سے روکا ہے! دُنیا میں یوں تو شروع ہی سے ویدانت کے بے شمار آچاریہ (معلّم) گذرے ہیں۔

جن میں سے شو بھگوان - ویاس - وسشٹ - شنکر آچاریہ وغیرہ کا نام تم نے سُنا ہوگا! کیا یہ اپاہج اور سُست تھے؟ ان سب کی زندگیاں مصروفیت اور سرگرمی کی زندگیاں تھیں - پھر کوئی کیسے کہتا ہے - کہ ویدانتی کرم کرنے کا مخالف ہے - اور ان سب سے بھی زیادہ ممتاز ویدانت کا معلّم رنگیلا کرشن - سجیلا کرشن اور لیلا والا کرشن گُزرا ہے - جو مجسم ویدانت - مجسم گیان - اور مجسم حقیقت تھا - جس کی زندگی مکمل ویدانت تھی - جو سولہ کلا کا پُورن اوتار کہا جاتا ہے - کیا کبھی اس قابل تعظیم شخصیت قابل پرستش دیوتا - اور قابل تقلید ہادی کے کلام بھی سُنے ہیں! نہیں تُنے تو اُس کی بھگوت گیتا[1] ہی کو ایک مرتبہ غور سے سُنو - اور خود تمہاری سمجھ میں آجائیگا - کہ ویدانتی کیسے کرم کے کرنے والے ہوتے ہیں - کس نے کبھی کرم کرنے سے مُنہ موڑا ہے - اور کیسے کوئی شخص کرم کرنے سے باز رہ سکتا ہے! زندگی کا ایک ایک لمحہ کرم ہی کا تو سلسلہ ہے!

مجھے دیکھو - کیا میری زندگی کا کوئی لمحہ کرم سے خالی ہے - سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے - بولتے چالتے میں کیا کیا کرتا ہوں - وہ کرم ہی تو ہے! کرم کے سوا وہ اور کیا ہے! یا کیا ہوسکتا ہے - میرا سب کچھ دھرم - مرم - نیم

---

[1] بھگوت گیتا کے بے شمار ترجمے اور شرحیں لکھی جا چکی ہیں - اکثر احباب مجھ سے اُس کی صراحت کی درخواست کرتے ہیں - لیکن جب تک کافی تعداد میں مشتاقی درخواست نہ آئیں - میں قلم نہ اُٹھاؤں گا - اور جس وقت لکھونگا - وہ ایک ایسی کتاب جامع اور مکمل ہوگی - اور بغیر دُوسری کتاب کے ہاتھ میں لینے یا پڑھنے کی ضرورت نہ رہیگی - اور مطالعہ کے ختم کرنے کی چیز ثابت ہوگی - قیمت لاگت سے کم نہ رکھی جائیگی - جن کو خواہش ہو - براہ راست مجھے لکھیں - تاکہ لکھنا شروع کر دوں ::		(شیو برت لال)

جپ۔ تپ۔ بھجن بھاؤ۔ ست سنگ۔ کرم ہی تو ہے۔ میں خود مجسم کرم ہوں۔ میں مجسم عملی ویدانت ہوں۔ میں مجسم علمی ویدانت ہوں۔ زبان سے کہوں۔ یا نہیں کہوں۔ دیکھنے والے دیکھ کر نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ ہاں جن کو آنکھ نہ ہو۔ وہ کیا دیکھیں گے۔ اور انہیں کوئی کیا دکھائیگا یا دکھا سکیگا!

میں مجسم علم ہوں اور علم ہی کی شان ہوں
میں مجسم ہوں عمل۔ علم و عمل کی جان ہوں
مجھ کو دیکھو مجھ کو سمجھو آئے تب تم کو سمجھ
گیان ہوں میں دھیان ہوں انومان ہوں پرمان ہوں
کھیلتا ہوں رات دن علم و عمل کے کھیل کو
کھیلو میرے ساتھ آکر کھیل کا سامان ہوں
کھیل ہی میں میں سمجھاتا رہتا ہوں رازِ خفی
کھیل میں ہے کھیل۔ میں خود کھیل کا امکان ہوں
دِقت اور محنت کا میرے ہاں نہیں ہوتا سوال
سہل ہوں میں سہل ہوں میں سہل ہوں آسان ہوں

کرم یوگی اس راز کو سمجھتا ہے یہ کرم کا راز ہے۔ کرم کے راز کو سمجھے ہوئے بغیر کوئی شخص کرم یوگی نہیں ہو سکتا۔ اور میں اسی کو سمجھانے آیا ہوں۔ یہ سمجھ میں آجائے۔ پھر کیا ہے۔ میدان مار لیا۔ بازی جیت لی۔ فتح حاصل کر لی۔ زندگی کا مقصد پورا ہو گیا۔ جو بات سخت مشکل تھی۔ آسان سے بھی زیادہ آسان ہو گئی۔

یہ راز کیا ہے؟ تم نہ پوچھو۔ میں آپ تم سے کہہ دونگا۔ کیونکہ تم

اُس کے جاننے کے ادھکاری ہو۔ مَیں تم کو اپنا ارجن سمجھتا ہوں۔ اور وہ راز یہ ہے۔

کرم کو صرف کرم کی نظر سے کرو

دسویں کلا
کرم کا قصّہ

نند و بھائی نے پوچھا "کرم کو کرم کی نظر سے کرنا کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "جہاں اور جس کام میں خود غرضی ہے۔ وہاں سمجھ لو۔ کرم کرم کی نظر سے نہیں کیا جاتا۔ خود غرضی میں تنگدلی اور تنگ نظری ہے۔ وسیع دلی اور وسیع نظری نہیں ہے۔ اور اس لئے خود غرضی کا کام ہمیشہ بندھن اور قید و بند کی حالت پیدا کریگا۔ اور اگر وہی کام بے غرض بن کر کام کی نظر سے کیا جاتا ہے۔ تو وہ رفتہ رفتہ نجات کا باعث ہو جائیگا۔ قید و بند کی زنجیر آہستہ آہستہ تڑاک تڑاک ٹوٹتی جائیگی۔ اور کرم کرنے والا اپنے آپ کو آزاد پائیگا۔ یہ کرم کو کرم کی نظر سے کرنا ہے۔ اور یہی کرم کا راز ہے ؎

(۱) پھل کارن سیوا کرے۔ تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں۔ چہے چوگنا دام

(۲) پھل کارن کرنی کرے۔ وہ نہیں سچا داس
کہیں کبیر پکار کر۔ انت میں رہے نراس

(۳) پھل کارن بھگتی کرے - سو نہیں ہری کا بھگت
کہیں کبیر وچار سکے - چھوٹے ناہیں جگت
(۴) پھل کارن جو بندگی - وہ نشپھل دن رات
کہیں کبیر چتا سے کر لیے نہ گورو کی وات
(۵) کبیر نر بندھن بندھ رہا - بندھ نر بندھن ہوے
کرم کرے کرتا نہیں - واسں کہاوے سوے "

نندو بھائی نے پوچھا - "دنیا غرض کا نام ہے - یہاں بغیر غرض کے کوئی کام نہیں ہو سکتا - اس لئے ایسے کرم کا کیسے امکان ہو سکتا ہے؟"

دیال نے جواب دیا "دنیا غرض کا نام ہے - یہاں بغیر غرض کے کوئی کام نہیں ہوتا - بیغرضی کی خواہش بھی ابتدا میں غرض معلوم ہوتی ہے اس لئے ایسے بیغرضی کے کام کا بھی امکان ہے - جب یہاں امکان ہے تو ہر بات کا امکان ہے - عالم امکان کبھی امکان سے خالی نہیں رہ سکتا - جب ایک بات کا امکان ہے - تو سب کا امکان ممکن ہے - جو لوگ دولت - شہرت نام اور عزت کی خواہش کے رسّوں سے جکڑے ہوئے ہیں - وہی لوگ ایسا کہہ سکتے ہیں لیکن دنیا میں جیسے غرض - اور خواہش کے کام ہوتے ہیں - ویسے بغیر غرض نہ خواہش سے بھی کام ہوتے رہتے ہیں - ہم نے کسی کمسن - خوبصورت - اور بھولے بھالے بچے کو دیکھا - اس کی ادا پسند آئی - اور اسے کھلونے پھول - اور مٹھائی دے دیئے اور وہ خوش ہو گیا - ہم نے کسی بھوکے آدمی کو بھوک سے تڑپتا ہوا دیکھا - کھانا کھلا دیا - پانی پلا دیا - ایسے کام

نشکام کہلاتے ہیں۔ ان میں کوئی ذاتی غرض نہیں ہوتی ؟"
سَدو بھائی نے کہا۔ "غرض تو ان میں بھی آگئی۔ ایک میں بچّہ کے خوش کرنے کی غرض تھی۔ اور اُس کے معاوضہ میں مٹھائی دینے والے کو خوشی حاصل ہوئی۔ پھل تو اُسے مل گیا۔ یہ خوشی ہی اُس کرم کا پھل تھی۔ اسی طرح بھوکے کے روٹی کھلانے کا کرم بھی غرض سے خالی نہیں ہے۔ ایک اُس کی غرض دوسری اپنے دان دینے اور دان کے پھل پانے کی غرض! مجھے تو یہاں بھی غرض اور ذاتی غرض کا امکان نظر آرہا ہے۔ پھر کیسے مان لوں۔ کہ ان کے کام غرض سے خالی تھے! آپ نے فرمایا۔ "عالم امکان میں بیغرضانہ کام کا بھی امکان ہے۔" مجھے ابھی تک اس کی سمجھ نہیں آئی گو میں اس کو غلط قرار نہیں دیتا۔ عالم امکان میں ہر قسم کے ممکنات کا امکان ہوسکتا ہے۔ لیکن ذاتی علم نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی جوں کی تیوں سمجھ نہیں ہے۔ اِس لئے یقین نہیں کرسکتا۔ غرض کا امکان بیشک ہر جگہ نظر آرہا ہے ؟"

دیال بولا۔ "تم سچ کہتے ہو۔ جس نظر سے تم کو اعتراض ہے۔ وہ درست ہے۔ لیکن دُنیا میں بغیرغرضانہ کام کا بھی امکان ہے۔ وہ میں تم کو سمجھاؤنگا۔" سُنو :-

(۱) سورج تپے نہ آپ کو۔ یہ جانے سب کوے
اوروں کے کارن تپے۔ سورج کہئے سوے

(۲) مینہ نہ برسے آپ کو اورن کا ہت لاے
سرشٹی کا اُپکار کر۔ رہا گگن میں چھاے

۲۰ دانہ منگوا..

(۳) تردر پھلے نہ آپ کو اوروں کو پھل دے
پھل دے نے چھایا سگھن دے ۔ جنم سپھل کر لے
(۴) پانی بہے نہ آپ کو ۔ چھاگل بھرے نہ آپ
اوروں کو سکھ دے گھنا سبج بجھاوے تاپ
(۵) تردر ۔ سرور ۔ سنت جن ۔ چوتھے برسے نیر
پرمارتھ کے کارنے ۔ سنتن دھرا شریر
(۶) سہہ کامی کرنی کرے پاوے سکھ دھن دھام
نہہ کامی کرنی کرے پاوے اچل مقام
(۷) سنت بڑے پرمارتھی گھن جوں برسے آئے
تپن بجھاویں اور کی ۔ اپنا پارس لائے
یہ تمہارے اعتراض کا جواب ہے ۔"

نندو بھائی نے کہا ۔" یہ سب سچ ہے ۔ سچ ہوگا ۔ اور آپ سچ کہتے ہوں گے ۔ لیکن اسے اور طرح سے سمجھا دیجئے ۔ تاکہ میرے ذہن نشین ہو جائے ۔"

دیال بولا ۔" بہت خوب ۔ ایسا ہی سہی ۔ تم نے رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں اپنی روحانی زندگی شروع کی ہے ۔ ست سنگ کے وقت اکثر یہ کلام کہے جاتے ہیں ۔ کہ " دنیا میں ہر شخص کو کال کرم کا قرضہ دینا ہے ۔" جو شخص بے غرضانہ کرم کی نیت رکھے ۔ وہ اچھی طرح اس جملہ کی مراد پر غور کرے ۔ جب قرض دینا ہے ۔ اور سچ مچ دینا ہے ۔ تو قرض کو قرض کی صورت میں ادا کرنا شروع کرے

اس میں غرض کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اور نہ کوئی شخص قرضہ ادا کر کے
پھر اس کا معاوضہ لینا چاہتا ہے۔ ورنہ یہ قرض ادا کرنا نہ کہا جائیگا۔ تم
نے اپنے ماں باپ کے گھر میں جنم لیا۔ انہوں نے تمہاری پرورش کی۔
پڑھایا۔ لکھایا۔ شادی کی۔ بڑا بنایا۔ اب سوچو۔ ماں باپ کا قرض ادا کرنا
تمہارا فرض اور دھرم ہے یا نہیں ہے؟ اگر یہ ہے۔ تو اُسے بغیر معاوضہ
طلب کئے ہوئے ادا کرو۔ اور یہ نشکام کرم ہو جائیگا۔ تم کسی قوم خاندان
یا گھر میں پیدا ہوئے۔ اور اس کے یا ان کے زیر سایہ تمہاری موجودہ
حیثیت قائم ہوئی۔ اب ان کا قرض ادا کرنا شروع کرو۔ اور کسی سے عوض
نہ چاہو۔ یہ بےغرضانہ کام ہوگا۔ تم نے گورو سے تعلیم حاصل کی۔ سمجھ بوجھ
گیان دھیان سب کچھ اُس کی بدولت پالیا۔ اب اُس کے قرض کو ادا
کرو۔ جو معاوضہ طلبی سے خالی ہو۔ اور یہ بےغرضانہ کام ہوگا۔ جو نجات کی
طرف تم کو خود بخود لے جائیگا۔ قرض ادا کرنے پر نجات حاصل ہوگی یا
نہیں یہ تم سمجھ سکتے ہو۔ اگر اور طریقہ پر نشکام کرم کرنے کی تم کو سمجھ
نہیں آتی۔ تو اس قرض ادا کرنے کی رسم کی پابندی بہت آسانی کے
ساتھ تم کو کرم کے راز کی خبر دیگی۔"

شمبھو بھائی بولے "یہ بے شک کھوڑ ٹھکانے کی بات ہے۔ جو
آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اس کے سوچنے ہی سے طبیعت
گھبراتی ہے۔ یہ اس قسم کی بات ہے۔ جو سب جگہ محیط ہو رہی ہے
آدمی کس کس کا قرضہ دے!"

دیال نے کہا۔" قرضہ تو دینا ہی پڑیگا۔ بغیر قرضہ ادا کئے ہوئے

کسی کو کب چھٹکارا ملا ہے۔ جو تم کو ملیگا۔ تم قوم اور ملک کے زیر بار احسان ہو۔ اُس احسان کا معاوضہ سیرچشمی کے ساتھ ادا کرو۔ ورنہ محسن کش ٹھہروگے۔ محسن کشی زبردست پاپ ہے۔ جب تم نے دوسروں سے مدد پائی ہے۔ تو پھر اوروں کی مدد کیوں نہ کروگے! جب اوروں نے ہمیشہ تمہارا لحاظ رکھا ہے۔ تب تم اُن کا لحاظ کیوں نہ رکھوگے! جب تمہاری بچہ کی صورت میں پرورش کی گئی۔ تو پھر اپنی باری پر کیوں اپنے بچوں کی پرورش نہ کروگے؟ جب اوروں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی۔ تو تم اوروں کی ہمدردی کا دم کیوں نہ بھروگے؟ جب تم نے اوروں کے خیال سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ تو اپنے نیک خیال کیوں نہ اوروں کو دوگے! ان سب کا قرض تم پر عذاب گردن ہوگا۔ وہ تو تم کو کسی نہ کسی شکل میں ادا کرنا ہی پڑیگا۔ اگر آسانی سے ادا کرتے ہو۔ تو خیریت ہے۔ اور اگر پس و پیش کرتے ہو۔ تو پھر تمہارے ساتھ سختی کی جائیگی اور قرضہ وصول کیا جائیگا۔ جب سیدھی اُنگلی سے گھی نہ نکلیگا۔ تب اُنگلی کو ٹیڑھی کرکے نکالنا پڑیگا۔ یہ قدرت احسان فراموش محسن کش اور بے وفا کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتی ہے۔ تمہارا یہ خیال صحیح ہے کہ دُنیا قرضوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ قرضستان ہے۔ مہاجن کی دوکان ہے۔ جہاں قرضدار کو اپنا قرض ضرور ہی ادا کرنا پڑیگا۔ ایک ایک پیسہ کا حساب لیا جائیگا۔ اور سب کو بھرنا پڑیگا۔ آج نہ بھروگے تو کل۔ کل نہ بھروگے تو پرسوں۔ اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور اسی کے سلسلہ میں بار بار جنمنا اور مرنا پڑتا ہے

اور پھیر پھیر کر کے قرضہ چکانا پڑتا ہے ؛
قدیم رشیوں نے اس قرض ادا کرنے کا نام یگیہ رکھ چھوڑا ہے اور
یہ یگیہ پانچ قسم کا ہے ۔ جو نتیہ (روزانہ زندگی کا) کرم ہے ۔ ماں ۔ باپ ۔ مہمان
بال بچے ۔ جانور ۔ گھربار ۔ آگ ۔ پانی ہوا ۔ وغیرہ غرضیکہ سب کا تمہارے اوپر
قرضہ ہے ۔ انہیں کھلاؤ ۔ پلاؤ ۔ خوش رکھو ۔ مکان صاف ہے ۔ ہوا ۔
پانی ۔ درخت ۔ آگ سب کو اُن کا قرض دو ۔ پنچ یگیہ کرو ۔ ورنہ تکلیف اور
مصیبت کا سامنا رہیگا ۔ دِل مکدّر رہیگا ۔ جسمانی صحت خراب رہیگی ۔ اور
آفتوں کے آماجگاہ بنے رہوگے ۔ چاہے مانو یا نہ مانو ۔ یہ قرضہ تم سے
لیا ہی جائیگا ؛

ایک عورت کے دو لڑکے تھے ۔ بڑا سیدھا سادہ ۔ بُردبار ۔ اور
تربیت پذیر تھا ۔ چھوٹا نٹ کھٹ ۔ بدتمیز ۔ جھگڑالو اور شریر تھا ۔ وہ لکھتا ۔
پڑھتا رہتا تھا ۔ اور جہاں وہ اپنی جگہ سے اُٹھا ۔ چھوٹا آیا ۔ اُس کی کتاب
اور قلم دوات اُلٹ پلٹ کر رکھ دی ۔ وہ روز اپنی ماں سے شکایت کیا
کرتا تھا ۔ کہ "ننھا بھائی مجھے سخت تنگ کیا کرتا ہے ۔ اور تو اُس کا انتظام
نہیں کرتی ۔ اور میری بات نہیں سُنتی ۔" ماں خود اُس کی شکایت سُنتے
سُنتے دِق ہو گئی تھی ۔ آنکھیں بنا کر بولی ۔ "بیٹے ! ہوش کی دوا کر ۔ یہ
تیرا بھائی ہے ۔ اُسے تو بھائی بھائی کہا کرتا ہے ۔ بھائی پنے کے خیال
سے تجھے خوشی ملتی ہے ۔ اور جب تو نے بھائی پنے کا رشتہ قائم
کیا ہے ۔ تو اُس کا قرض بھی دیگا یا نہیں دیگا ! یا تو اِسے بھائی
کہنا ماننا چھوڑ دے ۔ الگ تھلگ ہو جا ۔ یا بھائی کی محبت کا قرضہ

خوشی سے ادا کیا کر۔ اور وہ قوتِ برداشت ہے۔ مجھے دیکھ۔ میں ماں بنی ہوئی ہوں۔ ماں پیتے کا قرضہ تم دونوں کے ساتھ ادا کیا کرتی ہوں یا نہیں؟ اسی طرح تجھے بھی بھیانپ کا قرض تو دینا ہی پڑیگا۔" لڑکا سمجھدار تھا۔ چپ ہو رہا۔ اور پھر زبان بند کر رکھی۔ مجھ سے پوچھو۔ کہ یہ کس خاندان کا قصہ ہے؟ تو میں کہونگا۔ کہ یہ کیلاشس پتی بھولے ناتھ کے گھر کی کہانی ہے۔ ماں پاروتی تھی۔ دو لڑکے گنیش اور سام کارتک تھے۔ یہ پاروتی مجسم قدرت ہے۔ جو کبھی کبھی اپنی اولاد کے ساتھ سختی سے پیش آتی ہے۔ غرضیکہ ہر شخص کو یہاں قرضہ دینا ہی پڑتا ہے۔

اسی طرح جو شخص قرضہ دینے کے خیال سے کرم کرتا ہے۔ وہ اس کا اپنے لئے کرم نہیں ہے۔ بلکہ قرضہ ادا کرنے کی نیت سے وہ کھاتا ہے پیتا ہے۔ رات دن کام میں لگا رہتا ہے۔ لوگ اسے چاہیں۔ کچھ کہہ لیں۔ لیکن اصل میں وہ کرم یوگی ہے۔

ان میں سے سب سے بڑا قرضہ برہم یگیا کہلاتا ہے۔ یہ آتما کا قرضہ ہے۔ جو ہر سمجھ دار کو چکانا چاہئے۔ وہ کیا ہے؟ برہم کو جاننا۔ اپنے آپ کو پہچاننا۔ اور بندھن کے رشتوں کو کاٹ کر مکتی کی حالت میں آنا۔ جو برہم اور آتما کا روپ ہے۔ اس کے ادا کئے ہوئے بغیر نجات نہیں ہے۔ یہ زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ جو کچھ کرو۔ سب بے غرضانہ کرو۔ سب کو برہم کے ارپن کرو۔ اپنا کچھ نہ ہو۔ یہ برہم ویدانت میں اپنا روپ ہے کرم یوگی چاہے اس برہم کی یہ سمجھ رکھتا ہو۔ یا نہ رکھتا ہو۔ لیکن کرم کے سلسلہ میں وہ وہی کام کرتا ہے۔ جو گیانی گیان کی مدد سے مکمل کرتا ہے

مقصد میں فرق نہیں ہے۔ صرف طرز عمل میں فرق ہے ؎
اس قسم کا کرم یوگی ٹیملک۔ قوم اور دُنیا کا زیور کہلاتا ہے۔ وہ قابل تعظیم شخصیت ہے۔ جو دُنیا کے ماتمکدہ کو فرحتکدہ کی صُورت میں تبدیل کر کے اپنی مثالیہ زندگی سے دکھلا دیتا ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ! جو اس طرح کرم کا قرضہ ادا کرتے ہیں" ؎

گیارہویں کلا

نشکام کرم

نند و بھائی بولے۔ "گو کال کرم کے قرضہ کا مسئلہ مُدت سے سُنتے چلے آ رہے ہیں لیکن آج تک کسی نے اس طریقہ پر اُس کی وضاحت نہیں کی تھی۔ اور نہ نشکام کرم کی یہ صورت ہی بتائی گئی تھی۔ اس تقریر کے سلسلہ کو یہاں ہی تک محدود نہ رکھئے۔ اور بھی کچھ اس پر کہیئے" ؎

دیال نے کہا "جو لوگ نشکام کرم کرتے ہیں۔ اُن کے کرم بڑھتے نہیں۔ بلکہ گھٹتے جاتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نشکام کرم گھٹتا ہے۔ بلکہ جن کرموں پر زندگی کی بنیاد تھی۔ وہ دگدہ (سوختہ) ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ دل کے اندر کوئی خواہش یا نیّت نہیں رہتی۔ اس لئے وہ ان کے اثرات کو اپنے اندر نہیں قبول کرتا۔ اور نہ اُنہیں اکٹھا ہونے دیتا ہے۔ گو پرمان کرم ہوتے رہتے ہیں۔ وہ ہوا کریں۔ اُن کے ہونے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اور سنچیت کرم اور پراربدھ کرم نہیں بنتے۔ جس سے آگے کے لئے جنم مرن کا خوف نہیں ہوتا" ؎

" حالتیں ہمیشہ خواہش کے زیر اثر پیدا ہوتی ہیں۔ اور اسی کی وجہ سے کیفیتوں کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ انہیں تبدیلیوں کا نام آواگون یا جنم مرن ہے۔ جب کرم ہو چکا۔ اور اُس کا سنسکار باقی نہیں رہا۔ تو پھر قدرت میں ایسے شخص کے رکھنے یا رہنے کا اہتمام نہیں ہے۔ اب نہ اُس کو کوئی ضرورت ہے۔ اور نہ قدرت کو اُس کی ضرورت ہے۔ اُس نے اپنا کام پُورا کر لیا۔ قدرت نے اپنا کام پورا کرا لیا۔ اب وہ یہاں کیوں رہنے لگا۔ اس طرح اُس کی مُکتی ہو جاتی ہے۔"

نند و بھائی بولے "کرم سے مُکتی نہیں مانی گئی۔ مُکتی گیان سے مانی گئی ہے کیا ان دونوں باتوں میں فرق نہیں ہے؟"

دیال نے کہا۔ "کرم سے مُکتی نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے۔ لیکن کہنے والا جس سے یہ بات کہتا ہے۔ اُس کی نظر میں 'خواہش' کا سامان یا مادّہ موجود ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں صحیح ہے جو کرم کہ خود غرضی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ وہ اگیان اور اندھکار ہے۔ اگیان اور اندھکار کی حالت میں حقیقت کی سمجھ نہیں آتی۔ اور اُس کا سلسلہ بیحد و حساب طریقہ میں جاری رہتا ہے۔ کبھی ختم ہونے پر نہیں آتا۔ اور نتیجہ تبدیل حالت اور جنم مرن کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن کرم یوگی کا کام 'غرض یا خواہش' کے مدنظر نہ رکھنے سے اُس کی دلی لطافت اور وسعت کا باعث ہو جاتا ہے اور اُس کے دل کے آئینہ میں خود آتما کا عکس پڑنے لگتا ہے۔ جو گیان ہے اور اس طرح اُس کی مُکتی ہوتی ہے۔ دل کی صفائی کا ہر حالت میں ہونا لازمی ہے۔ ورنہ گیان کا ہونا مشکل ہوگا۔"

نند و بھائی بولے "یہ شک بھی رفع ہو گیا۔ لیکن یہ خیال کہ جسم ہمارا نہیں ہے۔ دل ہمارا نہیں ہے۔ کیسے دل سے دُور ہو۔ اِس کے دُور ہوئے بغیر خود غرضی کیسے دُور ہوگی؟"

دیال نے کہا۔ "یہ کونسی مشکل بات ہے۔ تمہارے رادھا سوامی مت میں یہی کام موج کے آسرے کیا جاتا ہے۔ یہ رضا اور تسلیم کا طریقہ ہے۔ کیا تم اکثر ست سنگیوں کو کہتے ہوئے نہیں سُنتے۔ "مالک کی موج! اس کی مرضی! وہ جو چاہے کرے۔ ہمارا کیا اختیار ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان جُملوں کے اندر وہی اصُول چھپا ہُوا ہے۔ جو برہمہ یگیہ۔ یا ہر کام۔ برہمہ کے ارپن کئے جانے کے مسئلہ میں ہے۔ کوئی اِس کی پیروی کسی طرح کرتا ہے۔ کوئی کسی طرح۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔ تاکہ جسم اور دِل کے تعلق سے نجات ملے۔ اب اِس کو میں اور طریقہ سے تم کو سمجھا جاتا ہُوں۔ قدرت کی تمام طاقتیں یا تمام تتّو (عناصر) سب جگہ اور سب کے اِرد گرد بکھرے ہوئے ہیں۔ آگ پانی۔ ہوا مٹی۔ آکاس۔ یہ تمہارے اندر بھی ہیں۔ اور تمہارے باہر بھی ہیں ان میں سے کون کس کا ہے۔ کسی کا بھی نہیں۔ یہ قدرت کے خزانہ کے ساز و سامان ہیں۔ یہ تم میں بھی ہیں۔ ہم میں بھی ہیں۔ تم سانس لیتے ہو۔ سانس میں ہوا لیتے ہو۔ کیا یہ سانس تمہاری ہے؟ کہنے کے لئے چاہے تم کہہ لو۔ کہ سانس کی ہوا ہماری ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط۔ اور غیر صحیح ہے۔ قدرت کے عطیّات عام ہیں۔ اور سب کو یکساں طور پر کسی خاص مقصد کے پُورا کرنے کی غرض سے سب کی پہنچ اور استعمال میں ہیں اُن سے کام لو۔ اور بس! اور کام لینے کے عوض تم "میرا اپنا" "تیرا اپنا"

کر لیتے ہو۔ تو سخت نادان ہو۔ کام سے کام ہے۔ اور بس! اسی طرح جیسے یہ تتو وغیرہ عام ہیں۔ ویسے ہی ہمارے جسم۔ دل اور دماغ کی بھی کیفیت ہے۔ یہ بھی عام ہیں۔ اور سب کو کسی خاص مقصد کی تکمیل کے لئے ملے ہیں۔ جیسے پانی۔ مٹی۔ ہمارے نہیں ہیں۔ ویسے ہی یہ جسم دل وغیرہ بھی ہمارے نہیں ہیں۔ قدرت بیشمار صورتوں میں کام کر رہی ہے۔ یہ بھی سب مادی اشیا ہیں۔ من۔ بدھی۔ چت۔ اہنکار وغیرہ سب کے سب ایسے ہی ہیں۔ اور یہ سب سمندر میں اٹھتی ہوئی لہروں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ جو شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو ان سے متعلق کرتا ہوا سوچتا ہے۔ کہ یہ میرے ہیں۔ وہ سخت نادانی میں پڑا ہوا ہے۔ اسی نادانی کا نام بھرم اور اگیان ہے۔ جو اس غلطی میں پڑا۔ وہ بھول گیا۔ اور ناحق ان سمجھ بن کر تکلیف کے گڑھے میں گرا۔ جس سے نکلنے کے لئے اُسے جنم جنمانتر کی کوشش درکار ہوگی۔ اور جس نے اس راز کو سمجھ لیا۔ وہ غلطی اور غلط فہمی کے شکار ہونے سے بچ گیا۔ اور اب وہ آسانی سے جان جائیگا۔ کہ تو ان سے کام لے رہا ہے۔ وہ ان سے نیارا اور جُدا ہے۔ اور وہ اُن کا آتما ہے۔ گیانیوں کو اس کی سمجھ رہتی ہے۔ اور وہ بندھن میں نہیں رہتے۔ اور نہ انہیں اگیانیوں کی طرح اُن سے گہرا تعلق رہتا ہے۔"

"اب میں تم کو سنتوں کا کلام سناتا ہوں جس کی مدد سے اور بھی یہ مضمون تمہاری سمجھ میں آ جائیگا:-

کہنے والا سیوک کہتا ہے:-

میرا مجھ میں کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے سو تور

تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگے گا مور
(کبیر صاحب کا کلام)

سوامی جواب دیتا ہے :-
تیرا تجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سو مور
میرا مجھ کو سونپتے کیو دھڑکیگا تور
(کبیر صاحب کا کلام)

جو بات میں نے۔ ان سب اشیاء کی بابت کہی ہے۔ وہی آل اولاد اور بال بچوں کی نسبت بھی سمجھو۔ یہ بھی کیا تمہارے ہیں؟ کبھی نہیں۔ یہ بھی تم کو کسی خاص غرض کی تکمیل کے لئے دیئے گئے ہیں۔ یا ملے ہیں اگر ان سے اپنا مقصد حاصل کرتے ہو۔ تو خیریت ہے۔ اور اگر اسے نہ سمجھ کر میرا تیرا اپنا کرنے لگے۔ تو پھر دُکھ بھوگو۔ تم پوچھو گے۔ ان کا کیا مقصد ہے؟" میں کہونگا۔" ان کو پیار کرو۔ اور ان کی محبت کا دم بھرو ان کی ضرورتوں کے رفع کرنے کے لئے کرم کرو۔ تاکہ تمہارے دل میں لطافت اور وسعت آ جائے۔ اور تم اپنے سروپ اور اپنی ذات۔ اور اپنی حقیقت کو جان پہچان سکو۔ کرم یوگی کو اس راز کی خبر ہے۔ اور وہی اس سمجھ کو لے کر کرم کرتا ہے۔ یہاں بھی اس کی خود غرضی کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔ وہ ان کی پرورش دایہ کی طرح کرتا ہے۔ اور ان سے بے تعلق رہتا ہے۔ کسی عورت کے دُودھ نہیں ہوتا تھا۔ بچہ کی پرورش کے خیال سے اُس کے شوہر نے ایک دایہ نوکر رکھی۔ دایہ اُسے محبت سے دُودھ پلانے لگی۔ بچہ اس دائی سے ایسا ہل گیا۔ کہ رات دن وہ

اسی کی گود میں پلنے اور کھیلنے لگا۔ وہ اپنی ماں کو بالکل بھول گیا۔ ماں کو بُرا لگا۔ اس لئے ناراض ہو کر دایہ سے کہا "تو نوکری سے برطرف ہے۔ میرے بچے کو اپنی محبت کے جال میں پھنسالیا۔ وہ میری طرف رُخ تک نہیں کرتا"۔ دایہ نے ہنس کر جواب دیا۔ "بہت اچھا! آپ کا لڑکا آپ کو مبارک ہو!" یہ کہہ کر وہ ہنستی مسکراتی ہوئی وہاں سے چلتی بنی۔ کرم یوگی کا کام دُنیا میں ایسا ہی بےغرضانہ ہوتا ہے۔ وہ کام پریم اور محبت کے ساتھ کرتا ہے۔ لیکن اُسے گہرا تعلق نہیں رہتا۔ اس طرز عمل کو تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کہتے ہیں ؏

جو کچھ خرابی ہے۔ وہ خود غرضی ہی ہے۔ اور جہاں انسان کے دل میں یہ آئی۔ پھر تمیز کی طاقت رخصت ہو جاتی ہے۔ اور وہ 'میں میں' اور 'تُو تُو' میں پڑ کر آتما یا اپنی ذات کی سمجھ کو کھو بیٹھتا ہے۔ خود غرض آدمی سخت تنگدل متعصب کٹر اور نادان ہوتا ہے۔ یہ تمام دُنیا کا دُکھ 'میرے اور تیرے' ہی میں ہے۔ یہ گیا اور پھر دُکھ کیسا! دُکھ تو ایسے ہی خود غرض تنگدل اور اگیانیوں ہی کے لئے ہے ؛۔

سنتوں کے کلام کو سُنو :۔

(۱) مور تور کی جیوری بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے۔ جا کے نام ادھار

(۲) مور تور بندھن کٹھن۔ آئے پھنسے سب لوگ
داس کبیرا کیوں بندھے نہیں بیوگ نہیں جوگ

(۳) مور تور سنسار ہیں۔ دُکھ آپت کی کھان

داس کبیرا ہے مسکھی ۔ پا سے سروپ کا گیان ۔

(۴) موہ تور پاتک مہا ۔ یہی پاپ کا روپ

داس کبیرا لکھ لیا ۔ پڑے نہ بھو کے کوپ

(۵) موہ تور اگیان ہے ۔ بھرم بھول ابھیمان

داس کبیرا پا گیا ۔ گورو تتو کا گیان

کرم یوگی میں "میرا تیرا پنا" یا خود غرضی نہیں ہوتی ۔ وہ اس قدر ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ کام کرتے ہیں ۔ کہ معمولی سمجھ والے اُنہیں کام کا غلام سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ وہ کام کے مالک ہیں ۔ اور مالک کی طرح دل کی تمام طاقت اُس میں لگاتے ہیں ۔ لیکن اُن کو ہر وقت اس بات کی سمجھ رہتی ہے ۔ کہ یہ کھیل اور تماشہ ہے ۔ اور کھیل تماشہ اُس وقت تک ہے ۔ جب تک اُس کے مقصد کی تکمیل نہیں ہو لیتی ۔ مقصد پُورا ہوا ۔ اور کھیل ختم ہوا ۔ کام تو وہ کرتے ہیں ۔ لیکن اُس کے نتیجہ یا ثمرہ یا پھل کی جانب اُن کی نظر نہیں رہتی ۔ نہ کامیابی پر اُن کو ناز یا غرور ہوتا ہے ۔ نہ ناکامیابی پر اُنہیں دُکھ یا پریشانی ہوتی ہے کام کرنا ان کا کام ہے ۔ کام سے صرف اُن کو اسی قدر تعلق ہے ۔ اس کے سوا وہ اپنے دل کو دوسرے جانب رجُوع نہیں کرتے ۔"

نند و بھائی بولے ۔ "لیکن اگر کوئی شخص ویراگی یا تیاگی ہو جائے ۔ تب تو اس کرم کے بندھن سے چھوٹ جائیگا ۔ پہلے جنم کے کرم تو وہ بھوگ لیگا ۔ آگے کے لئے کرم نہیں کرتا ۔ پھر اُس کا جنم مرن کیسے ہوگا !"

دیال نے کہا۔ "کیا نادانی کی گفتگو تم نے اس وقت کی ہے۔ یہ بات میں پہلے تم کو سمجھا چکا ہوں۔ لیکن پھر بھی تم نے وہی سوال کیا۔ سُنو۔ جو کرم سے بھاگتا ہے۔ وہ بُزدل اور مکار ہے۔ دھوبی کا کُتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ وہ قدرت کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بھی دھوکا دے رہا ہے۔ جنگل میں جا کر رہنے سے ہوگا کیا۔ بندھن کہاں چھوٹا! کرم کا قانون اٹل اور انصاف کے ساتھ سخت بے رحم ہے۔ وہ وہاں رہ کر کیا بنائیگا۔ اور اس کا دِل شانت کیسے ہوگا! اُسے پھر لوٹ کر مجبوراً کرم استھل میں آنا پڑیگا۔ اور جب تک کرم کا قرضہ کوڑی کوڑی بیباق نہ کرا لیا جائیگا اُسے یہ قدرت چین کب لینے دیگی!

من کے مارے بن گئے بن تج بستی ماہہ
کہیں کبیر کیا کیجئے یہ من نسمجھے ناہہ

بُزدل میں خوف کا مادّہ ہوتا ہے۔ خوف ہونے سے دِل میں خلا پیدا ہوتی ہے۔ اور اس خلا کے بھرنے کیلئے خوف کے قسم کے بیشمار خیال کی دھاریں اس کی طرف رجوع ہونگی۔ جس سے وہ اور بھی گھبرائیگا۔

اس کے سوا وہ آگے کے لئے کرم نہ کیسے کریگا! کیا وہ سُست بیٹھا رہ سکتا ہے۔ زندگی کا کون لمحہ ہے۔ جو کرم سے خالی رہتا ہے تمہاری مثال اور تمہارا سوال دونوں بتا رہے ہیں۔ کہ اس قسم کا بھگیشٹر و اگیانی ہے۔ اگیانی نہ ہوتا۔ تو وہ بُزدل بن کر کرم کے کشیتر سے بھاگتا کیسے! اس لئے کرم تو وہ کریگا۔ کرم کرنے سے نہ اُسے چھٹکارا نہیں

ہے۔ اور چونکہ اب تک اُسے کرم کے راز سے واقفیت نہیں ہے۔ اُس کا کرم آئندہ جنم مرن اور آواگون کا باعث ہوگا۔ وہ نجات یا مکتی کے راستہ میں ابھی تک نہیں آیا ٭

کرم یوگی برخلاف اس تیاگی کے شیر مرد کی طرح کرم کے میدان میں آتا ہے ہمت کے ساتھ کرم کرتا ہے۔ اور اپنے نشکام کرم کو مکتی کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ وہ سب کے لئے کام کرتا ہے۔ اُس کا کام اپنے لئے نہیں ہے۔ وہ غرض۔ خودغرضی۔ اور میرے تیرے پنے کے تعلق سے آزاد ہے ایسے شخص کو باندھ کون سکتا ہے! اس کے کرم نے بندھن کی تمام زنجیروں اور زنجیروں کی تمام کڑیوں کو پہلے ہی سے تڑا تڑا توڑ رکھا ہے۔ اُس کی زندگی کمل کی طرح ہے۔ وہ دُنیا میں رہتا ہے۔ اور دُنیا کا ہو کر نہیں رہتا۔ اور نہ دُنیا میں دُنیا کے لئے رہتا ہے۔ اُس کی ذات کا سمجھ میں آنا بھی مُشکل بات ہے۔ آسانی سے اُسے کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا ہے

جیسے جل میں کنول نرالم ۔ مرغابی نشانے
سُرت سبد بھوساگر ترئیے ۔ نانک نام لکھائیے

بارھویں کلا

کرم دھرم

نند بھائی نے کہا۔ "بھگون! آپ نے کرم کی بابت کافی جانکاری دی۔ کرم یوگ کا مسئلہ اچھی طرح حل ہو گیا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہر

شخص ایسے کرم کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔"

دیال بولا "یہ تو میں نے شروع ہی میں کہہ دیا ہے۔ کہ کرم لوگ کا بھی ادھکار ہوتا ہے۔ بغیر ادھکار کے کوئی کیا کر سکتا ہے۔ وہ تو سمجھ بوجھ سے بھی خالی ہوگا۔ اور جب تک سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ اس کا کرم اناپ شناپ ہوگا۔"

نند بھائی نے کہا "پھر ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟"

دیال بولا۔ "یہ سوال عام آدمیوں کی نظر سے تم کر رہے ہو۔ کسی قسم کی خصوصیت مدنظر نہیں ہے۔ گیانی۔ یوگی۔ اور بھگت قدرت میں خاص قسم کی مخلوق ہیں۔ ان کے جذبات خاص طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کا راستہ گیان یوگ۔ کرم یوگ اور بھگتی یوگ ہے۔ عام انسان گو کرم کرتے ہیں لیکن زیادہ تر وہ عامیت کے طبقہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ اپنے واسطے کوئی خاص راستہ تجویز نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کو قاعدہ میں رکھنے چلانے۔ اور مجلسی نظام کے قائم رکھنے کے واسطے ہر ملک کے عقلمندوں نے چند قسم کے ضابطے مقرر کئے ہیں۔ جن کی پابندی کو لازمی قرار دیا ہے۔ ان کا نام دھرم ہے۔ دھرم سنسکرت مادہ 'دھری' 'دھا' (دھارن کرنے یا اختیار کرنے۔ قائم رکھنے۔ چلانے) اور مَن (من) سے نکلا ہے۔ جو شے دل سے اختیار کی جائے۔ وہ دھرم ہے۔ اس کے اندر معمولی رسم۔ تہذیب۔ اخلاق۔ پوجا پاٹھ۔ بیوہار۔ مریادا۔ طرز معاشرت۔ وغیرہ سب کچھ آجاتا ہے۔ یہ بہت وسیع المعنے اور کثیر المرادی لفظ ہے۔ اور اس قدر طول طویل ہے۔ کہ اس کے اندر بھگتی۔ گیان

کرم تک سب ہی آجاتے ہیں۔"

نند بھائی نے کہا "آپ ہمیشہ لغوی معنے کے ساتھ ہر لفظ کے مجازی معنے بھی بتا دیا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر وہ رعایت ملحوظ خاطر نہیں رکھی گئی۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں۔ کہ اس کی بھی اسی نظر سے تشریح کر دیجائے ؟"

دیال بولا۔ "بہت خوب! دھرم کے معنے سنو۔ (۱) اخلاق (۲) مذہبی رسم (۳) قومی۔ ملکی۔ مذہبی رواج (۴) ویدوں کی ہدایت (۵) قابلیت (۶) تہذیب (۶) خوش چلنی (۷) خوش اطواری (۸) معصومیت (۹) اپنشد (۱۰) مستعملہ یا مروجہ ضابطہ (۱۱) آشرم (گرہستی۔ برہمچاری۔ بن پرستی سنیاسی) کے بیوہار (۱۲) ورن (برہمن کشتری۔ ویش۔ شودر) کے آچار (۱۳) راجاؤں کا انصاف (۱۴) دیا۔ رحم (۱۵) قانون۔ سمرتی۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب دھرم کہلاتے ہیں۔ گورکشا وغیرہ بھی دھرم سمجھے جاتے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔"

نند بھائی بولے "آپ نے دھرم کو کثیر المراد بتایا ہے۔ ساتھ ہی عام مجلسی افراد کے پابند رکھنے اور مجلسی نظام کے قائم رکھنے کا ذریعہ بھی اسے قرار دیا ہے۔ اور عامیت اور خصوصیت دونوں کے پہلوؤں کو اس میں شامل رکھا ہے۔ یہ تو میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا ان کے سوا اور بھی کوئی بات ہے۔ جس کی طرف ہم ست سنگیوں کی توجہ کا پھیرنا آپ لازمی سمجھتے ہیں۔"

دیال ہنسا "تمہارے سوال بھی خوب ہوتے ہیں۔ دوسرا شخص اور کوئی ہوتا۔ تو گھبرا جاتا۔ لیکن دیال تمہارے دل کے اندر داخل ہو کر اس

کے بھاؤ کو بھانپ لیتا ہے۔اس لئے اُس کی وضاحت کرنے پر قادر ہو جاتا ہے ٭

شنو۔نہایت اختصار کے ساتھ دھرم کے خاص پہلو کی طرف تم سے نظر کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔"آتما" پر پانچ غلاف چڑھے ہوئے ہیں (۱) انّ مے کوش (۲) پران مے کوش (۳) منومے کوش (۴) وگیان مے کوش اور (۵) آنند مے کوش۔ ان پردوں کو سنبھال رکھنا۔اُن کا جاننا پہچاننا اور اُن سے 'آتما' کو علیحدہ کرکے دیکھنا یہ بھی دھرم ہے۔کیا تمہارا یہ سوال نہیں تھا ؟ "

نند بھائی مسکرائے " ہاں! میری مُراد اس موقعہ پر اُن ہی سے تھی۔اب اُن کی صراحت کر دیجئے۔"

دیال نے کہا " یہ کوشش غلاف اور پردے ہیں۔اور یہ جسم ہیں جسم نہ ہو۔تو آتما کی کبھی سمجھ نہ آجائے۔اس لئے جسم کے کسی انگ کی طرف سے غفلت کرنا۔اور اُسے ناکارہ بنانا ادھرم ہے۔اور اُس کو اچھی حالت میں رکھنا۔اور اس کو جاننا دھرم ہے۔معمولی کپڑوں کی اگر حفاظت نہ کی جائے۔اُن کی صفائی نہ ہوتی رہے۔اور وہ نظر کے سامنے نہ رہیں۔تو بہت جلد برباد ہو جائیں گے۔اور اس قابل نہ رہیں گے۔ کہ گرمی سردی کی مصیبت سے ہماری حفاظت کر سکیں۔اس لئے اُن کی حفاظت کرنا دھرم ہے۔دھرم کو سنبھالو۔اور دھرم تمہاری سنبھال کریگا۔یہ مشہور مثل ہے " ویسے کپڑوں کو سنبھال رکھو۔اور کپڑے تمہاری سنبھال کریں گے "۔اُسی مطلب کو واضح کرتا ہے۔اسی طرح "جسم

کو پالو پوسو - اُس کی پرکھ پرکھ کرتے ہوئے اسی مقصد کو ظاہر کرتا ہے - ہان کپڑا اور جسم کے ساتھ کپڑا اور جسم کی طرح سلوک کیا جائے - یہ دھرم کی تعلیم ہے ❊

جسم پانچ ہیں - پانچوں کی پرورش پانچ طرح پر کی جاتی ہے :-

(۱) ان مے کوش (جسم کی) پرورش - آن اور غذا سے ہوتی ہے - اس لئے اُس کی غذا حاصل کرنے اُسے غذا پہنچانے اور اُس کی غذا پیدا کرنے کا خیال رہے - کسب معاش - پیشہ - صنعت حرفت کا دھرم سب اس مد میں آجاتا ہے ❊

(۲) پران مے کوش (طاقت) کی پرورش پران اور ہوا سے ہوتی ہے لطیف ہوا میں سانس لینا - ورزش کرنا - طاقتور رہنا - طاقت حاصل کرنے کی تدبیر سوچنا وغیرہ وغیرہ دھرم اس مد میں آجاتے ہیں ❊

(۳) منو مے کوش (من) کی پرورش علاوہ غذا اور ورزش کے نیک خیالوں سے ہوتی ہے - ست سنگ کرنا - اچھی کتابوں کا مطالعہ کرنا - اپدیش سننا - اچھے خیالات سے تعلق رکھنا - وغیرہ وغیرہ دھرم اس مد میں آجاتے ہیں

(۴) وگیان مے کوش (بدھی) کی پرورش مضبوط خیالات سے تعلق پیدا کرتے رہنے سے ہوتی ہے - یقین میں پختگی ہے - قوت ارادی مضبوط ہو - نشچے میں کمزوری نہ آنے پائے - غذا - ورزش اور خیال اس قسم کے ہوں - کہ بدھی کو لطیف اور مستحکم بنا رکھیں - یہ سب دھرم اس مد میں آجاتے ہیں - اور

(۵) انند مے کوش (خوشی) کی پرورش ہم آہنگی مطابقت - وحدت -

اور یگانگت۔ محبت اور یکجہتی سے ہوتی ہے۔ جو شخص خوش رہنا چاہے
وہ میل محبّت سے رہے۔ یہ اس کا دھرم ہے ؎
پانچ کوشوں کے پانچ دھرم تم کو بتا دیے گئے۔ ان سب کا تعلق
کرم سے ہے۔ اور جس کرم یا جن کرموں سے ان کی پرورش ہوتی ہے۔
وہی اُن کے دھرم ہیں ؎
دُنیاوی زندگی کے قائم رکھنے اور اس کے قاعدہ میں چلانے کے
لئے یہ پانچ اصول ہیں۔ جو پنچ کوشک سدھانت کہے جا سکتے ہیں۔
پھر سُنو:۔
(۱) کسب معاش کرو۔ دھن دولت پیدا کر کے جسم کو پالو ؎
(۲) طاقت ور رہو۔ ضعف نہ آنے پائے۔ تب جسم مضبوط رہیگا ؎
(۳) دل کی مضبوطی سے جسم مضبوط اور دل کے اچھے ہونے سے جسم
اچھا رہیگا۔ اِس لئے اچھے خیالوں سے تعلق رکھو ؎
(۴) عقل میں پختگی۔ تجربات میں وسعت۔ مشاہدات میں وسیع العقلی ہو
تب نیچے کی باتیں اچھی طرح سے حاصل ہونگی۔ اور
(۵) ان چاروں کی شمولیت سے خوشی اور آنند کی حالت نصیب ہوگی۔ جو
زندگی کو خوشنما اور خوشگوار بنا دیگی۔ اگر سب کچھ ہے۔ اور خوشی نہیں ہے۔
تو سب کیا کرایا لاحاصل اور بے سود ہے ؎
جو شخص ان پانچوں اصول کو مدّنظر رکھتا ہے۔ اُن کے عمل و شغل سے
خالی اور غافل نہیں رہتا۔ وہی آتما کو ساکشاتکار کریگا۔ دُوسرے سے
اُس کی امکان محال ہے۔ ۱۱

جسم کو ناکارہ رکھنا جاہلوں کا کام ہے	جسم کو مضبوط رکھنا عاقلوں کا کام ہے
جسم میں طاقت نہیں پھر کام کے قابل ہو کیا	جسم کو قابل بنانا قابلوں کا کام ہے
دل میں یکسوئی ہو تب علم و عمل کا لطف ہو	اس کو یکدل کرکے رکھنا عاملوں کا کام ہے
عقل میں ہو پختگی - فہم و ذکا جدت ملے	بیگماں یہ عقل ہی کے شاغلوں کا کام ہے

چار باتیں ہوں جو یہ حاصل تو پھر آوے خوشی اس سے غافل رہنا کودن غافلوں کا کام ہے

جس کو دُنیاوی خوشی نصیب ہے - وہی خوش نصیب ہے - جسمانی صحت کی منزل مُراد خوشی ہے - اس خوشی کے لئے سب کچھ کیا جاتا ہے - اتنے مدارج طے کر لینے پر پھر جو آتما کے گیان کی خوشی ملتی ہے - وہ بھی خوشی ہی ہے - اور وہ خوشی دائمی ہے - جو کبھی زائل نہیں ہوتی - ان پانچ دھرموں کا لحاظ رکھو - اور آخر میں تم اس سے محروم نہ رہ سکوگے -"

نند و بھائی بولے -"کیا اچھی بات اس وقت آپ نے سمجھائی ہے جو تمام علم و عمل - جوگ جگتی اور جپ تپ وغیرہ کا خلاصہ ہے - اس کی سمجھ ہمارے رادھاسوامی مت کے ست سنگیوں کو کمتر ہے - ان میں سے کسی کو کسی قسم کے جسمانی تکلیف کی شکایت ہے - کسی کو کسی مرض کا دکھ ہے"

دیال نے کہا -" اُنہوں نے عمل یا جوگ کا اصُول نہیں سمجھا - باصحت دل ہی باصحت جسم میں رہتا ہے - اور باصحت جسم ہی باصحت دل کے رہنے کا مسکن ہوتا ہے - اگر ان کو ابھیاس کی خوشی ملی ہوتی - تو یہہ شکایتیں کبھی نہ رہتیں - وہ سب (جسم پران - دل - اور عقل) کی اصلاح کرتی رہتی - اس خوشی کی معدومیت ایسے ان سمجھ ابھیاسیوں کو ہمیشہ دل کے دُکھڑے گا لینے اور سُنانے کی جانب مائل رکھیگی - اور ایسی حالت

میں وہ یوگ کا سادھن کیا کر سکیں گے !"

نندو بھائی بولے ۔" آپ نے دھرم کی کافی وضاحت کر دی لیکن کیا کوئی ایسا ایک اصول بھی ہے ۔ جس میں ان تمام کرموں کی کھپت آ جائے !"

دیال مسکرایا ۔" تم جان جان کر انجان بنتے ہو ۔ خیر ! چونکہ سوال کرتے ہو ۔ اس لئے جواب نہ دینا غلطی ہوگی ۔ ہاں ایسا دھرم ہے ۔ اور وہ دھرم اہنسا ہے

" اہنسا پرمو دھرمہ "

"کسی کا دل نہ دکھانا ہی سب سے بڑا دھرم ہے ۔"

جو اس دھرم کا پابند ہوگا ۔ وہ جسم کے پانچوں دھرموں کا عامل ہوگا اور بآسانی اُن کے نتیجوں کا وارث ہوگا ۔ انسان کچھ بھی نہ کرے ۔ صرف اسی ایک اصول کی پابندی مدنظر رکھے ۔ اور اُسے سب کچھ حاصل ہو جائیگا ۔ لیکن اس کا سمجھنا اور سمجھ کر اس کا ہمیشہ پابند رہنا آسان بات نہیں ہے ۔ یہ کرم یوگ کی عالیشان خیالی عمارت کی مضبوط بنیاد ہے ۔

اس کی مزید صراحت کے لئے ان جملوں کو یاد رکھو :-

(۱) اگر تم چاہتے ہو ۔ کہ تمہارے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا جائے ۔ تو تم بھی سب کے ساتھ محبت سے پیش آنا سیکھو ۔

(۲) اوروں کی جس بدسلوکی سے تم کو رنج پہنچتا ہے ۔ وہ بدسلوکی تم بھی اوروں کے ساتھ نہ کرو ۔

(۳) اوروں سے جس سلوک کے خواہشمند ہو ۔ وہی تم اوروں کے ساتھ بھی برتو ۔

(۴) من بچن کرم کو اختیار میں رکھو ۔ ان کو ضبط میں رکھنا یوگ کا عمل ہے

اور (۵) جو کام تم کو اصلی خوشی کے قریب لے جائے - وہ اچھا - اور جو رنج کے قریب لے جائے - وہ بُرا ہے - اور سُنو :-

جب دیال کے دل کو پڑھنے لکھنے اور مذہبی عمل و شغل سے اطمینان نہیں ملا - وہ مجبور ہو کر حضور رائے شالگرام صاحب بہادر (رادھا سوامی) کی خدمت میں پہنچا - گورو نے اُس کی حالت دیکھی اور شبد یوگ کی ترکیب بتا کر ست سنگ میں اُس کی جانب تین مرتبہ مخاطب ہو کر تین باتیں ارشاد فرمائیں :-

(۱) کرم کرو - بیکار نہ رہو - دل خود بخود یکسو ہوتا چلیگا :-

(۲) کرم کرتے وقت خیال رکھو - کہ اُس سے کسی کی دلآزاری تو نہیں ہوتی -

اور (۳) شہد کی مکھی بنو - غلاظت کی مکھی نہ بنو - اپنے کام کی چیز لے لو بیکام چیز کی طرف دھیان نہ دو :-

اور زندگی خوشگوار ہو جائیگی :-

دیال کی عملی اور علمی زندگی کی تہہ میں صرف یہ تین جملے بطور بنیاد کے قائم کئے گئے ہیں - دیال نے انہیں یاد کر لیا - ان کا سادھن کیا - اور وہ خوش ہے - اور اس رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں شبد یوگ کی ترکیب سکھانے کے علاوہ اُس کے تمام بچن بلاس - کلام قول اور کرم دھرم میں یہی جملے چکر لگا لگا کر آتے رہتے ہیں - یہی دولت ہے - جو اُسے گورو سے ملی ہے - اور عام آدمیوں یا ست سنگیوں کی طرح اُسے گورو کی زیادہ صحبت نہیں نصیب ہوئی - "

نند بھائی بولے " اس میں شک بھی نہیں ہے - یہ تمام تعلیم کا جوہر اور عطر ہے - غیر دلآزاری یا اہنسا نہایت مفید - کار آمد اور زندگی کا

سُدھار نے والا اصُول ہے ۔"

دلدہی دِلداری میرا رسم ہے آئین ہے
اور دِل آزاری بُغض و رشک ہے اور کین ہے
آئینہ ہو صاف دِل کا بال تک آنے نہ پائے
گیانی اور ویدانتی یوگی کا یہ ہی دین ہے
دِل شِکن دِل شکنی سے بچ ۔ دِل کسی کا مت دُکھا
کیوں تُو ناحق مذہب و مِلّت کا نُکتہ چین ہے
دِل پر اپنا قبضہ کر لے ۔ دل کو کرکے پاک و صاف
کیا پڑی تجھ کو خدا ہے ایک یا دو تین ہے
بے تعصّب بن کے رہ ۔ ہوں عقل و دِل تیرے وسیع
خوش ہے ایسا شخص وہ با عزت و تمکیں ہے
تُو خوشی کا بیج بو ۔ اور تُو خوشی کی فصل کاٹ
جو کسی کو رنج دیگا ۔ آپ وہ غمگین ہے
مذہبی تعلیم کا یہ عطر ہے ۔ اس کو سمجھ
جو نہ عامل اس کا ہو بیدین دبے آئین ہے

دُنیا میں مختلف قسم کے مزاج اور طبیعت والے ہیں ۔ کوئی کس سے کس سے اُلجھتا پھرے ! اور کیوں سب کے سُدھار اور اصلاح کا ٹھیکہ دار بنے ! کیا یہ کافی نہیں ہے ۔ کہ اپنی ہی اصلاح کی جانب نظر رہے ۔ بحرم یوگی کے یہاں اسی وجہ سے کسی قسم کے وعظ اور تلقین کا اہتمام نہیں ہے ۔ وہ کسی کے ساتھ مذہبی بحث و مباحثہ نہیں کرتا پھرتا

اُسے صرف اپنے کام سے کام رہتا ہے - ہزاروں باتیں کہنے سے ایک اچھا کام کرنا لاکھوں درجے بہتر ہے"

تیرھویں کلا

آنند یا خوشی

نند بھائی بولے "اہنسا بڑا دھرم ہے - میں اسے صحیح تسلیم کرتا ہوں - لیکن یہاں مشکل ہے - کہ کسی دو مذہب کے دھرم یکساں نظر نہیں آتے - ایک کے یہاں جو دھرم ہے - وہی دوسرے کے یہاں ادھرم ہے - ایک شخص مسلمان کی حیثیت میں جانوروں کو ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا دھرم سمجھتا ہے - دوسرا شخص جینی کی حیثیت میں جانوروں کو ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا ادھرم قرار دیتا ہے - اور بھی کتنی باتیں ہیں - جو سب میں عام نہیں ہیں - اور ان کے طرز عمل اور بیوہاروں میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے - کوئی کسے جھوٹا سمجھے - اور کسے سچا سمجھے - یہاں آکر انسان کی عقل بھرم میں پڑ جاتی ہے - اور وہ مجبور ہو کر یہ نتیجہ نکالتا ہے - کہ دھرم ڈھکوسلا ہے - اور سچائی یا حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے - یہ انسان کی من گھڑت باتیں ہیں - کسی کے یہاں ایک شادی کرنا دھرم ہے - کسی کے یہاں چار چار یا اس سے بھی زیادہ شادیاں کرنے کا رواج ہے - اور وہ اُسے دھرم بتاتے ہیں - میں اگر چاہوں - تو اس قسم کی بے شمار باتیں کہہ سکتا ہوں - جو ایک جگہ دھرم ہے - اور دوسری جگہ وہی ادھرم ہے - اس کا باعث کیا ہے!"

دیال نے کہا۔ "تم نے یہاں مذہبی بحث چھیڑ دیا۔ تم مذہب کو ڈھکوسلا بتاتے ہو۔ لیکن میں ایسا نہیں کہتا۔ مذہب غیر ضروری چیز نہیں ہے نظام قدرت میں جس شے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ نہیں رہ سکتی۔ ان مذاہب کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ موجود ہیں۔ اور ہر مذہب کسی نہ کسی شکل میں کسی نہ کسی انسانی گروہ کے فائدہ کا باعث ہے۔ جیسا انسان ہے۔ ویسا ہی اُس کا مذہب ہے۔ اور جیسا پجاری ہے۔ ویسا ہی اُس کا دیوتا یا خدا ہے۔ ان کے درمیان باہمی نسبت ہے۔ تمام انسان یکساں طبیعتیں نہیں رکھتے اور اس لئے سب کے خدا یا ایشور بھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ جن کے جیسے دلی اور عقلی جذبات ہیں۔ انہیں کے موافق اُن کے مذہب طور طریقے ارکان پرستش اور مقصد پرستش ہیں۔ معمولی انسان کا ایشور۔ بڑا انسان ہے۔ اور وہ اُسے باپ۔ حاکم۔ دوست۔ پیار کرنے والا۔ کارساز اور مختلف قسم کے انسانی اوصاف سے موصوف کر کے اُستتی گاتا اور حمد و ستائش کرتا رہتا ہے۔ اگر شیر اور بلیوں کا مذہب ہوتا۔ تو اُن کے خدا بھی بڑے شیر اور بڑے بلے ہوتے۔ جو جیسا ہے۔ اُس کا مذہب بھی ویسا ہے۔ جو انسان حیوانیت کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کے جذبات اور محسوسات بھی حیوانوں جیسے ہوں گے۔ اور سوا حیوانیت کے طریق کے اور کوئی طریق اُن کی دلی کشش اور دلی میلان کا باعث نہ ہوگا۔ اس لئے مذاہب اور مذاہب کے دھرم کرم میں اس قدر اختلافات ہیں۔"

"اہنسا یا معصومیت کا طریق اُن آدمیوں کے لئے ہے۔ جن کے دل

اور عقل میں لطافت اور وسعت آگئی ہے۔ سب اس کے پابند نہیں ہوتے۔"

"اب پھر تم انہیں باتوں کی طرف توجہ کرو۔ جو میں کوشوں یا غلافوں کے سلسلہ میں تم کو سمجھا چکا ہوں۔ اور یہ مضمون خاص طور پر خاص قسم کا دلچسپ ہو جائیگا۔

جن کا جسمانی غلاف 'ان مے کوش' گھنا ہے۔ ان کا طریق جسم پرستی کے سوا اور کیا ہوگا! کھانے پینے کے سوا ان کو اور کسی بات کا دھیان نہیں رہتا۔ یہ حیوانیت کا سب سے زیادہ سفلی طبقہ ہے۔ ان میں بھی تین گنوں میں سے کمی زیادتی سے فرق ہوگا۔ جو تامسک اور تموگنی ہونگے۔ وہ گوشت خوار ہونگے۔ قربانی کرنے۔ جانوروں کے بلدان کرنے۔ اور ان کے گوشت پوست کھانے۔ ہڈی چبانے۔ اور خون پینے میں ان کو خاص مزہ آئیگا۔ ان کا خدا بھی جبّار۔ قہار۔ کرار اور جسمانیت کے تمام حیوانی اوصاف لئے ہوئے ہوگا۔ جو ستوگنی اور رجوگنی ہونگے۔ وہ ان سے کچھ مختلف ہونگے لطیف انسان کے کان گوشت کے کھانوں کے نام سنتے ہی سے کترائینگے لیکن ان کو خوشی ملتی ہے۔

جن کا دوسرا غلاف پران مے کوش گھنا ہے۔ وہ طاقت اور زور کے دلدادہ ہونگے۔ ان کی غذا۔ طور طریقہ۔ رسم و آئین۔ خدا اور ایشور انہی کے موافق ہونگے۔

جن کا اندرونی غلاف منومے کوش لطیف ہو گیا ہے۔ وہ ان دونوں سے مختلف ہوں گے۔ اور اصلی انسان کی پیدائش اسی پردہ

کی خصوصیت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اُس کے بموجب اپنے آئین قانون گھڑیگا *

جن کا ودگیان مے کوش یعنی عقلی پردہ کافی طور پر نشو نما پاکر لطیف ہے۔ اُن کا مذہب۔ طور طریق۔ خدا وغیرہ سب عقلی اختراع کے بموجب ہوں گے۔ یہ انسان دُوسرے درجہ کا کہا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جن کے آنند مے کوش کی ترتیب ترکیب اچھی طرح ہوئی ہے۔ اُس کا خدا خوشی مجسم ہوگا۔ اور اُس کے سب کام کی بُنیاد خوشی پر رہیگی۔ اور علیٰ ہذا القیاس *

اب غور کرو۔ تم کسے بُرا اور کسے بھلا کہہ سکتے ہو۔ جس کی جیسی پرکرتی ہے۔ ویسا ہی تو وہ کریگا۔ اِس لئے اپنی اپنی جگہ پر سب کی حیثیت ہے۔ اِس کے علاوہ یُوں بھی سب کے دھرم یکساں نہیں ہو سکتے۔ گرہستی کا دھرم اور ہے۔ برہمچاری کا اور ہے۔ ون پرستی کا اور ہے۔ اور سنیاسی کا اور ہے۔ سب ایک جیسے دھرم والے نہیں ہو سکتے۔ ہاں عقلا نے قدرت سے عام اصُول اخذ کر کے دھرم کی مریادا قائم کی ہے۔ جس پر کمی بیشی کے ساتھ سب چل سکتے ہیں۔ اور چلتے ہیں۔ اِس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ تاہم پرکرتی یا گنوں کے زیر اثر سب سے اِس کی خلاف ورزی ہوتی ہی رہتی ہے *

نندو بھائی بولے "لیکن ہم تو ہمیشہ سے ایسا سُنتے چلے آئے ہیں۔ کہ دھرم میں ردّ و بدل نہیں ہوتا۔ وہ یکساں طور پر رہتا ہے۔"

دیال مُسکرایا۔ "سُنتے چلے آئے ہو۔ تو اب بھی سُنتے چلے چلو۔ تم کو سُنتے

چلنے سے روکتا کون ہے ! دھرم ایک حالت میں رہ کیسے سکتا ہے ؟ برہمچاری کا دھرم کچھ اور ہے۔ گرہستی ہونے پر وہ اور کچھ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے انسان کے دِل کی گھڑت ہوتی ہے۔ ویسے ویسے اُس کا دھرم بھی بنتا بگڑتا ہے۔ بیضلی انسان میں دیا دھرم کیسا ! ہاں جب وہ سمجھنے بوجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ تب اُس کے ہاں دھرم کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ سوچتا ہے۔ کہ جیسا ہمارا دِل۔ ویسا ہی دُوسرے کا دِل۔ جیسے ہم کو دُکھ ہوتا ہے۔ ویسے ہی دُوسرے کو بھی ہوتا ہے۔ اور علیٰ ہذالقیاس۔ تب وہ اپنے دِل میں دیا اور رحم کے اصُول کو قائم کر لیتا ہے۔ اور وُہی اُس کا دھرم ہو جاتا ہے۔ جو من سے دھارن کیا جائے۔ وہ دھرم ہے۔"

نند و بھائی بولے "دھرم کے خیال سے کرم کرنا اِس نظر سے اچھا ہے کرم یوگی دھرم کا بھی پابند ہوتا ہی ہوگا !"

دیال ہنسا۔ "خیر نہیں۔ اِس وقت تم کیسے بہکے بہکے سوال کرتے ہو۔ کرم یوگی ادھرمی تو نہیں ہوتا جس کی وجہ سے تم کو یہ سوال کرنا پڑا۔ اُس کا درجہ دھرمی آدمیوں سے بہت اُونچا ہوتا ہے جس کا شاید تم کو اب تک خیال بھی نہ ہوگا۔ دھرم میں پاپ پُنیہ۔ حق ناحق۔ عذاب و ثواب کا سوال ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اِس لئے یہ خود غرضی کے الزام سے بری نہیں ہوتا۔ کرم یوگی کے یہاں پاپ پُنیہ کا سوال ہی نہیں ہے۔ وہ اس غرض سے کرم نہیں کرتا۔ کہ مذہب اُس کی ہدایت کرتا ہے۔ یا آنکہ اُس کے کرنے سے اُسے پُنیہ یا ثواب ہوگا۔ اگر پُنیہ یا ثواب کی نیت دِل میں رکھ کر

بجرم کیا جاتا ہے۔ تو وہ کرم کی نظر سے کرم نہیں ہے۔ وہ مذہبی دھرم ہے
ماں باپ کی خدمت۔ عزیزوں کی محبت۔ بڑوں کی تعظیم۔ خیرات وغیرہ سب
اچھے ہیں۔ لیکن ان سے کہیں اچھا کرم یوگی کا کرم ہے۔ اُس میں کوئی
غرض مدنظر نہیں رہتی۔ اگر وہ کسی کو خیرات دیتا ہے۔ تو اس کے معنے یہہ
نہیں ہیں۔ کہ وہ دھرم یا مذہب کے زیر ہدایت ایسا کر رہا ہے۔ بلکہ وہ اس
کی فطرت میں داخل ہو گیا ہے۔ وہ سورج۔ چاند اور ستاروں یا دوسری
طاقتوں کی طرح بلا کسی واسطہ یا غرض کے کام کر رہا ہے۔ اور وہ اس کی زندگی
کی شان۔ زندگی کی خصوصیت اور زندگی کا قدرتی جذبہ ہے۔ جو اُسے تمام
دُنیا۔ دُنیا کی تمام مخلوق اور خلقت کے تمام افراد سے وابستہ کر رہا ہے۔
سنتوں کے کلام سُنو:-

(۱) دیہہ دھرے کا گُن یہی دیہہ دیہہ کچھ دیہہ
کہیں کبیرا دیہہ تو۔ جب لگ تیری دیہہ (۱)

(۲) دیہہ کھیہہ ہو جائیگی۔ پھر کون کہیگا دیہہ
نشچے کر اوپکار ہی۔ جیون کا پھل ایہہ (۲)

(۳) دھن دیئے دھن نا گھٹے۔ ندی نہ گھٹے نیر
اپنی آنکھوں دیکھ لو۔ یوں کتھ کہیں کبیر (۳)

(۴) گیان دیئے تے نا گھٹے گیان سہج پرکاش
کہیں کبیر دیکھو پرکھ۔ سورج اُدے اکاس (۴)

(۵) دیا دیئے نہیں دیا گھٹے۔ دیا کا من میں سوت
کہیں کبیر بچار کے۔ دھرم دیا سے ہوت (۵)

(ہمدردی)

اِس کلام میں کرم یوگ کے اصُول کا لب لباب موجود ہے۔ اِس سے
زیادہ اور بہتر شاید ہی دُنیا کے کسی رُوحانی مُعلّم نے تعلیم دی ہوگی۔ یا یہ کرم
یوگ کا عطر اور جوہر۔ خلاصہ اور نچوڑ ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" اِس طرح کے کرم کرنے میں کیا راز ہے؟"

دیال نے کہا۔" محبت اور خوشی! خوشی اور محبّت! محبت خوشی
اور خوشی محبت ہے۔ محبت کے معاملہ میں غرض۔ ذاتی فائدہ۔ یا جُزوی
خواہ کُلّی نفع کا مطلق خیال نہیں ہوتا۔ اور یہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ کمی پر نہیں
آتی۔ اور نہ وُہ قید و بند یا جسمانی اور دِلی تعلق کا باعث ہوتی ہے۔ یہ خوشی
ہے۔ جو قدرت کا نہایت جھینا پردہ ہے۔ پردہ تو یہ بھی ہے۔ جسے آنند
مے کوش کہتے ہیں۔ لیکن یہ اِس قدر جھینا اور باریک ہے۔ کہ 'آتما' کو
بالکل ڈھک کر دبا نہیں لیتا۔ اِس کے اندر سے 'آتم پرکاشش' کی جوتی
کی سُپھرنا اسی طرح برابر۔ باقاعدگی۔ اور سلسلہ کے ساتھ جاری رہتی ہے
جیسے فانوس شمع پر تاریکی پیدا کرنے والا حجاب نہیں ہوتا۔ اِس کا نام
تمہارے رادھا سوامی مت میں پریم ہے۔ یہ پریم آنند ہے۔ آنند
سے ہے۔ آنند گھن ہے۔ اور گیان کی جان ہے۔ جس کی تشریح اور صراحت
زبان سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اور لفظوں کی کثیر مقدار بھی اچھی طرح اس کا
نقشہ بنا کر دکھا نہیں سکتی۔ پریم نکھیّہ ہے۔ پریم سب کا سار ہے۔ پریم
آتم تتو کا بھنڈار ہے۔ کرم یوگی اِسی پریم کے زیر اثر ساری زندگی پریم
کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ اور پریم کا سُورج بن کر پریم کی کرنوں سے ساری
دُنیا کو روشن۔ مسرت کدہ بنا رکھتا ہے۔ اور وہ جہاں جہاں جاتا ہے سب

جگہ نورًا اعلیٰ نور ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ مشکل ہے۔ کیونکہ خود غرض سفلہ ہمت اور جسم پرست انسان کو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اور یہہ طریقہ نہایت ہی آسان ہے۔ کیونکہ قدرتی خلط ہے جس سے ذرہ ذرہ۔ قطرہ قطرہ۔ ریگ ریگ۔ اور انو انو۔ پرمانو پرمانو۔ کو ایک ساتھ گتھ رکھا ہے۔

سنتوں کی بانی سنو:۔

(۱) یہ تو گھر ہے پریم کا خالہ کا گھر نا نہہ
سیس کاٹ پگ[۱] تل دھرو۔ تب پیٹھو گھر ما نہہ (۱)

(۲) پریم نہ باڑی اُوپجے پریم نہ ہاٹ بکائے
راجا رانا جو رُچے سیس کاٹ لے جائے (۲)

(۳) چھن رودے چھن میں ہنسے۔ سو تو پریم نہ ہووے
اگھٹ پریم پنجر[۳] بسے۔ پریم کہاوے سوے (۳)

(۴) پریم پریم میں بھید ہے۔ پریم پریم میں بھاو
سوئی پریم سراہئے۔ جو پریم بتاشے داو (۴)

(۵) کتھ کتھ کر سب مر گئے پڑھ پڑھ کر رہے روے
بن پریم کبیرا کہے۔ گئے جنم کو کھوے (۵)

(۶) پریم امولک گیان ہے۔ پریم بویک کی کھان
کہیں کبیر وچار کر۔ پریم کی کتھا مہان

(۷) پریم بھاو من میں بسا۔ لیا پریم پہچان
دیا نگاڑا پریم کا۔ لال کھڑے میدان (۷)

---

[۱] سر [۲] پاؤں کے نیچے [۳] جسم ؎

(۸) پریم بنج[1] نہیں کر سکے - چلے نہ پریم کی گیل[2]
مانش تن کی کھال کو اوڑھ پھرے جیوں بیل (۸)

(۹) جب میں ہوں تب گورو نہیں - جب گورو ہیں میں نانہہ
پریم گلی اتی سانکری[3] تامیں دو نہ سمانہہ (۹)

(۱۰) پریم پیالا بھر پیا - راچ رہا گورو گیان
پریم مگن پریمی بھیا - دُشا نہ کوئی جان (۱۰)

(۱۱) پریم پیالا جو پیئے - سیس دکشنا دے
لوبھی پریم نہ پی سکے - نام پریم کا لے (۱۱)

(۱۲) پریم پیالا سوگم ہے - پیوت اَدِھک رسال[4]
کبیر پینا کٹھن ہے - مانگے سیس کلال (۱۲)

(۱۳) کبیر بھٹی پریم کی بہت جو بیٹھے آئے
سر سونپیں سو پیئنگے - اور سے پیا نہ جائے (۱۳)

چودھویں کلا

پریم

دیال نے کہا: صحیح اور سچے معنے میں کرم یوگ پریم کا مارگ ہے بغیر پریم کے کوئی شخص ایسی نفس کشی - ایثار نفسی اور قربانی نہیں کر سکتا - دُنیا کے ہر کام میں معاوضہ طلبی اور خود غرضی ہے - اس طریق میں ان باتوں کا نام و نشان تک نہیں رہتا - اور تم سمجھ سکتے ہو - کہ آدمی پریم

---

[1] سودا [2] راستہ [3] تنگ [4] لذیذ

یا محبت کے خاطر کیا نہیں کر سکتا ؛

(۱) دھرم کرم کے بھرم میں۔ مرم نہ پایا جان
مرم تتو کا پریم ہے۔ شرت شبد پہچان (۱)

(۲) پریم کی مہما اکتھ ہے پریم رتن دھن کھان
تن دے من دے سیس دے۔ پریم نہ دیجے جان (۲)

(۳) جیسی لو پہلے لگی۔ تیسی نبھے اور تک
کوٹک اپنے دیہہ کی کو کیے۔ تارے پُرش کرور (۳)

نندو بھائی بولے " حضرت ! آپ کرم جوگ کی صراحت کر رہے ہیں یا رادھا سوامی مت کا دیا کھیان سُنا رہے ہیں۔ یہ تو اسی مت کی تعلیم ہے۔"

دیال ہنسا۔ " سو سیانے ایک مت ! تم لوگ اصلیت کی جانب نظر نہیں رکھتے۔ ناحق مت متانتروں کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ ست سنگ کرو۔ تاکہ سچائی کا پتہ لگے۔ تم میں پنتھ پسندی ہے۔ حق پسندی نہیں ہے یہ سبب ہے۔ کہ کٹر تنگدل اور متعصب ہو گئے ہو۔ سنتوں کا طریق خالص کرم یوگ ہے۔ جس میں گیان کو اس قدر اہمیت نہیں دی گئی۔ صرف کرنی۔ اور کرم کو مکھیہ مانا گیا ہے۔ لیکن کرنی اور کرم ایسے ہوں۔ جیسا کہ کرم یوگی کرتا ہے۔ ست پُرش رادھا سوامی صاحب کا کلام ہے۔

یہ کرنی کا بھید ہے۔ ناہیں بدھی وچار

"کتھنی تج کرنی کرو - تب پاؤ کچھ سار

لیکن اس کلام سے کبھی یہ نتیجہ نہ نکالنا - کہ بدھی وچار بالکل ہی فضول ہیں - بغیر سمجھے بوجھے کا کرم - اندھ پرمپرا - اور اندھ وشواس ہے - جو ناداری اور پشیمانی کے خندق میں گراتا ہے - اس بدھی وچار کی کمی ست سنگ کے بچنوں کے ذریعہ پوری کردیجاتی ہے - اسی وجہ سے ست سنگ کرنے کے لئے تاکید کی جاتی ہے -"

گورکھپور سے آئے ہوئے ست سنگی بول اٹھے - "آپ کا ست سنگ بہت غنیمت ہے - جہاں ہر بات کی سمجھ بخشی جاتی ہے - ورنہ ہم لوگ تو اصلیت کے علم کی نظر سے اب تک کورے کے کورے ہیں - اور صرف کرمی - شرعی اور رسم پسند بن رہے ہیں -"

دیال خاموش رہا - ان کی اس بات کا کچھ جواب نہیں دیا -

نند بھائی بولے - "اس پریم مارگ یا کرم یوگ کا انجام کیا ہوتا ہے؟"

دیال نے کہا - "پریم کا عمل و شغل کرتے ہوئے جب پریمی کرم یوگی اس حالت میں آجاتا ہے - تب اسے حقیقت کا خود بخود ساکشاتکار (عین الیقین) ہو جاتا ہے - وہ ہر شے میں اسی کا جلوہ دیکھنے لگتا ہے اور سوا اس کے اسے اور کوئی شے نظر نہیں آتی - اور وہ مستی اور وجد کی حالت میں صدا دینے لگ جاتا ہے :-

رادھا سوامی کرم دھرم رادھا سوامی رادھا سوامی نیم ھرم رادھا سوامی
رادھا سوامی کرن بھان رادھا سوامی رادھا سوامی بھگتی گیان رادھا سوامی
رادھا سوامی درشٹی درشٹا رادھا سوامی رادھا سوامی سرشٹی سرشٹا رادھا سوامی

رادھا سوامی کرم کرتا رادھا سوامی رادھا سوامی دھرن دھرتا رادھا سوامی
رادھا سوامی رادھا سوامی رادھا سوامی گاؤ
رادھا سوامی رادھا سوامی رادھا سوامی دھیاؤ

یہ تمہارے نقطہ نگاہ سے اِس پریم کا انجام ہوتا ہے۔ اب سوچو اِس میں اور ویدانت مت میں کیا فرق رہا؟"

نند و بھائی دم بخود ہو گئے۔ اُن کی زبان سے پھر کوئی کلمہ نہیں نکلا۔ دیال نے دو چار لمحہ اُن کے مزید سوال کا انتظار کیا۔ لیکن وُہ چُپ ہو گئے۔ دوسرے ست سنگی بھی سکوت میں آ گئے۔ تب دیال نے خود ہی کہا:-

"پریم کی انتہائی حالت میں ذات پانت۔ مت متانتر۔ رنگ رُوپ۔ اور کرم دھرم کا جھگڑا ہمیشہ کے لئے مِٹ جاتا ہے۔ سوا حقیقت کے اور کسی شئے کا دھیان تک نہیں آتا۔ آگے پیچھے۔ اُوپر نیچے ہر رنگ رُوپ میں ذات حقیقت کی جلوہ آرائی کے مناظر پیش نظر۔ پس نظر۔ مدنظر اور منظور نظر ہو جاتے ہیں۔ آنکھ اس قدر باریک بین ہو جاتی ہے۔ کہ وہ سامنے کھڑے ہوئے انسان کے خط و خال اور اعضاء و حواس پر نہیں ٹھیرتی۔ بلکہ اُس کے ان مے کوشش۔ پران مے کوشش۔ منومے کوشش۔ وگیان مے کوشش۔ اور آنند مے کوشش کے جسمانی پردوں کو چیرتی ہوئی وہاں اُس مرکز پر جا کر ٹھہرتی ہے۔ جہاں وہ پریم مے۔ آنند مے۔ پریم گھن۔ اور آنند گھن پریتم پس پردہ بیٹھا ہوا مختلف شکلوں میں

اپنی صورت آرائی - جلوہ آرائی - خوشنمائی - اور خوش ادائی کے کھیل کھیل رہا ہے - وہی اُس میں ہے - جو اِس میں ہے - وہی پنڈ میں ہے وہی برہمانڈ میں ہے - وہی سمندر میں ہے - وہی بُوند میں ہے - وہی سُورج میں ہے - وہی کرن میں ہے - وہی کال میں ہے - وہی دیش ہمت اور دستو میں ہے - اُس سے خالی ایک شے بھی نہیں ہے - اور ہو کیسے سکتی ہے! وہ کامل ہے - پورن ہے - سب ہے - محیط ہے کُل ہے اور جزو ہے -

(۱) بُوند سمانا سندھ میں یہ جانے سب کوئے
سندھ سمانا بُوند میں - برلا سمجھے کوئے (کبیر)

(۲) سُور کرن دو اُو ایک ہیں - دونو ہیں یک سار
برہم جیو دو اُو ایک ہیں - گیانی کرے وچار (۲)

(۳) رنگ روپ ریکھا نہیں رنگ روپ کو تیاگ
رنگ روپ کے انت کو - لکھ - گورو چرنن لاگ (۳)

(۴) گم میں اگم - سو گم سوئی - نگم آگم پہچان
الکھ میں لکھ اور سُو لکھ ہے - یہ گورو مت گورو گیان (۴)

(۵) نام - انام - سُو نام ہے - رُوپ - ارُوپ - سرُوپ
اپنی بدھی پہچان لے - کیا پرجا کیا بھُوپ (۵)

ایک ہے اور ایک ہی کا جلوہ ہے ہر چار سُو
مجھ میں ہے وہ تجھ میں ہے وہ جن میں ہے انسان میں

ایک ہی کا شور برپا ہو رہا ہے کُو بہ کُو
دیکھ اپنی ذات کس کی کر رہا ہے جستجو

ویدانتیہ جگت ۲۰

تل میں ہے حال میں ہے دل میں ہے اور جسم میں
دیر میں ہے وہ حرم میں ہے عبد میں عابد میں ہے
برگ میں ہے نخل میں ہے شاخ میں ہے جڑ میں ہے
یَن میں ہے وہ تُو میں ہے ۔ ہے تُو کے مَیں کے بیچ میں
وہ ہی معراج تمنا ہے وُہی علم و عمل

مختلف انداز پر اُس ایک کی ہے گفتگو
اُس کی جب آئی سمجھ ۔ دل کی مٹی سب آرزو
پھل میں وہ رہتا ہے اور پھولوں کے اندر کیا بُو
کیا کہوں کیسے کہوں وہ میں ہوں یا ہے آپ تو
راز پا جاتا ہے اُس کا اپنے اندر راز جو

اے نند و بھائی! کرم یوگی اِس طرح اپنے کرموں کے ذریعہ حقیقت کا گیان حاصل کر لیتا ہے ۔ پھر اُس کا کرم کرم نہیں کہلاتا ۔ یہ کرم کرم کی نسبت اور نسبتی رعایت سے اُونچا ہے ۔ پھر نہ اُسے دُکھ ہے ۔ نہ سکھ ہے ۔ نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے ۔ وہ مُکت ہو جاتا ہے ۔ جیسے جی زندان پد ۔ ست پد ۔ دھرپد ۔ اور کیبولیہ پد کو پراپت کر لیتا ہے ۔ جب ایک ہی ایک رہ گیا ۔ تو پھر متضاد اور دوند کی کیفیت کا پتہ کہاں رہا ۔ کثرت گئی ۔ اثنینیت اور غیریت گئی ۔ یگانگت اور وحدت آ گئی ۔ کچھ دنوں تک ممکنا اس وحدت کا علم رہیگا ۔ پھر یہ علم بھی اُس راز حقیقت میں محو اور فنا ہو جائیگا ۔ جو سب کا سہارا ۔ مدار علیہ اور ادھشٹان بنا ہوا ہے ۔ پھر کیا ہوگا! اس سوال کا دیال کے پاس جواب نہیں ہے ۔ ہاں بطور اشارہ اس قدر کہا جا سکتا ہے ۔ کہ وہ ذات مطلق ۔ ہستئ مطلق ۔ وجود مطلق اور جوہر مطلق ہے ۔ دائم ہے ۔ قائم ہے ۔ سکون ہے ۔ قرار ہے ۔

جب زباں گونگی ہوئی کیسے کرے کوئی بیاں
دل میں آئی بیدلی ۔ بیدل نہ بیکدل وہ رہا
ہو جدا ہم سے تو ہم اُس کی کریں ہر سو تلاش

کان جب بے کان ہیں پھر کیا سُنیں وہ داستاں
عقل کا امکاں نہیں اُس کو کوئی ڈھونڈے کہاں
ہم ہیں وہ ۔ وہ ہم ہے زائل ہو گئے وہم و گماں

وہ اِدھر ہے وہ اُدھر ہے وہ محیطِ دہر ہے — وہ زمیں وہ آسماں ہے وہ یہاں ہو وہ وہاں

وہ ہے ظاہر وہ ہے باطن نور ہے سایہ ہو وہ — کیسے ہم اُس کو بتائیں جو عیاں ہو جو نہاں

بسترِ اکبر کی سمجھ کہنے میں سُننے میں نہیں — معرفت کے منکتے سمجھے دل ہو جس کا نکتہ داں

اپنے آپے کا جو آپا ہو وہ اپنا آپ ہے — وہ مکیں ہے لامکاں ہو وہ ہے خود ظرفِ زماں

اس قدر گفتگو کے بعد دیال خاموش ہو گیا۔ آنکھوں کو بند کر لیا۔ ست سنگیوں نے سمجھا۔ اب ست سنگ ختم ہو گیا۔ کہنے سُننے کی کوئی بات باقی نہیں رہی سب نے مل کر حسبِ دستور بندنا۔ پرارتھنا کے شبد پڑھے۔ اور دیال کو نمسکار کر کے اُسے وجد کی حالت میں چھوڑا اور آرام کرنے کی نیت سے رادھا سوامی دھام کے سادھو آشرم کے کمروں میں جا کر لیٹ رہے جو اُنہیں کی آسائش کے خیال سے تعمیر ہوا ہے ؛

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!! رادھا سوامی سہائے!!!

ختم ہوا

ویدانت میگزین کے جلد ۳ کا پہلا نمبر

جس کا نام

کرم گیان پرکاش

ہے

التماس نمبر ا | اس وقت میں ہمہ تن تحریر کے کام میں مصروف ہوں۔ اگر میرے پڑھنے والے خواہشمند ہوں۔ اور دل سے شوق رکھتے ہوں۔ تو میں اپنے ڈھنگ پر

شریمد بھگوت گیتا

کو قلمبند کر دوں۔ کتاب ضخیم۔ جامع اور مکمل ہو گی۔ اور ویدانت کے سمجھنے سمجھانے کے لیۓ ہر طرح سے کافی ثابت ہو گی۔ اس ایک کے مطالعہ سے سب کچھ سمجھ میں آ جائیگا۔ جن کی خواہش ہو۔ اپنی پیشگی درخواست بہت جلد مینجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ انارکلی لاہور کے پتہ سے بھیجدیں۔ تاکہ اُن کی خواہش کو دیکھ کر جلد اُسے پوری کر دوں۔ ورنہ اگر راد ہا سوامی دھام کے ست سنگ کے کام میں لگا۔ تو پھر فرصت نہ رہیگی ؛

شیوبرت لال

مینجر کی درخواست | ویدانت میگزین کس قسم کی چیز ہے۔ اُسے ناظرین خود سمجھتے اور سمجھ سکتے ہیں۔ ویدانت کے پریمیوں کو موقعہ ہے۔ کہ وہ اسے کثیر الاشاعت بنائیں۔ دو چار خریدار پیدا کرنا مشکل کام نہیں ہے انگریزی اردو۔ ہندی زبان یا دُنیا کی کسی تصانیف اور تالیف کے سلسلہ کو اس کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر یہ کام کی چیز ہو۔ تو میری مدد کر کے اس یگیہ کے کار خیر میں شرکت کرو۔ اور اگر ایسی نہیں ہے۔ تو آپ کو اختیار ہے۔ اور میرا کہنا سُننا بے سُود ہے۔ بغیر پڑھنے والوں کی مدد کے میں اسے زیادہ دلچسپ زیادہ شاندار اور زیادہ خوشنما نہیں بنا سکتا ؛

فی التاریخ
۱۵ جولائی ۲۵ء

نند کشور ملہوترہ
مالک و پبلشر ویدانت میگزین
چنگڑ محلہ۔ انارکلی۔ لاہور

ہفتہ وار اخبار

رمتا رام

اخلاق۔ ادب۔ رُوحانیت اور تصوف کے معلّم

ہفتہ وار اخبار

ہفتہ وار اخبار

ہر ہفتہ شہر لاہور سے نکل کر ہندوستان کے ہر حصہ میں چکر لگاتے ہیں جو

قلمی محرک

شیوبرت لال جی

سالانہ نذر ۲؎ معہ محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ ہر کس و ناکس ان کی تعلیم سے فیض حاصل کر سکے

خواہشمند اصحاب ۲؎ بھیج کر مستفید ہوں

پتہ

نند کشور مینیجر رمتا رام ہفتہ وار اخبار جنگیرہ محلہ انارکلی لاہور

ہفتہ وار اخبار

اگست سنہ ۲۵ء

ویدانت انسیکلوپین

موتیوں کی لڑیوں کے ناولوں کا نیا سلسلہ

اودھوت

جو شاہی سلسلہ سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہو گا

زیر ایڈیٹری:- شیو برت لال جی

بعد آب و تاب شروع کیا گیا ہے۔ اور . . . . . . با قاعدہ شائقین کے ہاتھوں تک اس سلسلے کے نمبر پہنچانے کا اہتمام کر لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا نمبر

آبدار موتی

شائع ہو گیا ہے۔ اور دوسرا نمبر "نایدار موتی" پریس میں دیا جا چکا ہے۔ اور عنقریب ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں پرانے زمانے کے قصے نئی طرز پر سنائے جائیں گے تاکہ اس وقت کی اخلاقی معراج۔ جیون آدرش خیالی نگاہ کے سامنے آجائیں۔ ہر نمبر رقت انگیز۔ دردناک اور رُلانے والا ہوگا۔ اگر آپ ظلم و تعدی۔ مظلومی و بیچارگی کی تصویریں۔ ہمت و استقلال۔ جبر و جبر کے توڑ تسلیم و رضا کی چلتی پھرتی مورتیں۔ نیچرل و فطرتی جذبات کے دلآویز نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس سلسلہ کے ہر نمبر کو اپنی ہم جلیسی کی عزت بخشیں۔

یہہ سلسلہ ماہواری ہوگا۔ اس کے پہلے نمبر میں دو نمبر اکٹھے شائع ہونگے۔ اس سلسلہ کا سالانہ چندہ ۵؍ ہوگا۔ مگر پہلے نمبر کی قیمت ۸؍ ہوگی۔ نمونہ کی قیمت عام طور پر ۱۲؍ ہوگی۔ جیون ہت کے پیاروں کے لئے ناولوں کا یہ نیا سلسلہ نعمت غیر مترقبہ ہوگا ۔۔

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:-

(۱) نند کشور مینیجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ انارکلی۔ لاہور

یا

(۲) نند کشور مینیجر اودھوت۔ چنگڑ محلہ۔ انارکلی۔ لاہور

اُپنشد

عام فہم مسلسل اور باقاعدہ صورت میں!

ویدانت میگزین نے ویدانت کے ادھکاری پیدا کئے ہیں - جو اس کے مطالعہ کے بعد اُپنشدوں کے سمجھنے کے قابل ہونگے - تمام خاص اُپنشد یکے بعد دیگرے جلد باقاعدہ نذر ہونگے ان کے پڑھنے پر اب شکایت نہ رہیگی - کہ وہ سمجھ میں نہیں آتے :- **شیوبرت لال جی** کے زور قلم اور فصیح البیانی کے آپ قایل ہیں -

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

کیا مجال کہ آپ پڑھیں - اور بات سمجھ میں نہ آوے - اور دل میں اثر نہ کر جاوے - صرف پیشگی درخواست آنے کا انتظار ہے - سالانہ چندہ ۱۲/ ہوگا - نمونہ فی نمبر ۱۰؍ یہ بھی ماہواری سلسلہ ہوگا - تاکہ ہر شخص آسانی سے خرید سکے - ممکن ہے - اس معمولی قیمت میں تمام ضخیم اُپنشد جو انگریزی ہندی وغیرہ بیس۲۰ یا پچیس۲۵ روپے میں آتی ہیں - آپ کو مل جائیں :-

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں :-

مینجر ویدانت میگزین
چنگڑ محلہ - انارکلی لاہور

SPIRITUAL & INTELLECTUAL BOOKS IN URDU.

BY

B. SHEOBRAT LAL SAHIB.

		Rs.	a.
1	Sat Kabir ki Sakhi ...	1	0
2.	" " " Shabdawli	0	12
3	" " ka Bichak in Press ...	4	0
4.	" " " Yog ...	4	0
5.	Nanak Yog ...	1	10
6.	Radhasoami Yog ...	2	4
7.	Sahaj Yog ...	2	8
8.	Surat Shabd Yog Kalpadram		
	Panth Sandesh ...	2	8
	Kabir Charita in press ...	1	2
	Guru Tegh Bahadur ki Bani	0	8
	Mahabharat ...	0	4
	Vigian Ramayain ...	2	0
	" Krishnaira ...	3	2
	" Wasishtain in Press ...	1	9
	Bhakt Mal I Part ...	2	0
	Sant Mal or Bhakt Mal, II Part ...	3	8
	ct Sanjog I Part ...	2	8
	" " II Part ...	2	8
	" " III Part ...	1	12
		2	1

		Rs.	
21.			
22.	" " IV Part	2	
23.	" " V Part	2	
	Nandu Bhaiki Sa.	0	12
	1st khi Book of Vedant	1	[illegible]
	2nd " " " ...	1	2
	3rd " " " ...	0	12
	4th " " "		
	Birdhi Sudhar ...	2	0
	Nau Jiwan Sudhar ...	0	10
	Lok Parlok ...	0	10
	Parlok " ...	0	8
	Jiwan " ...	0	8
	Yog " ...	0	8
	Shabad Sar " ...	1	8
	Shahi Talibilam (non co-oparation) ...	1	8
	" Swaraj ...	1	0
	" Lakarhara ...	0	12
	" Daku ...	1	0
	" Jadugarni ...	1	0
	" Bhikhari ...	1	0
	" Jogi ...	1	2
	" Pati Parain ...	1	0
	" Bhut ...	0	10
	" Chaur ...	0	10
	...	0	8

be had from:—

THE MANAGER,

Radhasoami Karkhana,

Changar Mohalla, LAHORE.

نعت ویڈا میگزین (ماہواری)

دستور العمل

(۱) ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے - اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو - ہمیشہ ۳ تاریخ کو نکلیگا - جن اصحاب کے پاس نہ پہنچے - وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں - تو دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا ۔ مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیے - ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ۔

(۲) ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا - اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں ۔

۳ - ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے - اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ۔

(۴) ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ ر ہے - مع محصول ڈاک ہے - ممالک غیر سے للعہ ر تازہ نمونہ کی قیمت ۸ ر بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲ ر ہوگی - اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنیکی درخواست نہ کریں ۔

۵ - ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط وکتابت بنام پبلشر و منیجر ہونی چاہیے - جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف - خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

۶ - رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

۷ - ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل پتہ تحریر فرمائیں ۔

منیجر ویدانت میگزین چیٹر جی محلہ انارکلی لاہور

حیرت! حیرت!! حیرت!!!

صاحبان!

آپ نے دیکھ لیا۔ ویدانت جیسے ادق مشکل۔ اور دُنیا کے سب سے زبردست فلسفہ کو ہم نے کس طرح آسان۔ سریع الفہم اور دلچسپ بنا کر دکھا دیا۔ تلاش کیجئے اگر یہ بات آپ نے کسی کتاب یا میگزین میں دیکھی ہو۔ تو ہمیں بتائیے۔ آپ سے بہتر منصف اور کون ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنے وعدے کو پورا کر دکھایا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ آپ نے ہماری حوصلہ افزائی کس حد تک کی ہے۔ اور آیا ہم اسے آئندہ سال کے لئے جاری رکھیں یا کیا کریں؟

نقصان اٹھایا۔ سخت سے سخت محنتیں کیں۔ ویدانت کے مضمون کو آسان پیرایہ میں سمجھا دیا۔

اگر اثبات میں جواب دینا ہو۔ تو عملی کارروائی کیجئے۔

کم از کم تین چار خریدار ضرور بنا دیجئے۔

ہماری ابتدائی کوشش تھی۔ آگے چل کر ہم اسے اس سے زیادہ مفید بنا سکیں گے۔ بارہ نمبر پڑھنے کے بعد آپ میں تبدیلی آئی یا نہیں؟ اور اب ہماری حوصلہ افزائی کیجئے۔

نند کشور

ویدانت میگزین

جلد ۳ - بابت ماہ ستمبر ۲۵ء - نمبر ۴

گورو پرماتمنے نمہ

(۱) گورو کی مہما کون گائے اس کا گانا ہے کٹھن
پہنچنے والے کہاں اس تک ہیں بانی اور بچن (۱)

(۲) بدھی تر لے کر نہیں سکتی نہ چیت چنتن کے جوگ
سوچنے اور سمجھنے کی شکتی پاتا ہے نہ من (۲)

(۳) گیانی اپنی یکتی بھولے دھیانی بھولے دھیان کر
یوگی تھک کر ہار بیٹھے کر چکے جب سب جتن (۳)

(۴) وہ نہیں کاشی نہ متھرا - دوارکا میں وہ کہاں
ڈھونڈھنے بن کھنڈی اور تپسی چلے ہیں سونا پن (۴)

(۵) سنتے سنتے تھک گئے اور کہتے کہتے تھک گئے
پار کے جو پار ہے - کیونکر کریں اس کا منن (۵)

(۶) تتوں کا جو تتو ہے - اور سار کا جو سار ہے

(۶) بھاو نشچے آتمک سے ہو نہیں سکتا متھن (۶)

(۷) میرے ہردے میں بسا رہتا ہے رس سندیہہ وہ

رادھا سوامی کی دیا سے اب لگی اُس سے لگن (۷)

شبد دوسرا (چتاونی)

(۱) پریم چھپایا سے کیا چھپایا کا گُن جاتا نہیں

تُو نے اپنا اور اُس کا رُوپ پہچانا نہیں (۱)

(۲) برہم میں مایا ہے شکتی شکتی دکھلائی کہاں

بھرم سے بلوان نے بل پا کے بل مانا نہیں (۲)

(۳) مایا چھپایا ایک سی - دوڑ دو تو وہ دوڑے چلے

رُکنے سے رُکتی ہے اِس سے بچے کبھی کھانا نہیں (۳)

(۴) جان لو پہچان لو آپا کو اپنے مان لو

مان کر انومان کر بھرانتی میں چیت لانا نہیں (۴)

(۵) رادھا سوامی سنگ کر کچھ دِن کہ تجھ کو گیان ہو

گیان پا کر بھول کے چکر میں پھر آنا نہیں (۵)

شبد تیسرا (چتاونی)

(۱) راگ انہد کا سُنو انتر میں اپنے آن کر

چیت کی ورتی روک لو - سمرن بھجن اور دھیان کر (۱)

(۲) آنکھ - کان اور مکھ کو مُونددو - یہ سوگم سادھن سہج

(۲) چڑھ چلو گھٹ کے گگن میں پتلیوں کو تان کر
(۳) گورو سے گورو گم لے کے ست سنگت میں سیکھو جتن
کام میں لگ جاؤ پھر اُپدیش کو ست جان کر (۳)
(۴) باہری باتوں کو چھوڑو انتری سادھن کرو
شبد کا لو آسرا۔ تم اُس کی مہما جان کر (۴)
(۵) رادھا سوامی نے کہا۔ گورو کرنا گورو گتی کو سمجھ
پانی پینا پیچھے۔ پہلے پانی لینا چھان کر ۵

ناظرین ویدانت میگزین سے

مشورہ

(۱) تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر انہیں ویدانت میگزین پسند ہو۔ تو اس کی اشاعت بڑھانے میں ہر ممکن کوشش کریں تاکہ ہمیں آپ کی بیش از بیش خدمت کرنے کا موقعہ ملے *

(۲) اگر آپ کو ویدانت میگزین کے مضامین پسند ہوں۔ اور اس سلسلہ کو سال آئندہ کے لئے بھی جاری رکھنا نفع بخش سمجھتے ہوں۔ تو اپنی رائے عالی سے فوراً دفتر کو اطلاع دیں۔ تاکہ کارپردازان ویدانت میگزین دوسرے سال کیلئے رسالے کا اہتمام کرسکیں *

مینیجر

تیر بہدف ادویات

شوودی وٹی تمام بادی بلغمی امراض مثلاً دمہ کھانسی۔ تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان درد پیٹ۔ درد چشم۔ ناخونہ وغیرہ۔ امراض چشم کے لئے از حد مفید نیز ہر قسم
و بادی سنپات ہر قسم کی بیماریوں قبض شکم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم شکم۔ تنگی بول۔ بدہضمی۔
کمزوری۔ معدہ۔ سنگرہنی۔ سوزاک گنٹھیا۔ آتشک۔ پرمیہ۔ ذیابیطس۔ بدبو دہن۔ درد سر۔ جلودر ضعف
باہ۔ مرگی۔ ناسور۔ گنج شبکوری۔ زہریلے جانور سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام۔ درد ناف۔ تنگی
نفس۔ سنگ مثانہ۔ ڈبہ اطفال اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد بیخطا دوائی ہے ۔

قیمت ۶۴ گولی عار ۳۲ گولی ۔ عہ

استری سنجیون وٹی یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں یعنی ماسک رجودرشن (
حیض کا کم آنا۔ یا درد سے آنا۔ یا بیقاعدہ آنا۔ اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا
حکم رکھتی ہے۔ ارتھات ان سب پرانی سے پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دُور کر کے سارے
شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سمپورن بادی کے روگ۔ کوڑھ۔ بواسیر۔
سنگرہنی۔ پرمیہ دات رکت۔ خون کے بگاڑ۔ نابھی ٹول۔ پیٹ درد۔ بھگندر۔ دکھنے روگ
تپدق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی ہسٹیریا۔ یعنی اختناق الرحم۔ منداگنی۔ کھانسی شواس
اور اروچی۔ بدہضمی وغیرہ سب روگوں کو دُور کر کے نئے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل
اولاد بناتی ہے۔ ارتھات ۸۴ قسم کے سب دات روگوں کو دُور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ
آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں ۔

قیمت ۶۰ خوراک ؏ار ۔ تیس خوراک ؏ہ ر

منیجر رادھا سوامی اوشدھالیہ چتنگر محلہ انارکلی لاہور

جنم گیان پرکاش

پنر جنم یا آواگون کی درشٹی سے ویدانت

مصنّفہ

شیوبرت لال

مصنف وچار سدھار - نوجیون سدھار - لوک سدھار - پرلوک سدھار
جیون سدھار - یوگ سدھار - بُردھی سدھار وغیرہ وغیرہ

اگر ان کتابوں کو پڑھ کر پھر بھی کسی کو ویدانت کی سمجھ نہ آسکے - تو جان لو - اُن کا ادھکار ابھی تک نہیں جاگا ۔

اگر یہ کتابیں کسی کو حقیقت کا علم نہیں بخشتیں - تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ان میں ابھی ویدانت کے مطالعہ کا سنسکار نہیں پیدا ہوا ہے ۔

جس کو
نندکشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی
لاہور نے شائع کیا ۔

دیباچہ

ویدانت کے خیالات کچھ اس طرح پر ہمارے ملک کے تمام مذاہب کے رگ و ریشوں میں سرایت کر گئے ہیں۔ کہ باوجود ظاہری مخالفت اور امتیازی صورت کے ان میں سے بھی کسی کو اس وقت تک چین نہیں آتا۔ جب تک خاص خاص مسائل کا حل ویدانت کی نظر سے نہیں دیکھ لیتے۔ کہنے کے لئے تو اکثر پنتھ اور سمپردا۔ ویدانت کے برخلاف شمشیر برہنہ لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن ویدانت کی صورت دیکھتے ہی وہ اسی طرح سہم جاتے ہیں۔ جیسے کوئی چڑچڑے مزاج کے لڑکے کسی تنومند صورت والے بوڑھے کو دیکھ کر فطرتاً اس کے چھیڑنے سے رک جاتے ہیں۔ اور غور سے اس کی باتوں کو سننے لگتے ہیں۔

ویدانتی کہتے ہیں۔" ویدانت شیر ہے۔ جب تک یہ بحث مباحثہ کے میدان میں نہیں آتا۔ تب تک مت متانتر یا مختلف شاستر گیدڑوں کی طرح شور مچاتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ سامنے آیا۔ سب کو چپ رہنے۔ دم دبا کر دبک رہنے یا بھاگنے کی سوجھتی ہے۔ اس کے مقابل میں ایک بھی نہیں کھڑا ہوتا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو اس کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی امید رہتی ہے۔"

یہ خیال صحیح ہے۔ عملی تجربہ اس کا شاہد ہے۔ اور باوجودیکہ اس اختلاف کی دنیا میں جیوؤں کی کثرت ان کے متعدد

اور مختلف ہونے کا ظاہرا زبردست ثبوت ہے۔ لیکن ویدانت کے جیو برہمہ کی ایکتا کی سچائی کا مسئلہ کچھ اس طرح دلوں پر حاوی ہو رہا ہے کہ ویدانت کے سامنے سب کو خاموش ہونا پڑتا ہے۔ گھروں میں بیٹھ کر خفیہ مجلسوں کے ممبروں کی طرح کوسنا اور بات ہے۔ لیکن دو بدو ہو کر دلیل اور عقلی تراش خراش سے اصول کو ثابت کر دکھانا اور بات ہے۔ گھر میں رہ کر تو معمولی آدمی بھی بادشاہ کو گالیاں دیا کرتا ہے لیکن اس کے سامنے آکر سخت سست سنانا معمولی جرات کا کام نہیں ہے۔

لیکن میں اپنے طور پر ویدانت کی اس شاعرانہ طرز بیان کے موافق تعریف کرنا پسند نہیں کرتا۔ گو وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ میں ویدانت کو ایک رسن رسیدہ۔ تجربہ کار اور رعب داب والا بزرگ مانتا ہوں۔ اور دوسرے شاستروں یا مذہبوں کو بچوں۔ لڑکوں یا جوانوں سے مشابہ سمجھتا ہوں۔ یہ اس وقت تک اپنے مذہبی کھیل کود کے تماشے کیا کرتے ہیں۔ جب تک یہ بڑا بوڑھا سامنے نہیں آجاتا۔ جہاں یہ آیا۔ ان کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ غور سے اس وقت کم از کم اس کے کلام سننے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی مانیں یا نہ مانیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ لیکن اس کا اثر سب پر چھا جاتا ہے ؎

یہ مشابہت شاید زیادہ موزوں ہوگی۔ مذاہب کے خاندان میں ویدانت سربرآوردہ مسن بزرگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس کی بزرگی کے سب قایل بھی ہیں۔ دلی اور عقلی نمو کی کمی ہر مذہب کو ویدانت جیسا نکتہ رس۔ نکتہ فہم اور نکتہ دان نہیں بناتی۔ اور نہ وہ اس جیسے

ہوتے ہیں۔ لیکن اِس سے انکار کس کو ہوگا۔ کہ یہ اُس کے اثر سے خالی نہیں ہیں۔ کسی نہ کسی شکل میں سب ظاہر ظہور یا چھپے طور پر اُس کا لوہا مان رہے ہیں ⁂

پانچ چار ہزار برس پہلے ویدانت کی ہمارے مُلک میں کیا حیثیت رہی ہوگی۔ تحقیقات طلب۔ غور طلب اور بحث طلب مضمون ہے۔ جس کی صراحت کے لئے نہایت وسیع مطالعہ کی ضرورت ہے۔ لیکن ادھر دو تین ہزار برس سے برابر دیکھنے میں آ رہا ہے۔ کہ ویدانت کی تعلیمی اثر سے ایک ہندو مذہب بھی خالی نہیں پایا جاتا۔ بُدھ بھگوان کا فلسفہ نہایت گہرا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کو بھی بہت باتوں سے اختلاف رکھتے ہوئے یہ ہمت کبھی نہیں ہوئی۔ کہ اِس کے اثر کو معدوم کر سکے۔ بُدھ دیو جی مہاراج نے دیدہ دانستہ برہمہ یا ایشور کے متعلق گفتگو کرنے سے پرہیز کیا۔ اور ہینایان (چھوٹے راہ) کی بُنیاد ڈالی۔ جس کا اصول صرف پاکانہ عملی زندگی بسر کرنے کا تھا۔ اور فلسفانہ بحث مباحثہ میں حصّہ لینے سے عملاً اُنہوں نے ممانعت بھی کی۔ لیکن یہ تدبیر زیادہ دنوں تک کار آمد ثابت نہ ہو سکی۔ تھوڑے دنوں بعد بُدھ دھرم کے مہایان (بڑے راہ) کی بُنیاد قائم کرنی پڑی۔ جس کے اندر نہ صرف ویدانت کے تمام مسائل زیرِ بحث آنے لگے۔ بلکہ اُس زمانہ کے تمام دیدک دُنیا کے عقائد کا اُس میں شمول ہو گیا۔ بُدھ دھرم کی یہ دونوں شاخیں اب تک موجود ہیں۔ لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ کمبوڈیا وغیرہ میں ہینایان کی تعلیم جاری ہے۔ اور تبت۔ چین۔ منچوریا۔ کوریا۔ جاپان۔

اور مشرقی روس کے ملکوں میں کسی نہ کسی پیرایہ میں مہایان کا طریق جاری ہے ✣

مابعد زمانہ میں سوامی شنکراچاریہ جی نے پرگٹ ہو کر اُن کے درمیان ویدانتی خیالات کی اپنے طور پر اشاعت کی ✣

شنکراچاریہ جی ویدانت کے خاص معلّم مانے جاتے ہیں۔ اُن کا طریق اس قدر فلسفانہ ہے۔ کہ عام طبیعتوں کی دلچسپی اور کشش کا باعث نہیں ہو سکا۔ اس کمی کے پوری کرنے کے لئے مدراس میں شٹ کوپ نامی ایک بزرگ نے وشنوؤں کی شری سمپردا کی بنیاد ڈالی جس کے کئی پشت کے بعد اُس میں سوامی رامانج آچاریہ پیدا ہوئے۔ جو قوم کے براہمن تھے۔ شٹ کوپ جی اچھوت قوم میں پیدا ہوئے تھے اور اُن کے یہاں ہندو مسلمان تک کی تمیز نہیں رکھی جاتی تھی ✣ چھوت پسند ہندو اُن کی تعلیم سے اس قدر فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ رامانج جی موقعہ پسند معلّم تھے۔ اُنہوں نے شری سمپردا کی اصلاح اس طور پر کی۔ کہ اونچی ذات کے ہندو اُس میں بکثرت شامل ہوتے گئے۔ یہ بھی ویدانت ہی کی ایک شاخ تھی۔ جو وششٹ ادویت کہلاتی ہے فرق صرف اتنا ہے۔ کہ شنکر آچاریہ جی ادویت وادی (خالص موحد) ہیں۔ اور رامانج آچاریہ وششٹ ادویت وادی (صفاتی موحد)

ہیں۔ جو برہمہ کی ذات میں جڑ اور چیتن دونوں کو مانتے ہیں۔ ان ہر دو طریقوں میں جزوی اختلافات بھی بہت ہیں۔ لیکن دونوں ہی ویدانت ہیں۔ انہیں رامانج جی کی سمپردا میں رامانند جی نامی بنارس میں ایک بزرگ پیدا ہوئے۔ جن کے ممتاز شاگردوں میں کبیر صاحب (مسلمان) زیادہ نامور گزرے ہیں۔ کبیر صاحب نے سمپردا کا نام ترک کر کے ایک علیحدہ مذہبی شق پیدا کی۔ جو پنتھ کہلاتی ہے۔ پنتھوں کی ابتدا کبیر صاحب سے ہی ہوئی ہے۔ ان کی تقلید میں خواہ ان کی تعلیم کے زیر اثر اس قدر پنتھ اس ملک میں پیدا ہوئے۔ کہ جن کی تعداد غالباً دو سَو سے زیادہ ہوگی۔ جیسے نانک پنتھ۔ داؤد پنتھ۔ گلاب داسی پنتھ۔ ست نامی پنتھ۔ ویشنوی پنتھ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کے سب ظاہرا طور پر ادویت واد کے حامی نہیں ہیں۔ لیکن ان کو کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ کہ اس کے اثر کو ہمیشہ کے لئے اپنے درمیان سے زائل کر سکیں۔ اور اس کا ثبوت اُن کی بعد زمانہ کی عملی اور علمی صورت ہے۔ اور وہ بھی مطالعہ کی کم مستحق نہیں ہے۔ کسی کسی پر یہاں مختصر اور سرسری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے نانک پنتھ کے سلسلہ میں اُداسی پنتھ کا ظہور ہوا۔ جس کی ایک شاخ نرملا پنتھ ہے۔ جو خالص ادویت وادی ہیں۔ اور ویدانت ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔

داؤد پنتھ کے سلسلہ میں دو زبردست آچاریہ سوامی نشچل داس جی اور سندر داس جی گزرے ہیں۔ جو زبردست ویدانتی ہیں۔ سوامی نشچل داس جی کی مشہور کتاب وچار ساگر ہندی زبان میں آج کل مستند

گرنتھ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی دوسری تصنیف ورتی پربھاکر بھی خاص پایہ کی کتاب ہے۔ جو وچار ساگر کی طرح ہر دلعزیز نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ویدانتیوں کے زیر مطالعہ رہتی ہے۔ سُندر داس جی کا سُندر بلاس خالص ادویت واد ہے۔

یہی کیفیت کم و بیش تمام پنتھوں کی ہے۔

میرے کہنے کا مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ ویدانت ہر جگہ محیط ہو گیا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام ویدانت (وید کے انت ہونے) سے امید کی جا سکتی تھی۔ وید گیان ہے۔ ویدانت گیان کا انت ہے۔ یہ اس کی خصوصیت اور مخصوص حیثیت ہے۔

اختلافات کی دنیا میں کثرت کے مناظر رہتے ہوئے رایوں کے اختلافات کی معدومیت نہیں ہوتی۔ یہ تو آخری حالت اور کیفیت ہے۔ لیکن سب سے زیادہ تعجب خیز بات جو ہم ہندو مذاہب ہندو پنتھ اور ہندو سمپرداؤں میں دیکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ باوجود جزوی اختلافات کے رہتے ہوئے سب کے سب اپنے خاص مسائل کی بابت ویدانت کی رائے جاننے کی خواہشمند رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے میں ویدانت کو ایک تجربہ کار۔ دانا اور واقف بزرگ کا نام دیتا ہوں۔ جس کے مشورہ کے سب محتاج نظر آتے ہیں۔ اور اس کے [illegible] اپنی علمی مذہبی اصولی اور تعلیمی گتھی کسی اور کی مدد سے [illegible] نہیں کرتے۔ کیا یہ کم تعجب انگیز بات ہے؟

اور جب یہ صورت - حالت اور کیفیت ہو - تو کیوں براہ راست ان لوگوں کو ویدانت کے مطالعہ کا موقعہ نہ دیا جائے - جو دلی اور عقلی نمو کے لحاظ سے اس کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں - ہر انسان کی زندگی میں وقت آتا ہے - جب دولت - عزت - اولاد - حکومت - مذہب اور مذہب کا شخصی ایشور بیچے روحانی اطمینان کا باعث نہیں ہوتا - طبیعتیں اونچی ہو جاتی ہیں - اور وہ سب سے ہٹ کر صرف اپنی ذات اہم کے عقدہ کی گرہ کشائی کی جانب مائل ہوتے ہیں - جو تجربتہً - عملاً اور اصولاً آخر میں تشفی اور تسلی کا باعث اور اصلی سکون اور قرار کا موجب ٹھہرتا ہے ان کو روک کون سکتا ہے - اور کب تک یہ کسی کے روکنے سے رک سکیں گے؟ کسی قسم کی مذہبی - قومی - یا خیالی بندشیں ان کو قید کی حالت میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتی - برہمہ تو ورہ (بڑھنا) اور متن (وچارنا) ہے - بڑھنا اور وچارنا اس کا خاصہ ہے - کیا کوئی جیو ان ہر دو اوصاف سے خالی ہے - یا خالی رہ سکتا ہے؟ اور جب یہ حال ہے - تو ان کو پورے طور سے ویدانت کے وچارنے کا حق حاصل ہے۔

میں نے اسی غرض سے ویدانت کے اس تحریری اور کتابی سلسلہ کی بنیاد ڈالی - اور ہر پہلو سے ویدانت کے مطالعہ کی صورت قائم کرنی چاہی ہے - جن کو یہ پسند آئے - کبھی اس کے فیض سے محروم نہ رہیں۔

شیوبرت لال

جنم گیان پرکاش

پنر جنم۔ پنر اگمن۔ جنم جنمانتر۔ جنم مرن اور مسئلہ تناسخ کی نظر سے ویدانت

پہلی کلا

تمہید

جس وقت کہ کرم واد کی نظر سے ویدانت کی تشریح رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں ہوئی۔ جو ست سنگی کہ گورکھپور سے آئے۔ اُن کو دیال کی غیر متعصبانہ تقریر کے سُننے سے خاص قسم کا لطف حاصل ہوا۔ معلومات میں اضافہ ہو گیا۔ اور ویدانت کے معاملہ میں جو اُن کو تنگ خیالی اور تنگدلی دی تھی۔ سب کی سب جاتی رہی۔ دیال تعصب یا ہٹ دھرمی کو رُوحانی مرض بتایا کرتا ہے۔ جس کا اگر معقولیت کے ساتھ علاج نہ کرایا گیا۔ تو وہ رُوحانی جذام یا رُوحانی کوڑھ کی صورت میں جسم دل اور دماغ کو بدشکل۔ بدنما۔ اور مکروہ بنا دیتا ہے۔ اور رُوحانی ترقی تو درکنار رہی یہ جنم نشچل چلا جاتا ہے۔ رادھا سوامی مت کے ان ست سنگیوں نے

اُس کی دو چار روز کی صحبت کا فیض اُٹھایا - اور چونکہ اُن کو خاص قسم کی علمی لذت ملی - وہ رادہا سوامی دہام میں اور کچھ دنوں کے لئے ٹھہر گئے۔
ان ست سنگیوں نے تندو بھائی سے کہا "دیال کہا کرتا ہے کہ جو لوگ اس جنم میں اپنا کام بنانا چاہتے ہیں - صرف وہ اُس کی صحبت میں آویں - باقی اور لوگ جو جنم جنمانتر کے عقیدہ کے پابند ہیں - وہ اس کے پاس نہ آئیں - اُن کو چاہیئے کہ اور جگہ جا کر اپنے خیال کے موافق زندگی کی گذران کریں - اِس سے ثابت ہوتا ہے - کہ وہ جنم جنمانتر کے مسئلہ کا قائل نہیں ہے - رادہا سوامی مت کی بنیاد اور نیز تمام ہندو پنتھوں - اور سمپرداوں کی بنیاد اِسی اصول پر قائم کی گئی ہے - وہ اسے نہیں مانتا - ہم لوگ چاہتے ہیں - کہ اس بارہ میں اُن کی رائے سنیں - "
تندو بھائی بولے - "جب تک کسی شخص کی تمام دکھائی باتیں نہ سن لی جائیں - تب تک یکطرفہ رائے قائم کرنا درست اور مناسب نہیں - جب کیا تم سے دیال نے اپنے دوران تقریر میں ایسی بات کہی ہے؟ وہ تو صرف کرم پر گفتگو کر رہا تھا - "
ست سنگی بولے "اُس نے ست سنگ کے موقعہ پر ایسا نہیں کہا لیکن ہم عام طور پر گورکھپور میں ایسا اور اُن کی زبانی سنتے رہتے ہیں - وہ جھوٹ کیوں بولنے لگے؟ اس کا ہم نے پختہ یقین رکھا ہے - کہ وہ جنم جنمانتر کی باتوں پر بحث کرنے والوں کو ہدایت کرتا ہے - کہ تم الہ آباد یا آگرہ وغیرہ کے ست سنگ میں جا کر تعلق پیدا کرو - اس سے بھی نتیجہ نکلتا ہے - کہ وہ اس اصول کا مخالف ہے - "

نندو بھائی نے کہا - "میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ دینا چاہتا ہوں - دیال کا نقطۂ نگاہ کیا ہے؟ اور وہ کس نظر سے ایسا کہتا ہے؟ اُسی کی زبانی سُننا چاہیئے - ہر مصنّف اپنی تصنیف کو خود ہی صاف لفظوں میں بیان کر سکتا ہے - اور اہل الرّائے آپ اپنی رائے کا ذمہ دار ہے - میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں - اگر کچھ کہتا ہوں - تو ممکن ہے اُس کی سمجھ کے برخلاف ہو - اور نہیں کہتا ہوں - تو تمہارے اندر غلط فہمی رہیگی - اور کیا جانے تم کیا نتیجہ نکالو - ایسی حالت میں تم خود اُس کے پاس چل کر سوال کرو - میں اُس کی وضاحت اور صراحت کا محرک بنا رہونگا اُس وقت یہ عقدہ آسانی سے کھُل جائیگا - اور تم شکوک اور شبہات سے بچ جاؤ گے -"

ست سنگی اِس معقول جواب کو سُن کر سوچتے رہے ۔

نندو بھائی نے اُن سے کہا :-

ظرف دو زماں مکاں میں ہے اشتراکِ ظہور ۔ جب تک نہ سمجھے کوئی ہو کس طرح وضاحت
قربت ہے جس کو حاصل اسکی نظر ہے ویسی ۔ جو دُور ہے وہ کیسے اُس کی کرے صراحت
سورج چمک رہا ہے آنکھوں کو کھول دیکھو ۔ شب پر بتاؤ دیکھے کس طرح اسکی طلعت
جس کو ہو پیاس جائے دریا کے وہ کنارے ۔ جس کو نہ تشنگی ہو - پانی کی کیا ضرورت
طالب میں ہے طلب کا جذبہ تو ہے وہ طالب ۔ مطلوب کی اُسی کو ہوتی ہے دل سے حاجت
بے اہلیت کسی کے کیا چیز ہاتھ آئی ۔ جن میں ہے اہلیت وہ پاتے ہیں جا کے ثروت
رازِ نہفتوں کا عقدہ آساں ہے اور مشکل ۔ حل کیا چاہتے اگر ہو فرصت کی کر لو صحبت
صحبت ہے رازِ صحبت صحبت ہے علمِ صحبت ۔ صحبت عمل ہے اُن کا صحبت ہے لطفِ صحبت

اے کاروانِ غافل! منزل قریب تر ہے ٭ آجاؤ راستے میں طے کر لو تم مسافت
اُٹھو، چلو، پھرو، تم غفلت کو ترک کر دو ٭ منزل میں خود ملیگی تم کو سکون راحت

سالک بنو تو مسلک کی سمجھو ساری باتیں۔
یہ ہے اصُول سالک۔ جانو اسے طریقت

اِس مختصر گفتگو کے بعد تمام ست سنگی نندو بھائی کو ساتھ لئے ہوئے دیال کی کُٹی میں پہنچے۔ اُسے نمسکار کیا۔ مؤدبانہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے جب معمول بندنا اور پرارتھنا کے شبد سنائے۔ اور خاموشی کے ساتھ دَم بخود ہو کر دیال کی باتیں سُننے کا انتظار کرنے لگے ٭

دُوسری کلا

جنم جنمانتر کا مسئلہ

دیال نے نندو بھائی کی جانب نظر کی۔ "کہو۔ آج بھی کوئی نیا سوال لائے ہو؟"

نندو بھائی بولے۔ "جب تک زندگی ہے۔ تب تک سوال ہے۔ اور قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوال ہی کا دوسرا نام زندگی ہے سوال کسی چیز کا مانگنا ہے۔ خواہ وہ شے مادّی ہو یا خیالی۔ اور اس مانگ کا سلسلہ بھی دُنیا اور آخرت ہے۔ اور انسان ابتدا سے لے کر انتہا تک مانگتا ہی رہتا ہے۔ اور اُس کی مانگ کے مہیا کرنے کا اہتمام نظامِ قدرت ہے۔ ہم لوگ مانگتے ہیں۔ خواہ کچھ سوال کرتے ہیں۔ اور قدرت نے آپ کو اُس مانگ کے مہیا کرنے اور سوال کے جواب دینے کے لئے موجود کیا ہے

ہم لوگ نہ ہوتے ۔ تو آپ بھی نہ ہوتے ۔ اور جب ہم ہیں ۔ تب ہماری صورت خود صورتِ سوال ہے ۔ جس کا جواب ہم کو آپ کی زبانی ملیگا ۔ ہم صورتِ سوال ہیں ۔ اور آپ صورتِ جواب ہیں ۔ سوال خود جواب کی دوسری اور آخری شکل ہے ۔ اور جواب ہی سوال کی پہلی اور ابتدائی صورت ہے ۔ جو ہم ہیں ۔ وُہی آپ ہیں ۔ اور جو آپ ہیں ۔ وُہی ہم ہیں ۔ ایک جذبہ ہے ۔ جو دو جسموں کے اندر دو مختلف صورتوں میں کام کر رہا ہے ۔

ابتدا میں انتہا ہے ۔ انتہا میں ابتدا
دونوں ہی یکساں ہوئے دُنیا میں بندے اور خدا
عالم امکان کو شطرنج کی سمجھو بساط
دو طرح کے مہروں سے سب کھیلتے ہیں جا بجا
نُور و سایہ اصل و نقل و اصلیت اور عکس سب
کہنے کو دو کہہ لو ۔ اُن کی ایک ہی ہے بنا
جو ہیں ہم تم بھی وُہی ہو ۔ جو ہو تم ہم ہیں وُہی
ہم میں تم میں فرق کیا ہے ؟ کون ہے کس سے جُدا ؟
پُوچھنے آئے ہیں ہم ۔ تم آ کے دیتے ہو جواب
دونوں کے پردوں میں ہے سِرّ خفی کوئی چھُپا

دیال ہنسا ۔ " واہ وا ! کیا اچھی بات کہی ہے ۔ سن کر طبیعت پھڑک گئی ۔ اب پُوچھو ۔ کیا پُوچھتے ہو ؟ "

نند و بھائی بولے ۔ " اِن گورکھ پوری ست سنگیوں کی خواہش ہے ۔ کہ وہ آپ کی زبان سے آواگون کے مسئلہ کی صداقت اور صراحت کی

وضاحت چاہتا - آج یہ اسی سوال کو لے کر حاضر ہوئے ہیں۔"

دیال نے پوچھا۔" یہ سوال ان کے دل میں کیوں پیدا ہوا ؟"

تنارو بھائی نے جواب دیا۔" سنت مت کی تعلیم کا مقصد جنم مرن سے نجات پانا اور نجات دلانا ہے۔ ہر وقت جنم مرن کا سوال دلوں میں کھٹکتا رہتا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ ست سنگ میں آنے اور شریک ہونے پر اسی جنم میں نجات کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ کم از کم چار جنموں کا وعدہ کیا گیا ہے :-

ایک جنم گورو بھگتی کر۔ جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مکتی پر۔ چوتھے میں نج دھام

(سوامی جی مہاراج ساربچن چھند و بند)

اور آپ اکثر فرماتے رہتے ہو۔ کہ جو کوئی جنم جنمانتر کے عقیدہ میں پھنسا ہے۔ اسے آپ کے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دوسری جگہ جا کر ست سنگ کرے۔ ان ست سنگی بھائیوں کو تعجب ہے۔ کہ آپ کیوں ایسا کہتے ہو۔ اور ان کے دلوں میں شک ہے۔ کہ آپ آواگون کے مسئلہ کے قائل نہیں ہیں۔ یہ اس شک کو رفع کرنا چاہتے ہیں ؟

دیال مسکرایا۔" میں آواگون کے مسئلہ کو جھوٹا نہیں سمجھتا۔ یہ قدرت کا اصول ہے۔ جو واسنا یعنی خواہش کے سلسلہ میں اس کی تکمیل کے لئے یکے بعد دیگرے طرح طرح کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ یہ تبدیلی کا قانون ہے۔ اور بدلتا رہنا اس کا طرز عمل ہے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ کہ جب کسی کے اندر کوئی خواہش پیدا ہوئی۔ تو وہ پوری ہونے کے لئے ہاتھ

پاؤں ماریگی - اور ویسے ہی صورتیں اختیار کرتی جائیگی - جو اس کے لئے ضروری ہیں - ان کے سلسلہ میں کرم - دھرم - بھرم بھی سب کے سبب اثر انداز ہو کر مختلف الصورتی کے سانچوں میں اسے ڈھالنے کا اہتمام کریں گے - اور اس کے سلسلہ میں جس جس طرح کے قالبوں سے جیو کو گزرنا پڑیگا - اسی کا نام پنر جنم اور آواگون ہے - جب تک انسان میں کسی قسم کی خواہش ہے - تب تک یہ ایسا ہی ہوتا رہیگا - اور وہ دکھ سکھ کا کارن بنیگا - سمجھدار آدمی کے دل میں اگر اس کا کھٹکا ہے تو تعجب کیا ہے - یہ سوال کے ایک حصہ کا جواب ہے -

دوسرا سوال تمہارا چار جنموں کی بابت ہے - پہلے جنم میں گورو بھگتی دوسرے جنم میں نام تیسرے جنم میں بھگتی اور چوتھے جنم میں برہم دھیان کا وعدہ کیا گیا ہے - اگر اس کی پابندی باقاعدگی کے ساتھ کی جائے - تو کامیابی کی امید کا امکان ہے - اس میں میں شک نہیں کرتا - جس کا امکان ہو سکتا ہے - اس پر شک کیا کیا جائے ! لیکن اگر شک ہے - تو اس بات پر کہ آیا جس قاعدہ کے ساتھ اس تعلیم پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے - اس کی پابندی جیووں سے ممکن بھی ہے یا نہیں ؟ ممکن ہو گی تب تب تو یہ بات کہی گئی ہے - اس پر اعتراض نہیں ہے - اعتراض یا شک و شبہ کی گنجائش بھگتی کی پابندی کی نسبت ہے - بھگت کوئی لاکھوں میں ایک ہوتا ہے - اور کسی شاذ آدمی سے بھگتی کے تمام فرائض خیر و خوبی کے ساتھ انجام پاسکتے ہوں گے - جو سچے بھگت ہیں - ان کی بابت کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے - وہ چار جنم میں اپنا کام پورا

کرلیں گے۔ یا پورا کر سکیں گے۔ لیکن اس دُنیا میں کسی بات کا ٹھور ٹھکانہ نہیں ہے۔ طبیعتیں بدلتی رہتی ہیں۔ حالات۔ واقعات اور حادثات۔ اُن پر اپنا اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بھگتی کی ابتدا کرنے کے بعد کسی طرح کا ایسا واقعہ پیش آجائے۔ کہ بھگت اپنی بھگتی سے ہٹ جائے۔ تب اُس کا کس قدر نقصان ہوگا۔ یہ صرف غور کرنے سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اِس کے سوا دُوسرے جنم کی بابت کیسے یقین آئے کہ وہ مخالف اثرات سے خالی ہوگا۔ اس لئے گو یہ کلام صحیح ہے تاہم میں اپنے طور پر اُسے اور نظر سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جسے میں معقول یقین کرتا ہوں۔ جو میرے خیال کے موافق مجھے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ دُوسرے لوگ اُسے کیا اور کیسا سمجھتے ہیں۔ اِس طرف میں نگاہ نہیں کرتا۔ اور اس خاص نظر اور خاص یقین کے نقطہ سے میں اس دوہے کی تشریح اور طرح پر کرتا ہوں:۔

جنم کا لفظ دو سنسکرت کے مادوں سے بنا ہے۔ اول 'جن' (پیدا ہونا) دوسرے م (من) یعنی میرے اور لغوی نقطہ نگاہ سے من میں پیدا ہونا جنم ہے۔ ایک خیال انسان کے دِل میں آیا۔ اُس کے خیال کی وجہ سے پہلے خیالات دب گئے۔ اور اِس ایک خیال کے پیدا ہونے کی وجہ سے خیال کرنے والے کا دِلی نقطہ کے لحاظ سے ایک نیا اور خاص جنم ہوگیا۔ جو اُس کی پہلی حالت سے بالکل مختلف ہے۔ یہ جنم ہے۔ اور تم خود سوچ سمجھ کر اُس کو جنم مانو گے۔ دِل میں کسی خیال کا آنا ہی نئے جنم کا باعث ہوتا ہے۔ فرض کیا۔ کہ بھگتی ہی کا خیال

ہے ۔ بھگتی کے خیال آتے ہی بھگت کا جنم ہُوا ۔ کچھ دنوں وہ گورو کی بھگتی کرے
اور اُس کے ذرا زور دار اثر کے ہو جانے پر نام کا عمل و شغل جاری کر دے
تاکہ بھگتی کو اور بھی پختگی ہو جائے ۔ یہ اُس کا دُوسرا جنم ہے ۔ جس کی کوئی
مُدّت مقرر نہیں کی جا سکتی ۔ جب اُسے کافی طور پر اس عمل و شغل کی
سمجھ آ گئی ۔ تو اُسے تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی کے ساتھ تعلق کی
زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہو ۔ اِسی کی مشاق مُکتی کا نتیجہ ہو گی ۔ اور جب
وہ رفتہ رفتہ عملی طور پر مُکت اور آزاد ہو گیا ۔ تو اُس کی زندگی خود بخود دھام
یعنی ست کی زندگی ۔ نِروان کی زندگی ۔ اور کیولیہ پد کی زندگی ہو جائیگی ۔ یہ سب
چار جنموں کے مرحلے ایک واحد زندگی میں طے کئے جا سکتے ہیں ۔ اور طے
ہو سکتے ہیں ۔

قدیم رشیوں نے اِن چار مرحلوں کی تقسیم اور ترتیب زیادہ عملی اور یقینی
اصول پر کی تھی ۔ اُن کے نام برہمچریہ ۔ گرہست ۔ بن پرستی اور سنیاس
ہیں ۔ اور تم دیکھو ۔ اپنی خاص حیثیت اور نام ۔ کام ۔ اور فرائض کی نظر سے
وہ کیسی واضح تر اور صاف ہے ۔ انہوں نے چوبیس چوبیس برس کی مُدّت
ہر مرحلہ کے لئے مقرر کی تھی ۔ چوبیس برس تک برہمچریہ ہو ۔ چوبیس برس
تک آدمی گرہستی رہے ۔ اِس وقت وہ ۴۸ برس کا ہو جائیگا ۔ پھر وہ ۲۴
برس تک بن پرستی رہے ۔ اور بہتّر برس کی عمر ہو جانے پر سنیاس اختیار
کرے ۔ اور دُنیا سے بالکل قطع تعلق کر لے ۔

اس تقسیم و ترتیب کی مُراد بھی قریب قریب وُہی ہے ۔ جو تمہارے
دوہے میں موجود ہے ۔ میں اس کی صورت اس طرح قائم کرتا ہوں :-

ایک جنم برہم چریہ ہو - دوجے میں گھر بار
تیجے بن باسی بنے - چوتھے تیاگ بیوہار

جیسا یہ باتیں ایک جنم میں ممکن ہیں - تو اُس دوہے کی مُراد کی تکمیل کا بھی امکان ایک ہی جنم میں ہو سکتا ہے - اب تم اپنے دوہے کو میری زبان سے سُنو - اور اُن کی مشابہتی پہلوؤں کا باہم دگر مقابلہ کرو

ایک جنم گورُو بھگتی کر - جنم دُوسرے نام
جنم تیسرے مُکتی پد - چوتھے میں نج دھام

یہ تمہارے سوال کے دوسرے حصّہ کا جواب ہے -

اب رہ گیا تیسرا حصّہ کہ میں کیوں جنم جنمانتر ماننے والوں کو پسند نہیں کرتا - اُس کا جواب بھی سُنو :-

رادھا سوامی مت کے عام ست سنگی یہ سمجھتے ہیں - کہ اُن کا کام ایک جنم میں نہیں ہو سکتا - اور اس دوہے کا بغیر سمجھے بوجھے حوالہ دیتے ہیں - اور رُوحانی ترقی سے محرُوم رہ جاتے ہیں - یہ عقیدہ مجھے پسند نہیں ہے - میرا خیال ہے - کہ جس شخص کی قُوّت اِرادی پختہ ہو گئی ہے - وُہ اِسی ایک جنم میں سب کچھ کر سکتا ہے - کوئی بات انسان کے لئے مشکل نہیں ہے -

لیکن اُن کو میری ان باتوں پر یقین نہیں آتا - میں کہتا ہوں - جلد رُوحانی مرکز بدل کر اوپر چڑھو - وہ پہلی منزل ہی کوٹ نہیں کرتے - اور اس کو پہاڑ بتاتے ہیں - پھر تم بتاؤ - میرے پاس آنے سے ایسے عقیدہ والوں کو کیا فائدہ ہوگا - یہ سبب ہے - کہ میں اُن کو اور ست سنگوں

میں بھیج دیا کرتا ہوں - جو میرے جیسے خیال والے ہوں - تب مجھ سے اُن کو فائدہ ہو سکیگا - اور جب کوئی مخالف بات یا عقیدہ اُن کے دلوں میں جم گیا ہے - تو پھر اُن کو میری ذات سے کیا نفع پہنچیگا - یہ کرمی اور شرعی جیو ہیں - ان کی تعلیم کا اہتمام اور جگہ ہے - وہاں یہ کیوں نہ جائیں!

میرا یہ زبردست خیال ہے - اور خیال ہی نہیں - بلکہ سچا یقین ہے کہ زبردست ارادہ کے ہوتے ہوئے آدمی سب کچھ کر سکتا ہے - اور اسی ایک جنم میں اپنا کام بنا سکتا ہے - میں صرف ایسے جیوؤں کا طالب ہوں - جو میرے ست سنگ میں آ کر ہر پہلو سے اصلیت کا سبق سیکھیں - میں بذات خاص کسی مذہب کا مخالف نہیں ہوں - انسان کے دل کی جانب میری نگاہ رہتی ہے - جن کے دل میں طلب - شوق اور روحانیت کی سچی خواہش ہے - اُن کو میں نہیں روکتا -

میری ان باتوں سے تم کو ایسا نتیجہ نہ نکالنا چاہئے - کہ میں جنم جنمانتر کے سلسلہ کا مخالف ہوں - خواہ اسی ایک جنم میں سب کچھ ہو جائیگا - میں مانتا سب کچھ ہوں - لیکن یہ چاہتا ہوں - کہ معراج اونچی ہو - اور آدمی جو جس طریق کا ہو - وہ اپنے عقیدہ کی نسبت زبانی جمع خرچ نہ کرے - بلکہ ویسی عملی زندگی بنائے - کرم کرتا ہوا ایسے معراج کو خیال کے سامنے رکھ کر شروع کر دے - کرم کرنا اُس کے اختیار میں ہے - کرم کے پھل یا نتیجہ کی بابت وہ اپنے آپ کو دُکھی نہ کرے - اُسے موج کے حوالہ کر رکھے - اور اُس کو خود بخود اسی ایک جنم میں کُلّی یا جُزوی فائدہ ہو رہیگا ؛

جنہوں نے مذہبی جنم لیا - اُن کو چاہئے - کہ جس قدر جلد ممکن ہو - اُس

کا ساکشاتکار کریں - اَور علم و عمل دونوں سے فائدہ اُٹھائیں - نام کے لئے کسی طریق سے تعلق پیدا کرنے میں کیا دھرا ہے! مطلب ساکشاتکار کرنے سے ہے - اَور جن کو اس جنم میں کچھ رُوحانیت کا مزہ آگیا - وہ تو راستے میں ہیں - باقی لوگ صرف نام کے لئے ہیں - ان کے ساتھ مجھے ہمدردی ہے - لیکن طلب کے کمزور ہونے اور شوق کے زبردست نہ ہونے سے میں کیوں اپنا خیال دے کر اُن کو اور کمزور بناؤں - اُن کے گاہک اور جگہ موجود ہیں -

میں صاف صاف لفظوں میں کہتا ہُوں -

جس کو درشن ارتّ ہے - تاکو درشن اُتّ
جس کو درشن رت نہیں - تاکو رتّ نہ اُتّ

یہ تمہارے سوال کے تیسرے حِصّہ کا جواب ہے -

اور تم دیکھتے ہو - میرے پاس جس خیال اَور عقیدہ کے آدمی آتے ہیں - مَیں اُنہیں کے نُقطہ نگاہ سے اُن کے خیالات کی وضاحت کر دیتا ہوں - اِس وقت تم نے ویدانت کو چھیڑ رکھا ہے - اور مَیں جس طرح تم کو سمجھا رہا ہُوں - اُس سے تم خود نتیجہ نکال سکتے ہو - کہ آیا میں تعصّب اور تنگدلی سے کام لے رہا ہُوں - یا انصاف کو مدّنظر رکھ کر تم کو سمجھا رہا ہُوں - تمہارے عام ست سنگی بغیر سمجھے بُوجھے ہُوئے ویدانت کی نسبت غلط - مبہم اور مشکوک عقیدے رکھتے ہیں - اگر یہ دل کے صاف ہوں - اور تعصّب سے خالی نہ ہوں - تو میرا سمجھانا بجھانا بے سُود و بے بہبود ثابت ہوگا - اس نظر سے میں پہلے ہی سے ان کو کہہ دیتا

ہوں ۔ کہ اپنے عقیدت والوں سے تعلق رکھو ۔ میری طبیعت خاص قسم کی ہے ۔ میں سب میں سچائی محسوس کرتا ہوں ۔ اور سچائی کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے ذہن نشین کرانے کا اہتمام کر رہا ہوں
میں اِس طرح جنم کے مسئلہ کا قائل ہوں ۔ اور دوسری صورت میں اسے نہیں مانتا ہوں ۔ "

تیسری کلا

جنم جنمانتر کے مسئلہ پر سوال وجواب

نند و بھائی بولے ۔" آپ نے میرے سوالوں کے تسلی بخش جواب دیدیئے ۔ آپ کے طرز عمل پر بحث نہیں ہے ۔ ہر شخص کو آزادی ہے ۔ وہ جس طرح چاہے ۔ اپنی زندگی کے دستور العمل بنائے ۔ لیکن اس پر بھی میں اعتراض کیئے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ کہ آپ کا یہ طرز عمل قابل شک ہے ۔ یہ تو بندشی قید ہے ۔ کون جان سکتا ہے ۔ کہ کب کس کا سنسکار ابھر کھڑا ہو ۔ ممکن ہے ست سنگ کے بچن سننے سے دل کے دبلے ہوئے جذبات اظہار کی صورت میں آجائیں ۔ آپ جان کیسے سکتے ہیں ۔ کہ جو لوگ آپ کے پاس آتے ہیں ۔ ان کے دلوں کے مخفی جوہر کب اور کس وقت صورت آرائی کے خواہشمند ہونگے ۔ لیکن چونکہ آپ کا یہ ذاتی فعل ہے ۔ مجھے سوائے سکوت اور خموشی اختیار کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے ۔ اب سوال یہ ہے ۔ کہ آپ کیسے اس جنم ۔ نیز جنم ۔ یا تناسخ کو صحیح قرار دیتے ہیں ۔ فرض کر لیجئے ۔ میں اس کو صحیح اور سچا نہیں مانتا

قدرت کے عطیات سب کے لئے مساوی ہیں۔ سب کو اُن سے فائدہ حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اس لئے اگر کوئی شخص اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے۔ تو اُس کا کیا نقصان ہو سکتا ہے!"

دیال نے کہا۔" یہاں نفع نقصان کا سوال نہیں ہے۔ گو وہ اس کے ذیل میں آجاتا ہے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ آیا جیوؤں کو بار بار جنم لینا پڑتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب میں اثبات میں دُونگا۔ اور یہ کہونگا کہ انسان کے جنم ہُوا کرتے ہیں۔ میری طرف سے یہ قطعی جواب ہے۔ اب رہ گیا تمہارا یہ سوال کہ ہر شخص قدرت کے عام عطیات سے یکساں طور پر فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اُس کی صورت دُنیا میں نظر نہیں آتی۔ اگر یہہ اصول ہوتا۔ تو سب کے سب ایک طرح کے ہوتے اُن کے موقعے ایک جیسے ہوتے۔ اور اُن کی حالتیں اور کیفیتیں یکساں ہوتیں۔ یہ ہم کو خواہ تم کو دُنیا میں دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں اختلاف ہی اختلاف کے نظارے ہمارے ارد گرد اور پیش پیش ہیں۔ آخر اس کا کوئی سبب بھی ہوگا۔ یا نہیں۔ بغیر سبب کے نتیجہ نہیں ہوتا۔ کارن کے بنا کارج کی سِدھی نہیں ہوتی۔ اور اس مختلف الحالی کو دیکھ کر خواہ مخواہ اس قسم کا نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس کا راز جیوؤں کا کرم ہے۔ جس نے جیسے کرم کئے ہیں۔ اُس کی حالت اُسی کے مواقق ہے۔ یہ کرم بالکل اِسی جنم کے نہیں معلوم ہوتے۔ کیونکہ ان سب کے خیالات۔ جذبات اور حالات جداگانہ ہیں۔ اور تاوقتیکہ ہم یہ نہ تسلیم کر لیں۔ کہ یہ کئی جنموں کے نتیجے ہیں۔ تب تک دِلی اطمینان کی صورت نہیں پیدا ہوتی۔"

ننداوبھائی بولے۔"یہ سبب کہاں ہے؟"

دیال نے کہا۔"سبب جیووں کے اندر ہے۔اسی اندر کا نام دِل ہے۔ دِل لطیف ہے۔جب وہ کسی وجہ سے کسی شئے۔حال۔یا خواہش سے اُن کے زیر اثر آجاتا ہے۔تو اُس میں خاص جذبہ پیدا ہوتا ہے۔یہ جذبہ پہلے بحیثیت کام کرتا ہے۔پھر اس کی دھار پھوٹتی ہے۔اور اُس کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔اور جسم کثیف صورت۔کثیف دھار اور کثیف کیفیت کی شکل میں اُس کا اظہار کرنے لگتا ہے۔اظہار کرتے کرتے اُس کی مشاقی سے دِل میں خصوصیت پیدا ہوتی ہے۔یہ خصوصیت اُس کی زندگی کا کچھ دِنوں۔برسوں یا جنم جنمانتروں کے لئے خاصہ ہو جاتا ہے۔جس کا فعل جسم پر پڑتا رہتا ہے۔جب تک جسم اس کے قابل ہے۔تب تک تو وہ کام دیتا رہتا ہے۔جب ناقابل ہو جاتا ہے۔تو پھر وہ جدا ہو جاتا ہے۔اور اُس جذبہ کے مناسب دوسرا قالب یا جسم اُسے اختیار کرنا پڑتا ہے۔اسی جسم یا قالب کا بدلنا یا بدلتے رہنا یا جنم لینا کہلاتا ہے۔"

ننداوبھائی بولے۔"مثلاً؟"

دیال نے کہا۔"مثلاً موہن ایک غصہ ور آدمی ہے۔اُس کے دِل میں غصہ آیا۔آنے لگا۔آتا رہا۔اِس طرز عمل سے اُس کے اندر دو اشیا کے اثرات کے ملنے سے گرہ پڑ گئی۔اس گرہ کا پڑنا سنسکار اوستھا۔بیج روپتا۔یا معمولی کیفیت کہلاتی ہے۔یہ قائم ہو جاتی ہے۔اور اُس کے اندر سے لطیف دھاریں دِلی جذبات دِلی

محسوسات اور دلی اثرات کی شکل میں خارج ہو ہو کر اُس کے جسم کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔ تم دیکھتے ہو۔ غصّہ کے وقت تمہاری اپنی حالت کیا ہو جاتی ہے؟ صُورت تمتما جاتی ہے۔ آنکھ۔ ناک۔ کان اور دُوسرے عضو خاص طرح کے ہو جاتے ہیں۔ پیشانی کی صورت اور ہو جاتی ہے۔ اور سر سے پاؤں تک آگ لگ جاتی ہے۔ رگ رگ اور ریشے ریشے ہل جاتے ہیں۔ یہہ حالت بہت دنوں تک رہتی ہے۔ مزاج چڑچڑا۔ طبیعت غصّہ ور۔ اور دِل مکدّر ہو جاتا ہے۔ جو اپنے اندر سے رات و دن ناخوشگوار جذبات کی دھار جسم پر باہر کی طرف پھینکتا رہتا ہے۔ جب تک جسم ان کے برداشت کرنے کے قابل رہتا ہے۔ تب تک اُس کی زندگی ہے۔ جب وہ ان جذبات کے برداشت کرنے کے ناقابل ہو جاتا ہے۔ تب دِل کو اپنے جذبات کے موافق کام کرنے کے لئے دُوسرے خارجی اور باہری سامان سے تعلق پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اِسی باہری اور خارجی سامان کا نام جسم اور دیہہ یا شریر ہے ؛

غصّہ ور آدمی کا جسم جلد ناکارہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح بڑھئی اگر لکڑی کے کسی تختہ کو برابر چھیلتا اور رندا کرتا رہے۔ تو وہ کمزور ہو کر جلد خراب ہو جائیگا۔ بجنسہ یہی صُورت غصّہ ور اور غصّہ ور کے جسم کی ہے۔ وہ زیادہ دنوں تک صحیح اور سالم نہیں رہ سکتا۔ بگڑ جاتا ہے۔ اور جیسے بڑھئی کو نئے تختہ مشق کی ضرُورت ہو گی۔ ویسے ہی اِس غصّہ ور کو بھی نیا جسم اختیار کرنا اور نیا جنم لینا پڑیگا۔"

نند بھائی بولے۔ "دھاروں کا دِل سے نکلنے رہنا تو سمجھ میں آتا

دیال اشرت میگزین ۱۰۲۰

ہے - کیا یہ اور طرح بھی کام کرتا ہے ؟"

دیال نے کہا - "اس کے کام کرنے کے ڈھنگ ایک دو نہیں ہیں - کون جانے اس انسانی دل کے اندر کس قدر خیالات بھرے پڑے ہیں - جو سمندر کی لہروں کی طرح ہر وقت لہراتے رہتے ہیں - لہر کبھی اوپر جاتی ہے کبھی نیچے آتی ہے - اور اس کا کام بیداری اور خواب دونوں طبقات میں ہوتا رہتا ہے - اس کے سمجھنے کے لئے کہیں دور جانے یا کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے - ذرا اپنے اندر داخل ہو کر اس کا مطالعہ کرنا شروع کر دو - اور خود سمجھ جاؤ گے - جو تمہارے دل کی کیفیت ہے وہی کیفیت کثیر التعداد آدمیوں کے دل کی بھی ہے - یہ بھی تمہاری طرح اپنے دریائے دل کے لہروں میں غوطے کھاتے اور غلطاں و پیچاں رہتے ہیں - اور اس کے ہوتے ہوئے قرار اور سکون کی صورت نصیب نہیں ہوتی ہے

دل ہے اور اسمیں ہیں موجیں بے شمار ٭ ان سے رہتا ہے وہ ہر دم بے قرار
دل کبھی نیچے کبھی اوپر چڑھا ٭ وہ گھٹا گھٹ گیا اور وہ بڑھا -
آسماں کی سیر کرتا ہے یہ دل ٭ اور غلاظت پر کبھی مرتا ہے دل
یہ غنی ہے اور اسے سمجھو بخیل ٭ ہے کبھی اشرف کبھی ہے یہ رذیل
یہ گدا ہے یہ امیر کامگار ٭ یہ بُرا ہے اور کبھی یہ نیکو کار
کھیل لاکھوں کھیلتا ہے رات دن ٭ کون اس کے کھیل کو سکتا ہے گن
پاک ہے ناپاک ہے اچھا بُرا ٭ دم کے دم میں کچھ کا کچھ یہ ہو رہا
جب ہے بے پروا تو بے پرواہ ہے ٭ جب سا ہے پروا تب لبوں پر آہ ہے

ہے یہی بیدین اور یہہ دیندار ۔ یہ کبھی ناداں کبھی ہے ہوشیار
دام میں اِس کے پھنسا جو کھو گیا ۔ وہ جنم کو اپنے آ کر رو گیا
یہ ہے عابد عبد اور معبود ہے ۔ یہ ہے قاصد مقصد اور مقصود ہے
اِس دِل کے دھاروں کے کام کرنے کا حساب کوئی حساب دان نہیں لگا سکتا۔ کام ۔ کرودھ ۔ لوبھ ۔ موہ ۔ اہنکار اس کے خاص جذبات ہیں ۔ اور ان کا فعل اُسی طرح ہوتا رہتا ہے ۔ جیسا کہ میں نے ایک غصہ ور کی مثال سے تم کو سمجھایا ہے ۔

جب یہہ ان میں سے کسی ایک جذبہ کی دھار کو اپنے جسم پر پھینکنے لگتا ہے ۔ تو اُسی دھار کی مجسم صورت بن جاتا ہے ۔ گڈریے کے ریوڑ کے شہوت پرست بکرے کو دیکھو ۔ اُسے سوا بکریوں پر رات دن چڑھنے کے اور کچھ نہیں سوجھتا ۔ اور جدھر سے گزرتا ہے ۔ اپنے جسم کے مسامی سوراخوں سے شہوت کی بدبو دار دھاروں کو خارج کیا کرتا ہے ۔ لوگ اُس سے ناک بھوں سکوڑتے رہتے ہیں ۔ اور وہ اِس طرح شہوت کے جذبہ کا شکار بنا رہتا ہے ۔ کہ اُس کی دنیا ہی شہوت کی دنیا بن جاتی ہے ۔ اور جب تک جسم قایم ہے ۔ تب تک وہ یہہ کھیل کھیلتا رہتا ہے جب جسم بگڑا وہ مرا ۔ اور اُسی قسم کے دوسرے موزوں قالب میں گیا ۔ یہ شہوت یعنی کام کے انگ کی مثال ہے ۔ غصہ کی مثال پہلے سن چکے ہو ۔

یہی کیفیت لوبھ (لالچ) موہ (بھرم یا مختلف قسم کے نادانی کے تعلقات) اور اہنکار (غرور ۔ ناز ۔ نخوت ۔ اور خودی) کی ہے ۔ ان تمام جذبات

کے زیر اثر انسان کا دِل - بدبودار اور متعفن دھاریں اپنے اندر سے خارج کرتا ہؤا اُن کا رُوپ بنا رہتا ہے - یہ سب کے سب مکروہ اور مغلظ ہیں کامی - کرودھی - لوبھی - موہی اور اہنکاری ان کو بہتر سمجھتا ہے - لیکن اور لوگ جو سمجھ دار ہیں - اِس کے تماشے دیکھتے اور نفرت کرتے ہیں - وُہ اگیان اور بھرم میں پھنسا ہے - اودّیا نے چھاپا مار کر اُس کی آنکھوں پہ پٹّی چڑھا دی ہے - اور وہ اُس کا شکار ہو گیا ہے - اور اُس کے زیر اثر اُس کی حالت دم بدم بدلتی رہتی ہے - اور وہ بد سے بدتر بنتا جاتا ہے اسی تبدیل حالت کا نام آواگون اور پنر جنم ہے +

دِل کی دھاریں پہلے جسم پر آتی ہیں - پھر جسم کے کپڑوں پر اُن کا اثر آجاتا ہے - مغلوب الغضب - مغلوب الحواس اور مغلوب النفسانیت انسان کے کپڑے جلد خراب ہو جاتے ہیں - اور اُسے نئے نئے کپڑے بدلنے کی ضرورت رہتی ہے - کبھی کبھی تو وہ نیا کپڑا اُتار کر اُس سے یُوں ہی خود متنفر ہو جاتا ہے - اُسے پھر نہیں پہنا جاتا - کیونکہ دھاروں کی وجہ سے وہ ناخوشگوار ہو جاتا ہے - اور کبھی وہ اُسے مساویت - مزاولت - اور عادت کی وجہ سے ہر وقت پہنے رہتا ہے - اور پھٹے پُرانے ہو جانے ہی پر اُتار کر پھینک دیتا ہے - جو حالت کپڑے کی ہو جاتی ہے - وُہی اِس استھول دیہہ یا کثیف جسم کی ہوتی ہے - یہ بھی ایک قسم کا کپڑا ہی ہے - اور جیسے وقتاً فوقتاً گندے - غلیظ اور چیتھڑے کپڑے اُتار کر دُوسرے کے پہننے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے - ویسے ہی ناموزوں ہونے - ناکارہ بنجانے - اور کمزور ہو جانے پر جسم کا لباس بھی اُتار کر

پھینک دینا پڑتا ہے - یہ لازمی ہے۔ کون مخدوش مکان میں رہنا پسند کریگا! کون سڑے گلے کپڑوں میں لپٹے رہنا پسند کریگا! جب تک اُن سے کام نکلتا ہے - تب تک کام لیا جاتا ہے - اور جب وہ بیکام ہو گئے - اُن کی طرف سے توجہ ہٹی - اور دُوسروں کی سُوجھی - یہہ آواگون ہے - "

نند و بھائی بولے "بھگون! آپ کی ایک ایک بات سے نئی نئی بات سُوجھتی ہے - ایک ایک خیال سے نئے نئے خیال سوچنے کیلئے ملتے ہیں اور ست سنگ کا لُطف آتا ہے - جسم کے ساتھ کپڑوں کی رعایت کی مثال خوب ہے - یہ بھی میرا بھی ذاتی تجربہ ہے - بعض آدمیوں کے کپڑوں کو ہاتھ لگانے سے جی گھبراتا ہے - اِس کا سبب یہی ہوگا - کہ وہ پہننے والوں کے اثرات سے بھرے رہتے ہوں گے - اور گو وہ نظر نہ آویں - لیکن دِل یُونہی اُن سے کتراتا ہے -"

دیال نے کہا - "یہ خیال صحیح ہے - اِس میں ذرا بھی غلطی نہیں ہے اور کپڑوں ہی پر کیا خصوصیّت ہے - بہت سے آدمیوں کے جسم کے ہاتھ لگانے اور ان کی صُورتیں دیکھنے کو طبیعت نہیں چاہتی - یہ جسم بھی ایک طرح کا برتن ہے - جس میں انسان کے دِلی تخیلات اور محسوسات آ آکر ٹھہرتے - جذب ہوتے اور دُوسروں کو متاثر کر دیتے ہیں - جن کا مزاج لطیف ہے - وہ ان کی ہوا سے بھی دُور بھاگتے ہیں - ہاتھ لگانا اور چھُونا تو درکنار رہا! اور جو اُن کے جیسے بن گئے ہیں - اُنہیں کراہیت نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ ہمجنسی - ہمخیالی - اور ہمدمی

کی یکسانیت کا قانون اثرانداز ہو رہتا ہے - اور اُن کی صحبت سے انہیں لُطف ملتا ہے - جو مخالف اور لطیف جذبات والوں کو کبھی خوش نہیں کر سکتا ؎

جو ہے جیسا اس سے ملتا ہے مُدام
کر لیتے ہیں ہم جنس سے مل کر وہ کام
جس طرح بد بد سے مل کر رہتا ہے
نیک نیکوں میں بھی رہتا سہتا ہے
زاغ کی صحبت سے خوش ہوتا ہے زاغ
زاغ کا ساتھی نہیں ہوتا کُلاغ
نیک کے دل میں بدی آتی نہیں
بد کے دل سے یہ بدی جاتی نہیں
چاہتے ہو تم جو ہونا نیک دل
نیک دل کے ساتھ بیٹھو اُس سے مل
بد کی صحبت کو نہ کرنا زینہار
بد کی صحبت سے بچو لیل و نہار
بد کو بد کی اس جہان میں چاہ ہے
نیک کی نیکوں کے گھر میں راہ ہے

اس طرح جب جذبات اور تخیلات مُنہ زور ہو جاتے ہیں تب آدمیوں کو آواگون کے گہرے خندق میں گر گر کر پریشان ہونا پڑتا ہے - اور یہ حالت اس وقت تک برابر رہتی ہے - جب تک

اگلے اور پچھلے کرم جل کر خاک نہیں ہو جاتے۔ کرم کا قانون اٹل ہے۔ جو جیسا کرتا ہے۔ ویسا پاتا ہے۔ نیکی نیک کے لئے اور بدی بد کے لئے ہے۔ جزا اور سزا کا قانون کرم کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اور دونوں ہی کو اس کے زیر اثر آنا پڑتا ہے۔"

چوتھی کلا

جنم جنمانتر کے مسئلہ پر سوال و جواب

(مسلسل)

نندو بھائی بولے "بھگون! دل تو ایک ہے۔ وہ تمام جذبات کا خزانہ اور مرکز کیسے بنجاتا ہے؟ اور یہ کام کرودھ وغیرہ سب کے سب کس طرح منہ زور ہو جاتے ہیں؟"

دیال سے لے کہا "یہ سارا جگت برہم مے ہے۔ برہم سے خالی ایک ذرہ بھی نہیں رہ سکتا۔ اور یہ برہم کیا ہے؟ اس برہم کا جاننا سخت مشکل ہے۔ گو وہ اپنا آپا ہونے کی وجہ سے جانے ہوئے سے بھی زیادہ جانا ہوا ہے۔ سمجھانے بجھانے۔ غور کرنے۔ سوچنے۔ جاننے اور بوجھنے کی نیت سے 'حقیقت' یا 'جوہر حقیقت' کا نام برہم رکھ لیا گیا ہے۔ یہ میں تم کو بار بار سمجھاتا آ رہا ہوں۔ کہ برہم میں یا برہم کے ظاہری بیوہار میں دو طرح کی دھاریں کام کر رہی ہیں۔ ایک وہ (پڑھتی ہوئی) اور دوسری علم (منن کرتی اور سوچتی ہوئی) یہ دونو برہم یا شبل برہم میں نظر آ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک جڑ ہے۔ پرکرتی

ہے۔ اور مادّہ ہے۔ اور دوسری چیتن ہے۔ چیتن کرنے والی۔ پرکاش اور پرکاش میں لانے والی ہے۔ یہ دو دھاریں کھیل کرتی رہتی ہیں۔ اور ان کا کھیل جگت کی رچنا ہے۔ جب یہ دو دھاریں گرہ بند ہوتی ہیں تو تمام جیو جنتو بنجاتے ہیں۔ اور کھیل ہونے لگتا ہے۔ یُوں سمجھ لو۔ برہم ایک سمندر ہے۔ جس میں ذرہ اور منن (یعنی جڑ۔ چیتن) کی لہریں رات دن اُٹھتی رہتی ہیں۔ اور ان لہروں کے گرہ بندی کی صورت میں دیوی دیوتا۔ سورج۔ چاند۔ انسان۔ حیوان۔ اور لوک لوکانتر بنجاتے ہیں۔ ایک گرہ سورج ہے۔ دوسرا چاند ہے۔ تیسرا میں ہوں اور چوتھے تم ہو۔ وعلیٰ ہٰذالقیاس ٭

جب گرہ بندھ گئی۔ تو دیش۔ کال اور وستو۔ (ظرف زمان اور مکان) کے تعلق سے ان کے اندر طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اوّل تو وہ دونوں دھاریں خود بیج رُوپ ہیں۔ ان کے اندر سب کچھ رہتا ہے۔ اور جب تخیلات پیدا ہونے لگے۔ تو طرح طرح کے بھاو آپ آنے لگتے ہیں۔ اور جس گرہ نے جس خاص خیال یا خیالات کو لے لیا۔ اس پہ یا ان پہ دل کو متحد کر لیا۔ پس اس کی ویسی صورت اور کیفیت ہو جاتی ہے۔ اور وہ ویسے ویسے کھیل کھیلنے لگتا ہے۔ اور یہ کھیل اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک یہ جڑ چیتن کی گانٹھ نہیں کھلتی۔ یہاں ہر جگہ گانٹھ ہی گانٹھ ہیں۔ پُرش اور پرکرتی تک گرہیں ہیں ٭

اب جب کہ کھیل شروع ہوا۔ جیو طرح طرح کے خیالات کے زیر

اثر آنے لگا - یہ خیالات - سنسکار یا اثرات کی صورتوں میں اُس گرہ کے اندر سماتے جاتے ہیں - اور کرم کا قانون اُن کی گھڑت کرنے لگتا ہے ☆

یہ کھیل - اِس طرح ہوتا ہے - اور چونکہ کھیل دیش کال اور نمت کے منڈل میں ہے - اُس میں لمحہ لمحہ - برسوں برسوں - یگوں یگوں - کلپوں کلپوں - تبدیلی آنے لگتی ہے - اِس تبدیلی میں اُسے نئے نئے چولے بدلنے پڑتے ہیں - جو کرم کی موزونیت کے پوشیدنی لباس ہیں یہی تبدیل حالت - تبدیل صورت - اور تبدیل کیفیت آواگون ہے - یہ لطیف شکل میں بھی کام کرتی ہے - اور کثیف صورت میں بھی کام کرتی ہے - لطیف صورت کا علم کسی کسی کو ہوتا ہے کثیف صورت کا سمجھ دار انسان کو آسانی سے گیان نہیں ہے - یہ کثیف حالت اور کچھ نہیں ہے - لطیف حالت ہی کی نظر آنے والی کیفیت ہے - جیسے فرض کرو - بھاپ ہے - وہ کارن روپ ہے - اُس سے پانی بنا - یہ اُسی کی لطیف شکل ہے - اور پھر وہی پانی برف کی ٹھوس صورت میں نمودار ہو گیا - تب سب کو دکھائی دینے لگتا - جوہر تو سب کا ایک ہی ہے لیکن سرشٹی کرم (قانون قدرت) کے موافق یہ صورتیں بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں اِسی طرح جڑ اور چیتن کے میل سے یہ سنسار پیدا ہوتا رہتا ہے - اِس میں تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں ہے - دل اِس طرح تخیلات کا خزانہ اور مرکز بنتا ہے ☆

یہ تمہارے سوال کے ایک حصہ کا جواب ہے -

اب سوال کے دوسرے حصہ کا جواب سنو:۔

تم نے پوچھا کہ کام کرودھ۔لوبھ۔موہ۔اہنکار وغیرہ کس طرح سب کے سب منہ زور ہو جاتے ہیں؟ یہ کام کرودھ وغیرہ اور کوئی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ بھی پرکرتی کی دھاریں ہیں۔ جو چیتن سے میل کرنے پر پیدا ہوتی ہیں۔ یہ دھار ہیں۔ ان سے تو تم کو انکار نہیں ہے۔ کیونکہ غصہ کے وقت اپنے دل کے اندر گھس کر دیکھو۔ وہ دھار کی صورت میں برآمد ہونے لگتا ہے۔ یا نہیں؟ یہی کیفیت کام (شہوت) کی بھی ہے۔ وہ بھی دھار ہی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اور دو دھاری سانس کی شکل میں بیوہار کرتا ہے۔ یہ مسئلہ ستری اور پُرش کے میل کرتے وقت غور کرنے سے خود بخود سمجھ میں آئیگا۔ اسی طرح باقی لوبھ۔موہ۔اور اہنکار کو سمجھو۔ یہ بھی دھاروں ہی کی صورت میں اپنا کام کرتے ہیں۔ اور دھاروں ہی کی طرح جاری ہو کر اپنا بیج گرایا کرتے ہیں۔ جس سے تولید اور تناسل کا سلسلہ دنیا میں چلتا ہے:۔

یہ دھار کیا ہیں؟ یہ پرکرتی کے تتوں آکاس۔ہوا۔اگنی۔جل اور پرتھوی کے اظہار کی کیفیتیں ہیں۔

اہنکار آکاس کی دھار ہے۔ جو پرکاشش والی ہے۔ آکاس سنسکرت لفظ ’کاشری‘ (چمکنے) سے نکلا ہے۔ یہ خودی کا جذبہ ہے۔ جو اظہار کی بدیہی اور صریحی صورت ہے۔

کام ہوا کی دھار ہے۔ جو خواہش کی حرکت کی صورت ہے۔ ہوا وائو کو کہتے ہیں۔ وائو سنسکرت مادہ وا (چلنے) اور ٹیک (بڑھنے)

سے بنا ہے۔ حرکت اور تولید تناسل کا سلسلہ اس کام سے چلتا ہے۔
کرودھ اگنی کی دھار ہے۔ جو اوپر کی طرف باہر بھیتر چڑھتی ہے۔
یہ سنسکرت مادہ اگی (اوپر چلنے) سے نکلا ہے۔ اور جس کی دھار کا اظہار
ہمیشہ انسان کی پیشانی اور آنکھ کان سے ہوا کرتا ہے ٭
لوبھ جل کی دھار ہے۔ جو چھپ کر اندر ہی اندر صورت بناتا ہے
جل سنسکرت مادہ جل (چھپنے) سے نکلا ہے۔ جو زیادہ تر زبان میں
پانی بن کر نمایاں ہوتا ہے۔ لوبھ کی وجہ سے منہ میں پانی بھر آیا کرتا ہے۔
جیسے اگر کسی کو کھٹائی کھاتے دیکھو۔ تو منہ میں لالچ کی وجہ سے پانی پانی
ہو جاتا ہے ٭
موہ پرتھوی کی دھار ہے۔ یہ بےحسی۔ جڑتا۔ نادانی۔ اگیان۔ بھرم۔ تعجب
حیرانی۔ وغیرہ کا جذبہ ہے۔ جو مٹی سے مشابہ ہے۔ یہ سنسکرت مادہ
موہ (اگیانی بننے) سے نکلا ہے۔ جب آدمی کو کسی کے ساتھ موہ ہو
جاتا ہے۔ تو وہ ایسا ہی بن جاتا ہے ٭
یہ پانچ جذبات ہیں۔ جو ستھول بھوت آکاس وغیرہ سے متعلق ہیں
اور چیتن کے ساتھ میل کرنے سے دھاروں کی صورت میں اپنا اپنا کام
کرتے ہیں ٭
تم خود کیا ہو؟ جڑ چیتن کی ملونی کی صورت ہو۔ اس لئے تم میں
جڑ کے تمام خواص اور ساتھ ہی چیتن کے بھی تمام اوصاف موجود ہیں۔
جڑ اور چیتن میں سے کوئی بھی چیز خواہ محدود۔ غیر محدود۔ لطیف۔ اور
کثیف ہو سب کی سب تم میں اور تمہارے اندر موجود ہیں۔ اور وید انت

یہی راز تم کو بتانا اور سمجھانا چاہتا ہے۔ اور یہ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ یہ جگت برہم ہے ہے اور تم اس برہم سے نہ جدا ہو۔ نہ جدا تمیز کئے جا سکتے ہو۔ اس برہم میں جڑ اور چیتن سب ہی ہیں۔ اور اسی رعایت سے وہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں +

یہ جذبات ایک وقت میں سب کے سب منہ زور نہیں ہوتے گو ملے جلے اور ساتھ ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ اور کوئی کسی کو ایک دوسرے سے کبھی علیحدہ کر کے نہیں دکھا سکتا۔ تمام تتوں کی جڑ آکاس میں ہے۔ سب آکاس ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسی طرح تمام جذبات کی جڑ اہنکار میں ہے۔ جو آکاس کی دھار ہے۔ بغیر اہنکار کے کام کرودھ موہ۔ لوبھ کوئی نہیں پیدا ہو سکتا۔ جیسے بغیر آکاس کے ہوا۔ آگ۔ پانی مٹی کسی کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ لیکن جس وقت جس خاص جذبہ کا کثرت کے ساتھ زور ہوتا ہے۔ اس کو وہی مخصوص نام دیا جاتا ہے جیسے تتوں (عناصر) میں جس تتو کا گھناپن ہے۔ اسی نام سے وہ نامزد کیا جائیگا۔ کام کاج کے وقت اسے دوسرا نام کبھی نہ دینگے۔ غصہ ہے تو غصہ ہے۔ لالچ ہے تو لالچ ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس +

یہ راز ہے جسے تم ذہن نشین کر لو۔ اور اس کے جاننے۔ اور سمجھنے پر تم انسان کے دلی جذبات کا معقولیت کے ساتھ مطالعہ کر سکو گے۔ اگر اسے نہیں جانتے۔ تو یہ مطالعہ مشکل اور سخت ہوگا۔ یہ بات تمہیں سمجھا دی گئی +

اب آگے چلو۔ جس جذبہ کا زیادہ زور ہوتا ہے۔ جس کی مشتاقی ہیں

انسان زیادہ وقت دیتا ہے۔ جس کی جانب اُس کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ وہ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اور وُہی اُس کی زندگی کی خصوصیت ہو جاتی ہے۔ اور وہ ویسا ہی کہلانے لگ جاتا ہے۔ اِسی رعایت سے انسانوں کے اندر کوئی مغرور ہے۔ کوئی غصّہ ور ہے۔ کوئی شہوت پرست ہے۔ کوئی لالچی ہے۔ کوئی غافل اور نادان ہے ٭

جیوؤں میں اِن جذبات کی مجسم مثالیں ہر جگہ کثرت کے ساتھ نظر آئیں گی۔ صرف آنکھ کھول کر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے شیر مغرور ہے۔ مرغ اور کبوتر شہوت پرست ہیں۔ چیتا غصّہ ور ہے۔ مچھلی لالچی ہے۔ اور ریچھ مُورکھ اور سُست ہے ٭

یہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو کسی جذبہ سے خالی ہو۔ سب میں سب جذبات ہیں۔ لیکن ایک ایک جذبہ ایک ایک میں زیادہ ہے۔ اور وُہ ویسا ہی کہلاتا ہے ٭

جو انسان انسانیت کے اوصاف چھوڑ کر کسی ایک جذبہ کا مطیع ہو رہا ہے۔ اُسے اُسی جذبہ کے جانور سے مشابہ سمجھو۔ اور جو قاعدہ کے ساتھ سب کا برتاؤ کرتا ہوا سب پر قادر ہے۔ اور اُن کی روک تھام کر سکتا ہے۔ صرف وُہی انسان ہے۔ دُوسروں کو انسان کہے جانے یا کہلانے کا حق نہیں ہے۔ یوں چاہے وہ لاکھ انسان جیسا صُورت والا ہو سے

جو خودی میں چُور رہتا ہے۔ وُہ زندہ شیر ہے
جس میں غصّہ ہے وہ چیتا غصہ کے وہ زیر ہے

ہیں کبوتر مرغ بکرے دُنیا کے شہوت پرست
لالچی مچھلی کی ہم جذبہ ہوئے لالچ میں مست
یہ بچھو ہیں جو غفلت اور سُستی کے داموں میں پھنسے
دیکھ کر ان کی ادا دُنیا کے سب عاقل ہنسے
ان کو کیوں انسان کہتے ہو نہ یہ انسان ہیں
آدمی کی شکل میں یہ بیگماں حیوان ہیں
دُکھ سہیں گے رنج و غم کے ہوں گے یہ ہر دم شکار
ان کی صحبت میں نہ جانا بھول کر تم زینہار
آدمی میں آدمیت ہو۔ تو وہ ہے آدمی
آدمیت جب نہیں پھر کیسے یہ ہے آدمی

یوں تو انسان جس وقت جس جذبہ کے زیر اثر آیا۔ اسی طرح کا حیوان بن گیا۔ غافل انسان رات دن میں اپنے جذبات کے زیر اثر طرح طرح کی حیوانی صورت بنا بنا کر حیوان سیرتی کا تماشا دکھایا کرتا ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا آواگون اور پُنرجنم ہے۔ جو جس وقت جیسا ہے۔ ویسا ہے۔ اور اُسے ویسا ہی کہنا چاہئیے۔ لیکن جب تک مشاقی اور عمل کرتے ہوئے کوئی ایک کثیف جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم نہیں اختیار کرتا۔ تب تک اُسے پُنرجنم دھارن کرلے کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ گو اصولاً دونوں ایک جیسے ہیں ۔۔

اب دُنیا میں دیکھو۔ کوئی کیسا ہے۔ کوئی کیسا ہے! کسی کے جذبات اور طرح کے ہیں۔ کسی کے اور طرح کے ہیں! ایک حالت

اور کیفیت میں دو انسان باہمدگر مشابہ نظر نہیں آتے - اس کا کیا سبب ہے؟ آخر سبب تو کچھ نہ کچھ ہونا ہی چاہئیے - بغیر سبب کے کسی نتیجہ کا اظہار نہیں ہوتا - نظام قدرت میں سبب اور نتیجہ کا قانون ہر جگہ کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے - اور جب تمام نتیجوں کے سبب ہوتے اور ہوا کرتے ہیں - تو یہ مختلف الحالی - مختلف الصورتی - اور مختلف الکیفیتی کا بھی تو آخر سبب ہونا چاہئیے!

وہ سبب جیودں کا کرم اور کرموں کی مشاقی ہے - جس نے پہلے جنم میں جیسے کام کئے ہیں - اُسی کے موافق اپنی صورت شکل اور حالت بنائی ہے - اور جنم لے کر اُسی کے کھیل کا تماشا دکھا رہا ہے - اس کے سوا نہ اور کوئی سبب ہے - اور نہ ہو سکتا ہے با سوچ دیکھو - سمجھ دیکھو - غور کر دیکھو - اس معمہ کا حل سوا اس جنم کے مسئلہ کے اور کسی طرح نہیں ہو سکتا - اور نہ عقل اُسے تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے - "

پانچویں کلا

اناردلی جسم

"نند و بھائی بولے - "دل اور دلی جذبات پر اس ستھول دیہہ یا کثیف جسم کا دار و مدار ہے - یہ میں نے آپ کی تقریر سے نتیجہ اخذ کیا - کیا ویدانت کی تعلیم کے موافق یہ دل ہی سوکشم شریر ہے جس

کی دھاروں سے کرم اور کرم کے سنسکار پیدا ہوتے ہیں۔ اور اُن کے نتیجوں سے جیوؤں کا جنم مرن ہوتا رہتا ہے؟"

دیال نے تامل کے ساتھ کہا۔" دل سوکشم شریر ہے۔ اور دل سوکشم شریر کا ایک حصّہ اور حواس بھی ہے۔ تم نے چونکہ دل کے لفظ سے اپنا سوال شروع کیا تھا۔ اِس لئے میرا جواب سب کا سب دِل ہی کے مرکز پر قائم رہا۔ ممکن ہے۔ تم کو آئندہ چل کر اس جواب سے غلط فہمی ہو۔ اس لئے ابھی سے اُس جواب کے حصّہ کی وضاحت کر دینی چاہیئے۔ تاکہ اِس کا خوف نہ رہے۔

جسم تین ہیں۔ (۱) کارن (۲) سوکشم اور (۳) استھول

(۱) پہلا کارن شریر ہے بیج رُوپ مادہ اور پران کی مشمولی کیفیت ہے جسے میں نے دو دھار جڑ اور چیتن کی گرہ کا نام دیا ہے۔ یہ مادہ کا نہایت خفیف حصّہ ہے۔ جس کے اندر زندگی کے اظہار کے ممکنات شامل ہو کر قائم ہو رہتے ہیں۔ یہ ویسے ہی ہے۔ جیسے کسی درخت کا بیج اپنے اندر سب کچھ رکھتا ہوا شروع شروع میں مجہولیت کی صورت کا نظر آتا۔

(۲) دوسرا سوکشم شریر ہے۔ جس کے ساتھ چار انتہ کرن۔ اندرونی حواس چیت۔ من اور بُدھی اور اہنکار رہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی پانچ سوکشم گیان اندریوں کا جوہر۔ آنکھ کان وغیرہ اور پانچ کرم اندریوں کا جوہر۔ ہاتھ پاؤں زبان وغیرہ اور پانچ پران۔ پران اپان وغیرہ گُتھے رہتے ہیں۔ یہ سب سوکشم اوستھا (لطیف حالت) میں ہوتے ہیں۔ ان سب کے مجموعہ کا نام سوکشم شریر (لطیف جسم) کہلاتا ہے۔ اور

(۳) تیسرا استھول شریر یا کثیف جسم ہے ۔ جسے تم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہو ۔ اس میں پانچ گیان اندریاں ۔ پانچ کرم اندریاں اور پانچ پران وغیرہ ستھول رُوپ (کثیف صورت) میں رہتے ہیں ٭

یہ تین شریر ہیں ۔ (۱) کارن (۲) سوکشم اور (۳) ستھول کارن ۔ بیج رُوپ ہے ۔ سُوکشم اس کی لطیف اظہار کی کیفیت ہے اور ستھول کثیف اظہار کی صورت ہے ۔ یہ بیج ہی ہے جس سے تب پچھلے دو شریر نکلے ۔ اور نکلتے ہیں ۔ ان میں سے یہ کارن چوٹی یا سرا ہے سُوکشم درمیانی یا بچلا ہے ۔ اور ستھول نیچا یا نچلا ہے ۔

یہ درمیانی سوکشم شریر ۔ اوپر اور نیچے کے دو شریروں (یا جسموں) پر اپنی دھاروں سے اثر انداز رہتا ہے ۔ ایک طرف تو کارن کی طرف اپنی دھار کھینچ اس سے طاقت لیا کرتا ہے ۔ دُوسری طرف وہ اس کی طاقت کی دھار اور اپنا اثر ستھول شریر پر ڈالا کرتا ہے اور آپ ان دونوں کے بیچ میں قائم رہتا ہے ۔ اور اُوپر نیچے دونو طرف کام کرتا رہتا ہے ٭

سُوکشم شریر سے میری مراد اسی درمیانی جسم سے ہے ۔ جس میں دِل اور دِل کی طاقت کو بڑی اہمیت کی حیثیت حاصل ہے اور اس نظر سے اکثر لوگ دِل ہی کو سُوکشم شریر کہتے ہیں (جیسا میں تمہارے پہلے سوال کے جواب میں اب تک کہتا آیا ۔ یہ وضاحت میں نے اس لئے کر دی ہے ۔ تاکہ پھر تم کو بھرم نہ ہو ۔ ورنہ غلطی اور غلط فہمی میں پڑے رہتے ۔ "

نندو بھائی بولے۔ "آپ نے بہت اچھا کیا۔ جو اس کی صراحت کر دی۔ ورنہ بھرم کا بلیشک خوف رہتا۔ اب ان پانچ قسم کے پرانوں کی تشریح کر دیجیے۔ پانچ گیان اندریوں (۱) کان (۲) توچا (چھونے کی اندری) (۳) آنکھ (۴) زبان (ذائقہ) اور (۵) ناک کو میں سمجھتا ہوں اور اسی طرح پانچ کرم اندریوں (۱) ہاتھ (۲) پاؤں (۳) زبان (بولنے کی اندری)۔ (۴) لنگ اور (۵) گدا کا مجھے علم ہے۔ ان کی بابت میں سوال کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ لیکن پانچ پرانوں کے نام اور کام سے مجھے واقفیت نہیں ہے۔ ان کو جاننا چاہتا ہوں۔"

دیال نے کہا۔ "پران قدرت میں زندگی کی دھاریں ہیں۔ جو تمام دنیا میں بکھری ہوئی ہیں۔ زندگی کا دار و مدار ان ہی پر ہے۔ اصل میں پران تو ایک ہی ہے۔ جو سانس کی طرح دھاروں کی صورتوں میں ناک منہ اور ہر اندریوں میں سے نکلتا اور داخل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن پانچ طرح پر کام کرتا ہے۔ ان کاموں کی رعایت سے وہ پانچ قسم کا بن جاتا ہے۔ یا پانچ قسم کا ہے۔ اس کے نام یہ ہیں:۔

(۱) پران (۲) اپان (۳) سمان (۴) اُدان اور (۵) ویان
اب ان کی صراحت سنو:۔

(۱) پران۔ (سنسکرت مادہ 'پر' = پہلے اور ان = سانس لینا) یہ وہ پران کی دھار ہے۔ جو آکاس منڈل سے زندگی کی طاقت کو کھینچ کھینچ کر اندر بھرتی رہتی ہے۔

(۲) اپان۔ (سنسکرت مادہ۔ 'اپ' = نیچے اور 'ان' = سانس

لینا) یہ وہ پران کی دھار ہے۔ جو ناکارہ اور غیر ضروری مادّہ کے ذرّات کو باہر نکال نکال کر خارج کرتی رہتی ہے۔

(۳) سمان۔ (سنسکرت مادّہ۔ "سم" = سب۔ اور ان = سانس لینا) یہ پران کی وہ دھار ہے۔ جو غذا کے تحلیل اور ہضم میں مددگار رہتی ہے۔ اور جسم کے تمام اعضا اور رگ ریشوں کو تقویت دے کر ہم آہنگ رکھنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ اور جسم کے ہر حصّہ کو غذا پہنچاتی ہے

(۴) اُدان۔ (سنسکرت مادہ۔ اُد = اُوپر۔ اور ان = سانس لینا) یہ پران کی وہ دھار ہے۔ جو گلے سے اُوپر سر کی طرف جاتی اور ناف (نابھی) میں رہتی ہے۔ یہ غذا کو مُنہ سے معدہ میں پہنچاتی۔ اور زبان کی قوّت کلام کا باعث ہے۔ اور

(۵) ویان۔ (سنسکرت مادہ۔ "وی" = پھیلے اور ان = سانس لینا) یہ پران کی وہ دھار ہے۔ جو تمام جسم میں بکھری رہتی ہے۔ اور سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک محیط رہ کر اس کے مسام۔ سوراخ۔ اور ہر حصہ کو باقاعدگی میں رکھتی ہے۔

یہ پران عجیب طرح کے رستے ہیں۔ جو جسم اور اس کے اعضا کو قدرتی تناسب میں۔ کہ کر جیو کے تمام کرم۔ بچن۔ سوچ۔ وچار اور سنسکاروں کو سمیٹتے ہوئے اس کے آئندہ جنم کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ پرانوں کا مختصر لیکن واضح بیان ہے۔"

تنلدو بھائی بولے۔" یہ وضاحت خوب رہی! اور سمجھ میں بھی خوب آگئی۔

اب سنسکاروں (اثرات) کی صراحت کر دیجیئے۔ تاکہ سوال کرنے میں مجھے مدد ملے۔"

دیال نے کہا۔" سنسکار۔ سنسکرت مادہ "سم" (پورا کرنے) اور کری (کرنے) سے نکلا ہے۔ جو کرم کو پورا کرے۔ وہ سنسکار ہے لغوی معنے صرف یہ ہیں۔ اور جس مجازی معنے سے اس موقعہ پہ ویدانت کی نظر سے تعلق ہے۔ اُس سے اثر یا اثرات یا اثر اور اثرات کے مکمل ہونے سے مُراد ہے۔ ہم بولتے ہیں۔ اُس کا اثر ہم میں رہ جاتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں۔ اُس کا عکس دِل میں قائم رہتا ہے۔ ہم کرم کرتے ہیں اُس کرم کا نشان ہم میں باقی رہتا ہے۔ ان سب کے جزوی مشمولی۔ کُلّی اور مجموعی اثرات کا نام سنسکار ہے۔ یہ جلد زائل نہیں ہوتا۔ دِل پر اِس کا دھبّہ پڑا رہتا ہے۔ اور موقعے پاکر یہ اُبھرتا ہے۔ اور اپنا کام۔ پھر قول فعل۔ اور خیال کی صورت میں کرتا رہتا ہے۔ اکثر ہم اپنی زندگی کے کاموں پر خود اپنے آپ سے پُوچھتے ہیں۔" ایسا کیوں ہُوا؟ ہم نے ایسا کام کیوں کیا؟" اور اکثر وقت جواب نہیں ملتا۔ لیکن ایسا کیوں نہ ہو! کرم بچپن اور دچار پُورے تو نہیں ہوئے تھے۔ ان کو تو مکمل ہونا ہی ہے۔ اور اُن کی جڑ ہمارے اندر ہے۔ سنسکار گرہ بن کر اندر قائم ہیں۔ اور وقت وقت پر اپنا کام کریں گے۔ کرم کا قانون اٹل ہے۔ سب سے بچ سکتے ہو اس کے داؤں پیچ سے نہیں بچ سکتے۔ یہ اپنا کھیل کھلا کر رہیگا اِس کے داؤں پیچ سے کوئی کھلاڑی نہیں محفوظ رہ سکتا۔ اکیلے رہو۔ ڈھیلے رہو۔ سمندر کے تہہ میں غوطہ مارو۔ رات کے اندھیرے پردوں میں چھُپو۔

لیکن کرم اور کرم کا سنسکار ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا۔ جہاں جاؤ گے۔ اور سب چاہے۔ ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ نہ چھوٹیگا۔ اور بغیر جزا سزا دیئے ولا لے نہ رہیگا۔ کوئی آسمانی یا زمینی طاقت اِس کے زد اور ضرب سے تم کو نہیں بچا سکیگی۔

(۱) اے میرے پیارے بھائی! دیکھو سنبھل کے رہنا
کھوٹے نہ کام کرنا۔ کھوٹی نہ بات کہنا
(۲) دُکھ دو گے دُکھ ملیگا۔ سُکھ دو گے سُکھ ملیگا
مارو گے تم کسی کو پھر غم پڑے گا سہنا
(۳) قول اور خیال کرتب۔ دریا سے ہیں مشابہ
تم دیکھنا نہ ان کی لہروں میں پڑ کے بہنا

جو کرو گے۔ اُس کا جلد یا دیر میں پھل پاؤ گے۔ اِس سے چھٹکارا نہیں ملتا ہے

یہ یاد رہے کوئی جو کلپاوے گا[1] وہ آج کریگا جیسا کل[2] پاویگا
اِس دہر مکافات میں سُن لے ظالم ٭ کلپانے والا[3] بھی نہ کل[4] پاویگا

نندو بھائی بولے۔ "اِس کرم اور اُس کے سنسکار کا مضمون بڑا خوف دلانے والا ہے۔ کس طرح پر ان کا کھیل ہُوا کرتا ہے۔ اُس کا جاننا پھر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا۔"

دیال نے کہا "من۔ بچن۔ کرم۔ تین طرح کے کرتب ہوتے

[1] ستائیگا (۲) فردا (۳) ستانیوالا (۴) آرام

ہیں - جو ہم زبان سے بولتے ہیں - جو ہم دل سے سوچتے ہیں - جو ہم جسم سے کرتے ہیں - سب کے سب لطیف ہو جاتے ہیں - اور سنسکار کی شکل میں دل کے اندر ان کا ذخیرہ اکٹھا ہو جاتا ہے - کچھ دنوں یا کچھ وقت تک یہ دبے پڑے رہتے ہیں - پھر خیالی لہروں کی طرح لہرانے یا پھولوں کی خوشبو کی طرح دل ہی دل میں حبابی صورت کی طرح اُڑنے اور پھرنے لگتے ہیں - اور نئی نئی خواہشیں بن بن کر کام کرنے لگ جاتے ہیں - اور یہاں بھی کارن - سُوکشم اور ستھول کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں - جو نظام کائنات میں عام ہیں - اور کوئی شے ان سے خالی نہیں ہے - یہ خواہشیں ویدانت میں واسنا کہلاتی ہیں - اور ان کی وجہ سے نئے نئے قالب یا جسم بنتے بگڑتے رہتے ہیں - ان کے اندر سنسار کے دُکھ سُکھ کے چاہ کی رُوح رہتی ہے - اور جب تک یہ چاہ رہیگی - جنم مرن کا ہوتا رہنا لازمی ہے - خواہشوں کو کبھی نہ کبھی پوری ہو کر رہنا ہے -

جیسے خیال ویسے اقوال - جیسے اقوال ویسے افعال - اور جیسے خیال اقوال اور افعال ویسے ہی حال اور مآل - یہ تم سمجھتے بوجھتے ہو - تمہارا جتنا باہری کام دُنیا میں ہوتا ہے - وہ اندرونی جذبات ہی کی خارجی اور باہری صورت ہے - اور یہی مل ملا کر اپنے موافق ستھول شریر گھڑا کرتے ہیں - جو جیسا مزاج - جیسی طبیعت جیسی خواہش اور جیسا لطیف اور کثیف جذبہ والا ہوگا - اُس کا جسم بھی ویسا ہی بنیگا - اور اُسی کی مناسبت - گھنے پن - ہلکے پن - کے موافق تمام اندریوں کا

کام ہوگا - اندریوں کا کام اور کچھ نہیں ہے - وہ خواہش کے اظہار کی کثیف صورت ہے - اگر خواہش نہ ہو - تو آنکھ ناک - کان ہاتھ وغیرہ کچھ نہ بنیں - دیکھنے کی خواہش سے آنکھ کا - سننے کی خواہش سے کان کا - اور سونگھنے کی خواہش سے ناک کا ظہور ہوا - اور علیٰ ہذالقیاس اگر کام کی خواہش نہ ہو - تو ہاتھ خشک ہو جائیں گے - اگر بولنے کی خواہش نہ ہو - تو زبان مرجائیگی - اگر چلنے پھرنے کی خواہش نہ ہو - تو پاؤں بیصرف بن جائیں گے - خواہش ہی ان کو پیدا کرتی ہے - اور خواہش ہی اُنہیں حرکت دے دے کر مشّاق بناتی ہے ؛

جیسے کرموں کے کرتب سے ستھول جسم بنتا ہے - ویسے ہی خیال - بیوہار اور چال چلن - دلی ارادہ - نیت اور خواہش کی وجہ سے اندرونی جسم یا سوکشم شریر کی ساخت ہوتی رہتی ہے - اور یہی اندرونی جسم جسے جیو کہتے ہیں - بار بار جنم لیتا رہتا ہے - یہ اندرونی جسم سرشٹی کرم کی وجہ سے گرہ کی شکل میں پہلے بیج روپ بنا - دبا پڑا رہا - پھر مناسب اور موزوں موقعے پا پا کر ابھرتا اور بدل بدل کر صورتیں تبدیل کرتا رہا - اور اسی تبدیلی کو جنم لینا کہا جاتا ہے -

جیسی آسا ویسی باسا ! مرتے وقت جو خیال یا خواہش دل میں زبردست ہوتی ہے - وہی دوسرے جنم میں نیا چولا بدلتی ہے - یہ یونہی زبردست نہیں ہوتی - بلکہ پہلے جنم میں اس کی مشّاقی ہوتی رہی ہے - "

"شاردا بھائی نے پوچھا" کیا یہ سوکشم شریر ہی جیو ہے - کیا جیو اس جسم سے علیحدہ چیز نہیں ہے ؟ "

دیال نے جواب دیا۔ "جڑ چیتن کی گرہ سرشٹی کرم کے موافق بنتی ہے۔ اور اس کا بننا آتما کے آدھار پر ہوتا ہے۔ آتما کا آدھار لے کر اس گرہ میں زندگی آجاتی ہے۔ اس زندگی میں آدھا کا غرور اور ساتھ ہی جسم کا غرور بھی شامل رہتا ہے۔ اور یہ تین کیفیتیں آتما کے آدھار کا غرور اور جڑ۔ چیتن کی گرہ مل ملا کر جیو کہلاتے ہیں۔ جس میں جینے کی خواہش ہو۔ وہ جیو ہے۔ اور اسی جینے کی خواہش کے سلسلہ میں موت سے ہم پہلو ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اور جیو مرتا اور جنمتا رہتا ہے۔ ویدانت اسی اندرونی جسم کے جنم مرن کو آواگون کہتا ہے۔ اس گرہ میں زندگی اسی طرح آتی ہے۔ جیسے آگ کی دھار پر رہتا ہوا لوہا آگ کی طرح گرم ہو کر آگ جیسا بن جاتا ہے۔"

چھٹی کلا

جیوؤں کی خصوصیتیں

نندو بھائی بولے۔ "آپ فرماتے ہیں۔ پوُرب (پچھلے) جنموں کے سنسکار کے موافق جیوؤں کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور ان کے میلان طبعی سے ان کے پہلے جنم کے کرموں کا پتہ لگتا ہے۔ میں اس خیال کی تردید نہیں کرتا۔ لیکن یہاں اتنی قسم کی مختلف طبیعتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ اور ان کے کاروبار اس طرح تبدیل ہوا کرتے ہیں۔ کہ انسان کو قطعی رائے قائم کرنے یا قطعی فیصلہ سنانے میں تامل ہوتا ہے۔ اگر اس طرح کی دو چار نظیریں ہوتیں۔ تو ہم ان کو مستثنیات میں

داخل کرتے - لیکن وہ کثیر التعداد ہیں - اس لئے ایسا بھی نہیں کر سکتے ! "

دیال نے کہا - "کرم کا مسئلہ حقیقت میں سخت پیچیدہ بھی ہے - اکثر سوا دم بخود ہو رہنے کے اور کچھ نہیں سوجھتا - لیکن اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے - انسانی عقل پھر بھی بہت سی باتوں کا پتہ لگا لیتی ہے - میں اپنے طور پر چند خاص قسم کے خیالات تم کو دیتا ہوں اُن سے سوچنے میں مدد ملیگی ؛

(۱) کرم محدود نہیں کیا جا سکتا - ایک کرم کے اندر ہزاروں کرموں کے سنسکار ملے جلے رہ سکتے ہیں -

(۲) جہاں پہلے جنم کے کرم پرار بدھ بن کر کھیلتے ہیں - وہاں جیووں کے سنچت کرم اور کریہ مان کرم بھی اکثر ہاتھ پاؤں مارنے پر تُل جاتے ہیں -

(۳) حالات - واقعات اور اردگرد کے اثرات بھی انسان کے دلوں میں داخل ہونے سے باز نہیں رہ سکتے -

(۴) تعلیم اور صحبت کا اثر بھی تبدیلی کا جوابدہ ہو سکتا ہے -

(۵) کبھی کبھی ماں باپ کے اثر بیماری یا نیکی بدی کے سنسکاروں کی شکل میں دبے پڑے رہتے ہیں - موقعہ پایا نہیں کہ وہ مُنہ زور ہونے لگ جاتے ہیں ؛

(۶) کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے - کہ ایک خاص قسم کا کرم بھوگ دے چکنے پر سُست پڑ جاتا ہے - اور اُسی وقت اُس کا مخالف کرم جاگ اُٹھتا ہے

(۷) موجودہ خواہش۔ حوصلہ۔ جرأت اور دلیری بھی وقت پر انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں ٭

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

غرضیکہ کرم اور کرم کے سنسکاروں کا مضمون اِس قدر وسیع ہے۔ کہ قطعی رائے قائم کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ تم حق بجانب ہو۔ اِس کا مطالعہ کرنا بھی معمولی ذہانت کا کام نہیں ہے۔ اور وہ انسان ہی کی طبیعتوں کے مطالعہ تک محدود نہیں رہ سکتا ہے۔ بلکہ جانوروں۔ اور درختوں تک کے دائروں تک وسیع کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ سرشٹی کرم (قدرت کا قانون) معدنیات اور کانی چیزوں کے اندر بھی گھس گھس کر اُن میں خاص خاص قسم کی تبدیلیاں پیدا کر دکھاتا ہے۔ عام طور پر عام بیج سے عام درخت پیدا ہوتے ہیں۔ خاص طور پر خاص بیج سے خاص درخت نکلتے ہیں۔ اور جب کبھی ان کا باہمی میل ہوتا ہے۔ تو اس میل کے نتیجہ کے طور پر کسی اور ہی قسم کا درخت پیدا ہوگا۔ جس میں دونوں کی خصوصیتیں ہیں ٭

مرچ اور گنّے کے درخت ایک ہی کیاری میں لگا لئے جانے سے قدرتی انتخابی جذبہ کے زیر اثر اپنے اپنے خصوصیت کے ذرات آکاس سے لے لے کر اپنے اندر جذب کرتے رہیں گے۔ اور میٹھے کڑوے نکلینگے۔ لیکن اگر کسی طرح اُن کے اندرونی جسم یا سوکشم شریر کا اثر اس انتخابی جذبہ کے اندر پیدا ہو جائے۔ یا پیدا کر دیا جائے۔ تو مرچ کا درخت کڑوے کے عوض میٹھے ذرات اور گنّے کا درخت میٹھے

کے عوض کڑوے ذرات بھی جذب کرلے گیگا۔ اور ان کی لذتوں میں فرق آجائیگا۔ یہ ایک معمولی مثال ہے ❋

یہی مثال جمادات پر بھی عائد ہو سکتی ہے۔ دھاتو کے معدنی اشیا بھی کرم اور کرم کی سختی اور کرم کی تبدیلی کے قانون کے زیر اثر عجیب عجیب صورتیں بناتے رہتے ہیں۔ جن کے نظارے تم ہر جگہ دیکھ سکتے ہو ❋

یہ عمل حیوانوں پر بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ اور وہ کچھ کے کچھ متعدد اور مختلف اثرات کے ماتحت آکر اپنے اپنے دلی انتخابی جذبہ کو بدل سکتے ہیں ❋

یہ سب نظارے جو عالم کثرت میں کثرت کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔ اسی کرم اور کرم کے سنسکاروں کی انتخابی اصول کے ماتحت ہیں اور یہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ برہم کی ورہ اور مَن کی دھاریں نکل نکل کر مختلف درجوں۔ مرحلوں۔ کیفیتوں اور کمی بیشی کے زیر اثر بے شمار صورتوں کی جلوہ آرائی اور جلوہ نمائی سے باز نہیں رہ سکتیں۔ ان دھاروں میں سے وِرہ جڑ ہے۔ اور مَن چیتن ہے۔ اور دونوں کی دھاریں مل جل کر طرح طرح کے جسم اور قالب کی بے شمار صورتوں میں تماشا گری کرتی رہتی ہیں ❋

جو کرم کا قانون سارے جگت میں کام کر رہا ہے۔ اس کا وہی کام انسان پر بھی ہو رہا ہے۔ یہاں تک تو جمادات۔ نباتات حیوانات اور انسانوں کے تعلقات میں عامیت ہے۔ سب کے اندر کارن

سُوکشم اور ستھول شریر ہیں۔ ان سے بچا ہوا ایک بھی نہیں ہے۔ اور ان کے سُوکشم شریر ہی کے اندر انتخاب۔ رد۔ قبول۔ وغیرہ کا جذبہ اس قسم کے کاروبار کرتا کراتا رہتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ انسان میں آکر چیتن شکتی (مَن کی دھار) بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ خصوصیت کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے۔

نندو بھائی بولے "اگر کرم کا قانون سب کے لئے یکساں ہے تو اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ یا ہونا چاہئے۔ کیا یہ جمادات۔ نباتات اور حیوانات بھی جزا اور سزا کے مستحق ہوتے ہیں؟"

دیال نے کہا "ان کے سُوکشم شریر (دل) کا انتخابی جذبہ کسی خاص نیت یا خواہش کے ماتحت نہیں ہے۔ وہ فطرتاً سرشٹی کرم کے بموجب زندگی بسر کرتے ہیں لیکن یہ کیفیت انسان کی نہیں ہے۔ اس کے سُوکشم شریر کے مَن یا چیتن دھار کا انتخابی جذبہ خاص قسم کا نشو و نما پا کر واقع نیت۔ خواہش اور ارادہ کی صورت قبول کر لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان کے اس جذبہ میں خصوصیت آجاتی ہے۔ اور وہ ابھمانی ہو کر کرتا دھرتا (خود مختار) بن جاتا ہے۔ اور جب یہ کیفیت ہو گئی۔ تو وہ اپنے فعل۔ قول۔ اور خیال کا آپ ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے جزا اور سزا کا قانون اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور دل کے لئے وہ نہیں ہے۔

ہر کرم یا کام کی بابت نیت اور ارادہ کا سوال کیا جاتا ہے۔ اگر وُہ کام بغیر کسی نیت کے ہے۔ یا فطرتی ہے۔ تب تو بازپُرس نہیں ہے۔ اور اگر نیت سے کیا گیا۔ تو سزا اور جزا سے بچ نہیں سکتا"

دیدانت مشن

نند و بھائی بولے۔ "یہ جزا اور سزا کون دیتا ہے؟"
دیال نے کہا۔ "جس نے نیت کی ہے۔ اُس کے اندر خود سزا۔ اور جزا کا مادہ رہتا ہے۔ وہ آپ اپنا سزا اور جزا دینے والا ہے۔ یہ تو اصولی بات ہوئی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس کی نیت کے اندر دل کے سنکلپ وکلپ پس وپیش کرتے ہوئے کام انجام دیتے ہیں۔ جن کی تہ میں خوف۔ اُمید۔ مایوسی۔ پیش بینی۔ پس بینی۔ غور و فکر سب کچھ دبے پڑے رہتے ہیں۔ اور اس لئے اُس کی دلی خوف کی وجہ سے قدرتاً میں خود بخود سزا اور جزا دینے والی صورتیں اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ اور اُسے جزا اور سزا کے شکنجہ میں کھینچا کرتی ہیں۔ اور وہ متضاد کیفیتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں وہی ان کا موجد ہے۔ اور ان کی جڑ اسی کے اندر رہتی ہے۔

یہ حکومتی نظام۔ مجلسی انتظام۔ قانونی اہتمام۔ اور انسانی نظام کا التزام سب کا سب انسانی دماغ کی اختراع ہے۔ اور اُسی کی نیت۔ خواہش اور ارادہ کی وجہ سے یہ سب ظہور میں آئے ہیں۔ آتے ہیں۔ اور آئیں گے۔ اور وہ کبھی اوروں سے ستایا جائیگا۔ اور آرام پائیگا۔ اور کبھی جنم جنمانتر کے سلسلہ میں دُکھ سُکھ بھوگیگا۔ اِس کے سوا دُکھ سُکھ اور سزا جزا کا دینے والا اور کون ہے؟ یا ہو سکتا ہے!"

نند و بھائی بولے۔ "کوئی شخص سزا کی حالت کو پسند نہیں کرتا۔ جزا کی خواہش سب میں رہتی ہے۔ میں کیسے مانوں۔ کہ انسان خود جزا اور سزا کا موجد ہوا ہوگا۔ ہوتا ہوگا۔ یا ہوتا رہتا ہے؟"

دیال نے کہا۔" حضرت! ماننے کو تو تم مانتے ہو۔ ہاں اُسے جانتے اور پہچانتے نہیں ہو۔ اب دیال کے ست سنگ میں رہ کر اُس راز سے واقفیت پیدا کر کے اپنے جنم کا سُدھار کرو۔ اور جلد سُدھار کرو۔ سُنو:۔

جب انسان کے دل میں کسی قسم کی بُری خواہش پیدا ہوئی۔ اور وہ اُس کے پُورا کرنے پر آیا۔ تو اُس کے دل میں تین قسم کے جذبے خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔ جو من کے سنکلپ وکلپ یا دل کے متضادی خیالات کے نتیجے ہیں۔

اوّل۔ پس وپیش کی کیفیت۔ یعنی مجھے ایسا کرنا چاہیئے۔ یا نہ کرنا چاہیئے:۔

دُوسرے۔ خوف اور ڈر۔ یعنی اِس کا بدلہ اگر کوئی دیکھ لیگا۔ تو مجھے دے گا:۔

تیسرے۔ شرم وحیا۔ یعنی اس فعل کا اظہار اگر کسی پر ہوا۔ تو مجھے شرمندہ ہونا پڑیگا۔ بُرے کام کوئی بھی ان سے خالی نہیں رہتے۔ سوچ دیکھو۔ اور اِسی نظر سے ان کو پاپ کہا جاتا ہے۔ پس وپیش۔ خوف اور شرم۔ یہی تین چیزیں پاپ کی علامتیں ہیں۔ ان کے سوا پاپ اور کچھ نہیں ہے۔

اور جب یہ تینوں انسان کے دل میں سرایت کی ہوئی جگہ پاگئی ہیں۔ تو کیسے ممکن ہے۔ کہ اُن کی عملی نتیجہ اور صورتوں کا امکان نہ ہو۔ وہ بیج رُوپ میں اُنہیں خیالی طور پر اپنے دل کے کھیت میں دُشتم

ساتویں کلا

کیا ایشور جیووں کا پیدا کرنے والا ہے؟

نندو بھائی بولے "آپ نے ایشور کی ہستی کو بالکل اُڑا دیا۔ اور انسان کو خالق اور اپنے نیک و بد اعمال کا جزا سزا دینے والا قرار دیا کیا کوئی مذہب والا آپ کی اس بات کو توجہ کے کانوں سے سُنیگا؟ یا سُننا گوارا کریگا؟"

دیال ہنسا۔ "لائے تم مذہبی جھگڑوں کو بیچ میں۔ اس کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ میں حقیقت کا علم تم کو دے رہا ہوں۔ اور اگر کوئی مذہب والا نادان میری باتوں کو نہیں مانتا۔ یا نہیں سُنتا۔ تو مجھے اُن کی پرواہ کب ہے؟ میں پردہ میں بیٹھ کر اپنے خیالات کا اظہار تو نہیں کر رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے مجھے شرم خوف۔ اور پس و پیش ہو۔ یہاں جو بات ہے۔ صاف صاف ہے۔ لگاؤ لپیٹ کا نام و نشان نہیں ہے۔ میں اودھوت* کی طرح نڈر

* اودھوت ہماری رسالہ ہے جو زیادہ سمجھدار ویدانتیوں کے فائدہ کی نظر سے چکڑ محلہ انارکلی لاہور سے باقاعدہ نکلتا ہے۔ قیمت ۱۲ نمبروں کی ہے۔ جو ستی کے دلدادہ ہوں۔ صرف اُن کے کام کی چیز ہے۔ جن کو شوق ہو۔ لالہ نند کشور مینیجر اودھوت چکڑ محلہ انارکلی لاہور کو لکھ کر منگائیں۔ ایڈیٹر پیاسا ہی ہوں ؎ (شیوبرت لال)

اور مست بنا ہوا اپنے خیالات تم کو دے رہا ہوں۔ تمہارا جی چاہے۔ سُنو۔ نہ جی چاہے۔ اپنے کام دھندے میں لگو۔ میں کب کسی کو کہتا ہوں۔ کہ میری سُنو۔ یہی تو سبب ہے۔ کہ میں متعصب کٹڑ اور تنگدل آدمیوں کو ست سنگ میں آنے سے روک رکھتا ہوں۔ جہاں اُن کی سینگ سمائے۔ وہاں جائیں۔ اور اپنا کام کریں ؂

اس کے سوا میں نے "ایشور" کی ہستی کو القط کب کیا۔ اپنی ہستی ہی کا نام تو "ایشور" ہے۔ اور میرے کلام میں بار بار برہمہ کا نام آتا ہے۔ کیا یہ برہمہ ایشور نہیں ہے۔ تمہارا یہ خیال بیجا اور غلط ہے۔

ہستی ہے سچا خالق اور ہستی میں ہے مستی
ہستی کو مستی سمجھو اور مستی سمجھو ہستی
ہستی ہے علم و راحت ہستی ہے عقل و دولت
ہستی ہی کے ہیں اندر ویرانہ اور بستی
ہستی کا راز سمجھیگا کوئی عقل والا
ہستی ہی کے مدارج میں سب ہیں فوق و پستی
ہستی کو سمجھا جس نے وہ ہست ہو گیا ہے
ہستی گراں نہیں وہ یکساں ہے جنس سستی
سب ہست ہیں جہاں میں ہستی سے کون خالی
سب کے دلوں کے اندر ہستی ہے آپ بستی
سب وہم کے شکنجے اب آپ ہی ہیں ٹوٹے
ہستی کی مستی والے کو مایا کیسے کستی

رحمان سے تعلق جب ہو گیا - تو پھر کیا
شیطاں کے سر پہ مارا ہے خنجر دو دستی

برہمہ ایشور ہی تو ہے - وہ محیط کل جوہر ہے - اور یہ سب تماشے اُسی ایک ہی ہستی کے تماشے ہیں - اس نظر سے برہمہ واد - ایشور واد ہی ہے - میں اُس کی ہستی سے انکار نہیں کر سکتا -

"نندو بھائی بولے - " پھر اگر آپ ایشور کی ہستی کے قائل ہیں - تو اس کے ماننے میں کیا ہرج ہے - کہ وہ سب کا کرتا دھرتا ہے"

دیال بولا - " اگر ایشور کرتا دھرتا ہے - تو کیا کرتا ہے اور کیسے دھرتا ہے یا کس کو دھارن کرتا ہے"

نندو بھائی بولے " وہ جیوؤں کو پیدا کرتا - اور اپنے میں دھارن کر رکھتا ہے - "

دیال مسکرایا - " ایشور نے جیوؤں کو کیسے پیدا کیا ؟ کیا غرض تھی - اور جیو پہلے نہیں تھے - اور وہ پیدا شدہ ہیں - تو ایشور اُن کو دھارن کیسے کر سکیگا - اور اپنے اندر رکھ سکیگا - کیونکہ جو شے جس میں اور جس کی نہیں ہے - وہ کبھی نہ کبھی چھن جائیگی - "

نندو بھائی بولے - " ایشور نے نیستی سے جیوؤں کو پیدا کیا - اُس کو اپنے جلال جمال دکھانے کی غرض تھی - اور وہ ان کو اپنی طاقت سے اپنے اندر رکھتا ہے - "

دیال نے قہقہہ مارا - " اتنے دنوں تک ست سنگ کیا - پھر بھی نیستی کا خیال دل سے نہیں گیا - نیست کوئی چیز نہیں ہے - جس کی

ہستی ہی نہیں ہے - وہ کیسے ہست ہو سکتا ہے - یہ بالکل بے عقلی کی بات ہے - جس کا نہ سر اور جس کا نہ پیر! یہ خیال آریہ مذاہب کا نہیں ہے - یہ غیر آریہ طریق والوں کا ناقص یقین ہے - جیسے وہ خود کمزور سمجھتے ہیں نیستی کا ہستی میں آنا غیر ممکن ہے - نہ ایسا کبھی ہوا نہ ہونے والا ہے - اور نہ ہوتا ہے - کوئی چیز پہلے ہوگی - تب ہی تو وہ ظہور میں آئیگی - نہ ہوگی - تو اظہار کی صورت میں جلوہ نما - صورت آرا اور ظہور پذیر کیسے ہوگی -

اور اگر تمہارا ایشور جلال اور جمال کے دکھلانے کا خواہشمند ہے تو وہ ناقص - غیر مکمل اور محدود ہے - جیو سے زیادہ اُس کی حیثیت نہیں ہے - ہاں وہ بڑا ہوا تو کیا ہوا! رہا تو جیو کا جیو! اور اُسے بھی خواہش کے زیر اثر ہمیشہ بدلنا اور جیوؤں کی طرح جنم لینا پڑیگا - کیا تم جنمنے اور مرنے والے ایشور کی پرستش کرنا پسند کروگے؟ کبھی نہیں تم کہتے ہو - وہ جیوؤں کو اپنے اندر شکتی سے رکھتا ہے! بہت خوب! پہلے جیو نہیں تھے - اُس نے پیدا کیا - اپنے اندر رکھا - جب پیدا کیا - تو پیدا شدہ چیز ہمیشہ نہیں رہ سکتی - کبھی نہ کبھی تو مریگی - کھپیگی - اور غائب ہوگی - پھر تمہارا ایشور خالی کا خالی رہ جائیگا ۔

سوچو - سمجھو - غور کرو - اِس وقت ویدانت کا ست سنگ ہو رہا ہے - عقل سے کام لو - نادان نہ بنو - ورنہ یقینی حالت کھو بیٹھوگے - اور پھر بھرم اور اگیان میں پڑوگے - آخر تم نے ایشور کا سوال اِس وقت کس غرض سے کیا ہے؟"

نند و بھائی بولے۔ "مذاہب کے ایمان اور یقین نے اس سوال کرنے کے لئے مجبور کیا!"

دیال مسکرایا۔ "یہ مذاہب نادان ہیں۔ ان کی خیالی ارتقا کی صورت قابل اطمینان نہیں ہے۔ اور نہ تسلّی بخش ہو سکتی ہے۔ ان کے ایمان اور یقین کی بابت مندرجہ ذیل اعتراض کئے جا سکتے ہیں:-

"(۱) کیا خدا نے ابتدا میں ایک ہی آدمی پیدا کیا۔ اور اس کی پسلی توڑ کر اس سے عورت بنائی۔ اور تمام آدمی انہیں سے پیدا ہوئے۔ یا خدا نے بہت سی روحیں پیدا کیں؟

(۲) کیا یہ سب روحیں ایک ہی وقت میں پیدا ہوئیں یا مختلف وقتوں میں؟ یا وہ ضرورت کے وقت پیدا کی جاتی ہیں؟ پہلے جسم بنتا ہے یا روح بنتی ہے؟

(۳) اگر خدا ہی نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا۔ تو ان کی حالتوں جسم اور دلوں کے معاملہ میں اختلافات کیوں ہیں؟ سب ایک طرح کے کیوں نہیں ہیں؟ کوئی غریب کوئی امیر کیوں ہے؟ کوئی جنم کا اندھا کوئی سوجھا کا کیوں بنایا گیا؟ کوئی کیوں خوشی میں رہتا ہے۔ اور کسی کو کیوں زندگی بھر دکھ سے تعلق رہتا ہے؟

(۴) مرنے کے بعد یہ کیا ہوں گے؟

(۵) جو بچپن ہی میں مر گئے اور زندگی کا کچھ تجربہ نہیں حاصل کیا۔ ان کی آئندہ کیا صورت ہوگی؟

(۶) کبھی نیک دنیا میں دکھی رہتے ہیں۔ اور کبھی برے آدمی سکھی

نظر آتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے ؟

(۷) کوئی سختی سے سخت محنت کرتا ہے۔ اور کامیاب نہیں ہوتا۔ اور کوئی بغیر کسی محنت اور مشقت کے سب کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے اندر کیا راز ہے ؟

(۸) یہ مذہب والے دائمی دوزخ اور دائمی بہشت مانتے ہیں اگر یہ صحیح ہے۔ تو چونکہ جیوؤں کو خدا نے جیسا بنایا۔ وہ ویسے بن گئے۔ اس میں ان پر کیا الزام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ایسے دوزخ اور بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں ؟

(۹) دوزخ اور بہشت میں داخل کرنے سے پہلے ان کو اپنی اصلاح کا موقعہ کیوں نہیں دیا جاتا ؟

(۱۰) اگر خدا منصف ہے۔ تو دنیا میں انصاف کیوں نہیں ہے ؟ اکثر گنہگار چھوٹ جاتے ہیں۔ اور ان کے عوض معصوم پھنس جاتے۔ اور پھانسیوں پر لٹکائے جاتے ہیں۔

(۱۱) کیوں سب کے پاس ایک جیسے ساز و سامان تدبیر اور ترکیب نہیں ہیں ؟ جب سب کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے۔ تو اس نے طرفداری کیوں کی ؟ وعلیٰ ہذا القیاس۔

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

(ت) سوالوں کا ان مذاہب کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اور جب ذرا مذہبی معلموں سے آزادی کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے۔ تو وہ معقول جواب نہ رکھتے ہوئے یا تو بغلیں جھانکتے ہیں۔ یا غصہ میں

آ کر لال پیلی آنکھیں پٹاتے ہیں - اور مرنے مارنے پر مستعد ہو جاتے ہیں - ایسا کیوں ہے ؟ ہر شخص کو آزادی ہے - کہ تحقیقات کر کے اپنے اطمینان کی صورت پیدا کرے ! یہ کیا کہ مان چاہے نہ مان - یا اپنا ایمان یہ اندھیر ہے یا نہیں ؟

کیا تم بھی ایسے مذہب والے بننا چاہتے ہو - کیا تمہارا بھی مذہب ایسا ہے ؟ اگر تم ایسے ہو - اور اسی قسم کے مذہب سے تعلق رکھتے ہو - تو پھر دیال کو تم سے کچھ کہنے سُننے کی ضرورت نہیں ہے - جاؤ اپنا کام کرو - دیال نہ تمہارے 'ہاں' سے 'ہاں' ملائیگا - اور نہ تمہارے 'نہیں' کو 'نہیں' کہیگا ؛

ویدانت کے یہاں ہر قسم کے سوالوں کا جواب ہے - بشرطیکہ کوئی شخص غیر متعصب ہو کر اُسے مطالعہ کرے - سوچے - سمجھے تنگدل نہ بنے - ویدانت کیسے مان سکتا ہے - کہ نیستی سے ہستی ظہور میں آ سکتی ہے - اگر اس کا امکان ہے - تو کوئی شخص اُسے سمجھائے - وہ سُننے اور سمجھنے کے لئے تیار ہے - معقول پسندی ویدانت کا دین اور آئین ہے ۔"

نند و بھائی نے مذہبی ایشور کے بارہ میں پھر کچھ سوال نہیں کیا - وہ خاموش ہو گئے - اور دیال نے بھی سکوت اختیار کر لی ؛

آٹھویں کلا

جیوؤں کا جنم

نندو بھائی بولے "جیوں کی مختلف الحالی مختلف الصورتی۔ اور مختلف الکیفیتی کا راز ایشور سے متعلق نہیں ہے۔ یہ جیوؤں کے اپنے کرموں کا نتیجہ ہے۔ اور چونکہ دیش کال اور نمت کا قانون ہر وقت ہر جگہ اور ہر شے میں اثر انداز رہتا ہے۔ اس لئے نہ جیو ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ان کے کرم ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جیو آپ اپنے فعل کا ذمہ وار ہے۔ ایسی حالت میں جیوؤں کے لئے ایشور کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے سانکھ شاستر کے بانی مہانی کپل منی "ایشورا سد ہے۔" کہہ کر فرماتے ہیں کہ "ایشور کی ہستی ثابت نہیں ہوتی" ویدانت آپ کے خیال کے بموجب ایشور کی ہستی سے انکار نہیں کرتا لیکن جب ایشور غیر ضروری ثابت ہوا۔ تو اس کا ہونا نہ ہونا ایک جیسا ہوا۔

دیال نے کہا۔ "سانکھ شاستر کسی نقطہ نگاہ کو لے کر ایسا فتوے لگاتا ہے۔ اس پر اس وقت بحث نہیں ہے۔ وہ اور طرح کا مضمون ہے۔ لیکن وہ بھی جنم جنمانتر کے اصول کا قائل ہے۔ اس وقت ہماری تمہاری نظر صرف اسی مسئلہ پر ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی۔ تو تم

کسی وقت اِسی طرح "سانکھ شاستر" پر بحث کرنے کے مجاز ہو گے۔ میں خوشی سے تم کو اِس کا موقعہ دُونگا۔ کیونکہ ویدانت کی اصلی سمجھ کا انحصار اسی شاستر کے گیان پر ہے۔ اور اگر مجھ سے پُوچھا جائے۔ تو میں سانکھ ہی کو اصل فلسفہ قرار دُونگا۔ ہندو فلسفہ کی عمارت کا ہوشیار معمار کپِل مُنی ہی ہیں۔ ویاس رشی کے ویدانت نے اُس کھڑی کی ہُوئی مکمل عمارت کو صرف چلا دی ہے۔ سانکھ کے چلا دینے کے سوا اور کوئی کام ویدانت نے نہیں کیا۔ ویدانت اصل میں صرف "برہم جگیاسا" یعنی برہم کی ماہیت کی تحقیقات کا ذریعہ ہے۔ جو سانکھ نے یا تو جان بُوجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔ یا اُس فلسفہ کے ترتیب کے وقت اُس کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ لیکن دُنیا جو چاہے کہے۔ مجھے بذاتِ خاص سانکھ کے انیشور وادی (یعنی ایشور کی ہستی سے انکار کرنے) کی بابت رائے دینے میں تامل ہے ؂

جیسے سانکھ جنم جنمانتر کا قائل ہے۔ ویسے ہی اور درشن نیار ویشیشک۔ یوگ۔ پُورب میمانسا (کرم کانڈ) اور اُتر میمانسا (گیان کانڈ۔ ویدانت) بھی سب کے سب قائل ہیں۔ اور سوا مادہ پرست چارواک کے اور کسی ہندو فلسفی نے اِسے غلط یا جھُوٹا قرار نہیں دیا۔ یہاں تک کہ مابعد زمانہ میں جو مت سمپردا اور پنتھ وغیرہ پیدا ہُوئے سب اِسے سچا اور صحیح مانتے آئے۔ تمہارا رادھا سوامی پنتھ بھی ایسا ہی سمجھتا ہے۔ جینی اور بُدھ تک اسی خیال کے ہیں۔ اور سب نے اس پر اپنے طور پر بڑی سنجیدگی متانت اور عمق کے ساتھ بحث کیا ہے

غرضیکہ کوئی ایسا مت اس ملک میں سوائے چارواک کے ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے اس کی ضرورت کو تسلیم نہ کیا ہو +

اب تمہارا اعتراض یہ ہے۔ کہ ایشور ہو یا نہ ہو۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اعتراض کمزور ہے۔ اور گیان وچار۔ مذہبی خیالات کے ارتقا۔ اور روحانی مرحلوں کے عبور کرنے پر خواہ مخواہ 'ایشور' کا سوال آئیگا کیونکہ اُسی کے سہارے اسی میں اور اسی مرکز پر جیووں کے کھیل ہوا کرتے ہیں۔ وہ نہ ہو۔ تو پھر یہ کھیل کس کے آدھار پر ہوگا۔ وہ آدرش اور اشٹ ہے۔ آدرش اور اشٹ ہی بنیاد ہوتا ہے۔ بغیر بنیاد کے عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اور بغیر ایشور کے ہوئے یہ جگت نہ ظہور میں آسکتا ہے۔ اور نہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایشور کا مسئلہ غیر ضروری نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے۔ اور وہی علمی اور عملی معراج ہے جس تک رسائی حاصل کر لینے سے پھر اشانتی نہیں رہتی۔ اور نہ جنم مرن کا خوف ہوتا ہے۔ بلکہ یہ خوف ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتا ہے۔ دکھوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور دائمی سرور اور شانتی حاصل ہوتی ہے +"

نندو بھائی بولے۔ "کیا اگر کوئی شخص ایشور کو نہ مانے۔ اور نیکی کی زندگی بسر کرے۔ تو اُس کا یہ نہ ماننا اُس کے لئے مضر ہوگا؟

دیال مسکرایا۔ "جو شخص نیکی کو نیکی سمجھ کر نیک زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ ایشور کا عملاً سچا معتقد ہے۔ اور جو شخص رات دن 'ایشور ایشور' چلاّیا کرتا ہے۔ اور نیک زندگی نہیں بسر کرتا۔ وہ ایشور کو مانتے ہوئے ایشور کا منکر ہے۔"

" ایشور ہی کا دوسرا نام 'نیکی' ہے۔ نیکی کے سوا 'ایشور' کا اور کیا بہتر نام ہوگا؟"

نیکی 'ادرش' آدرش ہے۔ معراج ہے۔ نیکوں کا مقصد ہے اور آدرش۔ معراج اور مقصد ہی ایشور ہے۔

'نیکی مکمل ہے۔ نیکی کمال ہے۔ نیکی نقصوں سے پاک اور عیبوں سے بری رہنے کا نام ہے۔ اس لئے جو شخص نیکی کا خواہشمند ہو کر نیک راستہ پر چل رہا ہے۔ وہ ایشور ہی کے راستہ میں ہے ؛

'ایشور وہ ہے۔ جس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ نیکی وہ ہے جس میں بدی نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ نیکی اور ایشور کے ہم معنی اور ہم مراد سمجھ لینے سے خیالی نقصان کبھی نہیں ہوتا ؛

" ماننا وہ ہے۔ جسے دل نے قبول کر لیا ہے۔ جس کی جگہ دل میں ہو گئی ہے۔ اور قبول کر لینے۔ دل میں جگہ دے دینے سے ممکن نہیں ہے۔ کہ وہ شخص دل کے عملی جذبہ سے خالی رہ سکے۔ اور اگر ماننے سے کچھ اور مراد لی جاتی ہے۔ تو وہ بالکل غلط ہے ؛"

"علم وہ ہے۔ جو عمل میں آوے۔ بھگتی وہ ہے۔ جو بھگت کو بھگونت کی راہ میں رکھے۔ زندگی وہ ہے۔ جو بسر کیجائے۔ اور خوشی وہ ہے۔ جس کی محسوسیت دلی محویت کی صورت میں تبدیل ہو۔ یہ علم یہ زندگی۔ یہ بھگتی اور یہ خوشی ہی ایشور کے نام ہیں۔ بشرطیکہ ان کو مکمل صورت میں تسلیم کر لیا جائے۔ اور یہ سب کے سب نیکی ہیں اور نیکی ہی ایشور کا دوسرا نام ہے۔"

"شے ایک ہے اور گیانی اُسے مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں.
یہ رِگ وید کی رچا ہے۔"

ویدانت کہتا ہے۔ "ایشور ست (ہستی) ہے۔ ایشور چت (گیان) ہے۔ اور ایشور آنند (خوشی) ہے۔ اور یہ تینوں ست چت آنند مجموعی طور پر سچدانند کہلاتے ہوئے ایشور ہی کے نام ہیں۔"

"جو مکمل ہستی ہے، مکمل علم ہے۔ مکمل سرور ہے۔ وہی ایشور ہے۔ ان کے سوا ایشور اور کیا ہوگا۔ اس لئے جو مکمل ہستی۔ مکمل سرور اور مکمل علم کے تصور کو دل میں رکھ کر اُن کی ترکیب تحصیل اور تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب ایشور کے سچے ماننے والے ہیں۔"

"ست (ہستی) چت (گیان)۔ آنند (خوشی) یہ تینوں نیکی ہیں۔ نیکی ان کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور جو ہستی علم اور سرور کے خواہشمند ہیں۔ اُن کے دلوں میں ایشور کا خیالی معراج عملاً۔ اور اصولاً موجود ہے۔ اِس لئے وہ ایشور کی ذات کے منکر نہیں کہے جا سکتے۔"

ویدانت وسیع الخیالی اور وسیع نظری کا طریق ہے۔ اُس کے یہاں تنگ خیالی اور تنگ نظری نہیں ہے۔ وہ لفظوں پر نہیں جھگڑتا لفظوں کی رُوح اور بات کی حقیقت کی طرف نظر رہتی ہے۔ اِس لئے جو نیک ہے۔ وہ سچا ایشور پرست ہے۔ چاہے وہ زبان سے ایشور ایشور کہے یا نہ کہے۔"

یہ تمہارے سوال کا جواب ہے*

نندو بھائی بولے۔ "آپ کی باتیں ثابت کرتی ہیں۔ کہ ویدانت مت دُنیا کا سب سے زیادہ بلند خیال۔ آزاد خیال اور وسیع خیال طریق ہے۔"

دیال مُسکرایا۔ "یہ نتیجہ تم نکالتے ہو۔ جو بالکل صحیح ہے۔ ویدانت ایسا ہی ہے"

نندو بھائی بولے۔ "اگر نیکی ایشور کا نام ہے۔ تو بدی کیا ہو گی! اُسے آپ کیا کہو گے! بدی نیکی کی مخالف ہے۔ اس لئے ہم بدی کو ایشور نہیں کہہ سکتے۔ لیکن دُنیا میں بد کی بھی ہستی ہے۔ بد میں بھی گیان ہے۔ اور بد کو بھی خوشی حاصل ہے۔ ہستی علم اور سرور کو آپ چدانند ایشور کہتے ہو۔ پھر کیا یہ بد بھی سچدانند ہیں؟"

دیال ہنسا۔ "تم نے نہایت معقول اعتراض کیا۔ اب اس کا جواب سُنو۔"

ایشور کُل ہے۔ باقی تمام جز ہیں

نیکی کُل ہے۔ بدی تمام جز ہیں

کمال کُل ہے۔ نقص تمام جز ہیں

ست ہستی مکمل اور کُل ہے۔ باقی تمام ہستیاں اُس کے اجزا ہیں

---

* زیادہ وضاحت کے لئے دیکھو۔ کرم گیان پرکاش (کرم کی اُنکر سے ویدانت) ملنے کا پتہ:۔ لالہ نند کشور مینیجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ۔ انارکلی لاہور

علم کُل ہے۔ اور تمام علوم و فنون اُس کے اجزا ہیں
آنند کُل ہے۔ اور تمام خوشیاں اُس کے اجزا ہیں۔ جیسے سمندر کُل ہے۔ اور بُوندیں اُس کے اجزا ہیں۔ یہ تمہارے اعتراض کا جواب ہُوا"۔
نندا و بھائی ہنسے۔" لیکن یہ جواب تمام و کمال نہیں ہے۔ کیونکہ میری سمجھ میں پُورا پُورا نہیں آیا۔"

دیال بھی مُسکرایا۔" کچھ تو سمجھ میں آیا۔ پُورا پُورا نہیں سمجھ میں آیا۔ نہ سہی اس ادھوری سمجھ کا دار و مدار کُلّی سمجھ پر ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو۔ تو یہ بھی نہ ہو۔ اِسی طرح مکمل گیان ایشور ہے۔ جس کے سہارے تمام گیان رہتے ہیں۔ مکمل ہستی ایشور ہے۔ جس کے سہارے تمام ہستیاں رہتی ہیں۔ مکمل آنند ایشور ہے۔ جس کے سہارے تمام خوشیاں رہتی ہیں مکمل نیکی ایشور ہے۔ جس کے سہارے تمام بدیاں رہتی ہیں۔ جو ناقص اور ادھوری نیکیاں ہیں۔ اسی ادھوری سمجھ کو 'بدی' کہتے ہیں 'بدی' کوئی ہوّا نہیں ہے۔ جو ویدانتی کو ڈرا دے۔ اِس کے نام سے اور مذہب والے چاہے ڈرا کریں۔ سچّے ویدانتی کو اِس کا خوف مطلق نہیں ستاتا"
نندا و بھائی تمتما اُٹھے۔" اندھیر ہو گیا۔ اور جو کچھ آپ نے کہا۔ سب صحیح ہے۔ لیکن 'بدی' کو 'جزوی نیکی' کا نام آج تک کسی نے نہیں دیا۔ میں اِس سے کیا سمجھوں۔ اور کیا نتیجہ نکالوں؟ میری عقل تو حیران ہو گئی ہوش سُنتے ہی دنگ ہو گئے۔ نیکی اور بدی باہم گر مخالف اور ضدّین ہیں۔ اور کوئی کہتا۔ تو اس قدر تعجب نہ ہوتا۔ دیال جیسے دانا دِل گیانی کی زبان سے ایسے الفاظ کا برآمد ہونا نہ صرف حیرت کی بات ہے بلکہ وہ گمراہ کرنے والی

ہے۔ اور یہ گورکھپور سے آئے ہوئے رادھا سوامی مت کے ست سنگی اپنے دلوں میں ایشور جانیں سے ناقص خیال لے جائیں گے۔ ویدانت بھی ایسا نہیں کہتا۔ یہ لوگ یونہی ویدانت کے نام سے چڑتے ہیں۔ اب تو ان کو اور بھی نفرت ہو گی۔ آپ! اور ایسی بات کہیں! سخت حیرت اور تعجب کی بات ہے۔"

دیال نے زور کے ساتھ قہقہہ لگایا:-

بات داناؤں کی ناداں ماننے والے نہیں
سخت جو انجان ہوں وہ جاننے والے نہیں
مت کے متوالوں کو کیا سمجھائے کوئی راز کو
یہ نہیں سمجھیں گے ہرگز معرفت کے ساز کو
جو بھرم میں پڑ گیا۔ بھرما ہوا ہے رات دن
یہ گنوا لیں گے ہی رہیں گے زندگی کے سال و سن
صحبت مرشد سے ان کو کب پڑا ہے رابطہ
یہ ہیں شرعی۔ شرع سے رہتا ہے ان کو واسطہ
کچھ دلوں صحبت کریں تب نکتوں کی آوے سمجھ
جب نہیں مرشد تو پھر کیسے کوئی پاوے سمجھ

تم کو میری باتوں کے سننے سے حیرت ہوئی۔ اور لطف یہ ہے کہ آئے ہو میرے پاس ویدانت سمجھنے۔ اور کہتے ہو کہ "ویدانت ایسا نہیں کہتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تم ویدانت کے مجھ سے زیادہ ماہر ہو۔ تم کو مجھ سے حیرت ہے۔ تو مجھے بھی تم سے حیرت ہے۔ تم

اچھے آدمی ہو۔

"میں تو مرشد تھا تم ولی نکلے"

واہ جی واہ! اور اگر یہ ست سنگی میری بابت غلط خیال لے جائیں تو میرا کیا نقصان ہے۔ میں تو ان کو غلط اور گمراہ کرنے والی تعلیم نہیں دیتا۔ اگر یہ ایسا سمجھ لیں۔ تو یہ ان کی اُپج ہو گی۔ ایسی حالت میں اب تم ہی بتاؤ۔ میں تم کو کیا سمجھاؤں۔ ابھی تک تو تم ویدانت کو غلطی میں پڑ کر ایشور کی ہستی کا منکر قرار دیتے رہے ہو۔ اور اب میں نے ذرا سی بات کہی۔ کہ "بدی نیکی کی جزوی اور ناقص صورت ہے"۔ اس پر تم جھلا اٹھے۔ بولو۔ اب کیا ہونا چاہئے!"

نندو بھائی نے کہا۔ "بدی نیکی کا جز ہے۔ اسی کو سمجھا دیجئے"۔

دیال مسکرایا۔ "یہی بات پہلے کیوں نہیں کہی۔ خیر! اب میں تم سے خود سوال کرتا ہوں۔ "بدی کیوں کیجاتی ہے؟ یوں ہی کی جاتی ہے یا کسی نیت ارادہ یا خواہش سے کی جاتی ہے؟!"

نندو بھائی بولے۔ "بدی ارادتاً اور نیتاً کی جاتی ہے۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے۔ اور بدی ہمیشہ اپنے نفس کے خاطر۔ لذت کے خاطر۔ اپنے ذاتی نفع کے خاطر کی جاتی ہے۔"

دیال پھر مسکرایا۔ "یہ تمہارے الفاظ خود تمہارے اعتراض کے معقول جواب ہیں۔ جو بات میں کہنا چاہتا تھا۔ وہ تم نے خود اپنی زبان سے کہدیا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

نندو بھائی بولے۔ "میں نے نہیں سمجھا۔"

دیال ہنسا۔ "سخت حیرت ہے۔ بات کہنے والا خود اپنی باتوں کو نہیں سمجھتا۔ ایسے آدمیوں کو کوئی سمجھائے بھی تو کیسے سمجھائے۔ خیر! چونکہ تم دیال کی صحبت میں آکر بیٹھے ہو۔ دیال آپ تم کو تمہاری ہی بات سمجھائیگا۔ یہ خیال رہے۔ گو دیال اپنی زبان سے بہت باتیں سُناتا رہتا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بات اُس کی اپنی نہیں ہوتی۔ وہ کہنے والوں ہی کی باتوں کی اُلٹی شلٹی اور عکسی صورت ہوا کرتی ہے۔ اگر دیال کی باتیں تمہاری اپنی نہ ہوتیں۔ تو کبھی تمہارے دل کو اچھی نہیں لگتیں۔ آدمی آئینہ کے سامنے جاکر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ آئینہ کی صورت نہیں دیکھتا۔ اور نہ اُس کی طرف دھیان دیتا ہے۔ وہ آئینہ میں اپنی ہی صورت کے خط و خال دیکھا کرتا ہے۔ اور اُنہیں کی جانب اُس کا دھیان رہتا ہے۔ اسی طرح جو دیال کہتا ہے۔ وہ سب تمہاری اور تمہارے دل ہی کی باتیں ہوتی ہیں۔ وہ آئینہ کی طرح ہے۔ جو تم کو تمہاری باتوں کا روشن عکس دکھا دیتا ہے۔

اب اپنی باتوں کی تہہ کے اندر گھُس کر اُن کے مغز اور روح کو دیکھو۔

دُوسروں کو نقصان پہنچا کر اپنا بھلا چاہنا صرف جُزوی نیکی ہے مکمل نیکی نہیں ہے۔ بھلا چاہنا نیکی ہے۔ چاہے وہ اپنی ہو۔ یا دُوسرے کی ہو۔ اِس وجہ سے دیال نے بدی کو جُزوی نیکی کہا ہے۔ جو مکمل نیکی کے سہارے رہتی ہے۔ بدی کرنے والے کے دل میں اپنی

ذاتی بہتری - ذاتی خوشی اور ذاتی فائدہ کی نیت چھپی رہتی ہے - جس کا تم نے خود اقرار کیا ہے - اس لئے وہ صرف جزوی نیکی ہے - اور چونکہ وہ ناقص ہے - اس لئے بدی کرنے والے کو جلد یا دیر اس کا خمیازہ بھگتنا اور سزا پانا پڑیگا - کیونکہ اس کی نیت کے اندر دو قسم کے متضاد خیال موجود ہیں - اپنی بھلائی - اور دوسرے کی برائی - کرم کے قانون کے بموجب اسے جہاں جزوی نفع پہنچا - ساتھ ہی وہاں دوسروں کی برائی کرنے یا اُن کے نقصان پہنچانے کی سزا بھی ملیگی - کرم نے دو قسم کے پھل دیئے - ایک اپنا نفع اب رہ گیا - دوسرے کو نقصان پہنچانے کا بدلہ - یہ دوسرا پھل ہوگا - جو اسے یا تو اسی جنم میں کسی نہ کسی شکل میں ملیگا - یا اس کے پھل بھوگنے کے لئے اسے دوبارہ پھر جنم لینا پڑیگا - یہ ایشوری قانون ہے ؛

مکمل نفع تو اس وقت ملتا - جب وہ اپنے ساتھ اوروں کی بھلائی کا خیال بھی مدنظر رکھتا - ایسا اس نے نہیں کیا - غلطی کھائی - بھول گیا - بھرم میں پڑ گیا - دیدہ دانستہ خود غرضی کے دام میں پھنس کر غلط راستہ اختیار کر بیٹھا - راہ سے گمراہ ہو گیا - ٹیڑھا راستہ اختیار کیا - اب قدرتاً اسے سیدھے اور سیدھے راستے میں آنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفوں کے مرحلوں سے گزرنا پڑیگا - اور اس کا اہتمام جنم کی صورت میں ظہور پذیر ہوگا - تب جاکر اس کی اصلاح ہوگی ؛

میں سمجھتا ہوں - اب تم سمجھ گئے ہوگے - کہ بدی کو میں نے جزوی نیکی کا نام کس غرض سے دیا ہے - "

نند و بھائی بولے " یہ بات تو میں سمجھ گیا - لیکن اس پر بہت سے

اور اعتراض پیدا ہو گئے ۔"
دیال نے کہا۔" پھر تمہارے اعتراض کے حق کو کس نے زائل ۔ تلف اور ساقط کیا ہے! سوال پر سوال کرتے چلو ۔ جواب ملتا جائیگا ست سنگ کا اہتمام اسی غرض سے تو ہے ۔"

نویں کلا

جیووں کے کرم

نندو بھائی بولے ۔" جب سب میں ہستی ۔ گیان اور خوشی ہے ۔ تو پھر ان کے دلی جذبات ہمیشہ انہیں کی جانب رجوع رہیں گے ۔ پھر کیا وہ وجہ ہے ۔ کہ کوئی شخص زندہ رہنے ۔ گیان وان بننے اور خوش ہونے کا عمل نہ کرے ؟"

دیال نے کہا ۔" اس سے کس نے کسی کو منع کب کیا ہے ۔ اور کب روک رکھا ہے ۔ یہ تو ایسا ہی کریں گے ۔ کرتے ہیں اور کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ۔ اگر ان کو کوئی روکنا بھی چاہے ۔ تو روک نہیں سکتا ۔ اور کب تک وہ روک رکھیگا ۔ سب ہی زندگی ۔ گیان اور خوشی کے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں ہاں کام کرنے کے ڈھنگ جُدا جُدا ہیں ۔ کوئی غلط طریقہ میں کام کرتا ہے ۔ اور کوئی صحیح طریقہ اختیار کرتا ہے ۔ اور دونوں ہی راہ میں لگے ہوئے ہیں ۔ فرق صرف اتنا ہے ۔ کوئی جلد منزل مقصود تک رسائی حاصل کریگا ۔ اور کوئی دیر میں ۔ کسی کے ایک، آدھ جنم ہوں گے ۔ اور کسی کے ممکن ہے سینکڑوں اور ہزاروں جنم ہوں ۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔ "مثلاً ؟"
دیال نے جواب دیا۔ "مثلاً ایک شخص سادھو ہے۔ وہ سیدھی راہ پر چل رہا ہے۔ وہ اپنی سیدھائی کا پھل بھوگتا ہوا ممکن ہے اسی جنم میں اپنا کام بنا لے۔ دُوسرا شخص چور ہے۔ وہ ٹیڑھے اور پیچدار راہ پر چل رہا ہے۔ اُسے بار بار چکر کھانا پڑیگا۔ تکلیف اُٹھانا ہوگا۔ اور طرح طرح کے دُکھ اور مصیبت برداشت کرکے تجربوں کے وسیع ہونے۔ نیک کرم کے سنسکار اکٹھا کرنے اور نیک بن جانے پر پھر اسی راہ پر آئیگا۔ جس پر سادھو چل رہا ہے۔ اس میں اس کے کئی جنم لگیں گے۔

جذبات دونوں کے یکساں ہیں۔ نیت دونوں کی ایک ہے۔ اُن کی خواہش میں اس قدر فرق نہیں ہے۔ دونوں اپنی اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے کی دُھن میں لگے ہوئے ہیں۔ دونوں کمی اور محتاجگی کے پوری کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ سادھو تو سادھن کرکے سادھن کے ذریعے اس کمی کو پوری کرنا چاہتا ہے۔ اور کر رہا ہے۔ اس میں بلے خوفی۔ بلے تاملی اور بلے محتاجی ہے۔ لوگ اُسے اچھا کہتے ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے بشبھ کرموں کا پھل بھی بھوگتا جا رہا ہے۔ اور دوسروں کی نیک خیالی کا فائدہ بھی اُٹھاتا ہوا جلد جلد منزل کو طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ چور بھی یہی کام کرتا ہے۔ لیکن اس نے چوری اختیار کر رکھی ہے۔ اور غلطی میں پڑکر چوری کو رفع حاجت۔ رفع کمی۔ اور رفع محتاجگی کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے اس میں خوف شرم اور پیس و پیش ہوں گے۔ لوگ اسے بُرا کہتے ہیں۔ وہ ساتھ ساتھ دُوسروں کی بداندیشی کے خیالوں کی دھار سے اپنا

نقصان کرتا ہوا قید میں جائیگا۔ مار کھائیگا۔ طرح طرح کے عذاب میں پڑیگا
ان کے مرحلوں سے گزرنے پر کون جانے کتنے جنموں کے بعد اُس
کی دلی اصلاح ہو۔ اور وہ سیدھے اور نیک راستہ پر آئے۔ اور منزل
مراد تک رسائی پیدا کرلے۔ یہ جنم جنمانتر اسی غرض سے ہیں۔ کوئی
اصل میں کسی نیکی کے عوض نہ دائمی بہشت میں جائیگا۔ اور نہ کوئی
اصل میں کسی بدی کے عوض دائمی دوزخ میں پڑا رہیگا۔ جیسا کہ غیر
آریہ مذاہب تعلیم دیتے ہیں۔ بلکہ یہ عارضی کیفیتیں ہیں۔ جو راہ میں اُن
پر گزرتی ہیں۔ اور جنم مرن کے سلسلہ میں اُن کا اہتمام ہوتا رہتا ہے۔
اِس کا مقصد اصلاح ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اور یہ کرم اور کرموں ہی کے
سنکاروں کا نتیجہ ہے۔ کہ کوئی دولتمند ہے۔ کوئی غریب ہے۔ کوئی
نسبتاً دکھی ہے۔ کوئی نسبتاً سکھی ہے۔ کسی کے پاس ساز و سامان
کثرت سے ہیں۔ کسی کے پاس ان کی کمی ہے۔ کسی کی جسمانی دلی۔ اور
عقلی صحت اچھی ہے۔ کسی کی بُری ہے۔ کوئی عالم عاقل ہے۔ کوئی نادان
اور جاہل ہے۔

جس کا جیسا فعل ہے۔ ویسا نتیجہ پائے گا
جس کی جیسی کرنی ہے۔ کرنی کا پھل وہ کھائے گا
بد کا ہے انجام بد۔ نیکوں کا ہے انجام نیک
جو ہے جیسا ویسے ہی رستہ میں وہ خود آئیگا
اس میں کیا ہے تم بتاؤ۔ سوچ کر حق کا قصور
جو کریگا جس طرح ویسا ہی وہ ہو جائے گا

بد کو بد بدلہ ملیگا ۔ نیک کا بدلہ ہے نیک
آپ ہی انسان بدلہ اس جہان میں پائیگا
آم سے ہیں آم پیدا اور ببولوں سے ببول
سوچو تب کچھ سوچنے پر یہ سمجھ میں آئیگا

نندو بھائی بولے "یہ لو۔ پھر نئی بات آپ نے چھیڑ دی۔ تب نرک اور سورگ۔ دوزخ اور بہشت بھی نہیں رہے۔ جنم ہی سب کچھ ہو گیا۔ اور مت متانتر کی تعلیم جو ان کی بابت ہے۔ بالکل لچر اور لچر ثابت ہوئی۔"

دیال نے کہا "میں نے تو یہ نہیں کہا۔ کہ بہشت اور دوزخ کوئی چیز نہیں ہیں۔ یہ تم نے خود نتیجہ نکالا ہے۔ یہ حالتیں دُنیا میں ہیں۔ مرنے کے بعد انسان اپنے اپنے کرموں کے سنسکاروں کو لئے ہوئے آکاس منڈل کے خیالی طبقات میں کچھ دنوں جاکر رہتے ہیں۔ اور وہاں کسی لوک لوکانتر میں جاکر کرموں کا خیالی بھوگ بھوگ کر پھر از سر نو جنم لیتے ہیں۔ اور کرموں کی مشاقی کے زیر اثر پھر کام کرنے لگ جاتے ہیں۔"

نندو بھائی نے کہا "خیر شکر ہے۔ اس قدر تو آپ نے صحیح تسلیم کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سورگ اور نرک کی ہستی کا امکان دُنیا میں ہے۔ اور وہ یُوں ہی مذہبی ڈھکوسلا اور نادانوں کے ڈرانے اور دھمکانے کی تدبیر نہیں ہے۔ لیکن یہ فرمائیے۔ یہ کہاں ہیں؟"

میں بھلی اولاد ہوتی ہے۔ لیکن ہم کہیں کہیں بالکل اس کے برعکس دیکھتے ہیں۔ ولی کے گھر شیطان پیدا ہوتا ہے۔ اور شیطان کے گھر میں ولی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟"

دیال نے کہا کہ کسی انسان کے دل کی تھاہ لینا سخت مشکل کام ہے ہر شخص کے دل میں نیکی اور بدی کے جذبے رہتے ہیں۔ نہ کوئی شخص یہاں بالکل ہی نیک کہا جا سکتا ہے۔ نہ بالکل ہی کسی کو ہمہ تن برا ہی کہہ سکتے ہو۔ جنم نیک اور بد کرموں کی مشمولی کیفیت کے زیر اثر ہوا کرتا ہے ممکن ہے جس شخص کو دنیا بدکار اور مجسم بدی سمجھتی ہے۔ اس کے اندر خاص وقت میں عورت کے ساتھ مجامعت کرتے وقت نیکی کا جذبہ منہ زور رہا ہو۔ اور اس کی خواہش نیک اولاد پیدا کرنے کی ہو۔ اس لئے یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی اچھی روح ان کی جانب مائل ہو کر ان کے گھر میں پیدا ہو جائے۔ بالکل اسی طرح جس کو دنیا نیکوکار اور مجسم نیکی سمجھ رہی ہے۔ اس کے اندر خاص وقت میں عورت کے ساتھ ہم بستر ہوتے وقت بدی کا جذبہ منہ زور رہا ہو۔ اور آکاس منڈل کی کوئی بری روح منڈلاتی ہوئی ان کی جانب مائل ہو کر ان کے گھر میں پیدا ہو جائے عالم امکان میں ہر بات کا امکان ہے۔ اور کوئی جان کیسے سکتا ہے۔ کہ کس کس وقت کس کس کے خیالات کیسے ہونگے ؛

ساتھ ہی جو بات ماں باپ کی بابت کہی گئی ہے۔ وہی ان آکاس منڈل میں رہنے والے جیووں میں بھی رہی ہو۔ اچھی روح کے اندر منہ زور بدی کا جذبہ آ گیا ہو۔ اور وہ برے گھر اور برے ماں

باپ کے گھر پیدا ہو گئی ہو۔ خواہ بُری رُوح میں اُس خاص وقت نیکی کا منہ زور جذبہ رہا ہو۔ اور اُس کے زیر اثر وہ اچھے خاندان اور اچھے ماں باپ کے یہاں جنم لے۔ اس معاملہ میں کوئی کلیہ قطعی طور پر رائے نہیں دی جا سکتی۔ تاہم یہ جواب زیادہ حد تک اطمینان بخش ہے۔ اور تم کو خود اتنی سمجھ بوجھ ہے۔ کہ غور کر کے اس کو صحیح سمجھو۔

خواہش دھاروں کا میل اِس طرح ہر دو جانب سے ہوتا ہے تب شیطان کے گھر میں دلی۔ اور دلی کے گھر میں شیطان پیدا ہو جاتے ہیں ٭

دُور نہ جاؤ۔ تم ہمیشہ اپنے دِل کی حالتوں پر غور کیا کرو۔ اور یہ راز سمجھ میں آ جائیگا۔ کبھی یہ دِل حد درجہ کا مستغنی اور سیر چشم ہو کر لاکھوں کی دولت پر لات مارتا ہے۔ کبھی ایسا کمینہ لالچی ہو جاتا ہے۔ کہ پیسہ کی چیزوں کی لالچ میں آ کر اُن کے چُرا لینے کی جانب مائل ہو جاتا ہے انسان کا دِل معمہ ہے۔ براہمن کے خوبصورت لڑکے کو کالی کلوٹی مہترانی پر جان دیتے ہوئے دیکھو گے۔ اور مہتر کے بدصورت لڑکے کو خاندان والی حسین لڑکی کے عشق کے سودا میں پاؤ گے۔ ہر جگہ تم کو ایسی کیفیتیں نظر آئیں گی۔ جن کے دیکھنے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے۔ دِل کے اُونچے اور نچلے جذبات کے نتیجے ہیں۔"

نندو بھائی بولے "جب یہ حالت ہو۔ تو پھر کسی بات کا ٹھور ٹھکانہ نہیں رہا۔ جو نہ ہو جائے۔ وہ تھوڑا ہے ٭

دیال ہنسا۔ "جہاں ٹھور ٹھکانہ نہیں ہے۔ وہاں ٹھور ٹھکانہ بھی ہے

بچپن میں ریاضی کے کتنے سوال لگاتے تھے۔" تو شاید ہم اس کا کچھ جواب نہ دے سکیں گے۔ لیکن اُن کے یاد نہ رہنے سے یہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کہ اس مہینہ کے اس ہفتہ میں نہیں تھے!

خواب کے بہت واقعات یاد نہیں رہتے۔ ہم ہزاروں آدمیوں کو روزانہ شہر کے گلی کوچوں سے گذرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کس کس کی یاد ہم کو رہتی ہے!

دنیا میں ہم کتنی حالتوں سے گزرتے ہیں۔ کتنی کیفیتیں ہم پر نازل ہوتی ہیں۔ کس کس طرح ہم اُن کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں ہم کو یاد رہتی ہیں۔ نہیں پھر ہم اس کمزور اعتراض کی بنا پر کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ پہلے جنم نہیں ہوا تھا؟

تاہم یوگیوں وغیرہ کی بابت ایسا کہا جاتا ہے۔ کہ دل کے اندرونی انکشافات کی مدد سے وہ اپنے پہلے جنم کی باتوں کو جان سکتے ہیں۔ بُدھ بھگوان نے اپنے سینکڑوں جنموں کے حالات بتائے ہیں۔ کرشن بھگوان نے ارجن سے کورکشیتر کے میدان میں کہا تھا۔ کہ "ہم دونوں کے متعدد جنم ہوئے ہیں۔ تجھے اُن کا علم نہیں ہے۔ لیکن میں اُن کو جانتا ہوں" لیکن یہ معمولی آدمیوں کے تجربے نہیں ہیں۔ اس لئے میں اُن پر زور نہیں دیتا ہوں۔"

"تاہم اسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ قوت یادداشت سوائے ذہنی اثرات کے اُبھرنے اور جاگنے کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم جو کہتے کرتے اور سوچتے ہیں۔ اُن کا اثر دل میں باقی رہ جاتا ہے

اور یہ اثرات مل ملا کر ہماری آئندہ اور موجودہ زندگی کے کاروبار کی بنیاد ثابت ہوتے ہیں۔ قوت یادداشت اس لئے پہلے کئے ہوئے کرموں اور پرانے تجربوں کے اثر کو دوبارہ یا بار بار پیدا کرتی اور پیدا کر دکھاتی ہے۔ اس سے میلان طبعی۔ مزاج اور طبیعت کی ساخت ہوتی ہے۔ کسی شئے و واقعہ یا خیال کی مزاولت۔ مساویت۔ اور مشاقی کے اثر کو دل میں قائم رکھ چھوڑنا۔ قوت یادداشت یا سمرتی شکتی ہے۔ یہ سب کے سب کبوتر خانہ کے بچوں کچھوں۔ انڈوں کی طرح ملے جلے ہوئے دل کے اندر دبے پڑے رہتے ہیں۔ اور وقت وقت پر ابھرا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ان کا سلسلہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور لمبی زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک کے بعد دوسری زنجیر کھڑکھڑانے لگتی ہے۔ اور کبھی کبھی ایک ہی زنجیر کھڑ کھڑا اٹھتی ہے۔ اور میلان طبعی کی صورت میں ان کا ظہور ہوا کرتا ہے ٭

تمام چھوٹی چھوٹی باتوں کا یاد رکھنا غیر ممکن تو نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو۔ تو وہ سخت مصیبت کا باعث بھی ہوگا۔ اور انسان کسی کام کرنے کے قابل نہ رہیگا۔ اس لئے سمرتی شکتی (قوت یادداشت) کا اپنی تمام تفصیلی مدات کے ساتھ نہ رہنا ایک قسم کی خاص قدرتی برکت ہے۔ جو ہم کو عطا ہوئی ہے۔

مٹی کا ایک ذرہ جیسے جیسے قدرتی اثرات کی ماتحتی میں بنتا ہے۔ وہ سب کے سب اس کے اندر کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔ اس مٹی کے ذرہ میں آکاس۔ ہوا۔ آگ۔ پانی اور ان سب عناصر کے چکر اور الٹ پھیر کے نشانات تک ہوں گے۔ لیکن ان کی صراحت میں

کون پڑے! خاص طبیعت والے جو ایسے مضامین سے دلچسپی رکھتے ہیں
اُن کے لئے اس کا اُدھیڑبن خوشگوار ہوگا۔ باقی اور سب کے سب
تو اِس مزاج کے نہیں ہو سکتے۔ لیکن عام طور پر یہ سب کے سمجھ میں
آسکتا ہے۔ اور سمجھایا بھی جا سکتا ہے۔ کہ یہ مٹی کا ذرہ دراصل سرشٹی کرم
کے تمام اثرات یا سنسکاروں کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی طرح ہم میں
سے ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے۔ جو کرم اور کرم کے سنسکاروں سے
نہ بنا ہو۔ یہ بات سب کے سمجھ میں آسکتی ہے ؛

اس کو میں اور طرح پر تمہارے ذہن نشین کراتا ہوں۔ واقعات
کے اثر اور کرموں کے سنسکار تہ در تہ ہمارے دلوں کے اندر ملے
جُلے ہوئے دبے پڑے رہتے ہیں۔ جو سنسکار اُبھر آیا۔ وہ اوروں
کو دبا رکھتا ہے۔ اور آپ کھیلا کرتا ہے۔ اور جب اِس کا کھیل ہو لیتا
ہے۔ تب دوسری تہہ کے سنسکار اندر ہی اندر پختہ ہو کر اُبھرتے
اور کھیلنے لگتے ہیں اور علیٰ ہذالقیاس ۔

کبھی کبھی راہ پر چلتے وقت ہم ایسی صورتوں کو دیکھتے ہیں۔ جن کی نسبت
گمان ہوتا ہے۔ کہ کہیں نہ کہیں پہلے اُن کو دیکھ رکھا ہے۔ کبھی کبھی سفر
کے زمانہ میں خاص مقامات سے گزرنے پر خیال آتا ہے۔ کہ ان جگہوں سے
ہم کو کبھی تعلق رہا ہے۔ اور دل کی اُن کے ساتھ نسبت معلوم ہوتی ہے
حالانکہ اس جنم میں ایسا موقعہ ہاتھ نہیں آیا۔ یہ بیداری کے واقعات ہیں۔
ایسے واقعات خواب کی صورت میں بھی اکثر نظر آجایا کرتے ہیں۔ یہ سب
آخر کیا ہیں؟ پہلے جنم کے سنسکار ہیں۔ جو دل میں موجود ہیں لیکن

تین برس کا چھوٹا لڑکا اس طرح گانا گاتا ہے۔ کہ علم موسیقی کے اُستاد اُنگشت بدنداں ہوتے ہیں۔ ایک ظاہراً غیر تعلیم یافتہ گنوار بغیر پڑھے ہوئے اور بغیر ست سنگ کئے ہوئے ویدانت کے باریک اور پیچدار مسائل کی گتھی اس طرح سُلجھاتا ہے۔ جس کا امکان بوڑھے اور سن رسیدہ گیانیوں سے بھی ممکن نہیں۔ ایک ناتجربہ کار طفل مکتب یوگ کے کرتب۔ آسن اور سمادھی کے کرشمے اس طرح دکھا دیتا ہے کہ مشاق یوگی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اس دُنیا کے عجائب خانہ میں ایسے بے شمار تعجب دلانے والے سامان جیودں کی شکل و صورت میں موجود ہیں۔ جو حد درجہ کے تعجب خیز اور حیرت انگیز ہیں۔ کوئی کہاں تک انہیں بیان کر سکتا ہے۔

یہ سب کیا ہیں؟ پورب جنم کے سنسکار ہیں۔

میں خود جب لڑکا تھا۔ اسی رادھا سوامی دھام کے قریب کولاپور نامی گاؤں سے ایک بزرگ براہمن لکشمی پرین نامی آیا کرتے تھے۔ وہ میرے چچا کے دوست تھے۔ میری باتوں کو سُن کر وہ کہتے تھے۔ کہ اس لڑکے میں پہلے جنم کے سنسکار ہیں۔ وقت پر وہ اُبھریں گے۔ جب میں بالغ ہوا۔ اور زندگی کے کاروبار میں داخل ہوا۔ تب بھی اُن کی یہی رائے تھی۔ جس کا مجھے شان و گمان بھی نہیں تھا۔ آخر وقت کرشن جنم کے اُتسو کے موقعہ پر اُنہوں نے مجھے بُلا بھیجا۔ میں گیا۔ بیچارے اندھے ہو گئے تھے۔ ملے اور خوش ہوئے۔ کہنے لگے۔ "بیٹے! تیرا علم پڑھنے لکھنے کا محتاج نہیں ہے۔ وہ پُورب جنم سے اپنے سلسلہ کو

لئے ہوئے آرہا ہے۔ ابھی تک کھیل کھیلنے پر نہیں آیا ہے۔ وقت پر یہ تماشا دیکھائیگا۔ اور حقیقت میں اس بزرگ برہمن کا خیال صحیح تھا۔

پوربہ جنم کا سنسکار کسی کو ویدانت کا راغب بناتا ہے۔ کسی کو سنت مت کی طرف لے جاتا ہے۔ کسی کو بھگتی کا شوق دلاتا ہے۔ اس کی ہزاروں صورتیں ہوتی ہیں۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ میں تم سے اکثر کہا کرتا ہوں۔ میرے پاس ایسے لوگ آئیں۔ جو اسی جنم میں اپنا کام بنائیں۔ تم اعتراض کرتے اور میری بات نہیں مانتے۔ جن کے دل میں ایسا جذبہ ہوگا وہ خود کھچے ہوئے آئیں گے۔ اور جو اس سے خالی ہیں۔ ان کو دعوت کون دیتا پھرے!

ہر شخص میں پوربہ جنم کے خاص خاص سنسکار ہوتے ہیں۔ جن کے سنسکار باہم اگر مشابہ اور موافق ہیں۔ وہ اُن کو محبت اور ہم آہنگی کے رشتہ میں خود بخود باندھ دینگے۔ کشش ہر دو جانب سے ہوگی۔ بھول کر بھی نتیجہ نہ نکالو۔ کہ ایک ہی طرف سے کشش ہوگی۔ یہ سخت غلطی ہے۔ باہمی ہمدردی کا قانون یہاں ہر وقت کام کیا کرتا ہے۔ اور جن کے سنسکار ملتے جلتے نہیں ہیں۔ وہ کوشش کرنے سے بھی نہ کھنچینگے۔

یہ ہماری زندگی جنموں سے ہی اب کی نہیں۔ پہلے ہم سب تھے کہیں اب آگئے ہیں ہم کہیں چاند سورج مشتری زہرہ میں تھا اپنا قیام۔ اب زمیں پہ آگئے ہم کرنے لگے ہیں اس کا کام وہ اثر باقی ہے ہم میں جس سے ہم خالی کہاں۔ وہ کبھی ہم میں عیاں ہے اور کبھی ہے وہ نہاں لاکھوں ہی برسوں سے ہم چکر میں ہیں سنسار کے۔ ہم ہیں پتلے رمز کے گلتوں اور اسرار کے کیا ہیں کیا ہم ؟ سمجھیگا کوئی کس طرح اس راز کو۔ کون ہے جس کو سنائیں اپنے ہم انداز کو بوجھ سکتے تھے تو کل میں اب آگئے اس لوک میں۔ چال ہیں چلتے ہیں کر کے لئے لت پت ہیں دیا ڈھک یہیں

سوچو کچھ اپنی حقیقت اس حقیقت کو سنو ✤ جان لو اپنی حقیقت اور حقیقت کو سنو
ذرہ کے اندر چھپا بیٹھا ہے نوراں آفتاب ✤ بحر کی صورت ہے قطرہ بحر کی صورت حباب
قطرہ اور دریا کے اندر فرق ہے بس نام کا ✤ چاہے تم کہہ لو کہ فرق ان میں ہے اک کام کا
ہم ہیں دریا ہم ہیں قطرہ ہم ہوئے موج و حباب ✤ ایک ہیں ہم دو ہیں ہم اور ہم ہیں بیحد و حساب
جب ہوئے دو بیٹھ کر کرتے ہیں اپنی گفتگو ✤ کھو گئے آپے کو کھویا آپے کی ہے جستجو
جستجو میں اپنے آئے رادھا سوامی دھام میں ✤ کر کے ست سنگت ہیں مائل جستجو کے کام میں
اپنے آپے کو پرکھ لو اپنا اپنا جان لو ✤ رادھا سوامی کے کرم سے گفتگو کا گیان لو
آپ کو تم آپ سمجھو آپ کا آیا پرکھ ✤ کہنا مت مانو کسی کا اپنے آپے کو پرکھ
دیتا ہوں پیغام سن لو آ کے اس پیغام کو ✤ رات دن بیٹھے رہو تم رادھا سوامی نام کو

یہ تمہارے اعتراض کا جواب ہے ✤

گیارہویں کلا

پُنر جنم کی بابت دوسروں کی رائیں

نند و بھائی بولے۔ "بھگون! آپ کی باتوں سے میری تشفی ہو گئی۔ میں سمجھ گیا۔ کہ آواگون کا مسئلہ صحیح ہے۔ لیکن بطور جملہ معترضہ کے یہ سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا پہلے سے بھی لوگ اسے سچا اور صحیح مانتے آئے ہیں۔ یا اب خیالات کے ارتقائی سلسلہ میں اس کا ظہور ہوا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "جس بات سے میں کنارہ کشی کرتا ہوں۔ تم وہی بات بار بار کہتے ہو۔ کوئی مانے یا نہ مانے میں زیادہ تر اپنے نج انبھو اور اپنے ذاتی تجربہ کا پابند ہوں۔ اسی کی بنا پر گفتگو کرنے پر

مجھے لُطف آتا ہے۔ لیکن اگر تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتا تو ممکن ہے۔ تم کچھ اور سمجھ بیٹھو۔ اِس لئے اِس معاملہ میں تمہاری تسلّی کرنا بھی لازمی ہے۔ سُنو!۔

مہاپربھو کرشن بھگوان گیتا میں اپنے حقیقی شاگرد ارجن سے اِس طرح فرماتے ہیں:۔

(۱) " ہم تم دونوں کے متعدد جنم ہوئے ہیں۔ تم کو وہ یاد نہیں ہیں۔ لیکن میں سب کو جانتا ہوں "۔

(۲) " کبھی ایسا وقت نہیں تھا۔ جب میں نہ رہا ہوں۔ خواہ تُو نہ رہا ہو یا یہ راجکمار نہ رہے ہوں۔ اور اِس کے بعد بھی ایسا وقت نہ آئیگا۔ جب ہم سب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائیگا "۔

(۳) " جسم کے اندر کا رہنے والا۔ بچپن۔ جوانی۔ اور بڑھاپے کا تجربہ کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔ ثابت قدم انسان کو ان باتوں سے دُکھ نہیں ہوا کرتا۔"

(۴) " نیستی سے ہستی نہیں ہوتی۔ نہ ہستی کبھی نیست ہوتی ہے۔ دونوں کی سچائی کی بابت تتو دیتا (رشیوں) نے ایسا مشاہدہ کیا ہے۔"

(۵) " جو اِس (جسم کے رہنے والے) کو قاتل قرار دیتا اور جو سمجھتا ہے کہ میں مقتول ہوں۔ دونوں نادان ہیں۔ نہ وہ قتل کرتا ہے نہ یہ قتل کیا جاتا ہے "۔

(۶) " جس طرح انسان پھٹے پُرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑے پہن لیتا

ہے۔ اُسی طرح جسم کے اندر رہنے والا پھٹے پرانے جسم کو ترک
کر کے نیا جسم اختیار کرتا ہے''۔

(۷) '' نہ اُسے ہتھیار چیرتے ہیں۔ نہ آگ جلاتی ہے۔ نہ پانی تر کرتا
ہے۔ نہ ہوا سُکھاتی ہے''۔

(۸) ''موت کے بعد پیدائش اور پیدائش کے بعد موت آتی ہے۔''

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

ہندو نقطہ نگاہ سے یہ ایک شہادت کافی ہے۔ گو ہندوؤں
کی تمام مذہبی کتابیں پُنر جنم کے مسئلوں سے بھری پڑی ہیں۔
بُدھ اور جینیوں کے مذہب کی بُنیاد اسی پُنر جنم کے اصول پر ہے
تمام سنپرداتی اور پنتھائی اسے ایسا ہی مانتے ہیں۔ اور چونکہ یہ
سب کے سب ہندو ہیں۔ اس لئے ان کے زیادہ حوالہ سُنانے
یا سنداً رائے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

یونانی قدیم قوم ہیں۔ گو اس وقت مذہبی طرز عمل سے وہ عیسائی
ہو گئے۔ اُن میں سے حکیم فیثا غورث (پتھاگورس) کی یہ رائے ہے

(۱) ''پورانے لباس کو ترک کر کے نیا پہننا موت ہے۔ مختلف صورتوں
میں ایک قالب سے دوسرے قالبوں میں سے گذرتی ہوئی
روح ہمیشہ وُہی رہتی ہے۔ صرف صورتیں بدل جاتی ہیں''

(۲) ''موت کے بعد سمجھنے والا دل جسم کے قید و بند سے آزاد ہو کر لطیف
قالب اختیار کر کے مُردوں کے طبقہ میں جاتا ہے۔ اور وہاں پڑا
رہتا ہے۔ جب تک کہ اُس کو دوسرا انسانی یا حیوانی قالب نہیں

ہوتا - مختلف طور پر صاف ہو جانے پر وہ دیوتاؤں میں جا کر
رل رہتا ہے - اور اُس دائمی طبقہ کی طرف واپس ہوتا ہے - جہاں
سے کہ وہ پہلے نکلا تھا ٭ "

یہ یونان کے ایک زبردست فلسفی حکیم کی رائے ہے - فلاطوں وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے - اور بھی یونانی حکیم اس مسئلہ کو صحیح مانتے ہیں - فلاطوں کہتا ہے - کہ :-

(۱) "پہلے دس ہزار برسوں کے خاتمہ پر نیک اور بری رُوحیں چٹھی ڈالتی (انتخاب کرتی) ہیں - اور اپنے اپنے میلان طبعی اور خواہش کے موافق قالب اختیار کرتی ہیں ٭ "

(۲) "رُوح جسم سے پرانی ہے - رُوحیں ہمیشہ بار بار جنم لیا کرتی ہیں"

وغیرہ وغیرہ

یونانیوں کی بابت اسی قدر کافی اور وافی ہے ٭

نیوپلیٹونزم فلسفہ کی ایک شاخ ہے - جو اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوئی تھی - اُس کا ایک معلم پلوٹینس کہتا ہے کہ

"رُوح اس قالب کو چھوڑ کر اُس طاقت کی صورت میں ظہور پذیر ہوتی ہے - جسے اُس نے تکمیل کی حد تک پہنچایا ہے - نیچے کی طرف سے بھاگو - اور اونچے عقلی طبقہ کی طرف چلو -"

وغیرہ وغیرہ

رومیوں (قدیم روما والوں) میں جولیس سیزر (قیصر جولیس) اس قائل تھا :-

پارسی مجوسی اسے صحیح تسلیم کرتے تھے ٭

انگلینڈ کے ڈرُوئیڈ (تپسی) اس پر یقین رکھتے تھے ٭

چینیوں کے درمیان لاؤتزے (قدیم چینی فلاسفر) کسی نہ کسی صُورت میں اس پُنر جنم کے مسئلہ کا دِل دادہ تھا ٭

یہ قدیم مذاہب مسئلہ تناسخ کے صحیح ماننے والے تھے ٭

اب رہ گئے یہودی - عیسائی - اور مسلمان - جو غیر آریہ طریق کہلاتے ہیں - ظاہرا یہ پُنر جنم کے خیال کے مخالف ہیں - لیکن سچائی تو سچائی ہی ہے - کسی نہ کسی صُورت میں وہ اپنا اظہار کئے ہوئے بغیر نہ رہ سکی - اور ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے - کہ در پردہ چھپی ہوئی صُورت میں وہ اسے مانتے تو تھے - لیکن اپنے ہم مذہبوں کے خوف سے صاف لفظوں میں اس کے اظہار اور اقرار کرنے سے کتراتے تھے - تعصب اور تنگدلی ان غیر آریوں کی کچھ مذہبی خصوصیت بن گئی ہے - بات سچی ہی کیوں نہ ہو - وہ اپنی ضد سے اُسے خواہ مخواہ جھوٹ قرار دیں گے - لیکن وہ بھی اس سے نہ بچ سکے ٭

فیلو کہتا ہے - کہ :-

"غیر مجسم ارواح مختلف ترتیبوں میں منقسم ہوتی ہیں - ان میں سے بعض فانی قالب اختیار کرتی ہیں - اور وقت مقررہ کے بعد آزاد ہوجاتی ہیں -"

سلیمان نبی (بادشاہ) اپنی حکمت یا دانائی کی کتاب میں کہتا ہے - کہ :-

"میں نیک طبیعت کا لڑکا تھا۔ ایک نیک روح مجھ میں آئی۔ اور چونکہ میں نیک تھا۔ مجھے پاک صاف قالب ملا۔"

تالمد میں ذکر کرتا ہے :۔

"ہابیل کی روح قابیل میں آئی۔ اور پھر موسیٰ کے قالب میں اس نے جگہ پائی ۔"

یہودیوں کے قبالہ طریق کے پیروکار آہستہ آہستہ اس کی طرف رجوع ہوئے۔ یہودی اقرار کرتے ہیں کہ :۔

"مسئلہ تناسخ کو اس لئے صحیح تسلیم کیا گیا۔ کہ تصوف کے میدان میں وہ سوچنے سمجھنے کے لئے کھلا میدان پیش کرتا ہے"

عیسائی مذہب کے بیشتر امام پہلے اس کے زبردست مخالف تھے بعد کو ادھر متوجہ ہو گئے تھے۔ آئزک ایروئیل اس طرح کہتا ہے۔

(۱) خدا نے اپنے رحم سے سوچا۔ کہ روح کو دوبارہ اصلاح کا موقعہ دیا جائے۔ لالچ میں پڑ کر اس نے قتل اور زنا کے زبردست گناہ کئے ۔"

(۲) "یہ صرف انصاف کی بات ہے۔ کہ جب آدمی نوجوان مرے دوسرے جسم میں اسے نیک کام کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ جس کا اہتمام پہلے قالب میں نہ ہو سکا۔"

(۳) "بعض وقت بدکاروں کی روح دوسرے جسم میں نیچے اتر کر داخل ہوتی ہے۔ تاکہ اسے مناسب سزا ملے۔ اور یہ سزا سخت ہو۔"

ہمارا پہلا سال فراموش شدہ نہیں ہے؟
کیا کبھی قوت یادداشت اُس کی یاد دہانی کراتی ہے؟"
تیسرا شاعر والٹ وہٹمین یوں بولتا ہے:-
" اے زندگی! میں سمجھتا ہوں۔ تم بہت سی موتوں کا
باقی ماندہ حصّہ ہو۔ بلاشک پہلے میں خود دس ہزار مرتبہ مر
چکا ہوں۔"

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

یہ عیسائیوں کی بابت ہے۔

اب رہ گئے مسلمان جو مسئلہ تناسخ کے سب سے زیادہ زبردست مخالف سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں نہ کوئی دلیل ہے۔ نہ یہ کسی کی معقول بات سُننے کے لئے کبھی تیار ہوئے۔ زبردستی ایمان لاؤ۔ چاہے وہ جو کچھ ہو۔ اور اس وجہ سے یہ صوفیوں کے ہمیشہ سے دشمن رہے ہیں۔ جو خود مسلمان تھے۔ اور مسئلہ تناسخ کو صحیح سمجھ کر کبھی کبھی یہ چوری چھپے اپنے خفیہ مجلسوں میں اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ ان باتوں کا بیان میں ست سنگ میں کر چکا ہوں۔ جن کو٭ شیوبرت لال جی دو ضخیم کتابوں کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ ان کو پڑھ لو۔ اور تم کو اطمینان ہو جائیگا۔ میں دوبارہ کیوں طوالت میں پڑوں۔ تاہم کچھ سُن لو:-

٭ صوفی ازم ۲؎ اور تصوف ۱۰ ؎ ملنے کا پتہ:-
دفتر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انار کلی۔ لاہور

مولوی روم ایک بزرگ صوفی کا قول ہے :-

" ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

ترجمہ :- سبزہ کی طرح میں بارہا اُگا ہوں - اور سات سَو ستّر قالب دیکھے ہیں ٭

شمس تبریز نامی دُوسرا بزرگ صوفی فرماتا ہے :-

" من آں وقت بُودم کہ آدم نہ بُود
کہ آدم عدم بود و حوّا نہ بُود "

ترجمہ :- میں اُس وقت بھی تھا - کہ آدم نہیں تھا - اور آدم و حوا دونو نہیں تھے ٭

اِس قدر حوالہ جات میں سے تم کو سُنائے - اب سوچو - کون جسم تمہارے اطمینان کا باعث ہوتا ہے یا مسلمانوں اور عیسایوں کا عقیدہ - جو خدا کو نیستی سے ہستی میں لانے والا مان کر ایک ہی وقت میں ارواح کا پیدا کرنے والا ٹھہراتا ہے ؟

ان ہر دو مذاہب کا ایمان اس معاملہ میں نہایت بھدّا - اور غیر قابل اطمینان ہے - اور اس سے بھی زیادہ بھدّا اُن کے دائمی بہشت اور دوزخ کا مسئلہ ہے - اُن کا خدا بہشت میں تو عیسائی اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے رکھیگا - اور غیر مسلم اور غیر مسیحی کو دائمی دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کے لئے جھونک دیگا ٭

یہ خدا نیک ہے یا بد ؟ اگر بد ہے تب تو کہنا ہی کیا ہے !

اور اگر نیک ہے ۔ تو پھر بغیر بد کے پیدا کیے ہوئے نیک اور بدوں کے درمیان تمیز کی لکیر کیسے کھینچی گئی ؟ اور کیسے اُس نے جانا ۔ کہ کون اچھا ہے اور کون بُرا ہے ؟ بُرائی اور بھلائی دونوں ہی الفاظ ہیں ۔ بد کی نسبت سے نیک اور نیک کی نسبت سے کسی کو بد کہہ سکتے ہو ۔ ویسے کس طرح کوئی کہیگا ۔ پنر جنم کے مسئلہ کے نہ ماننے کی وجہ سے اِن ہر دو مذاہب پر اتنے اعتراضات ہو سکتے ہیں ۔ کہ اُن کا کوئی معقول جواب انہیں نہیں سوجھتا ۔

دُنیا کی زندگی تھوڑے دنوں کی ہے ۔ ان تھوڑے دنوں کے فعلوں کی وجہ سے خدا دائمی دوزخ میں کیوں ڈالتا ہے ! اور پھر اُس نے جب خود ہی نیک اور بد دونوں پیدا کیے تو یہ جیسے بنائے گئے ۔ ویسے ہیں ۔ ان بیچاروں کا کیا قصور ہے ! اگر قصور ہے ۔ تو اُس خدا ہی کا ہوگا ۔ کیسی بے انصافی اور ظلم کی بات ہے ۔ کہ بُرا بنا کر اُسے سزایاب کرتا ہے ! اور سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے ! کیا ایسا خدا غیر منصف اور ظالم نہیں ہے ؟ اور کسی سمجھدار انسان کو ان مذاہب سے اطمینان کیسے ہوتا ہے ! کیا جب اُس خدا کو اتنی طاقت تھی ۔ کہ نیستی سے ہستی پیدا کر سکتا تھا ۔ تو پھر اُس نے سب کو اچھا کیوں نہیں پیدا کیا ؟ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ یہ خدا لغزشوں سے اور نقصوں سے خالی نہیں ہے ۔ تب ہی نیک اور بد دونوں کا اہتمام اُس کی ذات سے ہُوا ؟ اور جب اُس نے بُرے آدمی پیدا کیے تو اُس کو اس کی سزا کیوں نہ ملنی چاہیئے ؟ کیوں ایک شخص عقلمند پیدا ہوتا ہے ۔ اور

دوسرا کودن اور جاہل رہتا ہے؟ کیوں غریب اور امیر سکھی اور دکھی۔ بیمار اور صحیح الجسم کے نظارے دنیا میں نظر آتے ہیں؟ اگر خدا نے ان کو ایسا بنایا ہے۔ تو وہ خدا ظالم سے بھی بدتر ہوگا۔

عیسائی اور مسلمان دونوں اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔ "تمام نیکی خدا کی طرف سے ہے۔ اور تمام بدی شیطان کی طرف سے ہے اس سے وہ دو خداؤں کے ماننے والے ٹھہرے۔ اور جب دو ہوئے۔ تو دونوں ہی ناقص اور محدود ٹھہرے۔ ان میں سے غیر محدود کوئی نہ رہا۔ جہاں خدا ہے۔ وہاں شیطان نہیں ہے۔ اور جہاں شیطان ہے۔ وہاں خدا نہیں ہے۔ خدا تو نیکوں کا پیدا کرنے والا اور شیطان بدوں کا پیدا کرنے والا ہوا پھر اس نیک پیدا کرنے والے خدا کو کیا منصب اور اختیار ہے۔ کہ شیطان کی مخلوق کو دوزخ میں بھیجے۔ وہ نیکوں ہی سے کیوں تعلق نہیں رکھتا۔ پھر تو دونوں میں لڑائی ہوتی ہوگی۔ اور یہ دونوں مذاہب ایک طرح پر مانتے بھی ہیں۔ کہ خدا اور شیطان لڑتے رہتے ہیں۔ اور دونوں کو لڑاکا ثابت کرتے ہیں۔

ویدانت کے پنر جنم کے مسئلہ کے صحیح تسلیم کر لینے سے پھر ان اعتراضات کی گنجائش نہیں رہتی۔

وہ خدا اچھا کہاں ہی جس نے بد پیدا کئے۔ کر کے پیدا مُنہ میں کیوں دوزخ کے پھر آگ دیئے
دوستو! سوچو کیا بات ہے! ہوش سے کچھ کام لو۔ سوچو دل سے راز ہستی کو بھلائی کیلئے

بارھویں کلا

دو مختلف قسم کے سوال کے جواب

نندو بھائی نے کہا " جنم جنمانتر کے اصول پر اب مجھے زیادہ بحث نہیں ہے نہ میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ دریافت طلب دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آیا انسان انسانی قالب میں آکر جانور اور درختوں وغیرہ کے قالبوں میں پھر پیدا ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ جیساکہ عام ہندوؤں کو اعتقاد ہے۔ اور دوسرا یہ کہ کیا کسی طرح یہ جنم مرن کا سلسلہ جلد قطعی طور پر ختم بھی کیا جا سکتا ہے ؟ ان دونوں سوالوں کا جواب دے دیجئے اور بس ! "

دیال بولا۔ " ان سوالوں کا جواب تمہارا وہ دوہا ہے۔ جو ست سنگ کے شروع میں تم نے سار بچن رادھا سوامی نظم کی پوتھی سے سنایا تھا۔ اور وہ یہ ہے :-

ایک جنم گورو بھگتی کر ۔ جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مکتی پد ۔ چوتھے میں نج دھام

اس دوہے کے اندر دونوں راز موجود ہیں + "

نندو بھائی نے کہا۔ لیکن اس دوہے کی تشریح آپ نے اور طرح پر کر دی تھی۔ اور جنم کو زندگی کے چار حصے کی صورتیں قائم کر دکھائی تھیں۔ اس لئے اُس کا میرے سوال کے ساتھ کوئی تعلق

نہیں رہا ہے"

دیال بولا۔ "تعلق تو ہے۔ صرف تمہارے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دو ہے سے پایا جاتا ہے۔ کہ

(۱) زندگی کی رفتار ترقی کی جانب ہے۔ اور وہ درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہوئی اونچے کی طرف چلی جاتی ہے۔ اور یہ درجے بھگتی۔ نام ٹیکنی اور بیخ دھام ہیں۔ یہ صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں۔ کہ اس طرح کام کرنے سے زندگی بڑھتی ہی چلی جائیگی۔ نیچے کی طرف اس کا موقع نہ ہوگا۔ یہ ایک بات ہوئی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس طرح عمل کرنے سے کم سے کم چار جنموں میں انسان زندگی کے مقصد کی تکمیل کر کے پھر ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے سلسلہ کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ سوچو یہ دونوں اس دوہے میں موجود ہیں یا نہیں ؟"

نندو بھائی بولے۔ "آپ اپنی جدّت سے اس طرح اس دوہے کو معنے پہناتے ہیں۔ انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ ہر دو مراد۔ اور اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ ممکنات سے ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی مزید وضاحت درکار ہے۔ تاکہ پھر دل کے اندر کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے۔"

دیال نے کہا۔ "ہندو شاستروں میں ایسے مذبذب کلام ضرور آتے ہیں۔ کہ انسان بدکاری اور بداعمالی کی وجہ سے حیوانوں کے قالب اختیار کرتا ہے۔ لیکن ان سے خواہ مخواہ یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ

ترقی کردہ روح کو پھر تنزلی کے طبقہ میں گرنا لازمی ہے۔ قدرتی طور پر زندگی کا رُخ ترقی کی جانب ہے۔ اور ترقی پسند اور ترقی کردہ شخصیتوں کو قدرت نیچے کے طبقہ میں نہیں رکھتی۔ بلکہ اُن کے دلی جذبات کی تعظیم کرتے ہوئے اُن کے واسطے اونچے طبقہ میں جگہ تلاش کرتی ہے۔ یہ تم اپنی روزانہ زندگی کے کاروبار میں بھی دیکھتے ہو۔

"بُرے جنم پاپ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور یہ پاپ اور کچھ نہیں ہیں۔ صرف ہماری غلطیاں ہیں۔ اور یہ غلطیاں ہمیشہ بھرم اور اگیان کی وجہ سے ہوا کرتی ہیں۔ ویدانت اِس بھرم اور اگیان کی جڑ گیان سے کٹوا تا ہے۔ اور جب گیان ہو گیا۔ تو پھر اگیان اور بھرم کا خطرہ جاتا رہا۔ اور پھر اُس کی جانب انسان کا دل مائل ہونے سے ڈرتا ہے۔ اور اُن سے بچ کر گیان کی سیڑھیوں پر آہستہ آہستہ چڑھتا جاتا ہے۔ اور اپنی رفتار کو تیز کر کے جب منزل مراد کو حاصل کر لیتا ہے۔ تب ہمیشہ کے لئے جنم مرن سے نجات پا جاتا ہے۔"

"مثال کے طور پر سمجھو۔ اگیان کی وجہ سے ایک بچہ نے آگ میں انگلی ڈال دی۔ اور وہ جل گئی۔ اُسے تجربہ ہو گیا۔ کہ آگ جلا دیتی ہے ممکن ہے۔ دوبارہ سہ بارہ وہ نادانی کی وجہ سے پھر بھی ایسی حرکت کرے۔ لیکن بار بار کرنے اور تکلیف اُٹھاتے رہنے سے۔ اُس کے تجربہ اور علم میں وسعت آتی جائیگی۔ اور آخر ایک ایسا زمانہ آ جائیگا۔ کہ یہ علم اور تجربہ خود اُسے آگ کی جلن۔ سے محفوظ رہنے کی تعلیم دے کر محتاط بنا دیگا۔ اور محتاط کی طاقت گیان کی طرف لے جا کر اُسے

گیان سروپ بنا دیگی۔"

"دنیا میں کون ایسا شخص ہے۔ جس سے غلطیاں نہیں ہوئیں! کوئی شخص مکمل ہو کر یہاں نہیں آتا۔ سب میں نقص اور کمی اور محتاجگی ہوتی ہے۔ اور جنم مرن کا سلسلہ وسیع التجربہ بنا کر نہ صرف غلطیوں سے بچانے کا اہتمام کرتا ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ اس نقص۔ کمی اور محتاجگی کو بھی دور کرا دیتا ہے۔ جو اس زمینی زندگی کا مقصد ہے۔"

"جس شخص نے ایک مرتبہ انسانی قالب پا لیا ہے۔ اور اس میں انسانی جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ حیوانیت کے طبقہ سے اونچے چڑھ آیا ہے۔ اور انسانی جذبات اسے نیچے گرنے سے بچاتے رہینگے اس طرح وہ ممکناً کئی مرتبہ انسان کے قالب میں آتا ہے۔ لیکن وہ حیوان کا قالب نہ اختیار کریگا۔ اور آخر کار اسی سلسلہ میں اس کا کام جلد یا دیر میں پہنچایگا۔ اور اگر یہ انسانی جذبہ تمتہ زور ہیں۔ اور خواہش زبردست ہے۔ اور قوت ارادی میں پختگی ہے۔ تو اسی ایک جنم میں زندگی کے مقصد کے پورے ہونے کی امید ہے۔ کیونکہ ترقی کا تمام ساز و سامان ہر انسان کے اندر بکھرا پڑا ہے۔ وہ مجہولیت کے حالت میں دبا ہے۔ صرف اس کے ابھر نکھرے ہونے کی دیر ہے۔"

نند و بھائی نے پوچھا۔" وہ ساز و سامان کیا ہیں؟"

دیال نے جواب دیا۔" وہ گیان کے ساز و سامان ہیں۔ جو مختلف صورتوں میں جیو کے اندر باہر بکھرے ہوئے ہیں۔ اور باہر مکھی اور انتر مکھی سادھنوں کے ذریعہ ان کی سمجھ بوجھ آ سکتی ہے

باہر تو جو کچھ ہے۔ وہ ہے۔ اُس کے اندر ان کی اور بھی زیادتی ہے
باہر مکھتا کی مشاقی کے سامان خود بخود کام کراتے ہوئے اُسے انتر
مکھتا کی قابلیت بخشیں گے۔ اور وہ دونوں پر کسی وقت عبور پاکر گیان
وان ہو جائیگا۔ اور گیان وان ہونا ہی زندگی کا مقصد ہے ❊
کوئی انسان ایسا نہیں ہے۔ جو بہر مکھ اور انتر مکھ نہ ہو۔ تم جاگرت
اوستھا میں باہر کی طرف اپنی اندریوں کے دروازوں کو کھول کر باہری
جگت کے کاروبار کرتے ہو۔ اور سپن اوستھا میں اپنے اندر داخل ہو کر ذہنی
عمل و شغل وہاں بھی کرتے ہو۔ لیکن بہر مکھتا (خارج پسندی) کی بہ
کثرت مشاقی کی وجہ سے اندر کے عالم کی طرف سے آنکھیں میچے رکھتے
ہو۔ یہ حالت ہمیشہ کبھی نہ رہیگی۔ باہر مکھتا کے عمل و شغل کی زیادتی کبھی
نہ کبھی تم کو انتر مکھ بناویگی۔ کیونکہ وہ فطرتاً تمہارے اندر موجود ہے۔ اور
جب تم انتر مکھ ہو گئے۔ خود بخود انتر باہر (یعنی ظاہر اور باطن) کا علم ہو
رہیگا۔ اور یہ دونوں علم مل جل کر اصلیت کی طرف تم کو لے جائیں گے
جیساکہ سوشپتی کی کیفیت میں ہوا کرتا ہے۔ لیکن تم کو ابھی تک اس کی
سمجھ نہیں ہے۔ یہ سوشپتی کیا ہے؟ یہ وہ کیفیت ہے۔ جس پر خارجی
اور باطنی دنیائیں۔ انتر باہر کی جگت اور جاگرت سپن کے کاروبار کا
آدھار ہے۔ یہ تم میں سب کا سب موجود ہے۔ ال علم نہیں ہے۔
یہ علم ہو کر رہیگا۔ کوشش کروگے تو جلد حاصل ہو جائیگا۔ ویسے ذرا دیر
لگیگی اور وہ جنم مرن کے سلسلہ میں حاصل ہوگا۔ یہ جنم مرن اور کچھ نہیں
ہے۔ صرف جاگنا اور سونا ہے۔ جو سوشپتی کے سہارے کھیل کرتا

ہے۔ یہ تینوں ترلوکی کہلاتے ہیں۔ اور ان کی صورت مثلثی خواہ مثلث کے تین ضلعوں سے کسی حد تک مشابہ کی جا سکتی ہے۔ جب ان ترلوکیوں کا خوب علم ہو جائیگا تب گیان کی چوتھا اوستھا آدیگی۔ جیسے ویدانت برہمہ پد کہتا ہے۔ یہ ان تینوں کا آدھار ہے۔ اور اس کے جان لینے سے پھر اور کسی کے جاننے کی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ اور جب گیان ہو گیا۔ تب وہی مکتی ہے۔ اور مکتی کی حالت میں بلا قید و بند کے رہنا نج دھام۔ یہ برہمہ اوستھا کہلاتی ہے۔ جس کا اشارہ اس دوہے میں ہے:۔

* ایک جنم گورو بھگتی کر جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مکتی پد۔ چوتھے میں نج دھام

یہ اس دوہے کا مطلب ہے۔ جو میں نے تم کو اس طرح آسانی سے سمجھا دیا۔"

نند و بھائی بولے۔ "خوب! آپ رادھا سوامی مت کو ویدانت کی صورت میں تبدیل کر رہے ہو۔ اس پر میں آگے چل کر کوئی اعتراض کرونگا۔ یہاں صرف یہ پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ان ساز و سامان کی اور

---

* ناظرین معاف فرمائیں۔ چونکہ ویدانت کا یہ مکالمہ رادھا سوامی مت والوں کے درمیان ہوا ہے۔ اس لئے مجبوراً ان کے نقطہ نگاہ کو سامنے رکھ کر اسی کے موافق سمجھانے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ دیال کی عادت ہے۔ وہ سوال کرنیوالے کے عقائد کو مد نظر رکھ کر ان کے سمجھانے کا اہتمام کرتا ہے ۔ (شیوبرت لال ایڈیٹر)

بھی کوئی صورت ہے ؟ یا یہ کافی ہیں ؟

دیال نے جواب دیا۔" انتر اور باہر نسبتی تعلقات ہیں ۔ اور یہ نسبت سوشپتی کے درجہ تک چلی جاتی اور قائم رہتی ہے۔ کیونکہ اندرونی اور بیرونی دنیا حرکت اور چل کا جگت ہے۔ اس کے مقابل میں سوشپتی رچل ہے۔ اس لئے اُسے بھی نسبتی درجہ میں قائم کرنا پڑتا ہے۔ اور تین ترلوک کے وچار کرنے کا موقعہ آتا ہے۔ اس کے پرے چوتھا پد یا برہم پد ہے۔ ان تینوں ترلوکیوں کے ساز و سامان ہی وچار کرنے کے اسباب ہیں۔

ان اسباب کی تین صورتیں ہیں :-

(۱) ستھول شریر

(۲) سوکشم شریر

(۳) کارن شریر

ان تینوں کی تین خصوصیتیں ہیں :-

(۱) ستھول شریر۔ ست یا ہستی کا علم دیتا ہے۔

(۲) سوکشم شریر۔ مانسک یا دِلی جذبات۔ غور بویک وچار کا علم دیتا ہے

(۳) کارن شریر۔ غور کرنے سے روحانیت اور آنند کا علم بخشتا ہے

ان تینوں ترلوکی کے اندر

(۱) ست ہے

(۲) چیتنا ہے۔ اور

(۳) آنند ہے

ان کو بھی تم اگر جانو۔ تو تین ترلوکی سمجھ لو۔ ان کے پرے چوتھا پد آتا ہے۔ اب کچھ اور بھی سنو:-

ان تینوں کو ویدانت نے پانچ غلافوں کے اندر مقید بتایا ہے جنہیں (۱) ان مے کوش (۲) پران مے کوش (۳) منو مے کوش (۴) وگیان مے کوش اور (۵) آنند مے کوش کہا جاتا ہے۔ ان کی تقسیم اس طرح پر ہے:-

(۱) استھول شریر (ان مے کوش اور پران مے کوش کے دو غلاف)
(۲) سوکشم شریر (منو مے کوش اور وگیان مے کوش کے دو غلاف) اور
(۳) کارن شریر (آنند مے کوش کا ایک غلاف)

یہ پانچوں تین شریروں کی کیفیتوں پر غور کر لینے سے سمجھ میں آتے ہیں۔ اور اس لئے ان کا سمجھنا گیان ہی کے متعلق ہے۔ جب ان کی سمجھ آجاتی ہے۔ تب چوتھے پد کا سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ جو پرم ہے۔ اور آدھار محض ہے۔

یہ تین شریر اور پانچ کوش کو اس نظریئے میں سوچنے کے ساز و سامان کہتا ہوں۔ اور ان سے خالی کوئی نہیں ہے۔ ان کو اُبھارنا اور ان پر غور کرنا مطلوب ہے۔ اور وہ ابھیاس سے ہوگا۔ ویراگ اور ابھیاس۔ خواہ یوگ اور دیچار سے ممکن ہے۔ علم و عمل جب ساتھ ساتھ چلیں۔ تب سہولیت ہوگی۔ ورنہ بغیر عمل کے علم بھی ناکارہ اور فضول ثابت ہوگا۔ اور ساکشاتکار کرنے کرانے میں قاصر رہیگا۔ ایسے گیان اور علم کو واچک گیان۔ یا زبانی جمع خرچ کہتے ہیں

گیان کا مقصد بات چیت کرنا نہیں ہے۔ بلکہ زندگی کو عملی بنانا۔ اور گیان روپ ہو جاتا ہے۔ اس نظر سے جہاں کہیں کسی قسم کا سادھن کا اہتمام ہو۔ وہاں ست سنگ بھی ہو۔ تاکہ وچارنے کا موقعہ بھی ساتھ ساتھ ملتا رہے اور جہاں وچار ہو۔ وہاں سادھن بھی رہے۔ تاکہ اصلیت کے ساکشاتکار کرنے میں مدد ملے۔ اور ان دونوں کے پرے منزل مقصود ہے۔ جو نسبتی۔ ملات سے اونچا ہے ۔

میں نے تمہارے اس سوال کا جواب دے دیا ۔"

تیرھویں کلا

دو قسم کا گیان

سنارو بھائی بولے "حقیقت میں جو کچھ ہے۔ سب انسان کے اندر موجود ہے۔ اور یہ پانچ کوشس اپنے اندر تمام علمی معلومات کے خزانے رکھتے ہیں۔ اور باہر بھی انہیں کے تماشوں کی دھار بکھری ہوئی کھیل کر رہی ہے۔

ان مے کوش۔ مادہ کی تمام ممکنات کا خزانہ ہے ۔

پران مے کوش۔ زندگی کے تمام دھاروں کی طاقتوں کا چشمہ ہے ۔

منو مے کوش کے اندر تمام دلی جذبات حوصلہ اور جرات کا بھنڈار ہے

وگیان مے کوش تمام عقلی کاروبار کی جڑ ہے۔ اور

آنند مے کوش۔ تمام خوشیوں اور سکھوں کا مخزن ہے ۔

اور بقول آپ کے اگر علم اور عمل دونوں سے کام لے کر ایک ایک

کو توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ تو انسان نہایت طاقتور ہو سکتا ہے۔ اور عجیب و غریب ممکنات کا مظہر ثابت ہو سکتا ہے۔ معجزہ کرامات۔ اور سدھی شکتی کے تمام کرتب انہیں کے عمل و شغل کے توجہ کے نتیجے ہیں۔ یہ میرے ذہن میں آگیا۔ اور آج کے ست سنگ سے یہ بات خاطر نشین ہو گئی۔ کہ علم کے ساتھ ان کے عمل کی مشاقی حیرت انگیز نتیجے دکھا سکتی ہے۔ صرف ذرا انترمکھ ہو کر ان کو توجہ کے مرکز بنانے کی دیر ہے۔

کیا یہ میرا خیال صحیح ہے؟"

دیال نے کہا۔ "بہت صحیح ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "ان میں سے آنند مے کوش چونکہ سب سے اونچا ہے۔ اس کے تتو (جوہر) آنند کو زندگی کا مقصد سمجھ کر اس کے حاصل کرنے کی ہدایت دیجاتی ہے۔ اور دکھوں کے قطعی خاتمہ اور دائمی سکھ کے حصول کا شوق دلایا جاتا ہے۔ اس کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوگا۔ ورنہ وچار میں تو یہ بھی بندھن کا کارن سمجھ میں آتا ہے۔ اور اسی رعایت سے اسے آنند مے کوش کہا گیا ہے۔ کوش صندوق کے سوا تو کچھ نہیں ہے۔ اور یہ بھی ایک طرح کے قید و بند کی حالت ہوئی۔"

دیال ہنسا۔ "نند و بھائی! تم بڑے باریک بیں ہو۔ جو بات کوئی نہیں کہتا۔ وہ تم کہتے ہو۔ تمہارا خیال بالکل صحیح ہو۔ لیکن آنند کا پردہ نہایت لطیف اور باریک ہے۔ اور وہ آتم اوستھا سے ملا ہوا

ہے۔ اس نظر سے اُسے عملی آدرش کا نام دیا جاتا ہے۔ ورنہ اصل میں
داتما، نہ دُکھ ہے نہ سُکھ ہے۔ وہ ان سے پرے ہے۔ لیکن اگر اس
طرح صاف صاف کہا جائے۔ تو پھر کسی کے خیالی نظر کے سامنے 'خیالی
معراج کیا رکھا جائیگا۔ یہ وجہ ہے کہ 'آنند' پراپت کرنے کی ہدایت
کی جاتی ہے۔" آنیت دُکھ نورتی پرمانند۔ پراپتی پرشارتھہ " اس
معاملہ میں اس پر اور سوال نہ کرو۔ ورنہ نفس مضمون سے بہت دُور
جا پڑو گے۔"

نند بھائی بولے۔" ان کوشوں یا غلافوں کی نظر سے جیووں کا جنم
مرن بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور جنم مرن کے معاملہ میں جیو تمام کوشوں کا تجربہ
کرتے ہوئے آخر میں آنند کوش کے مرکز پر آکر زور کے ساتھ ٹھہرنے
اور ٹکتے ہوں گے۔ اور پھر آتم اوستھا کے ادھکاری ہو کر آتم دت
ہو جاتے ہوں گے۔ جو حالت وہ خود ہیں۔ لیکن بھرم اور اگیان کے
بس میں آکر ان کوشوں اور بندھنوں کی اُلجھنوں کی وجہ سے نہیں
سمجھتے۔"

دیال نے کہا۔" یہ خیال صحیح ہے۔"

نند بھائی بولے۔" پانچ کوشوں کی رعایت سے جیووں کو بھی خاص
طور پر پانچ ہی قسم کا ہونا چاہیے۔ گو ان کی بے شمار قسمیں ہو سکتی۔ اور
ہوتی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر وہ پانچ سے زیادہ نہیں ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) ان مے کوش یعنی کثیف جسم کے بندھن میں رہنے والا ان مئی جیو

(۲) پران مے کوش یعنی پران کے بندھن میں رہنے والا پران مئی جیو

(۴) منومے کوش یعنی من کے بندھن میں رہنے والا منومئی جیو
(۵) وگیان مے کوش یعنی عقل کے بندھن میں رہنے والا وگیان مئی جیو اور
(۶) آنند مے کوش یعنی خوشی اور سکھ کے بندھن میں رہنے والا آنند مئی جیو

اس فہرست میں تمام دیوی دیوتا۔ کنّر گندھرب۔ انسان حیوان۔ چرند پرند۔ کیڑے مکوڑے سب ہی آجاتے ہیں۔ کیا یہ میرا خیال صحیح ہے؟"
دیال نے کہا۔" بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس تعریف اور تقسیم سے تم کیا نتیجہ نکالنا چاہتے ہو؟"
نند بھائی بولے۔" جس کو جس کوش کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بندھن ہے۔ اس کی تمام خواہشیں اور مصروفیتیں اسی کے مطابق ہونگی۔ اور اس لئے جب تک وہ ان کو پورا پورا نہ بھوگ لیگا۔ اسے ترپتی یا آرام نہ ہوگا۔ اور اسی خاص کوشش کے خول یا غلاف سے لپٹا ہؤا وہ اس وقت تک بار بار اسی کی نظر سے جنم لیتا رہیگا۔ جب تک اس کا تجربہ وسیع نہ ہو جائیگا۔ تجربہ کی وسعت اس کی دلی خواہش کے اندر تبدیلی پیدا کریگی۔ اور یہ تبدیلی پھر اسے دوسرے قسم کی مخلوق کے قالب میں جنم لینے کا موقعہ دے گی۔ ممکنا" اس میں بھی اس کے کئی جنم ہوں۔ اور جب وہ ان سے اکتا جائیگا آگے کی طرف زندگی کا قدم بڑھیگا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہیگا۔ جب تک وہ آنند کوشش کی حد تک نہ پہنچیگا۔ یہاں آکر وہ آنند بھوگیگا۔ تب آنند بھوگ کے تجربہ کی وسعت کے بعد اپنی آتم اوستھا میں واصل ہوگا۔ اور پھر اس کو کوئی بندھن نہ

رہے گا ÷
میں اس تعریف اور تقسیم سے اس نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔"
دیال نے کہا۔" تمہارا خیال بالکل صحیح ہے۔ ہاں! دوسری بات ہے۔ کہ ان ست سنگیوں کی سمجھ میں یہ آوے یا نہ آوے۔"
نندو بھائی بولے۔" بھگون! اس جنم جنمانتر کا چکر تو میری نظر میں برکت اور انصاف کا سامان ہے۔ جو جیودں کو دلی انتخاب۔ پسندیدگی اور حسب خواہش ترقی کا موقعہ بخشتا ہے۔ اور سب اپنی حالت کے آپ بنانے والے ہوتے ہیں۔"
دیال نے کہا۔" بات تو ایسی ہی ہے۔ جیسا تم کہہ رہے ہو لیکن دکھی جو اس موقعہ سے باز آنا اور باز رہنا چاہتے ہیں۔ آہ! ان کے لئے یہ بڑا دکھدائی ہے۔ لیکن کریں کیا! کیچڑ میں پاؤں پھنسا ہوا ہے! سب حیران اور پریشان ہیں۔ جیسا کیا یا کرتے ہیں۔ ویسا بھوگا اور بھوگتے ہیں۔ کرم کا قانون اٹل۔ سخت اور کڑا ہے ÷
جو کریگا جیسا پائے گا وہی ÷ بوئے جیسا بیج کھائیگا وہی
آپ آکر پھنس گیا دلدل میں جب ÷ آپ کوشش کر کے وہ نکلیگا تب
نندو بھائی بولے۔" آپ نے انترمکھی اور بہر مکھی سادھنوں کے نام لئے ہیں۔ کیا یہ گیان بھی ان کی نظر سے دو ہی قسم کا ہے؟"
دیال نے کہا۔" ہاں دو ہی قسم کا گیان ہوتا ہے۔ انترمکھی اور باہر مکھی۔"
نندو بھائی بولے۔" ویدانت میں ان کے اصطلاحی نام کیا ہیں؟"

دیال نے کہا۔" اپروکش اور پروکش ۔"
نندو بھائی بولے ۔" ان لفظوں کی صراحت کر دیجئے ۔"
دیال نے کہا۔" پروکش ظاہری۔باہری۔اور خارجی گیان کو کہتے ہیں۔اور اپروکش باطنی۔انتری اور اندرونی گیان کا نام ہے۔جو آنکھوں سے پرے ہو ۔دل جسے مان جائے ۔اور کامل یقین ہو جائے ۔ وہ اپروکش ہے۔سنسکرت مادہ ا (نہیں) پر (پرے) اور اکش آنکھ ۔جو آنکھوں سے پرے نہ ہو۔ وہ اپروکش ہے ۔"

نندو بھائی بولے ۔" ان کو اور کھول کر سمجھایئے ۔"
دیال نے کہا ۔" میں ویدانت کی معمولی مثالوں سے تم کو سمجھانے کی کوشش کرونگا۔

پہلی مثال ۔ دس آدمی دریا پار گئے ۔ پار ہونے پر شمار کرنے کا خیال آیا ۔کہ کوئی بہہ تو نہیں گیا ۔گنا ۔ لیکن جس نے گنا ۔ اور دں ہی کو گنا ۔ اپنے آپ کو نہیں گنا ۔اور بھرم میں پڑ کر یہ نتیجہ نکالا ۔کہ دسواں آدمی ڈوب گیا ۔ رونے اور شور مچانے لگے ۔آخر ایک آدمی آیا ۔اس نے کہا ۔" گھبراؤ نہیں ۔دسواں موجود ہے ۔" اُس کی باتوں سے اُن کو یقین آ گیا ۔ لیکن پورا یقین نہیں ہوا ۔ یہ علم پروکش گیان کہلاتا ہے ۔وہ پوچھنے لگے ۔" دسواں آدمی کہاں ہے ؟" اس نے کہا ۔" میرے سامنے کوئی شخص گنئے ۔" ایک نے گنا ۔" ایک دو تین ... نو " وہ آدمی بولا ۔ دسواں تو ہے ۔ اپنے آپ کو اس گنتی میں شامل

کرلے - تو گیان ہوگا -" اور تب اُنہیں گیان ہوگیا - اس کا نام اپروکش گیان ہے -"

دوسری مثال :- ایک آدمی کی کلائی میں سونے کا کنگن پڑا ہوا تھا - ہاتھ کے حرکت دینے سے وہ اُوپر بازو کی طرف چڑھ گیا - اس نے کنگن کو کلائی میں نہ پاکر شور مچانا شروع کیا - " ہائے میرا کنگن کھوگیا -" کسی نے کہا - " کنگن کھویا نہیں موجود ہے -" اُسے یقین آیا - یہ یقین پروکش گیان ہے - اور جب اُس نے بازو پر چڑھے ہوئے کنگن کو دکھا دیا - تو پُورا پُورا یقین آگیا - یہ اپروکش گیان ہُوا ؎

تیسری مثال :- شیر کا بچہ کسی گڈریے کے ہاتھ پڑا - اُس نے بکریوں کے گلہ میں رکھ کر پالا - شیر بچہ اپنی صورت تو دیکھتا نہیں تھا بکریوں کی صورتیں دیکھ دیکھ کر اُسے وہم ہوگیا - کہ میں بھی بکری ہوں اتفاق سے ریوڑ میں کوئی شیر آگیا - اُسے دیکھ کر تمام گلہ بھاگ نکلا - صرف شیر بچہ کھڑا ہُوا رہ گیا - شیر نے اُس سے پُوچھا " تُو کون ہے ؟" وہ بولا - " میں بکری ہوں " شیر کو شرم آئی - کہنے لگا - " تُو شیر بچہ ہے - بکری نہیں ہے - میری جیسی صورت والا ہے " اُسے کچھ تو یقین ہُوا - یہ یقین پروکش گیان ہے - اور جب شیر نے اُس شیر بچہ کو پانی کے کنارے لاکر پانی میں اُس کا عکس دکھا دیا - اور اُس نے اپنی صورت بکریوں سے مختلف اور شیر کے ہم شکل دیکھی - تو اپنے رُوپ کو جان لیا - یہ اپروکش گیان ہے -"

ننادو بھائی نے پوچھا۔" دونوں گیان میری سمجھ میں آ گئے۔ لیکن جیووں کے بارہ میں میں انہیں کیسے گھٹاؤں؟"

دیال نے جواب دیا۔ "نیچے سے لے کر اونچے درجہ تک کے جیو اپنے آپ میں تمام جسم اور غلافوں کو گتھ کر سب کے ابھمانی ہو رہے ہیں۔ اس لئے انہیں پروکش اور اپروکش میں سے کوئی گیان نہیں ہوتا۔ جب وہ جسمانی عقلی اور روحانی ترقی کر کے آنند مے کوش کی چوٹی پر جنم مرن کی سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے چڑھ جاتے ہیں تب ویدانت انہیں آ کر سمجھاتا ہے کہ "تو یہ نہیں ہے" "نہ تو ان مے ہے نہ پران مے ہے نہ منومے ہے نہ وگیان مے ہے۔ نہ آنند مے ہے بلکہ جو اصلیت اور حقیقت ہے۔ وہ تو ہے" اور جب اسے اس قدر گیان ہو جاتا ہے۔ تو یہ گیان پروکش ہے۔ اور جب اس کو خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کہ وہ در اصل ان تمام کوشوں اور غلافوں سے نیارا ہے۔ اور ان سے بالکل جدا اور ان کا دیکھنے والا ہے۔ تو اس کے ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ کہ اصل اصلیت اور اصل حقیقت وہی ہے۔ یہ اپروکش گیان کہلاتا ہے۔

تم اس طرح پروکش اور اپروکش گیان کو جیووں پر گھٹا سکتے ہو۔ لیکن جیووں پر کیوں۔ اپنے اوپر گھٹاؤ۔ کیونکہ جنم جنمانتر کے مرحلوں سے گزرتے ہوئے تمہارا دل صاف ہو گیا ہے۔ اور تم اپنے آپ کو ان سب سے نیارا جان بھی گئے ہو۔ یہ تمہارے سہارے ہیں۔ تم ان کے سہارے نہیں ہو۔ تم وہی حقیقت ہو۔ جس کی تلاش میں اب تک مصروف تھے۔"

ننادو بھائی دیال کی اس آخری بات کو سن کر وجد میں آ گئے۔ خوشی کا

نعرہ مار کر گا اُٹھے :-

مجھ میں ہیں جسم و جسد جسم و جسد سے ہیں جُدا ۔ عقل و دل مجھ میں ہیں عقل و دل سے ہیں کب ہوا
زندگی اور موت کے ہیں کھیل میرے آسرے ۔ میں نہیں جمتا جیا اور میں نہیں ہرگز مرا
عالم پیری جوانی اور سب بچپن کے کھیل ۔ آتے جاتے رہتے ہیں میں کب کہیں آیا گیا
مفلسی زرداری ۔ بیماری صحت کوئی نہیں ۔ حالتیں بدلا کریں غم کب مجھے ہونے لگا
حق ہوں میں میں حق ہوں میں ہی حق ہوں ۔ حق ہی حق ہوں ۔ غیر حق سب ما ہوا ہیں ذلت میری ہی سوا

دیال نے کہا ۔ خوشی کا حاصل ہونا روحانیت کی سچی علامت ہے
یہ اُس کا خاصہ ہے ۔ جس کا دل مرکز آنند سے کوشش ہے ۔ ابھیاس
کرنا ۔ ست سنگ کرنا خوشی کے لئے ہے ۔ اِس خوشی کے حاصل ہونے
پر پھر بآسانی آتم نرکشن اور آتم وچار کا موقعہ ہاتھ آتا ہے ۔
اب میں ست سنگ کو ختم کرتا ہوں ۔ تم لوگ آرام کرنے جاؤ ۔
اور سب ست سنگی پرارتھنا بند نا کے شبد سُنا کر ۔ رادھا سوامی
دھام کے سادھو آشرم میں جا کر آرام کرنے گئے ۔

ختم ہوا

جنم گیان پرکاش

رادھا سوامی ! رادھا سوامی دیال کی دیا !! رادھا سوامی سہائے !!!

موتیوں کی لڑیوں کے ناولوں کا نیا سلسلہ

اودھوت

جو شاہی سلسلہ سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوگا

زیر ایڈیٹری بابو شیو برت لال جی بعد آب و تاب شروع کیا ہو اور باقاعدہ شائقین کے ہاتھوں تک اس سلسلے کے نمبر پہنچانے کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا نمبر

آبدار موتی

شائع ہوگیا ہے۔ اور دوسرا نمبر آبدار موتی پریس میں دیا جا چکا ہے۔ اور عنقریب ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں پرانے زمانے کے قصے نئی طرز پر سنائے جائیں گے۔ تاکہ اس وقت کی اخلاقی معراج۔ جیون آدرش خیالی نگاہ کے سامنے آجائیں۔ ہر نمبر رقت انگیز دردناک اور رُلانے والا ہوگا۔ اگر آپ ظلم و تعدی مظلومی و بیچارگی کی تصویریں ہمت و استقلال۔ جبر و صبر کے فوٹو۔ تسلیم و رضا کی چلتی پھرتی مورتیں۔ نیچرل و فطرتی جذبات کے دلآویز نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس سلسلہ کے ہر نمبر کو اپنی ہم جلیسی کی عزت بخشیں ؛

یہ سلسلہ ماہواری ہوگا۔ اس کے پہلے نمبر میں دو نمبر اکٹھے شائع ہونگے۔ اس سلسلہ کا سالانہ چندہ عہ ہوگا۔ مگر پہلے نمبر کی قیمت عمر ہوگی۔ نمونہ کی قیمت عام طور پر ۱۲؍ ہوگی۔ جین مت کے پیروؤں کیلئے ناولوں کا یہ نیا سلسلہ نعمت غیر مترقبہ ہوگا ؛

تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں :۔

نندکشور منیجر اودھوت۔ چنگڑ محلہ انارکلی لاہور
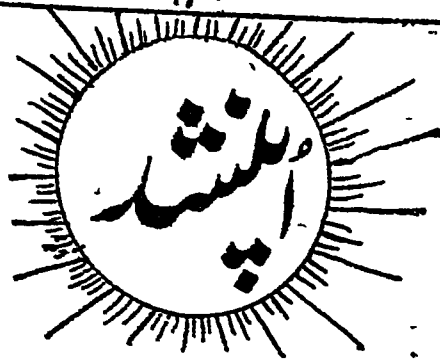
ستمبر ۱۹۲۵ء

اُپنشد

عام فہم مسلسل اور باقاعدہ صورت میں

ویدانت میگزین نے ویدانت کے ادھکاری پیدا کئے ہیں۔ جو اس کے مطالعہ کے بعد اُپنشدوں کے سمجھنے کے قابل ہونگے۔ تمام خاص اپنشد یکے بعد دیگرے جلد باقاعدہ نذر ہوں گے۔ ان کے پڑھنے پر اب شکایت نہ رہیگی۔ کہ وہ سمجھ میں نہیں آتے۔ شیوبرت لال جی کے زورِ قلم اور فصیح البیانی کے آپ قائل ہیں:۔

اثر لبھانے کا تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

کیا مجال کہ آپ پڑھیں۔ اور بات سمجھ میں نہ آ لے۔ اور دل میں اثر نہ کر جائے۔ صرف پیشگی درخواست آنے کا انتظار ہے۔ سالانہ چندہ للعہ ہوگا۔ نمونہ فی نمبر ۸ر یہ بھی ماہواری سلسلہ ہوگا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے خرید سکے۔ ممکن ہے اس معمولی قیمت میں تمام ضخیم اپنشد جو انگریزی ہندی وغیرہ میں بیس پچیس روپے میں آتی ہے۔ آپ کو مل جائیں ٭ تمام درخواستیں اس پتہ پر آئیں:۔

مینجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ۔ انارکلی لاہور

SPIRITUAL & INTELLECTUAL BOOKS IN URDU.

BY

B. SHEOBRAT LAL SAHIB.

No.	Title	Rs.	a
1	Sat Kabir ki Sakhi ...	1	0
2	,, ,, ,, Shabdawli	0	12
3	,, ,, ka Bichak in Press ..	4	0
4.	,, ,, ,, Yog ...	4	0
5	Nanak Yog ...	1	10
6	Radhasoami Yog ...	2	4
7	Sahaj Yog ...	2	8
8.	Surat Shabd Yog Kalpadram ..	2	8
9	Panth Sandesh ...	1	2
10	Kabir Charita in press	0	8
11.	Guru Tegh Bahadur ki Bani ...	0	4
12.	Mahabharat ...	2	0
13	Vigian Ramayain ...	3	2
14.	,, Krishnayan ...	1	9
15	,, Wasishtain in Press ...	2	0
16	Bhakt Mal I Part ...	3	8
17.	Sant Mal or Bhakt Mal, II Part ...	2	8
18.	Sant Sanjog I Part ...	2	8
19.	,, ,, II Part ...	1	12
20	,, ,, III Part ...	2	1

Title	Rs.	a
21. ,, ,, IV Part	2	8
22. ,, ,, V Part	2	8
23. Nandu Bhai ki Sa-	0	12
1st khi Book of Vedant	1	0
2nd ,, ,, ,, ...	1	2
3rd ,, ,, ,, ...	0	12
4th ,, ,, ...	2	0
Birdhi Sudhar ,, ...	0	10
Nau Jiwan Sudhar ...	0	10
Lok Parlok ,, ..	0	8
Parlok ,, ...	0	8
Jiwan ,, ...	0	8
Yog ,, ...	1	8
Shabad Sar	1	8
Shahi Talibilam (non co-oparation) ...	1	0
,, Swaraj ...	0	12
,, Lakarhara ...	1	0
,, Daka ...	1	0
,, Jadugarni ...	1	0
,, Bhikhari ...	1	2
,, Jogi ...	1	0
,, Pati Parain ...	0	10
,, Bhut ...	0	10
,, Chaur ...	0	3

Can be had from:—

THE MANAGER,

Radhasoami Karkhana,

Changar Mohalla, LAHORE.

R. L. 1777

ست

ویدا بیسکرن (ماہواری)

مہرشی شیوبرت لال جی

گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۳ - بابت ماہ اکتوبر ۲۵ء - نمبر ۳

ایڈیٹر و مصنف

شیو برت لال

ایڈیٹر اودھوت (اردو) و سنت (ہندی)

وغیرہ وغیرہ

پبلشر نند کشور ملہوترہ مالک و منیجر ویدانت میگزین

چنگڑ محلہ انارکلی - لاہور

سالانہ چندہ ۲ روپے — نمونہ فی پرچہ ۳/

نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر چنگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

جملہ حقوق بحق پبلشر

دستور العمل

(۱) ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے - اور جب تک کوئی خاص وجہ نہ ہو ہمیشہ تین تاریخ کو نکلیگا - جن صاحبان کے پاس نہ پہنچے - وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں - دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا - مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہئیے - ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا *

(۲) ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا - اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں *

(۳) ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے - اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں *

(۴) ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپیہ ۸ آنہ معہ محصول ڈاک ہے - ممالک غیر سے ۳ روپیہ - تازہ نمبر کی قیمت ۳ آنہ بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۴ آنہ ہوگی - اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں *

(۵) ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط و کتابت بنام پبلشر و مینجر ہونی چاہئیے - جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ارکا ٹکٹ آنا چاہئیے - ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف! خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں *

(۶) رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں *

(۷) ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل پتہ تحریر فرمائیں *

مینجر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

حیرت! حیرت!! حیرت!!!

صاحبان!

آپ نے دیکھ لیا۔ ویدانت جیسے ادق مشکل۔ اور دنیا کے سب سے زبردست فلسفہ کو ہم نے کس طرح آسان۔ سریع الفہم۔ اور دلچسپ بنا کر دکھا دیا۔ تلاش کیجئے۔ اگر یہ بات آپ نے کسی کتاب یا میگزین میں دیکھی ہو۔ تو ہمیں بتائیے آپ سے بہتر منصف اور کون ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنے وعدے کو پورا کر دکھایا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ آپ نے ہماری حوصلہ افزائی کس حد تک کی ہے۔ اور آیا ہم اسے آئندہ سال کے لئے جاری رکھیں یا کیا کریں؟

نقصان اٹھایا۔ سخت سے سخت محنتیں کیں ویدانت کے مضمون کو آسان پیرایہ میں سمجھا دیا۔

اگر اثبات میں جواب دینا ہو۔ تو عملی کارروائی کیجئے کم از کم تین چار خریدار ضرور بنا دیجئے۔

یہ ہماری ابتدائی کوشش تھی۔ آگے چل کر ہم اسے اس سے زیادہ مفید بنا سکیں گے۔ بارہ نمبر پڑھنے کے بعد آپ میں تبدیلی آئی یا نہیں؟

اِس سوال کا جواب اپنے دل سے پوچھ کر ہمارا حوصلہ بڑھائیے۔

منیجر

ویدانت میگزین

جلد ۳ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء نمبر ۳

علم و عمل کی معراج

(۱) میرے تن میں رادھا سوامی رادھا سوامی دھام ہے
میرے من میں رادھا سوامی رادھا سوامی نام ہے (۱)

(۲) رادھا سوامی رادھا سوامی رات دن رٹتا رہوں
رادھا سوامی جوگ جگتی سے مجھے بسرام ہے (۲)

(۳) پریم رادھا سوامی کا ہے بھگتی رادھا سوامی کی
رادھا سوامی گیان پایا جگت سے اُپرام ہے (۳)

(۴) رادھا سوامی دیاپت ایڑی اور چوٹی تک ہوئے
رادھا سوامی اِشٹ - رادھا سوامی ہی سے کام ہے (۴)

(۵) چُپ رہو اُپدیش دینے والو تم کہتے ہو کیا
رادھا سوامی کی لگن جب مجھ کو آٹھوں جام ہے (۵)

حالت

(۱) وحدت کا جام پی کر سرشار ہو رہا ہوں
بے ہوش کہتے کیوں ہو ہشیار ہو رہا ہوں (۱)
(۲) غفلت نہیں ہے دل میں سب کھو گئی ہے سستی۔
بیکار میں نہیں ہوں باکار ہو رہا ہوں (۲)
(۳) مستی کا دور آیا - ہستی کا لطف پایا
سرّ نہاں کا محرم اسرار ہو رہا ہوں (۳)
(۴) کثرت میں لطفِ وحدت وحدت میں لطفِ کثرت
بحرِ جہاں کی خطروں سے پار ہو رہا ہوں (۴)
(۵) دل کے چمن میں میرے خوشیوں کے گل کھلے ہیں
میں آپ اب تو نزہتِ گلزار ہو رہا ہوں (۵)

نکتے

(۱) جو باپ ہے - وہی بیٹا ہے - جو بیٹا ہے - وہی باپ ہے - دونوں ایک ہیں - شاید اسی نظر سے شت پت براہمن کہتا ہے - کہ "بیٹا باپ کا آتما ہے ۔"

(۲) باپ ماں کی طرف جھکا - اُس کے رحم میں کچھ دنوں قیام کرکے باہر نکلا - اسے بیٹا کہہ لو - لیکن دراصل وہ اپنا آپ باپ ہے۔

(۳) نہ کہیں باپ ہے نہ کہیں بیٹا ہے۔ اور تمام دُنیا باپ بیٹوں سے بھری ہوئی ہے۔ ایک ہی جوہر ہے۔ جو ہزاروں صورتوں میں صورت آرا اور جلوہ نما ہوا ہے ٭

(۴) باپ بیٹا ایک۔ خالق مخلوق ایک۔ خدا اور بندے ایک۔ ان کے درمیان فرق کیا ہے۔ خدا ہی تو ہے۔ جو خدائی میں سمایا ہوا ہے خدا کب خدائی سے جدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ خدا ہی ہے۔ جو خدائی میں طرح طرح کے بھیس بدل کر کھیل رہا ہے ٭

(۵) جب ہم جاگتے ہیں۔ دیکھتے۔ سُنتے۔ سُونگھتے۔ کھاتے پیتے ہیں۔ ہم ہی تو ہیں۔ جو جسم کے تمام رگ و ریشوں۔ حواس اور اعضا میں محیط کل ہوتے ہوئے طرح طرح کے کاروبار کرتے ہیں۔ اور جب ہم گہری نیند میں چلے جاتے ہیں۔ تب کیا رہتا ہے! ہم رہتے ہیں۔ ہمارے سوا کچھ نہیں رہتا ٭

(۶) اسی طرح خدا ایک ہے۔ خدائی اُس کا جسم ہے۔ وُہی ایک، خدا۔ خدائی کے جسم میں محیط ہوتا ہوا اپنا تماشا اپنے آپ کو دکھا رہا ہے۔ اور جب تماشا ہو چکتا ہے۔ خدائی غائب اور فانی اور خدا باقی اور جاودانی رہ جاتا ہے ٭

(۷) ہم نے اپنے آپ کی منتھن کی۔ ایک سمندر میں منتھن کی وجہ سے بوند۔ حباب۔ اور جھاگ پیدا ہو گئے۔ سمندر کا نظارہ نظر کے سامنے آ گیا۔ منتھن بند۔ سب معدوم اور سمندر ہی سمندر رہ گیا ٭

(۸) اُس ایک نے سوچا۔ میں انیک ہو جاؤں۔ اور وہ انیکا

ہوگیا - بے شمار صورتیں بن گئیں - اور پھر وہ ایک جب اپنی ایکتا اور یکتائی میں چلا گیا۔ انیات کا تمام داستان باقی نہیں رہا۔

(۹) صورت دیکھنے کی شوق نے آئینہ بنایا - آئینہ کو سامنے رکھا - دیکھنے والے کا عکس آئینہ میں پڑا - اصل و عکس دو - آئینہ تیسرا - تثلیث مار بن گئی - تثلیث نے کثرت کا جامہ پہنا - اب وہی ایک بے شمار ہوگیا - مونچھوں پر تاؤ دیا - خوش ہوا - آئینہ ہٹا دیا - کثرت گئی - اور وحدت کی وحدت رہ گئی ؎

(۱۰) اکائی ایک تھی - اس نے چکر کھایا - چکر نے دو تین چار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لوٹ کر اپنی صورتیں قائم کیں - اس ایک کے عکس سے صفر بنا - دہائی سینکڑے ہزار لاکھ بنتے گئے - گنتی گئی - طبیعت ہٹی - اور ایک کا ایک رہ گیا - نہ کہیں اب دہائی ہے - نہ لاکھ اور پدم ہیں ؎

نظم

(۱) ایک میں آئی اکائی دو ہوئے ؎ اصل اور نقل آپ جب باہم ملے
دس ہوئے سو ہو گئے اور سو ہزار ؎ کون کر سکتا ہے ان کا اب شمار
گنتی گننے والے گنتے کھو گئے ؎ گنتے گنتے گنتی گنتے سو گئے
سونے کی حالت میں ہے وہ ایک ایک ؎ جاگ اٹھیگا تب وہ گنتی ہے انیک
سوچو سمجھو رازِ وحدت کو ذرا ؎ زندگی کا تب ملے تم کو مزا
ایکتا کی جیت تک تم پا تے نہیں ؎ اپنے آپے میں کبھی آتے نہیں
اپنے ہی آپے میں ہے وحدت کا راز ؎ اور اسی وحدت میں ہے کثرت کا ساز
اصل میں یہ دونوں ہی ہیں ایک شے ؎ سمجھے جس میں عقل اور ادراک ہے
گر نہیں تجھ میں ہے کچھ عقل و تمیز ؎ تو نہ سمجھیگا اسے میرے عزیز

دیکھ اپنے آپ کے آپے کو تُو ٭ آئے جس سے احدیت کی تجھ میں خُو
رازِ عرفاں پا کے اب ہُشیار ہو ٭ جہل کے پھندے میں کیوں جاتا ہے کھو
تُو ہے دریا۔موج اور قطرے حباب ٭ تُو ہے اس دریا کا گرداب۔ اور آب
تُو ہے کشتی اور تُو تیراک ہے ٭ تیر تیراکی میں جو بے باک ہے
کچھ نہیں ہرگز یہاں تیرے سوا ٭ تُو سوا ہے اور باقی ماسوا
بندہ ہے تُو اور تُو اپنا خدا ٭ اپنے کیوں آپے سے ہوتا ہے جدا
اصل کا اور نقل کا جو میل ہے ٭ بس وہی دُنیا میں اُس کا کھیل ہے
کھیل جب تک کھیلنے کا ہے خیال ٭ کھیل میں ہوتے نہیں رنج و ملال
کھیل کے اندر ہی ہیں سب حال و قال ٭ یہ جمالی کھیل اور یہ ہے جلال
کھیل میں ہے کھیل کا محققی کمال ٭ کھیل چکنے پر تب آتا ہے زوال
یہ ازل کا اور ابد کا کھیل ہے ٭ کھیل اصل اور نقل ہی کا میل ہے
تُو نہیں کو دن جو بھُولے کھیل میں ٭ دیکھ آپا کھیلوں ہی کے میل میں
ہے تماشہ گاہِ عالم آپ تُو ٭ تجھ سے یہ سب کھیل پاتے ہیں نمُو
کس لیئے ہوتا ہے تجھ کو انتشار ٭ کھیل میں یہ تُو ہے سب اضطرار
جو نہیں آتی سمجھ آ میرے پاس ٭ میں تجھے سمجھاؤں گا تیرا اساس
مجھ میں تجھ میں فرق کیا ہے اے عزیز ٭ جو ہے تُو میں بھی وُہی ہوں کر تمیز

(۱۲) ذہن میں الف آیا۔صورت بدلی۔ ب ہُوا۔ ب سے ت ہُوا۔اور حروف بن گئے۔اور بن بن کر ملنے اور ایک ساتھ گتھنے لگے۔لفظ بنے جملے بنے۔سطریں بنیں۔صفحوں کے صفحے بنے۔اور ضخیم کتابیں ہو گئی پڑھا۔لکھا۔علم حاصل کیا۔اب وہ علم کہاں ہے۔کتاب میں ہے یا ہمارے

اندر سے ؟ کیا ہر وقت کوئی شخص کتاب کی ورق گردانی ہی کیا کرتا ہے
نہیں - جہاں سے یہ علم نکلا تھا - اُسی میں سما گیا - علم و عمل کا تماشا دکھانے
لگا - ماضی حال اور استقبال کے قلابے ملا لئے - تجربات اور تحقیقات سے
نتیجے نکالے - اور یہ سب آخر میں کیا ہو گئے - وہی ایک الف کا الف
رہ گیا - جو سب سے پہلے ذہن سے برآمد ہوا تھا - اور آخر میں وہ خود کہاں
چلا گیا ؟ دل سے نکلا تھا - دل کے اندر جذب ہو گیا - لو وہ بھی غائب !
اب کیا ہے ؟ ہم ایک کے ایک ! چراغ گُل پگڑی غائب ! نہ کہیں کوئی
صاحب نہ نائب !

نظم

(۱۲) ایک ہے اور ایک میں یکتائی ہے ÷ سمجھو گے کیوں دل میں جب دو چتائی ہے
جب جھرم میں پھنس کے بھرمے ہو تم ÷ اس جھرم سے دل بنا دکھدائی ہے
اپنے آپے سے گئے - نادان ہو لئے ÷ اپنے ہی آپے میں سب دانائی ہے
اپنی حالت کے ہو خالق آپ تم ÷ سوچو - جو تم میں سمجھ کچھ آئی ہے
آپ ہیں ہم آپ ہیں ہم آپ ہیں ÷ آپ کی آیا سے عقل اب پائی ہے
رشتے یہ دنیا کے فرضی ہیں تمام ÷ فرضی ہیں ماں باپ - فرضی بھائی ہے
فرضی مذہب ملتوں کے کاروبار ÷ نام کو ان میں نہیں سچائی ہے
فرضی سمجھو دین و دنیا کے طریق ÷ شکل دنیا دین بن کر آئی ہے
دین و دنیا کے پھندے جو دام میں ÷ کب کسی نے سچی راحت پائی ہے

(۱۳) مٹی سے برتن - بھانڈے - کھلونے - گھر محل بنتے ہیں - چاندی - سونا -
ہیرے - زمرد اور پکھراج - نیلم سب مٹی ہیں - مٹی ہی سے ان کی صورت
بنی ہے - مٹی - کنکر پتھر بن کر کھیل کرتی ہے - کہیں وہ سنگ سرخ ہو

کہیں سنگ خارا۔ کہیں وہ سنگ مُوسیٰ ہے۔ کہیں سنگ مرمر! کچھ دنوں تک ان کا کھیل ہے۔ پھر تو سب کو مٹی میں مل جانا اور مٹی ہو کر رہنا ہے یہ مٹی بھی مٹی نہ رہے گی۔ یہ بھی اپنے اصل میں جا کر جذب ہو جائیگی۔ پھر کیا رہیگا؟ "تم رہو گے"۔ "تم باقی اور سب فانی!"

یک دن ماٹی میں رل جانا
یک دن ماٹی میں رل جانا

کنک چن چن محل بنایا۔ چاندی سونے سے سجوایا
کال نے سب کو دھول ملایا۔ ایسے سمے کو آنا
یک دن ماٹی میں رل جانا

میوے کھائے مزا اُڑایا۔ کھا کھا سواد رسوں کا پایا
اُٹھا سویرے۔ ماٹی بنایا۔ ماٹی ماٹی میں آنا
یک دن ماٹی میں رل جانا

تیل ملا سنگار کرایا۔ مل مل دیہہ پانی نہلایا
مر لئے سمے چتا میں جلایا۔ یہی بات جتلانا
یک دن ماٹی میں مل جانا

بھائی بندھ کون ہوئے اپنے۔ یہ ہیں رَینوں رین کے سپنے
کیوں ان سب کے خاطر تپنے۔ کس کو چیت میں لانا
یک دن ماٹی میں رل جانا

دھرم کرم سب گورکھ دھندے۔ ان کے بھرم کے لاکھوں پھندے
پھانس پھانس کر سب اُلجھے اندھے۔ دُکھ سکھ دینا دلانا

یک دن ماٹی میں رل جانا
کیوں پھرتا ہے پھولا پھولا ؛ کیوں تو بھرم ہنڈولے جھولا
سہتا ہے بت کال کا سُولا ؛ نتّو کا مرم لکھانا
یک دن ماٹی میں رل جانا
رادھا سوامی دین دیالا ؛ ست گورو جیوں کے پرتی پالا
دیا سے دین کا کیا سنبھالا ؛ دے اپدیس پچتانا
یک دن ماٹی میں رل جانا

۱۱۶۔ جب جاگے دُنیا ہے۔ جب سوئے عقبیٰ ہے۔ جب گہری نیند میں گئے۔ نہ دُنیا ہے نہ عقبیٰ ہے۔ وہاں کون ہے۔ نہ خدا ہے۔ نہ شیطان ہے۔ نہ کال ہے۔ نہ مایا ہے۔ نہ من ہے۔ نہ کایا ہے۔ نہ دھرم ہے۔ نہ دایا ہے۔ یہ سب اصل میں ہوتے۔ یا ان کی ذرا بھی اصلیت ہوتی۔ تو یہ کیوں معدوم ہوتے۔ اور کھو جاتے! نادانوں کو کون سمجھائے۔ یہ اِس حالت سے روز گزرتے اور گزرتے رہتے ہیں۔ لیکن سوچتے نہیں۔ عقل اور تمیز کے پیچھے ڈنڈا لئے پھرتے ہیں۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ سوچو۔ تب بات سمجھ میں آئے! آخر میں کون رہتا ہے۔ تم ہی تم رہتے۔ اور تم ہی تم رہ جاتے ہو۔ تمہارے سوا ایک بھی تو نہیں رہتا۔ آخر اس سہل سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے اپنی حالت پر آپ غور کرنا سیکھو۔ تب وحدت کا راز سمجھ میں خود بخود آجائیگا۔ اِس کے سمجھانے کے لئے دلیل اور حجت۔ سند۔ اور حوالہ۔ رائے اور مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بات سچی اور صاف

ہے۔ لگاؤ لپیٹ کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ تم ہو اور کوئی نہیں ہے تمہاری ہستی (ست) ہی اصلی ہستی (ست) ہے۔ تمہارا چت ہی اصلی چت ہے۔ تمہارا آنند ہی اصلی آنند ہے۔ اور تم اصلی سچدانند ہو ۰

(۱۷) ہم ہیں اور اپنے سوا کوئی نظر آتا نہیں
غیریت سے دل ہمارا رنج اب پاتا نہیں
جو نہیں پیدا ہوا۔ پیدا نہیں ہرگز ہوا
موت کے چکر میں وہ بھولے سے پھر جاتا نہیں
ہم ہیں بیداری میں ہم ہیں خواب۔ گہری نیند میں
جو سمجھ لے راز کو دنیا سے گھبراتا نہیں
وہم کی بندش میں پھنس کر مبتلائے درد ہیں
بند کی حالت نہ ہو۔ پھر خوف دل کھاتا نہیں
کھیلنے آیا کھلاڑی کھیل کے میدان میں
کیوں نہ کھیلے کھیل وہ کھیلوں سے باز آتا نہیں

ضروری التماس

تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر انہیں ویدانت میگزین پسند ہو۔ تو اس کی اشاعت بڑھانے میں ہر ممکن کوشش کریں۔ اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں ۰

اگر آپ کو ویدانت میگزین کے مضامین پسند ہوں۔ اور اس سلسلہ کو سال آئندہ کیلئے بھی جاری رکھنا نفع بخش سمجھتے ہوں۔ تو اپنی رائے عالی سے فوراً دفتر کو اطلاع دیں۔ تاکہ کارپردازان ویدانت میگزین دوسرے سال کیلئے رسالہ کا اہتمام کر سکیں ۰ منیجر

تیر بہدف ادویات

شودھی ٹی } تمام بادی و بلغمی امراض مثلاً ومہ کھانسی۔ تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ درد چشم۔ ناخونہ وغیرہ امراض چشم کے لئے از حد مفید۔ بخار ہر قسم و بادی سنپات۔ ہر قسم کی بیماریوں۔ قبض شکم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم شکم۔ تنگی بول۔ بدہضمی کمزوری معدہ۔ سنگرہنی۔ سوزاک۔ گنٹھیا۔ آتشک۔ پرمیہ۔ ذیابیطس۔ بدبو دہن۔ درد سر جلودہر۔ ضعف باہ۔ مرگی۔ ناسور۔ تیج شبکوری۔ زہریلے جانور۔ سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام درد ناف۔ تنگی نفس۔ سنگ مثانہ۔ ڈبہ اطفال۔ وابستہ سی بیماریوں کی ایک واحد بےخطا دوائی ہے۔

قیمت ۶۴ گولی عہ ۳۲ گولی عہ

استری سنجیون ٹی } یہ دوائی استریوں کی کُل بیماریوں (یعنی ماسک رجودرشن) حیض کا کم آنا۔ یا درد سے آنا۔ بے قاعدہ آنا۔ اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ارتقاعات ان سب پرانی سے پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سمپون بادی کے روگ کوڑھ۔ بواسیر۔ سنگرہنی۔ پرمیہ۔ ات رکت۔ خون کے بگاڑ۔ ناف کا شول۔ پیٹ درد۔ بھگندر۔ دکھتے رگ تپ دق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی ہسٹیریا۔ یعنی اختناق الرحم۔ مندا گنی۔ کھانسی۔ شواس اور اروچی بدہضمی وغیرہ سب روگوں کو دور کر کے نئے دھات کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے۔ ارتقاعات ہر قسم کے سب دات روگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں۔

قیمت ۶۰ خوراک عہ ۳۰ خوراک عہ

منیجر رادھا سوامی اوشدھالیہ چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

بیوہار گیان پرکاش

بیوہار کی درشٹی سے ویدانت

از

شیوبرت لال

مصنف گیان کلپدرم - وچار کلپدرم - برہمہ وچار کلپدرم - آتم وچار کلپدرم
سرت شبد یوگ کلپدرم - چرتر کلپدرم - رشی برتانت کلپدرم - جین برتانت
کلپدرم - بوییک کلپدرم وغیرہ وغیرہ صدہا کتب - جن کی مختصر اور غیر مکمل
فہرست لالہ نندکشور مینیجر ویدانت میگزین لاہور سے طلب فرمائیں ؛

جس کو

نندکشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

نے شائع کیا +

قیمت ۱۲ر فی جلد

جملہ حقوق محفوظ

فہرست مضامین

رادھا سوامی سہائے

دیباچہ

ویدانت کی کتابوں کا یہ گیارھواں نمبر ہے۔ جو ماہواری رسالہ کی صورت میں نکلے ہیں۔ اس سلسلہ کا ایک نمبر بارھواں اور باقی رہ گیا ہے۔ جو اس کو ایک طور پر مکمل کر دیگا۔ اور اس وقت اس کے بعد پھر اس سلسلہ کی صورت غالباً اور طرح کی صورت ہو جائیگی ؞

مغربی تہذیب کی زبردست رَو میں آنے کی وجہ سے اب ویدانت جیسے دقیق فلسفے بھی ماہواری رسالوں کی صورت میں نکلنے لگے۔ اور میں نے بھی سہولیت اور آسانی دیکھ کر اسی مقبول عام طریقہ میں ویدانتی خیالات کی اشاعت کی تدبیر سوچی۔ یہ طریقہ اچھا ہے۔ اور یہ طریقہ بُرا ہے۔ ماہواری رسالے کسی ایک مخصوص شخص کی دماغی محنت کے نتیجے نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں سے مختلف آدمیوں کے مضمون مختلف خیالی پہلو لے کر لکھے جاتے اور داخل ہوتے ہیں۔ عام طور پر لوگوں نے پڑھا۔ اور پھر علیحدہ کر دیا۔ مشکل سے سَو میں سے دو چار آدمی ایسے رسالوں کو مجلّد کر کے اپنے کتب خانوں میں رکھتے ہیں۔ اور اس حیثیت میں بھی کسی شاذ آدمی کو اُن سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ جلد ضائع ہو جاتے ہیں۔ خیالات کی اشاعت کی نظر سے تو یہ اچھی معقول اور سہل ترکیب ہے۔ لیکن اس کا فائدہ کچھ نہیں ہوتا۔ معمولی طور کا مطالعہ

معمولی واقفیت دیتا ہے - اور وہ واقفیت بھی دیرپا نہیں ہوتی - اس نظر سے وہ اتنا مفید اور کارآمد نہیں ہوتا - اور میں اُسے اچھا نہیں سمجھتا ؛
سنہ ۱۹۲۳ء کا ذکر ہے - میں لاہور آیا - لالہ دیوان چند جی مرحوم مالک راودھا سوامی اوشدھالیہ سے ویدانت کے رسالہ کی بابت ذکر آیا - خیال پیدا ہوا - کہ اسے نکال دینا چاہیئے - لیکن ان کی عمر پوری ہو چکی تھی - زندگی سنے اکتفا نہیں کی - اور میں سنے بھی اس طرف سے اپنی توجہ ہٹالی - لالہ دیوان چند جی مرحوم اپنی زندگی میں اس کی انطباعت اور اشاعت کے اشتہار دے چکے تھے - کچھ خواہشمند خریدار بھی انہیں مل چکے تھے اور اُن کے صاحبزادے لالہ نند کشور جی بار بار اس کے اجرا کرنے پر اصرار کر رہے تھے - ممکن تھا - کہ میری توجہ کے ہٹنے کی وجہ سے ویدانت میگزین کا خیال عملی جامہ نہ پہنتا - لیکن اتفاق کی بات ! رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں اکثر دُور دُور کے ست سنگی ویدانت کے اصول اور تعلیم کے خواہشمند ہوئے - اور دیال اور نند و بھائی کے درمیان اسی مضمون کی بابت بدفعات متعدد سوال و جواب کی صورت میں کئی مکالمے ہوئے - اور یہ مکالمے مختلف النوع تھے - دیال غیر متعصب وسیع دل اور بلند خیال آدمی ہے - اس میں پکش پات یا مذہبی طرفداری نہیں ہے - اس لئے وسیع نظری سے سمجھانا شروع کیا - ہم نے ان کو سُنا - غور کیا - دل میں آیا - کہ کیوں ایسے موقعوں کی گفتگو - بحث مباحثہ اور سوال و جواب سے فائدہ نہ اٹھایا جائے - اور جب ایک سمجھدار شخص معقولیت کے ساتھ ایک نہایت مفصل طور تعلیم و ہر شخص کو سمجھاتا

کی بسیط نظری کے ساتھ وضاحت کر رہا ہے۔ تو کیوں اُسے قلمبند کر کے اور خواہشمندوں تک نہ پہنچایا جائے ۔

یہ ویدانت میگزین کے جاری کرنے کا ایک خاص سبب ہوا ۔

دوسرا سبب یہ ہے ۔ کہ دیال کے ست سنگ میں خاص خاص قسم کے خیال والے آتے ہیں ۔ اور وہ انہیں کے نقطہ نگاہ سے اُن کی تشریح کر دیتا ہے ۔ جب جب مجھے ایسے ست سنگ میں شامل رہنے کا موقعہ ملا ۔ میں نے سنت سماگم نامی اپنے رسالہ میں دیال کے خیالات کی صورت آرائی کی ۔ اور وہ صوفی ازم وغیرہ کی شکلوں میں مرتب ہو کر نکل گئے ۔ اسی طرح اور قسم کی مذہبی تعلیم کے ساتھ سلوک کیا گیا ۔ اور حتی الامکان وہ کتابوں کی صورت میں محفوظ کر دی گئیں ۔ سوچا ۔ کہ جب ہر قسم کی مذہبی تلقین اپنے مشابہتی پہلوؤں کو لئے ہوئے قلمبند ہو رہی ہے ۔ تو ویدانت نے کیا قصور کیا ہے ۔ جو اُس کے ساتھ بھی یہ سلوک نہ کیا جائے ۔

ویدانت میگزین کے جاری کرنے کا یہ دوسرا سبب ہے ۔

تیسرا سبب یہ ہے ۔ کہ رادھا سوامی مت کی مقدس کتابوں میں صوفی ازم اور ویدانت کے متعلق بار بار خیال دلائے گئے ہیں ۔ یہ خیال گو اور نظر سے ہیں ۔ لیکن ان کتابوں کے اندر اُن کی موجودگی ثابت کرتی ہے ۔ کہ ان کو کسی نہ کسی قسم کی اہمیت دی گئی ہے ۔ کم از کم مشابہتی پہلو دکھا کر نتیجہ نکالنے اور رائے قائم کرنے کی تحریک تو ضرور ہی ہے ۔ عام ست سنگی اس جانب توجہ نہیں کرتے ۔ لیکن دُنیا عالم اختلافات ہے ان میں سے بعض بعض ایسی بھی طبیعت والے نکل آتے ہیں ۔ جو ہر شے

کی جانچ پڑتال کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ اور جب تک کافی طور پر سمجھ بوجھ
نہیں لیتے۔ ان کے دلوں کو چین نہیں آتا۔ رادھا سوامی مت میں اِس
قسم کے ست سنگیوں کی تشفی اور تسلی کا کہیں بھی اہتمام نہیں ہے۔ اور
ان کی واقفیت درجہ محدود اور غیر قابل اطمینان ہوتی ہے۔ جو تنگ نظر
بنانے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ جہاں ویدانت کا ایسا وجود ہے۔ جو ہر ایک
خیال والے کے جذبات کی قدر کرتا ہوا پوتھیوں کے اشارہ اور رمز و کنایوں
پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ اور جیسا وہ اپنے طور پر اس کا اہتمام کرتا ہے
اور ہم سب اُس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ
رادھا سوامی مت کے ایسے ست سنگیوں تک ان خیالات کو نہ پہنچائے
جائیں۔ جو ست سنگ میں زیر بحث آتے ہیں ٭

ویدانت میگزین کے نکالنے کا یہ تیسرا سبب ہے ٭

چوتھا سبب یہ ہے کہ جہاں ویدانت کے خیالات خود بخود پھیلتے جاتے
ہیں۔ ساتھ ہی مخالف خیالات اُس کے دبانے کی در پردہ کوشش میں
بھی لگے ہوئے ہیں۔ اور اسے کئی طرح کے نام دیتے ہیں۔ مثلاً نوین ویدانت
جس سے اُس کی قدامت پر دھبہ لگانا مقصود ہے۔ دوسرے کوئی
اسے ایشور وادی (ناستک) مت میں شمار نہیں کرتا۔ جو بالکل
غلط اور غیر صحیح ہے۔ ویدانتیوں کی طرف سے ان غلط فہمیوں کے دور
کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اور سب ... ویدانت اپنے
آپ کو دیرینہ سال بزرگ اور ان ... سب کو کمسن اور ناتجربہ کار
سمجھتا ہے۔ بزرگ ... دھیان نہیں دیتے

یہ ان کی بے پروائی کا ایک سبب ہے۔ دوسرے یہ ویدانتی ویدانت ہی کو مکمل طریق سمجھتے ہیں۔ جو صحیح ہے۔ اور مکمل طریق کی پیروی کی اُمید بچوں سے یا اُن مذاہب سے نہیں کی جا سکتی۔ جو ابھی بچی کے ہاتھ میں ہیں جب یہ بالغ ہونگے۔ تب جا کر کہیں ویدانت کے سمجھنے کے قابل ہونگے۔ یہ بھی ویدانتیوں کی دوسری بے پروائی ہے۔ اس لئے سمجھا کہ میں بطور خود کیوں نہ اس مضمون کو ہاتھ میں لوں ٭

ویدانت میگزین کے نکالنے کا یہ چوتھا سبب ہے ٭

پانچواں سبب یہ ہے کہ ڈیال ہے کہ ست سنگ میں ہر وقت خاص خاص نظر سے وقت وقت پر ویدانت کی تعلیم دیجاتی ہے۔ ایک ساتھ ہر بات کی تکمیل چونکہ نہیں کی جاتی۔ جو مضمون لیا گیا۔ بس اُسی کی طرف پوری توجہ دی جاتی ہے۔ اس لئے اسے غنیمت سمجھا۔ اور اس کی طرح میگزین کے ہر نمبر کی ترتیب خاص مضمون کے لحاظ سے اُسی کے موافق ہوئی۔ جیسے التیور واد کی درشٹی سے ویدانت۔ کرم واد کی درشٹی سے ویدانت۔ یوگ واد کی درشٹی سے ویدانت وغیرہ وغیرہ ٭

ویدانت میگزین کے نکالنے کا یہ پانچواں سبب ہے ٭

چھٹا سبب اس کی اشاعت کا یہ ہے کہ ویدانت صلح کل کا طریق ہے جو ہر مذاہب کو محبت اور یگانگت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کے معنے یہ نہیں ہیں۔ کہ یہ سب کے سب ویدانت ہیں۔ کیونکہ ویدانت ویدکا انت ہے۔ لیکن سچائی کی بجز سب میں ہے۔ عالمگیری کے وصف سے یہ خالی ہیں۔ فروعات اور جزویات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان فروع اور جزوں میں

فروعی اور جزوی سچائی تو ضرور ہے۔ جو وسعت دیئے جانے پر کلیت کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ لیکن اہل مذاہب کی نگاہ محدود کی محدود بنی رہتی ہے جو نقص ہے۔ اور اس نقص کے مرض کا علاج صرف ویدانت کے اصول کی اشاعت ہے ٭

یہ ویدانت میگزین کے نکالنے کا چھٹا سبب ہے ٭

ساتواں سبب یہ ہے۔ کہ اکثر ویدانت کی اصطلاحیں مبہم طریقہ پر سمجھائی جاتی ہیں۔ دیال کی تعلیم میں یہ خوبی ہے۔ کہ وہ شاخوں اور پتوں کے ہاتھ لگانے کے عوض جڑ کو پکڑتا ہے۔ اور ہر اصطلاح کے لغوی معنے کے سلسلہ میں اُس کی وضاحت کر دیتا ہے۔ جیسے مایا سنسکرت مادہ۔ ما (ماپنا) اور یا (آلہ) سے نکلا ہے۔ اور مایا بہ حیثیت ماپنے کے آلہ کے صرف بدھی ہی ہو سکتی ہے اسی طرح آتما سنسکرت مادہ اٹ (حرکت) اور مَن (سوچنے) سے نکلا ہے۔ اور جس میں حرکت اور سوچنا ہو۔ وہی آتما ہے۔ اور علیٰ ہذالقیاس اس طرح تعلیم دینے سے پھر بھرم اور شکوک کی گنجائش کم رہتی ہے۔ اور میں اس تحریری اہتمام میں دیال کے اس نقطہ کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہوں ٭

ویدانت میگزین کے عملی صورت میں آنے کا یہ ساتواں سبب ہے ٭

آٹھواں سبب یہ ہے۔ کہ اس مذہبی تفرقات اور ملّی اختلافات کے عالم میں صرف ایک یہ ویدانت ہی ایسا طریق ہے۔ جو صحیح اور سچے معنے میں وحدت کے اصول کا سرچشمہ معلّم ہے۔ اور اختلافات مٹا کر ایک وحدانیت کی طرف توجہ کو منعطف کراتا رہتا ہے۔ اگر اس کی تعلیم بہتوں تک پہنچائی جائے۔ تو کم از کم جو لوگ اس کے زیر اثر آئیں گے۔ وہ لطیف خیال بن کر

وسیع خیال ہو جائیں گے۔ اور اُن کی وجہ سے بہت سی زندگیاں آناً فاناً میں سُدھر جائیں گی۔ اس لحاظ سے ویدانت نہایت اعلیٰ درجہ کی برکت کی چیز ہے ویدانت میگزین کے لکھنے کا یہ آٹھواں سبب ہے ۔

نواں سبب یہ ہے کہ جب تک کوئی سُنتا نہیں۔ اُسے سوچنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اور جب تک سوچتا نہیں اپنے خیال کی مجسم صورت نہیں بنتا۔ جہاں تک ہو سکے۔ اس کا وعظ دُوسروں کو سُنانا چاہیئے۔ گو زیادہ تر لوگ ویدانت کے ادھکاری نہ ہوں۔ لیکن سب کے سب متعصب بھی نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگوں سے یہ دُنیا خالی نہیں ہے۔ جو ہر خیال کو بے تعصبی کے کانوں سے سُنتے ہیں۔ کم از کم اُن کو تو فائدہ پہنچیگا۔ زیادہ نہیں تھوڑے ہی سے آدمی سہی۔ اور ہماری محنت رائگاں نہ جائیگی۔

یہ نواں سبب ہے ۔

دسواں سبب یہ ہے کہ بغیر ویدانت کی مدد کے رادھا سوامی مت کا سمجھ میں آنا سخت دشوار ہے۔ اِس لیئے اور بھی رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں دیال کبھی کبھی ویدانت پر کلام کہا کرتا ہے ۔

گیارھواں سبب ظاہر ہے۔ لوگ ویدانت کی باتوں کو سُن کر اور اُس کے مہاواکیہ اور اصولی کلام کو جان کر طوطوں کی طرح رٹتے رہتے ہیں اور واچک ساگیانی ہو جاتے ہیں۔ اِس میں اُن غریبوں کا کیا قصور ہے۔ ویدانت کی باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ مفقود ہے۔ دیال اپنی ذات خاص سے اس کا اہتمام کرتا ہے۔ جو کسی نہ کسی وقت وسیع پیمانہ پر نتیجہ آور ہوگا یہ گیارہ سبب ہیں۔ جن سے ویدانت میگزین کے اس کتابی سلسلہ

کے جاری رکھنے کی تحریک ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں اور زور دار لہجہ میں کہتا ہوں۔ کم سے کم اِس کے بارہ نمبروں کو سرسری ہی طور پر پڑھ جاؤ۔ اور پھر دیکھیں کس طرح تمہاری زندگی میں ویدانت اثر انداز نہیں ہوتا۔ پہلے پڑھو۔ اور پھر دیکھو۔ تم میں اِس کے مطالعہ سے کس قدر خوشگوار تبدیلی آجاتی ہے۔ اِسی تبدیلی کا نام عملی زندگی ہے۔ ممکن نہیں ہے۔ کہ زبردست خیال دل کو متاثر نہ کرے۔ اور انسان اُس سے بچ سکے۔ ادھوری تعلیم بھکھ منگا بناتی ہے۔ پوری تعلیم پوری اہمیت بخشتی ہے۔ ویدانت شیر مرد ہے۔ کیسے یقین کیا جائے۔ کہ شیر مرد کی صحبت میں رہنے سے شیر مردی کے اوصاف نہ پیدا ہونگے۔ ویدانت عالم ہی نہیں ہے۔ وہ عامل بھی ہے۔ عامل کمائی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ کمائی کئے ہوئے آدمی کی باتیں دل کے پردوں کو چاک کر کے اُس کے اندر گھس جاتی ہیں۔ اور زندگی کو عمل کے خاص سانچے میں ڈال کر ڈھرنے کا جتن کرتی ہیں۔ یہ مانگ تانگ کی چیز نہیں ہے۔ جو لے اثر رہ سکے۔ پڑھو۔ پڑھتے چلو۔ اور اِس کا نتیجہ خود دیکھو۔ لیکن خبردار! کسی ایک نمبر یا ایک ہی کتاب کو پڑھ کر فارغ نہ ہو جانا۔ وسیع نظری سے کم از کم ان بارہ نمبروں کو تو پڑھ لو۔ پھر آگے کا راستہ نکلے۔

ہوں اگر عامل عمل کے ماتحت ہے مسلم شے
جو ہو عالم ساتھ ہی کچھ اُس کا عامل بھی بنے
زندگی گلزار دیتا ہے یہ علم۔ جب ہو کچھ عمل
جب ملیں علم و عمل باہم تو پھر لذت ملے

صحبت ہر شد میں بیٹھو ۔ سیکھ او تسلیم و عمل
بے عمل کا علم ہے پانی کا سوکھا ابر ہے
جاننے سے کیا ہوا ۔ جب مانتے ہی تم نہیں
ماننے سے کیا ہوا جب تک نہ اس سے کام ہے

یہ ویدانتی کتابوں کا سلسلہ بارہویں نمبر میں جا کر ختم ہوگا ۔ اس کے پڑھ لینے سے پھر میں دیال ہی کے نقطۂ نگاہ سے اُپنشدوں کی کتھا تم کو اپنی سیدھی سادی اور معمولی بول چال میں سناؤں گا ۔ یہ ویدانت کی اصلی کتابیں ہیں ۔ اور اس کے تمام رموز اور بھید کی باتیں ان کے اندر بھری پڑی ہیں ۔ ان کی زبان عام فہم نہیں ہے ۔ طرز بیان بھی اس موجودہ زمانہ کے موافق نہیں ہے ۔ خیالات کے اظہار کرنے کا ڈھنگ کبھی کبھی اس قدر گہرے طور پر شاعرانہ ہو جاتا ہے ۔ کہ نثر پسند طبیعتیں اس سے گھبرا جاتی ہیں ۔ باریک بینی اس قدر ہے ۔ کہ معمولی نظر کام نہیں کرتی ۔ اور سبب ظاہر ہے ۔ ان خیالات پر رشی جنگل میں رہ کر بحث کرتے اور سوچتے تھے ۔

یہ سب باتیں میری نگاہ کے سامنے رہیں گی ۔ میں ان کی ترتیب اس خوش ادائی کے ساتھ دونگا ۔ کہ خانگی کاروبار میں مصروف رہنے والا کو بھی روحانی خیالات کا استفادہ ہو ۔ اور نثر پسند طبیعتوں کو نظم کا لطف گھر بیٹھے ملے ۔ اور وہ آسانی سے دیکھتے دیکھتے کچھ کے کچھ ہو جائیں

اگر میری قامی اہتمام کا یہ نتیجہ نہ ہوگا ۔ تو میں سوچونگا ۔ کہ میرا لکھنا سب بے سود ہے ۔ اور قلم کو توڑ کر پھینک دینے کا خواہشمند ہونگا ۔ لیکن یہ کبھی ہو نہیں سکتا ۔ میں مجسم علم اور مجسم عمل ہوں ۔ میں داجک گیانی نہیں

بلکہ تیتھارتھ گیانی اور کلش گیانی ہوں۔ کیا مجال کہ میری تحریر دلوں کے اندر داخل ہو کر پڑھنے والوں کے خیالی رگوں کو متحرک نہ کر دے۔ یہہ میرا زبانی دعوٰے نہیں ہے۔ بلکہ جو لوگ میری تحریروں کو پڑھتے ہیں۔ خوشی کے ساتھ اس کی تائیدی شہادت دیں گے ؛

اسی اُمید پر میں نے اس ویدانتی سلسلہ کو عملی۔ تحریری لمدرشناظی جامہ پہنانے کی جرات کی ہے ؛

اثر ایجانے کا پیارے مرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو میری زبان میں ہے

شیوبرت لال

بیوہار کی درشٹی سے ویدانت

تمہید

ایک دن ننّدو بھائی اپنے تمام ست سنگیوں کو ساتھ لئے ہوئے دیال کی کٹی میں پہنچے۔ صورت سے خوشی برس رہی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ ان کے جسم کے مسامی (رونگٹوں کے) سوراخوں سے خوشی فواروں کی دھار کی صورت میں برس رہی تھی۔ دیال نے ان کی حالت دیکھی پوچھا۔ "اس غیر معمولی خوشی کا باعث کیا ہے؟"

ننّدو بھائی بولے:۔

شبد

جہاں آنکھ کھولی۔ وہیں تجھ کو پایا ٭ کہیں جوت تھا تو کہیں تو تھا چھپایا
مکمل ہے۔ مکمل کا بنا روپ تجھ سے ٭ ہوا نکلتی اور باس کو لیتے آیا
پون ہے اکاس۔ آگ۔ مٹی ہے پانی ٭ تو سب کچھ ہے اور سب میں تہا ہی چھایا
کہیں ہو کے پرگٹ دیا سب کو درشن ٭ کہیں چھپ گیا چھپ کے چھپی کو چھپایا
جدھر دیکھتا ہوں تجھے دیکھتا ہوں ٭ مری درشٹی میں آپ تو برہم مایا

چھپایا۔ آگ کے رُوپ چقماک میں بیٹھا۔ ہری مہندی میں لالی کا رنگ لایا

دیا رادھا سوامی کی مجھ پر ہوئی ہے

پریم سنت اوتار دھر کر چتایا

جب تنارو بھائی خاموش ہوئے۔ دیال نے مسکرا کر پوچھا۔ "کیا آج بھی کوئی ایک دو نئے سوال لائے ہو؟"

تنارو بھائی بولے۔ "آپ کی مہربانی سے قدیم اور حادث ہونے کا جھگڑا دل سے مٹ گیا۔ نہ کوئی چیز نئی ہے۔ نہ کوئی پرانی ہے۔ جو ہے وہ ہے۔

نئی کہوں تو ہے نہیں۔ اور پرانی نا ہنہ

نئی پرانی کیوں کہوں ایک تتو سب ماہنہ

اور نہ وہ ایک ہے نہ دو ہے۔ جو ہے وہ ہے

ایک کہوں تو ہے نہیں دو جا کہوں تو گار

جیسا ہے تیسا رہے۔ کہیں کبیر وچار

اور سانتھ ہی نہ کہیں سے لاتا ہے نہ کہیں لے جاتا ہے۔ جو ہے وہ ہے

نہیں لایا نہیں لے گیا۔ دونوں بھرم کی بات

بھرم جائے سنتے مٹے۔ جب ستگور ہوں ساتھ

حقیقت میں مجھے سوال و جواب کرنے کی بھی قطعی ضرورت باقی نہیں رہی رادھا سوامی دھام میں رہ کر آپ کے ست سنگ کی برکت سے یہ مرحلہ بھی بآسانی طے ہو گیا۔ میں جو سوال کرتا بھی ہوں۔ وہ اپنی خواہش سے نہیں بلکہ ست سنگیوں کی خواہش سے۔ جو دُور دُور سے آپ

سکے درشن کے لئے آتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شکوک اور شبہات بھرے رہتے ہیں۔ اور گو یہ رادھا سوامی مت کے ست سنگ میں شامل تو ہو گئے۔ لیکن باقاعدہ صحبت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اصلیت کا علم نہیں ہے۔ یہ جاننا چاہتے ہیں۔ اور اس خصوصیت کی نظر سے آپ کی ذات غنیمت ہے۔ کیونکہ آپ میں تنگ نظری پکشپات تعصب اور ہٹ دھرمی نہیں ہے۔ آپ سب کی سن لیتے ہیں۔ اور اپنے کلام سے ان کی تسلی کر دیتے ہیں۔ اور یہ بڑی بات ہے۔ یہ مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اور میں ان کے سوالوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ یہہ فرض میں نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس میں ان کی تھوڑی سی خدمت میری جانب سے ہو رہی ہے۔"

دیال ہنسا۔ "تمہاری ذات غنیمت ہے۔ اور ان کے تحقیقات کا جذبہ بھی قابل قدر ہے۔ جو جاننا چاہتا ہے۔ وہی جانیگا۔ جو جہولیت اور لاعلمی میں پڑے رہنے کا عادی ہے۔ کون جانے اس کو اس وقت تک کتنے جنم لینے پڑیں گے۔ جب تک کہ یہ جذبہ منہ زور نہ ہوگا۔ اور گیان دھیان حاصل کرنے کی دلوں کے اندر سچی اور زبردست خواہش نہ پیدا ہوگی۔"

تندو بھائی بولے۔ "اس سے ظاہر ہے۔ کہ گیان کے راستہ میں سب کو آنا ہے۔ کوئی دیر میں آئیگا۔ کوئی جلد آئیگا۔"

دیال نے کہا۔ "اس میں شک ہی کیا ہے۔ ہر انسان کے اندر علم اور گیان کے سنسکار دبے پڑے ہیں۔ اور بڑا ہو کر اوستھا

(مجہولیت کی حالت) میں ہیں۔ جن کی وجہ سے جیو مُوڑھ گتی میں ہیں لیکن یہ ہمیشہ ایسا نہ رہیگا۔ یہ سنسکار اُبھریں گے۔ اُبھرنے کے لئے جدوجہد کریں گے۔ تب ان کے اندر سوچ وچار اور غور و فکر کی حالت پیدا ہوگی۔ یہ رجوگنی اوستھا (کشمکش کی حالت) کہلاتی ہے۔ اس کے آنے ہی جیو چنچل ہو جاتا ہے۔ اور چاروں طرف گیان اور تجربہ حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کرتا ہے۔ تب اُسے گیان ہونے لگتا ہے۔ اور جب گیان پاکر وہ شانتی اور آنند کی کیفیت میں آ جاتا ہے۔ تو اُسے ستوگنی اوستھا (پاکیزگی اور خوشی کی حالت) کہتے ہیں۔ یہہ دنیا انہیں تین گنوں ست۔ رج۔ تم سے بنی ہوئی ہے۔ جگت ترگنا تمک ہے۔ تین گنوں کا کھیل یہاں برابر ہوا کرتا ہے۔ اور اس کھیل کے علم کا نام گیان ہے۔ اور یہ اُس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک انسان مجسم گیان نہیں ہوتا۔ گیان کے بغیر مکتی نہیں ہوتی۔ یہ تم نے سُن رکھا ہوگا۔ اور سب کو اس گیان کی راہ میں آنے کی ضرورت ہے۔ اور اِس میں سب کو آنا ہے۔ بغیر اس میں آئے ہوئے مکتی کی حالت نصیب نہیں ہوتی۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔ "اس پر کئی طرح کے سوال ہو سکتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے۔ کہ ست۔ رج۔ تم کے چکر میں جیو کیسے آتے ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے؟

دُوسرا سوال یہ ہے۔ کہ کیا بھگتی سے مکتی حاصل نہیں ہوتی۔ اور وہ تنہا کافی ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ بھگتی اور گیان دونوں کو مکتی کا یقینی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ صرف آپ گیان کی بڑائی کرتے ہیں ؟

دیال سنے جواب دیا۔ "جو بات قدرت میں قدرتاً موجود ہے۔ اس کا ثبوت قدرت خود ہے۔ اور وہ قدرت کے ہر مرحلہ میں دکھائی دیتی ہے اس کی تلاش اور جگہ کبھی نہیں کرنا چاہئے۔ یہ نظام قدرت میں ہر جگہ کثرت کے ساتھ بکھری ہوئی ملیگی۔ لیکن یہ بات تم کو مثال سے سمجھاؤنگا لیکن ساتھ ساتھ یہ خواہش کرونگا۔ کہ مثال کے صرف ایک ضروری اور لازمی پہلو کی طرف دھیان رکھو۔ تاکہ میری مراد اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے ؛

پہلی مثال بیج کی ہے۔ بیج پہلے مجہولیت میں رہتا ہے۔ پھر بڑھتا ہوا اندر ہی اندر نمو پانے لگتا ہے۔ اور پھر شاندار درخت بنجاتا ہے پہلی حالت تموگنی۔ دوسری رجوگنی۔ اور تیسری ستوگنی ہے۔

دوسری مثال۔ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ابھی وہ مجہولیت کی حالت میں ہے پھر بڑھتا ہوا کام میں لگتا اور بالغ ہوتا ہے۔ بعد کو ادھیڑپن کی حالت میں آتا ہے۔ پہلی کیفیت تموگنی۔ دوسری رجوگنی اور تیسری ستوگنی ہے۔ اسی طرح چوتھی مثال :۔ جیو دل میں پہلے موڑھتا۔ پھر چنچلتا اور پھر شانتی آتی ہے۔ پہلی تموگنی۔ دوسری رجوگنی۔ اور تیسری ستوگنی ہے۔

جیوؤں کا اس کال اور کرم کے چکر میں آنا سرشٹی کرم کا قدرتی قانون ہے۔ یہ پہلے سوال کا جواب ہے ؛

تمہارا دوسرا سوال یہ ہے :۔ کہ "کیا بھگتی سے مکتی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اور وہ خیر کافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بھگتی سے مکتی ہوتی ہے اور مکتی کے لئے بھگتی کافی ہے۔ لیکن اس جواب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بھگت کو گیان کی ضرورت نہ ہوگی اور وہ بغیر گیان کے مکت ہو جائیگا۔ بھگتی کے سلسلہ میں دل کی صفائی ہونے کی وجہ سے اس کے اندر خود بخود انبھو پیدا ہوگا۔ اور یہ انبھو ہی تو گیان ہے۔ اس کے سوا گیان اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور یہ انبھو گیان مکتی کا وسیلہ ہے۔

تمہارا تیسرا سوال بھگتی اور گیان کی یکسانیت کی بابت ہے۔ میں اسے ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ بلکہ بھگتی کو فوقیت کا درجہ دیتا ہوں۔ اور اس کا سبب یہ ہے۔ کہ جو لوگ بھگتی کا سہارا لے کر چلتے ہیں۔ ان کے دلی جذبات میں یکسوئی کی زیادہ طاقت رہتی ہے۔ جو ابتدا ہی سے گیان کے حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اس میں دیر لگتی ہے۔ اور گیان کے درجے دقتوں کے ساتھ طے ہوتے ہیں۔ بھگت کا دل یک رخ ہوتا ہے اور اس کا دل جہاں متحد ہونے لگا۔ خود بخود اس کے اندر انکشافات ہونے لگتے ہیں۔ جو گیان ہی کی صورتیں ہیں۔ لیکن بھگتی بھگتی میں بھید ہے۔ سچے بھگت ویسے ہی کمیاب ہوتے ہیں۔ جیسے سچے گیانی کمتر نظر آتے ہیں۔ جیسے اکثر لوگ ویدانتیوں کو واچک گیانی کہہ کر اپنی دانست میں ان کی حقارت کر لیتے ہیں۔ ویسے ہی یہ واچک گیانی نمائشی بھگتوں کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بھگتی کوئی آسان چیز نہیں ہے "

نندو بھائی بولے۔ "بات میری سمجھ میں آگئی۔ زیادہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت کے علم کے کرم بھگتی۔ اور گیان تینوں

ہی مرحلے ہیں۔ اور ان کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اختلافات کی صورتیں انسان کے کرم اور کرم کے سنسکاروں کی وجہ اور ان کے جنم جنمانتر کی کمائی کے سبب سے نظر آتی ہیں۔ اور اس نظر سے صرف بھگتی اور گیان ہی پر کیا موقوف ہے کرم بھی وہی اہمیت رکھتا ہے۔ اور کرم سے بھی مکتی ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ جیسے بھگتی بھگتی کی نظر سے اور گیان گیان کی نظر سے ہو۔ ویسے کرم بھی کرم کی نظر سے ہو۔"

دیال نے کہا "تم میری مراد ذہن نشین کر چکے۔ سمجھانے بجھانے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن ان ست سنگیوں کے فائدہ کی نظر سے دو چار کلام ایسے سنا دو۔ کہ یہ بھی ہمارے تمہارے مفہوم کو ذہن نشین کر لیں۔"

نندو بھائی بولے۔

(الف) کرم یوگ

(۱) کرم کرم میں بھید ہے۔ کرم نہ جانے کوے
جو پھل کی اچھیا کرے۔ سو نہیں کرمی ہوئے

(ب) بھگتی یوگ

(۲) بھگتی بھگتی میں بھید ہے۔ بھگتی ہو نشکام
جو اکام بھگتی کرے۔ بھگتی کا لے سو ہی نام

(ج) گیان یوگ

(۳) گیان گیان میں بھید ہے۔ گیان ہے اپنا روپ
اپنے روپ کی گم نہیں۔ پڑے سو بھو کے کوپ

(۴) کرم بھگتی اور گیان کا - من میں کرو - وچار
جیسی من کی بھاونا - تیسا پنتھ سنوار
(۵) بن پویک پاکھنڈ سب - نشچے ہیں درڑھ مانہہ
نندو کہے سوجن سدا - لکھ پوراسی جانہہ ۱۱

دیال نے کہا - "بیشک یہی بات ہے -"

نندو بھائی بولے - "بھگون! انسانی زندگیوں کے قدرتی کاروبار (۱) کرم (۲) بھگتی اور (۳) گیان کی معمولی کیفیتیں ہیں - یہ میں نے سمجھ لیا - اور آپ نے مختلف پیرایہ میں اسی ویدانت کے بچن کے سلسلہ میں سمجھا دیا لیکن میرا ایک سوال ہے - کہ جب یہ سب قدرتی کاروبار ہیں - اور قدرتی طریقہ میں انجام پاتے رہتے ہیں - تو کیا اگر ہم لوگ مذہبی قید و بند سے بے تعلق رہ کر قدرتی طریقہ پر زندگی بسر کریں - تو کیا وہ آخری حالت جسے ہم مکتی کہتے ہیں خودبخود نہ حاصل ہوگی ؟"

دیال نے کہا "یہ سوال پیچیدہ ہے - اور بہت زیادہ وضاحت طلب ہے - جس زندگی کو تم قدرتی زندگی کی رعایت اور نسبت سے مصنوعی یا غیر قدرتی زندگی کہو گے - در اصل وہ بھی قدرتی زندگی ہے - اور یہ مذہبی قید و بند بھی قدرتی ہیں - یہاں غیر قدرتی کوئی بھی شئے نہیں ہے - جو کچھ ہے سب ہی قدرتی ہے یہ مذاہب اور مشارب بھی انسانی جذبات کی ماتحتی میں قدرتی طور پر ظہور میں آتے ہیں - اور آئے ہیں - صرف بھرم اور اگیان ہے - جس سے عقل پر پردہ پڑ گیا ہے - اور اس کی وجہ سے ہم طرح طرح کے خیالات کے چکر میں آ جاتے ہیں - غور کرنے پر اس بھرم اور اگیان کو بھی غیر قدرتی

نہیں کہہ سکتے ۔ یہ بھی قانون قدرت کے ماتحت ہے ۔ اور ان کے الجھن میں پڑ کر جو شخص اپنی گتھی جس خاص طریقہ سے سلجھانا چاہتا ہے ۔ وہ بھی قدرتی ہی ہے ۔ "

"تمہارے پوچھنے کا مطلب غالباً یہ ہوگا ۔ کہ اگر ہم بیوہار (موجودہ طرز معاشرت) کی اصلاح کر کے باقاعدگی اور با اصولی کے ساتھ زندگی بسر کریں تو کیا ہم ظاہرا مذہبی مدد کے بغیر مکتی کی حالت کو حاصل کر سکتے ہیں ۔ یا نہیں ؟ "

نند و بھائی بولے ۔ " ہاں مہاراج ! میرے پوچھنے کی غرض بھی یہی ہے جس کو آپ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ واضح کر دیا ۔ "

دیال نے کہا ۔ " پھر تم مذہب کے نام سے کیوں چڑ گئے ۔ یہ بھی تو آخر بیوہار ہی ہے ۔ اور میں یہی تو ہمیشہ کہتا رہتا ہوں ۔ کہ مذہب زندگی بسر کرنے کا راز ہے ۔ اُسے زندگی کا اصول ۔ دستور العمل اور کاروبار بنا لینا مقصود ہے ۔ صرف زبانی جمع خرچ تک محدود رکھنے کی چیز اُسے نہ سمجھنا چاہیئے ۔ اور وہ جلد مفید تر ثابت ہوگا ۔ لیکن میں اس زبانی جمع خرچ کو بھی غیر قدرتی نہیں کہتا ۔ یہ بھی ایک مرحلہ ہے ۔ جو جلد یا دیر میں عملی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ اس پر زیادہ گفتگو کرنا اس وقت طول عمل ہوگا ۔

اب تم اپنے نقطہ نگاہ سے سوال کرتے چلو ۔ میں اُن کا جواب دونگا جس سے یہ مضمون صاف ہو جائیگا ۔ لیکن یہ یاد رہے ۔ میرا جواب ویدانت کی نظر سے ہوگا ۔ کیونکہ ویدانت میں بمقابلہ اور طریقوں کے زیادہ وسیع نظری اور بلند خیالی رہتی ہے ۔ "

چوٹی کلا

بیوہار

نندو بھائی بولے۔ "آپ کہتے ہو۔ مذہب بھی بیوہار ہے۔ حالانکہ ایسا آج تک کسی کا خیال نہیں ہوا۔ تمام مذاہب میں دُنیا دین۔ دُنیا عاقبت کرم دھرم۔ لوک پرلوک۔ کے متضاد الفاظ ساتھ ساتھ آتے ہیں۔ اسی طرح بیوہار اور پرمارتھ جدا جدا الفاظ ہیں۔ اور جب یہ جدا جدا ہیں۔ تو ان کی مراد بھی جدا ہوگی۔ اور جب ان کی مراد جُدا ہے۔ تو یہ ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟"

دیال ہنسا۔ "وحدت پسند دل۔ وحدت بین نظر۔ وحدت قبول عقل دونوں کو ایک کرکے دکھاتے ہیں۔"

نندو بھائی بولے۔ "بیوہار بیوہار ہے۔ پرمارتھ پرمارتھ ہے۔ دین دُنیا سے مختلف ہے۔ کرم دھرم کے علاوہ ہے۔ دونوں کا میل نہیں ہے۔"

دیال مُسکرایا۔ "تب ہی تو کھٹ پٹ رہتی ہے۔ جہاں میل نہ ہوگا۔ وہاں لڑائی فساد ہوں گے۔ اور جہاں لڑائی فساد ہونگے۔ وہاں سے خیریت عافیت شانتی اور سلامتی رخصت ہو جائیگی۔ اور اس کا نتیجہ دیکھ رہے ہو۔"

نندو بھائی بولے۔ "یہ تو صحیح ہے۔ لیکن خرابیوں کی جڑ بیوہار یعنی

دنیاوی کاروبار میں نہیں ہے۔ بلکہ مت متانتر کے جھگڑوں رگڑوں میں ہے۔ دو بیوپار والے اکثر مل کر رہتے ہیں۔ لیکن دو مختلف مذہب والوں کے درمیان محبت نہیں رہتی۔"

دیال نے قہقہہ مارا۔ "تب تو تمہاری نظر میں دنیا اچھی۔ دین خراب۔ سنساری کرم اچھا۔ اور دھرم بُرا۔ بیوپار ثواب اور پرمارتھ عذاب ہے"

نندو بھائی بولے۔ "دیکھنے میں تو ایسا ہی آرہا ہے۔ ایک دین والا دُوسرے کو بے دین اور اپنے کو دیندار کہتا ہے۔ ایک دھرم والا اپنے کو دھرماتما اور دُوسرے کو ادھرمی قرار دیتا ہے۔ اسی وجہ سے تو میں دنیا کو اچھا اور دین کو بُرا کہہ رہا ہوں۔ کم از کم دُنیا والے دُنیا کی نظر سے تو مل کر رہتے ہیں۔ لیکن یہ ملاپ دینداروں میں کہاں نظر آتا ہے؟"

دیال مُسکراتا رہا۔ "لیکن میں تو برعکس تمہارے اور طرح کے نظارے بھی دیکھتا ہوں۔ پیشہ والے ہم پیشوں کے دشمن۔ ہمقوم ہمقوموں کے حاسد۔ اہلکار اہلکاروں کے حریف! جس دُنیا کو دین سے تم بہتر بتا رہے ہو۔ اُسے دیکھو اور تب مجھ سے کہو۔"

نندو بھائی بولے۔ "میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ دُنیا بالکل ہی اچھی ہے میں مقابلہ اور مشابہت کے نسبتی پہلو کے مقابلہ سے دین سے دُنیا کو اچھا کہہ رہا ہوں۔ دیکھئے دین کے نام پر کتنی لڑائیاں۔ خوں ریزیاں قتل جلل۔ اور کُشت خون ہوئے۔ ایک مذہب والا دوسرے پر چڑھ دوڑا۔ مُلک کے مُلک برباد کر دیئے۔ کروڑوں معصوموں کے گلے کٹوا ڈالے۔ مسلمانوں کو دیکھئے۔ ان کی مذہبی تواریخ کے صفحے صرف خون کے

دھبّوں ہی سے داغدار نہیں ہیں۔ بلکہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک خونیں ہیں۔ عیسائیوں کو دیکھیئے۔ ان کے یہاں کیسے کیسے فساد ہوئے اور مزہ یہ کہ مخالف طریقوں کو کون کہے۔ شیعہ سُنّی کے خون کا پیاسا۔ سُنّی شیعوں کی بربادی کا حامی بنا ہُوا ہے۔ رومن کیتھولک والے مسیحیوں نے پروٹسٹنٹوں کو ناکردہ گناہ آگ میں جلا دیا۔ کیتھولک والوں سے اُن سے اور بھی بدلہ لیا۔ یہ آپس ہی میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اوروں کا تو کہنا ہی کیا ہے!"

دیال ہنسا۔ "اور دُنیا کی کیفیت ہے؟ تجارت کے نام پر کشت و خون! سلطنت کے نام پر جدل و قتل! علمی مشاغل کے سلسلہ میں لہو کے دریا بہتے ہیں۔ ایک دوسری کی روٹی چھین کر کھا جاتا ہے دوسروں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ابھی حال میں جو جرمنی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے۔ اُس میں کروڑوں آدمی تلف کر دیئے گئے۔ پلّہ کس کا بھاری ہے؟ دین کا یا دُنیا کا؟"

نندو بھائی بولے۔ "سچ ہے۔ پھر دین اور دُنیا دونوں ہی قابل ترک ہیں۔"

دیال مسکرایا۔ "دین اور دُنیا دونوں ہی قابل قبول ہیں۔"

نندو بھائی بولے۔ "آپ بے تکی نرالی ہانک لگاتے ہیں مسلمان صوفی کہتا ہے:-

گہہ چناں نماید و گاہے چنیں
جز پریشانی نہ باشد کار دیں

ترجمہ:- کبھی وہ ایسا کہتا ہے - کبھی ویسا بتاتا ہے
یہ دین کیوں سبز باغ اس طرح پر ہم کو دکھاتا ہے
پریشانی ہے دینداری سے - دینداری سے حیرانی
یہ دین کیا ہے پریشانی ہے حیرانی پشیمانی

دوسرا صوفی کہتا ہے :-

ما مسلماں کو ہنسے دلداریم
روح بُدنیا د دیں سئے آریم

ترجمہ:- دین و دُنیا کھو کے آئے کوچۂ دلدار میں
ہم تو ہیں مصروف دل سے تن سے عشق یار میں

دیال مُسکرایا:- اور تمہارا دیال کیا کہتا ہے

دین و دُنیا ایک ہیں دونوں کو یکساں جان لو
چشم وحدت بیں سے واحد دونوں ہی کو مان لو
کس کو پکڑو گے یہاں اور کس کو چھوڑو گے یہاں
آکے صحبت کر کے میری تم گورو کا گیان لو
ایک ہے سب ایک ہے اور ایک ہی میں ہے قرار
ایک کی یکتائی کے سودا کو دل میں ٹھان لو
مخمصہ میں پڑ کے تم سلنے راز کو سمجھا نہیں
اصلیت کو اپنی اب تو جان کر پہچان لو
دین اور دُنیا ہیں یکساں سوچو میری بات کو
مجھ سے یہ سرِّ خفی لو - نکتۂ عرفاں لو

نندو بھائی بولے :- "تعجب ہے۔ کہ آپ جیسا دانشمند انسان دین اور دُنیا کی حمایت کا اس طرح دم بھرے ! اور قدیم عقلا اور حکما کی ایوں کی اس قدر تذلیل کرے !"

دیال مُسکرایا :- "میں نہ کسی کی مذمت کرتا ہوں نہ کسی کی تعریف کرتا ہوں۔ تم دنیا کی حمایت اور دین کی مخالفت کرتے ہو۔ اس وجہ سے مجھے زبان کھولنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ کہ ویدانت کی نظر سے دین اور دُنیا دونوں کا مطالعہ کرو۔ تب حقیقت کی سمجھ آوے۔"

نندو بھائی بولے :- "اس کا طریقہ ؟"

دیال نے کہا :- "بیوہار"

نندو بھائی نے پوچھا۔ "بیوہار اور پرمارتھ دو ہیں یا ایک ہیں ؟"

دیال نے جواب دیا۔ "دو سمجھو تو دو ہیں۔ ایک سمجھو تو ایک ہیں۔ اور نہ سمجھو تو وہ نہ ایک ہیں نہ دو ہیں۔ ساری بات تمہاری سمجھ پر موقوف ہے۔"

بنگئی جیسی نظر ویسے نظارے ہوگئے ٭ ہم کو ان سے رازِ وحدت کے اشارے ہوگئے
آنکھ آتش میں بنی دُنیا ہوئی آتشکدہ ٭ کتنے انگاروں کے شعلے اور شرارے ہوگئے
آسماں میں آنکھ کھولی آسماں آیا نظر ٭ چاند سورج بن گئے لاکھوں ستارے ہوگئے
نرم دل نرمی کا باعث سخت دل ہر سخت سخت ٭ موم اسکو۔ اس کو سب پتھر کرارے ہوگئے
جیسی درشٹی ویسی سرشٹی کہتے ہیں دانا رشی ٭ ہندو کے ہیں وید مسلم کے سپارے ہوگئے

نندو بھائی بولے :- "خیر! اب آپ بیوہار اور پرمارتھ کی تشریح کیجئے۔ تاکہ

یہ معمہ بغیر مزید بحث کے آسانی سے حل ہو جائے۔"
دیال مسکرایا۔ "یہی بات تم نے پہلے کیوں نہیں پوچھی۔ ناحق ہم دونوں کے وقت کا نقصان ہوا۔ اب سنو:۔
بیوہار سنسکرت مادہ 'وی' (علیحدگی) او (نفاق) اور ہری (دور کرنا) نفاق کے عیب کو دور کرنا بیوہار کے لغوی معنے ہیں۔
مجازی معنے بے شمار ہیں۔ مثلاً (۱) عدالتوں کا ضابطہ (۲) عدالت کا انصاف (۳) پیشہ (۴) کاروبار (۵) ثابت قدمی (۶) تہذیب (۷) دھرم اور ضابطہ کی پابندی (۸) معاہدہ (۹) علم ریاضی کے نتیجے وغیرہ وغیرہ:
اس ایک بیوہار میں یہ تمام باتیں شامل ہیں:
اب پرمارتھ کی بابت سنو:۔
پرمارتھ سنسکرت کے مادہ پرم (بڑا) اور ارتھ (مقصد یا مطلب) سے نکلا ہے۔ لغوی معنے ہیں جو سب سے بڑا مقصد ہو۔ وہ پرمارتھ ہے
اب اس کے مجازی معنے سنو۔ جو کئی ایک ہیں۔ مثلاً (۱) سچائی (۲) قابلیت (۳) روحانی گیان (۴) کوئی بہتر مقصد (۵) بہترین سمجھ (۶) بہترین دولت وغیرہ وغیرہ:
اس ایک پرمارتھ کے لفظ میں یہ تمام باتیں شامل ہیں
بیوہار کو عام طور پر طرز تمدن۔ طرز معاشرت۔ زندگی بسر کرنے کا طریقہ اور دنیا کے تمام کاروبار خواہ وہ عدالتی مجلسی۔ رسمی۔ رواجی کچھ ہی ہوں کہے جاتے ہیں:
پرمارتھ کو عام طور پر مذہبی مقصد۔ مذہبی مراد۔ مکتی۔ پرلوک یا دھن

گیان - کرم - بھگتی - یوگ - جگتی - جتن سب کچھ کہا جاتا ہے -
ان دونوں لفظوں کے لغوی مادّوں کی اندر اُن کی اصلیت کا علم چھپا ہوا ہے - جن پر کمتر آدمی غور کرتے ہیں - میں پھر دوبارہ تم کو عوام کی نظر سے ان لفظوں کو سمجھا دیتا ہوں -
دُنیا کا کام بیوہار ہے - دھرم کا کام پرمارتھ ہے -
ان دونوں لفظوں سے اب ہمیشہ یہی مُراد لی جاتی ہے - مُراد سمجھا دی گئی - اب اور سوال کروگے - تو میں جواب دُونگا *

دُوسری کلا

بیوہار اور پرمارتھ

نندو بھائی بولے - "بیوہار اور پرمارتھ دونوں کی تشریح آپ نے خوب کر دی - لیکن اب تک وہ مجھ جیسے نادان آدمی کی سمجھ میں نہیں آیا - دو مختلف صورتیں ہیں - دو مختلف کیفیتیں ہیں - دو مختلف نام ہیں - دو مختلف حالتیں ہیں - اختلاف کے ہوتے ہوئے وہ کس طرح ایک ہو سکتے ہیں - اسی کو ذہن نشین کرائیے - "
دیال ہنسا -

رنگ اب لائی گلہری رنگ سے رنگین ہوئی * بستر مہندی جب پسی تب اُن سے خونین ہوئی
کون سمجھو راز وحدت جب نہیں دل کو قرار * صاف جب دل ہو رہا تب عقل عقل آگین ہوئی
ساغر جم سے کہاں سیری ہو دریا نوش کو * پی کے بیٹھے ہفت قلزم جاگے اب تسکین ہوئی
دو بنا ہے دو میں کھٹا پٹا دو میں آہی ہو مدام * احدیت آئی دُوہی وحدانیت آئین ہوئی

مجھ سے اگرچہ پڑھے ویدانت سمجھا دوں اُسے ۔ ذات ہی سے میرے اس کی تو ہو تمیز بھائی
غور سے سُنو ۔ دوبارہ سُنو ۔ سہ بارہ سُنو ۔ بار بار سُنو تب جا کر بات سمجھ میں
آئیگی ۔ دو کو تین بنالو ۔ تثلیث آ جائے ۔ تین ترپٹی کے بنائے بغیر ویدانت
کی سمجھ نہیں آتی ۔ ایسا کرنا ابتدائی منزل میں لازمی ہے ۔ سمندر ہوا ۔ تو
کشتی بناؤ ۔ پانی میں تیرنا سیکھو ۔ اور سمندر کے پار آ جاؤ ۔ سمندر کشتی اور
سمندر پار تین حالتیں ہو گئیں ۔ اب تم جس طرح جس مذہب جس طریق
سے اصلیت کو سمجھنا چاہو ۔ سوچ سمجھ کر سمجھ سکو گے ۔ اور میں تم کو چٹکی
بجاتے ہوئے سمجھا دونگا ۔ ذرا میری صحبت کا تو کچھ دن مزہ لو ۔ کیا مشکل
بات ہے ۔ اگر محنت کی خواہش ہوئی ۔ تو خوب ہاتھ پاؤں مارو ۔ خواہش
کے پوری ہو لینے پر خود بخود اصلیت تک پہنچ جاؤ گے ۔ بغیر اس کے خواہش
کی جڑ کیسے کٹیگی ۔ جب کسی خیال کو دل دیا ۔ تو خیال کو عملی جامہ پہنا دو
اور عملی جامہ پہننے پر یہ آپ حقیقت کو سمجھا دیگا ۔ عملی جامہ پہنانا بیوہار
ہے ۔ عمل کا کوئی مقصد ہوتا ہے ۔ اور وہ مقصد پرمارتھ ہے ۔ تین باتیں
ہوئیں ۔ سُنتے چلو :-

(۱) علم (۲) عمل (۳) مقصد
(۱) چت (۲) ست (۳) آنند
(۱) عقل (۲) ہستی (۳) سرور

(۱) مَن (۲) ذرہ (۳) برہمہ یعنی (۱) ذرہ + (۲) مَن = (۳) برہمہ کے
(۱) مَن (۲) ات (۳) آتما یعنی (۱) ات + (۲) مَن = (۳) آتما کے

یہ تین ترپٹی کہلاتی ہیں ۔ ان میں سے تینوں ہی کو سمجھنا ہے ۔ بغیر تینوں

کے سمجھے ہوئے ویدانت کبھی سمجھ میں نہ آئیگا۔ ویدانت کا راز ترپٹی یعنی تثلیث کے اندر ہے۔ بیوہار اور پرمارتھ اور گیان تینوں پہلے ساتھ ساتھ کچھ دنوں چلیں۔ تب حقیقت کا پردہ اُٹھے۔ اس وقت کھلی ہوئی برہنہ عقل کی آنکھوں سے اُسے صاف صاف دیکھ لوگے۔ تب تسلی ہوگی۔ یوں باتیں بنانے سے کچھ نہ ہوگا۔"

نندو بھائی بولے۔ "لو۔ کہاں وحدت تھی کہاں تثلیث آگیا۔ لیکن آپ کی ہر بات سے نئے نئے نکتے سمجھنے کے ملتے ہیں۔ میں تو اسی تثلیث کے جھگڑوں سے گھبراتا تھا۔ اور مذاہب کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ اب معلوم ہوا۔ کہ حقیقت کے سمجھنے کے لئے یہ بھی ضروری چیز ہے۔ کیا اسی نظر سے مذاہب میں تثلیثی مدات قائم کئے گئے ہیں؟"

دیال نے کہا۔ "اور نہیں تو کیوں؟ بغیر اس کے ابتدا میں سمجھ بوجھ کیسے آئیگی! کوئی چاہے سمجھے یا نہ سمجھے۔ لیکن تثلیث سب میں عام ہے۔ اس سے کسی کو بچاؤ نہیں ہے۔ سنو:۔

(الف) ہندوؤں کی ویدک تثلیث (۱) ایشور (۲) جیو (۳) پرکرتی
(ب) ہندوؤں کی پورانک تثلیث (۱) برہما۔ (۲) وشنو (۳) مہیش
(ج) ہندوؤں کی پراکرتک تثلیث (۱) ست (۲) رج (۳) تم
(د) ہندوؤں کی پراکرتک سرشٹیک تثلیث (۱) سرشٹی (۲) استھتی (۳) پرلے
(ہ) ہندو بودھوں کی تری رتن یا مذہبی تثلیث (۱) بدھ (۲) دھرم (۳) سنگھ
(و) ہندو جینیوں کی مذہبی تثلیث (۱) دیو (۲) شاستر (۳) گورو
(ز) ہندو سنت مت والوں کی تثلیث (۱) ستگورو (۲) ستنام (۳) ست سنگ

(۶) قدیم مصر والوں کی مذہبی تثلیث (۱) اوسیرس (۲) آیسیس (۳) ہورس
(۷) عیسائیوں کی مذہبی تثلیث (۱) خدا باپ (۲) خدا بیٹا (۳) خدا روح القدس
(۸) مسلمانوں کی مذہبی تثلیث (۱) محمد (۲) الا اللہ (۳) لا الٰہ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ)

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

غرضیکہ تثلیث سے خالی کوئی بھی نہیں ہے۔ چاہے کوئی سمجھے یا نہ سمجھے مانے یا نہ مانے۔ بغیر اس کے کسی کا کام نہیں چلتا اور رستو۔

(۹) زندگی کی تثلیث (۱) پیدائش (۲) موت (۳) استحکام یا قیام
(۱۰) روزانہ زندگی کی تثلیث (۱) جاگرت (۲) سپن (۳) سوشپتی
(۱۱) جسمانی تثلیث (۱) جسم (۲) دل (۳) روح
(۱۲) تنفسانی تثلیث (۱) سانس کا آنا۔ (۲) سانس کا جانا (۳) سانس کا رُکنا
(ریچک پورک کمبھک)
(۱۳) علمی تثلیث (۱) علم (۲) عالم (۳) معلوم
(۱۴) عقلی تثلیث (۱) عقل (۲) عاقل (۳) معقول
(۱۵) لذاتی تثلیث (۱) اندری (۲) اندری وشے (۳) اندری بھوگ
(۱۶) دُکھوں کی تثلیث (۱) ادھی بھوتک (۲) ادھی دیوک (۳) ادھیاتمک

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

جب یہ تثلیث ہوتی ہے۔ تب ہی بیوہار بنتا ہے۔ اور جب یہ تثلیث ہوتی ہے تب ہی پرمارتھ بنتا ہے۔ اس کے بغیر کیا کوئی سوچیگا۔ کیا نہ سوچیگا۔

(۱۷) ویدانت کی تعلیمی تثلیث (۱) شرون (۲) منن (۳) ندھیاسن
(۱۸) ست سنگ کی عملی تثلیث (۱) ویراگ (۲) ابھیاس (۳) ساکشاتکار

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

اس تثلیث کو ذہن میں رکھ کر تب بیوہار پرمارتھ وغیرہ کی بات چیت کرو۔ اور میں تم کو سمجھاتا چلوں۔ یہ ابتدائی تعلیم ضرور ہے۔ لیکن اس کے سلسلہ میں بھی وہی تثلیث شامل ہے

(۱۹) (۱) ابتدا (۲) وسط (۳) انتہا

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

تیسری کلا

بیوہار اور پرمارتھ (مسلسل)

نندو بھائی بولے۔ "تثلیث کی اہمیت ذہن نشین ہو گئی۔ اب اور آگے بڑھئے۔ بیوہار اور پرمارتھ میں یکسانیت کیسے ہے؟ جو ہم کو آپ سمجھانا چاہتے ہو۔ اور وہ مختلف کس طرح پر ہیں؟

دیال نے کہا۔ "یہاں بھی وہی تثلیثی مدات موجود ہیں :-

(۱) بیوہار (طرز عمل) (۲) بیوہار یا طرز عمل کی پیروی (۳) پرمارتھ (اصلی مقصد)

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

جب تک یہ نہ ہوں کام کیسے چلیگا۔

پرمارتھ اعلیٰ مقصد ہے۔ مقصد معراج۔ آدرش اور انست ہے۔ یہ مقصد کیا ہے؟ اس پر غور کرو۔ میں تم کو زیادہ لفظی جھگڑوں میں پھنسانا نہیں چاہتا۔ ایک ہی بات پر اکتفا کرتا ہوں۔ یہ مقصد صرف آنند اور خوشی

ہے۔ غور کر دیکھو۔ انسان چاہتا کیا ہے؟ اور تمہارا دل خود بخود تم کو جواب دیگا۔ کہ سوا خوشی کے اور کسی شئے کی آرزو انسان کے دل میں نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے ہے

عدم سو جانب ہستی خوشی کی دھن میں ہم آئے ٭ خوشی مطلوب ہے ہم کو خوشی کی آرزو لائے
عدم میں بیخبر تھے۔ جامۂ ہستی پہن بیٹھے ٭ تلاشِ شادمانی کے طریقے کام میں لائے
کسی کو چاہ دولت کی کوئی ہے علم کا مائل ٭ کوئی ہے حسن کا شائق۔ کوئی کچھ اور شے چاہئے
یہ سب ناداں ہوئے ان کو خبر کب ہے حقیقت کی ٭ خوشی ہے ذات میں اس کی سمجھ کیسے کوئی پائے
کہیں مذہب کا جھگڑا ہے کہیں ملت کا سودا ہے ٭ یہ سب بھونے ہوئے پھرتے ہیں بھٹکے اور بھرمائے
نندو بھائی! سوچو۔ تب کام بنے۔ خدا انسان کا منزل مقصود نہیں ہے۔ خدا کی پرستش کسی خاص غرض کے لئے کی جاتی ہے۔ علم اور عقل انسان کے منزل مقصود نہیں ہیں۔ ان کی پیروی کسی اور ہی دھن کے لئے ہے۔ دنیاوی ساز و سامان۔ آل اولاد۔ حکومت عزت منزل مقصود نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ تعلقات کسی خاص خیال سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور وہ کیا ہے؟ خوشی سکھ اور آنند یہ مرکز ہے۔ جس کے ارد گرد دل کے تمام جذبات چکر کھاتے رہتے ہیں۔ یہ اصل الاصول ہے۔ باقی سب فروعات ہیں۔ بھرم کی وجہ سے لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اصلیت کو نہیں جانتے۔ اور دنیا کے تمام کاروبار صرف اسی کے لئے کئے جاتے ہیں ٭

ممکن ہے تم کہو کہ یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے۔ ویدانت اس کی تعلیم نہیں دیتا۔ میں کہونگا۔ یہ میرا ہی ذاتی خیال نہیں ہے۔ بلکہ سب کا ذاتی خیال اور ویدانت اسی کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کرتا ہے۔ کلام ہے

"اتئییت دُکھ نورتی پرمانند پراپتی پُرشارتھ"

ترجمہ: "تمام دکھوں کا قطعی۔ کلی اور پورے طور پر خاتمہ اور بڑے سے بڑے (دوامی) سکھ کا حاصل کر لینا ہی پرشارتھ ہے۔"

یہ تو ہوا مقصد یا پرمارتھ اور بیوہار یا طرز عمل خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے حاصل کرنے۔ اس کے پانے اور اس پر قابض ہونے کا یقینی۔ شرطیہ اور لازمی طریقہ ہے۔ چاہے وہ دنیاوی طور پر عمل میں آوے۔ یا اور طرح پر! بات ایک ہے دو نہیں ہیں۔ تمام جتن اور سادھن۔ تمام عمل و شغل خواہ وہ کسی قسم کے کیوں نہ ہوں۔ صرف اسی مقصد کے لئے کئے جاتے ہیں۔ نادانوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ دنیا اور ہے اور دین اور ہے۔ دنیا سے سکھ نہیں ملتا۔ دین سے سکھ ملتا ہے" اور اس نظریے خیال نے دو مختلف شقیں اختیار کر لیں۔ لیکن تم ان دونوں کے اندر گھس کر دیکھو۔ دونوں کا زبردست مقصد کیا ہے؟ خوشی اور آنند۔ اچھا ہے! ان کو اپنی جیسی کرنے اور کر دیکھنے دو۔ تجربہ کی وسعت عقل کی فراخی اور دل کی صفائی کے مرحلوں سے گزرتے ہوئے آخر میں ان کو اسی جگہ آنا ہے۔ جہاں ویدانت لانا چاہتا ہے۔ راستے مختلف ہیں۔ اور منزل مقصود سب کا ایک ہے۔ دنیا عالم امکان ہے۔ اور جب وہ ایسی ہے تو پھر اس کے ممکنات کو روک کون سکتا ہے۔ ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو دنیاوی سکھ کو حقیر سمجھ کر دینی سکھ کی خوشخبری سناتی۔ اور مذاہب کا اہتمام ہوا۔ طرح طرح کی خیالی ایجادات اور اعتقادی اختراعات سے کام لیا گیا۔ لیکن سب کا انجام کیا ہوا؟

جیسی دُنیا دیں ہے ویسا دونوں یکساں ہو گئے ٭ کام دونوں سے نہ نکلا تب یہ حیراں ہو گئے
کوئی دُنیا میں پھنسا ۔ چھوڑا کسی نے جب اُسے ٭ ہاتھ کچھ آیا نہیں آخر پشیماں ہو گئے
وہم ہی سے ہے خدا شیطان کا اس جا وجود ٭ کون کیا ہے ۔یہ نہ سمجھا اور ناداں ہو گئے
کہتا ہے ویدانت حق تم ہو حقیقت تم میں ہے ٭ سُن کے یہ اُس کی صدا دل میں پریشاں ہو گئے
درد سے ناداں ہیں غمگیں چپ ہوئے حاذق طبیب ٭ کیا کریں ان کے لئے آفت کے ساماں ہو گئے

یہ تو ہُوا مقصد! اور تم نے بیوہار کی لغوی تشریح سُن لی۔ پھر دوبارہ سُن لو جس طرز عمل سے " مخالفت ۔ مزاحمت ۔ غیریت اور نفاق نہ پیدا ہو۔ اُس کی پیروی کا نام بیوہار ہے ۔ اور اگر زندگی کے کاروبار اِس اصول کے موافق برتے جائیں ۔ تو وہ سچی خوشی کے حاصل کرنے کے یقینی ذریعے ہیں۔ اِس معنے میں دُنیا اور دین دونوں کے کام کا یکساں نتیجہ ہوتا ہے ۔ اور یہی بیوہار پرمارتھ بن جاتا ہے ۔ "

نندو بھائی بولے " لیکن اس کا امکان کیسے ہو! یہ دُنیا عالم اختلافات ہے۔ اختلافات سے مڈبھیڑ ہوئے بغیر کون رہ سکتا ہے "

دیال نے کہا " جیسے دنیا عالم کثرت ہے ۔اُسی طرح یہ دُنیا عالم وحدت بھی ہے ۔جب یہاں کثرت کا امکان ہے ۔ تو پھر وحدت کا امکان کیوں نہ ہوگا! اور اگر تم غور کے ساتھ اپنی طرف اور اپنے ہر چہار طرف گہری نظر ڈالو گے ۔ تو پھر تم کو کثرت میں ہر جگہ وحدت ہی وحدت کے نظارے نظر آنے لگیں گے ۔

اپنے جسم کو دیکھو ۔ لاکھوں اور کروڑوں ٹکڑے رکھتے ہوئے ایک ہے ۔
سمندر کو دیکھو ۔ ان گنت بوند وغیرہ رکھتے ہوئے ایک ہے ٭

جنگل کو دیکھو - بیشمار درخت رکھتے ہوئے ایک ہے ؟
اسی طرح آسمان زمین برہمانڈ سب کو ملی جُلی ہوئی نظر سے دیکھنے پر
تم ایک دیکھ سکتے ہو - وعلیٰ ہذا القیاس ؂
اور جس وقت اس طرح وحدت پسند آنکھ بن جائیگی - پھر سب کا سب
ایک ہی پرتیت ہونے لگیگا۔"

نند دبھائی بولے "تو یہ اصلیت تو نہیں ہوئی - صرف خیال کرنے کی
بات ہوئی ۔"

دیال ہنسا ۔" اور اصلیت کیا ہے ؟"

نند دبھائی بولے "اصلیت یہ ہے - کہ دُنیا عالم کثرت ہے - یہاں جو
کچھ ہے - بہتایت سے ہے - انیک ہے - اور انیک ہونے سے سب
آپس میں لڑا کرتے ہیں - اور ٹکر کھانے سے آپس میں فساد مچے رہتے ہیں"

دیال ہنسا ۔" اس نظر سے عالم کثرت بھی تو خیالی ہوا - جب چاہو اپنے
خیال کی مشاقی سے تم ایک واحد شے کو بے شمار ٹکڑوں میں منقسم کرکے دیکھ
سکتے ہو - اور اس مشاقی سے ایک ہی ہفتہ کے اندر یہ کیفیت ہو جائیگی - کہ
ایک ہی واحد شے کئی ہو کر نظر آنے لگ جائیگی - اور تم کو حیرانی ہوگی - کہ یہ
ہو کیا گیا! لیکن یہ تجربہ خطرناک ہے - آسمان پر چاند ایک ہے - کھاٹ پر لیٹے
ہوئے ایک انگلی آنکھ پر رکھ کر اسے دیکھو - تھوڑی دیر بعد وہ دو ہو جائیگا
تین بھی ہو جائیگا - اور متعدد بن جائیگا - پھر یہ کیفیت ہو جائیگی - کہ ایک ہی
ہفتہ کی مشاقی سے جب کبھی چاند پر نظر ڈالوگے - وہ ایک اکیلا واحد نہ نظر
آئیگا - اسے تم کرکے دیکھ سکتے ہو - لیکن اس عمل سے آنکھ خراب ہو جائیگی

کثرت میں بنجانے سے پھر اس کا علاج کرنا پڑیگا ؛

نظام قدرت میں ایک اور ایک دونوں کا اہتمام خیال ہی سے ہو گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے ویدانت اس جگت کو خیالی (کلپت) کہتا ہے۔ کیا جانے اور کون جانے کب سے اس کثرت بینی کا وہم دل پر مسلط ہو گیا ہے۔ اور ایک ہی واحد شے بیشمار صورتوں میں نظر آنے لگ گئی ہے۔ اور پریشانی باعث ہو رہی ہے۔ یہ دو دیکھنے کا مرض ہے۔ چشم احول کا علاج ہونا چاہئیے اور ویدانت ہی دنیا میں اس وہمی مرض کا یقینی علاج ہے۔ یہ مرض خیال کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ جیسے اور امراض خیال سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کا علاج بھی خیال ہی ہے۔ اگر کثرت کا خیال دل پر زور کے ساتھ مسلط اور حاوی ہو گیا ہے۔ تو ترکیب یہ ہے۔ کہ وحدت کے خیال کو دل دینے لگو۔ وحدت کی مشاق ہوسنے لگے۔ رفتہ رفتہ پھر وحدت ہی وحدت نظر آنے لگیگی۔ پھر اس وحدت کے تصور کو بھی خیال کی مدد سے میٹ دو۔ پھر نہ کہیں ایک ہے۔ نہ دو ہے۔ نہ سو ہزار ہیں۔ جو ہے وہ ہے۔ اور وہ ہستی مطلق ہے

ایک کہوں تو ہے نہیں دُوجا کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار

اگر تم اس وحدت بینی کو خیال کہتے ہو۔ جو صحیح ہے۔ تو اسی سے کثرت بینی کے خیال کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور اکائی سے دہائی سینکڑہ۔ ہزار بن گئے ہیں۔ خیال سے جب مرض پیدا ہوا ہے۔ تو وہ خیال ہی کی مدد سے رفع ہوگا بھی اس کے سوا اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ علاج یقینی ہے۔ جو کبھی خطا نہیں کرتا۔ صرف سمجھ کر اسے دل دینا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ

نہیں ہے۔ اس خیال یا خیالوں کے پرے ذات حقیقت ہے ٭
وہم سے وحدت کے وحدت کا خیال ٭ وہم سے کثرت کے کثرت کا خیال
وحدت اور کثرت ہیں سب وہم و خیال ٭ ان کے اندر ہوتے ہیں سب حال و قال
اصلیت دونوں کے رہتی ہے پرے ٭ تم پرے آجاؤ۔ تب ہوگے وہ رے
چشم احول میں ہے دو۔ واحد میں ایک ٭ دو سے بہتر ایک ہے۔ یہ ایک نیک
دو سے مٹ کر ایک جب تم ہو گئے ٭ پھینک دو پھر ایک کو بھی اب پرے
پھر نہیں ہے ایک اور دو کا خیال ٭ ذات ہے وہ ذات کا ہے وہ کمال
کر کے صحبت سوچو کچھ ویدانتا کو ٭ وہم کو دو میٹ یوں نربھرانت ہو
یہ عمل یہ علم ہے میرے رفیق ٭ سمجھوگے مرشد ملیگا جب شفیق
میں کوئی خلاف واقعہ یا جھوٹی بات نہیں کہتا ہوں۔ جس طرح سے
چاہو۔ تم میری باتوں کا امتحان کر سکتے ہو۔ اُسے عقل کی کسوٹی پر ہر وقت
کس کر دیکھ سکتے ہو۔ یہ کوئی چھپی چوری کی تعلیم نہیں ہے۔ جو خفیہ مجلسوں
کے راز دنیاز کے پردوں میں دی جاتی ہے۔ جس کا جی چاہے۔ ہر وقت
اور ہر طرح پر آزما سکتا ہے۔
بات میں کہتا ہوں سچی اور کھری ٭ سمجھو تب ہوگی تمہاری بہتری
وہم میں کثرت کے پڑ کر کھو گئے ٭ اور جنم کو اپنے آکر رو گئے
رونا دھونا چھوڑ کر باتیں سنو ٭ سوچو سمجھو غور سے ان کو گنو
وہم دنیا وہم عقبےٰ چھوڑ کر ٭ اپنی اصلیت کی لو مجھ سے خبر
اس خبر کو پا کے بن کر رازدار ٭ ذات کو سمجھو اگر ہو ہوشیار
یہ وحدت اور کثرت کی بابت کافی ہے۔ ٭

تم نے کہا ہے۔ کہ جب کثرت ہوگی۔ تو کثرت کی اشیا باہم ٹکراتی رہیں گی۔ اختلافات سے مڈبھیڑ ہوتا رہیگا۔ اور پریشانی نتیجہ ہوگی۔ طرزِ عمل یا بیوہار کی دُنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اِس سے انکار نہیں ہے۔ جہاں میں اور تو کا جھگڑا رہیگا۔ وہاں ایسی کیفیت اور کیفیتوں کا ہونا لازمی ہے ؟

لیکن اگر کچھ دیر کے لئے چشم وحدت بیں مل جائے۔ تو ان رگڑوں جھگڑوں کا کھٹکا آسانی سے مٹ جائے۔ جب تک وحدت بیں نگاہ نہ بن جائے۔ تب تک اس کا سمجھنا بھی مشکل ہے۔ اور سمجھانا بھی مشکل ہے ؟

اِس کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے بھی کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اپنے جسم کی وحدت۔ احدیت اور وحدانیت پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ جسم واحد شئے ہے۔ اِس سے تو تم کو انکار نہیں ہے۔ لیکن یہ کیسی واحد شئے ہے ؟ تم دیکھتے ہو۔ کہ اسی تمہارے ڈھائی گز جسم کے اندر کس قدر کثرت کے ساز و سامان بھرے پڑے ہیں۔ اس میں اندریاں ہیں اعضا ہیں۔ دِل و دماغ ہیں۔ خون ہڈی چربی سب کچھ ہے۔ معدنیات جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ کیڑے مکوڑے سب کچھ اس میں ہیں۔ اِس جسم میں ان گنت کوٹھڑیاں ہیں۔ جن سے اُس کا چھڑا بنا ہے رگ ریشے اس قدر کثرت کے ساتھ گتھے ہوئے ہیں۔ کہ جن کا حد وحساب نہیں ہے۔ گھر کے اندر گھر۔ کوٹھڑی کے اندر کوٹھڑی۔ اور ان گھروں اور کوٹھڑیوں کے اندر اس قدر بہتایت کے ساز و سامان بھرے پڑے ہیں۔ کہ جن کی گنتی نہ کبھی کسی سے ہو سکی۔ اور شاید کبھی نہ ہو سکیگی۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے مخالف اور ضد بھی ہیں اِس

کے اندر پانی ہے۔ اس کے اندر آگ ہے۔ اس کے اندر مٹی ہے۔ اور اس کے
اندر ہوا اور آکاش ہے۔ اس میں سونگھنے کی طاقت، سننے، چکھنے، بولنے
چھونے اور بول براز کرنے کی طاقتیں اور طاقتوں کے حواس موجود ہیں۔ یہ
سب کچھ ہیں۔ اور سب کچھ رکھتے ہوئے جسم ایک کا ایک ہی ہے۔ اور اس
ایک کی یکتائی کا کام دیکھو۔ سب آپس میں ملے جلے، گتھے اور ہم آہنگ ہوتے ہوئے
کس طرح جسمانی فرائض کو انجام دے رہے ہیں۔ آنکھ دیکھتی اور کان
سنتے ہیں۔ کیا ان میں تم جھگڑا ہوتے ہوئے دیکھتے ہو؟ کیا ان کو لڑتے
جھگڑتے پاتے ہو؟ کیا کبھی کسی کی آنکھ نے کسی کے کان سے نا اتفاقی
کی؟ کیا کبھی کے دانت کسی کی زبان کاٹتے ہیں؟ کیا کسی کے ہاتھ کبھی کے
پاؤں کو ایذا پہنچاتے ہیں؟ اگر تمہارے جسمانی کاروبار کا نظام اس جسمانی
واحدیت کی شکل سے اس طرح ہوتا ہے۔ تو پھر دنیا میں کیوں شر اور فساد
ہیں؟ کیوں یہ بھی باہم گر گتھے ہوئے اسی قسم کا بیوہار اور طرز عمل اختیار
نہیں کرتے؟ یہ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے۔ ویدانتی کہتے آئے۔ کہتے
گئے۔ اپنشد کہہ رہے ہیں۔ کہ "پنڈے سو برہمانڈے"۔ جو انسان کا
جسم ہے۔ وہی برہمانڈ بھی ہے۔ پنڈ اور برہمانڈ میں نام کے لئے بھی فرق
نہیں ہے۔ عالم صغیر عالم کبیر ہی کا نمونہ ہے۔ جو جیو ہے وہی برہم
ہے۔ انسانی جسم کائنات ہے۔ پھر جس طرح جسم کے اعضا میں ہم آہنگی
پائی جاتی۔ اور سوالنست ہے۔ وہی نظارہ تم کو برہمانڈ میں کیوں نظر نہیں
آتا؟ اگر دونوں ایک جیسے ہیں۔ تو ان کے کاروبار اور بیوہار کو بھی ویسا
ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ نظر نہیں آتا۔ اور تم شاکی ہو۔ کہ دنیا ماتمکدہ

بن گئی ہے - اختلافات نے سب کو پریشان کر رکھا ہے - اور صاف برہنہ آنکھوں سے بھی ایسا ہی نظر آ رہا ہے ۔

کیا یہ سب لوگ جھوٹے تھے؟ کیا اُن کا کلام سچائی سے خالی تھا؟ کیا انھوں نے تم کو دھوکا دیا؟

نہیں اس میں دھوکا دھڑی کی کوئی بات نہ تھی - نہ اب ہے - اور نہ آگے ہوگی - انسان وہمی ہو گیا ہے - وہم کے زیر اثر آ گیا ہے - یہ اس خرابی کا باعث ہے - پاگل اور دیوانہ آدمی اپنے ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتا ہے وہمی شخص اپنی چھاتی آپ کوٹتا رہتا ہے - ویسے ہی انسان مغائرت کے وہم میں آ کر ایسے ناکردنی کرم اور ایسے بداندیشی کے خیال سوچنے لگا اور نتیجہ نادانی ہوگئی ۔

ایک ہیں سب ایک ہیں سب ایک ہیں ۔ یہ نہیں ہرگز ہو لئے یہ نیک ہیں
ایک جوہر سے ہوئی سب کی نمو ۔ ایک ہی سی چاہیئے تھی ان کی خو
وہم نے کانوں میں ان کے کہہ دیا ۔ کان ہیں آنکھ اور ناک سے جدا
آ گیا پھر ان کے اندر اختلاف ۔ جھگڑے آپس کے بڑھے تب المضاف
آدمی کا آدمی دشمن ہوا ۔ غیریت کے مرض میں ہو مبتلا
ایک کو جب درد سب کو درد ہے ۔ ایک اگر ہے سرد پھر سب سرد ہے
جسم کا حصہ ہو کوئی بے قرار ۔ جسم کو تب خود ہی ہوگا انتشار

اسی مغائرت کے سلسلہ میں طرح طرح کے اہل الرائے اور فلسفی پیدا ہو گئے اور وہم نے طرح طرح کے خیالات کی صورتوں میں اپنا ظہور کیا - ایک بولا - دنیا کشمکش کی جگہ ہے - دوسرے نے کہا - زندگی

قائم رکھنے کے لئے ہاتھ پائی کرنا لازمی ہے۔ تیسرے نے رائے دی دوسرے کے منہ کی روٹی چھین کر کھا جاؤ۔ چوتھے نے زبان کھولی۔ ہمارا مذہب اچھا۔ دوسروں کا برا۔ پانچویں کو کہنے کی جرأت ہوئی۔ خدا ایک نہیں ہے اس کا رقیب شیطان موجود ہے۔ جو ہمارے طریق پر چلتے ہیں۔ خدا پرست ہیں اور جو ہمارے طریق پر نہیں چلتے وہ شیطان پرست ہیں اور یہ دنیا دیکھتے دیکھتے آتشکدہ بن گئی جس میں انسان لکڑی اور ایندھن بن کر جل رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے دنیا کو چھوڑو۔ یہ عذاب کا گھر ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ لنگوٹی لگاؤ۔ جنگل جنگل کی خاک چھانتے پھرو۔ اسی میں بھلائی ہے۔ کوئی کہے بھی تو کیا کہے! اور کیا کیا بات کہے! اور کس کس کی بات کہے!

دنیا کیا ہے! دوزخ کی حقیقی بہن! مرنے کے پیچھے دوزخ ہوتا ہوگا یا نہ ہوتا ہوگا۔ اس پر زبان کون کھولے۔ یہ دنیا ہی ان کے لئے دوزخ ہے۔

اس کا سبب کیا ہے؟ وہم۔ دھوکا۔ اگیان اور بھرم۔ ان کے سوا اور کچھ نہیں۔

نہ انہوں نے اصلی معنی میں بیوہار کو سمجھا اور نہ پرمارتھ کو۔ بیوہار وہ ہے جس کا مخالفت کئے ہوئے بغیر عمل ہو جس کی مثال جسمانی کاروبار کی صورت میں ابھی تمہارے ذہن نشین کرائی گئی۔ اور پرمارتھ کیا ہے؟ وحدت اور وحدانیت کا عمل شغل۔ یہ ان دو لفظوں کی تشریح ہے۔

چوتھی کلا

بیوہار اور پرمارتھ (مسلسل)

نندو بھائی بولے۔ "آپ کا کہنا برحق ہے۔ لیکن ہم کیسے اس بات کو یوں ہی بغیر سمجھے بُوجھے مان لیں۔ کہ بیوہار میں مخالفت نہیں ہوتی۔ جب قدم قدم پر اس کا سامان ہر جگہ موجود ہے۔ ایک بات تو یہ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا۔ جس کا دِل۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ اور اہنکار کے جذبات سے خالی ہو۔ اور جب دُنیا میں اور نیز انسان کے دِلوں کے اندر اس قسم کے ساز و سامان موجود ہیں۔ اور وہ فطرتاً موجود ہیں تو کیسے ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ان کے زیر اثر نہ آوے۔ اور اُس کی زندگی شانتی کی زندگی بن جائے؟"

دیال نے کہا۔ "میں تمہارے ان دونوں سوالوں کا جواب معقولیت کے ساتھ دے چکا۔ سمجھانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ لیکن تم نے اب تک اُسے نہیں سمجھا۔ جسم کی مثال کافی تھی۔ اگر اس سے تمہاری تسلّی نہیں ہوئی۔ تو پھر اس خارجی دُنیا کو ذرا گہری نگاہ سے دیکھو۔ کس قدر ہم آہنگی اور یکجہتی کے ساتھ اس کا کاروبار ہو رہا ہے۔ اس میں کیسی باقاعدگی ہے۔ سورج۔ چاند۔ تارے۔ زمین و آسمان۔ عالم عناصر۔ وغیرہ کی طرف نظر کرو۔ ان کے اندر ہم کو یکسانیت

نظر آتی ہے۔ یا نہیں؟ اگر ہے تو اس سے سبق سیکھو۔ اور اگر نہیں ہے۔ تو مجھ سے سوال کرو۔ میں تم کو جواب دُونگا۔"

نند بھائی بولے۔" اس سے میں انکار نہیں کر سکتا۔ کہ برہمانڈ کا کام باقاعدگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور جن جن طاقتوں کا آپ نے نام لیا ہے۔ اُن کے اندر بے چینی اور اضطراب کا وہم وگمان نہیں ہوتا۔"

دیال نے کہا "وہم وگمان کرنے والا صرف انسان کا دل ہے۔ کسی وجہ سے وہ وہم کے زیر اثر آگیا ہے۔ وہ پہلے سوچے کہ کیوں اُسے ایسا وہم ہو رہا ہے۔ اور اُسے تجربہ سے ذہن نشین ہو جائیگا کہ یہ صرف بھرم اور اگیان کی وجہ سے ہے۔ پھر وہ ویدانت کی مدد سے اس کا علاج کرائے۔ اگیان کی دوا صرف گیان ہے۔ اور جب اُسے تجربہ کی وسعت سے گیان ہو جائیگا۔ تو خود بخود وہ ویسا ہی شانت اور نربھرانت ہو رہیگا۔ جس طرح قدرت کی دوسری طاقتیں ہیں اور بے چینی جاتی رہیگی۔"

جب دُنیا کے دُنیاوی کاروبار باقاعدگی اور یک جہتی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اور جب انسانی جسم کے اندر وہی ہم آہنگی کا قانون رگ رگ اور ریشوں ریشوں میں سمایا ہُوا پرتیت ہو رہا ہے۔ تو اس سے ثابت ہے۔ کہ دونوں جگہ ایک ہی قانون کام کر رہا ہے۔ اب رہا یہ کہ بے چینی اور پریشانی انسان میں ہے۔ اور انسان کے اندر ہے۔ تو وہ اس کا پتہ لگالے۔ ویدانت کھلے اور صاف لفظوں

میں بغیر لگاؤ لپیٹ کے کہتا ہے۔ کہ دُکھوں کی جڑ اگیان میں ہے۔
اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد اب گیان کا حاصل کرنا لازمی ہوا یا نہیں
اور جب یہ لازمی ہے۔ تو پھر اس سے تعلق کیوں نہ پیدا کیا جائے"
نند و بھائی نے کہا۔ "اس سے تعلق پیدا کرنے کی ترکیب کیا
ہے؟"

دیال نے جواب دیا "بیوہار کی اصلاح۔ طرز عمل کی درستگی انسانی
زندگی کے کاروبار کی صلاحیت۔ یہ پہلی ترکیب ہے۔ اور دوسری
تدبیر پرمارتھ کی سمجھ ہے۔ جس کی مراد تمہیں سمجھا دی گئی ہے۔
اور وہ سوا خوشی کے اور کچھ نہیں ہے۔ اگر طرز عمل سے خوشی
نصیب ہوتی ہے۔ تب تو کہتے سننے کی مطلق ضرورت نہیں ہے
چشم ما روشن۔ دِل تو شاد۔ اور اگر یہ خوشی نہیں ملتی۔ تو سمجھ لو
کہ بیوہار میں خرابیاں ہونگی۔ اور وہ خرابیاں خوشی کے سدّ راہ
ہوتی ہیں۔"

نند و بھائی نے کہا "میرے سوال کے ایک جز یا حصہ پر توجہ
نہیں کی گئی۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جب انسان کا دِل اہنکار
کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ کا بھنڈار ہے۔ اور یہ جذبات سمندر کی لہروں
کی طرح اس میں اٹھتے رہتے ہیں۔ تو بیوہار یا زندگی کے طرز عمل کی
اصلاح کس طرح ممکن ہے؟ کیا ان کو مار دیا جائے۔ یا معدوم کیا جائے
جیسے تمام مذاہب ہدایت کرتے ہیں۔ یا اس کے سوا اور بھی کوئی
تدبیر ہے؟"

دیال بولا۔ اِس مضمون پر پہلے میں کسی وقت کے ست سنگ میں سمجھا چکا ہوں۔ جسے شاید عادتاً تم بھول گئے۔ خیر! میں اس مرتبہ اور طریقہ پر سمجھاتا ہوں:

کام۔ کرودھ۔ لوبھ وغیرہ کے مارنے کا مطلب صرف ان کے اصلاح کرنے کا ہے۔ قطعی طور پر ان کے زائل ہونے سے پھر انسانی زندگی کا امکان محال ہے۔ یہ قدرتی ستون ہیں۔ جن پر زندگی کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔ اگر یہ مر گئے۔ تو پھر زندہ کون رہا؟ اور وہ زندگی کس قسم کی ہوگی! جو لوگ بالکل ان کے زیر اثر رہتے ہیں۔ وہ اب تک حیوانیت کے طبقہ میں ہیں۔ زندگی کا رُخ ہمیشہ ترقی کی جانب ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

برہمہ = ورہ (بڑھنا) اور من (سوچنا)

انسان حیوانی طبقہ سے اوپنچے چڑھ جائے۔ یہ بڑھنا اور ترقی کرنا ہے اور دل دماغ کی تنقیہ کے ساتھ اُس میں تمیز کی طاقت پیدا ہو۔ یہ سوچنا ہے۔ برہم لفظ کے دو مادوں کا مطلب بڑھنا اور سوچنا ہے انسان اس قدر بڑھ جائے۔ کہ تمام برہمانڈ اُس کا اور وہ تمام برہمانڈ کا ہو جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ عقل اور دل دونوں مرکت میں آکر سوچنے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے قابل ہوں! ‎*

ان دونوں مرادوں کے ذہن نشین کرنے سے کام کرودھ وغیرہ

* ایکدم ویدانت میگزین کا پچھلا نمبر۔

جذبات کی خود بخود اصلاح ہونے لگتی ہے۔ اور ذکھ ادائی ہونے کے عوض یہ سکھدائی ہوتے ہیں۔ سکھ پرمارتھ ہے۔ اور بیوہار اُس کا سادھن ہے۔ اس طرح پر جب اصلاحیت کی حالت میں آ جاتے ہیں۔ تو بیوہار اور پرمارتھ دونوں شدھ ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک ان کی اصلاح نہیں ہوتی۔ تب تک اُن سے حیوانیت کا اظہار ہوتا رہیگا اور چونکہ انسان آخر انسان ہے۔ کبھی کبھی اُن سے نفرت ہوگی۔ نفرت یا رغبت دونوں ہی غیر ضروری ہیں۔ اگر نفرت ہوگی۔ تو کبھی نہ کبھی وہ نفرت رغبت کی صورت میں اظہار کرنے سے باز نہ رہ سکیگی۔ اور اگر رغبت ہے۔ تو زیادہ رغبت کسی وقت نفرت میں تبدیل ہوگی۔ اِس لئے انسان کو سم درشی بننے کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے دل میں یہہ جذبات رہتے ہیں۔ تو ان سے نقصان کیا ہوتا ہے؟ بلکہ وقت پر یہہ مفید ثابت ہو سکیں گے۔ فرض کرو کسی کے پاس چاقو ہے۔ چاقو کئی شکلوں میں مفید ہے۔ اور اُس سے کئی کام نکلتے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ چاقو کو ہاتھ سے پھینک دیا جائے۔ اگر وہ پھینکا گیا۔ تو اس سے فائدہ تو نہیں ہوا۔ اُلٹا نقصان بے شک ہو گیا! یہی ایک راز ہے۔ جس کے ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے۔ ہر شے کے خواص اُس کے ساتھ رہتے ہیں۔ جب تک وہ ہے۔ تب تک یہ بھی ہیں۔ آگ کا آگ پنا آگ کے ساتھ رہیگا۔ اگر آگ پنا نہ رہا۔ تو پھر آگ کیسی! اور آگ نہ رہی تو پھر آگ پنا کہاں رہا! یہ لازم بالملزوم ہیں! اسی طرح اگر دل ہے۔ تو دل کے ساتھ

دِلی جذبات بھی رہیں گے۔ یہ زائل کیسے ہونگے! انہیں زائل کر دیا۔ تو دِل بھی زائل ہو گیا ÷

کام کرودھ کا مارنا اُن کے بالکل میٹ دینے سے نہیں۔ بلکہ اصلاح کرنے سے ہے۔ اور اصلی اِصلاح دِل کی ہے۔ دِل کی تربیت ہو جائے پھر یہ خود بخود قابو میں رہیں گے۔ اور فساد مچانے سے باز آئیں گے"

نند و بھائی نے پوچھا "غصہ رکھتے ہوئے غصہ کا برتاؤ تو ضرور ہی ہوگا۔ اِس سے بچاؤ کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا "تم نے ابھی تک میری مُراد ذہن نشین نہیں کی۔ میں کہتا ہوں۔ کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ زندگی کی شان ہیں۔ ان کو بھدّے اور کثیف حالت میں نہ رکھو۔ لطیف بنا لو۔ اور مغلوب کر لو۔ اور یہ مفید ثابت ہوں گے مضر نہ رہیں گے۔ جیسے سونا کان میں پڑا ہوا کئی دھاتوں یا مٹی پتھر سے رلا ہوا بھدا بنا رہتا ہے۔ اسے نکال کر پاک صاف کر لیا۔ آگ میں تپایا۔ اب وہ سونا ہو گیا۔ کندن بن گیا۔ اور زیادہ چمکدار ہو گیا۔ اِسی طرح سے ان جذبات کی اصلاح کر لینے سے یہ زیادہ خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور زندگی کی جلالی اور جمالی شان کی صورت میں ان کا اظہار ہوتا ہے۔ اُس وقت یہ تکلیف دہ نہیں ہوتے۔ ان لفظوں کی کچھ اور صراحت سُنو :۔

اہنکار۔ ذات کی ذاتیت کا وصف ہے ÷

کام۔ ذات کی ذاتیت کے وصف کے اظہار کی حرکت ہے ÷

کرودھ ذات کی ذاتیت کے وصف کے اظہار کی صورت کی گرمی ہے

ہو۔ ذات کی ذاتیت کے وصف کے اظہار کی صورت کی نرمی وغیرہ کی طرف سے بے پروائی ہے ۔

یہ لطیف ہو جانے پر اس طرح بن جاتے ہیں۔ یہ ذات کے انگ سنگ رہیں۔ ان سے نقصان کیا ہوتا ہے !"

نندو بھائی بولے ۔" اگر نقصان نہیں ہے۔ تو فائدہ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ فائدہ اور نقصان ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ دونوں نسبتی کیفیتیں ہیں ۔"

دیال نے کہا۔" سچ ہے۔ قدرتی طور پر ذاتیت کے قدرتی اظہار میں یہ مددگار رہتے ہیں۔ بس اتنا ہی ان کا مقصد ہے۔ ذات ہستی ہے۔ اور یہ اس ذات کی ہستی کے سامان ہیں ۔"

نندو بھائی بولے۔" آپ سمجھانے کو تو خوب سمجھا رہے ہیں۔ دل اُسے قبول کر رہا ہے۔ لیکن بات میری سمجھ میں پھر بھی نہیں آ رہی ہے ۔"

دیال نے کہا۔" تب اسے مثال سے سمجھو۔ مثال سمجھانے میں کسی حد تک یقینی طور پر مددگار رہتا ہے۔

"کسی جگہ دو آدمی تھے۔ دونو دوست تھے۔ ایک نے کہا۔" دنیا میں سادھو نہیں ہیں" دوسرا بولا " دنیا میں سادھو ہیں۔ ورنہ سادھو کا لفظ استعمال میں نہ آتا۔ سادھو کہتے ہیں سادھن کرنے والے کو جس نے سادھن یا عمل و شغل کرکے اپنی زندگی کو خوشگوار بنا لیا ہے وہ سادھو ہے۔ جس کے دلی جذبات اُس کے قبضہ میں ہیں۔ وہ سادھو ہے۔ جو دل کے غضبناک غلبات کے زیر اثر نہیں آتا۔ وہ سادھو ہے۔ سنسکرت زبان میں سادھو لفظ کے بے شمار معنے ہیں۔ مثلاً (۱)

خوشی دینے والا (۱) خوبصورت (۲) نیک (۳) دھرماتما (۵) نیک نسل (۶) سچا (۷) مناسب (۸) موزوں (۹) بڑا (۱۰) مُنی (۱۱) سنت (۱۲) صاحبدل وغیرہ وغیرہ۔

اس کا سنسکرت مادہ 'سادھ' (کامیاب یا مکمل ہونا) ہے۔ اس قسم کے انسان دُنیا میں موجود ہیں" مخالف نے جواب دیا۔ ایسے لوگوں سے دُنیا خالی ہے۔" دوسرے نے کہا۔ "تمہارا کہنا غلط ہے اگر دُنیا ایسے لوگوں سے خالی ہوتی۔ تو سادھو لفظ کا نام و نشان نہ ہوتا دونوں میں دیر تک بحث ہوتی رہی۔ آخر میں یہ رائے ہوئی کہ چل کر اُن لوگوں کا امتحان لینا چاہیئے۔ جو عام طور پر سادھو ہیں۔ صبح کا وقت اور سردی کا مہینہ تھا۔ دونوں اُٹھے۔ پاس پاس ذرا ذرا فاصلہ پر دو فقیروں کے جھونپڑے تھے۔ یہ ایک جھونپڑے میں پہنچے۔ فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے آدمی نے کہا۔" بابا! آگ دو" وہ فقیر بولا۔" آگ نہیں ہے۔" پہلے آدمی نے کہا۔ "آگ تو ہے۔ دھواں کی بُو آرہی ہے۔ تم جھوٹ کہتے ہو۔" فقیر کو بُرا لگا۔ بولا۔" چلے جاؤ۔ یہاں آگ واگ نہیں ہے۔" اس نے کہا۔" اب آگ چیتنے لگی۔ کیسے کہوں کہ نہیں ہے۔" سادھو کو غصّہ آیا۔ چمٹا لے کر ان کے پیچھے دوڑا۔" آگ مانگنے آتے ہیں۔ جاتے ہو یا ابھی تمہاری خبر لونگا۔" یہ دونوں کہتے ہوئے بھاگے۔" آگ بھڑک گئی۔ شعلے نکلنے لگے۔ اور وہ تن بدن کو جلا رہی ہے۔"

یہ بھاگ آئے۔ اور پہلے آدمی نے پھر دوسرے سے کہا۔" دیکھا! یہ کبھی بڑھنگی فقیر سادھو نہیں ہے۔" دوسرے نے جواب دیا۔" ہاں

یہ سادھو نہیں ہے۔ لیکن چلو۔ دُوسرے جھونپڑے کے فقیر کو بھی آزمائیں۔" یہ سوچ کر وہاں آئے۔ فقیر کے پاس پہنچے۔ آگ کی درخواست کی۔ اُس کے پاس سچ مچ آگ نہیں تھی۔ اُس نے جواب دیا۔ "آگ نہیں ہے" ایک نے کہا۔ "آگ ہے۔ اُس کی بُو آ رہی ہے" فقیر بولا۔ "تم نے غلط نتیجہ نکالا۔ جب آگ نہیں ہے۔ تو بُو کہاں سے آئی" یہ تو چھیڑنے ہی کے لئے گئے تھے۔ بولے۔ "آگ ہے۔ ابھی تو بُو آ رہی ہے۔ دُھواں بھی نکلیگا۔ اور دم کے دم میں شعلے بھڑک اُٹھینگے" فقیر نے اب جاکر سمجھا کہ "آگ سے ان کی مراد کیا ہے!" بولا "آؤ بیٹھو۔ آگ ہے۔ مجھ سے غلطی ہُوئی۔ میں نے غلط فہمی کی۔ اور تم کو آگ دُونگا۔"

یہ بیٹھ گئے۔ اور اُس کے چھیڑنے کے لئے وقتاً فوقتاً طعنہ اور طنز کی باتیں کرنے لگے۔ فقیر ہنستا رہا۔ بولا۔ "آگ کے اگر ادھکاری ہو تو مجھ سے آگ لو۔ فضول باتوں سے باز آؤ۔" یہ تو کسی اور دُھن میں تھے۔ بولے۔ "دھواں نکلا۔ شعلے ظاہر ہونے لگے۔" فقیر مسکرایا "جب آگ ہے۔ تو اُس سے بُو۔ دُھواں اور شعلے کیوں نہ برآمد ہوں گے۔ یہ تو قدرتی خاصہ ہے۔ آگ میرے اندر ہے۔ میری زبان کی باتیں اُس کی بُو ہیں۔ میری مُسکراہٹ دھُواں ہے۔ میری آنکھیں اُس کے سُرخ انگارے ہیں۔ میں ہمہ تن آگ ہُوں۔ اگر آگ لینا منظور ہے۔ تو ذرا اطمینان کے ساتھ دو چار لمحے بیٹھو۔ صبر کرو۔ میں تم کو آگ دُونگا۔ اُس سے محروم نہ جاؤ گے۔"

انہوں نے کہا۔ "اگر آگ ہے۔ تو پھر دیتے کیوں نہیں! آپ کیوں بُلاتے ہو۔"

فقیر بنسا ۔

لینے والا چاہئے۔ دوں کس کو جو لیتا نہیں
یہ نہ کہنا بھُول کر دینے کو میں دیتا نہیں

"سُنو! آگ دو طرح کی ہے۔ ایک اندرُونی اور دوسری بیرُونی۔ اندرُونی آگ خوبصورتی کے ساتھ رہتی ہوئی ہم آہنگی کا تماشا دکھاتی رہتی ہے۔ اور بیرُونی آگ سب کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔"

"جسم آگ سے بھرا ہُوا ہے۔ ہاتھ پاؤں دل اور دماغ سب کے اندر آگ ہے۔ یہ اسی کی حرارت سے زندہ ہیں۔ اور کاروبار کرنے کے قابل ہو رہے ہیں۔ جب تک یہ آگ اس طرح پر ہے۔ جسم خوبصورت۔ عضو اور حواس خوبصورت ہیں۔ جب یہ بھڑک اُٹھتی ہے۔ سب کے سب جلنے لگ جاتے ہیں۔ اور بھسم ہو جاتے ہیں۔"

"دُنیا آگ سے بھری ہوئی ہے۔ پتھر میں آگ۔ لکڑی میں آگ۔ پانی میں آگ۔ غرضیکہ ہر شے میں آگ ہی آگ ہے۔ دو پتھروں کو ٹکراؤ۔ چنگاریاں جھڑنے لگیں گی۔ دو لکڑیوں کو رگڑو۔ شعلے پیدا ہو جائیں گے۔ پانی کو متھو۔ گرمی آ جائیگی۔ جب تک معمولی طور پر یہ آگ رہتی ہے۔ کسی کو اُس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ جب یہ رگڑوں جھگڑوں سے بھڑک اُٹھتی ہے۔ جنگل کے جنگل جل کر خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔"

(۱) یہ تن کوٹھی آگ کی - چُھوُ نہیں لاگی آگ
بھیتر رہے سو جل مرے - سادھو اُبرے بھاگ (۱)
(۲) یہ تن کوٹھی آگ کی - آگ آگ سب ٹھور
بھیتر رہے سو جل مرے - سادھو اُبرے دوڑ (۲)
(۳) یہ تن کوٹھی آگ کی - اگنی کُنڈ سم جان
بھیتر رہے سو جل مرے - سادھو بچے سو جان (۳)
(۴) یہ تن کوٹھی آگ کی - آگ بھرا سنسار
بھیتر رہے سو جل مرے - سادھو بچے وچار ۴
(۵) یہ تن کوٹھی آگ کی - انتر لاگی آگ
بھیتر رہے سو جل مرے - سادھو بچ گئے تیاگ ۵

(۶) آگ آگ میں بھید ہے - آگ آگ میں بھاو
سوئی آگ کو لیجئے - جیون کرے اُپاؤ (۶)
(۷) آگ آگ میں بھید ہے - اگنی بھید پہچان
اگیانی تو جل مرے - گیانی پایا گیان (۷)
(۸) آگ آگ میں بھید ہے - اگنی روپ سنسار
کرودھی جل بھن بھسم ہوں - سادھ کا ہو اُپکار (۸)
(۹) آگ آگ میں بھید ہے - پرکھ آگ کا روپ

بچ گئے × زندگی

(۹) جو نہیں پرکھے روپ کو۔ پڑے بھرم کے کوپ
(۱۰) آگ میں بھید ہے۔ شانت بھیانک بھاو
بھوت بھئے سنساری مرے۔ سادھ مُکتی پھل پاو (۱۰)

(۱۱) کرودھ اگنی تن میں پڑی۔ سُلگ رہی دن رات
بنا بچارے نہیں بنے۔ کرودھ کرے اُتپات (۱۱)
(۱۲) کرودھ اگنی تن میں پڑی۔ بچن دھُواں انگار
کڑوے بچن کے بول سے۔ بھسم بھیا سنسار (۱۲)
(۱۳) کرودھ اگنی تن میں پڑی۔ رکت ماس جر جائے
جنم جلا وہ نر سدا۔ جو من نہیں سمجھائے (۱۳)
(۱۴) کرودھ اگنی تن میں پڑی۔ بھڑک کے بار مبار
جو نہ بجھاوے اگنی کو۔ جرے بُدھی مَتی نار (۱۴)
(۱۵) کرودھ اگنی تن میں پڑی۔ بولے کڑوے بَین
تن من بُدھ شُدھ بھسم ہو۔ بھسم کان اور نَین (۱۵)"

سادھو نے اس قدر کہنے کے بعد خاموشی اختیار کی۔ دونوں آدمی اُس کے پاؤں پر گرے۔ معافی مانگی۔ اور اپنا حال کہہ سنایا کہ کس ارادہ سے وہ اُس کے پاس آئے تھے۔ دونوں نے اُس کی شاگردی اختیار کی۔ اور اُس مخالف رائے والے کو یقین آگیا کہ دُنیا میں سادھوؤں کا وجود موجود ہے۔

" اے نند بھائی! اِس قصہ کی مدد سے تم میری مراد کو سمجھ

سکتے ہو۔ کہ کام کرودھ کے رکھتے ہوئے انسان کس طرح اپنی زندگی کو خوشنما اور خوشگوار بنا سکتا ہے۔"

پانچویں کلا

جذبات اصلاح کی مثال

نندو بھائی بولے ۔" بھگون! مضمون تو سمجھ میں آگیا۔ لیکن یہہ اب تک سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ جذبات کی کس طرح اصلاح کیجائے؟"
دیال نے کہا:"اس کی سہل ترکیب دو ہیں۔ ایک ست سنگ دوسرے سادھن۔ اور تم جانتے ہو۔ تمہارے رادھا سوامی مت میں صرف انہیں دو باتوں پر زور دیا جاتا ہے۔ حضور معلیٰ مقدس نے ان کے اہتمام کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ آسانی سے ادھکاری انسان اپنی زندگی کی گھڑت کر سکے۔ ست سنگ ست کی صحبت ہے۔ ست حقیقت کو کہتے ہیں۔ حقیقت مجسم کا نام ست ہے۔ ایسے شخص کی صحبت زندگی گھڑنے کا یقینی ذریعہ ہے۔ صحبت میں کلام اور بچن کے ذریعے گیان بخشا جاتا ہے۔ ہر بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ تاکہ دل میں شک اور شبہ باقی نہ رہ جائے۔ اور سمجھ بوجھ لینے کے بعد پھر جو عمل و شغل کیا جاتا ہے۔ وہ سادھن کہلاتا ہے۔ ایک علم ہے۔ دوسرا عمل ہے۔ بغیر علم کے عمل اس قدر مفید

نہیں ہے۔ اور بغیر عمل کے علم ناکارہ اور بے سود ثابت ہوتا ہے۔ جو عمل میں نہ آوے۔ وہ علم کس کام کا! وہ خطرہ سے خالی نہیں رہتا۔ اور واچک گیانی بنا دیتا ہے۔ دو طرح کے گیانی دُنیا میں ہوتے ہیں۔ ایک واچک گیانی۔ جو صرف زبانی جمع خرچ میں پڑے رہتے ہیں۔ اور دوسرے لکش گیانی۔ جو لکش یا معراج خواہ آدرش کو اپنی خیالی نظر کے سامنے رکھ کر سادھن سے جی نہیں چُراتے۔ اور اپنے اِشٹ کا ساکشاتکار جلد کر لیتے ہیں۔ واچک گیانی کو یہہ حالت جلد نصیب نہیں ہوتی۔"

نند بھائی بولے۔" آپ دونوں ہی کو گیانی کہتے ہیں۔ حالانکہ رادھاسوامی مت واچک گیانیوں کی نندیا کرتا ہے۔ اور اُن کو وقعت نہیں دیتا۔ اگر یہ دونوں ہی گیانی ہیں، تو ان کے درمیان کیا فرق ہے؟"

دیال نے کہا۔" بار بار وہی سوال! خیر! سُنو۔ رادھاسوامی مت جس نظر سے واچک گیان کی مذمت کرتا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ لیکن میں نے عملی طور پر مذمت کا سبق حضور مہاراج سے نہیں سیکھا۔ اور نہ اُس کی کبھی ضرورت محسوس کی۔ مجھے ہمیشہ جیووں کے روشن پہلو دیکھنے کی ہدایت ہوتی ہے۔ اس لئے تاریک پہلو کی طرف کمتر نظر جاتی ہے۔ اپنے کام سے کام رکھنا ٹھیک ہے۔ دوسروں کی عیب بینی سے مجھے پرہیز رہتا ہے۔

میری نظر صرف اُن کے حُسن اور خوبیوں پر رہتی ہے۔ واچک گیانی کو زبانی علم ہوتا ہے۔ لکش گیانی کو عملی علم ہوتا ہے۔ علم دونوں کو

ہے - علم سے خالی دو میں سے ایک بھی نہیں ہے - اور یہہ
پُرا کیا ہے ! جس کو علم ہے - وہ کبھی نہ کبھی عمل کر کے اُسے
عین الیقین کے درجہ پر لائیگا - تجربہ کی وسعت اُسے اِس طرف
مجبورًا لائیگی - کیونکہ خیال کی جڑ مضبوط ہو گئی ہے - اور جو لکشں
گیانی ہے - وہ اگر واچ گیان سے خالی ہے - تو اُس کی بھی وُہی
کیفیت رہے گی - جو ابتدائی حالت میں واچک گیانی کی ہوتی ہے
بغیر سمجھے بُوجھے ہوئے وہ لکشں پر بہت دنوں تک قائم نہ رہ
سکیگا - بغیر واچ کے لکشں کیسا ؟ دونوں لازمی ہیں - اور دونو
لازم بالملزوم ہیں - علم اور عمل کے ساتھ ساتھ چلنے ہی سے اصلی
فائدہ ہوتا ہے - اِس لئے ست سنگ اور سادھن - خواہ
ابھیاس ویراگ دونوں ہی لازمی شرطیں ہیں - یہ تمہارے سوال کے
ایک حصہ کا جواب ہے :-

اب سوال کے دُوسرے حصّہ کا جواب سُنو :-

گیانی دونوں ہی ہیں - جس نے واچ (کلام) کو سمجھا - وہ بھی
گیانی ہے - اُسے علم الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا - جس نے لکشں (معراج)
کو سمجھا - وہ بھی گیانی ہے - اُسے حق الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا - لیکن
یہ دونوں بطور خود ابھی تک کافی نہیں ہیں - جب واچ لکشں یعنی
علم اور حق کی مدد سے عین الیقین کی حالت آ جائے - تب پھر اور
کوئی مرحلے طے کرنے کو باقی نہیں رہ جاتے - عین الیقین ذات
ہے ؛

علم الیقین اور حق الیقین دونوں کو سنسکرت زبان میں اپروکش گیان کہتے ہیں۔ اور عین الیقین کو پروکش گیان کا نام دیا جاتا ہے۔ جو معمولی خارجی اور ظاہری گیان ہو۔ وہ اپروکش یعنی آنکھ دل اور علم و عمل کا گیان ہے۔ جو غیر معمولی باطنی اور انتری گیان ہو۔ وہ پروکش یعنی آنکھ دل اور علم و عمل کے پرے کا گیان ہے۔ ان کو میں پہلے سمجھا چکا ہوں۔ اور پھر سمجھا دیتا ہوں۔ جو سمجھ میں آگیا۔ وہ اپروکش ہے۔ جس سمجھ کو لے کر ہم خود مجسم ہو گئے۔ وہ پروکش ہے۔ ان دونو کے درمیان اس قدر فرق ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "تو آپ کی نظر میں دونوں علمی اور عملی گیان غیر کافی ہیں؟"

دیال نے کہا۔ "بیشک۔ اس میں شک ہی کیا ہے۔ لیکن جب علم و عمل دونوں مل کر ایک ہو گئے۔ اور علم و عمل دونوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تب وہ گیان کافی اور اصلی گیان ہوگا۔"

نند و بھائی بولے۔ "اس میں راز کیا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "عمل اور سادھن صرف ذریعہ محض ہیں۔ وہ بطور خود مقصد نہیں ہیں۔ اسی طرح علم اور ظاہری گیان بھی ذریعہ محض ہیں۔ وہ بطور خود مقصد نہیں ہیں۔ مقصد ابھی دونوں سے دور ہے۔ جب وہ حاصل ہو جائیگا۔ تب علم اور عمل کی یا سادھن اور دیپار کی مطلق ضرورت نہیں رہیگی۔"

نندو بھائی بولے "اس کی ذرا اور وضاحت کر دیجئے۔"
دیال نے کہا۔

(۱) جاپ مرے اجپا مرے۔ انہد بھی مر جائے
سُرت سمانی شبد میں۔ تا ہی کال نہیں کھائے (۱)

~~~

(۲) سادھن کیا تو کیا ہوا۔ جب لگ بنا نہ سادھ
جب لگ سادھ نہ ہو کوئی۔ دیا لے تا ہی آپا دھ (۲)
(۳) گیان کتھا تو کیا ہوا۔ کچھ نہیں گیانی ہوئے
گیان روپ جو نہیں بنا۔ اگیانی ہے سوئے (۳)
(۴) پڑھ پڑھ کر سب مر گئے۔ پڑھ پڑھ ملا نہ گیان
کتھ کتھ کر سب تھک گئے۔ ہوئی تتو نہیں جان (۴)
(۵) کر کر سادھن موئے۔ جپ تپ یوگ وچار
سِدّھ ہو لئے تو کیا ہوئے۔ من میں رہا وکار (۵)
(۶) ست سنگت میں آئے کر۔ گورو مت لے پہچان
گیان اور سادھن سپھل کر۔ اپنے روپ کو جان (۶)
(۷) طوطا بولے رام جی۔ سُنی اور کی بات
بایا بلّی آ گئی۔ بات ہوئی اتپات (۷)
(۸) بھیڑ چال یہ جگت ہے۔ چلے بھیڑ کی چال
دھرم کرم اور مرم سب۔ ہو گئے مایا جال (۸)
(۹) بھگتی پریم کو جان کر۔ ہو بھگوت کا روپ
~~~

جو یہ رُوپ نہ لکھ پرے۔ سمجھ بھگتی بھو کوپ (۹)
(۱۰) آپ آپ کو جان لے۔ آپنے کو پہچان
آپ پرکھ آپنے پرکھ۔ پنچ آپا کو ٹھان (۱۰)
(۱۱) آپنے میں آپا رہے۔ بن آپا نہیں آپ
تب آپ کو جان لے۔ چھٹے بھرم کا پاپ (۱۱)
(۱۲) سہس کمل دل سہس ہے۔ ترکٹی میں ہے تین
شونیہ گیان میں دو رہیں۔ مہا شونیہ لَو لین (۱۲)
(۱۳) بھنور گپھا کی گپھا کے۔ پاسی پایا کال
برہمہ روپ کی گتی لکھے۔ سد بست پرش دیال (۱۳)
(۱۴) ستیہ لوک باسا کرے۔ الکھ اگم کے چال
رادھا سوامی پرکھ گتی۔ جیون بنے نہال (۱۴)

نند وچھا جی بولے۔ "بھگون! اب اس کی بابت کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن بیوہار کی نظر سے ایک بھرم ہے۔ اُسے دُور کر دیجئے۔ کہ کیسے کام کرودھ وغیرہ کا بیوہار ہو۔"

دیال نے کہا۔ "اس کا جواب میں دے چکا ہوں۔ خیر پھر سنو۔ "کسی گاؤں کے قریب ایک کالا ناگ رہا کرتا تھا۔ جو اکثر لوگوں کو کاٹ کھایا کرتا تھا۔ اور لوگ خوف سے اُس کے رہنے کے راستے کی طرف سے نہیں نکلتے تھے۔ اتفاق کی بات گاؤں میں ایک سادھو کا گذر ہوا۔ اور وہ سانپ کی سوراخ کی جانب چلا۔ گاؤں والوں نے سمجھایا۔ کہ "مہاراج! ادھر سے

نہ جانئیے۔ سانپ ڈس لیگا " سادھو بولا۔ "جس میں ڈسے جانے کا سنکار ہے۔ وہی ڈسا جاتا ہے۔ وہ خوف میں رہتا ہے۔ اور یہہ خوف کشش بن کر سانپ کو ڈرنیوالے کی طرف لاتا ہے۔ اور وہ اُسے کاٹ کھاتا ہے۔ مجھے خوف نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے مجھے سانپ نہ ڈسیگا۔" گاؤں والے چپ ہو رہے۔ سادھو نے اپنی راہ لی جب وہ مقام مخصوص پر پہنچا۔ سانپ عادتاً اُس کی آہٹ پا کر سوراخ سے نکلا۔ سادھو نے اُسے دیکھا۔ بولا۔ "شانت ہو رہ" اور سانپ شانت ہوگیا۔ تم اس پر شک نہ کرو۔ جس نے اپنے آپ کو فتح کرلیا ہے۔ وہ ہر بات پر قادر رہتا ہے۔ کمائی کئے ہوئے آدمی دُنیا میں بہت طاقتور ہوتے ہیں۔ اور اُن کی بات اثر سے خالی نہیں رہتی۔ سانپ چپ اور سادھو چلا گیا۔ گاؤں والے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور سانپ کی یہ حالت ہوگئی۔ کہ اُس دن سے اُس نے ڈسنے کی عادت ترک کر دی۔ پہلے لوگ پھر بھی اُس سے ڈرتے تھے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ وہ بالکل معصوم ہوگیا ہے سب کے دلوں سے خوف جاتا رہا۔ لوگ اُسے پچکارتے۔ سہلاتے۔ اور وہ کچھ نہ بولا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ کہ بچے اُس کی پھن کو پکڑ لیتے۔ اُس کے منہ میں ہاتھ ڈال دیتے۔ اور وہ غریب چپکا پڑا رہتا ایک دن کسی لکڑہارے کے پاس رسّی نہیں تھی۔ اُس نے سانپ کو معصوم سمجھ کر اُس سے لکڑیوں کا گٹھا باندھا۔ اور لکڑی بیچ کر سانپ کو چوراہے میں چھوڑ دیا۔ سانپ کا جسم کئی جگہ سے زخمی ہو

گیا۔ خون بہنے لگا۔ لیکن وہ بے دم پڑا رہا۔ اتفاق کی بات! اُس دن پھر وہی سادھو اُدھر سے گزرا۔ سانپ کی کیفیت دیکھی۔ پوچھا "یہ کیا ہوا؟" سانپ نے کہا۔ "یہ آپ کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور شانتی کی زندگی بسر کرنے کا پھل ہے۔" سادھو ہنسا۔ "نادان! شانت ہونے کی تعلیم تو میں نے تجھے ضرور دی تھی۔ لیکن یہ تو نہیں کہا تھا۔ کہ تو اپنے پھنکارنے کی فطرتی عادت کو چھوڑ دے نادان لوگ گورو مت کو نہیں سمجھتے۔ اور اپنی ان سمجھی سے اس طرح دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ خیر! جو ہونا تھا ہو گیا۔ تجھے بھی تجربہ حاصل ہوا۔" یہ کہا اور اپنا ہاتھ پھیر کر اُسے سوراخ کے قریب لاکر چھوڑ دیا۔ اور چلتا بنا۔ دوسرے دن حسب عادت سانپ کے پاس لوگ آئے۔ اُسے چھیڑنا چاہا۔ سانپ نے پھنکار ماری تو پھن اُٹھا۔ یہ جا وہ جا۔ لوگ خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پھر سانپ کو کسی نے تکلیف نہیں دی۔"

اے "نند بھائی"! فطرتی جذبات ہم کو اس طرح بیوہار کے لئے ملے ہیں۔ اگر اس طرح پر بیوہار کیا جائے۔ تو انسان نہ مصیبت کا شکار ہو۔ نہ دوسروں کو اس کی ذات سے تکلیف پہنچے۔

جسم کی کیوں ہے شکایت روح کا ہے گھر وہی
روح کیسے رہتی تب تو جسم کی حاجت ہوئی
ہم میں غصہ ہے یہ غصہ ہی جلالی شان ہے
رحم ہے ہم میں یہی اصلی جمالی شان ہے

چھوڑ دو۔ افراط کو تفریط کو تم دوستو
درمیانی راہ میں آجاؤ۔ اور میری سُنو
دِل نہ ہوتا کس طرح علم اور عمل کرتے بھلا
دِل ہے مخزن عقل کا اور دِل میں ہے فہم و ذکا
دِل کے شاکی کیوں ہو تم دِل میں خدا کا ہے گزر
سمجھو تو تم کو یقین ہو۔ ہے خدا کا دِل میں گھر
جسم و دِل عقل و ذکا سب ہے سُود یہ ہرگز نہیں
مصلحت ہے سب میں سب سے کام لو تم بالیقیں
جتنے جذبات دِل ہیں ان کی ہے کوئی مُراد
کام لینا سیکھو۔ اور ہر دم رہو دُنیا میں شاد "
نندو بھائی بولے۔ " بھگون! آپ کا شکریہ! آپ کی مہربانی سے اس رازِ سربستہ کے کھولنے کی کنجی ہاتھ آگئی۔ اور سادھو اور سانپ کی مثال سے صداقت کی صورت آپ کے ست سنگ میں نظر آگئی۔ حقیقت میں سادھوؤں کا وجود دُنیا میں غنیمت ہے"
دیال نے کہا۔

(۱) " سُکھ دیویں دُکھ کو ہریں۔ دُور کریں اپرادھ
کہیں کبیر وہ کب ملیں۔ پرم سنیہی سادھ (۱)
(۲) سادھ بڑے پرمارتھی۔ گھن جوں برسیں آئے
تپن بجھادیں اور کی۔ اپنا پارس لائے (۲)
(۳) نہیں سیتل ہے چندرماں۔ ہم نہیں سیتل ہوئے

(۴) کبیر سیتل سنت جن - پرم سنیہی ہوئے (۴)
(۴) جوں چال سنسار کی - توں سادھ کی ناہیہ
دیکھ چال کرنی کرے - سادھ کہو مت تاہ (۴)
(۵) سنگھوں کے لہنڈے نہیں - ہنسوں کی نہیں پانت
لعلوں کی نہیں بوریاں - سادھ نہ چلیں جمات (۵)
(جماعت) (جواہرات)

اِس مثال میں بیوہار کی اصلاح کے دو تین سبق تم کو دیئے گئے۔ ایک سادھو سنگ کی مہما۔ دوسرے کام کرودھ وغیرہ سے کام لینے کے ڈھنگ۔ تیسرے سادھو بننے کی ہدایت سادھو سے مُراد بھیکھ منگوں سے نہیں ہے۔ جو سادھن کرے وہ سادھو ہے۔ اور تم گرہستی میں رہ کر سادھو ہو سکتے ہو۔

پریم بھاؤ یک چاہیئے - بھیس انیک بنائے
چاہے گھر میں باس کر - چاہے بن میں جائے (کبیر صاحب)

چھٹی کلا

آتم سادھن اور آتم گیان

نساد بھائی بولے "بھگون! بیوہار دُنیاوی کاروبار ہے - اور پرمارتھ دینی تعلق ہے۔ آپ کی باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ بیوہار کی اگر اصلاح ہو۔ تو یہی بیوہار پرمارتھ ہو سکتا ہے۔ پرمارتھ کو آپ نے پرمانند کی پراپتی کا نام دیا ہے۔ مانا کہ دُنیاوی خوشی دائمی

نہیں ہو سکتی۔ لیکن بیوہار کی اصلاح سے زندگی کی خوشیوں سے خوش رہنے والا اس آنند کا آخر میں ادھکاری ثابت ہوگا۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ تو مذاہب کے قید و بند کی پھر کیا ضرورت ہے؟ بیوہار ہی کی پیروی کافی ہے۔"

دیال نے کہا۔" بات تو یہی سچی ہے۔ جو تم کہہ رہے ہو۔ اور یہہ پرمارتھ بھی بیوہار سے جدا چیز نہیں ہے۔ یہ بھی ایک طرح کا بیوہار ہی ہے۔ لیکن انسانی دل نے تجربات کی وسعت سے یہ نتیجہ نکالا کہ دنیا کے بیوہار خوشی کے حصول میں ناکافی ہوتے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر ایسے قاعدے اور ضابطے گھڑ لئے۔ جن کی پیروی کو پرمارتھ کا نام دیا گیا۔ آدمی دن بھر سنسار کے کام کاج کرے۔ اور صبح و شام ایشور پوجا کے لئے کچھ وقت نکال لے۔ یہ ان کا پرمارتھ بن گیا۔ یہ خیال اپنے طور پر صحیح ہے۔ اور ساتھ ہی غلط بھی ہے۔ اگر اس سے یا اس کی پابندی سے خوشی ملتی ہے۔ تب تو صحیح ہے۔ اور اگر نہیں ملتی۔ اور وہ صرف رسمی اور رواجی چیز ہے تو غلط ہے۔ اور وہ دھوکے کی طرف لے جائیگا۔ لیکن اس پر مطول بحث کرنا طوالت ہے۔ اس لئے میں تمہارے سمجھنے سمجھانے کی نیت سے صرف دو خاص باتوں کو خیالی نظر کے سامنے لاتا ہوں ہر مذہب کے ضابطوں کی تقسیم دو قسموں میں کی جا سکتی ہے ایک اصلی دوسری فروعی۔

رسم رواج۔ لوک ریت کل ریت۔ رسمی پوجا۔ روزہ نماز۔ اشنو

بھنڈارا۔ عرس۔ میلہ۔ کرم دھرم وغیرہ۔ سب فروعی ہیں۔ اِس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا۔ کہ یہ بالکل غیر ضروری ہیں۔ بہت سے آدمی ان سے کئی قسم کے فائدے حاصل کرتے ہوں کر سکتے ہیں۔ لیکن جن کی نظر اصلیت پر ہے۔ اُن کے واسطے ان کی پابندی لازمی شرط نہیں ہے۔ بلکہ اکثر فائدہ کے عوض یہ اُن کے لئے مُضر بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس بات کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ کہ یہ لوگ بھی خواہ مخواہ ان کے پابند رہیں۔ بہت اصلی مذہب پسند ان کی جانب توجہ تک نہیں کرتے۔ اور وہ حقیقی معنی میں با مذہب کہے جا سکتے ہیں ؎

ہر مذہب کی اصلی تعلیم میں دو باتیں ہیں۔ آتم گیان (خود شناسی) اور آتم سادھن (خود ضبطی)۔ آتم گیان کا مطلب آپ آپ کو آپ جاننا ہے۔ اور آتم سادھن کا مطلب آپ آپ کو آپ سادھنا ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا اصلی اور دوسرا اس کا معاون ہے۔ آتم سادھن دلی تربیت اور دل کو قابو میں رکھنا ہے۔ اور آتم گیان دلی تربیت کی مدد سے اپنے آپ کو پہچان لینا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو جسے ہم نے مذہب کی فروعی تعلیم کہی ہے۔ اُس میں بھی یہی اصول مدنظر رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے اندر اس قدر فضولیات اور خرافات کی بھرمار ہو گئی ہے۔ کہ اصلیت کا سمجھنا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ اور جن کو اُن سے تعلق ہے۔ وہ ہمارا

اِس قدر آپے سے کھو گئے ہیں۔ کہ اُن کے یہاں مذہب کا تعلق
صرف عقیدہ اور ایمان سے رہ گیا ہے۔ اور وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ
"مذہبی معاملہ میں عقل کا دخل نہیں ہے۔" اُس کا مقصد "صرف
لکیر پیٹنا ہے۔ یہ خیال دلوں پر زور کے ساتھ حاوی ہو رہا ہے
اور وہ اُس کے عامل بن گئے ہیں +

اصلیت پسند طبیعتیں اُن کے رسم و رواج کی طرف کمتر مائل
ہوتی ہیں +

ہم کو ایسے آدمیوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ قدرت میں جو جیسا ہے۔ اُس کی مادّی اور خیالی غذا بھی ویسی
ہی ہے۔ بھوسا کھانے والے بھوسا سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔
اور گیہوں کھانے والے گیہوں کی طرف نگاہ رکھتے ہیں۔ جہاں گیہوں
ہوگا۔ وہاں بھوسا بھی ہوگا۔ اور بغیر بھوسا کے گیہوں نہیں ہوتا۔
فروعات میں اصل ہے۔ اور اصل کے ساتھ فروعات لگے رہتے
ہیں۔ اس سے بچاؤ نہیں ہے۔ لیکن جو فروعات پسند ہیں۔ وہ
اصلیت پسندی سے دُور رہتے ہیں۔ اور ہم کو اس وقت صرف
اصلیت کی جانب نظر کرنا ہے۔ جسے ہم نے آتم گیان۔ اور
آتم سادھن کا نام دیا ہے۔ پرارتھ کے حاصل کرنے کے لئے یہ
لازمی شرطیں ہیں۔ لیکن ان کی بیوہار میں سخت ضرورت ہے۔ حضرت
صورتوں میں جداگانہ ہیں +

جس شخص میں اپنی سمجھ اور اپنے سمجھنے کی قابلیت نہیں ہے

اور ساتھ ہی وہ دلی جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ وہ بیوہار میں بھی اصلی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ محض لکیر پیٹنے سے بیوہار بھی نہیں بنتا۔ اور اس لئے آتم گیان اور آتم سادھن کی بیوہار اور پرمارتھ دونوں میں ضرورت ہے۔ اور اگر کہیں کوئی شخص ان دونوں کو ایک سمجھ لے۔ تب تو ان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ بیوہار اور پرمارتھ کو دو علیحدہ چیزیں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور اسی کے موافق عام آدمیوں کا طرز عمل بھی ہو رہا ہے۔

آتم سادھن کا طریقہ یوگ کہلاتا ہے۔ جو محدود المراد نہیں۔ بلکہ وسیع المراد ہے۔ اور اس کے ذیل میں کرم یوگ۔ گیان یوگ۔ بھگتی یوگ وغیرہ سب ہی آجاتے ہیں۔

یوگ سے مراد دل کے سفلی جذبات کی اصلاح اور حیوانی غلبات کی مغلوبیت مقصود ہے۔ انسان اور حیوان کے درمیان یہ فرق ہے کہ حیوان اپنی رغبت کی چیزوں کی جانب نہایت بے بسی کے ساتھ مائل ہوتا ہے۔ اور انسان بہ مقابلہ حیوان کے اپنی رغبت کی چیزوں کی طرف دلی طاقت کو ضبط کئے ہوئے جھکتا ہے۔ یہ ایک بدیہی اور سریحی فرق ہے۔ جو ہم کو انسان اور حیوان کے طرز عمل یا بیوہار میں نظر آتا ہے۔ کام دونوں کے یکساں ہیں۔ لیکن ایک میں نسبتاً ضبط کی طاقت کم ہے۔ دوسرے میں زیادہ ہے۔ مثلاً اگر گھوڑا گھوڑی کو دیکھ لے۔ تو شہوت کے زیر اثر وہ اپنے آپ سے جاتا رہتا ہے۔

اور معمولی انسان کی نظر اگر عورت پر پڑ جائے۔ تو گو ویسی اثر اس میں بھی آ جاتا ہے۔ لیکن وہ شرم۔ خوف۔ پس و پیش اور سوچ وچار میں پڑ کر سنبھلا ہوا رہتا ہے۔ اور موقعہ محل کا انتظار کرتا ہے۔ یہہ سفلی انسان کی کیفیت ہے۔ جو شکل و صورت کے لحاظ سے انسان تو ہے۔ لیکن حیوانیت کے طبقہ سے اُسے زیادہ تعلق ہے۔ اُس میں اور اِس میں تھوڑا فرق ہے۔ لیکن فرق ضرور ہے۔ اور یہ فرق صرف دلی جذبہ کے ضبط کرنے اور ضبط کر رکھنے کی وجہ سے ہے۔ چونکہ انسان کی کثیر تعداد سرشٹی کرم کے موافق حیوانوں ہی سے آئی ہے۔ ان کا ایسا ہونا لازمی ہے۔ اور ہونا بھی چاہیئے ؛

لیکن تمام انسان ایک طرح کے نہیں ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ کہ جن میں یہ جذبات بالکل معمولی ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ ان کے رکھتے ہوئے بھی اُن میں ان کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا ؛

پہلے قسم کے انسان سفلی۔ دوسرے قسم کے درمیانی۔ اور تیسرے قسم کے عُلوِی یعنی اونچے طبقہ کے ہیں ؛

ایسا کیوں ہے ؟ انسان انسان کے درمیان کیوں فرق نظر آتا ہے ؟ اس فرق کے بہاں اور سبب ہوں گے یا ہیں۔ اُن میں سے ایک خاص سبب یہ دل کے ضبط میں رکھنے کی طاقت بھی ہے۔ اور جس میں یہ طاقت جس درجہ کی ہوگی۔ اُس کے کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ اہنکار کے جذبات اُسی درجہ کے موافق دبے ہوئے ہوں گے۔ ہونے کو تو یہ سب میں ہیں۔ ان سے خالی ایک بھی نہیں ہے۔ لیکن جو ذہین

آ رہا ہوں۔ کہ آتما سنسکرت زبان کے دو مختلف مادہ ات (حرکت) اور منّ (سوچنے) سے نکلا ہے۔ جس میں حرکت اور غور کی قابلیت ہو۔ وہ آتما ہے۔ اور اس لئے ات اور منّ کو ضبط میں رکھنا ان کی اصلاح اور تادیب کرنا ہی آتم سادھن کہلاتا ہے۔ تم غلطی اور غلط فہمی میں پڑ جاتے ہو۔ اور معمولی ویدانتیوں کی طرح اصلیت کی جانب تمہاری نظر نہیں جاتی۔ تم نے آتما کو ہوّا نام رکھا ہے۔ حضرت! سُنی سُنائی باتوں پر نہ جاؤ۔ سچائی کو سچائی کی نظر سے دیکھو۔ تب ویدانت تمہاری سمجھ میں آوے۔

آتما میں حرکت اور غور دونوں ہیں۔ اور ان کا اظہار کئی صورتوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) سُکھ (۲) دُکھ (۳) اِچھیا (۴) دویش (حد) (۵) پریتن (محنت) (۶) گیان یہ سب غور اور حرکت کے تابع ہیں۔ اور انہیں کی اصلاح کرنے کا نام آتم سادھن ہے۔

سُکھ کیا ہے؟ خوشی۔ دُکھ کیا ہے؟ خوشی کا نہ ہونا۔ اِچھا کیا ہے؟ خواہش (۵) دویش کیا ہے؟ نفرت اور حسد۔ پریتن کیا ہے؟ محنت اور مشقت اور گیان کیا ہے؟ سمجھ بوجھ۔ اصلیت کا علم۔

یہ آتما کے لکشن (علامات) ہیں۔ اور یہ علامات اسی میں یا انہیں میں ہوں گے جس میں یا جن میں حرکت اور غور کرنے کی طاقت اور لیاقت ہوگی۔ اب ان کو جوڑے کی صورت میں غور کرو۔

سُکھ خوشی ہے۔ اور دُکھ ناخوشی ہے۔ دونوں کا احساس آتما میں موجود ہے۔

سب میں خواہش رہتی ہے اور خواہش کی تکمیل میں نفرت اور حسد ہمیشہ مارج ہوتے ہیں ؁

اس لیئے جس شخص کی خواہش ہے۔ اسی کی طرف توجہ کی جائے اور غیر ضروری نفرت سے بچا جائے۔ ورنہ وہ بھی توجہ کی مستحق ہوگی۔ اور وقت ضائع ہوگا۔ اس طرح کام کرنے سے خواہش کی تکمیل ہوگی؁ کرم کے استعمال میں محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ بغیر محنت کے کوئی شے یہاں ہاتھ نہیں آتی۔ یہ سب کوئی جانتا ہے۔ کرم کرنے سے دل میں لطافت اور پاکیزگی آتی ہے۔ اور وہ گیان کی طرف لے جاتا ہے۔ کرم کیسا ہو؟ اس کا سمجھ لینا ضروری ہے۔ اور اگر کرم کے ساتھ گیان کا خیال رہے۔ تو کیا کہنا ہے! لیکن جیو دل میں گیان فطرتاً موجود ہے۔ وہ جانے خواہ نہ جانے۔ سمجھ بوجھ سے خالی ایک شخص بھی نہیں ہے۔ کرم یا کرم میں محنت کرنے سے اس گیان کی لطافت خود بخود بڑھ جاتی ہے۔ اُس وقت انسان کو آتم گیان حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے ؁

اور جب گیان ہوگیا۔ تب مراد بر آئی۔ روپ کی اور ذات کی سمجھ آگئی۔ اور یہ روپ اور گیان ہی اصلی خوشی اور اصلی آنند ہے۔ اس نظر سے آتم سادھن کی ضرورت ہے۔"

نند بھائی بولے۔ "آتما کی یہ علامتیں آپ نے پہلے مجھے نہیں بتائی تھیں۔"

دیال مسکرایا۔ "آتما کے دو لکشن ات (حرکت) اور متی

(غور) میں یہ سب موجود ہیں۔ اس لئے ان کی تفصیل میں پڑنے
کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ ہرچہ گیرید۔ مختصر گیرید۔ میں صرف اصل
مطلب کی طرف نظر رکھتا ہوں۔ ہاں جب آدمی کی سمجھ میں بات نہیں
آتی۔ تب تفصیل کی جانب جانے کی مجبوری ہوتی ہے۔"

نندو بھائی بولے "سکھ دکھ متضاد ہیں۔ رغبت اور نفرت متضاد
ہیں۔ کرم اور گیان متضاد ہیں۔ اور جب یہ بقول آپ کے فطرتاً آتما
میں موجود ہیں۔ تو پھر یہ دور کبھی نہ ہونگے۔ سکھ کے ساتھ دکھ ہے۔
اچھا کے ساتھ دویش ہے۔ اور گیان کے ساتھ کرم (اگیان) لگا
ہوا ہے۔ پھر ہم کیسے مانیں کہ یہ کبھی دور ہونگی۔"

دیال نے کہا "سکھ ہے۔ دکھ نہیں ہے۔ ان میں سے ایک
اثبات ہے۔ دوسرا نفی ہے۔ اثبات کی ہستی ہوتی ہے۔ نفی کی
ہستی نہیں ہوتی۔ یہ صرف بھرم ہے۔ جس کی وجہ سے دکھ پرتیت
ہو رہا ہے۔ اور اس کا پرتیت ہونا اس وجہ سے قدرت میں ضروری
ہے تاکہ سکھ کی سمجھ آسکے۔ ورنہ سکھ دکھ میں تمیز کا امکان محال
ہوگا۔"

"خواہش یا اچھا اثبات ہے۔ نفرت یا دویش نفی ہے۔ اثبات
کی ہستی ہے۔ نفی کی ہستی کوئی نہیں ہے۔ یہ صرف بھرم ہے
جس کی وجہ سے نفرت یا دویش کی ہستی پرتیت ہو رہی ہے۔ اور
اس کا پرتیت ہونا اس وجہ سے قدرت میں ضروری ہے۔ تاکہ خواہش
کی تکمیل میں دویش سے بچا جائے۔ ورنہ رغبت اور نفرت میں

تمیز کا امکان محال ہوگا۔

"گیان اثبات ہے۔ اور کرم نفی ہے۔ اثبات کی ہستی ہے نفی کی ہستی نہیں ہے۔ یہ صرف بھرم ہے۔ جس کی وجہ سے کرم (اگیان) کی ہستی پرتیت ہو رہی ہے۔ اور اس کا پرتیت ہونا قدرت میں اس وجہ سے ضروری ہے۔ تاکہ گیان کی تکمیل میں اگیان کی سمجھ آئے۔ اور اس سے کنارہ کشی ہو۔ ورنہ گیان اگیان میں تمیز کا امکان محال ہوگا۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "ہستی میں نیستی کا امکان محال ہے۔ اور نیستی سے ہستی کا ہونا غیر ممکن ہے۔ یہ آپ کیسی متضاد باتیں کہہ رہے ہیں۔ اگر دکھ۔ نفرت اور اگیان نہیں ہے۔ تو پرتیت کیوں ہوتا ہے؟"

دیال بولا۔ "نہیں نہیں ہے۔ ہاں ہاں ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے میں نے 'بھرم' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بھرم کہتے ہیں چکر کاٹنے کو۔ اس بھرم میں دو کیفیتیں ہوتی ہیں۔ اوپر جانا اور نیچے جانا۔ جب ایک طرف توجہ ہے۔ تو وہ اسی طرف نے ہے۔ دوسری طرف نہیں ہے۔ اور اس متضاد حالت میں جو شک اور شبہ پیدا ہوتا ہے۔ تب بھرم ہو جاتا ہے اس لئے یہاں ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کا سوال نہیں ہے سوال تو سب سمجھنے بوجھنے کا ہے۔ اور سمجھ توجہ میں درجہ ہوتا ہے۔ درجہ بندی میں کمی بیشی رہتی ہے۔ اور اس کمی بیشی کے خیال میں بھرم ہے ٭

دُکھ ہے۔ اِس کے معنے یہ نہیں ہیں۔ کہ دُکھ کی ہستی ہے۔ بلکہ اِس
کے معنی یہ ہیں۔ کہ سُکھ کے احساس میں کمی ہے۔ اور وہ کمی مقدار
کی ہے۔ کون آدمی ہے۔ جو یہاں ہمیشہ دُکھی رہتا ہے۔ صبح سے لے
کر شام تک تو تم اپنی زندگی کے کاروبار پر غور کرو۔ زیادہ سُکھی رہتے ہو
یا زیادہ دُکھی رہتے ہو؟ کبھی کبھی دو چار دس لمحہ کے لئے سُکھ کی کمی
کا احساس دِل میں آتا ہے۔ ہمیشہ تو نہیں آتا۔ ورنہ زندگی محال
ہو جاتی۔ رات کو تم سوتے ہو۔ وہ سُکھ ہے۔ کم سے کم آٹھ دس
گھنٹے یوں سُکھ میں گئے۔ دن کے وقت کھانے پینے۔ بات چیت
سیر تماشا۔ شغل و عمل۔ میل ملاپ کا سُکھ رہتا ہے۔ اس میں
کتنا وقت تمہارا صرف ہوتا ہے۔ اب اگر دُکھی ہو لئے ہو۔ تو کتنی دیر
کے لئے ہے؟ اور وہ کیوں ہے؟ صرف سُکھ کی عارضی کمی کی
محسُوسیت کی وجہ سے ہے۔ اِس لئے دُکھ کی ہستی قطعی نہیں ہے
صرف سُکھ کے مقدار کی کمی کی محسُوسیت کا نام دُکھ غلطی اور بھرم کے
لئے رکھ لیا گیا ہے۔

خواہش ہے۔ اِس کے معنے یہ نہیں ہیں۔ کہ خواہش میں نفرت
ہے۔ یا نفرت کی ہستی ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خواہش
کی تکمیل میں جو کمی کی مقدار محسُوس ہو رہی ہے۔ اُس کمی کی محسُوسیت
کا نام نفرت ہے۔ ورنہ نفرت کی قطعی ہستی نہیں ہے۔ ہستی میں
نیستی کا امکان ہی نہیں ہے۔ یہاں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ وہ صرف
نسبتی نقطہ نگاہ سے کہا جاتا ہے۔ اور نسبت میں ہمیشہ کمی بیشی کا اطلاق

ہوا کرتا ہے۔ تاکہ انسان خواہش کی تکمیل کر کے اس کمی کے نقص کو رفع کر دے ✤

گیان ہے۔ اگیان کی ہستی نہیں ہے۔ اگیان لفظ کے استعمال سے صرف گیان کے مقدار کی کمی کی مخصوصیت مراد ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ میں اگیانی ہوں۔ اگر اُس میں گیان نہ ہوتا۔ تو اُسے اپنے اگیانی ہونے کی سمجھ کیسے آتی! وہ بادلاکم از کم اگیان کا گیان تو رکھتا ہے۔ اور جب اُسے کسی قسم کا بھی گیان ہے۔ تو اگیانی کیسے ہوا! ہاں اس قدر ضرور ہے۔ کہ وہ گیان کے مقدار کی کمی کو محسوس کر رہا ہے۔ اور اُسی کا نام اُس نے اگیان رکھ چھوڑا ہے ✤

یہاں جو کچھ ہے۔ ہستی ہی ہستی ہے۔ نیستی کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔ صرف سمجھ بوجھ کی کمی ہے۔ اُسے جو چاہو کہہ لو۔ لیکن یہ نیستی کبھی نہیں ہے ✤

کسی شے کو لے لو۔ روشنی ہی کو لے لو۔ وہ زیادہ ہے یا اندھیرا زیادہ ہے۔ اُس پر غور کرو۔ بارہ گھنٹہ سورج چمکتا ہے۔ دن میں روشنی ہی روشنی رہتی ہے۔ رات کو چاند چمکتا ہے۔ ستارے چمکتے ہیں۔ لیمپ جلتے ہیں۔ چراغ جلتا ہے۔ اب دونوں کو ملا کر نتیجہ نکالو۔ کیا چیز زیادہ ہے۔ روشنی یا تاریکی؟ اور تم کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ روشنی زیادہ ہے۔ اور پھر یہ تاریکی کیا ہے؟ روشنی کے مقدار کی کمی کا نام تاریکی ہے۔ سورج آسمان پر چمک رہا ہے۔ دُور سے

دیکھو۔ پہاڑوں کے دامن میں نیلا پن لئے ہوئے سیاہی نظر آ رہی ہے۔ کیا یہ سیاہی روشنی نہیں ہے؟ روشنی تو یہ بھی ہے۔ صرف نسبتی نقطہ نگاہ سے روشنی کے مقدار میں کمی محسوس ہو رہی ہے۔ اُسی کا نام تاریکی رکھ لیا گیا ہے۔ چراغ کا دھواں سیاہ ہو کر مکانوں کی چھت پر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی چمک رہتی ہے۔ اُس سے کاجل اور انجن بنایا جاتا ہے۔ جس کے آنکھ میں لگانے سے روشنی آتی ہے۔ اگر اُس میں روشنی نہ ہوتی۔ تو کوئی کیوں لگاتا!

میں نے ابھی تم کو گیہوں اور بھوسے کی مثال دی ہے۔ کیا یہ غذائیت سے خالی ہیں؟ کبھی نہیں۔ اگر ان میں غذائیت نہ ہوتی۔ تو ان کو کھا کر جانور کیسے پلتے۔ غذائیت گیہوں اور بھوسا دونوں میں ہے ہاں گیہوں میں غذائیت زیادہ ہے۔ بھوسے میں کم ہے +

اسی طرح اصلی مذاہب اور فروعی مذاہب کا حال ہے۔ اصلیت دونو میں ہے۔ لیکن کسی میں زیادتی ہے۔ اور کسی میں کمی ہے +

آتم سادھن سے اس کمی کا نقص دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے پرارتھ میں بالخصوص اور بیوہار میں بالعموم اُس کی ضرورت ہے +

آتم سادھن سے دل کے جذبات یکسو۔ یکرُخ اور متحد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے تجربہ کی وسعت سے خوشی ملتی ہے۔ اور اس خوشی کا حاصل کرنا مقصد ہے +

جس کے دل میں یکدلی ہے۔ وہ اپنا کام جلد کر لیتا ہے۔ اور جس میں یکدلی کم ہے۔ اُس کا کام دیر میں ہوتا ہے۔ دل سے خالی تو

کوئی بھی نہیں ہے۔ فرق اگر ہے۔ تو یکسوئی کی کمی کا ہے۔ اِس کا علاج صرف آتم سادھن ہے۔ جس کو اب تم سمجھ گئے ہو گے۔

آتم سادھن سے خاص قسم کی طاقت آتی ہے۔ طاقت دِلی جذبات کے بیجا خرچ کرنے میں نہیں ہے۔ وہ کمزوری ہے۔ طاقت دِل کے روکنے میں ہے۔ جس میں ضبط کی طاقت زیادہ ہے۔ وہ طاقت ور ہے۔ اِس کے ابھیاس سے کشش کی دھار ظاہر اور باطن دونو سمتوں سے آکر دِل کو متحد اور مضبوط کر دیتی ہے۔ اور انسان ات (حرکت) اور منن (عقل) پر قادر ہو کر بیوہار کو اچھا بنا لیتا ہے۔ اور مبارک ہیں وہ بیوہار کرنے والے۔ جو اس راز سے واقف ہیں۔ وہ بھرم کی زنجیر کی کڑیوں کو کسی وقت تڑاق تڑاق توڑ کر آتم گیان سے آتم سمبودھن۔ آتم آنند۔ آتم اوستھا کو پراپت کرینگے۔ اور اُن کا بیوہار پرمارتھ بن جائیگا ۔"

آٹھویں کلا

من پر وچار

نشاد بھائی بولے۔ "آتم سادھن۔ دراصل من کا سادھن۔ اور من کا سنشودھن (دلی اصلاح اور دلی تربیت) ہے۔ اِس کا ضبط میں رکھنا نیچرل قانون (اصول) اور فطرتی آئین معلوم ہوتا ہے۔ یہ کوئی غیر فطرتی طریق نہیں ہے۔"

دیال نے کہا "یہ سچ ہے - دھار جاتی ہے - دھار آتی ہے - دھار سمٹتی ہے - توجہ کی دھار کا سمٹنا - آتم سادھن ہے - فطرتاً یہ سب میں موجود ہے - جیسے سب سانس لیتے ہیں - ویسے ہی اس کا عمل بھی کرتے ہیں - لیکن اوروں میں تو صرف یہ معمولی طور پر فطرتاً موجود ہے - انسان اپنے دل کا مطالعہ کر کے اس کے ضبط کے راز سے واقف ہو جاتا ہے - اور خاص قسم کی ترقی کر جاتا ہے - لیکن حیوان اسے اس قدر بڑھا نہیں سکتے -"

نندو بھائی نے پوچھا - انسان کی نسبت تو یہ آسانی سے سمجھ میں آتا ہے - لیکن حیوانوں کی بابت آپ کیسے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہو؟"

دیال نے جواب دیا "اُن کے بیوہار کے دیکھنے سے سمجھ میں آتا ہے - کہ وہ بھی دِلی طاقت کو متحد کرتے ہیں - ہر جانور کو دیکھو - شکار کے وقت اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے - شیر - بلّی - چیتے - باز - چھپکلی - مکڑی - سانپ وغیرہ - پہلے اپنے شکار کو دیکھتے ہیں - پھر اُسے اپنی توجہ کا مرکز بناتے ہیں - اور اس طرح ضبط کر کے کچھ دیر بیٹھے رہتے ہیں - کہ اُن میں طاقت آجاتی ہے - پھر اچھل کر اُسے دبوچ لیتے ہیں - یہ درشٹی سادھن ہے - جو اُن میں تمام ہے - اس عمل سے کشش کی قوت زیادہ بڑھ جاتی ہے - اور اُن کی خواہش کی تکمیل میں مددگار ہوتی ہے - بعضوں کی کشش کی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہوتی ہے - کہ وہ آنکھ کی دھار کی مدد سے شکار کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں - اور اُسے کھا جاتے ہیں - کسی کسی کی زبان

مبتی ہو کر یہی عمل کرتی ہے۔ اِس سے ثابت ہے کہ دِلی انضباط کے عمل سے وہ بھی محروم نہیں ہیں ۔

نندو بھائی نے کہا۔ "کیا اِس دِلی ضبط کا اثر حیوانات کے تولید و تناسل میں بھی اثر انداز رہتا ہے ؟"

دیال نے نندو بھائی کی جانب غور سے دیکھ کر جواب دیا۔ "ہاں یہ اثر قوت وراثت کی شکل میں اُن کے اولاد کے اندر منتقل ہوا کرتی ہے۔ جیسے جس نے انضباطی عمل سے کام لیا ہے۔ وُہی قابلیت اُن کی اولاد میں بھی موجود ہے۔ اور اِس کی وجہ سے وہ شکل و صُورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے تمیز کئے جا سکتے ہیں۔ جس طرح شیر اور بلی نے اِس کی مشاقی کی۔ وُہی بات اُن کے بچوں میں بھی چلی آئی۔ حیوانات کے مقابل میں یہ انسان میں اور زیادہ قابل مطالعہ ہے۔ ہمارے مُلک میں ورن آشرم یعنی براہمن۔ کشتری ویش۔ شودر کی رعایت سے یہ موجود ہے۔ جس شکل میں براہمن نے دِل کو متحد کر کے اُس کی مشاقی کے وقت خاص قسم کی صُورت شکل بنائی ہوگی۔ یا جس طرح کسی پہلے کشتری نے یہ عمل کیا ہوگا۔ وہ براہمن اور کشتریوں کے لڑکوں میں موجود ہوگا۔ اور جن کو آنکھیں ہیں۔ وہ باسانی ایک ورن کے افراد کی صرف شکل و صُورت دیکھ کر پتہ پا جاتے ہیں۔ کہ یہ فلاں ورن کا آدمی ہے۔ بیوہار کے بگڑ جانے سے آگے چل کر اِس کا پتہ نہ چلے۔ لیکن ابھی تک یہ حالت ہمارے مُلک میں موجود ہے۔ بلنے کو کسی کا پیچھے سے تمیز کر لینا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ

اِن کے ہورٹوں کی انقباطی طاقت خاص قسم کے فرائض انجام دیتے وقت خاص طور پر متحد ہوئی ہوگی۔ جس کا نشان اُن کی اولاد میں موجود ہے۔ اب یہ خصوصیت نہ رہیگی۔ کیونکہ مغربی تہذیب اِن کے قدیم موروثی بیوہار میں اثر انداز ہو رہی ہے۔ اور ایک گروہ کا آدمی دُوسرے گروہ کے آدمیوں کا کام کرنے لگا ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو کسی صورت میں یہ موجود رہیگا۔"

نند دبھائی بولے۔" اصلی راز جو اس کے اندر چھپا ہے۔ وہ کیا ہے؟"

دیال نے کہا۔" خوشی! خوشی ہی محیط کل عنصر ہے۔ اور اسی کی تکمیل میں سب سے زیادہ دلی طاقت کا اتحاد ہُوا کرتا ہے۔ انسان بھی حیوانوں کی طرح خوشی حاصل کرنا اور دُکھ سے بچنا چاہتا ہے۔ جب تک وہ اگیان میں پھنسا ہے۔ اور سبب اور نتیجہ کے قانون کے راز سے ناآشنا ہے تب تک حیوانوں کی طرح وہ دُکھی سُکھی ہوتا رہیگا۔ اور باہر کے ساز وسامان کے زیرِ اثر آتا رہیگا۔ لیکن اِس کا راز اُس کے اندر ہے اس راز کے پتہ لگا لینے سے جب اُس میں اپنے اندر داخل ہونے کی قابلیت آئیگی۔ اُس وقت اُس کی خوشی اور ناخوشی کی صورت تبدیل ہو جائیگی۔ اسی اندر داخل ہونے یا انترمکھی بننے کے عمل کو آتم سادھن کہتے ہیں۔"

نند دبھائی بولے۔" یہ کس طرح کیا جائے؟"

دیال نے کہا۔" اپنے دلوں کو مطالعہ کرو۔ جو چیزیں اندریوں کی لذت کی ہیں۔ اُنہیں کی طرف یہ کھنچتا ہے۔ اور اُنہیں کے بھوگ

وشے کی دھن میں پڑا رہتا ہے۔ اور انہیں کی خواہشوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اندریوں کے بھوگ تین قسم کے ہیں :-

(۱) کرم اندریوں کے بھوگ (۲) گیان اندریوں کے بھوگ اور (۳) سوکشم اندریوں کے بھوگ ؂

(۱) کرم اندریوں کا بھوگ جیسے بولنا اور عورت کے ساتھ صحبت کرنا وغیرہ وغیرہ ؂

(۲) گیان اندریوں کا بھوگ۔ جیسے گانا سننا۔ اچھے نظارے دیکھنا وغیرہ وغیرہ ؂

(۳) سوکشم اندریوں کا بھوگ۔ جیسے کام کرودھ۔ اہنکار وغیرہ ؂

یہ تین قسم کے اندری بھوگ کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کسی میں کسی کی زیادتی ہوتی۔ کسی میں کسی کی کمی ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی پسند ہے کسی کو کوئی پسند ہے۔ مذاق کی کمی بیشی عام ہیں۔ جو شے ایک کو پسند آتی ہے۔ وہ دوسرے کو ناپسند ہوتی ہے۔ اس کا سبب صرف خاص خاص قسم کے مذاق کی کمی بیشی ہے۔ جو شے جسے پسند ہے اُسے تو وہ خوشی دیتی ہے۔ اور جو جسے پسند نہیں ہے۔ وہ اس سے دکھی ہوتا ہے۔ اس پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اندریاں میں یا اندریوں کے بھوگ وشے میں دکھ سکھ نہیں ہے بلکہ اس کی جڑ انسان کے دل میں ہے۔ اُس کے اندر جس شے کی خواہش کا خیال مضبوط ہوتا ہے۔ وہ اُسی کی طرف دوڑتا رہتا ہے۔ اور اُسی سے تعلق پیدا کرتا رہتا ہے۔ انسان کے دل کی خواہش اور خواہش

مذاق کا بھی عجیب و غریب حال ہے۔ جو خیال دل پر جس صورت
میں وقت وقت پر حاوی ہو جاتا ہے۔ وہی جسم کو اپنے ماتحت
بنا لیتا ہے۔ اور اپنے موافق تبدیلیاں کیا کرتا ہے۔ اور اگر یہ خیال
کمزور ہو کر دور ہو جائے۔ اور کوئی اور طرح کا خیال جو اس کا مخالف
ہو۔ دِل پر قبضہ پا جائے۔ تو پھر اس پہلے خیال سے اس قدر کراہیت
ہو جاتی ہے۔ کہ جس کو کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا۔ فرض کر لو۔
پہلے کسی شخص کی عادت گوشت کھانے کی تھی۔ وہ بغیر گوشت کے
روٹی نہیں توڑتا تھا۔ لیکن گوشت کی طرف سے نفرت ہوتے
ہی اب وہی شخص گوشت کی بدبو کی موجودگی میں کھانے کو ہاتھ
نہ لگائیگا۔ اور اگر کھانا کھا بھی لے۔ تو قے کر دیگا۔ اس طرح اچھا
سے دویش پیدا ہو جاتا ہے اور علیٰ ہذالقیاس ؎

اس سے کئی نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔ اوّل سب کا مذاق۔ یا
اندریوں کے بھوگ کی خواہش میں یکسانیت نہیں ہے۔ دوسرے
ایک ہی اندری کے بھوگ کے ماتحت ہمیشہ کوئی شخص نہیں رہ سکتا
تیسرے خواہش اور دل کے خیال کی تبدیلی بھی ہوتی رہتی ہے۔
چوتھے ہر وقت ایک ہی طرح کا خیال نہیں رہتا۔ پانچویں کسی
چیز کے لگاتار بھوگنے سے چت کو اُپرام (سیری) ہو جاتا ہے۔
جو بات کرم اور گیان اندریوں کے وشئے بھوگ کی بابت
سچ ہے۔ وہی سوکشم اندریوں کے وشئے کی نسبت بھی سچ ہو
سکتی ہے۔ آج کسی شخص کو عزت دولت کا خیال زور کے ساتھ

ستا رہا ہے۔ کل ممکن ہے۔ وہ جادو اس کے سر سے اتر جائے جنھوں نے دولت میں خوشی مان رکھی ہے۔ وہ دھوکے میں ہیں ان میں سے کسی چیز میں سچی خوشی نہیں ہے۔ وقت۔ عادت غور و فکر۔ تجربہ کی وسعت۔ مساویت۔ وغیرہ کبھی نہ کبھی ان اندریوں کے وشئے بھوگ کے خیالات ہیں کمزوری۔ تبدیلی۔ اور نفرت پیدا کر کے دکھاتے ہیں۔ سچی خوشی صرف من کے سنشودھن اور آتم سادھن میں ہے ۔

شجاع آباد (ملتان) میں ایک مرتبہ گزر ہوا۔ ایک ست سنگی کی ست سنگنی لڑکی نے جس کی عمر غالباً سات آٹھ برس سے زیادہ نہ رہی ہوگی اس من اور من کے اندری وشئے بھوگ کے تعلق میں ایک بھجن گا کر سنایا اسے میں تم کو اس موقعہ پر سناتا ہوں۔ جو اپنے طور پر خاص قسم کی دلچسپی رکھتا ہے۔

شبد

جگ بیلا پر کھ چیت چیت گیا

خلوت کا شوق۔

(۱) ریشم کا کیڑا اگیانی۔ بھرم جال میں آیا
اپنے بندھن موا آپ پھنس۔ پرتھا پران گنوایا چیت گیا

ذائقہ کا شوق۔

(۲) مچھلی جلیچر سواد رس بھوکی۔ چارہ دیکھ کے بھولی
کنٹیا کے کانٹے اٹکائی۔ مرتیو بنڈ ملے جھولی چیت گیا

خوشبو کا شوق

(۳) بھونرا لوبھی پُشپ باس کا۔ کمل پتر لپٹانا۔
ساری رات بندھ میں کاٹی۔ روتا اور پچھتانا۔ چیت گیا

حسن کا شوق

(۴) سُندر روپ دیکھ کیوں موہے۔ دیپ پتنگا جلتا
جلتے انگ نہ موڑے اپنا۔ پچھتا کر ہاتھ ملتا۔ چیت گیا

ہم آغوشی کا شوق

(۵) ہاتھی نے ہتھنی کو دیکھا۔ سُونڈ سے سُونڈ ملایا
گرا شکاری کے گڈھے میں۔ پاؤں زنجیر بندھایا چیت گیا

سماع کا شوق

(۶) بن کا ہرن شبد وس آتا۔ بین شبد چیت لایا
تن من کی سُدھ بُدھ سب کھو کر۔ اپنا گلا کٹایا۔ چیت گیا

طمع کا شوق۔

(۷) مکھی پڑی شہد کی تھالی۔ پنکھ رہے لپٹائی۔
ہر دُھن مُدھن۔ کرمی لوبھ بس۔ انت بہت پچھتائی۔ چیت گیا

سادھن

(۸) سُرت نے دیکھی دشے کی لیلا۔ دشے سے چیت کو ہٹایا
سوچ سمجھ گورو سنگت آئی۔ اپنا جنم بنایا۔ چیت گیا

نتیجہ (۹) چیت چیت کر من کو سودھا۔ سادھا چیت کرم بانی
رادھا سوامی کی کرپا سے۔ سُرت ہوئی نربانی۔ چیت گیا

اس بھجن میں شبد - سپرش - روپ - رس - گندھ وغیرہ کی بیلے وقعتی کا سبق سکھایا گیا ہے *

ویدانت یہ نہیں کہتا - کہ کوئی شخص بیوہار کو ترک کرے - وہ ہدایت کرتا ہے - کہ بیوہار کے ساتھ ساتھ آتم سادھن کا بھی خیال دل میں رہے - اِس سے جیتے جی بھی خوشی حاصل ہوتی رہیگی - جو پرمانند پرمارتھ ہے - "

نویں کلا

من پر وچار (مسلسل)

نندو بھائی بولے - "آپ بڑی اونچی بات کہہ رہے ہیں جس وقت انسان اِس قدر سمجھ والا ہو جائے - تو پھر اُسے بیوہار اور پرمارتھ میں پڑے رہنے ہی کی کیا ضرورت ہے ! "

دیال مسکرایا " اگر وہ ان سے غیر تعلق ہو جائے - تو پھر کرے کیا؟ ذرا اِس کا بھی تو جواب دو - "

نندو بھائی نے بہت دیر تک سوچا - لیکن اُن کی زبان سے کوئی لفظ برآمد نہیں ہوا - وہ کہتے بھی تو کیا کہتے ! کچھ سوچ سمجھ کر چُپ ہو رہے *

تب دیال نے خود ہی زبان کھولی - "لوگ سمجھتے نہیں - اور بغیر سمجھی ہوئی بات کو دل میں جگہ دینا چاہتے ہیں - اور اُسے وہ جگہ

نہیں ملتی۔ اگر حقیقت کے سمجھ لینے پر سمجھ دار انسان بیوہار اور پرمارتھ نہ کرے۔ تو پھر کرے کیا؟ چپ چاپ بیٹھا رہے؟ یا پتھر کی طرح بے حس رہے؟ یا کیا ہو رہے؟ ان میں سے ممکن کیا ہے؟ جب تک وہ ہے۔ تب تک اُسے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑیگا۔ کیونکہ کرم کرنا ہی زندگی کے شان کی اظہار ہے۔ زندگی کے ہوتے ہوئے کیسے زندگی کا ظہور نہ ہوگا! ورنہ وہ پھر زندگی کیا ہوگی! ہاں اتنا فرق ہو جائیگا۔ کہ ایسے شخص کو کرم کرتے ہوئے کرمی۔ بیوہار کرتے ہوئے بیوہاری اور پرمارتھ کماتے ہوئے پرمارتھی نہ کہہ سکوگے۔ کیونکہ اُس کے دل و دماغ۔ جسم و حواس وغیرہ کی اصلاح ہوگئی۔ خواہش۔ اُمید۔ اور نتیجہ کی جانب اُس کی نظر نہیں ہے۔ ایک دریا ہے۔ جو اپنی دریائی شان میں متوجہ میں ہے۔ ایسے شخص کو نہ پاکار نہ بیکار کہہ سکتے ہیں وہ برہمہ ہے۔ جس کے ذات کے دو ذاتیت کی دھار ورہ اور ملتن رواں ہیں۔ اور اُس کے برہمہ کی شان کو ان سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ وہ آتما ہے۔ جس کی ات (حرکت) اور متن (غور) شکتی کی دھاریں قدرتی طور پر اپنا کام کر رہی ہیں۔ اور وہ ان سے بے اثر ہے۔ یہ حالت رہے گی۔ وہ مریگا نہیں۔ کیونکہ اب اُس کی زندگی جینے کی خواہش سے آزاد ہوگئی۔ وہ مکت ہے۔ بندھن میں نہیں ہے۔ اور اُس کا بیوہار اُس کی فطرتی زندگی کا کھیل ہے!

نندو بھائی بولے۔ "وہ نرداں ہے؟"

دیال نے کہا۔ " وہ نرداں ہے۔ اب اُس میں کام کرودھ وغیرہ

جذبات نہیں رہے۔ یہ جل کر بھسم ہو گئے۔ اور اُس نے اُنہیں پھونک کر اُڑا دیا۔ اِس نِروان لفظ کے سنسکرت زبان میں دو ماڈے ہیں۔ اوّل 'نِر' (پہلے) اور 'دان' (چلے ہوئے) پہلے سے چلا ہوا نِروان ہے۔ دوسرے 'نِر' (نہیں) اور دان (تیر) یعنی تیر نہ رکھتا ہوا نِروان ہے۔ یہ اس کے لغوی معنے ہیں اور اصطلاحی اور مرادی معنے یہ ہیں:۔

(۱) نہ کسی سے کوئی غرض رہی نہ کسی سے کوئی ہے واسطہ
جو نظر کرو تو غرض ہے واسطہ سے بھی اُس کو ہے رابطہ (۱)

(۲) نہیں دشمنی ہے نہ دوستی یہ ہے اُس کی شانِ زندگی
اسے کیا کہو گے نہ زندگی ہے نہ نجات ہے نہ یہ بندگی (۲)

(۳) جو کوئی ہو بندہ تو بندشوں ہی میں ہے اُسکے رب کا وجود ہے
نہیں بندہ پھر تو وہ کیا ہے۔ آپ ہی آپ بود و نمود ہے (۳)

یہ نِروان ہے۔ جسے لوگ غلطی میں پڑ کر 'نیستی' 'ہلاکت' 'معدومیت' اور 'فنائیت' کہتے ہیں۔ نِروان ایک ایسی کیفیت ہے۔ جسے نسبتی تعلقات سے غرض نہیں ہے۔ اور اُس کو صرف وہ شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کا انکھو بڑھ گیا ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "اب جا کر یہ نکتہ میری سمجھ میں آیا۔ کہ پہلے زمانہ کے رشیوں نے کیوں بیوہار اور پرمارتھ کی دو مختلف صورتیں قائم کی تھیں۔ بیوہار کی غرض تو یہ ہے۔ کہ زندگی کا کاروبار یوں ہی بلا خوف مزاحمت ہم آہنگی کے ساتھ ہوا کرے۔ لیکن دنیا میں مزاحمت

ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے انسان بھرم میں پڑجاتا ہے۔ اور کام کرودھ وغیرہ کے جذبات کے مُنہ زور ہونے کا خوف رہتا ہے۔ اس لئے عمداً۔ اصولاً اور مصلحتاً روزانہ زندگی کے عمل وشغل کے ساتھ ایسی ترکیبوں اور تدبیروں کی اختراع کی گئی۔ کہ وہ کچھ دیر کے لئے کم از کم باہمہ رہتے ہوئے بے ہمہ بھی بنتا رہے۔ تاکہ عادتاً کسی وقت وہ زندگی کے راز کو سمجھ جائے۔ اور قید و بند سے آزاد ہوکر رہے۔ مذاہب کی اصلی غرض صرف یہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بیوہار کی طرح مذاہب یا پرمارتھ میں بھی نفسانیت آ گئی۔ اور وہ بھی تنگ دلی، تعصب اور تنگ خیالی کے موجد ہوکر دکھدائی بننے لگے۔ ویدانت اس لئے وقت پر اُن کی اصلاح کے لئے آ گیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ میرا یہ خیال صحیح ہے؟"

دیال نے کہا۔ "یہی بات ہے۔"

نند بھائی بولے۔ "صحیح تو ہے۔ لیکن اس کا عمل میں آنا مشکل ہے۔"

دیال نے کہا۔ "مشکل سمجھو۔ تو مشکل ہے۔ اور سہل سمجھو۔ تو سہل ہے۔ مشکل اور آسان دونوں ہی وہم اور خیال ہیں۔ ورنہ نہ کوئی چیز مشکل ہے۔ اور نہ کوئی آسان ہے۔ ہاں آسان تو اسے کہہ بھی سکتے ہو۔ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ قدرت میں سخت گیری اور سخت کوشی نہیں ہے۔ یہ انسان کا دل ہے۔ جو بھرم میں پڑکر سخت گیر۔ سخت کوش اور سختی پسند ہوکر بندھن میں پڑ جاتا ہے

اور تب جڑ اور چیتن کی گرہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ برہمہ کی دو دھاریں ودیہ اور منن جڑ اور چیتن کی صورت میں پھیلا کرتی ہیں۔ اور ان کے میل سے بے شمار شکلیں بنا کرتی ہیں۔ اگر یہ بنتی ہیں۔ تو بنیں۔ ان سے کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ ہرج اس وقت ہوتا ہے۔ جب دل خواہ مخواہ کسی زبردست خواہش کے زیر اثر آ کر اسی کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیتا ہے۔"

نند و بھائی" بولے۔" اس کی اور کچھ وضاحت کر دیجئے۔"

دیال نے کہا ؎

کہتے کہتے ہو گیا بسیار گو ٭ تم نہیں ہوتے کبھی اسرار جو
کہنے سننے کی جو عادت پڑ گئی ٭ بات اڑ کر بات سے تب لڑ گئی
لڑنا بھڑنا مچ گیا اور قیل و قال ٭ کیوں نظر جانے لگی پھر سوئے حال
ایک دل تھا ایک کا ہوتا اگر ٭ ایک کی رہتی اسے ہر دم خبر
دو دلی آئی پشیمانی ہوئی ٭ رنج و کلفت بڑھ کے حیرانی ہوئی

اس لئے جب ایسی حالت ہو۔ تو پھر دل ہی کے پیچھے پڑ کر اسی کی اصلاح۔ تربیت اور تادیب کی جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ دل بھرم میں پڑ کر باہری چیزوں میں ان کے میل سے خوشی کا متلاشی۔ شائق اور خواہشمند ہو گیا۔ سوچنا چاہیئے۔ کہ ایسی خوشی کا انحصار دکھ کے احساس پر موقوف ہے۔ اگر دکھ کا احساس نہ ہو۔ تو پھر سکھ کیسا اور کہاں رہے! سکھ تو صرف اسی وقت تک سکھ ہے۔ جب تک دکھ کا خیال ہے۔ ان کے

درمیان نسبتی تعلق ہے۔ جب ہم سُکھ کا دُکھ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ تو سُکھ کو یہ مقابلہ دُکھ کے زیادہ خوشگوار پاتے ہیں۔ دُکھ ناخوشگوار اور سُکھ خوشگوار پرتیت ہوتا ہے۔ اور تب ہم کو خواہش ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے ہم کو سُکھ زیادہ ملے۔ اُن کے حاصل کرنے کی فکر رہے۔ اور ہم کرم۔ پریتن اور محنت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اُن چیزوں کو کمی بیشی کے ساتھ حاصل کر لیتے ہیں۔ کسی حد تک خواہش کی تکمیل کر لی۔ یہ حاصل کردہ چیزیں پہلی چیزوں سے پھر بھی بہتر نہیں جنچیں۔ لیکن پیچھے کی طرف کون جاتا ہے۔ کسی غریب کو دولت کی ہوس ہوئی۔ دولت پا کر اُس نے سوچا۔ کہ اس دولت کے ساتھ طرح طرح کی ذمہ داریوں کی مصیبت دینے والی کیفیت آگئی۔ لیکن کیا وہ پھر غریب ہونا پسند کریگا؟ ہرگز نہیں اور وہ اسی کے دام میں پھنسا ہوا پریشان اور حیران رہتا ہے۔ آخر بہت دنوں بعد جب تجربہ میں وسعت آجاتی ہے۔ اور اس سے خوشی نہیں ملتی۔ تب اُپرام (بے پرواہی) ہونے لگتا ہے۔ تب اور نئی نئی چیزوں کی خواہش ستانے لگتی ہے۔ جن سے سُکھ پانے کی اُمید کی جاتی ہے۔ اور ہوس کے نئے نئے دھندے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اُمید بر آئی۔ تو کچھ خوشی ملی۔ نہیں بر آئی۔ اور دقتیں پیدا ہوئیں۔ تو پھر آدمی کا دل غیظ و غضب میں آنے لگتا ہے۔ اور اُسے سخت سے سخت دل بنا دیتا ہے۔ اور شانتی غائب ہو جاتی ہے۔ یہ اہنکار۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ کے پیدا ہونے

کی کہانی ہے۔ سہ

جب خودی دِل میں سمائی کھو گئے ٭ بھٹکتے خواہش کے پا کر سو گئے
یہ نہیں پُوری ہُوئی غُصّہ ہُوا ٭ طمع میں پھنس کر وہ آپے سے گیا
طمع سے زنجیر تب اپنی گھڑی ٭ بدتمیزی بیٹھی آئی گئی
پھنس گیا پھنس کر پریشاں ہو بشر ٭ یہ بشر کیسا ؟ ہے حیواں سربسر
سوچو دل میں اپنے تم اس بات کو ٭ تاکہ میٹو دہر کے آفات کو

خودی - سفلی خودی - جسمانی خودی - زنجیر کی پہلی کڑی ہے - خواہش سفلی خواہش - جسمانی خواہش اُس زنجیر کی دُوسری کڑی ہے - خواہش سب کی سب پُوری نہیں ہوتیں - اور اگر پُوری بھی ہوتی گئیں - تو ہوس بڑھتی ہے - ہوس دُکھ ہے - اور اگر پُوری نہیں ہوئیں - تو پھر دل غُصّہ کے عتاب میں آکر خود بخود جلنے لگتا ہے - رشک - حسد مقابلہ - مجادلہ - بے ایمانی - بدنیتی پر کمربستہ ہوتا ہے - اِس کے سلسلہ میں لالچ بڑھتی ہے - یہ زنجیر کی چوتھی کڑی ہے - اور لالچ میں پڑکر آدمی خواہش کے سامان سے گہرا تعلق پیدا کر کے حیوان بن جاتا ہے - یہ اُس کی پانچویں کڑی ہے - اب زنجیر پوری بن گئی - اور اُس کے ہاتھ پاؤں خوب کس کر بندھ گئے - اور صحیح معنے میں یہ بندہ ہو گیا - بندہ کے معنے بندھے ہوئے کے ہیں :-

بندہ جب انسان بنا تب بندگی ٭ بندگی اُس کی ہوئی اب زندگی
بندگی بندش ہے - بندش بندگی ٭ بندگی میں پھر کہاں خورسندگی
جب نہیں خورسندگی شرمندگی ٭ غم کی صُورت بندہ کی ہے بندگی

بند کو توڑو تو آزادی ملے ٭ غم غلط ہوں دل کو پھر شادی ملے
ورنہ شیطان اور خدا بھرمائیں گے ٭ بھولے بھٹکے راہ کیسے پائیں گے
کیا کہیں - کیسے کہیں - کوئی سُننے والا اور سمجھنے والا ہو - تو بات بھی کہی جائے - بھرم ہی بھرم ہر چہار طرف محیط ہو جاتا ہے - جو خیال جو خواہش جو دل کی مذبذب حالت - دل میں پیدا ہو جاتی ہے وہ جلد زائل نہیں ہوتی - سنسکار (اثر) باقی رہ جاتا ہے - اور وہ ہر وقت دل کو پریشان کیا کرتا ہے - اور ہم کیا سے کیا بنجاتے ہیں جس شے کی ہستی نہیں تھی - خواہ ہم جس کو نہیں جانتے تھے - وہی ہستی رکھنے والی اور ہماری غلط سمجھ بوجھ کی مرکز بنجاتی ہے - اسی نام ویدانتیوں نے مایا رکھا ہے - جو نہیں ہے - اور ہوتی ہوئی ن کھلاتی رہتی ہے - اور ہماری کیفیت گیند کی سی بن جاتی ہے اِدھر کے مارے اُدھر - اور اُدھر کے مارے اِدھر ڈھلکتے رہتے ہیں - اور کچھ بس نہیں چلتا - جیسے بھیڑیے کو دیکھ کر بندر اور بکریوں کا حال ہوتا ہے - اور دونوں بے بس ہو کر اُس کے مُنہ کے نوالے بنتے ہیں - بالکل یہی صورت ہماری بھی ہو جاتی ہے - اور پھر کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتا -
ان دوہوں کو سُنو اور غور کرو :-

(۱) من بندر کا روپ ہے - چنچل[1] ادھک سوبھاو
کود پھاند کرتا پھرے - اور نہ کوئی داؤ (۱)

---

[1] اضطرابی (خودی)

(۲) اِس بندر کے دیہہ میں۔ آئے سمانا بھوت
بھوت کے بس میں پڑ گیا۔ کاٹتے بھرم کے سوت (۲)

(۳) تا ہی پلائی بارونی۔ بندر بھیا اچیت
بکے جھکے۔ پڑپڑ کرے۔ سمجھے نہ ہیت نہ اہیت

(۴) بچھوئے اس کو ڈسا۔ پیڑا سے پڑے نیام
ہو اشانت کودا پھرے۔ یہی ہے اس کا کام (۴)

(۵) من بندر کے روپ ہے۔ سمجھے کوئی سوجان
جب پانچوں کے بس پڑا۔ گرا کشٹ کی کھان (۵)

کرم اور کرم کے سنسکار جنم جنمانتروں کے سلسلہ میں انسان کے دِل کے اندر اکٹھا ہوتے رہتے ہیں۔ ایک سنسکار خاموش ہوتا ہے دوسرا اچھلنے کودنے لگتا ہے۔ یہ کیسے زائل ہوں؟ آدمی اپنی نادانی سے ان کو بڑھاتا ہی جاتا ہے۔ گھٹاتا نہیں۔ اور جیسے آگ گھی کے پڑتے رہنے سے مشتعل ہوتی رہتی ہے۔ ویسے ہی کرم کے سلسلہ میں یہ سنسکار اُبھرتے۔ پھدکتے اور ناچتے کودتے رہتے ہیں۔ یہ ختم ہونے پر نہیں آتے۔ تمام دُنیا کی دولت مِل جائے۔ تمام وشے بھوگ کے سامان کثرت کے ساتھ ہاتھ میں آجائیں۔ لیکن کیا ان سے کبھی تسلی ہوگی؟ کبھی نہیں۔ ممکن نہیں۔ یہ ہو

لہ خواہش کا بھوت (۲) شراب (غصہ) (۳) نفع (۴) نقصان (۵) لوبھ لالچ (۶) درد (۷) نتیجہ (۸) مصیبت +

نہیں سکتا! یہ سب خوشی جھوٹی ہے۔ بھرم ہے۔ اگیان ہے۔
اس کا علاج آتم سادھن یا من کے بس میں رکھنے کا راز ہے
من قابو میں آ جائے۔ اور پھر چاہے۔ کوئی ساری عمر بیوہار کرتا
رہے۔ اُس کے لئے پھر خطرہ نہیں ہے۔ اور وُہی پرمارتھ بن
جاتا ہے۔ اور جیون مُکت کی حالت ہو جاتا ہے۔"

دسویں کلا

بیوہار کی مثال

جس وقت دیال نے ذرا دم لینے کی نیت سے زبان بند کی۔
اُس کی کُٹیا کے قریب دوتارے پر کسی گانے والے سادھو کی آواز
سُنائی دی۔ دوتارہ بجانے والا ایک کبیر پنتھی سادھو نکلا۔ وہ
اندر آیا۔ دیال نے اُسے بٹھایا۔ اور وہ شبد گانے لگا۔ شبد
یہ تھا:-

(۱) جن دھر شکھیا کوئی نہ دیکھا۔ جو دیکھا سو دُکھیا ہو
اُدے است کی بات کہت ہوں انکا کیا بویکا ہو (۱)
(۲) گھاٹے بادھے سب جگ دُکھیا کیا گرہی ویراگی ہو
شُکدیو گیانی دُکھ کے کارن گربھ سے مایا تیاگی ہو (۲)
(۳) سانچ کہوں تو کوئی نہ مانے۔ جھوٹ کہا نہیں جائی ہو
برہما۔ وشنو۔ مہیشور دُکھیا جن یہ راہ چلائی ہو (۳)

(۴) راجا دُکھیا۔ ابدھو دُکھیا دُکھی۔ رنک[1] بپتی[2] رینی ہو
کہیں کبیر سکل جگ دُکھیا سنت سُکھی من جیتی ہو (۴)

دیال نے نند و بھائی کو اشارہ کیا۔ اُنھوں نے فقیر کو چار آنے پیسے دیئے۔ وہ آشیرباد دے کر چلا گیا۔

دیال نے کہا۔ "سُنا۔ یہ سادھو بھی اُسی مضمون کا شبد سُنا گیا۔"

نند و بھائی بولے۔ "سچ ہے۔ من کے جیتنے والے سنتوں کی بابت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ اور نہ کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن بیوہار میں پھنسے ہوئے گرہستی کس طرح من کو جیت سکتے ہیں؟"

دیال نے کہا۔ "اگر یہ ایک کسی انسان کے لئے ممکن ہے۔ تو وہی دوسروں کے لئے بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ اصول تو ہر جگہ ایک ہے۔ سنتوں نے جس طرزِ عمل سے من کو قابو میں کر لیا ہے۔ وہ بیوہار ہی تو ہے۔ یہ تم کو اختیار ہے۔ کہ بیوہار کا کچھ نام رکھ لو۔ اُسے پرمارتھ ہی کہو۔ لیکن پرمارتھ بھی بیوہار کی مد میں آجاتا ہے۔ بشرطیکہ اُس کے لغوی معنے کو ذہن نشین کر لو۔ جو میں تم کو ابھی سمجھا چکا ہوں۔ بیوہار کے لغوی معنے "ہم آہنگی کا طرزِ عمل" ہے۔ دل کو قابو میں رکھتے ہوئے کام کرنا ہم آہنگی ہے۔ اور ایسے شخص کی نظر میں اور اُس کے لئے یہ کام پرمارتھ ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "بات تو میری سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن آ۔ آ کر پھر

---

[1] اودھوت [2] نادار [3] ناموافق حالات والا۔

بھی پھسل جاتی ہے۔ دل قابو میں ہے۔ اس نے کام کو مرکز بنا رکھا ہے۔ اس سے اسے ہم آہنگی ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے یہ ممکن بھی ہے۔ اور سمجھ میں بھی آسانی سے آتا ہے۔ لیکن ہر وقت اس حالت کا قائم رکھنا غیر ممکن ہے۔ آپ لاکھ آنکھ میچئے۔ دخل در معقولات کی صورتیں پیدا ہوتی ہی رہیں گی۔ کام کاج سے دل ہٹتا رہیگا۔ ایک فرض کے بعد دوسرے فرض کی طرف توجہ دینی پڑیگی ایسی حالت میں کسی ایک طرف توجہ کا ہمیشہ رکھنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ ادبات کی بھی ضرورت ضرور ہے۔"

دیال نے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے۔ جو باتیں تمہارے ذہن میں ہیں۔ وہ غلط نہیں ہیں۔ لیکن تھوڑی سی غلط فہمی ہے۔ وہ میں دور کئے دیتا ہوں۔

(۱) اس پرمارتھ ویوہاری یا ویوہار پرمارتھی میں دل کے یکسو کرنے یکسو رکھنے اور یکسو کر رکھنے کی لیاقت۔ قابلیت اور طاقت ہے۔ یہ تم سمجھ گئے ہو۔

(۲) ساتھ ہی اس قسم کا آدمی گیان سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اس میں جہاں دل کے یکسو کرنے کی قابلیت ہے۔ ساتھ ہی ایک جگہ سے دل کی دھار کو ہٹا کر اسے دوسری جگہ اور دوسرے کام کی جانب مائل کر رکھنے کی بھی طاقت ہوگی۔ کیونکہ تجربہ کی وسعت نے اسے یہ تمیز بخش رکھی ہے۔ ایک مرکز سے ہٹنا اور دوسرے سے جڑنا اس کا معمولی وصف ہونا چاہیئے۔

(۳) ہم آہنگی کے راز کی واقفیت سے اُس کا مزاج بچوں جیسا ہوگا۔ فرق اس قدر ہوگا۔ کہ بچہ کو اگیان ہے۔ اور اسے گیان ہے۔ بچہ کے دل کی دھار ایک کھلونے کو توجہ کا مرکز بنا بیٹھی ہے۔ کھلونے کے چھن جانے پر اُسے دُکھ تو ہوگا۔ لیکن اُس کی توجہ کو دُوسری جانب پھیر دینے۔ اور دوسرے کھلونے کے طرف مائل ہو جانے سے پھر خوشی کی وہی صورت ہو جائے گی۔ بچے کا دل اس قدر ملائم ہوتا ہے۔ کہ وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔ یہ کیفیت زیادہ عمر والے دُنیادار کی نہ ہوگی۔ اُسے توجہ ہٹانے سے زیادہ دُکھ ہوگا۔ اور چونکہ دُوسری طرف وہ توجہ نہیں لگاتا۔ اُسے دُکھ ہوگا۔ لیکن جسے آتم سادھن کا موقعہ مل چکا ہے۔ اور تجربہ ہے وہ ایک طرف سے ہٹ کر دُوسری جانب بہ آسانی مائل ہوگا۔ اور دُکھ سے بچا رہیگا *

(۴) جو لوگ ان میں سے آتم سادھن کے بغیر بیوہار کرتے ہیں۔ وہ اُسے ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ یہ گو دل کی تمام توجہ کو اس کی جانب مائل رکھتا ہے۔ لیکن اُس کو ویسی اہمیت نہیں دیتا وہ اُس کے لئے کھیل بن جاتا ہے۔ اور کام کی تبدیلی اُس کے لئے تفریح کا مشغلہ بن جاتی ہے *

(۵) بیوہاری کرم تو کرتے ہیں۔ لیکن کرم کو کرم نہیں سمجھتے۔ اُس کو مقصد قرار دیتے ہیں۔ اور اُس کے نتیجہ کے زیادہ خواہشمند رہتے ہیں آتم سادھن والا کرم کی سمجھ رکھتا ہے۔ وہ کرم کو کرم نہیں سمجھتا۔ اور نہ اُسے مقصد قرار دیتا ہے۔ وہ کرم کرتے ہوئے کرم کے نتیجہ کا اس قدر

- خواہشمند نہیں رہتا - اس لئے اُسے معمولی بیوہاری کی طرح دکھ نہ ہوگا ؀

(۶) اس کرم کے راز کے سمجھانے کے لئے مت متانتروں کے معلّم ذہن نشین کراتے رہتے ہیں - کہ کرم کرتے ہوئے کرم کے پھل کو برہما یا ایشور کے ارپن کر دو - تم کو کرم کرنے کا حق ہے - لیکن کرم کے نتیجہ یا پھل کا حق نہیں ہے - پرمارتھی بیوہاری عملاً - تجربتاً اور اصولاً نہ صرف اِس کا مشاق ہے - بلکہ یہ اصول اُس کی زندگی کا جُز بن گیا ہے ؀

(۷) پرمارتھی بیوہاری کی خوشی کرم میں نہیں رہتی - بلکہ اُس کے اندر رہتی ہے - اور وہ اُس کے دِل کا مرکز ہے - جہاں وہ مضبوطی کے ساتھ ہر وقت قائم رہتا ہے - اس لئے اس کی توجہ کے اُکھڑنے بکھرنے کا وہ دُکھدائی نتیجہ نہیں ہوتا - جو عام بیوہاری کا ہُوا کرتا ہے ؀ یہ سب باتیں مل ملا کر اُس کی طبیعت خاص قسم کی بنا دیتے ہیں - اب اُمید ہے - کہ تم میرے ارشادوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو گے ؀"

نندو بھائی بولے - "جی! اب جا کر سمجھ گیا - شکوک رفع ہو گئے - لیکن کیا آپ کسی مثال سے اُس کی وضاحت کر دیجئیگا ؟"

دیال نے کہا - "دُنیا اِس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے - عالم مثال ہے - اپنے ہر چہار طرف نظر کرو - ہر جگہ یہ مثالیں تم کو نظر آ جائینگی - لیکن میں تم کو ایک سچا واقعہ سُناتا ہوں - جس سے

یہ مضمون خوب صاف ہو جائیگا۔
آگرہ میں ایک بنیا رہتا تھا۔ جو بڑا مالدار تھا۔ دولت عزت۔ اور ثروت۔ کی طرف سے اُسے معمولی آرام ہو گیا تھا۔ اُس نے کسی گرہستی گیانی کی صحبت اختیار کی۔ جو عالم ہونے کے سوا عامل تھا۔ وہ اکثر اُسے کہا کرتا تھا:-

"جیسے جل میں کنول نرالم۔ مرغابی نشانیئے
سُرت شبد بھوساگر ترئے۔ نانک نام لکھائیے"

اِس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جیسے پانی میں رہتے ہوئے کمل کے پتّے یا پھول پانی سے تر نہیں ہوتے۔ جیسے مُرغابی کے پَر رات دن غوطے لگاتے رہتے رہنے سے خُشک کے خُشک رہتے ہیں۔ اُسی طرح اے نانک! شبد میں اپنی سُرت کو پروئے ہوئے اور نام کا آسرا لئے ہوئے اس بھوساگر سے تر جاؤ۔"
یہ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے کا اصُول ہے۔ یہ بات اُس بنئے کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ دِل تو ایک ہے جدھر لگا۔ اُدھر لگا۔ دُنیا کی جانب مایل ہے۔ تو دُنیا کا اور ایشور کی جانب مائل ہے۔ تو ایشور کا ہو کر رہیگا۔ دونوں باتیں ایک ساتھ اُس سے ممکن نہیں ہیں۔"

ایک ہی دِل ہے مرا دُنیا کو دُوں یا دین کو
دُوں توجہ کام کو یا مذہبی آئین کو

دو دلی اچھی نہیں۔ مرس نے ہے دل کو پیچتاپ
کیسے اس دل سے نکالوں بغض کو اور کین کو

گیان سے دیکھا۔ اس طرح اپنے تئیں سے بلیا حقیقت کو نہ سمجھ سکیگا۔ مجبور ہو کر اس نے اس سے کہا۔ "چلو۔ ہم کو تیرتھ یاترا کرا لاؤں۔" بلیا راضی ہو گیا۔ دونوں تیرتھ یاترا کو نکلے۔ پہلے متھرا بندرابن کو گئے۔ پھر دوارکا کی سیر کی۔ وہاں سے جگناتھ پوری آ گئے۔ پیچھا تھ میں پہنچے۔ گیا جی کا پرکھا کیا۔ گیانی اس فکر میں تھا۔ کہ کسی طرح اس کا روپیہ سب کا سب خرچ ہو جائے۔ کاشی جی میں پہنچ کر وہ کسی پنڈے کے گھر میں مقیم ہو گئے۔ بنئے نے کہا۔ "مہاراج! اب روپیہ نہیں رہا۔ کیا کیا جائے؟" گیانی بولا۔ "تم کہتے تھے۔ یہاں کے کسی سیٹھ کے ساتھ تمہاری کوٹھی کا لین دین ہوا کرتا ہے۔ اس کے پاس چل کر قرض لو۔"

اور وہ دونوں اس کی دکان پر پہنچے۔ اپنا نام بتایا۔ سیٹھ نے خوشی ظاہر کی۔ اور کہا۔ "آج مجھے دم مارنے کی فرصت نہیں ہے۔ آپ کل آئیے تو روپیہ دے دونگا۔" دونوں قیامگاہ پر پہنچے۔ دوسرے دن بلیا اکیلے اس کی دکان پر پہنچا۔ ٹھٹ کے ٹھٹ آدمی جمع تھے۔ نذریں پیش کی جا رہی تھیں۔ کثرت کے ساتھ سامان بھرے ہوئے تھے اور سیٹھ کام میں مصروف تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ آج سیٹھ کے لڑکے کی بارات نکلیگی۔ جلوس کی تیاری ہو رہی ہے۔ اور شادی کی ساعت بھی شام ہی کی ہے۔ بنئے نے سوچا۔ "آج روپیہ

مانگنا ٹھیک نہیں ہے۔" سیٹھ نے حالانکہ اسے دیکھ لیا تھا تاہم اسے جرأت نہیں ہوئی۔ موقعہ اور محل سوچ کر واپس چلا آیا۔ دوسرے دن بارہ بجے کے وقت پہنچا۔ اتفاق کی بات! رات کے وقت سیٹھ کا لڑکا بیمار ہو کر مر گیا تھا۔ اس کے جنازے میں سب لوگ معروف تھے۔ اور وہ سیٹھ تن تنہا اپنی دوکان پر آسن مارے بیٹھا ہوا تھا۔ بنئے نے اسے دیکھا۔ حال معلوم کیا۔ اور اپنا کام نکلتے نہ دیکھ کر پلیٹھ پھیری۔ سیٹھ نے آواز دی۔ کہاں جاتے ہو۔ کل بھی آکر تم واپس چلے گئے تھے۔ آج روپیہ لے لو اور اپنا کام کرو۔" اور اس نے روپیہ دے کر اس کا نام بہی کھاتہ میں لکھ لیا۔ رسید لی اور اس کو کہا۔" اب آپ تشریف لے جائیے۔"

بنئے کو تعجب سا تھا۔ پوچھا۔" لالہ جی! آپ کی زندگی مجھے معمہ معلوم ہوتی ہے۔ پہلے دن کثرت کار کا بہانہ کیا۔ کل میں آپ کو سخت مصروف دیکھ کر خود ہی چلا گیا۔ آج آپ کا لڑکا مرا ہوا ہے۔ ابھی تک اس کی لاش مرگھٹ کو بھی نہیں گئی۔ اور آپ میرے ساتھ باوجود اس دلی صدمہ کے بیوہار کر رہے ہو یہ کیا بات ہے؟"

سیٹھ ہنسا۔" بیوہار تو بیوہار ہے۔ اور بیوہار زندگی کے ساتھ ہے۔ زندگی کا کوئی لمحہ کرم سے خالی نہیں رہتا۔ بیکار کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ پہلے دن حقیقت میں مجھے فرصت نہیں تھی۔ دوسرے دن مجھے روپیہ دینے کا خیال تھا۔ آپ خود ہی چلے گئے۔ آج ذرا فرصت مل گئی۔ اس لئے بہ آسانی آپ کی خدمت کی طرف توجہ

ہوتی ہے۔"

بنئے نے کہا۔"کیا آپ کو لڑکے کے مرنے کا رنج نہیں ہے؟"

سیٹھ مسکرایا۔"رنج کیوں ہوتا۔ دل میں ایک خیال آتا ہے۔ دوسرا جاتا ہے۔ ایک پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا مرتا ہے۔ یہ لڑکا کیا تھا؟ وہ خیال ہی کی تو صورت تھا۔ میں نے ہی دل میں لڑکے کا خیال پیدا کرکے دل میں اس کا نقشہ بنایا۔ اور عورت کے حمل میں اسی طرح اسے قائم کیا۔ جیسے مصوّر اپنی خیالی تصویر کو قائم کرتا ہے۔ اور اسے سنوارتا سنگارتا ہے۔ میں نے بھی اس لڑکے کی خیالی تصویر کو سنوارا سنگارا۔ مصوّر کی تصویر غیر متحرک تھی۔ لڑکا متحرک تصویر تھا۔ صرف اتنا فرق ہے۔ تھا تو وہ آخر خیال ہی! اور میرا ہی خیال تھا۔ کسی اور کا خیال نہیں تھا۔ خیال عملی جامہ پہن کر آیا تھا۔ چونکہ اس کی بنیاد کمزور تھی۔ اس لئے کمزور خیالوں کی طرح اس کی بھی موت ہو گئی۔ خیال تو خیال ہی ہے۔ ایک خیال کب ہمیشہ رہتا ہے۔ جو یہ رہتا۔ سمندر میں جیسے لہریں اٹھا کرتی ہیں۔ ویسے ہی خیالات کی ترنگیں دل میں اٹھا کرتی ہیں۔ کوئی خیال علمی ہے۔ کوئی عملی ہے۔ کوئی نظری ہے کوئی دلی ہے۔ ان کے آتے جاتے رہنے سے صرف نادان اور ناسمجھ آدمی پریشان ہوتے ہیں۔ میں نے آتم ساد ھن کرکے آتم گیان حاصل کر لیا۔ خیال کو خیال سمجھ لیا۔ اس خیال کے لئے کیوں مجھے دکھ ہونے لگا۔ دنیا خیالی ہے۔ کلپت ہے۔ ناشمان ہے۔ اور متھیا ہے۔ اس متھیا کے لئے میں کیوں دکھی ہوں۔ تم بھی عجیب بات کہتے

ہو۔ جس کا نہ سر نہ پیر! کیا تم اپنے آنے جانے والے خیال کے لئے رہتے ہو! خیال آتا ہے۔ آدے۔ جاتا ہے جائے۔ وقت پر خیال سے تعلق ہے۔ وقت پر خیال سے بے تعلق ہے۔ یہ تو سمندر کی لہروں کی طرح آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کے آنے جانے سے میری ذات یا آتم سروپ کو کیا صدمہ پہنچ سکتا ہے۔

"جیسے جل میں کمل نرالم مرغابی نشانئے
سُرت شبد بھوساگر ترئیے۔ نانک نام بکھانئے"

بنئے کو حیرت ہوئی۔ اس کا گورو بھی نانک صاحب کی یہی بانی سنایا کرتا تھا۔ اور سیٹھ نے بھی اسے وہی سنائی۔

بنئے نے پوچھا۔ "بھگون! آپ گیانی ہو۔ لیکن بال بچوں کو آپ خیالی کیسے کہتے ہو؟"

سیٹھ ہنسا۔ "زیادہ بات چیت کرنے کا موقعہ نہیں ہے لڑکے کی لاش کفن پوشش ہو چکی۔ اب مجھے بھی جل سائیں گھاٹ جا کر اس کا دگدھ کرم کرنا ہے۔ تم اب روپیہ لے کر جاؤ۔ اپنا کام کرو۔ میں بھی جگت کا بیوہار کروں۔ پرسوں جو صاحب تمہارے پاس آئے تھے۔ میں اُن سے واقف ہوں۔ وہ مجھ سے بات چیت کرنے کے خواہشمند نہیں تھے۔ اس لئے میں نے چھیڑنا مصلحت نہیں سمجھی۔ غالباً وہ تمہارے گورو ہیں۔ اُن سے جا کر پوچھو۔ یہ راز وہ تم کو خوب سمجھائیں گے۔"

بنیا اجازت لے کر اپنے گیانی گورو کے پاس آیا۔ اُس کو

سارا حال کہہ سنایا۔ پھر وہ دونوں کاشی سے چل کر میرے پاس
رادھا سوامی دھام میں آ گئے۔ کئی دنوں تک یہاں ست سنگ
کیا۔ ان دونوں کے نام ...... اور ۔ .. ۔ .. تھے۔ اور تسلی
ہو جانے پر پھر آگرہ چلے گئے۔"

نندو بھائی بولے۔ "میں ان کے نام سے تو واقف ہوں۔ لیکن
افسوس یہ ہے۔ میں اس وقت رادھا سوامی دھام میں نہیں
تھا۔ ورنہ آپ کی تقریر سُنی ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے
پاس آ کر ملنے سے ضرور وہ سوال کیا ہوگا۔ جس کا جواب بنارسی
پنڈتوں سے نہیں ملا تھا۔ کیا آپ وہ مجھے سُنا دیں گے؟"

دیال ہنسا۔ "بیٹے اور اس کے گورو نے دونوں نے مل کر مجھ سے
یہ سوال کیا تھا۔ کہ "بال بچے خیالی کس طرح سے ہیں؟" اور میں
نے اُن کو جو جواب دیا تھا۔ وہ میری اپنی انبھوی ٹیکنی تھی۔ جس سے
وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اور پھر زیادہ سوال جواب کرنے کی ضرورت
نہیں سمجھی۔ کیونکہ دونوں آتم ادھکاری تھے۔ تم بھی اُسے سن لو۔
اور غور کرو۔ حالانکہ میں وہی بات رادھا سوامی دھام کے اِس
ست سنگ میں بار بار کہا کرتا ہوں۔ جو تم پہلے بھی سن چکے ہو۔ اب
پھر سنو۔ میں نے کہا:۔

"حقیقت ایک ہے۔ وہ ذات مطلق ہے۔ سمجھنے بوجھنے کے لئے
اس کا نام برہم رکھا گیا ہے۔ بطور خود وہ صرف آدھار اور سہارا
محض ہے۔ لیکن جب ہے۔ تو ذات میں ذاتیت کے وصف کا

ہونا لازمی ہے۔ بغیر وصف کے ذات کی سمجھ نہیں آتی۔ بغیر جسم کے
رُوح یا رُوحانیت کا اظہار نہیں ہوتا۔ ظہور شے کی سمجھ بوجھ اُس کی
صُورت اظہار ہی سے ممکن ہے۔ اس برہمہ کے دو اوصاف ہیں۔
وِرہ (بڑھا یا بڑھتا ہُوا) اور مَن (سوچنا) یہ دونوں دھار کی صُورت
میں اُس میں اُس کے اندر اُس سے اور اُسی کے سہارے
برابر نکلتی۔ تماشا دکھاتی اور اُسی میں جذب ہوتی رہتی ہے۔ ایک ان
میں سے جڑ ہے۔ دُوسری چیتن ہے۔ ایک فاعلیت ہے۔ دوسری مفعولیت
ہے۔ ایک کو دوسرا مغلوب کرتا۔ اور جانتا بوجھتا ہے۔ دُوسرا مغلوب اور
شے معلوم ہوتی رہتی ہے۔ یہ دونوں دھاریں برہمہ سے اُسی طرح سے
خارج ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے تمہارے دل میں خیال اُٹھتے رہتے ہیں۔ یہ
قدرتی ہیں۔ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ سانس کی حرکتوں پر غور کرو۔ تو یہ
آپ آسانی سے تمہاری سمجھ میں آجائے۔ ان خیالی دھاروں کے ملنے سے
ان کے اندر گرہیں پڑ جاتی ہیں۔ جو جڑ چیتن کی گانٹھ کہلاتی ہیں۔ اور
یہ صرف علم و عمل کی بندھی ہُوئی صُورتیں ہیں۔ جو ہمارے سہارے کھیلتی
رہتی ہیں۔ ہم ان کے مرکز ہیں۔ اور یہ ہمارے اردگرد اُسی طرح ناچتی کُودتی
اور ہم میں سماتی رہتی ہے۔ جیسے سورج کے اردگرد نظام شمسی کے تمام قمر
ستارے۔ سیّارے۔ مدار اختر۔ قطب۔ ابدال او ثوابت۔ لوک۔
لوکانتر گردش کرتے ہُوئے اُس کے سہارے رہتے اور آخر میں اُسی سُورج
میں جذب ہو رہتے ہیں۔ یہ جگت اس جڑ چیتن کے گرہوں کے
تماشے ہیں۔ جیسے ہم مکان کے خیال کو دل دے کر مکان بنا لیتے ہیں

اور اُس میں رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام بال بچے۔ تولید اور تناسل کے
قانون کے بموجب ہم سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب کے سب
خیالی ہیں۔ اور خیالوں کی گرہیں ہیں۔ اور جب اُن کی یہ کیفیت سمجھ
میں آجاتی ہے۔ تو پھر گیانی کو بھرم نہیں رہ جاتا۔ اور اُس کی زندگی برہم
کی زندگی ہو جاتی ہے۔ جو ورہ اور ملتن کی گتھی ہوئی صورت میں کام
کرتی ہے۔ اس نظر سے یہ سارا جگت برہم مے ہے۔ سوا جڑ اور
چیتن کے اور یہاں کیا ہے۔ جو ہے۔ وہ سب کا سب برہم مے ہے
لیکن ممکن ہے تم کہو۔ کہ "ہم تو مر جاتے ہیں۔ اور بال بچے" ہمارے بعد
زندہ رہتے ہیں۔ اُس کی نسبت یہ سوچو۔ کہ ہم مرنے والے نہیں۔ ہم
ہی تو ہیں۔ جو بچوں کے روپ میں دُنیا میں رہنے کے خواہشمند ہوتے
ہیں۔ یہ صرف تبدیلی کی حالت ہے۔ اور یہ خواہش ہی بھرم ہے۔
جہاں ایسا بھرم ہُوا۔ پھر یہ جگت برہم مے ہونے کے عوض بھرم مے
پرتیت ہونے لگ جاتا ہے۔ اور جڑ چیتن کی گرہیں دُکھدائی ثابت
ہونے لگ جاتی ہیں۔ اس بھرم کے دُور کرنے کی تدبیر آتم سادھن
(دلی تربیت اور تادیب) اور آتم گیان (ذات کا علم) ہے۔ جس کا اہتمام
رادھا سوامی دھام کا ست سنگ اور ابھیاس ہے۔ ست سنگ سے
علمی گیان یا واچک گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور جب ان دونوں کی تکمیل
ہو جاتی ہے۔ اُس وقت چاہے کوئی بیوہار کرتا ہے۔ یا پرمارتھ کی کمائی
میں لگا ہے۔ دونوں کا نتیجہ ایک ہے۔ تعلق میں بے تعلقی۔ اور
بے تعلقی میں تعلق رہنے کا شغل رہتا ہے۔ اُس وقت نہ بیوہار بیوہار

ہے - نہ پرمارتھ پرمارتھ ہے - جو ہے وہ ہے - اور وہ تو ہی برہم کا برہم ہے - برہم کے سوا اور کچھ نہیں ہے - "

میں نے دونوں کو یہ باتیں ذہن نشین کرائیں - اور کچھ دنوں بعد وہ پھر آگرہ چلے گئے - اور پھر بیوہار کے مسئلہ نے بھٹنے کو تکلیف نہیں دی ۔"

اس قدر مکالمہ کے بعد پھر نند و بھائی نے اور سوال نہیں کئے دیال کے جی میں تھا کہ وہ اور کچھ پوچھیں - اور آتم سادھن کی مزید صراحت کرائیں - لیکن ان کو خاموش پاکر اس نے حکم دیا - 'اب ست سنگ برخاست!' اور سب حسب معمول بندنا اور پرارتھنا کے شبد گا کر اپنی اپنی قیامگاہوں میں آرام کرنے چلے گئے ۔

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!! رادھا سوامی سہائے!!!

ختم ہوا

بیوہار گیان پرکاش

ضروری اطلاعیں

(۱) ویدانت میگزین کا سال نومبر ۱۹۲۵ء میں ختم ہو جائیگا جن خریدار صاحبان کے پاس کوئی نمبر اس سلسلہ کا نہ پہنچا ہو براہ کرم وہ فوراً اطلاع دیں۔ تاکہ پرچہ بھیج دیا جائے۔ ۱۵ نومبر ۱۹۲۵ء کے بعد ہم تعمیل حکم سے قاصر رہیں گے۔

(۲) اسی نومبر ۱۹۲۵ء میں ویدانت میگزین کا سال ختم ہو جائے گا۔ اگر ناظرین اس سے کافی طور پر مستفید ہوتے ہیں۔ اور اس کا جاری رکھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ تو ان کو اپنی آئیندہ خریداری کے لئے اطلاع دینی چاہئے تاکہ سال آئیندہ کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) نومبر ۱۹۲۴ء کا پہلا نمبر گیان سوریودے ختم ہو چکا ہے۔ اکتوبر کے اخیر تک ضرور شائع ہو جائے گا۔

نیا فوٹو

حضور جی شیوبرت لال جی مہاراج کا بالکل نیا فوٹو تیار ہے جو نہایت ہی سستا ہے۔ درچند کاپیاں فقط رہیں ہیں پھر شاید ہاتھ نہ آئیں کیبنٹ سائز قیمت فی فوٹو تین روپیہ (۳) علاوہ محصولڈاک۔ منیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگر محلہ انارکلی لاہور

کبیر بیجک

از شیوبرت لال صاحب

پرم سنت کبیر صاحب مہاراج جی کے مستند گرنتھ بیجک شرح دواضح اردو ترجمہ گیارہ مکمل حصوں میں دوبارہ شائع ہو گیا ہے قیمت فی جلد ۳

کبیر لوک

از شیوبرت لال صاحب

چند کاپیاں رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیں ورنہ پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت رعایتی فی جلد چار روپے (للعہ)

سنت کبیر کی ساکھی

از شیوبرت لال صاحب

تھوڑی سی کاپیاں فقط رہ گئی ہیں جلد آرڈر دیویں۔ قیمت رعایتی فی جلد ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ:- منیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگر محلہ انارکلی۔ لاہور

رعایتی اعلان

بہ رعایت دسہرہ کی تقریب کی تعظیم میں ماہ اگست ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء کیلئے ½ قیمت پر مندرجہ ذیل کتب دی جاتی ہیں جلد درخواست بھیجئے

ویدانت کا سلسلہ

- ویدانت کی پہلی کتاب عمر
- ویدانت کی دوسری کتاب سکر
- ویدانت کی تیسری کتاب ۱۲/
- ویدانت کی چوتھی کتاب عا/
- گیان پرسیستائیں
- گیان پرشنوتر این } زیر طبع
- ویدانت کلپدرم عا/
- آتم وچار کلپدرم ۱۲/
- پرمہ گیان پریپکیر ۶/
- معیار المکاشفہ ۸/
- کرم یوگ ۱۲/
- راج یوگ ۴/
- بھگتی یوگ ۱۲/
- گیان سوریودے ۸/
- گیان چینتا ؤدے ۱۲/
- گیان پرکاشودے ۱۲/
- برہم گیان پرکاش ۱۲/
- یوگ گیان پرکاش ۱۲/
- آتم گیان پرکاش ۱۲/
- اتیم گیان پرکاش ۱۲/
- اکرم گیان پرکاش ۱۲/

- جنم گیان پرکاش ۱۲/
- مکتی گیان پرکاش ۱۲/
- بیوہار گیان پرکاش ۱۲/

سندیش کا سلسلہ

- گیان سندیش ۸/
- اکرم سندیش ۸/
- آپاستا سندیش ۸/
- چجیر جز سندیش ۸/
- عنقہ سندیش عمر
- پریم سندیش ۸/
- پچن سندیش ۸/
- وچار سندیش ۸/
- بانز سندیش ۸/
- سہج سندیش ۸/
- درشانت سندیش ۸/
- یوبک سندیش ۸/
- اگم سندیش ۸/
- اوبھت سندیش ۸/
- ست سندیش ۸/
- سار سندیش ۸/
- سچا اور سناتن اہنسا دھرم ۶/

تصوف کے سلسلہ کی کتب

- سمرت شبد یوگ کلپدرم عہر
- چرنز کلپدرم ۱۰/
- رشی پرتانت کلپدرم ۶/
- چین پرتانت کلپدرم ۶/
- وشنو پوران ۱۰/
- بھگتی پوران ۸/
- راز تصوف ۸/
- بہار تصوف ۱۲/
- مہا صرہ چتور ۸/
- لوک پرلوک سدھار ۸/
- سوانح عمری حضرت محمد صاحب ۶/
- پرلوک سدھار ۸/
- جیون سدھار ۸/
- یوگ سدھار ۸/
- بہنوتھی سدھار ۱۰/
- آتم جیون سدھار ۱۰/
- شکھ سدھار }
- پرارتھ سدھار } عہر
- تیج اپکار سدھار }
- سوانح عمری حضرت علی صاحب ۶/
- وچار سدھار ۱۰/

شبد گنجار

نظم مکمل ہے۔ اور نثر ناقص ہے۔ جو بات کہ ایک مصرعے میں پورے طور پر بیان ہوتی ہے۔ وہ نثر کے کئی صفحے پڑھنے سے بھی نہیں حاصل ہوتی۔ کسی اچھے شاعر کا ایک ہی شعر اس کے مفہوم ذہنی سمجھانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں لیکچرار کے دو چار گھنٹوں کی تقریر پر اکثر اصلی مراد کے ذہن نشین کرانے میں ناکامیاب ثابت ہوتی ہے۔

شبد گنجار نظم کی کتاب ہے جس میں مختلف قسم کے پُر معنی اور پُر مغز شبد بہ کثرت آئے ہیں۔ مدت سے جا بجا روزانہ ست سنگ میں لوگ بڑے ذوق و شوق خوش الحالی سے اس کا پاٹھ کیا کرتے ہیں اس کی دھن اس طرح کی ہے۔ کہ پڑھنے اور سننے والے دونوں خوشی سے مست ہو جاتے ہیں۔ اس کے قلمی نسخے بہتوں کے پاس موجود ہیں۔ اب تک چھپانے اور چھپوانے کی نوبت نہیں آئی تھی پہلی مرتبہ دلپسند فلسفانہ دیباچہ کیساتھ اسکی انطباعت کا اب اہتمام کیا گیا ہے امید ہے کہ جلد چھپکر اشاعت پا جائے گی۔ کتاب کیا ہے تصوف اور گیان اور بھگتی اور خزانہ پریم کے کھولنے کی کنجی ہے مشکل سے مشکل مضامین کی مؤثر تشریح شبد کے ایک ایک کڑی میں ملیگی۔ اور جو دقیق باتیں ابتک بھی ست سنگی کافی طور پر نہیں سمجھتے۔ نہایت سہل پیرایہ میں کھول کھول کر صاف واضح کر دی گئی ہیں۔

چونکہ پریس میں چھپ رہی ہے اور جلد تیار ہو جائیگی ہم اپنے ست سنگی بھائیوں سے اور دوسرے اس کے شائقینوں سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد اپنی درخواستیں معہ تعداد جلدوں کی بھیج دیویں۔ تاکہ چھپتے ہی اُن کی خدمت میں بھیج دی جاویں۔ درخواستیں جلد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔ کتاب بڑی ضخیم ہے۔ کاغذ عمدہ چھپائی لکھائی اعلےٰ قیمت ۲ روپے

ملنے کا پتہ

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو دہنگرا محلہ انارکلی لاہور

آبدار موتی

شیوبرت لال جی مہاراج کا تازہ ترین ناول

یہ ناول شاہی لکڑہارا سے بھی کہیں زیادہ دلچسپ دلپسند اور رقت انگیز ہے اس کے صفحات میں وہ پرلطف مصالحہ موجود ہے جو ہزار ہا ناولوں میں نظر نہ آئیگا۔ یہ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ اگر جبر و صبر ظلم و تعدی تسلیم و رضا ہمت و استقلال مظلومی و بیچارگی نیچرل فطرتی جذبات کے دلآویز نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آبدار موتی دیکھئے۔ اس کا ہر باب تصویر عبرت ہے۔ رقت و درد کا حال پڑھکر یقینی آپ کے آنکھوں میں آنسو آجائینگے۔ دنیا کے انقلابات قسمت کے حیرت ناک مناظر دیکھنا چاہیں تو آبدار موتی پڑھئے اس کا مطالعہ یقیناً آپ کے دل پر ایک دردانگیز اثر پیدا کریگا آبدار موتی بلاشبہ نیکی و بدی کے انجام کا موثر خاکہ ہے حسرت و درد کی مجسم تصویر دلی جذبات کا پر تکلیف ساغر طرز تحریر نہایت متانہ ہے جو اس ناول کے مصنف کا خاص حصہ ہے۔ یہ صرف ناول ہی نہیں۔ بلکہ پریم بھگتی اور روحانیت کے شاندار خیالات کا نہایت نفیس و نادر مرقعہ ہے جس کو پڑھکر یقیناً آپ کی زندگی میں ایک غیر معمولی تبدیلی نظر آئے گی۔ ضخامت ۲۰۸ صفحہ لکھائی چھپائی نفیس قیمت عمر

اس سلسلہ کا دوسرا ناول نایاب موتی زیر طبع ہے اسکی خوبیاں بھی اس سے کسی طرح کم نہیں

جین مت کے پیروں کے لئے ناولوں کا یہ نیا سلسلہ نہایت ہی مفید ہوگا

جن صاحبان کے آرڈر ۲۰ اکتوبر تک آ دیں گے ان کو یہ ناول ۱/۲ قیمت پر دیا جاویگا۔

ملنے کا پتہ منیجر اودھ صوت چنگر محلہ انارکلی - لاہور

SPIRITUAL & INTELLECTUAL
BOOKS IN URDU

BY

B. SHIVABRAT LAL SAHIB

	Rs.	a.
1. Sat Kabir ki Sakhi ...	1	0
2. " " " Shabdawli	0	12
3. " " ka Bichak in Press ...	4	0
4. " " " Yog ...	4	0
5. Nanak Yog ...	1	10
6. Radhasoami Yog ...	2	4
7. Sahaj Yog ...	2	8
8. Surat Shabd Yog Kalpadrum ...	2	8
9. Panth Sandesh .	1	2
10. Kabir Charita in press	0	8
11. Guru Tegh Bahadur ki Bani ...	0	4
12. Mahabharat ...	2	0
13. Vigian Ramain ...	3	2
14. " Krishnaina ..	1	9
15. " Wasishtain in Press	2	0
16. Bhagat Mal I Part ...	3	8
17. Sant Mal or Bhagat Mal, II Part ...	2	8
18. Sant Sanjog I Part ...	2	8
19. " " II Part ..	1	12
20. " " III Part ...	2	[illegible]
21. Sant Sanjog IV Part..	2	8
22. " " V Part...	2	8
23. Nandu Bhai ki Sakhi	0	12
1st Book of Vedant ..	1	0
2nd " " " ..	1	2
3rd " " " ..	0	12
4th " " " ...	2	0
Birdhi Sudhar " ...	0	10
Nau Jiwan Sudhar ...	0	10
Lok Parlok " ...	0	8
Parlok " ..	0	8
Jiwan " ...	0	8
Yog " ...	1	8
Shabad Sar ...	1	8
Shahi Talibilam (non-co-operation) ..	1	0
" Swaraj ...	0	12
" Lakarhara	1	0
" Daku ...	1	0
" Jadugarni ..	1	0
" Bhikhari ...	1	2
" Jogi ...	1	0
" Pt Parain ...	0	10
" Bhut ...	0	10
" Chor ..	0	3

Can be had from—

THE MANAGER.

Radhasoami Karkhana,

Changar Mohalla, LAHORE

R. L. 1777
(ماہواری)
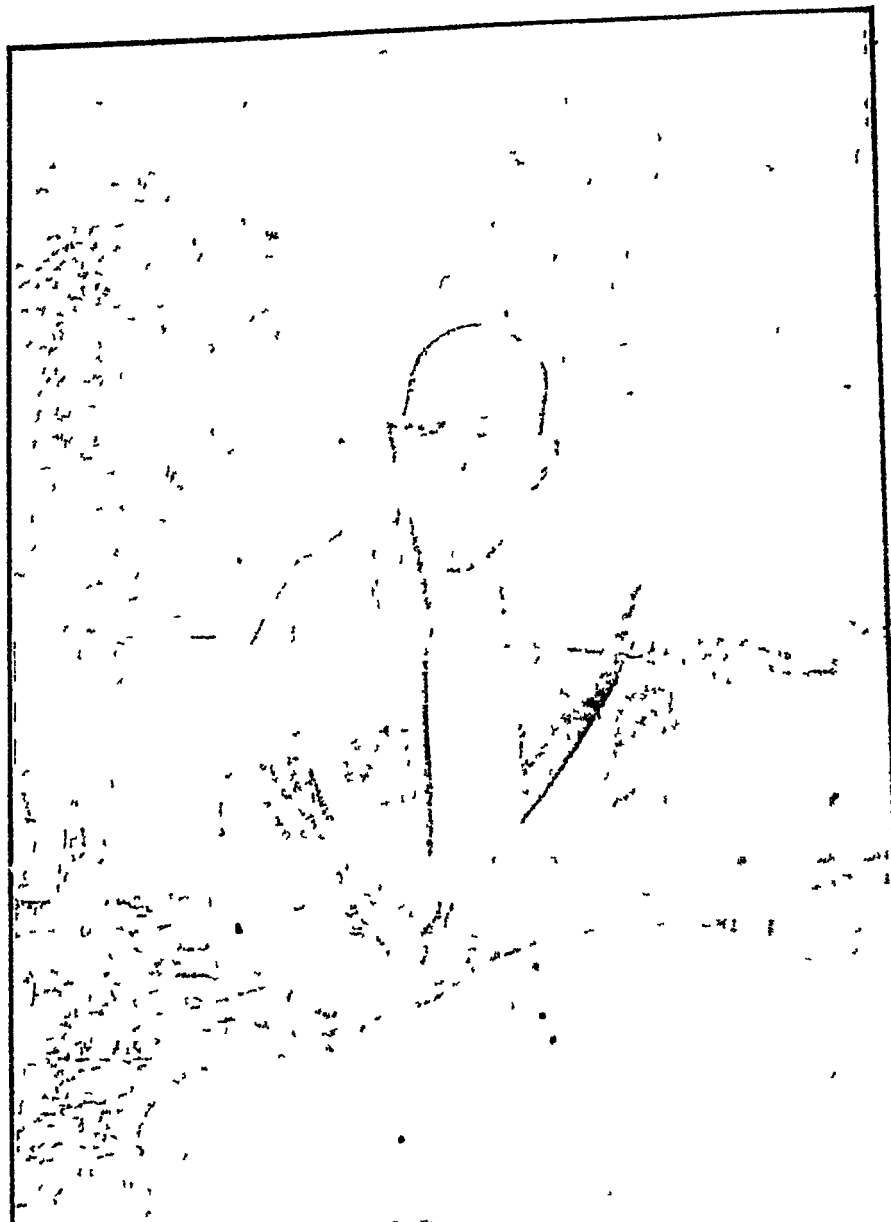
گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ

ویدانت میگزین

جلد ۱۳ - بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء - نمبر ۴

گیان پاکر جو ہوا گیانی وہ ہے ویدانتی بنا دُکھ گیا سنکلپ مٹا اور من میں آئی شانتی
بھرم کا اگیان کا موہ کا بندھن کٹا پھر بھرانتی جاتی رہی چت میں بسی نربھرانتی

ایڈیٹر و مصنفہ پنڈت شیوبرت لال
ایڈیٹر ادوت (اردو) و سنت (ہندی)

پبلشر نند کشور ملہوترہ مالک و منیجر ویدانت میگزین
چنگڑ محلہ - انارکلی - لاہور

نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم سٹیم پریس لاہور
میں چھپوا کر چنگڑ محلہ انارکلی لاہور سے شائع کیا

جملہ حقوق بحق [illegible]

دستور العمل

۱۔ ویدانت میگزین ہر ماہ کی تین تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہو۔ ہمیشہ تین تاریخ کو نکلیگا۔ جن اصحاب کے پاس نہ پہنچے۔ وہ اپنے چِٹ نمبر کا حوالہ دے کر اطلاع دیں۔ دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا۔ مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا ٭

(۲) ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ٭

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین درج نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں ٭

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپے ۴ آنہ محصولڈاک ہے۔ ممالک غیر سے للعہ تازہ نمونہ کی قیمت ۸ ر بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۱۲ ر ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کی درخواست نہ کریں ٭

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق تمام خط و کتابت بنام پبلشر و مینیجر ہونی چاہیئے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف! خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ٭

۶۔ رعایت کے وقت اپنے چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ٭

۷۔ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام مفصل پتہ تحریر فرمائیں ٭

مینیجر ویدانت میگزین۔ چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

رادھا سوامی سہائے

التماس

ویدانت میگزین باوجود ہردلعزیز اور مقبول عام ہونے کے ابھی تک اتنا شائع نہیں ہوا۔ اسے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ وسیع خیالی کا دور آجائے اور مذہبی تفرقات مٹتے چلیں ۔

ہمارے ناظرین میں سے کسی نے اب تک اس جانب توجہ نہیں دی ویدانت میگزین کے لئے خریدار بنانا نہایت آسان ہے۔ اس کا کوئی ایک نمبر اپنے کسی دوست کو پڑھنے کے لئے دیدو۔ وہ خود شوق سے خریدار ہو جائیگا ۔

ممکن نہیں کہ اس کا اثر ہو نہ دلنشین
ہے سچے معنوں میں یہی ویدانت میگزین

یہہ بارھواں نمبر ہے۔ جنھوں نے باقاعدہ شروع سے آخر تک اس کے تمام نمبروں کو مطالعہ کیا ہے۔ وہ اب اپنی دلی حالت پر غور کریں۔ عملی اور علمی تبدیلی آئی یا نہیں ؟ آئی کیوں نہیں ؟ یہ کسی عامل کے کلام ہیں۔ جو بے اثر نہیں رہ سکتے ۔

اگر آپ میں سے کسی کو اس سے فیض پہنچا ہے۔ تو کم از کم چار چار نئے خریدار جلد بنائیے۔ تاکہ ہم پھر اسے جاری رکھیں۔ اور اس کو مفید تر بناتے چلیں ۔

نند کشور
مالک و مہتمم ویدانت میگزین لاہور

زادھا سوامی سنیہاسی

ویدانت میگزین

جلد ۳ - بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء نمبر ۲

نکتے

(۱) کس نے پہلے پیدا ہوئے کو دیکھا ہے؟ دنیا کی زندگی۔ خون اور روح کہاں تھیں؟ کون اعلان کر سکتا ہے۔ کہ یہ پرچا (خلقت) کہاں سے آئی؟ دیوتا یہہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ بعد کو پیدا ہوئے۔ کون جان سکتا ہے۔ کہ جڑ (اصلیت) کیا ہے؟ اور آیا وہ پیدا ہوئی یا نہیں؟"

(رگ وید - ۱ - ۱۲۹ دان منتر)

(۲) پرپنچ کے جگت کے پرگٹ ہونے کے پہلے نہ ست تھا۔ نہ است تھا۔ نہ آکاس تھا۔ نہ اکاس سے پرے تھا۔ مرتیو نہیں تھی۔ اس لئے اینا سی پنا بھی نہیں تھا نہ دن تھا۔ نہ رات تھی۔ ایک سانس والا اپنے تتو (روپ) میں سانس لے رہا تھا۔ نہ کوئی وستو

اُس سے پرے کچھ تھی۔ نہ اُس کے پرے تھی۔ اِس تتو سے رچنا کرنیوالی شکتی پھوٹی۔ پیچھے پرکرتی اُوپر پران"

(رگ وید۔ ۱۔ ۱۲۹ دال منتر)

۳۔ "اِس اویکت سے دھیرے دھیرے پران۔ من اندری شکتی۔ آکاس۔ گرمی۔ ہوا۔ جل اور پرتھوی پرگٹ ہوئے۔"

(منڈک اپنشد۔ ۲۔ ۱:۲)

۴۔ "وستو ایک ہے۔ اور گیانی اُسے کئی کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔"

(رگ وید)

۵۔ "آگ ایک ہے۔ شعلے۔ چنگاریاں۔ انگارے۔ دھواں۔ وغیرہ اُسی ایک ہی آگ کی مختلف صورتیں ہیں۔ پانی ایک ہے۔ لہر۔ بوند۔ جھاگ۔ بھنور۔ بلبلے وغیرہ اُسی ایک ہی پانی کی مختلف صورتیں ہیں۔ مٹی ایک ہے۔ کنکر پتھر۔ لعل۔ جواہر۔ گھڑا۔ صراحی۔ کھلونے۔ ذرے وغیرہ سب اُسی ایک ہی مٹی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ہوا ایک ہے۔ آندھی۔ جھکولے وغیرہ سب اُسی ایک ہی ہوا کی مختلف صورتیں ہیں۔ آکاس ایک ہے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ مٹی۔ وغیرہ سب اُسی ایک ہی آکاس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بیج ایک ہے۔ انکھوا۔ ٹہنی

شاخ - کونپل - پتے - پھول - پھل - سب اُسی ایک بیج کی مختلف صورتیں ہیں۔"

(٦) "اکائی ایک ہے - دہائی - سینکڑہ ہزار وغیرہ اُسی ایک اکائی کی مختلف صورتیں ہیں۔"

(٧) "جو ہے - وہ ایک ہے - ایک کے سوا دوسرا نہیں ہے - یہ تمام گرہ - سورج - چاند - ستارے دیوتا - انسان - حیوان - عناصر اور پرکرتی وغیرہ جو تم کو نظر آرہے ہیں - یہ سب کی سب اُسی ایک ہی کی مختلف صورتیں ہیں - جو اس ایک کو جان گیا - وہ سب کو جان گیا - جس نے اس ایک کو نہیں جانا - اُس کا سب کا جاننا انجان پنا ہے - وہ بھرم میں رہیگا۔"

التماس } تمام ناظرین کی خدمت میں التماس ہے - کہ اگر انہیں ویدانت میگزین پسند ہو - تو اس کی اشاعت بڑھانے میں ہر ممکن کوشش کریں - تاکہ ہمیں آپ کی بیش از پیش خدمت کرنے کا موقعہ ملے۔

(٢) اگر آپ کو ویدانت میگزین کے مضامین پسند ہوں - اور اس سلسلہ کو سال آئندہ کے لئے جاری رکھنا نفع بخش سمجھتے ہوں - تو اپنی رائے عالی سے فوراً دفتر کو اطلاع دیں - تاکہ کارپردازان ویدانت میگزین دوسرے سال کیلئے رسالے کا اہتمام کرسکیں۔

منیجر

تیر بہدف ادویات

رشو وٹی تمام بادی و بلغمی امراض مثلاً دمہ۔ کھانسی۔ تپ لرزہ۔ پانڈو روگ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ درد چشم۔ ناخونہ وغیرہ۔ امراض چشم کے لئے از حد مفید۔ بخار ہر قسم و بادی دسنپات ہر قسم کی بیماریوں قبض شکم۔ قولنج۔ بواسیر۔ بانجھ پن۔ کرم شکم۔ تنگی بول۔ بد ہضمی۔ کمزوری معدہ۔ سنگرہنی۔ سوزاک گنٹھیا۔ آتشک۔ پرمیہ۔ ذیابیطس۔ بدبو دہن۔ درد سر۔ جلودر۔ ضعف باہ مرگی۔ ناسور۔ گنج شبکوری۔ زہریلے جانور۔ سانپ وغیرہ کے ڈنگوں۔ زکام۔ درد ناف۔ تنگی نفس۔ پتھری مثانہ۔ ام الصبیان۔ اور بہت سی بیماریوں کی ایک واحد بے خطا دوائی ہے۔

قیمت ۶۴ گولی عا/ ۳۲ گولی عہ/

استری سنجیون وٹی یہ دوائی استریوں کی کل بیماریوں (یعنی ماہک جو درشن) حیض کا کم آنا۔ یا درد سے آنا۔ یا بیقاعدہ آنا۔ اور بانجھ پن کی کل بیماریوں کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ارتھات ان سب پرانی سے پرانی بیماریوں کو ایک مہینہ کے اندر دور کر کے سارے شریر کو موٹا تازہ بنا دیتی ہیں۔ اس سے سمپورن بادی کے روگ۔ کوڑھ۔ بواسیر۔ سنگرہنی۔ پرمیہ وات رکت۔ خون کے بگاڑ۔ نابھی ٹل پیٹ درد۔ بھگندر۔ دکھے روگ۔ تپ دق وغیرہ۔ گولے کا روگ۔ مرگی۔ ہسٹیریا۔ یعنی اختناق الرحم۔ مندا گنی۔ کھانسی۔ شواس اور ارُوچی۔ بدہضمی وغیرہ سب روگوں کو دور کر کے نئے دھاتو کو اور زیادہ بڑھا کر قابل اولاد بناتی ہے۔ ارتھات ۸۴ قسم کے سب وات روگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ آزما کر فائدہ اٹھائیں اور ملک کی تیر بہدف سودیشی ادویات کی قدر کریں۔ قیمت ۶۰ خوراک عا/ تیس خوراک عہ/

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر رادھا سوامی اوشد هالیہ جنگڑ محلہ انار کلی لاہور**

شانتی گیان پرکاش

شانتی واد کی درشٹی سے ویدانت

مصنفہ

شیوبرت لال

مصنف

(۱) لوک سُدھار (۲) پرلوک سُدھار (۳) جیون سُدھار (۴) یوگ سُدھار
(۵) سُکھ سُدھار (۶) پرمارتھ سُدھار (۷) رج اُپکار سُدھار (۸) نوجیون
سُدھار (۹) وچار سُدھار (۱۰) بُدھی سُدھار وغیرہ وغیرہ صدہا کتب

جن کی مختصر اور غیر مکمل فہرست
لالہ نند کشور مالک و مہتمم ویدانت میگزین چنگڑ محلہ لاہور
سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔

نند کشور ملہوترہ مالک و پبلشر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انارکلی لاہور
نے شائع کیا۔

(جملہ حقوق بحق پبلشر)

(بار اوّل)

(قیمت فی جلد ۱۲/)

۲۵عہ

فہرست مضامین

دیباچہ

ویدانت وید کا انت ہے۔ وید گیان ہے۔ اور اس گیان کی چوٹی کا نام ویدانت ہے۔ اور وہ گیان کی چوٹی کیا ہے؟ اپنی اصلیت اپنی ذات اور اپنی ہستی کا علم۔ اس کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔

ہم سب کے جاننے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اور ہم کو جو جزوی۔ اور نسبتی علم ہوتا بھی ہے۔ وہ ہمارے مکمل اطمینان کا نہ باعث ہوتا ہے۔ اور نہ ہمارے گیان کی پیاس کو بجھاتا ہے۔ اور ہم شروع سے لے کر آخر تک اندھوں کی طرح ٹٹول ٹٹول کر چلتے ہیں۔ اور راہ پر نہیں آتے اور آخر میں ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہم جیسے نادان آئے۔ ویسے ہی یہاں سے چلے۔

دیکھ کر دیکھا بھی کیا۔ دیکھا بھی اور دیکھا نہیں
کس کو ہم لیکھا کہیں۔ لیکھا ہے اور لیکھا نہیں

اور بسا اوقات تو یہ خارجی علم آفت جان ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی زیادہ پیاسے کی تھوڑے اور غیر کافی پانی پینے سے پیاس بڑھ جاتی ہے۔ اور کافی پانی نہ ملنے سے وہ تڑپ کر جان دیتا ہے۔ وہی اس کا بھی نتیجہ ہوتا ہے۔ بعض بعض لوگ اس جزوی علم کو پا کر اس قدر تنگدل ہو جاتے ہیں۔ کہ اوروں کے وسیع تجربات کی قدر نہیں کرتے۔ اور تعصب اور

اور ہٹ دھرمی پر تُل بیٹھتے ہیں اور اپنے اور دُوسروں کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ یہ دُوسری مُصیبت ہے۔ دونوں حالتیں قریب قریب یکساں ہیں ٭

انسان کے اندر علم حاصل کرنے کا جذبہ فطرتی ہے۔ یہ اُس کا خاصہ ہے۔ بچہ سوال کرتے ہوئے آتا ہے۔ اور بُوڑھا سوال کرتے ہوئے جاتا ہے۔ اِس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور دونوں جاہل کے جاہل اور نادان کے نادان بنے رہتے ہیں۔ بچہ کی نادانی کا تو سب کو علم رہتا ہے۔ بُوڑھوں کی نادانی اُن کے طرزِ عمل اور زبانی اقرار اور علمی اظہار سے ظاہر ہے ٭

پھر کیا اِس علمی ذوق و شوق اور تحقیقات و معلومات کا کوئی قطعی نتیجہ نہیں ہوتا؟ اور ہم کو لامحالہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ حقیقت میں تجربہ ایسا ہی کہتا ہے۔ اور اِس کے ماننے سے کسے انکار ہوگا!

دُنیا طلسم خانہ ہے کھُلتا نہیں ہے راز | حیران آکے عالم و عاقل ہوئے یہاں
پایا نہ اس کا بھید تسلی نہیں ہُوئی | علم اور عقل دونوں ہوئے ہیں عذاب جان

تو پھر کیا ہم اِس نتیجہ پر پہنچ کر خاموش ہو جائیں؟ مزید تحقیقات سے تعلق نہ رکھیں؟ اِس سوال کا جواب ہمارا دل یہ دیتا ہے۔ کہ ہم کبھی اِس سے غافل نہیں رہ سکتے۔ اور علمی جذبہ کے شوق کو کبھی خاموش نہیں کر سکتے۔ ہزار کوشش کریں۔ کہ دل خاموش ہو جائے۔ لیکن اُسے قناعت نہیں آئیگی۔ اور اِس کے اُدھیڑ بُن کا اُس وقت تک خاتمہ نہ ہوگا۔ جب تک اُس کی علمی آرزو پُوری نہ ہوگی ٭

یہہ پوری کیسے ہو؟ یہ پوری ہوگی بھی یا نہیں؟ یا اِس کا گورکھ دھندا یوں ہی جاری رہیگا؟

اِس کا جواب کوئی نہیں دیتا - اور اگر جواب بھی دے تو کیا دے۔ ایک طرف ہمارے علمی مشاغل یا خارجی علوم کی صدیوں کی تحقیقات یقینی نتیجہ پر نہیں پہنچاتی - دُوسری جانب جذبۂ شوق کی کُرید دِل کے تہہ خانے کے اندر کھٹکتی اور کھٹکھٹاتی رہتی ہے - جو خاموش ہونے پر نہیں آتی۔ ہم ہزار چاہیں - کہ اُس کا گلا گھونٹ دیں - لیکن وہ مرتا نہیں - اور بڑھتا ہی جاتا ہے - اِس سے ثابت ہے - کہ دِل کے اندر اِس کی کامیابی کا یقین فطرتاً موجود ہے - جو اُسے اِس کی طرف مائل رکھنے کے لئے مجبور ہے۔ عجیب کشمکش کی حالت ہے۔

نہ ملتا ہے نہ ملنے کی ہوس جاتی کبھی دل سے
وہ کیا ہے پُوچھئے چل کر کسی ذی فہم عاقل سے

ویدانت کہتا ہے - "تم لاکھ مذہبی کتابیں پڑھا کرو - تم لاکھ مقدس نوشتہ جات کے کلام کی بار بار تلاوت اور بار بار روزانہ مطالعہ کیا کرو یگیہ کے فرائض انجام دو - دیوتاؤں کی مدد کے لئے دُعا پڑھتا کیا کرو۔ گیان اور علم کے لئے پِتری پُوجا کرتے ہوئے مرے ہوئے بزرگوں کی روح سے مدد مانگا کرو - (سب لاحاصل ہوگا) اُس وقت تک (اطمینان کی صُورت نہیں پیدا ہوگی) جب تک تم کو اپنے آتما کا گیان نہ ہوگا - اور جب تک اس شخصی آتما کے ملاپ کا احساس اُسے پرماتما سے نہ ملائیگا - تب تک رُوحانی نجات اور رُوحانی کمال کا امکان محال ہوگا۔"

اِس نظر سے ویدانت کے نقطہ نگاہ سے آتم گیان ہی منزلِ مقصود اور معراجِ تمنا ہے۔ تمام مذاہب کا اصلی مقصد یہی ہے۔ چاہے وہ کسی شکل صورت اور طرز بیان سے ظاہر کیا جائے۔ چاہے اُس کا ظاہر ظہور طریقہ میں اعلان ہو۔ یا راز د نیاز کے پردوں میں چھپا کر اشارہ اور رمز و کنایہ کی اُنگلی اُٹھائی جائے۔ مقصد وُہی ہے اِس شخصی زندگی کو برہم کی زندگی میں تبدیل کرو۔ محدودیت۔ تنگدلی۔ اور خود غرضی کو جواب دو۔ اور جیسے برہم تتو محیط کل ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ وُہی تمہاری کیفیت بھی اِس زندگی میں ہو جائے۔ تب جاکر یہ گتھی ہمیشہ کے لئے کھل جائیگی۔ اور بھرم کے مٹتے ہی حقیقت کا عین الیقین اور ساکشاتکار ہو جائیگا۔ پھر ان پریشانیوں کا قطعی خاتمہ ہو رہیگا۔ جو زندگی کو تلخ اور کڑوی بنا رہی ہیں*

یہہ ویدانت کا جواب ہے۔ یہ اُس کی تعلیم کا لُب لُباب ہے*

کبیر صاحب پرم سنت اسے اور پیرایہ میں بیان کرتے ہیں:-

(۱) وستو کہیں ڈھونڈے کہیں۔ کیہی بدھی آوے ہاتھ
کہیں کبیر تب پائیے۔ بھیدی لیا جب ساتھ (۱)

(۲) بھیدی لیا جو ساتھ میں۔ وستو کو دیا لکھا سے
کوٹی جنم کا پنتھ تھا۔ پل میں پہنچا جا سے (۲)

(۳) باہر کے پٹ بند کر۔ انتر کر دیدار
بال سینہی سائیاں۔ آد انت کا یار (۳)

رادہا سوامی دھام کا دیال کیا صدا دیتا ہے۔ جس کی تعلیم

کا خاکہ میں اپنی تحریر میں کھینچتا رہتا ہوں۔ اُسے بھی سُنو:۔

(۱)" باہر بھیتر ایک ہے۔ یک رس ہے چھوں اور[1]
گورو سے گیان ملے نہیں۔ تو پھر کر گورو اور (۱)

(۲) دُور نہیں وہ نیکٹ ہے۔ نیکٹ دُور بھرپور
ست سنگت میں پائیے۔ گھٹ میں درسے نور (۲)

(۳) آپ آپ کو آپ لکھ۔ اپنا آپا دیکھ
اپنے آپے میں رما۔ سوجھے اگم الیکھ (۳)

(۴) بھرم بھرم بھرمت رہا۔ بھرم ملا۔ نہیں گیان
بھرم مٹے سنشے اٹے۔ جو گورو ملیں سوجان (۴)

(۵) آپ آپ میں آپ ہے۔ آپ آپ میں دیاپ
جب یہ آپا لکھ پرے سہج سنیں ترے تاپ (۵)"

سکل سیانے ایک مت۔ لیکن اِس بات کی سمجھ بوجھ تجربے کی وسعت سے آتی ہے۔ اور جب تک دل میں وسعت نہیں آتی۔ اور وہ تنگ و تاریک بنا رہتا ہے۔ تب تک نہ اس جانب وہ خاطر خواہ مائل ہوتا ہے۔ اور نہ حقیقت کی اُسے سمجھ آتی ہے۔

ویدانت کے سلسلہ کی یہ بارہویں کتاب ہے۔ جس کا مضمون دیال اور نندو بھائی کے باہمی مکالمہ کے درمیان سُنایا گیا۔ اِس سے پہلے گیارہ کتابیں نذر ناظرین ہو چکی ہیں۔ مختلف طریقوں میں

---

[1] طرف۔

ان کی ترتیب عمل میں آئی ہے۔ تاکہ کسی طرح کسی نظر اور کسی نقطۂ نگاہ سے حقیقت کی سمجھ آ جائے
اصول ایک ہی اور غرض ایک ہی اصول اور غرض میں نام کیلئے بھی فرق نہیں ہے۔ طرز
بیان جدا جدا ہے۔ اور اس کا اہتمام صرف دیال کے ست سنگ ہی میں نہیں ہے
بلکہ جن کو ویدانت کے مطالعہ سے تعلق ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ویدانت میں اس قسم کی
علمی تحقیقیں ایک دو نہیں بلکہ بیشمار ہیں مثلاً۔ دویت واد۔ ادویت واد۔ وششٹا
دویت واد۔ سودیتا دویت واد۔ مایا واد۔ پرنیام واد۔ بیورت واد۔ آبھاس واد
اوچھیدن واد۔ شدھ ادویت واد۔ بھاو ادویت واد۔ وغیرہ وغیرہ۔ دیال نے اپنی جگہ
سے ویدانت کی صراحت کے اور پہلو اختیار کئے ہیں۔ جیسے نلتی واد۔ اپتی واد۔ آتم واد
یوگ واد۔ پریم واد۔ بیوہار واد۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کی غرض بھی وہی ہے جو پہلے
تتقول کی ہو۔ کہ کسی طرح اصلیت کی جانب طبیعت کا میلان ہو۔

اس کتاب کا مضمون شانتی واد ہے۔ اور شانتی کی نظر سے ویدانت کی تعلیم دیگئی ہے
ان بارہوں نمبروں کے سرسری طور پر مطالعہ کر لینے سے امید ہے کہ اگر زیادہ نہیں تو کسی حد تک
ویدانت کی سمجھ تو ضرور آ جائیگی۔ اور پڑھنے والے اپنے طور پر نتیجہ اخذ کر سکیں گے کہ آیا یہ تعلیم بطور خود
مذاہب کے ظاہری اختلافات و فروعی جزویات کی طرف سے توجہ کے ہٹانے اور اصلیت کے ظاہر کرنے میں مددگار
ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ تعصب کے لئے ہٹ دھرمی دوسری بات ہے ان تحریرات میں کسی کی تعریف یا مذمت سے غرض
نہیں رکھی گئی۔ لہٰذا دیال کے ست سنگ میں ادھر توجہ کی جاتی ہے لوگوں کو دھیرج دلانا مقصود ہے۔ ان بارہ
کتابوں کے بعد اگر ناظرین کی خواہش ہوئی تو دسیع پیمانہ پر اپنشدوں کے مطالعہ کا موقعہ دیا جائیگا۔ جو اصلی ویدانت
ہیں۔ ان بارہ نمبروں کو ان کے دیباچہ یا بھومکا کی صورت میں دیکھنا چاہئیے۔ دیباچہ پڑھنے والوں کے لئے
اصلی کتاب کا شوق دلانے کی کوشش ہے۔ ویدانت کی اصلی کتابیں اپنشد ہیں۔ جن صاحبوں کو میری قلمی
خدمت سے فائدہ اٹھانے کی خواہش ہو۔ وہ مجھے اس سے مطلع کریں۔ اور میں خدمت کے
لئے حاضر ہوں +

شیوبرت لال

نومبر ۲۵ء

[illegible]

شانتی گیان پرکاش

شانتی واد کی درشٹی سے ویدانت

پہلی کلا

تمہید

سنسار پرپنچ ہے۔ پرپنچ لیلا ماتر ہے۔ لیلا نٹ کا کرتب ہے کھیل ہے۔ کھیل کا مقصد خوشی۔ تفریح اور دلی مشغلہ ہے۔ یہ مقصد اُس قسم کا مقصد نہیں ہے۔ جس کا دل میں قصد کیا جائے۔ یہ کچھ فطرت میں داخل ہے۔ اور فطرت کی خلط ہے۔ یہ یوں ہی ہُوا کرتا ہے۔ اور یونہی ہوتا رہیگا۔ اگر یونہی ہُوا کرے۔ یا ہوتا ہے۔ تو کسی کو شکایت کی گنجائش نہ ہو۔ لیکن شکایت ہو ہی جاتی ہے ؛

یہ کیوں ہوتی ہے ؟ سبب اِس کا یہ ہے۔ کہ جب دِل میں غرض خواہش اور آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔ سنسار کے لیلا کے ترازو کے پلّے پھر اونچے نیچے نظر آنے لگتے ہیں۔ کمی بیشی کی تمیز پیدا ہوتی ہے۔ کمی سے نفرت اور بیشی کی رغبت کا جذبہ دِل میں سما جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ

سے دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ اور دُکھ کے سلسلہ میں دل میں طرح طرح کے سوال خود بخود پرگٹ ہو کر جواب چاہنے لگتے ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ ایک زیادہ دُکھی ہے۔ اور دُوسرا زیادہ سُکھی ہے دُوسرے کو زیادہ سُکھی ہونے کا کیا حق ہے؟ اور ہم کیوں دُکھ بھوگتے ہیں؟ یہ دُکھ اور سُکھ کیا ہیں؟ سُکھ ہمیشہ رہتا ہے؟ یا دُکھ ہمیشہ رہتا ہے؟ یہ سُکھ اور دُکھ کس کو ہوتا ہے؟ جسے دُکھ اور سُکھ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہوتا ہے یا مر جاتا ہے؟ موت کیا ہے؟ پیدائش کیسے ہوئی؟ اگر سُکھ دُکھ بھوگنے والا مرنے والی مخلوق ہے تو پھر سُکھ کی اہمیت کیا ہوئی؟ اور جب یقینی موت ہر وقت غضبناک آنکھوں سے گھورتی رہتی ہے تب چاہے انسان کے پاس ہزاروں قسم کے سُکھوں کے سامان ہوں۔ اُن کا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہے؟

ان سُکھ دُکھ کی کمی بیشی کا فرق کیوں ہے؟ کیوں یہ سنسار ایسا پیدا کیا گیا؟ کس نے اسے پیدا کیا؟ اس کی اس کے پیدا کرنے کی غرض کیا تھی؟ اگر یہ دُکھ کا استھان ہے تو پیدا کرنے والا نہایت بے درد اور سنگدل ظالم ہوگا؟ اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیا سُکھ اور دُکھ کے پیدا کرنے والے دو ہیں یا ایک ہے؟ وہ دونوں یکساں طور پر طاقت والے ہیں یا اُن کی طاقت میں کمی بیشی ہے؟ اگر وہ برابر درجہ کے طاقت والے ہیں۔ تو اُن کے درمیان ہمیشہ کی لڑائی ہوتی رہتی ہوگی؟ اور اگر اُن کی طاقت میں کمی بیشی ہے۔ تو ایک غالب آتا رہیگا۔ دُوسرا مغلوب ہوتا رہیگا

دونوں حالتوں میں خوبیاں ہیں۔ یہ ایسا کیوں ہے ؟ کیا ان کا خاتمہ بھی ہوتا ہے ؟ یا یہ یونہی برابر اپنے سلسلہ میں جاری رہتے ہیں ؟

یہ سوال ایک دن رادھا سوامی دھام کے مہتمم سکرٹری نندو بھائیؔ کے دل میں پیدا ہوئے۔ اس وقت چونکہ عظیم شاہی سڑک کے قریب ہونے سے اکثر کاشی اور پریاگ۔ تیرتھوں کے جانے والے رادھا سوامی دھام کی رفیع الشان عمارت کو دیکھ کر وہاں آرام کرنے کی نیت سے اکثر شام کے وقت چلے آیا کرتے تھے۔ اور ان کے ٹھہرنے ٹھہرانے کا معقول انتظام نہیں تھا۔ دیال نے سادھو آشرم کے نام سے اسی دھام کے سلسلہ میں کئی کمرے تعمیر کرانے کی تحریک کی تھی۔ اور نندو بھائیؔ اس کے بنوانے میں ہمہ تن مشغول تھے۔ جب یہ خیال ان کے دل میں پیدا ہوئے۔ وہ دیال کے پاس آئے۔ جو علیحدہ ایک بدحیثیت لیکن صاف ستھری کٹی میں رہتا تھا۔ دیال پتھر کی چٹان پر بیٹھا ہوا تھا۔

نندو بھائیؔ آئے۔ چونکہ کام کے وقت ان کا آنا خلاف معمول تھا۔ دیال نے پوچھا۔ "کہو کیسے آئے ؟"

نندو بھائیؔ نے جواب دیا

کیا ہے دنیا اور کیا اس کا مآل۔ کیا ہے عقبیٰ اور اس کا کیا ہے حال

کیوں یہ دُنیا ماتمستان بن گئی؟
کس نے اُس کی اِس طرح تعمیر کی؟
کس لئے ہیں یہاں جور و عتاب؟
کیا ہے مخفی راز تہہ میں دہر کے؟
دل میں کیوں پیدا ہوئے ہیں یہ سوال؟
دُکھ سے گھبرایا ہؤا آیا یہاں
ذات میری دائمی یا فانی ہے؟
کیوں اُسے اِس کام کی رغبت ہوئی؟
دل پریشاں ہوگیا یا اضطراب

رنج و غم اور دُکھ کی کیوں کثرت ہوئی؟
کیا بھی نیت اُس کی اِس تدبیر کی؟
کیوں ہوئے ہیں وضع سب رنج و عذاب؟
آخر اِس کی کیا غرض مقصود ہے؟
میں ہوں کیا اور کیوں ہے یہ مجھ کو خیال؟
بھید اِس کا کیجئے مجھ پر عیاں۔
کون اِس دُنیا کا ظالم بانی ہے؟
دیکھ کر جس کو مجھے نفرت ہوئی
سخت ہے اِس وقت دل کو پیچ و تاب

دیال ہنسا۔ "دُنیا نہ ہوتی۔ تو تم کو مجھ سے سوال کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوتی! دُکھ نہ ہوتا۔ تو کوئی کیوں سُکھ کی خواہش کرتا۔ اگیان نہ ہوتا۔ تو پھر گیان کا ظہور کیوں ہوتا! موت نہ ہوتی۔ تو زندگی کا سوال کس لئے اور کس کے دل میں پیدا ہوتا! کال نہ ہوتا۔ تو تم کو دیال کی صحبت کی قدر کیسے ہوتی؟ نہ یہاں کوئی ظالم ہے۔ نہ عادل ہے۔ جو ہے وہ ہے۔ اور جو ہے وہ اچھا ہے۔ اور اچھا بھی صرف نسبتی نقطہ نگاہ سے ہے۔ ورنہ اچھائی بُرائی کا کوئی کام یہاں نہیں ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "فلسفی ایسا کہتے ہیں۔ گیانی ایسا ہی سمجھاتے رہتے ہیں۔ لیکن اُن مصیبت زدوں کی حالت کیا کہہ رہی ہے۔ جو رات دن شور مچاتے رہتے ہیں۔ کسی کا لڑکا مر گیا

وہ چلّا رہا ہے۔ کسی کو کھانے کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ کوئی دربدر خاک بسر مارا مارا پھرتا ہے۔ کوئی دل عذاب سے بے تاب ہو رہا ہے دُنیا کیا ہے؟ دائمی ماتمکدہ! استسار کیا ہے؟ دُکھ درد کی جگہ! پریشانی ہی پریشانی ہے۔ حیرانی ہی حیرانی ہے۔ سرگردانی ہی سرگردانی ہے۔ پشیمانی ہی پشیمانی ہے۔ ایک بات ہو۔ تو کوئی کہے۔ جدھر نگاہ کیجئے۔ تکلیف کے مناظر آنکھوں کو ستاتے ہیں۔ جس طرف کان کھولئے۔ شکایت ہی کی آواز سُنائی دیتی ہے۔"

دیال نے کہا۔" پھر ہُوا کیا! ایسا ہونا لازمی ہے۔ دُنیا ایک ہی حالت کا نام تو نہیں ہے۔ جہاں شکایت ہے۔ ساتھ ہی شکایت رفع کرنے کا اہتمام بھی تو ہے۔ جہاں دُکھ ہے۔ وہاں دُکھ سے بچنے کا انتظام بھی تو ہے۔ جہاں عذاب ہے۔ وہاں ثواب کا التزام بھی تو ہے۔ ایک ہے تو دُوسرا بھی ہے۔ یہاں مفلس کے لئے دولت۔ پیاسے کے لئے پانی۔ بھُوکے کے لئے روٹی۔ مرنے والے کے لئے زندگی۔ اگیانی کے لئے گیان۔ اندھیرے میں پڑے ہوئے کے لئے روشنی کا سامان بھی تو بکثرت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو شکایت کرنے کی جگہ تھی۔ دُنیا اگر ماتم کدہ اور شکایت گاہ بنی ہوئی ہے۔ تو ہرج کیا ہے! جو اس سے نالاں ہیں۔ وہ اپنی حفاظت کی فکر کریں۔ جن کو سمجھ بُوجھ نہیں ہے۔ وہ سمجھنے بُوجھنے کو دل دیں! جو اپنی کمی کو محسوس کر رہے ہیں۔ وہ کمال حاصل کرنے کی جانب دل کو راغب بنائیں۔ فوراً درد کا علاج ہو جائے ۔

کوئی نہیں ہے درد کہ جس کی دوا نہ ہو
کوئی مرض نہیں ہے کہ جس سے شفا نہ ہو
شیطان اگر ہے اُس کی شکایت فضول ہے
کون ایسی ہے جگہ کہ جہاں پر خدا نہ ہو
ضدّین کے تماشوں میں ضدّین ہیں یہاں
ممکن نہیں کہ زہر میں آبِ بقا نہ ہو
وہم فنا کے وسوسوں میں پھنس گئے بشر
ہے وہ فنا کہاں یہاں جس میں بقا نہ ہو
تہ میں زوال کے ہے چھپا ہر جگہ کمال
سمجھے بشر جو خالی ز فہم و ذکا نہ ہو

نرودی بھائی بولے۔ "اس خشک فلسفہ سے انسان کی تسلی نہیں ہوتی۔ واقعات کے سوال کا جواب واقعات کے سلسلہ میں ہونا چاہئے۔ اندھے کو آنکھیں ملیں۔ تب وہ دیکھے۔ بہرے کو کان نصیب ہوں۔ تب وہ سُنے۔ بے عقل کو عقل کا عطیہ حاصل ہو۔ تب وہ سمجھے!"

دیال نے کہا۔ "جن باتوں کی نسبت تم کو شکایت ہے۔ وہ دُنیا میں پہلے ہی سے بکثرت بکھری ہوئی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تب بیشک کہنے سُننے کی بات ہوتی۔ تم دُکھ کے شاکی ہو۔ تمہاری باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ تم کو دُکھ کے گیان کے ساتھ سُکھ کا گیان بھی ہے۔ ورنہ زبان کیسے کھلتی!! اب اگر دُکھ سُکھ دونوں کی سمجھ رکھتے ہو۔ تو

دُکھ کی طرف سے بے توجہ ہو کر سُکھ کو دِل دو۔ اور یہ شکایت رفع ہو جائیگی۔ تم کو مُفلسی کا علم ہے۔ اور مُفلسی کے علم کے ساتھ دولت کے علم کی ابھی سمجھ ہے۔ اگر تمیز نہ ہوتی۔ تو مُفلسی اور دولت کی بابت تم سوال کیسے کر سکتے اور جواب کس طرح مانگتے۔ اب اگر تمیز رکھتے ہو۔ تو مُفلسی کے خیال سے ہٹ کر دولت کے خیال کی جانب رجوع ہو جاؤ۔ پھر خود بخود مُفلسی دُور ہو جائیگی۔

(۱) جہاں کام تہاں نام نہیں جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھوں نا ملیں ربی رجنی یک ٹھام (۱)

(۲) جہاں رات تہاں دن نہیں جہاں دوس نہیں رات
رات دوس رہتے نہیں۔ سدا سرودا ساتھ (۲)

(۳) دُکھ کے ہوتے سُکھ نہیں سُکھ ہوتے نہیں دُکھ
انتر سُکھ سمجھے اسے۔ جو نہیں باہر مُکھ (۳)

(۴) جہاں گیان اگیان نہیں۔ جہاں اگیان نہ گیان
دونوں کبھوں نا رہیں۔ تم گھوڑ اور بھان (۴)

(۵) ست کے ہوتے اسّت کیا اسّت کے ہوتے ست
یہ سمجھے گیانی کوئی۔ چا میں نہیں دُر ہنت (۵)

نندو بھائی بولے۔ "آپ متضاد باتیں کہتے ہو۔ پہلے تو یہ کہا کہ دُنیا مجمع ضدّین ہے۔ یہاں دُوند ہے۔ سُکھ کے ساتھ دُکھ۔ اندھیرے کے ساتھ اُجالا۔ درد کے ساتھ دوا۔ اور مرض کے ساتھ شفا ہے۔ اور اب ایسا کہتے ہو۔ کہ نور اور تاریکی ساتھ نہیں

رہتے ۔ گیان اگیان کا ایک جگہ رہنا غیر ممکن ہے ۔ اُسی سانس سے گرم پانی کو ٹھنڈا کر لیتے ہو ۔ اور اُسی سانس سے ٹھنڈے پانی کو گرم کر کے پیتے ہو ۔ ایک ہی وقت میں دو مختلف باتیں ۔ کوئی مانے بھی تو کیسے سچا مانے اور کیسے جھوٹ سمجھے ! "

دیال ہنسا ۔ "میں غلط نہیں کہتا ۔ اور نہ جھوٹ بولتا ہوں ۔ کثرت میں وحدت کا امکان اور وحدت میں کثرت کا امکان ہے گلاب میں پھول اور کانٹے ہیں ۔ چھتے کے ساتھ شہد اور مکھیوں کے ڈنس کا خطرہ ہے ۔ زندگی کے ساتھ موت ۔ اور امرت کے ساتھ زہر ہے جسے یہ سمجھ آ گئی ۔ اور وہ تمیز سے کام لینے کے قابل ہے ۔ تو کیوں بہتر حالت کا انتخاب نہ کرے ۔ اُسے کس نے روک رکھا ہے ! بدتر کو چھوڑ دے اور بہتر کو اختیار کرے ۔ اور جب بہتر اچھی طرح ہاتھ آ جائے ۔ بدتر اور بہتر دونوں کا خیال دل سے نکال دے ۔ پھر دل کی صحت ہی ہے ۔

"نظر جو خار پہ ٹھہری تو پھر گلاب نہیں
گلاب دیکھا تو کانٹے کا پھر عذاب نہیں
اگر ہو گُل کی ہوس وہم خار کو چھوڑ دو
جو دو دلی نہ ہو پھر کوئی اضطراب نہیں "

نند بھائی بولے ۔ "کہنا سہل اور کرنا مشکل ہے ۔ ہر شخص بہتر حالت کا خواہشمند ہے ۔ دُکھ عذاب کسے پسند ہے ۔ سب ہی تو سُکھ کے چاہنے والے ہیں ۔ لیکن کیا انہیں سُکھ نصیب

ہے ؟"

دیال نے کہا۔" یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ سب ہی کو دُکھ ہی دُکھ ہے۔ آخر سُکھ بھی تو کسی کو ہوگا۔ سُکھ نہ ہوتا۔ تو اُس کے نام روپ کا امکان کیسے ہوتا۔ وہ ہے۔ تب ہی تو نام رُوپ ہے۔"

نندو بھائی بولے:" میں بھی آپ ہی کے لفظوں کو دوہراتا ہوں کیسے کہہ سکتے ہو۔ کہ دُنیا میں سُکھ ہی سُکھ ہے۔ زیادہ تر تو لوگ دُکھی نظر آتے ہیں۔ دُکھ ہے۔ تب ہی تو اُس کا نام رُوپ ہے۔ دُکھ نہ ہوتا۔ تو اُس کے نام رُوپ کا امکان کیسے ہوتا! وہ ہے تب ہی تو اُس کا نام رُوپ ہے۔"

دیال نے کہا۔" اس طرح گفتگو کرنے سے اصلیّت کی سمجھ نہ آئیگی۔ دُکھ نفی ہے۔ اور وہ سُکھ ہی کی معکوس یعنی اُلٹی صُورت ہے سُکھ اثبات ہے۔ اور اُس کی سیدھی صُورت ہے۔ اُلٹی صُورت میں عقل کا اُلٹ پھیر ہو جاتا ہے۔ اور اُس میں انسان پھنسا نہیں کر اپنے آپ کو بھُول جاتا ہے۔ اور بھرم میں پھنس جاتا ہے نتیجہ پریشانی ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ سیدھی صُورت کی طرف توجہ نہ کرے۔ اُلٹی سورت کے وہم میں کیوں پڑا رہے؟ دُکھ اور کچھ نہیں ہے۔ وہ سُکھ کی کمی کا احساس ہے۔ اس لئے جسے تم دُکھ کہتے ہو وہ اصل میں سُکھ کی کمی کا احساس ہے۔ اصل میں نہیں ہے اور یہ کمی کا وہم ہی عذاب جان ہے اور اسی کے دُور کرنے کے لئے ویدانت گیان کے مضمون کو چھیڑ دیتا ہے۔"

نندو بھائی بولے:" سُکھ کی اُلٹی صُورت دُکھ کیسے ہے ؟"

دیال سنگھ نے کہا۔" جیسے آئینہ دیکھتے وقت تم اپنی اصلی صورت نہیں دیکھتے۔ صرف اپنی اُلٹی صورت دیکھتے ہو۔ تم داہنے ہو۔ تو شیشہ میں تمہارا عکس بائیں طرف ہے۔ اس طرح تمام جسم کا عکس اس میں اُلٹا ہی نظر آتا ہے۔ عکس کے دیکھنے سے انسان کے دل میں خودی خود آرائی۔ خودی پرستی۔ اور خود نمائی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جنہیں اہنکار۔ کام کرودھ۔ لوبھ موہ وغیرہ کہتے ہیں۔ جب تک آئینہ مقابل ہوتا ہے۔ تب تک اُلٹی صورت سامنے رہتی ہے۔ اور خیالی ترنگیں دل سے نکل کر آئینہ کے عکس کی طرف رجوع ہوتی رہتی ہیں۔ آئینہ نہ ہوتا۔ تو یہ کیفیت نہ ہوتی"

نند و بھائی بولے۔" اگر آئینہ دیکھنے سے خود نمائی کی اور خود آرائی کی سوجھتی ہے۔ تو اس میں بُرائی کیا ہے! یہی تو مقصد ہے۔"

دیال سنگھ نے کہا۔" اگر ایسی تمیز آجائے۔ تو پھر کیا کہنا ہے۔ یہی تو نہیں ہوتا۔ اپنے طرف سے طبیعت ہٹتی جاتی ہے۔ آئینہ ہی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ وہی سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اور غنیمت سمجھ لیا جاتا ہے۔ اگر آئینہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو حسین بنا لو جیسا کہ اس کا مقصد ہے۔ تب کوئی شکایت نہ ہو۔ لیکن عملاً ایسا نہیں کیا جاتا"

نند و بھائی بولے۔" عملاً ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ آئینہ کو دیکھ کر لوگ اپنی صورت کو سنوارتے سنگار تے ہیں۔ اور سنوار سنگار کر لینے کے بعد اُسے الگ رکھ دیتے ہیں۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہو۔ کہ تمام لوگ آئینہ پسند۔ عکس پسند اور معکوس پسند ہوتے ہیں۔"

مہر دیال نے کہا۔ "تم مثال کے صرف ایک پہلو میں اڑ گئے نظر جامع یا کلیت پسند نہیں ہوئی۔ جز میں اٹک گئی۔ چاہیئے تھا۔ کہ مثال کی مدد سے کلیت کی طرف جاتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا۔

لفظوں میں تو اڑ گیا۔ سمجھا نہ کچھ انجام کو
مے نہیں پی دل دیا ساغر صبوح و جام کو
خط میں لکھنے والا کا مقصد ہوا خط کو کھو دیا
ہاتھ میں لے کر لفافہ بے بسی سے رو دیا
ستر معنی۔ ستر مخفی۔ ستر باطن جان لے
چھوڑ دے لفظوں کو ستر روح کا کچھ گیان لے
جسم کے اندر ہے پنہاں جوہر اصلی یہ سمجھ
جسم کیا ہے؟ خول ہے اور خول نقلی یہ سمجھ
آئینہ میں! آئینہ میں صورت معکوس ہے
عکس تو کچھ بھی نہیں تو اصل میں ہے اصل شئے
آئینہ خانہ ہے دنیا اور تو ہے رو نما
دیکھ لی جب اپنی صورت۔ اصل کی جانب تو جا
جس طرح آئینہ خانہ میں کوئی کتا گیا
غیر اپنا عکس سمجھا۔ بھونک کر جاں دے دیا
ایسے ہی انسان اس دنیا میں ہوتا ہے دکھی
غیریت جب دل میں آئی کیسے ہوگا وہ سکھی
غیریت کے وہم سے انساں پریشاں ہو گیا

عسل کو سمجھا نہیں ۔ ناحق وہ حیراں ہو گیا
حق میں حق ہے غیر حق معکوس حق کی شکل ہے
حق میں اصلیت ہے باقی غیر حق سب نقل ہے
حق خدا ہے نقل اس کی صورت ابلیس ہے
نقل ہی کے سلسلہ میں مکر ہے تلبیس ہے۔
حق ہے تو حق کو سمجھ لے حق پرستی سیکھ لے
کس لئے یہ مجھ کو کہا۔ ناحق پرستی سیکھ لے
دے انا الحق کی صدا ۔کوئی نہیں حق کے سوا
حق سوا ہے غیر حق دنیا میں ہے سب ماسوا
جب تلک اپنی سمجھ انسان کو آتی نہیں
تب تلک دل کی پریشانی کبھی جاتی نہیں
غیر حق کے علم کا رہتا ہے جب ہر دم خیال
کیوں نہ ہوگا دل کو پھر اندوہ و غم درد و ملال
اپنے آپے کو نہ سمجھا ۔ اور کی جانب چلا۔
اور تھا آئینہ تیرا وہ ہوا ثابت بلا
دیکھ کر آئینہ کو لے اپنی صورت کی سمجھ
پھینک اب اس کو جو پائی ہے حقیقت کی سمجھ

نند بھائی بولے ۔" اسی کو تو میں جاننا چاہتا ہوں ۔ وسوامتر نے رام سے کہا ۔" رام ! دیکھ تو سہی ۔کون آواز دیتا ہے ؟" رام جی بولے ۔" بھگون ! اسی کے دیکھنے جاننے اور سمجھنے کی تو مجھ کو

خواہش ہے! یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ آپ کہتے ہیں۔ رام سُنتا
ہے۔ آپ کہنے والے کون اور رام سُننے والا کون! کیا یہ جسم
ہی رام اور وسوامتر ہے۔ جسم تو فانی ہے۔ اس کے اندر آواز
دینے والا کون ہے! میں اور کو دیکھنے کیا جاؤں۔ آپ اور میں دو
موجود ہیں۔ کیا دیکھنے اور سُننے خواہ دکھانے اور سُنانے کے لئے
دو کافی نہیں ہیں۔ جو تیسرے کی ضرورت محسوس کروں! میرے
اور آپ کے اندر یہ کیا شے ہے جس کی وجہ سے خواہ جس کے سہارے
کہنے سُننے کا عمل ہو رہا ہے۔ وہ ایک ہے یا دو ہے! وہ جسم ہی جسم ہے
یا جسم کے علاوہ ہے۔ جسم تو وہ نہیں ہے۔ کیونکہ جسم خود متحرک
نہیں ہے۔ کسی اور کے سہارے قائم ہے۔ اُس کی حالت بدلتی
رہتی ہے۔ لیکن اُس کے اندر جو شے ہے۔ وہ شروع سے آخر
تک میں میں کرتی رہتی ہے۔ یہ میں کون ہے۔ کیا ہے! یہ راز
میرے ذہن نشین ہو جائے۔ تب میں باہر جا کر دیکھوں۔ کہ کون
آواز دے رہا ہے!" وسوامتر چُپ! رام نے کہا۔ "شاستر
کہتے ہیں۔ برہما وشنو مہیش جو اس جگت کے رچنے والے ہیں وہ
مر جاتے ہیں۔ جگت کا تتو (عنصر) بھی رد و بدل کی حالتوں سے
گزرتا ہوا نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ سب کے سب
مرنے والے اور فانی ہیں۔ تو کیا میں بھی مروں گا! اور اگر مرنا ہی ہے
تو پھر موت کے خوف سے کس کے دل کو تسلی اور شانتی ملتی
ہے! اور جب شانتی نہیں۔ تو پھر کسی آواز دینے والے کو کیا

کی طرف کیوں توجہ دوں - جیسا میں اور آپ ہوں - ویسا ہی وہ بھی ہوگا پہلے یہ بتایئے رام کیا ہے؟ تپیچھے اور کسی کی فکر ہو۔!

جگون: میرا بھی یہی حال ہے - مجھے شانتی نہیں ہے - میں اشانت ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں - آپ اس اصلیت کے راز کو ذہن نشین کیجئے - تاکہ دل کو تسلی ملے -

(۱) جب نہیں اپنی سمجھ - دل کو ہو کیوں صبر و قرار
کون ہوں میں کیا ہوں میں کیوں ہو رہا ہے انتشار؟ (۱)

(۲) آپ کہتے ہیں خدا سے لو لگاؤ رات دن
میں نے اس میں دل لگا کر کھو دیئے بیسیوں سال سن (۲)

(۳) کیا خدا ہے؟ کیوں خدا ہے؟ کیوں ہوا اُس کا وجود؟
جاننے سے اُس کے کیا ہوگا مجھے کچھ نفع سود (۳)

(۴) میں اگر ہوں ماتحت اُس کے تو پھر سکھ ہے کہاں!
قید کی صورت میں سکھ کا ہے کدھر نام و نشاں (۴)

(۵) بندگی ہے قید و بندش اس سے نفرت ہے مجھے
اس خدا سے اب نہیں دل میں رہی رغبت مجھے (۵)

(۶) بندگی کی زندگی بندش عذاب جان ہے
اس سے جی اُکتا گیا اب اور ہی ارمان ہے (۶)

آپ کہیں گے - ابھیاس کرو - کیوں ابھیاس کروں؟ اس سے مجھے کیا ملیگا - ابھیاس اور شغل و عمل سے کیا وہ کی ہستی نہیں ثابت ہوتی ہے؟ اور جب وہ ہو لئے - تو پھر اطمینان کی صورت کہاں

ہاہے - آپ کہیں گے دھیان کرو - کس کا دھیان کروں ؟ کیا یہ دھیان اور دھارنا میرے ہی خیال کی جذباتی اتحاد نہ ہوں گے ؟ خدا کا دھیان کیا ہوگا ؟ یہ تو اگر کچھ ہے بھی - تو میرے ہی خیال کی مخلوق ثابت ہوگا ؟ آپ کہیں گے "بھجن[1] کرو" بھجن سیوا اور خدمت کا نام ہے - خدمتگاری کرتے کرتے ہی گھبرا گیا - حاکمی محکومی - افسری اور غلامی - چھوٹائی اور بڑائی یہی تو سب عذاب جان ہیں - آپ بتائیں گے "سمرن کرو" وہ کیا ہوگا ؟ اپنی یادداشت کو کام میں لانا - اس کے سوا سمرن اور ہوتا کیا ہے ! میں مہاراج ! خوش نہیں ہوں - تجربہ کر دیکھا - خوب پرکھ پرکھ لی - یہ سب گورکھ دھندا ہے - اب اس سے نجات پالنے کو جی چاہتا ہے

(۱) مسجد میں کس کو میں سجدہ جا کر کروں وہ مجھ کو بتا
وہاں خدا کا نام کہاں ہے اور کہاں ہے اس کا پتا (۱)

(۲) مندر میں جا کر کیا پوجوں - مورت پتھر مٹی کی
دیکھ لیا اور سمجھ لیا ہے آڑ کی صورت ٹٹی کی (۲)

(۳) پوجا پاٹ نماز بندگی - مکر و فریب کی ہے صورت
اس سے نہیں چین ہے دل کو میری دکھاؤ مجھے مورت (۳)

(۴) پہلے میں یوں سمجھے خدا ہے سمجھ میں میرے یہ آیا
میری آنکھ کھلی جب پہلے تب سورج کو دیکھ پایا (۴)

---

[1] بھجن سنسکرت مادہ "بھج" (سیوا - ٹہل - خدمت)

(۵) آنکھ نہیں جب تک ہے مجھ کو کیسے شمس و قمر تارے
میں ہوں کون بتا دے مجھ کو ۔ یہ خواہش ہے مری پیارے (۵)"

دیال مسکرایا ۔" تمہارے سوالوں کا جواب تمہارے ہی لفظوں کے اندر ہے ۔ آج شام کے ست سنگ میں انہیں سب سوالوں پر وچار ہوگا ۔ پرم ہنس سوامی نرملانند جی آئے ہوئے ہیں ۔ رہتس پہاری اُداسی سنیاسی بھی دھام میں موجود ہیں ۔ ان کے سوا اور جو کوئی ویدانت کے مسائل سلجھانے کا خواہشمند ہو ۔ سب کو ساتھ لانا ۔

(۱) جس کو ملنے کی خدا سے سچی خواہش دل میں ہے
وہ کرے صحبت ولی کی وہ تو صاحبدل میں ہے (۱)

(۲) ایک لمحہ کی بھی صحبت مغتنم سمجھو یہاں
یہ سمجھ سب کو نہیں ہے وہ کسی عاقل میں ہے (۲)

(۳) لحظۂ صحبت نائیتے با مرشد صاحب کمال
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ۔ کامل میں ہے (۳)

(۴) اصل میں ہے اصلیت اور اصلیت سے اصل میں
اصلیت کا کب پتہ ۔ ملتا کسی ناقل میں ہے (۴)

(۵) بحر دُنیا کے تموج سے رہے جو برکنار
پائے وہ راحت کہ راحت بحر کے ساحل میں ہے (۵)

نندو بھائی یہ سُن کر نمسکار کر کے اپنے کام کاج کے لئے چلے گئے ۔ دیال اُن کی باتوں پر اپنی کُٹی میں بیٹھا ہوا سوچتا رہا ۔

شام کا وقت آیا۔ اور نندو بھائی اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے حسب معمول کٹی میں پہنچے۔ سب نے پرارتھنا کی۔ شبد سُنایا۔ اِس کے بعد دیال اور نندو بھائی کا مکالمہ شروع ہوا۔ جس کی مجملی وضاحت آئندہ صفحوں میں ملے گی ؛

دُوسری کلا

مقصد کی تلاش

(۱) تلاش مقصد میں جب عدم سے بسوئے ہستی قدم بڑھایا
ٹٹول کر چال چلتے چلتے پتا نہ مقصد کا کچھ بھی پایا (۱)

(۲) ملے کسی سے تو پُوچھا مقصد ہے کیا یہاں آنے کا ہمارا
وہ بولا کھاؤ پیو کہ مقصد یہی نظر میں ہے آشکارا (۲)

(۳) کوئی یہ بولا کرو خدا کی عبادت اور بندگی کو دِل سے
خدا ہے مقصد۔ نہیں سوا اس کے اور مقصد کوئی یہاں ہے (۳)

(۴) کسی کی ہے رائے دین و دُنیا عذاب اور آفت دِلی ہیں
نہ ان میں بھُولو نہ ان میں بھٹکو یہ سب کے سب کلفتِ دِلی ہیں (۴)

(۵) سوال کے ہیں جواب لاکھوں کسی سے ہوتی نہیں تشفّی
بتاؤ پھر کیا کروں۔ کہ ان سب جوابوں سے ہے نہیں تسلّی (۵)

دیال نے آپ ہی زبان کھولی۔ ” نندو بھائی ! اب تم کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ کہ دِل کھول کر اپنے شکوک اور شبہات کو ظاہر کرو۔ ایک پہچور بھی نہ رہنے پاوے۔ ورنہ وہ پھر تمہارے اطمینان خاطر

کو چھڑا لائیگا۔ میرے یہاں ست سنگ کی غرض توہمات اور باطل عقاید میں پھنسا رکھنے کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا عین مقصد یہی ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔خیالات کی اُلجھن کی گتھیاں خُوب سُلجھ جائیں۔ اور ست سنگی اپنی عقلی اور دلی آنکھوں سے حقیقت کی صورت دیکھ لے۔"

نندو بھائی بولے۔"آپ کا وجود مبارک ہے۔ ورنہ اور صحبتوں میں سوا تنگدلی اور تعصب کے وسیع دلی اور وسیع عقلی کا سبق نہیں پڑھایا جاتا۔ اور سب سمپردا۔ پنتھ۔ طریق۔ اور مذاہب کے دام میں پھنس کر اپنی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ اور اُن کا کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔"

دیال نے کہا۔"سمپردا۔ پنتھ۔ طریق۔ اور مذاہب کا یہ مقصد نہیں ہے۔ جو تم کہہ رہے ہو۔ اُن کا مقصد بھی وُہی ہے۔ جو میرے ست سنگ کا ہے۔ ہاں کام کرنے کرانے کے ڈھنگ جُدا جُدا ہیں۔ جیسے طالب علم ہیں۔ اور وہ جس قابلیت کے ہیں۔ قدرت کے نظام میں اُن کے لئے ویسے ہی مدرسے اور معلّم بنائے گئے ہیں۔ یہ بھی اپنی اپنی غرض رکھتے ہیں۔ مُبتدی کے لئے ابتدائی درمیانی کے لئے درمیانی۔ اور انتہائی کے لئے انتہائی مدرسوں کا اہتمام ہے۔ اور یہ مختلف راستے ہیں۔ جن کا منزل مقصود ایک ہے۔ ہاں کہیں کہیں خود غرضی۔ خود مطلبی اور ذاتی نفع کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ اُس وقت ان کی اصلی غرض مفقود ہو جاتی ہے

اور مذاہب وغیرہ پیشہ اور کسب معاش کی صورتوں میں نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ اور تعصب ہٹ دھرمی اور تنگ خیالی کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ تمہاری عقل رسا ہے۔ تم کو ابتدائی یا درمیانی مدرسوں میں پڑھنے سے علم کا مفاد حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے تم کو انتہائی مدرسہ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہہ انتہائی مدرسہ ویدانت یعنی وید اور گیان کا انت ہے۔ اس کی خصوصیت اس کے نام سے ظاہر ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ یہہ تمام پنتھ۔ سمپردا وغیرہ علم حاصل کرنے کے مرحلے ہیں۔ ان کو عبور کر کے تب آدمی ویدانت کی جانب رجوع ہوتا ہے۔ ان کی غرض تو ہے۔ لیکن ان کی غرض جزوی اور فروعی باتوں سے رہتی ہے۔ یہ آگے کی حالت کے لئے تیار کر دیتے ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "تمہارا یہ خیال صحیح ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "انسانی دل اور انسانی عقل کس کس طرح ان مرحلوں سے گزرتے ہوئے ویدانت کی جانب رجوع ہوئے ہونگے۔ دلچسپ مضمون ہے۔ کیا اچھی بات ہو۔ کہ آپ اس پر کچھ سرسری روشنی ڈالیں۔"

دیال نے کہا۔ "ہر انسان کی اپنی بیتی کہانی ہے۔ اس کا علم حاصل کرنے کے لئے اپنی حالت یا حالتوں کا اندازہ لگانا ہی کافی ہے۔

"انسان پیدا ہوا۔ قدرت کی گود میں پلنے لگا۔ ہاتھ پاؤں سنبھالنے

پر اُسے کھیل کود کی سُوجھی ۔ کچھ دنوں یہ شغل رہا ۔ بڑوں کی صحبت اور اُن کے طرزِ معاشرت کو دیکھ کر نقل کرنے کی عادت پڑی ۔ بیچ بیچ میں دُکھ اور مصیبت کے تپانچے کھانے سے اُس کے دل کو دھکا بھی پہنچا گیا ۔ لیکن وہ اِس قسم کا نہیں تھا ۔ کہ اُس میں زیادہ سمجھ بوجھ آتی ۔ رفتہ رفتہ وہ دُنیاوی زندگی کے اور مرحلوں میں داخل ہؤا ۔ کوئی مر گیا ۔ ماں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ۔ واقعات اور حادثات نے ستانا شروع کیا ۔ اِس حالت میں اُسے خوف پیدا ہؤا ۔ موت کا خطرہ پریشانی کا باعث ہؤا ۔ چونکہ وہ اپنے اردگرد طرح طرح کے مذہبی کاروبار کے تماشے دیکھ رہا تھا ۔ اس لئے سمجھا ۔ موت سے بچنے اور دُکھوں سے نجات پانے کی ترکیب یہی ہوگی ۔ اور وہ مذہب کی جانب رجوع ہؤا ۔ یہ کیفیت اُس میں یا تو تعلیم نصیحت اور اردگرد کے حالات دیکھنے سے آئی ۔ یا خود اپنے طور پر اُس نے سوچ سمجھ کے بعد نتیجہ نکالا ۔ کہ " یہ دُنیا یُونہی نہیں پیدا ہوئی ۔ کوئی نہ کوئی اِس کا پیدا کرنے والا ضرور ہے ۔ بغیر سبب کے نتیجہ نہیں ہوتا " قدرت کی مختلف طاقتیں اپنے پُر اثر اور پُر طاقت کاروبار کے تماشے دکھاتے ہوئی ۔ اُس کے اس نتیجہ پر لانے میں مددگار ہوئیں ۔ اور اِس طرح اُس کے دل میں متعدد خداؤں یا ایک خدا کا خیال عارضی مضبوطی کے ساتھ قائم ہؤا اور ہوتا گیا ۔ " خدا دُنیا کا پیدا کرنے والا ہے ۔ ہر پیدا کرنے والے کو اپنے پیدا کردہ چیز سے محبت رہتی ہے ۔ اِس لئے وہ بھی مخلوق کو پیار کرتا ہوگا ۔ اور اُس کی عبادت خطرات سے نجات کا

ضرور یقینی ذریعہ ثابت ہوگی ۔"

مذہب اور مذہبی خیال کی ابتدا اِس طرح ہوئی۔ اُس کی بیشمار صورتیں ہیں۔ بُت پرستی۔ نشان پرستی۔ قدرت پرستی۔ دیو پرستی۔ وغیرہ ہزاروں شقیں ہیں۔ کوئی کہاں تک اُن کا شمار کرسکتا ہے لیکن باوجود مذہبی پابندیوں کے موت کے حادثات اور جانگاہ واقعات کی واردات میں کمی نہیں آئی۔ وہ جوں کے تیوں رہے اب مذاہب کے خدا اُس کے اطمینان کے باعث ثابت ہونے سے انکار کرنے لگے۔ اور وہ پھر سوچنے لگا۔" یہ کیا ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا کہیں قیام اور آرام کی بھی صورت ہے۔ یا یہ چکر ایسا ہی چلا کرتا ہے؟ یہ کیوں چلا کرتا ہے؟ اس کی غرض کیا ہے؟ ان خیالات نے مذاہب کے ساتھ یا مذاہب کے علاوہ انسانی فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اور سوچ سمجھ کر اُس نے اپنی تسلّی کے لئے طرح طرح کے نتیجے اخذ کرنے شروع کئے۔ جن کی عملی صورت ہمارے پنچ درشن (۱) پُوروَ میمانسا (۲) ویشیشک (۳) نیایے (۴) یوگ اور (۵) سانکھیہ ہیں۔ ان کی ترتیب انسانی عقل کے نشیب و فراز کی سمجھ کے زیر اثر ہوئی ہے۔ ان میں سے کوئی کرم کو اصلی قرار دیتا ہے۔ کوئی چھ بنیادی اصول کا قائل ہے۔ کوئی ایشور کے ساکشاتکار کے لئے اشٹانگ یوگ کی مدد لیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ ایشور کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دو عنصر پُرش اور پرکرتی یا رُوح اور مادہ بطور خود اس رچنا کے لئے کافی ہیں۔ ان کے میل سے یہ جگت پیدا ہوتا اور بگڑتا رہتا

ہے ۔ جیو (یا پُرش) بہت ہیں ۔ اور پرکرتی (یا مادّہ) ایک ہے ۔ یہ سانکھیہ کی تعلیم ہے ۔ جو ایک طرح پر فلسفہ کی چوٹی ہے ۔ اِس طرح انسانی خیالات نے مذاہب اور فلسفوں کی بنیاد ڈالی ۔

لیکن کیا وہ خوف جو انسان کے دلوں کو پریشان کر رہا تھا ۔ دُور ہُوا ؟ نہیں اصلی شانتی نہیں ملی ۔ عقلی معمّے حل نہیں ہُوئے ۔ اور گو ان کی تراش اور خراش نے کچھ دنوں انسانی دِل کو اپنی جانب مصروف رکھا ۔ لیکن

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی

مشتعل خیالات کے متضاد اور خطرناک شعلے دلوں کے آتشکدہ میں مشتعل ہوتے رہے ۔ آگ بڑھتی گئی ۔ ترک دنیا ۔ ترک موالات اور ترک موالی تک کے اصُول کی پابندیاں اُس دہکتی ہُوئی آگ کو نہ بجھا سکیں ۔

(۱) مسجدوں میں جا کے بیٹھے اور ہُوئے خلوت گزیں
مندروں کی خاک چھانی دِل رہا ہر دم حزیں (۱)
(۲) سیکھ کر علم و عمل ۔ چلّہ کیا ۔ عامل ہُوئے
یوگ شکتی سے بر آیا دِل کا وہ مقصد نہیں (۲)
(۳) کیا خدا ہے ؟ کیوں خدا ہے ؟ کیا خدائی کی غرض ؟
کب کسی مذہب نے سُلجھائی ہے گتھی یہ کہیں ۔ (۳)
(۴) در بدر مارے پھرے صوُرت بنائی سو طرح

ان سے گھبراتی رہی انسان کی عقلِ متیں (۴)
(۵) فلسفوں سے بھی معمہ ہو سکا ہرگز نہ حل
بات کوئی بھی نہیں دل میں ہوئی خاطر نشیں (۵)
(۶) حال میں اور قال میں پھنس کر سبھی مارے گئے
رازداری نے حقیقت کو کیا پردہ گزیں (۶)
(۷) یا خدا آتا نہیں کیوں کس لئے دل کو قرار!
تو کہاں ہے؟ تجھ سے کیا خالی ہیں افلاک و زمیں (۷)

یہ مذاہب اور فلسفوں کا انجام ہُوا ٭

یہہ سچ ہے۔ فلسفوں نے کثرت کی جانب سے وحدت کی طرف لاکر دھکیل دیا۔ اِس سے اِس قدر کام تو ہُوا۔ کہ مذہبوں کے مادی یا خیالی خداؤں کی مُورتیں دِل کے مندر اور مسجدوں سے دُور ہو گئیں۔ لیکن دِل کی پریشانی نہیں دور ہُوئی اِنسان نے نتیجہ نکالا۔ کہ خدا کی پرستش شرک (دویت) ہے۔ شرک یا دویت میں ہمیشہ کھٹ پٹ رہتی ہے۔ یہ قابلِ قبول خیال نہیں ہے۔ اور کثرت کو چھوڑ کر وحدت کا جو خیال دلایا گیا ہے۔ وہ بھی خیالی ہے۔ مانا صِفر کے خیال کو خیال نے غائب کر دیا۔ لیکن اِس سے ہُوا کیا؟ اکائی رہی تو اُس سے دہائی سینکڑے اور ہزار پھر بھی نکلتے رہیں گے۔ اِس لئے یہ بھی پریشانی ہی کا باعث ہے۔ فرض کیا۔ ایکتوواد (وحدت) سے کچھ تسلی ہوتی ہے۔ لیکن اِس ایکتوواد (وحدت اور وحدانیت) میں انیک واد (کثرت اور

شرک) کی جڑ ہے۔ وہ کبھی نہ کبھی جمیگی۔ اُس سے انکھوے پھوٹینگے اُس میں شاخ ٹہنیاں۔ پھُول پھل آئیں گے اور پھر وُہی حالت پیدا ہوگی۔ اِس لئے یہ ایکتوواد (احدیت اور وحدانیت) کا مسئلہ بھی قابل قبول نہیں رہا۔ یہ منزل مقصود سے چاہے قریب ہو۔لیکن بطور خود معراج تمنّا نہیں ہے۔

تلاش کا سلسلہ اس طرح ختم نہیں ہوا۔ انسانی عقل نے پھر ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیا۔ آخر میں ویدانت کا طریق اُس کی حدو پر آ پہنچا۔ اور اُس نے یہ آواز بلند صدا دی۔ کہ حقیقت نہ دویت واد میں ہے۔ نہ وسشٹا دویت واد میں ہے۔ نہ ایکتّوواد میں نہ ایک وادمیں ہے۔ نہ دویتا دویّت واد میں ہے نہ اور کسی واد میں ہے۔ وہ

ادویت واد

میں ہے۔ ادویت کے اصلی معنی یہ ہیں۔ 'دو میں سے ایک بھی نہیں'۔ نہ اس میں ایک کا شمول ہے۔ نہ دو کا۔ ہاں ایکتّوواد اشٹ اور آدرش ۔ کر قریبا ضرور ہے۔ اور اسی ایکتّوواد کو لے کر اصلیت کی تلاش کرو۔

یہ ویدانت ہے۔ وید کا انت ہے۔ اِس کی عمارت وحدت کے مسئلہ پر تعمیر ہُوئی ہے۔ لیکن وہ اس سے بھی اُونچی ہے اور اِس لئے ہم اس کا موزوں نام ادویت واد رکھا گیا۔ آ کے معنی ہیں نہیں۔ اور دویت کے معنی ہیں دوپنا۔ جس میں دوپنا

نہ ہو۔ وہ ادویت واد ہے۔ لوگ اِس لفظ کو سُن کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر دوینا (ضدین) نہ ہوگا۔ تو ایک پنا (اور وحدت) ہوگا۔ ایسی سمجھ پر ہم کو اعتراض نہیں ہے۔ عام طور پر سب ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ ایکو برہمہ دوتیو ناستی (برہمہ ایک ہے دو نہیں ہے) یہ صحیح ہے۔ لیکن سہ

(۱) وحدت میں دیکھی کثرت۔ کثرت میں دیکھی وحدت
دونوں کے مخصوں سے دِل کی بڑھی کدورت (۱)
(۲) جب ایک ہے تو دو کا۔ امکان ایک میں ہے
ایک اور دو کی لازم۔ رہتی یہاں ہے نسبت (۲)
(۳) نسبت سے اُونچے چڑھ کر سوچو۔ سمجھ تب آوے
اور اس سمجھ میں پاؤگے۔ اپنی تم حقیقت (۳)

یہ ویدانت ہے۔ اُس میں نہ ایک ہے۔ نہ دو ہے نہ تین ہے اِن دھرتی۔ اثنیتی اور تثلیثی رعایتوں سے ویدانت کا درجہ اُونچا ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" یہ ویدانت ہے۔ یا رادھا سوامی مت[1] کی تعلیم ہے؟"

دیال ہنسا۔" وہ کیسے؟ ہم بھی سُنیں۔"

---

[1] ناظرین معاف فرمائیں۔ چونکہ یہ ویدانت کے مسائل رادھا سوامی مت والوں کے ست سنگ میں زیرِ بحث آئے ہیں۔ اس لئے وقتاً فوقتاً نوک جھونک ہوتی رہتی ہے۔

نندو بھائی بولے۔ "سُنیئے!

(۱) سہس کمل دل سہس ہزار۔ سہس کمل دل سہس وچار

(۲) تِل کو پھوڑ گگن چڑھ آئی سُرت، ترکُٹی جائے سمائی

(۳) ترکُٹی میں ہے تین وچار آ۔ و۔ م۔ ہے سو اونکار

(۴) مول کلام وید جیہی گادے گورو گم گورو بانی ٹھہرائے

(۵) سو گورو بانی ہے اُدگیت[۱] انتر سُننے کوئی من جیت

(۶) تین چھوڑ نودوار سدھائی شونیہ شکھر پر سُورت دھائی

(۷) دویت رُوپ سنکلپ وکلپ آگے چڑھ سوئی ہوئی اکلپ

(۸) مہاشونیہ کا تاکا لین پد ادویت تاہی لیا چین

(۹) اندھکار دیا پا چھول اور اندھکار کا دار نہ چھور

(۱۰) مہا پسار سار لکھ پایا مان سرودر میل چھڑایا

(۱۱) ہنس بنی سُورت متوالی ہنس چال لے آگے چالی

(۱۲) بھنور گپھا کی کھڑکی کھولی سوہم سوہنگم دُھن بولی

(۱۳) مہاکال کا نکھیہ استھان سُرت سلے سوچ سمجھ لیا جان

(۱۴) ست پد آسن جما کے بیٹھی پھر وہ الکھ۔ اگم دھنس پیٹھی

(۱۵) رادھا سوامی پد میں آئی بھید سار اب بچ کر پائی

---

[۱] اُدگیت کا ترجمہ ہے 'اُدھر کا گیت'، 'آسمانی نغمہ' یا 'روحانی راگ'، اس کا بیان ورہد آرنیک اُپنشد۔ چھاندوگ اُپنشد۔ یا اور اپنشدوں میں بھی اشارتاً پایا جاتا ہے ✤ (شیوبرت لال)

(۱۶) نہیں وہ ایک نہیں دو نہیں ۔ انبھو گم سے پرلا چین
(۱۷) جو کوئی اتنے اونچے چڑھے ۔ رُوپ رنگ دکھائے ٹرے "

ساکھی | ایک کہوں تو ہے نہیں ۔ دُوجا کہوں تو گارؓ
| جیسا ہے تیسا ہے ۔ کہیں کبیر وچار

گالی ملے

یہ رادھا سوامی مت کی تعلیم ہے ۔"

دیال نے کہا ۔ " تب تو بہت اچھی بات ہے ۔ ویدانت کا رادھا سوامی مت سے میل ملتا ہے ۔"

نندو بھائی بولے " لیکن رادھا سوامی مت ویدانت مت کا کھنڈن کرتا ہے ۔ دونوں ایک جیسے کیسے ہو گئے ؟"

دیال نے کہا ۔ " کیسے کھنڈن کرتا ہے ؟"

نندو بھائی ۔ " وہ ویدانت کو واچک گیان قرار دیتا ہے پوتھی میں لکھا ہے ۔ کہ " پانچ شاستروں کا پول ویدانت نے کھولا ۔ اور ویدانت کا پول سنتوں نے کھولا ۔"

دیال ہنسا ۔ " زبانی جمع خرچ کا حامی ویدانت بھی نہیں ہے ۔ اگر تم نے شروع سے آخر تک میری بات سُنی ہے ۔ تو نتیجہ نکالا ہوگا کہ ویدانت اصلی زندگی بسر کرنے کا راز ہے ۔ وہ صرف ظاہری عملی مشغلہ نہیں ہے ۔ وہ پرا ودیا (پرے کا علم) ہے ۔ اپرا ودیا (ورے کا علم) نہیں ہے ۔ لیکن سُنو تو سہی جب تک واچک گیان نہ ہوگا ۔ یتھارتھ گیان کیسے ہوگا ! کہنا سُننا تو لازمی ہی ہے بغیر واچ (الکلام) کے لکش (معراج) تک رسائی کیسے ہوگی ۔ جب تک

شبد (کلام) نہ ہوگا - سُرت (توجہ) کس پر ٹھہریگی - اس لئے
شبد اور سُرت دونوں ہی لازمی ہیں - بہتر ہوتا - کہ اس وقت تم
مذہبی باتوں کو تہہ میں رکھ کر صرف ویدانت کے دعوے کو سمجھتے
بُوجھتے - مذہبی باتوں میں پکش تعصب ہٹ دھرمی اور بے انصافی
رہتی ہے - جسے میں پسند نہیں کرتا - تم کو اگر رادھا سوامی مت
کے بارہ میں کچھ پوچھنا ہو - تو پھر ست سنگ کے کسی دوسرے
موقع پر دریافت کر سکتے تھے - میں ہر وقت سمجھانے کو تیار ہوں
اس وقت صرف ادویت لفظ پر غور کرنا ہے - اس ادویت
میں ایک دو کا شمول نہیں ہے - یہی ویدانت ہے -

آخر میں تمام مذاہب اور فلسفہ کی طرف سے مُنہ موڑ کر متلاشی
انسان ویدانت کی مدد لینے کے لئے مجبور ہوتا ہے - اور وہ اُسے
حقیقت سمجھا کر سچی اور حقیقی اطمینان کی صورت پیدا کر دیتا ہے
اور مقصد کی تلاش میں کامیابی ہوتی ہے - تب تمام خطرات اور
مصائب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جاتا ہے - جس کی سمجھ تم کو آہستہ
آہستہ اس ست سنگ کی برکت سے نصیب ہوگی "

تیسری کلا

خوش یقینی ۔ بے یقینی ۔ بد یقینی

(۱) ایک سے وحدت ہوئی ۔ وحدت سے تب کثرت ہوئی
پھر پریشانی جو سمٹی شکلِ جمعیت ہوئی (۱)

(۲) جب دیا وحدت کو دِل کثرت کا تب آیا خیال
جب دیا کثرت کو دِل تب صورتِ قلّت ہوئی (۲)

(۳) وحدتوں میں کثرتوں میں قِلّتوں میں پھنس گئے
اِن خیالی وسوسوں سے سخت اب نفرت ہوئی (۳)

(۴) بطن میں نفرت کے رغبت کا تھا سب ساماں چھپا
مجمعِ ضِدّین عالم کی وہیں صورت ہوئی (۴)

(۵) معرفت کا رازِ باطن اصلیت کا بھید ہے
اصلیت کے علم سے پھر دِل کو تقویت ہوئی (۵)

نندو بھائی بولے ۔ "بھگون! آپ کی باتوں میں سچائی ہے ۔ ادویت کو اب تک ہم ایکتوواد ہی سمجھ رہے تھے ۔ اور اس میں ہمارا کیا قصور ہے ۔ ہم کو ایسا ہی سمجھایا گیا ۔ اور لوگ یہی سمجھاتے رہتے ہیں ۔"

دیال نے کہا ۔ "تو اِس میں تمہارا نقصان کیا ہوا ۔ یہ تو لازمی مرحلہ تھا ۔ ایک کے سوا خیال آکر ٹھہرتا کہاں! آخر اُسے کوئی نہ کوئی

اپنا مرکز تو بنانا ہی ہوتا ہے۔ ایک کے سوا اور ہے کیا! سب ایک ہی ایک ہے۔ جس نظر سے دیکھو۔ ایک کے سوا دوسرا کوئی نظر نہ آئیگا۔ تم ایک ہو۔ اپنا ثانی تلاش کرو۔ میں ایک ہوں اپنے جیسا دوسرا کہاں ڈھونڈوں۔ ڈھونڈو۔ کھوجو۔ تلاش کرو۔ ایک جیسے دو کہیں نظر نہ آئیں گے۔ جو ہے وہ ایک ہی ہے۔ درختوں تک کے دو پتے۔ پانی کے دو قطرے۔ ایک کتاب کی دو سطریں ایک ہی حروف کی دو صورتیں آج تک نہ یکساں دیکھی گئی۔ اور نہ آئندہ دیکھنے کی اُمید ہے۔ اور دو دیکھنے والوں کی نظر بھی تو یکساں نہیں ہوتی۔ وہ بھی ایک ہی ایک ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ ایک مرکز بن جاتا ہے۔ یہاں آکر ٹکاؤ ہوتا ہے۔ پھر انبھو کا راستہ کھلتا ہے۔ پھر آگے چل کر نہ ایک رہتا ہے۔ نہ دو رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وحدت کے خیال سے دل کو تسلی ہوتی ہے۔"

اب اپنے خاص مضمون کی جانب توجہ کرو:۔

انسان مقصد کی تلاش میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا کئی مرحلوں سے گزرا۔ جن میں سے ایک دوسرے سے مختلف یا باہم اگر کچھ میل رکھتا ہوا تھا۔ انہیں مرحلوں کا نام مذہب ہے۔ چاہے یہ جیسے ناقص یا بودے ہیں۔ لیکن ان کو مذہب کی فہرست سے کون خارج کر سکتا ہے۔ یہ سب کے سب قدرتی اور ضروری ہیں۔ اور تلاش کرنے والا ان میں سے گزر کر دو پہ آیا۔ اور اُس کی نظر دو پر ٹھہری۔ جو ایک ایک تھے ؎

ان میں سے ایک رُوح - دُوسرا مادّہ تھی
ایک چیتن دُوسرا جڑ تھا
ایک اصلی سبب اور دُوسرا مددگار تھا

اور یہ دو اُسے ایک ایک نپچنے لگے - ایک اپنے تمام جُزدیات کا کل نظر آیا اور دُوسرا بھی اپنے جُزدیات کا کلُ دکھائی دیا ؂

یہ وہ مرحلہ تھا - جو بہت سے مرحلوں کے طے کرلنے پر اُسے ملا تھا - اِس سے پہلے کون کون مرحلے راہ میں آئے - ان سب کی صراحت مُحال ہے - گو اُن کی جڑ ہر انسان کے دِل میں موجُود ہے - بچہ کا مذہب جوانوں کے مذہب سے مختلف ہے - جوانوں کا مذہب ادھیڑوں کے مذہب سے جدا ہے - اور ادھیڑوں کا مذہب بُوڑھوں کے مذہب سے جدا ہے - اور جو جیسا ہے - یہ اُس کی دِلی جذبات کی یقینی عکسی صُورتیں ہیں - جس طرح انسان کے جسم اور دِل اور کاروبار میں اختلافات کے ساتھ مشابہت رہتی ہے - وُہی کیفیت مذاہب کی بچگی اور بلوغیت اور پختگی میں ہے ؂

بچہ سمجھتا ہے - آگ - پانی بھی سب صورت والے ایشور ہیں - وہ کسی بیجان چیز کو بیجان نہیں خیال کرتا - کیونکہ جاندار اور بیجان کی سمجھ کا مادّہ ابھی تک اُس کے دِل میں پختہ نہیں ہُوا ؂

بچہ ذرا بڑھا - اُسے یقین دلایا گیا - کہ اُس کا رام آسمان پر رہتا ہے - اور ہر طرح کے کاروبار پر قادر ہے ؂

بچہ ذرا بڑھا - جوانی کی حالت آنے لگی - اُس نے اپنے ذاتی تجربہ

سے سوچا۔ اوروں سے سُنا۔ یقین کو حرکت دے کر نتیجہ نکالا۔ کہ رام اکیلا نہیں ہے۔ اُس کے ساتھ جیو اور پرکرتی بھی ہیں۔ یہ خیال کیوں پیدا ہُوا۔ کیونکہ عالم اسباب میں تین چیزوں کا میل رہتا ہے راجہ ہے۔ تو اُس کا مُلک ہے۔ اور اُس کی رعیت بھی ہے۔ اِس طرح اگر ایشور بھی ہے۔ تو اُس کی جائداد پرکرتی ہوگی۔ اور اُس کی رعیت جیو ہوں گے۔ اور اس طرح اُس نے اپنی خیالی تثلیث قائم کرلی۔ جو

ایشور۔ جیو اور پرکرتی ہیں

یہ مذہب کے یقین کے بچگی کا طبقہ ہے۔ جو ابھی تک نکھار کی صورت میں نہیں آیا ہے۔ تاہم مذہبی بچوں کی خوش یقینی کا خیالی اور اعتقادی مرکز ہے ٭

اس خیال نے پختگی کی صورت پیدا کرتے ہوئے طرح طرح کے دلپسند آرائشی ساز وسامان کو ایجاد کیا۔ جس سے انسان کی مذہبی دلچسپی بڑھتی گئی۔ بُت پرستی۔ مندر پرستی۔ مسجد پرستی۔ حرم پرستی کی جڑ اس میں تھی۔ یہ سب کے سب اِس تثلیثی مذاق کے احاطہ میں آجاتے ہیں۔ ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر ان کی اصلیت آپ ذہن نشین ہونے لگ جاتی ہے۔

اِس خوش یقینی کا پھر نکھار شروع کیا۔ فلسفہ نے انسانی دل پر قبضہ پانا شروع کیا۔ بات جیوں کی تیوں ہی تھی۔ صرف لطافت اور کثافت کا فرق تھا۔ ایک نے خوش اعتقادی سے ایشور کی مادی مورت مادی مندر میں رکھی۔ اور اُس کی پُوجا کو آئین قرار دیا۔ دُوسرے نے ایشور

کی خیالی مورت دِل کے خیالی مندر میں رکھا۔ اور اُس کے تصوّر کو دین قرار دیا۔ اصل میں دونوں ہی صورت پرست ہیں۔ اور دونو ہی بُت پرست ہیں کسی کا بُت پتھر کنکر کا ہے۔ کسی کا بُت خیال اور تصوّر کا ہے۔ وہ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر سنوارتا سنگارتا ہے یہ عمل تصوّر یا دھیان دھارنا سے اُسی دلی آنکھوں سے دیکھ کر دِلی خیالی اور یقینی جذبات کا مرکز قرار دیتا ہے۔ اور اُسے دین سمجھتا ہے (تصوّر کے معنے ہی صورت بنانا ہے۔ اور دھیان کا مطلب ہی توجہ کی مدد سے اپنے اندر دِلی تراشں خراش کرتے ہوئے اُس پر قائم ہو رہنا ہے۔ لفظوں کے اصلی معنیٰ پر جاؤ۔ تو یہ راز تمہاری سمجھ میں ابھی آجائے ہ)۔

(۱) بُت بنا کر سنگ سے مندر میں لا کر رکھ دیا
بُت پرستی کا بشر اس طرح پر موجد ہوا (۱)

(۲) دوسرے کا بُت خیالی ہو کے دِل میں آگیا
اُس کو اِس کے پُوجنے کا شوق اُس کے دِل میں تھا (۲)

(۳) دونوں ہی بُت ہیں خیالی مادی۔ سمجھو ذرا
بُت پرستی سے نہیں مذہب کو کر سکتے جدا (۳)

(۴) اپنا بُت اچھا ہے۔ اور اوروں کے بُت میں نقص ہے
یہ نہیں سمجھا بُتوں کے درمیاں ہے فرق کیا (۴)

(۵) ہو کے ناداں یہ لگے لڑنے جھگڑنے رات دن
ہو گیا برپا جہاں میں مذہبوں کا تفرقہ (۵)

ان عقائد اور خیالات کے تابع بے شمار انسان ہیں جو تثلیث کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے باہمی جنگ و جدل میں مبتلا رہتے ہیں۔ جس میں تعصب اور تنگدلی آئی۔ اُس کی مذہبی نشو و نما کو دھکا پہنچ گیا۔ وہ اُسی میں اڑا۔ اور ہم جانتے ہو۔ جو اڑا۔ وہ لڑا۔ جو لڑا وہ پڑا۔ جو پڑا وہ گڑا۔ اور جو گڑا وہ سڑا۔ اور اُس کے دل میں سڑاندھ آ گئی۔ اگر برابر تلاش کا سلسلہ جاری ہوتا۔ تو یہ مرحلہ بھی طے ہو جاتا لیکن ہٹ دھرمی آ گئی۔ اور منفعت میں مذہب والے مر گئے۔ اور اب اُن کو کرم کے قانون کے موافق کئی کئی جنم لینے ہونگے۔ تب اس تعصب اور تنگدلی کے مرض کا علاج ہوگا۔ اور پھر تلاش کا سلسلہ جاری ہوگا ؛

جو لوگ تلاش میں بے تعصبی کے ساتھ سرگرم رہتے ہیں۔ یہ تثلیث اُن کے اطمینان خاطر کا باعث نہیں ہوتی۔ اُس میں نقص نظر آتا ہے۔ اور تجربہ کی وسعت خود دُھکیلتی ہوئی آپ تثلیث کے خندق سے نکال کر متلاشی کو دوند میں لاتی ہے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ مادہ ایک ہے۔ کیا ہُوا۔ اس کی صورتیں دیش۔ کال۔ وستو۔ (ظرف۔ زمان و مکان) کی وجہ سے بیحد و حساب ہوتی ہیں مٹی تو مٹی ہی ہے۔ چاہے لاکھوں برتن بھانڈے محل مکان اور گھروندے اُس سے بنیں۔ تاں جیو بیشک بے شمار ہیں۔ جو کرم کرتے ہوئے اُس کے نتیجے کے موافق جنم لیا کرتے ہیں۔ اس میں ایشور کا کیا کام ہے! ایشور کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جیسے

نے جیسا کیا۔ ویسا پھل پایا۔ اور جنم جنمانتر کے سلسلہ سے گزرتے ہوئے اپنی قسمت اور پرار بدھ کو آپ گھڑ لیا۔ اس خیال کے ساتھ گیان شروع ہوتا ہے۔ تمیزی طاقت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور سبب اور نتیجوں کے سمجھنے کی قابلیت آتی ہے۔ ہندو فلسفہ میں اس مت کو سانکھ واد کہتے ہیں۔ جو دنیا میں سب سے قدیم اور پہلا فلسفہ ہے اس سے پرانا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور ہر قسم کے خیالی اور عملی شقوں کی اس کے اندر کھپت ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ علمی اور نظری فلسفہ ہو۔ اور چاہے وہ عملی اور متجرب سائنس ہو۔ یہ گیان دھیان کا ضروری مرحلہ ہے۔ جس پر انسان آتا ہے:

لیکن یہ قاعدہ کلیہ بھی نہیں ہے۔ دنیا میں طبیعتیں جداگانہ ہیں مزاج مختلف ہیں۔ عقل اور دل ایک جیسے نہیں ہوتے۔ اور سب کے خیال کی تکمیل خاص خاص طور پر ہوتی ہے۔ خطرات سب میں ہیں۔ جیسے معمولی مذاہب ان سے محفوظ نہیں۔ ویسے ہی فلسفہ بھی ان سے خالی نہیں ہے۔ جو نہیں سنبھلا یا نہیں سنبھل سکا۔ وہ گرا کوئی دہریہ ہو گیا۔ کوئی ناستک بن گیا۔ کوئی شکوک اور شبہات میں پڑ گیا۔ اور فلسفے کی بھی شقیں مذاہب کی طرح بے شمار ہو گئیں۔ فرق یہ رہتا ہے۔ کہ اہل مذاہب تو تعصب اور ہٹ دھرمی میں پڑ کر کبھی کبھی قتل و جدل اور خون و خرابہ کر بیٹھتے ہیں۔ فلسفی وسیع دل ہونے کی وجہ سے اعتقاد اور خیال پر الجھتے نہیں۔ اور نہ لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مذہب انسانی عقل کی بچگی کا طبقہ ہے۔ فلسفہ بلوغیت

کا طبقہ ہے۔ ان کے درمیان یہ تمیزی فرق رہتا ہے ۔
لیکن کیا اس فلسفہ نے متلاشی انسان کو منزل مقصود تک پہنچایا ؟
کیا اس سے قطعی تسلی کی صورت نظر آ گئی ؟ نہیں ۔ اس سے تو وہی
اچھے تھے ۔ جو کم از کم ایک خدا کے ماننے والے تھے ۔ اس لئے اس
سہارے کو بھی دھکہ پہنچا دیا ۔ دھکہ پہنچانا تو لازمی تھا ۔ لیکن اگر انسان
نہ سنبھل سکا ۔ تو پھر اور بھرم کے خطرہ میں گرا ۔

تاہم تلاش کی حد ابھی تک ختم نہیں ہوئی ۔ اس کا سلسلہ برابر
چلا آ رہا ہے ۔ تلاش کی یہ ایک قسم کی وہ منزل ہے ۔ جو حقیقت سے
قریب ہے ۔ اور مسافر جب تک اسے طے نہ کر لیگا ۔ اسے چین کب
آنے لگا ۔ اور یہ تلاش اسے چین کب دینے لگی ۔

دو ہوئے ۔ روح اور مادہ ۔ جیو چیتن اور جڑ جگت ۔ جیو بیشمار
اور جگت ایک ۔

یہ دویت (دوینا) اور خالص شرک ہے ۔ متلاشی اس سے بیزار
ہو گا ۔ وہ کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہے ۔ جو اس نقص سے بری
ہو ۔ ایشور ۔ جیو ۔ پرکرتی ۔ کے تثلیثی عقیدہ میں سخت نقص تھا تینوں
میں سے ایک بھی محیط کل اور غیر محدود نہیں تھا ۔ جہاں ایشور ہے ۔
وہاں پرکرتی نہیں ۔ جہاں پرکرتی ہے ۔ وہاں ایشور نہیں ۔ اور جہاں
جیو ہے وہاں ایشور اور پرکرتی نہیں ۔ مانا وہ ملے جلے کام کرتے ہوں ۔
لیکن آخر ان کی شخصی حیثیت اور انفرادی ذاتیت بھی ہو گی ۔ یا نہ
ہو گی ؟ اگر نہیں ہے ۔ تو پھر ایشور ایشور نہیں ۔ پرکرتی پرکرتی نہیں

اور جیو جیو نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو تینوں فردیت کی نظر سے جدا جدا ہیں اور جب جدا جدا ہیں۔ تو تینوں ناقص۔ تینوں محدود اور تینوں غیر مکمل ثابت ہوئے۔ اور انسانی دل جس کی پورے طور پر نشو و نما ہو گئی ہے کب اس تثلیث کے نقص کی طرف مائل ہونے لگا۔ اور کب اس کی تسلی ہونے لگی ۔

جو کیفیت تثلیث کی ہے۔ وہی اس دویت واد کی ہے۔ وہ لاکھ مکمل کہا جائے۔ لیکن وہ مکمل نہیں ہے۔ اس میں دوپنے کا نقص ابھی تک باقی ہے۔ یہ دوپنا ہی تو عذاب جان ہے! تجربہ کیا کہتا ہے؟ میل ملاپ میں سکھ ہے۔ تفرقات میں دکھ ہے۔ اس کی سمجھ بچے تک میں موجود ہے۔ ہم آہنگی۔ مماثلت۔ مطابقت۔ ایک پنا۔ وحدت۔ وحدانیت۔ احدیت۔ ایکتّوواد۔ ہی ایسے مسائل ہیں۔ جو اطمینان خاطر کے باعث ہو سکتے ہیں۔ یا ہو سکیں گے۔ دویت واد میں پھر بھی دوپنے کا جھگڑا رہ گیا ۔

(۱) ایک سے جب دو ہوئے تب لطف یکتائی نہیں
تفرقہ کی خو کسی باعقل کو بھائی نہیں (۱)

(۲) دو میں جھگڑے رات دن ہیں دو سے ہیں رنج و الم
دو ہیں دو جائی کبھی دونوں یہ یکجائی نہیں (۲)

(۳) دو کے جھگڑوں میں پڑے رہتے ہوؤں کو دیکھ لو
کون جھگڑالو ہے منہ کی جو کبھی کھائی نہیں (۳)

(۴) صبر آئے کس طرح۔ کس طرح پر آئے قرار

کون ہے جو صبر اور راحت کا سودائی نہیں (۴)

(۵) لڑتے ہیں شیطان خدا جب آستینوں کو سنبھال
دونوں ہیں بے سود ۔ عاقل ان کا شیدائی نہیں (۵)

لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ مرحلے انسان کی عقلی زندگی میں آتے ہیں ۔ اور آکر رہتے ہیں ۔ اور ان ہی کے اندر داخل ہونے پر یہ گتھی سلجھیگی *

(۱) اپنے دل میں آپ دیکھو آپ سوچو ہر زماں
دِل کے اندر خود ہی پا جاؤگے ہر شے کا نشاں (۱)

(۲) خارجی عالم کو دیکھا باطنی کا اب ہے وقت
عالمِ باطن میں آؤ ۔ آؤ ۔ آؤ بے گماں (۲)

(۳) دِل ہی کے اندر خدا ہے دل ہی میں شیطان ہے
دِل کے اندر ہے زماں دل ہی میں ہے ظرف و مکاں (۳)

(۴) سب کو دیکھا کیا کیا ؟ اپنی خبر پائی نہیں
اپنے آپے کی خبر کی آئی باری اب یہاں (۴)

(۵) دل سے دِل کا لو پتا ۔ دِل مخزنِ اسرار ہے
دِل میں سب کچھ ہے نہاں اور دل سے ہوتا ہے عیاں (۵)

یہ آخری منزل میں تلاشِ حقیقت کا سامان ہے ۔ اور ویدانت متلاشی کو اس کے سوچنے سمجھنے کا موقعہ دیتا ہے ۔

خوش یقینی ۔ بے یقینی ۔ بدیقینی ۔ علم الیقینی ۔ حق الیقینی ۔ اور عین الیقینی کی جڑ کہاں ہے ؟ کس میں ہے ؟ اور کس سے ہے ؟ کیا

یہ تمہارے ہی دلی جذبات - دلی محسوسات - اور دلی تخیلات کے تماشے نہیں ہیں؟ اگر نہیں ہے - تو ویدانت کا کہنا غلط ہے - اور اگر ہیں - تو کوئی وجہ نہیں ہے - کہ متلاشی ان پر غور نہ کرے - غور تو کرنا ہی پڑیگا - آج نہ کروگے - کل کروگے - کل نہ کروگے - پرسوں کروگے اس سے بچ کر جا کہاں سکتے ہو؟ تعصب کا دم بھرو - ہٹ دھرمی کرو - انصاف کا خون کیا کرو - دوسروں کو بُرا بھلا کہو - اپنے کو ایماندار اور دوسروں کو بے ایمان سمجھو - لیکن یاد رکھو - یہ تعصب - یہ ہٹ دھرمی یہ انصاف کا خون - یہ بُرا بھلا کہنا - یہ ایمان اور بے ایمانی کے ڈھکوسلے کب تک چلیں گے؟ یہ سب کی سب عارضی حالتیں ہیں - جو تلاش مقصود کے مرحلوں میں آتی جاتی رہتی ہیں - ان کو کبھی نہ کبھی ختم ہونا ہے - یہ دائمی نہیں ہیں - اور جب ان کا دور ہو چکیگا - تب لامحالہ اسی ویدانت - اسی وید کے انت اور اسی انتم گیان پر آنا اور اس کی مدد لینا پڑیگا - راستے بے شمار ہیں - کوئی سیدھا ہے کوئی ٹیڑھا ہے - کوئی پیچدار ہے - کسی میں سہولتیں ہیں - اور کسی میں دقتیں ہیں - لیکن منزل مقصود - معراج تمنا - اور مرکز حقیقت ایک ہے - اور اسی پر آنا ہوگا - تب شانتی کی صورت نظر آئیگی -

اگر عقل رسا رکھتے ہو - اگر ذہن صاف ہے - اگر دل لطیف بن گیا ہے - تو کیوں دیر کرتے ہو؟ کیوں نہیں ادھر رجوع ہو کر اپنا کام جلد بنا لیتے ہو؟ کم سے کم ذرا دیکھو - تو سہی وہ غلط کہتا ہے یا صحیح کہتا ہے - اس میں کیا ہرج ہے! اور اگر دل اور دماغ

کی یہ صورت نہیں ہے۔ تب تمہارے لئے ویدانت کا پیغام
لاحاصل ہے۔ انتظار کرنا پڑیگا۔ وقت لگیگا۔ دیر ہوگی۔ لیکن یہ کہنا
ہی کہنا ہے۔ اگر تم میں قابلیت اور قبولیت کا مادہ نہ ہوتا۔ تو تم
کبھی دیال کے اِس رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں
نہ آتے۔ تمہارا آنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ تم کو ویدانت کا شوق یہاں
تک کھینچ لایا ہے۔ ویدانت کسی کے مت متانتر پر طعن اور تشنیع
کی زبان دراز نہیں کرتا۔ یہ خیال ہے۔ بوڑھے دانشمند بچوں کے
کھیل کود کے معاملات میں مخل نہیں ہوا کرتے۔ تم اپنے دل کو
مذہبی وسوسات سے خالی کرو۔ وسیع دلی سے اُس کا پیغام سنو
اِس سے تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور
علم الیقین۔ حق الیقین کے مرحلوں کو اس ست سنگ کی برکت
سے طے کرتے ہوئے تم باآسانی عین الیقین کی کیفیت اپنے اندر
حاصل کر لوگے۔ تب اصلی شانتی ملیگی۔ جس کا ویدانت زور کے
ساتھ دعوے کے ساتھ اور اپنی مدلل تقریر اور تحریر کے ساتھ اعلان
کرتا ہے ؎

(۱) آپ کو سمجھو یہی تو مقصد ویدانت ہے
وہ نہیں سمجھیگا جو اب تک نہیں زبھرانت ہے (۱)
(۲) اپنے آپ کو سمجھ لو سب کی آئیگی سمجھ
نکتۂ عرفان کی تب عقل پائیگی سمجھ (۲)
(۳) غیر کو سمجھا تو کیا سمجھا! بُری ہے یہ سمجھ

اپنے کو سمجھا تو سمجھا کچھ - بھلی ہے یہ سمجھ (۳)

(۴) قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست اے با ہنر-
قیمت خود را نہ دانی - ابلہی داں سر بسر (۴)

(۵) جان جملہ علمہا ایں است ایں این است ایں
کہ بدانی من کیم در یوم دیں در یوم دیں (۵)

(۶) کیا بُرا ہے سمجھو تم ویدانت کی تلقین میں
کیوں پڑے رہتے ہو بیدینی میں تم اور دین میں (۶)

(۷) مقصدِ عرفاں یہی ہے - منزلِ عرفاں یہی
مرکزِ عرفاں یہی ہے مصدرِ عرفاں یہی
مخصوص ہے وسوسوں سے دل کو آزادی ملے (۷)

(۸) دُکھ مٹے - بیچینی جائے، فرحت و شادی ملے (۸)

(۹) خوفِ شیطان خوفِ موت اور خوفِ دُنیا دُور ہو
وہم باطل وہم ناحق وہم سب کا فور ہو (۹)

(۱۰) گمرہی اس میں نہیں ہے اور ضلالت یہ نہیں
علم ہے اصلی حقیقی اور جہالت یہ نہیں (۱۰)

(۱۱) علم شئے از جہل شئے بہتر ہے اس کو مان لو
اپنے آپے کی سمجھ لو - گورو کا گورو سے گیان لو (۱۱)

(۱۲) رادھا سوامی دہام کی سنگت میں آئے کس لئے
جو نہیں اپنی سمجھ پائی تو سب بے سُود ہے (۱۲)

چوتھی کلا

دو پیا

ریزہ ریزہ کوہ ہے اور ذرہ ذرہ دشت ہے
قطرہ قطرہ بحر ہے سمجھے جو دریا گشت ہے
نکتہ نکتہ علم - علم اور علم ہی عرفان ہے
نقطہ نقطہ خط ہوا - جو دائرہ کی جان ہے
خوشبو خوشبو گل ہے - گل ہی صورت گلزار ہے
غلہ غلہ جب اکٹھا ہو وہی انبار ہے
لمحہ لمحہ شمس ہے اور لمحہ لمحہ وقت ہے
سوچے ان باتوں کو جو اس دنیا میں خوش بخت ہے

نندو بھائی بولے۔" اپنے آپ کو جاننا یہ ویدانت کا مقصد ہے اسے کئی طرح سے کہا جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے۔ برہمہ ہی جیو ہے برہمہ اور جیو میں فرق نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے۔ شے۔ جوہر اور اصل ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تیسرا کہتا ہے۔ ایک کے سوا دوسرے کا خیال بھرم ہے۔ چوتھا کہتا ہے۔ جو ہے۔ وہ برہمہ ہے۔ مایا اس سے جدا نہیں ہے۔ پانچواں بولتا ہے۔ " برہمہ ستیم جگن متھیا " یعنی برہمہ ست ہے۔ اور جگت متھیا ہے۔ چھٹا مایا یا مادہ کو ان ہونی یعنی شے معدوم بتاتا ہے۔ ساتواں مایا کو ست اور است دونوں سے جدا سمجھ کر اسے انرو چنی یعنی ناقابل بیان قرار دیتا ہے۔ غرضیکہ خیال کے ظاہر کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان کے اندر کیا راز ہے؟ کوئی سب کو ماننے یا کسی کو ماننے یا کسی کو نہ ماننے ؟"

دیال نے کہا "اِس کے اندر جو راز ہے۔ اُس کو "میں" کہتے ہیں۔ یہ میں (سنسکرت۔ اہم) سب کا مرکز ہے۔ ان خیالات میں اختلافات نہیں ہیں۔ بلکہ سب اُسی ایک "میں" کو مرکز قرار دے کر اسی "میں" کے ارد گرد خیالی حرکت کی کٹھ پتلیاں نچاتے ہیں اور ناچ نچا کر اُس "میں" میں آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ تب ان کو شانتی ملتی ہے۔ اور میں کی دائمیت کی سمجھ آ جاتی ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "فلسفہ نے عقلی کوششوں سے بقول آپ کے دو عنصر کو صحیح تسلیم کیا۔ ایک آتما (روح) دوسری پرکرتی (مادہ) یہ تو صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ علماً اور عملاً۔ ظاہرًا اور باطناً۔ ان کے عمل کے کاروبار دنیا میں نظر آتے ہیں۔ اور اگر ان کو قاعدہ میں رکھ کر چلانے والا ایشور بھی صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو میری سمجھ میں اشانتی کا کوئی سبب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قدرت میں ہر جگہ باقاعدگی نظر آتی ہے۔ اور اِس باقاعدگی کا اہتمام ضرور کسی اعلیٰ ہستی کے تابع ہونا چاہیے۔"

دیال نے کہا۔ "دو نقص پیدا ہو گئے۔ ایک تو عقل کی بچگی کی تثلیث جوں کی تیوں رہی۔ دوسرے فلسفہ کا تجربہ اور مشاہدہ غلط ثابت ہوا۔ ہم چاہتے کیا ہو، جنم مرن سے چھٹکارا۔ جو مکتی یا نجات ہے۔ دوسری دائمیت یعنی ہمیشہ کی زندگی۔ جو موت کے خطرات سے بری ہو۔ دونوں ایک ہی بات ہے۔ صرف لفظوں کا پھیر پھار اور خیال کے طرز بیان میں اختلاف ہے۔ سوچو تو سہی اگر مکتی اور دائمیت کا حاصل ہونا کسی ایشور کی بھگتی کا نتیجہ ہے۔ تو وہ مسخراپن اور مضحکہ کا مضمون ہے۔ جو شے کسی کے دینے

سے ہاتھ آتی ہے۔ اُس کی حیثیت کیا رہی؟ اور وہ ہے کیا؟ کچھ نہیں۔ عطیہ کا مضمون مُکتی کے معاملہ میں مُکتی کی تردید ہے۔ جیو نے اس خیال کو اس قدر مضبوط کر رکھا ہے۔ کہ ایشور کا وہم اُس کے دل سے دُور نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ اُسے ترک بھی کرے گا۔ تو حیرانی پریشانی۔ سرگردانی اور ناخوشی کے ساتھ۔ لیکن اس کا ترک ہونا ہے۔ یہ بغیر گئے ہوئے نہ رہیگا مقصد کی تلاش اُسے ایسا کرنے پر مجبور کریگی۔ اس وہم میں پڑا ہُوا انسان اپنے دل میں ہزاروں قسم کے توہمات پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور اُن کے اُلجھن میں پھنسا رہتا ہے۔ فلسفہ کے نتیجہ اور فیصلہ کی طرف بھی اُس کی نظر نہیں جاتی۔ تاہم اس حالت کو آنا ہے۔

ایک فارسی کا شعر ہے۔

ناصحا خالی نیم دارم کلاہ چار ترک
ترک دُنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

مشرح ترجمہ

جب میں نے دُنیا کو چھوڑا	عقبےٰ کا سودا چھوڑا
جب عقبےٰ کی فکر نہیں	تب خدا سے اپنا منہ موڑا
تین ہوئے جب ترک	ترک کو میں نے پھر خود ترک کیا
اب میں ہُوں آزاد	نہیں تینوں کے وہم کا اب سودا

جب تک اس وہم کا ترک نہ ہوگا۔ تثلیثی زنجیر شکست نہ ہوگی بھرم جُوں کا تیوں بنا رہیگا۔ اور سانکھ کے دویت واد فلسفہ کی بھی سمجھ نہ آئیگی۔

یہ تمہارے سوال کے ایک حصّہ کا جواب ہے
تم کہتے ہو۔ کہ نظام کائنات کی باقاعدگی کا انتظام کسی قاعدہ دان
قاعدہ پسند اور قاعدہ میں چلانے والے کے تابع ہے۔ یہ سچ ہے۔
لیکن وہ قاعدہ میں چلانے والا کون ہے۔ اس کا جواب سوچو۔ تو
مضمون آسانی سے سمجھ میں آنے لگے۔

اس قاعدہ میں چلانے والا تمہارا اپنا آتما ہیں اور اہم ہے
وہی سب کچھ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ ایک
ہے۔ اور سب میں اس کی ستّا (طاقت) محیط کل ہوتی ہوئی کام
کر رہی ہے۔ تم بھرم میں پڑ کر غلطی سے کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے ہو۔ ابھی
تک اس ایک کی سمجھ تم کو نہیں آئی۔ اور آئی کیسے! ابھی تک تو
تثلیثی قید و بند ہی کو توڑا نہیں۔ جو بڑی مشکل سے ٹوٹتی ہے پھر روح
اور مادہ کے دویت پنا کو کیسے سمجھوگے۔ ابھی وہ منزل دور ہے چلے
چلو۔ آخر میں بات سمجھ میں آئیگی۔ یہ اہم تمہارے سوال کے دوسرے
حصّہ کا جواب ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "گتھی پر گتھی الجھتی جا رہی ہے۔ آپ کا ایک
جواب بھی خاطر خواہ اطمینان کا باعث نہیں ہو رہا ہے۔ بھلا میرا یہ
اہم کیسے محیط کل ہوا؟ اسی ایک کی صراحت کیجئے۔ کوئی بات سمجھ
میں آوے۔"

دیال نے کہا۔ "گتھی الجھتی ہے۔ تو الجھنے دو۔ جب تک الجھن
نہ ہوگی سلجھانے کی کیسے سوجھیگی۔ یہ گتھی کی الجھن ہی تو مزیدار

ہے۔ اور اسی کے اندر ہر قسم کا سوچ وچار ہے۔ میں تو اس سے نہیں گھبراتا۔ تم کیوں ناحق گھبرانے لگے۔ اطمینان خاطر کے ساتھ دیال کا ست سنگ کرو۔ وہ اسے بہ آسانی سلجھا دیگا۔ اور تم اُسے سلجھی ہوئی پاؤ گے ❊

میں تم کو درجہ بدرجہ اُپنشدوں کے نقطۂ نگاہ سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ اُن کے کلام سُنا چکا ہوں۔ اب دوبارہ پھر سُناتا ہوں۔ تاکہ مضمون خوب ذہن نشین ہو جائے۔ اور قندِ مکرر کا مزہ دے جائے۔ ایک مرتبہ سُننے سے بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اِس لئے اُسے بہ تکرار بار بار کہنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

یہ تمہارا مَیں ہی ہے۔ جو تمہارے جسم میں ایڑی سے لے کر چوٹی تک محیط ہے۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ ایک بھی اُس سے خالی نہیں ہیں۔ جیسے تم اِس جسم میں محیط ہو۔ ویسے ہی تم تمام عناصر اور تمام برہمانڈ میں محیط ہو۔ محدودیت کو دل دینے کی وجہ سے اپنے آپ کو محدود سمجھ بیٹھے ہو۔ اگر اسی طرح غیر محدودیت کو دل دو۔ تو تم ہی غیر محدود نظر آنے لگو گے۔ ایک حالت کے ہوتے ہوئے دُوسری حالت کی سمجھ نہیں آتی۔ حالت تو حالت ہی ہے۔ حالت صاحبِ حال کے تابع ہے۔ جو سوچو۔ وُہی ہو جاؤ گے۔ غصّہ کرو۔ تو غصہ ور۔ لالچ کرو۔ تو لالچی۔ شہوت کے دام میں پھنسو۔ تو شہوتی۔ ان حالتوں میں محیطِ کُل جو ہر کون ہے؟ مَیں۔ مَیں کے سوا اور کون ہو سکتا ہے! غصہ ہے تو لالچ نہیں۔ شہوت ہے۔ تو مزہ نہیں۔ اِسی طرح جب دُنیا کے ہوتے ہے۔ تو دُنیا دار

دین کے ہو رہے ہے۔ تو دینیدار یہ حالتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں
لیکن ان کے اندر اہم یا میں رہتا ہوا تبدیل نہیں ہوتا۔ اپنے
سے آپ سوال کرو۔ شہوتی کون ہے؟ میں۔ غصہ ور کون ہے؟
میں۔ لالچی کون ہے؟ میں

یہ دُنیا کے تعلقات کی بابت سمجھو۔ اب اور آگے بڑھو۔
پانی کون پیتا ہے؟ میں۔ آگ کون سینکتا ہے؟ میں۔
مٹی کون جسم پر ملتا ہے؟ میں۔ میں ہی ہر جگہ ہے۔
اور بڑھو۔

خدا کون کہتا ہے؟ میں۔ شیطان کون کہتا ہے؟ میں۔
آسمان اور زمین کے قلابے کون ملاتا ہے؟ میں۔ یہاں بھی
میں ہی میں نظر آتا ہے۔ جو ہر حال میں میں (اہم) ہے۔ میں
کے سوا اور کوئی نہیں۔ خدا کا خیال آتا جاتا ہے۔ شیطان کا وہم
صورت بناتا اور معدوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کی سب حالتیں
اور کیفیتیں ہیں۔ جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ لیکن شروع سے
آخر تک ان میں پرویا ہوا کون رہتا ہے۔ جس میں تبدیلی نہیں آتی؟
وہ میں ہے۔

وہ سب کے سب میں ہی کے کھیل تماشے ہیں۔ جو ہمیشہ بدلا
کرتے ہیں۔ لیکن یہ میں جوں کا تیوں رہتا ہے۔ جسم بدلتا ہے اعضا
بدلتے ہیں۔ بچپن۔ جوانی بڑھاپا بدلتے ہیں۔ لیکن میں میں تبدیلی
نہیں ہوتی۔ وہ میں ہی میں ہے۔ یہ سب کی سب حالتیں ہیں۔

اسی طرح سورج۔ چاند ستارے۔ برہمانڈ وغیرہ بھی محدودیت اور غیر محدودیت کی کیفیتیں ہیں۔ ان میں کون محیط کل ہے؟ میں یہاں تک کہ ان کے اظہار اور معدومیت کے نظارے سب کے سب اسی میں کے آدھار اور سہارے پر ہیں۔ اس کا آسانی سے سمجھنا مشکل ہے۔ لیکن وسیع نظری سے یہ آسان ہو جاتا ہے

نند و بھائی بولے۔ "کیا یہ اپنشدوں کا کلام ہے؟

دیال نے کہا۔ "نہیں۔ یہ میرا کلام ہے۔ جو تمہارا ہی ہے۔ اب اپنشدوں کے کلام سنو"

"جو جسم میں ہے۔ جسم جس کا قالب ہے۔ جسم جسے نہیں جانتا جو جسم میں رہ کر جسم کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ وہ تیرا انتریامی آتما ہے!

جو آنکھ میں ہے۔ آنکھ جس کا قالب ہے۔ آنکھ جسے نہیں جانتی۔ وہ آنکھ میں رہ کر آنکھ کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ وہ تیرا انتریامی آتما ہے"

جو کان میں ہے۔ کان جس کا قالب ہے۔ کان جسے نہیں جانتا جو کان میں رہ کر کان کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ وہ تیرا انتریامی آتما ہے"

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

یہ جسم کی بابت ہے۔ اسی طرح

"جو سورج میں ہے۔ سورج جس کا قالب ہے۔ سورج جسے نہیں جانتا جو سورج میں رہ کر سورج کو قاعدہ میں چلاتا ہے۔ وہی تیرا انتریامی آتما ہے!

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

اسی طرح تمام عناصر قدرتی طاقتوں وغیرہ کے نام لے لے کر اُپنشدوں نے اِس انتریامی آتما کی غیر محدودیت اور ویاپکتا کو ثابت کر دکھائی ہے۔ وُہی ہے جو سب میں ہے۔ اور اُس کا اظہار اس ایک لفظ آتما یا انتریامی آتما سے کیا گیا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے۔ تمہارا یئں ہے ؛

یہی انتریامی آتما ہے۔ اور وہ تمہارا ہی انتریامی آتما ہے۔ اور تم ہی یہ انتریامی آتما ہو ؛

(١) مقصد کون و مکاں اس دہر میں مَیں ہی تو ہُوں
مرکز دِل جسم و جاں اِس دہر میں مَیں ہی تو ہُوں (١)

(٢) آب و آتش ۔ باد و گل سب ہی مجھ پر حصر ہے
خود زمین و آسماں اِس دہر میں میں ہی تو ہُوں (٢)

(٣) میں ہُوں کیا ۔ اس میں کو سمجھے مجھ سے کوئی آن کر
بانیٔ ہر ذِی و جاں اس دہر میں میں ہی تو ہوں (٣)

(٤) جسم دِل اور عقل کی مَیں سے ہوئی ہے ابتدا
مُوجد اِن کا بیگماں اس دہر میں میں ہی تو ہوں (٤)

(٥) زیست کا اور موت تک کا میں ہی پہ ہے انحصار
مَیں نہاں اور مَیں عیاں اس دہر میں مَیں ہی تو ہوں (٥)

آخر میں اس مَیں پر ٹھکانا ملتا ہے ؛ "

"تشدد و جدائی بدلے" تو پھر ایک مَیں ہی مَیں رہ گیا۔ مادّہ کوئی نہ رہا ۔ "

دیال نے کہا۔" ہونے کو تو سب کچھ ہے۔لیکن اپنی جداگانہ ہستی کوئی نہیں رکھتا۔سب کی ہستی فرضی اور خیالی ہے۔اصلی نہیں ہے۔یہ مادہ کیا شے ہے؟ اس پر اب غور کرو۔یہ اسی مَیں مَیں پنے کی دھار یا دھاریں ہیں۔جن کے مجموعہ کا نام مادہ یا پرکرتی رکھا گیا ہے۔"

پانچویں کلا

کیا ویدانت ناستک ہے

نندو بھائی بولے۔"آپ نے کثرت سمجھائی۔تثلیث پر آئے۔ پھر تین سے دو تتوں پر پہنچے۔جو ابھی تک صاف نہیں ہوا۔اور دو کی موجودگی میں اس مَیں (اہم) کے مضمون پر آکے ٹھہرے۔جو آپ کی نظر میں واجب الوجود۔انتریامی آتما اور تمام دنیا کا مرکز ہے۔
مَیں (اہم) کی اہمیت کا تو مَیں قائل ہو گیا۔یہ حقیقت ہے بغیر اس کی موجودگی اور بغیر اس کے خیال کے کون کسے سوچیگا۔کسے جانیگا۔ اور کیا جانیگا۔یہاں تک تو صحیح ہے۔
لیکن اس تعلیم کے سلسلہ میں کئی اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو رفع کیجئے۔
(۱) کیا ویدانت ناستک ہے۔جس کے یہاں ایشور کی ضرورت نہیں ہے؟
(۲) کیا چیتن اور جڑ کی ہستی موہوم ہے؟

(۳) کیا یہ مَیں یا ہمارا اہم ہی سب کچھ ہے۔ اور باقی سب رد کے قابل ہیں؟

(۴) اگر جڑ (مادہ) نہیں تو نظر کیسے آ رہا ہے؟ اور
(۵) اُن کے نظر آتے ہوئے یہ مَیں ہی مَیں ایک واحد کیسے ہو سکتا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "کئی سوال ایک ساتھ کرنے سے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ اِن پر بار بار تم نے سوال کئے۔ میرے جواب کو ذہن نشین نہیں کیا۔ پھر بھی میں جواب دیتا ہوں۔ غور سے سُنو:-

(۱) (الف) ویدانت ناستک نہیں ہے۔ جو استی (ہستی) کا قائل نہ ہو۔ اور ناستی (نیستی) ہی کا قائل ہو۔ وہ ناستک کہلاتا ہے۔ ویدانت سے زیادہ ہستی کا ماننے کوئی بھی نہیں ہے۔ اس لئے استی کی زبردست تسلیم دینے کی وجہ سے ویدانت سچے معنے میں سچا آستک ہے۔ یہ پہلے سوال کے ایک حصّہ کا جواب ہے۔

(ب) ویدانت میں تمہارے خیال کے موافق ایشور کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ ضرورت کمی یا نقص یا احتیاج کو کہتے ہیں۔ جب کمی ہو۔ تو کمی کے پورا کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اور جب سیری کا کمال ہو۔ تب ضرورت کا سوال نہیں آتا۔ ایشور سے ویدانت اُس کی ضرورت کو ابتدائی مرحلہ میں محسوس کرتا کراتا ہے۔ اور جب کمی جاتی رہتی ہے۔ تب اُس کی ضرورت کی محسوسیت نہیں ہوتی۔ اور اُدھر توجہ نہیں جاتی۔ عقلی ارتقا یا گیان وِکاس کے مرحلہ

میں ویدانت میں ایشور کا سوال آتا ہے۔ بعد ازاں عقلی ارتقاء کے کمال اور عروج کی کیفیت میں پھر یہ سوال خود بخود نظر انداز ہو جاتا ہے۔ اور جسے تم ایشور کہتے ہو۔ وہ میں (اہم) اس میں سما جاتا ہے۔ جب تک اُس کا خیال ہے۔ تب تک انسان میں (اہم) کو نظر انداز کرتے ہوئے تُو تُو کرتا رہتا ہے۔ اور جب یہ تُو اپنے میں داخل ہوتا ہے۔ جو در اصل پہلے ہی سے داخل ہے۔ تب میں ہی میں محیط نظر آنے لگتا ہے ؂

پہلی حالت میں پریمی جیو اس طرح کہتا ہے:-

(۱) ذرہ ذرہ میں محیطِ کُل یہاں تُو ہی تو ہے
قطرہ قطرہ میں عیاں ہے اور نہاں تو ہی تو ہے (۱)

(۲) خارجی اور باطنی عالم میں ہے جلوہ نما
جلوہ آرا۔ جلوہ گستر در جہاں تُو ہی تو ہے (۲)

(۳) سب میں ہے سب کا ہے سب بن ہو کے شانِ ازلیا
سارے عالم کی بنا رُوح و رواں تُو ہی تو ہے (۳)

(۴) فضل کا تیرے بچھا ہے خوانِ نعمت ہر جگہ
میہمان تیرے ہیں سب اور میزباں تُو ہی تو ہے (۴)

(۵) رُوحِ ہستی۔ جوہرِ ہستی۔ حقیقت تجھ میں ہے
دائیں بائیں سب جگہ جلوہ کناں تُو ہی تو ہے (۵)

یہ ابتدائی کیفیت ہے۔ جیسا کہ میں تم کو پہلے سمجھا چکا ہوں۔ اور جب خیال میں وسعت آ گئی۔ اور وہ حقیقی جوہر اپنے آپ میں پرتیت ہونے لگا۔ تو حالت تبدیل ہو گئی۔ اپنے اندر اصلیت کا

سمندر جوش میں آگیا۔ اور زور شور سے لہرانے لگا۔ اور وُہی پریمی جیو اِس طرح صدا دینے لگتا ہے۔

(۱) عشق معشوق اور عاشق کا بیاں میں ہی تو ہُوں
عشق کامل کی مکمّل داستاں میں ہی تو ہُوں (۱)

(۲) دل دیا بیدل بنا اور دل لیا دلبر بنا
دینے والا دل کا ہُوں اور دِلستاں میں ہی تو ہُوں (۲)

(۳) کب خدا مجھ سے جُدا ہے۔ میں خُدا سے کب جُدا
اِس خدا کا اور اپنا رازداں میں ہی تو ہُوں (۳)

(۴) جب نہیں مَیں کون لیتا اُس خدا کے نام کو
اِس خُدا کا دہر میں نام و نشاں میں ہی تو ہُوں (۴)

(۵) دِل میں میرے تھا خدا میں نے اُسے ظاہر کیا
مظہرِ کونین کی رُوح و رواں میں ہی تو ہُوں (۵)

سوچو۔ اِس مَیں ناستک پنا کیا ہے! ویدانت ایشور کو پرتیگا تما کہتا ہے۔ یہ تمہارے پہلے سوال کے دُوسرے حصّہ کا جواب ہے اب دُوسرے سوال کا جواب سُنو:۔

(۲) تم کہتے ہو "کیا جڑ اور چیتن دونوں موہوم ہیں؟ ان کی ہستی کو موہوم کہتے ہُوئے تم کو پہلے برہمہ لفظ کے دو مادّہ ورہ اور مَن پر ذرا سوچنا چاہیئے۔ ورہ جڑ ہے۔ اور مَن چیتن ہے۔ یہ دونوں برہمہ میں موجود ہیں۔ اور جب موجود ہیں۔ تو پھر ان سے کس کو انکار ہے۔ چیتن ہی جڑ کو معلوم۔ معلوب۔ محسُوب اور مطیع کرتا ہے اِس

نظر سے چیتن کو غلبہ کی اہمیت ہے۔ جڑ معلوم مغلوب۔ محسوب اور مطیع ہوتا ہے۔ اِس نظر سے جڑ کو مغلوبیت کی حیثیت ہے۔ یہ معمولی سمجھ بوجھ کی باتیں ہیں۔ ابتدا میں ان کے بغیر تمیز کی قوت یا بویک شکتی کو حرکت نہیں نصیب ہوتی۔ اِس منزل پر آکر جڑ اور چیتن دونوں کا دچار ہوتا ہے۔ اور یہی دچار فلسفہ کی جان ہے۔ یہ نہ ہوں۔ تو پھر کوئی کسے سمجھے اور کس سے سمجھے اور کیسے سمجھے!

یہ دوسرے سوال کا جواب ہے۔ اب تیسرے سوال کا جواب سنو۔

(۳) تم نے کہا۔ "کیا یہ ہیں یا ہم ہی سب کچھ ہے۔ اور اس کے سوا کیا سب قابلِ رد ہیں؟" یہ نہایت معمولی سوال ہے۔ اِس کے پہلے حصّہ کی نسبت غور کرنے سے تم کو اِس کی اہمیت کا آپ علم ہوگا۔ تم نہ ہوتے تو کون ست سنگ کرتا؟ کون سوال کرتا؟ کون جواب دیتا؟ کسے جواب دیتا؟ اور کیوں جواب دیتا؟ تم ہو اِس لئے یہ سب سامان تمہارے لئے موجود ہو گئے۔ تمہاری ہستی مقدم ہے۔ اوروں کی ہستی موخر ہے۔ تمہاری ہستی اصلی ہے۔ اوروں کی غیر اصلی ہے۔ تم رہوگے اور کوئی نہ رہیگا۔ ضرورت کے وقت کسی کو خط لکھنے کی احتیاج ہوئی۔ کاغذ۔ قلم دوات اکٹھا کیا۔ خط لکھ لیا۔ اب سب سامان کو سمیٹ کر رکھ دیا۔ تم ہو وہ نہیں ہیں۔ سوچو تم مقدم ہو۔ یا یہ مقدم ہیں۔ تمہاری ہستی سوئینبہ پرمان (قائم بالذات)۔ اور تمہاری ہستی سوئم بسدھ (آپ ثابت) ہے۔ ان سب کی ہستی پرتنبہ پرمان (قائم بالغیر)۔ اور ان کی ہستی پرتنبہ بسدھ (دوسرے کے ثبوت کی محتاج) ہے۔ تمہارے

ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل یا حجت کی کبھی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ تمہاری موجودگی اور تمہاری ہستی سے زیادہ اور کسی کی ہستی ایسی نہیں ہے۔ جو اس طرح اپنا آپ اظہار کرتی ہو۔ اگر جرأت اور حوصلہ ہو۔ تو اس سے انکار کرو۔ تم ہو جو خدا تک کی ہستی کو اپنی ہستی سے ثابت کرتے ہو۔ تم ہو تو سب کچھ ہے۔ تم نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟ کچھ بھی نہ ہوتا یہ معمولی بات ہے۔ اسے سمجھ کر اب آپ خود نتیجہ نکالو۔ کہ کون شے قابل قبول زیادہ ہے۔ اور کون قابل رد ہے۔ اپنے آپ کو تو تم رد نہیں کر سکتے۔ عیاں را چہ بیاں! ہاں اور شے کی بابت تم جو چاہو۔ وہ کرو۔ اور کرتے رہو۔ اور تم کرتے بھی رہتے ہو۔ اور پھر اگر ویدانت تم کو یہ اہمیت دیتا ہے تو وہ غلط کیا کہتا ہے؟

(۱) تم ہو اس دُنیا میں اسرارِ حقیقت تم ہی ہو
بھولے کیوں اپنے کو رازِ معرفت تم ہی تو ہو (۱)

(۲) غیر کو دیکھا کئے اپنی نہیں آئی سمجھ
موجبِ وہم و گمانِ اثنیت[1] تم ہی تو ہو (۲)

(۳) کر کے دریا پیدا اور اس کے شناور[2] ہو گئے
سوچ لو ان سب کے اندر اصلیت تم ہی تو ہو (۳)

(۴) نقل پر مرتے ہو۔ سایہ کی طرف دوڑے ہو تم
نقل اور سایہ کی جڑ میں اصلیت تم ہی تو ہو (۴)

---

[1] دوئی یا دوپنا [2] تیراک۔

(۵) دِل ہے دِل میں دِل سے کتنے نکلے ہیں وہم وخیال
ان خیالوں کی بنا ہیں ذاتیت تم ہی تو ہو (۵)

یہ تمہارے تیسرے سوال کا جواب ہے - اب چوتھے سوال کا جواب سُنو :-

(۴) تم نے کہا - " اگر جڑ (مادّہ) نہیں ہے - تو نظر کیوں آ رہا ہے "
حضرت! جب نظر ہے - تو نظارہ ضرور نظر آئیگا - اور نظر نظارہ اور ناظر کی تثلیثی مثلث کیوں قائم نہ ہوگی؟ نظر رکھتے ہوئے تم کیوں نہ ان کو دیکھو گے؟ ان سے بچنے کی ضرورت کب ہے! ہاں اگر نظر نہ ہوتی - تو نظارہ موجود نہ ہوتے - ان نظاروں کی پیدا کرنے والی تمہاری نظر ہے - تم نظاروں کو دیکھ کر اُن کو سب کچھ سمجھ بیٹھے - اپنی نظر اور نظر کی اصلیت کی جانب نظر نہیں گئی - جب تم کو دیکھنے کی خواہش ہوئی - نظر بن گئی - اور جب نظر بن گئی - تو نظارہ کا ہونا لازم ہوگیا - خواہش ہی تو ہر شئے کی خالق ہے ضرورت ہی تو ایجاد کی ماں ہے - نظاروں کو پیدا کر کے اب اُن سے گھبراتے کیوں ہو! دیکھو! خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو - جب نظر کی دھار ان سب کی طرف سے اُکتا کر تمہاری جانب رجوع ہوگی - اس وقت تم کو اپنی اپنی نظر کی - اور اپنی نظر کے نظاروں کی ماہیت سمجھ میں آنے لگیگی

(۱) وہم دِل میں جب سمایا - وہم کی صورت بنی
وہم کے آتے ہی دِل میں وہم کی خصلت بنی (۱)

(۲) بھوت کب تھا باغ میں - پھولوں کا وہ گلزار تھا
بھوت کا جب ڈر سمایا - بھوت کی ہیئت^ل بنی (۲)

(۳) زندگی کی خواہشوں میں موت کا ڈر تھا نہاں
ہو گئے پیدا - رچتے - جی جی کے پھر ہیئت بنی (۳)

(۴) جب غرض کا دل میں آتا ہے کوئی ناقص خیال
نقص سے کین و حسد اور بغض کی ظلمت بنی (۴)

(۵) جب نظر اکتا گئی باطن میں ٹھہری آن کر
وہ ہوئی توحید - وحدت اور احدیت بنی (۵)

یہ تمہارے چوتھے سوال کا جواب تھا - اب پانچویں کا جواب سنو -

(۵) تم نے کہا "اس مادہ کے ہوتے ہوئے یہ میں ہی میں واحد کیسے ہو سکتا ہے ؟"

سوال معقول ہے - مادیت کے عالم میں - جڑ اور چیتن دونو کا ہونا لازمی ہے - اور جب تک ایک رہیگا - دوسرا بھی رہیگا جب ورہ ہے - تب من ہے - اور جب من ہے - تب ورہ ہے - ان دونوں کا امکان برہم کی ذات میں ہے - یہ برہم کیا ہے ؟ یہ اوم ہے - اوم کے سمجھے ہوئے بغیر برہم کی سمجھ کا آنا اگر غیر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے - آ پہلی سانس - و دوسری سانس اور م دونوں پہلی دوسری سانسوں کے ٹھہراؤ کی صورت ہے -

---

ل صورت ۲ موت ❊

برہم کی پہلی سانس ورہ - دوسری سانس ملن اور تیسری سانس قرار کی کیفیت ہے۔ دونوں مل کر تیب برہم ہوتے ہیں - برہم لفظ میں ان تینوں کی اس طرح وضاحت نہیں ہے - جس طرح اوم میں ہے - برہم یہی اوم ہی ہے - جس کے اندر سرشٹی استھتی اور پرلے کے نظارے ہیں - اور اس کی اس تثلیثی (ترپٹی) کے پرے چوتھی حالت ہے - جو میں یا اہم کی وحدانیت کا راز ہے اس کی یوں صورت ہے

اوم[1]

سنسکرت یا دیوناگری حروف میں [Devanagari] اور مشمولی صورت میں [Devanagari] ہے۔

یہ میں واحد کا واحد تثلیثہ ہے - دوئی اور ترپٹی کا نظارہ دیکھ دکھا کر یا جڑ چیتن کا مشاہدہ کر کرا کر - خواہ ورہ اور ملن کا اشارہ بتلا کر اور آ - اُ - مَ - کی تثلیثی کیفیت دیکھ دکھا کر وہ چوتھی اوستھا میں ایک کا ایک ہو رہتا ہے - قدم قدم پر یہ تماشے ہوتے رہتے ہیں - ترپٹی داد اور دویت داد اور ایکتو واد کے بعد تریا داد آتا ہے تریا سنسکرت مادہ 'چتر' سے نکلا ہے - چتر چوتھے کو کہتے ہیں

---

[1] ناظرین انتظار کریں - کسی وقت اوم واد یا پرنو واد کی صورت میں اس اوم لفظ کی اس طرح معقول تشریح ہوگی - کہ پڑھ پڑھ کر لوگ دنگ رہ جائیں گے - ویدانت کی اس کتاب کا نام اوم پرکاشں یعنی 'اوم واد' پرنو واد کی روشنی سے ویدانت ہوگا - دیال منتے اس کو بڑی معقولیت کے ساتھ نندو بھائی کو سمجھا یا ہے جس کا پتہ کتابوں میں نہیں ہے

شیو برت لال ایڈیٹر
نومبر ۱۹۲۹ء

جو شخص میں النوسار یعنی اُس کے اُوپر لوُن (ن) کی صورت ہے۔ یہاں آکر اِس اِہَم یا ہمیں کی وحدیت کا پتہ لگتا ہے "

نند و بھائی بولے "مسئلہ اور مسائل کی کثرت تو سب کوئی کرتا ہے۔ اگر اصلیت ہے۔ تو اصلیت کی نظر سے دکھائیے۔ آپ کہتے ہیں۔ 'قدم قدم پر یہ تماشے ہو رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو قدم قدم پر نہیں تو گز گز یا کوس کوس پر تو دکھائیے۔ کسی طرح اُس کی سمجھ تو آئے۔"

دیال نے کہا۔

(۱) دیکھنے والا ہو۔ تب صورت دکھانا چاہیئے
جو نہ سمجھے بھید کیا اُس کو بتانا چاہیئے (۱)
(۲) پتّوں پتّوں ذرّوں ذرّوں قطروں قطروں میں ہو راز
مل مل جائے۔ اُسے یہ تب جتانا چاہیئے (۲)
(۳) آئینہ کیا دیکھیگا آنکھیں اگر پائی نہیں
آنکھ والوں کے لئے اُس کو منگانا چاہیئے (۳)
(۴) اپنے آپ میں حقیقت ہے جو شائق ہو کوئی
شائقوں ہی کو حقیقت یہ سُنانا چاہیئے (۴)
(۵) کہتے کہتے ہو گئی مُدّت سمجھ آتی نہیں
ان سمجھ سے سِرِّ مخفی کو چھپانا چاہیئے (۵)

یہ ہمہ یا اوم کے راس میں بیتے کی واحدیت ہر جگہ ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ روزانہ تم جاگتے سوتے اور گہری نیند (سوشپتی)

میں جاتے ہو - جاگنے کے وقت خارجی یا باہری نظارے خارجی
آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں - سوتے وقت باطنی یا اندرونی نظارے
باطنی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں - جب ان دونوں سے یا دونو
کی طرف سے نظر ہٹ گئی - اور سوشپتی کی حالت میں آ
گئے - تو نہ ظاہری نظارے نہ باطنی مشاہدے ہیں - صرف
میں ہی میں - اور اہم ہی اہم رہ جاتا ہے - یہ اہم جاگرت
میں بیداری کے کھیلوں کے ساتھ تھا - اُن سے ہٹا سپن
میں آیا - بیداری کے کھیل گئے - اب خواب کے کھیل ہیں -
اور اہم اِس میں بھی ہے - سپن سے اہم ہٹا - سوشپتی میں
گیا - اب نہ ظاہر ہے اور نہ باطن ہے - نہ تریپٹی واد ہے - نہ
دویت واد ہے - شُدھ ایکتّو واد اہم کا ہے - سوچو - یہاں
اہم ہی اہم ہے - یا اہم کے سوا اور کوئی بھی ہے - اور اگر کچھ
ہو - تو بتاؤ - ہم بھی سُن لیں - یہ اہم کی واحدیت کا راز ہے -
اہم واحد شے ہے ٭

یہ تمہارے پانچویں سوال کا جواب ہے -
ان کو سمجھ کر اب کبھی بھُولے سے بھی ویدانت کو ناستک
نہ کہنا ٭ ॥

چھٹی کلا

اہم اور اَن اہم

نندو بھائی بولے۔ "کیا ویدانتی نہیں کہتے رہتے۔ کہ "ایشور متھیا۔ وید متھیا اور جگت متھیا ہیں۔" اور اگر سب کو متھیا کہتے ہیں تو آپ بتائیے۔ ایشور کے متھیا کہنے والے ناستک ہوئے یا نہیں؟ اگر ایسے لوگ ناستک نہیں۔ تو کیا ناستک کے کوئی سینگ پونچھ ہوتی ہے؟"

دیال مسکرایا۔ "ویدانتی کس نظر سے اور کس خیال سے اور کب اور کس نسبت سے ایسا کہتے ہیں؟"

نندو بھائی دیال کے اِس سوال کو سُن کر کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ اور سوچنے لگے۔ کوئی دس بارہ منٹ تک اُن کی زبان سے کوئی لفظ برآمد نہیں ہوا۔ تب

دیال نے کہا۔ "تم بولتے نہیں؟ تامّل کی کیا بات ہے؟"

نندو بھائی ہنسے۔ "جب بات کی تہہ سمجھ میں آ جائے۔ تو پھر زبان کیسے کھُلے! اور لوگ تو جواب دے کر سمجھاتے ہیں۔ آپ کسی کسی وقت اِس قسم کے سوال کر دیتے ہیں۔ کہ اُس کے جواب کے لئے سوچنا پڑتا ہے۔ اور خود سوال کا مقصد سمجھ میں آ جاتا ہے۔ میں کہوں بھی تو کیا کہوں۔ سمجھ گیا۔ نسبت۔ نظر

دقت اور خیال کی اقتضا کے تناسب کو جان پہچان لیا۔"
دیال نے کہا۔" لوگ بغیر سمجھے بوجھے خواہ مخواہ ویدانت کو برا کہتے اور برا سمجھتے ہیں۔ بات سن کر لفظوں پر اڑ جاتے ہیں۔ اور بات یا لفظوں کی روح کو نہیں پکڑتے۔ جن سے اصلی غرض ہے۔ سوشپتی اوستھا ہی کو دیکھو۔ اس میں ایشور وید اور جگت کا بھاو کہاں رہتا ہے۔ یہ ساری باتیں اہم کی علوی نظر۔ علوی نظر کی نسبت۔ علوی خیال اور اہم بھاؤ کے مضبوطی کی پختگی کے دقت زبان سے نکلتی ہیں۔ مستحد کے لغوی معنے ہیں۔ (۱) سمجھنا۔ (۲) ملانا (۳) صدمہ پہنچانا۔ اور (۴) جوڑنا ایشور۔ وید۔ اور جگت سب اہم نے مل کر ایک ہو گئے۔ اب ان کو علیحدہ کر دکھانا متھیا (جھوٹ) ہے۔ وہ اس اہم سے جدا نہیں ہیں۔ اور جب جدا نہیں ہیں۔ تو پھر سوا متھیا کے اور کس لفظ سے ان کا اظہار کیا جائے ا

اس اہم کا سمجھانا اور سمجھنا ہی ویدانت کو اصلی مقصد ہے۔ اور اس کی سمجھ کے مرحلے میں جگت۔ وید۔ اور ایشور کے سوال خود بخود چلے آتے ہیں۔

انسان کو ہر بات پر شک و شبہے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی شے ہے۔ جس پر شک اور شبہے نہیں پیدا ہو سکتے۔ تو یہ اس کا اہم ہی ہے۔ کیا تم کو کبھی اپنی ہستی پر شک گزرتا ہے؟ کبھی نہیں۔ لیکن وید۔ جگت۔ اور ایشور کے معاملات میں کم ہے

کم کوئی نہ کوئی شبہے کیا کرتا ہے۔ سب کے سب دید اور ایشور کو نہیں مانتے۔ لیکن ایک بھی ایسا آدمی دُنیا میں نہ ملیگا۔ جو اہم یا میں کو نہ مانتا ہو۔ اور اگر تم کسی کو جانتے ہو۔ تو بتاؤ۔ ایسا ایک آدمی بھی دُنیا میں نہ نکلیگا۔ میں سُکھی ہوں۔ میں دُکھی ہوں میں غریب ہوں۔ میں دولتمند ہوں۔ ان سب حالتوں میں میں ہی تو گُتھا رہتا ہے۔ اور جس قدر گفتگو کی جاتی ہے۔ سب میں یا اہم ہی کی نسبت سے کی جاتی ہے۔ چاہے وہ گفتگو رُوحانی ہو۔ جسمانی ہو یا عقلی ہو۔ مادی ہو۔ دینی ہو یا دُنیوی ہے ٭

ہر شخص کو اپنے اہم کی سمجھ ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ اُس کی سمجھ سب کو آوے۔ بغیر اہم کے سہارے کے نہ جسم ہے۔ نہ دِل ہے۔ نہ دماغ ہے ٭

کہتے ہو۔ کہ جسم ہے۔ آنکھ۔ کان وغیرہ ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہو صرف اہم اور اہم کی نسبت سے ایسا کہا جاتا ہے ٭

جو بات جسم کی بابت صحیح ہے۔ وُہی بات جائداد۔ مکان زمین و آسمان۔ سورج چاند ستارے۔ برہمانڈ سب کی بابت صرف اسی اہم کی نسبت سے صحیح ہو سکتی ہے۔ اہم ہے تو سب کچھ ہے اہم نہ ہو۔ تو کچھ بھی نہ ہو۔ "آپ جیئے تو جگ جیا" اِس ایک مختصر اور ضرب المثل جُملہ میں اہم کی فلاسفی بھری ہوئی ہے ٭

یہ اہم ہی ہے۔ جو سب کے ساتھ اپنی نسبت کا رشتہ جوڑ کر اُن کا اعلان کیا کرتا ہے۔ ان سب کا علم تبدیل ہوتا رہتا ہے

یہ سب بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن اہم نہیں بدلتا۔ دن۔ مہینہ سال۔ یُگ۔ کلپ۔ سب کال کے چکر میں بدل جاتے ہیں جسم۔ دل۔ دماغ تبدیل ہوتے ہیں۔ لیکن اہم کو تبدیل ہوتے ہوئے کس نے دیکھا ہے!

جنمنا اور مرنا یہ اہم نہیں جسم جنمتا اور مرتا ہے۔ اور مرنے کا لاکھ خوف کسی کو دلایا جائے۔ لیکن اُس کے دِلوں کے دل کے اندر موت کا گذر کبھی نہ ہوتا ہے۔ نہ ہوگا۔ ذرا اپنی مُوت کے مسئلہ کو سوچ تو دیکھو۔ مُوت کا سوچنے والا اہم پھر بھی مُوت کے پس پُشت رہیگا۔ موت کی چاہے۔ موت ہو جائے۔ لیکن جو مُوت کو سمجھتا ہے۔ وہ کیسے مریگا۔ وہ تو موت کے بعد بھی رہیگا۔ اور یہ کیا ہے؟ اہم اور میں ÷

جو بات مرنے کی بابت صحیح ہے۔ وُہی جنمنے اور پیدا ہونے کی بابت بھی صحیح ہے۔ کیا تم کو اپنی پیدائش کا علم ہے؟ جواب دوگے نہیں۔ اگر پیدا ہوئے۔ تو پھر علم کیوں نہ ہوتا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تم کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ تمہاری موت اور پیدائش کا سوال منتفیا ہے۔ نہ تمہاری ابتدا ہے۔ نہ تمہاری انتہا ہے۔ جسم کی ابتدا اور انتہا تم نہیں ہو۔ اگر تمہاری ابتدا اور انتہا ہوتی۔ تو کم از کم کسی کو بھی تو اس کا علم ہوتا۔ لیکن علم نہیں ہے۔ اور علم کا نہ ہونا ثبوت ہے۔ کہ اہم کی ابتدا اور انتہا دونوں ہی نہیں ہیں ÷

یہ اہم ہر شے کی ابتدا اور انتہا کا پتہ لگاتا ہے۔ ہر شے کی

ماہیت کو جانتا ہے۔ اگر نہیں جانتا۔ تو اپنی نسبت نہیں جانتا اور جاننے بھی تو کیسے جانے! علم اُس کے ماتحت ہے۔ وہ علم کے ماتحت نہیں ہے ٭

یودھشٹر دھرم راج سے کسی نے سوال کیا۔ "سب سے زیادہ تعجب کی بات کیا ہے؟" یودھشٹر نے جواب دیا۔ "آدمی سب کو مرتے دیکھتا ہے۔ اور اپنی موت کا اُسے خیال نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے۔ سب مرنے والے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو مرنے والا نہیں یقین کرتا۔ یہ سب سے زیادہ تعجب کی بات ہے۔" اور میں کہتا ہوں۔ کہ اہم کی موت ہی نہیں ہے۔ اور نہ اُس کا جنم ہی ہے۔ اور جب جنم مرن دونوں نہ ہوں۔ تو کیسے کوئی جنمنے اور مرنے کے خیال کو دل میں جگہ دے۔ ہر قسم کے تجربات اور مشاہدات کے پیچھے یہ اہم رہتا ہے۔"

نند و بھائی بولے "اس اہم کا مسئلہ آپ کی زبان سے زور دار اور پُر اثر محسوس ہوتا ہے۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے۔ یہ اہم ہے۔ اور اس کی ہستی ہے۔ اس کا بھی مجھے اقرار ہے لیکن کیا اس اہم کے سوا اور کچھ نہیں ہے؟"

دیال بھنا۔ "ابھی تک ہماری گفتگو فلسفہ کی حد سے باہر نہیں ہوئی ابھی تک ہم فلسفہ کے دویت واد میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس حالت میں ہم اس جگہ دو کی ہستی تسلیم کرتے کراتے ہیں۔ ابھی تک میں نے تم کو یہ نہیں کہا۔ کہ اہم کے سوا فلسفہ کے نقطہ

نگاہ سے دو نہیں ہیں۔ یہ دو کو مانتے ہیں۔ رُوح اور مادہ۔ اور میں بھی اِس موقعہ پر جان بُوجھ کر ان دو کی ہستی کو نسبتی نقطۂ نگاہ سے دو کہہ رہا ہُوں۔ ابھی تک ہماری گفتگو کے سلسلہ میں سچّے طور پر ویدانت کی منزل نہیں آئی۔ گو وہ آہستہ آہستہ چلی آ رہی ہے
نندو بھائی بولے۔ "ہم کو فلسفہ سے غرض نہیں ہے۔ ہم کو تو صرف ویدانت کے مسائل سے تعلق ہے۔ وہ اہم کے سوا اور کچھ مانتا ہے۔ یا نہیں؟"
دیال ہنسا۔ "کوٹھے پر زینہ زینہ چڑھا جاتا ہے۔ منزل مراد تک رسائی مرحلوں اور ٹھیکوں سے گذرنے پر ہوتی ہے۔ یکبارگی کچھ نہیں ہوتا۔ قاعدہ کے ساتھ ہر بات کو کرنا چاہیئے۔ اگر میں کہہ دُوں۔ کہ اہم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئیگا۔ دُنیا کے واقعات اور حالات۔ حادثات اور خیالات۔ عقاید اور توہمات۔ غلبات اور جذبات وغیرہ سے تم اپنے آپ کو گھرا ہُوا سمجھتے ہو۔ ان کی فرضی اور خیالی ہستی کا وہم تم کو ستائیگا۔ اور تم یا تو مجھے جھُوٹا اور غلط کہو گے یا دیوانہ اور باولا سمجھو گے۔ اِس لئے میں اِس قدر جلد فیصلہ کی بات نہیں سُناؤنگا۔ خوب تحقیقات کرتے چلو۔ خوب سوالات کی بھرمار ہو۔ خوب اعتراضات کی بوچھاڑ ہو۔ جب یہ سب ہو چکینگے تب فیصلہ والی بات تمہارے کان میں کہہ دیجائیگی۔ اور تم کو شانتی ملے گی۔ مرحلوں سے کیوں گھبرا لیتے ہو۔ جلدی کیوں کرتے ہو۔ سوال کرو۔ اور میں جواب دُونگا۔ میں اِس راد ہا سوامی دہام

کے بست سنگ میں اِس غرض سے تو بیٹھا ہوں۔ تاکہ تمہارے جیسے متلاشی آئیں۔ اور مقصد کی تلاش کریں۔ میں کسی کی زبان نہیں بند کرتا جو جی میں آوے۔ بے تکلفی اور آزادی سے کہو۔ کہتے چلو۔ اور اُس کا جواب دیال سے لیتے چلو ۔"

نندو بھائی نے کہا۔" یہ آپ کی خاص مہربانی ہے۔ اب یہ فرما دیجئے۔ کہ اہم کے سوا اور کیا ہے ؟"

دیال ہنسا۔ اہم کے سوا ان اہم (غیر اہم) ہے۔ اہم سوا ہے اور ان اہم (جو اہم نہیں ہے) وہ ماسوا ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔" یہ ان اہم کیا ہے ؟"

دیال بولا۔" جو اہم نہ ہو۔ وہ ان اہم ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔" جو اہم نہیں ہے۔ وہ ان اہم کیا ہے ؟"

دیال بولا۔" میں نہایت اختصار کے ساتھ تمہارے اس سوال کا جواب دیتا ہوں :-

(۱) جس سے اہم اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔ وہ ان اہم ہے ۔

(۲) جس کا اہم ابھمانی بنتا ہے۔ اور جسے اپنے سے متعلق کرتا ہے۔ وہ ان اہم ہے ۔

(۳) جس کی اہم کو سمجھ بوجھ ہے۔ وہ ان اہم ہے ۔

(۴) جس سے اہم سمجھتا بوجھتا ہے۔ وہ ان اہم ہے ۔

(۵) جس سے اہم کا خیال آتا ہے۔ وہ ان اہم ہے ۔

ان پانچ جملوں کے اندر ان اہم کی مراد چھپی ہے ۔

ہم کسی شے کی تعریف کرتے ہیں ۔ بیان کرتے ہیں ۔ صراحت کرتے ہیں ۔ خواہ کسی چیز کو کھاتے پیتے سونگھتے چکھتے ہیں ۔ وہ سب کے سب ان اہم ہیں ۔ اہم تبدیل نہیں ہوتا ۔ ان اہم تبدیل ہوتا رہتا ہے ۔ اہم باقی ہے ۔ ان اہم فانی ہے ۔ اہم سوا ہے ۔ ان اہم ماسوا ہے ۔ ہزار کوششوں سے ان اہم کو محفوظ کرلنے اور محفوظ رکھنے کی تدبیر سوچو ۔ وہ تبدیل ہوئے بغیر نہ رہیگا ۔ دیش ۔ کال ۔ وستو ۔ پنچ تتو ۔ پنچ پران ۔ تین شریر ۔ پرکرتی ۔ عقل ۔ دِل ۔ دماغ ۔ اور ان کے سوا جو کچھ تمہاری سمجھ میں آتا ہے ۔ آئیگا یا آچکا ہے ۔ وہ سب ان اہم ہے ۔ گوسوامی تلسی داس جی کی ایک چوپائی اس موقعہ پر یاد آگئی ۔ اُسے سُن لو ۔

گو ۔ گوچر ۔ جہاں لگ من جائی ۔ سو مایا کرت جا نہوُ بھائی

یعنی جہاں تک حواس ۔ حواس کے سامان اور دل کی رسائی کا تعلق ہے ۔ جہاں تک دِل جاتا ہے ۔ وہ سب کے سب مایا کرت یعنی ان اہم ہیں ۔ یہ ان اہم ۔ اہم سے مختلف ہے ۔ اِسی طرح ویدانت اہم اور ان اہم کی دو شقیں ٹھہراتا ہے ۔

ساتویں کلا

اہم اور ان اہم

نند و بھائی بولے۔ "یہ مضمون اس قدر مشکل ہے۔ کہ باوجود بار بار سوچنے اور سمجھنے کے پھر سوچ اور سمجھ کے پنجہ سے نکل جاتا ہے۔ اور بدّھی اُسے گرفت نہیں کرتی۔ فلسفہ نے اہم اور ان اہم دو شقیں قائم کرنے کو تو کر دیں۔ لیکن کیا ان کے قائم کرنے کا کوئی نتیجہ بھی ہوا وہ جوں کی توں رہیں۔ اور اطمینان نہیں ہوا ۔"

دیال نے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے۔ یہ ایسا ہی ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "تب اس سے بہتر تو اگیانی ہیں۔ جو ان عقلی جھگڑوں اور ذہنی تراشش خراش کے رگڑوں سے آزاد ہیں۔ کام دھندا کیا سویا۔ کھایا اور بے فکر رہے ۔"

دیال نے کہا۔ "اگر یہ حالت ہوتی۔ تب کچھ کہنا ہی نہ تھا۔ لیکن کیا یہ اگیان ایک حالت میں رہتا ہے؟ کیا یہ تبدیل نہیں ہوتا؟ کیا کوئی شخص ہمیشہ اگیانی رہ سکتا ہے؟ اور کیا کام دھندوں۔ سونے کھانے وغیرہ سے بیفکری کی کیفیت نصیب ہوتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو پھر کسی کو تلاش۔ جستجو اور تحقیقات کی ضرورت ہی کیوں ہوتی؟ لیکن موجودہ حالت میں یہ بیفکری نہیں ہے۔ اور انسان پریشانی اور حیرانی میں مبتلا نظر آتا ہے۔ فکر سے خالی ایک کی بھی زندگی نہیں ہے۔ اس

لئے تمہارا نتیجہ نکالنا غلط ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "پھر کرنا کیا چاہیئے؟"

دیال۔ "جو کر رہے ہو۔ اُس کا سلسلہ جاری رکھو۔ اسی ست سنگ اور ابھیاس کی مدد سے آہستہ آہستہ انبھو ہو گا۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "باوجودیکہ آپ نے تکلیف گوارا کر کے اس قدر سمجھایا۔ اور ایک طرح پر سمجھانے کی حد کر دی۔ لیکن وہ پھر بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ اور سمجھ میں آنے سے انکار کرتی ہے۔ سوال پھر جوں کا توں بغیر اصلی جواب کے رہا جاتا ہے۔ یہ اہم کیا ہے؟ اور یہ ان اہم کیا ہے؟"

دیال بولا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہی ہے اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر از سر نو اس مضمون کے سمجھنے کی کوشش کرو۔ سمجھانے کے لئے میں پھر مسائل سے مدد لیتا ہوں

اہم کیا ہے؟	ان اہم کیا ہے؟
(۱) اہم ادویتہ ہے۔ کہنے کیلئے اُسے ایک کہہ لو۔ لیکن اس ایک کا استعمال بھی صرف نسبتی نقطہ نگاہ سے ہے۔ ورنہ وہ ایک ہے نہ دو ہے۔	(۱) ان اہم دویت ہے۔ جس پر مجموعی طور پر ایک کا اطلاق کر لو لیکن اصل میں وہ دویت ہوتا ہوا ہزاروں صورتوں اور ناموں میں نظر آتا ہے اور ایک دو تین کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے۔
(۲) اہم کال دیش اور ستّ (ظرف زمان و مکان) سے پرے ہے۔ کیونکہ ان تینوں کا خیال بدھی پر ہے۔	(۲) ان اہم کال دیش اور ستّ (ظرف زمان و مکان) کے اندر ہے۔ اور بدھی کے احاطہ میں ہے اور بدھی اُسے سمجھتی ہے۔

اہم کیا ہے؟	ان اہم کیا ہے؟
(۱) اہم غیر محدود ہے۔ وہ نہ تبدیل ہوتا ہے۔ اور نہ اُس میں کمی بیشی آتی ہے۔	(۲) ان اہم محدود ہے۔ وہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اور عملاً اس میں کمی بیشی آتی رہتی ہے
(۳) اہم کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اگر اُس کا کوئی ثانی ہوگا۔ تو پھر ثانی یا دوسرے کی موجودگی سے محدود ہو جائیگا ؛	(۴) ان اہم لاثانی یعنی بغیر دوسرے کے نہیں ہے اور اس وجہ سے اُس میں محدودیت ہے دو صورتوں میں انکا اظہار ہوتا ہے ایک صورت مفعول ہے اور دوسری فاعل ہے
(۵) اہم میں قرار، سکون اور راحت ہے کیونکہ بے قراری - بے سکونی - اور بے راحتی میں حرکت ہے ؛	(۶) ان اہم میں قرار، سکون اور راحت نہیں ہے - اور اُس کی بے قراری - بے چینی اور بے راحتی حرکت کا باعث ہے
(۷) اہم غیر منقسم شدہ ہے۔ وہ پریم اور آنند ہے۔ جو کمی بیشی کو نہیں جانتا۔ جو غیر محدود ہے۔ اُس میں محدودیت کا نقص نہیں آتا۔ یہ اُس کا اصلی کمال ہے ؛	(۸) ان اہم تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اور اُس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اور محدود ہونے سے اُس میں محدودیت کا نقص ہمیشہ رہتا ہے جس کی وجہ سے کمی بیشی رہتی ہے ؛

مُردد لیلائی بولنے لگے :- یہ سب باتیں میں نے سُنی ہیں اور سُن رکھی ہیں۔ اگر اہم ایسا ہے۔ جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ تو پھر یہ جگت کیسے ہے؟ اور جگت کی موجودگی سے دوئیتا آجاتا ہے۔ پھر یہ تمام باتیں جو آپ نے اہم اور ان اہم کی نسبت کہی ہیں۔ سب مٹی میں مل جاتی ہیں۔ اور حقیقت سمجھ میں آتی ہوئی بھی پھر سمجھ کے ماتحت نہیں ہوتی۔

نظم (۱) بات ایسی ہے۔ سمجھ میں میرے وہ آتی نہیں

عقل اس سے راحت اور تسکین کو پاتی نہیں (۱)
(۲) کیا اناؔ ہے ؟ انتؔ کیا ہے ؟ کیا انا الحق ۔ انت حق
غیر حق شئے حق سے مگر دیکھو لو کھاتی نہیں (۲)
(۳) لاکھ سمجھاؤ ۔ سمجھ میں ہے ۔ سمجھ سے ہے جدا
اس کے کہنے سے زبان رہ رہ کے اکتاتی نہیں (۳)
(۴) کس کو کہتے ہو اناؔ تم ۔ کیا ہے یہ غیرؔ انا ؟
دونوں ہی پردے ہیں اور بے پردگی جاتی نہیں (۴)
(۵) پردہ والا پردے میں ہے پردہ خود ہے وہ بنا
پردہ کی بے پردگی پردہ سے شرماتی نہیں (۵)
دیال نے کہا ۔ " حقیقت میں جو تم کہہ رہے ہو ۔ وہ سب سچ ہے ۔ تو پھر کیا ہم خاموش ہو رہیں ۔ اور زبان کو بند کر لیں ؟ "
نندو بھائی بولے ۔ " یہ بھی ممکن نہیں ہے ۔ یہی تو مشکل ہے ۔ یہ کچھ عجیب گومگو کا معاملہ ہے ۔ ناقابل بیان ہوتے ہوئے کوئی شئے ایسی ہے ۔ جو خود بخود بیان میں پھدک کر آ رہی ہے ۔ بولو اور بولتے ہی وہ زبان کو گونگی بنا کر زبان کے اندر گھس جاتی ہے اور پھر نمودار ہو جاتی ہے ۔ اہم اور ان اہم دونوں کو سمجھ لیا ۔ اور سمجھ کر پھر ان سمجھ بن گئے ۔ یہ میری کیفیت ہو رہی ہے ۔ معمہ حل

لہ میں ؔ ہ تو ؔ سہ میں خدا ؔ کہ تو خدا ۔
ھ اہم ؔ ان اہم ۔

ہوتے ہوئے پھر بھی معمہ حل نہیں ہوتا۔ اور حل نہ ہوتے ہوئے حل ہونے کا شائق رہتا ہے

"من نہ دیدم ہیچ۔ گو دیدم ہمہ | جملہ بشنیدم نہ بشنیدم ہمہ" (مولانا روم)
دیکھا سب کچھ اور کچھ دیکھا نہیں | سن لیا سب سُننے کا لیکھا نہیں
کیا ہے وہ؟ وہ کیا ہے؟ کیا ہے رازِ حق؟ | غیر حق اور حق سبھی ہیں سازِ حق
حق سے خالی کون ہے؟ کوئی نہیں؟ | کوئی حق سے دور رہتا ہے کہیں

حق میں ناحق اور ناحق میں ہے حق
بق میں بق بق اور زق زق میں ہے حق "

دیال نے کہا۔ "ہم اب اُس کے قریب پہنچ گئے۔ اب نہایت ہی لطیف پردہ جھلی کی صورت کا رہ گیا ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ اٹھا جاتا ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ چلے چلو۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نند بھائی بولے۔ "اب میں اور طریقہ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ جواب دیتے چلئے۔ لیکن جواب کسی اور کا نہ ہو۔ صرف آپ کا اپنا انبھو ہو۔ نہ کسی کتاب یا کسی اگلے پچھلے ویدانتی کی رائے کا حوالہ ہو۔ تب میں اُسے سمجھ سکونگا۔ میری اس کہنے سے مراد یہ ہے۔ کہ ویدانتیوں نے اپنے اپنے وقت۔ اپنے اپنے مقتضائے وقت اور اپنے اپنے وقت کے خیال کے لحاظ اور نقطہ نگاہ سے سمجھانے کی کوششیں کی ہیں۔ جو اُس وقت کے لئے موزوں رہی ہوں اب اِس وقت اُن سے کام نہیں چلتا۔ اور نہ عقل ان کو پسند

کرتی ہیں ذاتی انبھو۔(حسِ نہانی) کی بات دل کو لگتی ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے۔ جگت نہیں ہے۔ یہ سیپ میں چاندی کی طرح بھرم سے نظر آتا ہے۔ خواہ رسّی میں سانپ کی طرح نظر آتا ہے۔ مایا نہ ہوتی ہوئی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان مثالوں یا ان رایوں کی میری نظر میں وقعت نہیں ہے۔ میں ویدانت کو لبطور صحیح واقعہ کے سمجھنا چاہتا ہوں۔ اور آپ چونکہ ہمیشہ اپنی ہی کہتے ہیں۔ وہ زیادہ خاطر نشین ہوتا ہے۔ کتابوں کی تشبیہات اور اشلاکات میرے لئے اُلجھن ثابت ہوتے ہیں۔"

دیال نے کہا۔" بہت اچھا۔ ایسا ہی ہوگا۔ تم سوال کرو۔"

نندو بھائی بولے۔" میری نظر میں یہ جگت برہم سے ہے۔ برہم کا رُوپ ہے۔ برہم ہی ہے۔ برہم کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ برہم کے سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ ہم جو پریشانی میں ہیں۔ وہ جگت کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ جگت کے جزدیات میں اَنک بُھنے اور خیال کے محدود کر لینے سے حیرانی اور پریشانی مول لے ہیں نظر کے کل بنا لینے سے اس کا نقص خود بخود دور ہو جائیگا۔ اور ہو جاتا ہوگا میرا پہلا سوال یہ ہے :۔

"کہ کیا یہ برہم جڑ اور چیتن دونوں ہے یا دونوں نہیں ہے ؟"

دیال نے کہا۔" برہم جڑ اور چیتن دونوں ہے۔ اور دونوں نہیں ہے۔"

نندو بھائی بولے "یہ جواب مذبذب ہے۔ اس میں ابہام کا نقص ہے۔ لیکن میں آپ کی ذہنی مراد کو پورا پورا سمجھ گیا۔ اس لئے اعتراض نہ اٹھاؤں گا۔

میرا دوسرا سوال یہ ہے۔

"کیا یہ برہم اگر جڑ اور چیتن دونوں ہی ہے۔ تو اس کو چیتن ہی چیتن کیوں مانا جاتا ہے۔ اور جڑ کیوں نہیں مانا جاتا؟"

دیال نے کہا۔ "صرف سمجھنے بوجھنے اور سمجھانے بجھانے کی نیت سے یہ تحقیق پیدا کی گئی ہیں۔ ورنہ گفتگو کا امکان محال ہوتا۔ صرف نسبتی نقطہ نگاہ سے اس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ مضمون خاطر نشین ہو جائے۔ اور سمجھ لینے پر پھر جہاں نسبتی مدارج اوجھل ہو گئے۔ پھر یہ دونوں نہ رہیں گے۔"

نندو بھائی بولے۔ "یہ بات بھی میری سمجھ میں آ گئی۔ اس پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے۔ دل اسے صحیح تسلیم کرتا ہے۔"

میرا تیسرا سوال یہ ہے۔

کیا اگر جڑ اور چیتن کے نسبتی مدارج نظر سے اوجھل ہو جائیں۔ تو کچھ نہ رہیگا؟"

دیال نے کہا۔ "اس وقت برہم ہی برہم رہیگا۔"

نندو بھائی بولے۔ "یہ بھی میں نے سمجھ لیا۔ برہم ست ہے۔ برہم

کی ہستی مقدم اور موخر دونوں ہے۔ برہم کو زوال اور کمال کا صدمہ نہیں ہے
میرا چوتھا سوال یہ ہے کہ :-
" صرف ایک لفظ سے اسے سمجھائیے۔ زیادہ الفاظ نہ استعمال کیجئے۔ "
دیال نے کہا۔" وہ لفظ برہم ہے۔ برہم کی سمجھ برہم سے آتی ہے۔ اس سے بہتر اور لفظ کوئی نہیں ملتا۔ ہاں ایک لفظ اور بھی ہے۔ جو اوم ہے۔ لیکن اس وقت چونکہ برہم واد کا مضمون زیر بحث ہے۔ میں صرف برہم ہی لفظ کو کافی اور وافی سمجھتا ہوں"
نند و بھائی بولے" میں اسے بھی سمجھ گیا۔ زیادہ سوال کرنا فعل عبث ہے۔"
میرا چوتھا سوال یہ ہے کہ :-
برہم میں کس طرح جڑ اور چیتن ہیں۔ اور کس طرح نہیں ہیں ؟ "
دیال نے کہا۔" برہم لفظ میں دو مادہ ذرہ اور مَن ہیں۔ یہ ان دونوں سے بنا ہوا ہے۔ ذرہ جڑ ہے اور مَن چیتن ہے۔ ان دونوں کا کھیل جگت کہلاتا ہے۔ جب ایک ہے۔ تب دوسرا بھی ہے۔ آنکھ کھلی۔ مادہ یا مادی اشیا پر پڑی۔ اور وچار پھرنے لگا۔ اس وچار کے پھرنے کی غرض صرف مادہ کے قابو میں لانے کی کوشش۔ خواہش اور مقصد ہے۔ اور دنیا میں ہر جگہ ہر وقت اور ہر شئے میں یہی ہو رہا ہے۔ چیتن ہمیشہ جڑ کے پیچھے پڑا رہتا

ہے۔ اور اس کو بھوگتا۔ سمجھتا۔ اور سوچتا وچارتا رہتا ہے۔ اس کے سوا جگت اور کوئی چیز نہیں ہے۔ غور کر کے تم خود اس نتیجہ پر پہنچو۔ جڑ (مادہ) مفعولیت کی حالت میں رہتا ہے۔ اور چیتن فاعلیت کی حالت میں رہتا ہے۔ وہ مفعول ہے۔ یہ فاعل ہے۔ اور چاہے۔ تم جس طرح سمجھو۔ انہیں کے کاروبار کا تماشا ہر چہار جانب پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ دونوں کس کے آدھار پر رہتے ہیں۔ اور کس کے سہارے ان کا کھیل ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ بغیر کسی کے سہارے کھیل ممکن نہیں ہے۔ یہ بھی جگت میں صحیح واقعہ ہے۔ اور مسلمہ اصول ہے۔ جس سے کوئی شخص ذرا بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہوا انکار نہیں کر سکتا۔ جگت کا سارا کاروبار چاہے وہ کلی ہو یا جزوی۔ دینی ہو یا دنیوی جلالی ہو یا جمالی۔ اصلی ہو یا نقلی۔ ذاتی ہو یا غیر ذاتی۔ سب کا سب کسی نہ کسی کے سہارے ہوا کرتا ہے۔

اور اسی سہارے کا نام برہمہ ہے۔ جو اٹل ہے۔ نشچل ہے دائم ہے۔ اور قائم بالذات ہے۔ ٹل نہیں ہے نہ چل ہے۔ عارضی نہیں ہے۔ نہ قائم بالغیر ہے۔ یہ برہمہ ہے۔

جب تک جڑ چیتن کا کھیل ہے۔ تب تک سہارے کی جانب نظر نہیں ہے۔ اس معنے میں برہمہ سہارا بنا ہوا سہارا نہیں بھی پرتیت ہوتا ہے۔ اور جب یہ کھیل نہیں ہے۔ تب برہمہ سہارا ہی سہارا ہے۔

ان دونوں کی نظر سے برہمہ کو جگت سے جدا اور برہمہ کو جگت سے

ملا ہوا کہتے ہیں۔ تو اس طرح برہمہ میں جڑ اور چیتن نہیں ہیں۔ اور
اُس طرح برہمہ میں جڑ اور چیتن ہیں ؛

یہ تمہارے چوتھے سوال کا جواب ہے ؛

نارد بھائی بولے " یہ بھی میرے ذہن نشین ہو گیا۔ اس پر بھی اعتراض
نہیں ہے ؛

اب میرا پانچواں سوال یہ ہے :۔

برہمہ جب محیط کل جوہر ہے۔ اور سب کا آدھار۔ سہارا
اور مدار علیہ ہے۔ تب ذرہ ذرہ۔ قطرہ قطرہ۔ ریزہ ریزہ۔
سب میں اُس کے ظہور کا سامان ہو گا۔ کیونکہ کہنے کیلئے
چاہے کوئی کچھ ہی کیوں نہ کہے۔ یہ سب کا سب برہمہ سے ہے اور
برہمہ ہی ہے۔ اور جب وہ ایسا ہے۔ تو ہر شئے میں اُس
کے سہارے کے امکان کا نظر آنا ممکن ہو گا۔ اس کو کسی
عام فہم مثال سے سمجھا دیجئے۔ تاکہ یقین کو پختگی آجائے ؛

دیال نے کہا۔ " تمہارا خیال صحیح ہے :۔

نظم

(۱) ہر شئے میں اُسی کے ہے تماشوں کا تماشا
ہر بات میں اُس کے ہے اشاروں کا اشارہ (۱)

(۲) کھولے جو کوئی آنکھ نظر آ لے وہ یک دم
نظروں ہی میں ہے اُس کے نظاروں کا نظارہ (۲)

(۳) لطف ہے لطیفہ اور کثیفہ آپ وہ خود ہے
تینوں ہی میں ہے اُس کے کنایوں کا کنایہ (۳)

(۴) وہ عرش میں ہے۔ فرش میں افلاک و زمیں میں
ہے بہن میں دریا کے وہ دریا کا کنارہ (۴)
(۵) خالی نہیں کوئی کبھی رہ سکتا ہے اس سے
ہے سب کے وہی آپ سہاروں کا سہارا (۵)

تم اس سہارے کی مثال چاہتے ہو۔ اور مثال بھی کیسی؟ جو عام فہم اور روزانہ تجربہ کا معاملہ ہو۔ بہت اچھا سنو:-

تم جاگتے ہو۔ جاگنے کے وقت تم کو جڑ اور چیتن کا سودا رہتا ہے اسے سمجھو۔ اسے سوچو۔ اسے دباؤ۔ اسے دھکاؤ۔ اسے کھاؤ۔ اسے پیو۔ اسے لکھو اسے پڑھو۔ اس کار و بار میں سوا جڑ اور چیتن کے مشاغل کے اور تم کرتے کیا ہو؟ یہی ہے یا اور کچھ دوسری بات ہے۔ تم کہو گے کہ یہی بات ہے۔ بہت اچھا۔ اسے مان لیا خوب کیا۔ اب تم اس جڑ چیتن کے جھگڑوں سے اکتا کر سو گئے۔ ان کے ٹھاٹ کو سمیٹ کر گہری نیند میں چلے گئے۔ وہاں کیا ہے؟ نہ جڑ ہے نہ چیتن۔ اگر ہے تو بتاؤ۔ لیکن ان میں سے وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ بتاؤ گے بھی تو کیا بتاؤ گے۔ بتانا نہ صرف دشوار بلکہ غیر ممکن ہے وہ کیا ہے؟ سہارا۔ آدھار۔ ادھشٹان۔ مدار علیہ! اور اسی کے آسرے یہ کھیل ہو کر اسی میں سما جاتا ہے۔ اور اس میں اس وقت کھیل کا پتہ تک نہیں رہتا۔ یہ مثال ہے۔

اسی طرح جب جگت (یعنی دنیا) ہے۔ تب جڑ اور چیتن کا سوال ہر وقت اور ہر جگہ ہے۔ اور جب جگت نہیں ہے۔ تو نہ کہیں جڑ

ہتے ۔ نہ چیتن ہے لیکن سہارا ہی ۔ جس کے بغیر اُس کا امکان محال ہے ۔ اور اسی سہارے کا نام برہمہ ہے

جگت کے وقت یہ برہمہ جڑ چیتن کی صورت میں نظر آتا ہے اور جگت کے ختم ہو چکنے پر یہ برہمہ ہی برہم رہ جاتا ہے ۔ جب اسے نہ جڑ کہہ سکتے ہیں ۔ نہ چیتن کہہ سکتے ہیں ، ہونے کو تو وہ جگت کے وقت میں بھی ہے ۔ لیکن کسی کسی کو بھاسنا ہے ۔

یہ معمولی مثال ہے ۔ جو میں نے تم کو دی ہے ۔ ذرہ ذرہ ۔ قطرہ قطرہ ۔ اور ریزہ ریزہ ٹکڑا ٹکڑا ۔ پارہ پارہ میں وہی سمایا ہوا ہے اور سب کا آدھار بنا ہوا ہے ۔ اب تم نے اُسے ذہن نشین کر لیا ہوگا "

نند و بھائی بولے ۔ " سمجھا اور خوب سمجھا ۔ سمجھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی ۔ تعریف ہے اس سمجھانے کی ! مشکل سے مشکل بات کو کیسی سہولیت سے ذہن نشین کرا دی ۔

نظم

(۱) جو سمجھ رکھتا ہو وہ آکر سمجھ لے راز کو
جس طرح چاہے پرکھ لے راز کے اس ساز کو (۱)

(۲) وہم میں دل مبتلا ہو جب وہ تب سمجھیگا کیا
دل دیا ہے اس نے ناحق وہم کے انداز کو (۲)

(۳) ناز جو میں ناز ہے اور بانیازوں میں نیاز
ناز ہے جب دل ہٹے تب سمجھیگا وہ ناز کو (۳)

(۴) جہل کے ہاتھوں بٹیروں کی طرح سب ہیں شکار
سمجھیں گے وہ کیسے اس ویدانت کے شہباز کو (۴)

آٹھویں کلا

اہم اور ان اہم (مسلسل)

نندو بھائی بولے۔ "بھگون! مفرد انسانی زندگی کی جاگرت سوشپتی کی مدد سے آپ نے برہمہ کی ماہیت سمجھائی۔ وہ بہت کچھ سمجھ میں آ گئی۔ اب اگر اجازت ہو۔ تو میں پھر خود ہی سوال کرتے ہوئے آپ کے جواب کی مدد سے باقی شکوک بھی رفع کر لوں"

دیال ہنسا۔ "سوال کرنے والے تو تم ہی ہو۔ تمہارے سوا کون سوال کرتا ہے۔ اور جواب لینے والے بھی تم ہی ہو۔ تمہارے سوا کون جواب لیتا ہے۔ جس طرح چاہو۔ اپنے آپ کو مطمئن کرو۔"

نندو بھائی بولے۔" اصل میں آپ کے فرمانے کے موافق تین کیفیتیں برہمہ میں ہیں۔ (۱) آدھار برہمہ خود (۲) ورہ جڑ۔ اور (۳) منن چیتن۔ ان تینوں کی آپ نے اہم اور ان اہم کے دو مدّوں میں کیسے کھپت کی؟"

دیال نے کہا۔ "میں نے نہ تین کہا۔ نہ دو نہ ایک۔ فلسفہ غور کرتے کرتے دو پر پہنچا۔ روح اور مادّہ یا جڑ اور چیتن پر۔ اُس کی نظر میں یہ دونوں کافی تھے۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکا۔ ویدانت نے آن کر سمجھایا کہ دو نہیں ہیں۔ برہمہ ہی برہمہ ہے۔ اور ابتدا میں ان دونوں کی نسبت سے سمجھنے کے لئے اُسے ایک سمجھ لو۔ لیکن وہ

در اصل ایک کے خیال سے بھی پرے ہے۔"
نندو بھائی بولے۔"برہم میں جڑ اور چیتن دونوں ہی ہیں۔ جیسا کہ اُس کے نام سے اور جگت کے بیوہار سے ظاہر ہے۔ اگر فلسفی اِس نتیجہ پر پہنچے۔ تو بُرا کیا کیا؟"
دیال نے کہا۔"میں نے یہ کب کہا۔ کہ اُنہوں نے بُرا کیا۔ اُن کے غور و فکر کا سلسلہ اُن کو اِس نتیجہ پر لایا۔ جو قدرتی ہے۔ لیکن اِس نتیجہ سے اصلی شانتی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اُنہوں نے چیتن کو متعدد بکثرت اور انیک سمجھا۔ اور جڑ کو ایک قرار دیا۔ جیسا کہ سانکھ مت کی رائے ہے۔ لیکن اِس سے ہزار کوئی شخص کوشش کرے شانتی نہیں ہوتی۔ کثرت کا خیال ہر وقت دامنگیر رہیگا۔ اور کثرت میں مڈبھیڑ کا ہونا اور ہوتے رہنا لازمی ہے۔ سمجھ بوجھ بڑھ گئی۔ چیتن کی ماہیت کسی حد تک سمجھ میں آ گئی۔ لیکن خیالی مخمصہ آخر تک برابر قائم رہیگا۔ اور گیان کی اصلی مُراد جو شانتی ہے۔ وہ دُور کی دُور ہی رہی۔"
نندو بھائی بولے۔"چیتن کی ماہیت کو سانکھ نے کس طرح ذہن نشین کی۔ اور ذہن نشین کرائی؟"
دیال نے کہا۔"سانکھ کہتا ہے۔ کہ چیتن جیو میں کریا شکتی نہیں ہے۔ اُس میں گیان ہی گیان ہے۔ کریا شکتی جڑ میں ہے۔ اور جیو جب اُس جڑ پرکرتی سے ملتا ہے۔ تب اُسے اپنے میں کرم کا بھرم ہوتا ہے۔ اور وہ بندھن میں پھنس جاتا ہے۔ اور جب وہ

سمجھ لیتا ہے۔ کہ کریا شکتی کا تعلق جڑ سے ہے۔ اور چیتن سے نہیں ہے۔ تو اُسے اپنا گیان ہوتا ہے۔ اور یہ اپنا گیان بھی کریا کرنے کے بعد تجربہ سے اُسے ہوتا ہے۔ اور تب وہ آزاد اور مکت ہو جاتا ہے اس کی وضاحت سانکھ نے ایک مثال سے دی ہے۔ وہ یہ ہے:-

کوئی پھولا پھلا باغ تھا۔ باغبان نے دو آدمی اُس کی رکھوالی کے لئے مقرر کئے۔ ایک لولا لنگڑا۔ لیکن سوجھا کا تھا۔ دوسرا ہاتھ پاؤں والا اندھا تھا۔ دونوں اپنے اپنے طور پر پھل چُننے اور پھل لینے کے ناقابل تھے۔ پھل کی خواہش نے ان کو ایک دوسرے کے ساتھ میل کرنے کی جانب رغبت دلائی۔ لولا۔ لنگڑا۔ سوجھا کا۔ ہاتھ پاؤں والے اندھے کی گردن پر بیٹھ گیا۔ اور دونوں نے مل کر پھل کو حاصل کیا۔ اس طرح وہ جڑ اور چیتن کے میل کو ثابت کر کے اس جگت کے کاروبار کو سمجھاتا ہے۔ اور جب پھل کھو گئے کے بعد سوجھا کے کو اپنا گیان ہو جاتا ہے۔ اور وہ اندھے کی اصلیت کو سمجھ جاتا ہے۔ تب اس سے علیحدگی کر لیتا ہے۔ اور وہ اندھا اس خیال سے کہ سوجھا کا اُس کے نقص سے واقف ہو گیا ہے۔ شرم کی وجہ سے سُکڑ جاتا ہے۔ تب اُس سوجھا کے کی مکتی ہو جاتی ہے۔ اندھا یہ پرکرتی ہے۔ اور گیان والا سوجھا کا یہ چیتن ہے۔"

سانکھ شاستر کا نتیجہ یہ ہے:-

نندو بھائی بولے۔" اس پر آپ کیا کہتے ہیں؟"

دیال سنگھ نے کہا۔ "یُوں پوچھو۔ کہ ویدانت کیا کہتا ہے۔ ویدانت سانکھ کے بنیادی اصُول کی تعظیم کرتے ہُوئے۔ جڑ اور چیتن کے مسائل کی تشریح اور طرح پر کرتا ہے۔ وہ ان دونوں کو دھار محض سمجھاتا ہے۔ ایک دھار وہ ہے۔ جو پرکرتی ہے۔ دُوسری دھار من ہے۔ جو چیتن ہے۔ یہ دونوں دھار اُسی طرح برہم سے خارج ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے ہماری تمہاری سانس آتی جاتی رہتی ہے۔ اور اِسی سانس کے اندر جڑ اور چیتن دونوں کا خیال رہتا ہے سانس تو سانس ہی ہے۔ سانس دھار ہے۔ اُس کا جاری رہنا قدرتی ہے۔ سانس میں لطافت اور کثافت کے مدارج ہوتے ہیں اور وہ سُوکشم اور ستھول رُوپ اختیار کیا کرتے ہیں۔ جیسے کوئی لڑکا اپنی سلیٹ (پتھر کی تختی) پر سانس کو پھونکے۔ یہ سانس پانی کی بھاپ کی صورت میں سلیٹ پر پڑیگی۔ اور اگر اس کا عمل لگاتار جاری رہے۔ تو یہی بھاپ طرح طرح کی صورتیں بنائیں گی۔ جگت کے تتو اور عناصر اسی طرز عمل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے جو ان کے قابو میں لانے اور ان کے سمجھنے کی دھار نکلیگی۔ وہ چیتن ہے۔ اس طرح چیتن کی اور پرکرتی کی دھاریں برہم سے نکلا کرتی ہیں۔ اُن کی جڑ اسی میں ہے۔

سانکھ کہتا ہے۔ کہ جڑ پرکرتی ایک ہے۔ اور چیتن بہت ہیں ویدانت جان بُوجھ کر سمجھانے بُجھانے کی غرض سے سانکھ کے اصُول کو پلٹ کر صدا دیتا ہے۔ کہ پرکرتی شکت رُوپا ہے۔ اور انیک ہے

اور چیتن ایک ہے۔ پرکرتی میں بے شمار صورتیں مثلاً سیال۔ رقیق اور ٹھوس شکلیں ہوا کرتی ہیں۔ چیتن کا روپ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور یہ پرکرتی کے ان صورتوں پر غلبہ پاکر ان کا اور اپنا روپ سمجھتا ہے۔ تب اُسے گیان ہوتا ہے۔ اور وہ گیان اُس کو اپنی وحدت کا ہوتا ہے۔ اس وحدت کے گیان سے اُس کی نظر خود وسیع نظری سے اصلیت کی جانب رجوع ہوتی ہے۔ اور اُس اصلیت کو وہ برہمہ کا نام دیتا ہے۔ جو اصلی اور حقیقی شئے ہے۔ اور اُسی کے آدھار پر جڑ اور چیتن کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔ اور جب یہ گیان ہو جاتا ہے۔ تب برہمہ ہی برہمہ پرتیت ہوتا ہے۔ جو جڑ اور چیتن دونوں سے پرے ہے۔ یہ ویدانت کی تعلیم ہے۔

نند بھائی بولے۔ "کیا یہ تعلیم صحیح ہے؟"

دیال نے کہا۔ "یہ صحیح ہے۔"

نند بھائی بولے۔ "عالم مثال میں جڑ پرکرتی ایک ہے۔ جیسا کہ سانکھ کہتا ہے۔ اور چیتن جیو انیک ہیں۔ جیسا کہ نظر آرہا ہے۔ پرکرتی کی کثرت چیتن کے میل سے ہے۔ ورنہ وہ ایک کی ایک ہے۔ جیسے دودھ اصل میں تو ایک ہی ہے۔ لیکن اس سے دہی۔ چھاچھ۔ لسی۔ پیڑے۔ ربڑی۔ مکھن۔ کھویا جیو اپنی خواہش سے بنایا کرتا ہے۔ چیتن زیادہ نظر آتے ہیں۔ جیسے ہم۔ آپ اور تمام ست سنگی۔ جیو جنتو وغیرہ ہیں ان کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟"

دیال نے کہا۔ "میرا جواب وہی ہے۔ جو تم نے جیو اور پرکرتی کے میل سے پرکرتی کے کئی صورت والی ہو جانے کی بابت کہا ہے پرکرتی

کے میل سے چیتن کی بہت سی صورتیں بن بن کر نظر آتی ہیں۔ اس میل سے جیسے جیسے جذبات اور خیالات ملتے گئے۔ اسی طرح کی چیتن کی صورتیں ہوتی گئیں۔"

نندو بھائی بولے۔ "یہ بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ جیو جنتو اپنے جذبات خیالات۔ اور کرم سنسکار وغیرہ کی صورتیں ہیں۔ یہ میں محسوس کرتا ہوں۔ ایک واحد شخص میں مختلف قسم کے جذبات اور خواہشات ہوتے ہیں۔ اور وہ وقت وقت پر ایک ہی صورت رکھتا ہوا وقتاً فوقتاً ان تخیلات اور محسوسات کے زیر اثر طرح طرح کی صورتیں بنایا کرتا ہے اسی طرح جیسے ایک شخص کی اولاد اسی کے خیالات کی متعدد صورتوں میں پیدا ہو ہو کر دنیا میں کاروبار کے تماشے دکھاتی رہتی ہے۔ اسی طرح ان خیالات کے بیج متعدد قالبوں میں صورت آرا ہو سکتے ہیں۔ اور ایک سے انیک پیدا ہو جاتے ہیں۔ دونوں باتیں ایک جیسی ہوئیں ان کے درمیان سچائی کیا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "سچائی یہ ہے۔ کہ ایک دوہ (جڑ پرکرتی) ہے اور ایک ہی من (چیتن) ہے۔ اور فلسفہ پسند طبیعتیں آخر میں آکر ان کی وحدت پر ٹھہرتی ہیں۔ اور جڑ چیتن کے دو ہونے کا فیصلہ سناتی ہیں۔ لیکن یہ دوند ہے۔ دوند میں اشانتی رہتی ہے۔ اور ہزار کوئی شخص عقلی اور دلی تراشش خراشش کرے۔ دوند میں شانتی نہیں ہوتی۔ اور نہ اُن سے مل سکتی ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "آپ کی یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ کیا یہی چیتن

اور جڑ آپ کی نظر میں اہم اور ان اہم ہیں۔"

دیال نے کہا "ایک معنے میں تو وہ ہیں۔ اور دوسرے معنی میں نہیں ہیں۔"

نند و بھائی بولے "کس معنے میں ہیں اور کس معنے میں نہیں ہیں؟"

دیال نے کہا۔ "جیو اپنی بسفلی حالت میں مَیں مَیں کیا کرتا ہے۔ جو بسفلی اہم ہے اور اس بسفلی اہم کے زیر اثر وہ جڑ پرکرتی کو اپنے سے علیحدہ سمجھتا ہے۔ اور اُسے ان اہم یعنی اپنے سے علیحدہ قرار دیتا ہے۔ یہ اُس کے ابتدائی اہم کی صراحت ہے۔ جسے میں نہیں کے معنے میں لیتا ہوں۔ کیونکہ اُس کا یہ اقرار اگیان کے ماتحت ہے۔ اُسے اب تک اپنے اصلی اہم کی خبر نہیں ہے۔ یہ اہم ضرور ہے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کے اندر موت اور زندگی کے جذبات موجود ہیں۔ اور وہ جنم مرن کے خطرہ میں ہے۔

لیکن جب تجربہ اور مشاہدہ کی وسعت سے اس کی نظر اونچی ہو جاتی ہے۔ اور وہ اصلیت کی جانب مائل ہو کر برہم کی درشٹی سے اہم کی صدا دینے لگتا ہے۔ تو پھر وہ اہم نسبتاً صحیح ہوتا ہے۔

اس آخری معنے میں اہم ہے۔ اور پچھلے معنے میں اہم نہیں ہے۔ یہ میرے کہنے کا مطلب ہے۔"

نویں کلا

(ہم اور ان ہم (مسلسل)

نند و بھائی بولے۔" بھگون! سوچتے سوچتے ہم بہت دُور آنکلے" دیال نے کہا۔ "دُور نہیں نکلے۔ بلکہ منزلِ مُراد کے قریب آپہنچے ہیں۔"

نند و بھائی بولے۔ "آپ سچ کہتے ہیں۔ لیکن ابھی تک تاریکی کا میدان طے نہیں ہُوا۔ وہ زیادہ ڈراؤنا اور خوفناک معلوم ہوتا ہے۔"

دیال ہنسا۔ "یہ تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کوئی حیرت ہے۔ منزل سے قریب پہنچنے والے مسافر ہمیشہ گھبراتے رہتے ہیں۔ اور گھبرایا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ قریب پہنچنے پر دل کے شوق کی آگ ہمیشہ زیادہ بھڑکتی ہے۔ یہ قدرتی بات ہے۔ دِل جس قدر لطیف ہوگا۔ اُسی قدر اُس میں زیادہ چنچل پنا پیدا ہوگی۔ اور جب تک وہ اصلیت کا دیدار حاصل نہ کریگا۔ تب تک اُس میں شانتی کیسے آئیگی۔

دُنیا میں تم۔ رج۔ ست تین گنوں کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔ پہلے جیو جڑ پدارتھ کی طرح تم۔ تموگنی۔ مُوڑھ۔ آلسی اور اگیانی رہتا ہے۔ کرم کرنے سے دل پر جب ضرب لگنے لگتی ہے۔ تب اُس میں لطافت آتی ہے۔ اور یہ چنچل پنا اُس کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اُس

وقت جیو - رج - رجوگنی - چنچل - بے قرار - جد و جہد کرنے والا - اور پس و پیش سے کام لینے والا بنتا ہے - اس حالت کا آنا تو لازمی ہے - سوچتا ہے - وچارتا ہے - تجربہ کرتا ہے - مشاہدہ کرتا ہے - یہ سب کیفیتیں بے چینی کی ہیں - لیکن پہلے کی طرح یہ حالت بھی عارضی ہے - دیر پا نہیں ہے - جیسے تموگن مغلوب ہوا - ویسے ہی رجوگن کو بھی مغلوب ہونا پڑیگا - تب ستوگنی ورتی آئیگی - اور اس کے آتے ہی جیو - ست - ستوگنی - گیان والا - حقیقت رس اور شانت ہو نے لگیگا - دِل میں قرار آتا جائیگا - اور جب اُسے ان تین گنوں کے خندق سے باہر آجانے کا موقعہ مل جائیگا - تب وہ پرمہ گیان - یتھارتھ گیان - ست گیان - اپروکش گیان یا ساکشی گیان - آتم گیان کو پاکر شانت ہو رہیگا - "

نندو بھائی بولے - " یہ تین گن تھا دکھائی ہیں - "

دیال نے کہا - " وقت وقت کی بات ہے - آخر میں یہ سُکھدائی ہوتے ہیں - "

نندو بھائی بولے - " کس طرح ؟ "

دیال نے کہا - " سُنو ایک قصہ سُناتا ہوں -

کسی جنگل میں تین ڈاکو رہتے تھے - ایک کا نام تموگنی - دوسرے کا رجوگنی - اور تیسرے کا ستوگنی تھا - پہلا سخت ظالم اور بے درد تھا - دوسرے میں ظلم کے ساتھ درد اور بے دردی دونوں تھیں تیسرے میں ہمدردی تھی - کوئی مسافر دھن - دولت کما کر اپنے گھر

کو جا رہا تھا۔ راہ میں یہ ٹھگ اُسے ملے۔ پکڑ لیا۔ مال و اسباب چھین لیا۔ درخت سے باندھ دیا۔ ستوگنی نے کہا۔ "اسے مار دو" اور اُس نے تلوار نکالی۔ رجوگنی بولا۔ "مارنے سے خون ہوگا۔ پولیس کو تعاقب اور سزا دینے کی سوجھیگی۔" ستوگنی نے کہا۔ "کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ اُس کا مال و اسباب تم نے چھین لیا۔ یہ درخت سے بندھا ہوا ہے۔ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اسے اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دو۔ اور اپنا کام کرو۔" تینوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور وہ مال و اسباب لے کر چلے گئے۔ اور وہ غریب مسافر درخت سے بندھا ہوا تکلیف سہتا رہا۔ قریب قریب شام ہو گئی۔ شام کو تیسرا ڈاکو ستوگنی آیا۔ مسافر سے کہا۔ "میں نے تیری جان بچائی۔ ورنہ میرے ساتھی تجھے ہلاک کر دیئے ہوتے۔ اب میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ اور تیرے ساتھ رہ کر تیرے گاؤں تک پہنچا دیتا ہوں۔" یہ کہا۔ اور ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ کچھ کھانا بھی کھلایا۔ جس سے اُسے آرام ملا۔ اور دونوں بات چیت کرتے ہوئے گاؤں کے قریب جا پہنچے۔ تب ستوگنی ڈاکو رخصت ہونے لگا۔ مسافر بولا۔ "تو نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے۔ چل رات ہو گئی ہے۔ میں تیری مہمانداری کرونگا۔" ستوگنی ہنسا۔ "میں ایسا نادان نہیں ہوں۔ کہ تیری بات مانوں۔ کون جانے۔ تو مجھے پھنسا دے۔ اور پھر ہم تینوں پکڑے جائیں۔ تو گھر کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے تجھے پہنچا دیا۔ یہ کافی ہے۔ دھن دولت ہاتھ کا

میل ہے۔ یہ پھر تجھے مل رہیگا۔ یہ کہا اور وہاں سے بگٹٹ بھاگ نکلا۔

اسی طرح یہ تینوں گن مل ملا کر جیووں کا اپکار (نقصان) کرتے ہوئے اُن کا اپکار (بھلا) کرتے ہیں۔ ان کا ہونا بھی غرض سے خالی نہیں ہے۔ یہ نہ ہوں۔ تو کام کیسے ہو۔ اور آزادی کی سمجھ کے بغیر آزادی کیسے ملے!

ہر جگہ ان تینوں گنوں کا کھیل ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ کچھ نہیں ہیں۔ نند و بھائی کے حرکات تنفس کی سانس کی دھاریں ہیں۔ سانس آتی ہے سانس جاتی ہے سانس ٹھہرتی ہے۔ پہلی تموگنی۔ دوسری رجوگنی۔ اور تیسری ستوگنی ہے۔ پہلی ریچک۔ دوسری پورک تیسری کمبھک ہے۔ کمبھک میں عارضی قرار ہے

اسی طرح برہم سے دو سانس ورہ اور مَن نکلتی ہیں۔ خواہ آتما سے ات (حرکت) اور مَن کی دھار برآمد ہوتی رہتی ہیں۔ اور تیسری سانس سم (ہموزنی۔ ہم آہنگی اور مماثلت) کی کیفیت ہے جو برہم اور آتما ہے۔ یہاں برہم اور آتما کا لفظ جزوی معنے میں سمجھو۔ آگے چل کر یہی برہم اور آتما سب کچھ پرتیت ہوتا ہے۔

راحت سکون اور قرار۔ شانتی۔ نردوند بنا۔ اور آنند اسی سم میں ہے۔ اور جس کو یہ سم مل گیا۔ اس سم کی سمجھ آگئی۔ سم میں رہنے کی عادت پڑگئی۔ وہ سم رُوپ ہوگیا۔ تو پھر اسے دُکھ نہیں ستاتا۔

اسم ادستھا بے چینی کی ہے۔ سم ادستھا چین ہے
اس کا سمجھ لینا آسان ہے۔

تم اور رنج دونوں اسم ادستھائیں ہیں۔ ست عارضی طور پر سم ادستھا ہے۔ ان دونوں میں دکھ ہے۔ اس میں سکھ ہے۔
اب تم سوچو۔ سانس آتی جاتی اور ٹھہرتی ہے۔ اس سے تم کو کیا دکھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر دل کو بے چین کر لو۔ تو یہ آنے جانے والی سانسیں لمبی اور گہری ہونے لگیں گی۔ دم گھٹیگا۔ جسم میں لرزہ آنے لگیگا۔ اور بے چینی نتیجہ ہوگی۔
بالکل اسی طرح تم۔ رنج اور ست کا حال ہے۔ گیان ہو جائے۔ پھر یہ دکھدائی نہیں رہتیں۔ سکھدائی ہو جاتی ہیں۔ دکھ کی جڑ اگیان میں ہے۔ اور ویدانت اسی اگیان سے نجات دلانے کی تدبیر ہے۔"

نظم

(۱) دکھ کی جڑ سمجھو بشر کی اپنی نادانی میں ہے
اپنی نادانی سے وہ ہر دم پریشانی میں ہے (۱)
(۲) شاخ پر بیٹھا ہوا کاٹے جو جڑ کو۔ گر پڑا
درد و غم رنج و الم یہ سب پشیمانی میں ہے (۲)
(۳) اپنے آپے کی سمجھ جب تک نہ آئیگی اسے
یہ سمجھ لو رات دن کی سخت حیرانی میں ہے (۳)
(۴) احدیت میں ہے خدا اور احدیت ہے راز حق

غیریت نفسانیت سب وہم شیطانی میں ہے (۱)
(۵) کیا خدا ہے کیا ہے شیطاں ؟ یہ سمجھ آتی نہیں
یہ سمجھ ہم میں ہے ۔ مٹی میں نہ وہ پانی میں ہے (۵)
یہ تمہارے سوال کا جواب ہے ۔"

نندو بھائی بولے ۔"آپ کے سمجھانے میں تو کوئی کسر نہیں ہے ۔ لیکن مشکل یہ ہے ، کہ سو برس کا کوڑھ ایک دن میں نہیں جاتا ۔"

دیال نے کہا ۔" اس کوڑھ کا علاج صرف ست سنگ ہے بشرطیکہ کوئی شخص ست سنگ کی مُراد سمجھ کر ست سنگ کرے ۔ ورنہ نادانوں نے تو اس ست سنگ کو قید و بند کا ذریعہ بنا رکھا ہے

نظم

ذات مُرشد کی سمجھ آتی نہیں | علم مُرشد کی خبر پاتی نہیں
بیٹھے ہیں صحبت میں آنکھیں بند کر | اصلیت کی کیا نہیں آوے خبر
سُنتے ہیں سُننا نہ سُننا ایک ہے ۔ | ایسوں کا سُننا کہاں کب نیک ہے"

نندو بھائی بولے ۔" بھگون ! آپ نے سارا سمندر طے کرا دیا ۔ اہم اور ان ہم کے غرق کرنے والے گھاٹ پر آگئے ۔ یہاں تک بھی وہی دو پنا رہا ۔ ذرا پاؤں پھسلا نہیں کہ اڑا اڑا دھم پانی میں گرے اور ڈوب مرے ۔ کیا یہ منزل مقصود ہے ؟ نہیں عقل اسے صحیح نہیں تسلیم کرتی ۔"

دیال نے کہا ۔" میں نے تم سے کب کہا تھا کہ یہ منزل مقصود ہے ابھی تک تو ہم تم دونوں فلسفہ کے پانی میں تیر رہے ہیں ۔ گو جس طرح

پر فلسفہ ان دونوں کی ہستی ثابت کر رہا ہے۔ اُن کی غلطی۔ اور غلط فہمی کے اشارے تو میں نے تم کو بار بار دیئے۔ اس طرف توجہ نہیں گئی۔ ابھی برہمہ کی ماہیت کی جانب تمہاری نظر نہیں ہے اس اہم اور ان اہم کو بھی صرف درمیانی مرحلہ سمجھو۔ اہم کا لفظ بھی زبان سے اس درمیانی مرحلہ میں برآمد ہوتا ہے۔ ورنہ اس کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن یہاں تک پہنچنا بھی معمولی بات نہیں ہے۔ بڑی دقتوں کے ساتھ اس کی سمجھ آتی ہے۔ اگر اسے ذرا بھی سمجھ لیا۔ تو آگے کا سمجھنا اس قدر مشکل نہ ہوگا۔ مسافر منزلیں طے کرتا ہوا۔ معراج تمنا کے قریب پہنچتا جا رہا ہے۔ تھوڑی سی اگر کسر رہ گئی۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ جیسے اُس نے یہاں تک رسائی پیدا کر لی ہے۔ آگے بھی قدم بڑھائیگا۔ مشکل تو اُن کے لئے ہے۔ جس نے ابھی تک راہ میں قدم بھی نہیں رکھا ہے۔

مارگ چلتے جو گرے تا ہی نہ لاگے دوس
کہیں کبیر بیٹھا رہے تا سر کرے کوس

دسویں کلا

اہم

نندو بھائی بولے۔ "آپ نے اہم کی اصلیت سمجھانے میں میرے ساتھ بہت سرکھپی کی ہے۔ اور میں نے بہت حد تک اُسے سمجھ لیا ہے۔ وہ سمجھ مجھے صرف اپنے ہی سمجھ سے آئی۔ اور آتی ہے۔ اور جب تک یہ اپنا ظاہر(محدود 'آپا') سمجھ کا مرکز نہیں بنتا۔ تب تک اس میں اصلی اہم کا جس کا اشارہ ویدانت دیتا ہے خیال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ شانتی آتی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے منتشر خیالات کو ترتیب دے کر میزان کی صورت میں پیش کروں۔"

دیال نے کہا۔ "اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے؟"

نندو بھائی بولے۔ "اختصار کے ساتھ میں اپنے مفہوم کو اس طرح ظاہر کرنے کی جرأت کرتا ہوں:۔

(۱) میں ہوں۔

(۲) میں ہوں، یا 'میرے اپنے ہونے' کا خیال۔ یہ 'اہم پنا' ہے۔ اس 'اہم پنا' کا اظہار بے شمار صورتوں میں ہوتا ہے۔ مثلاً" میں دیکھتا ہوں۔ میں سنتا ہوں۔ یہ میری ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس اظہار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میں جو ہوں وہ ہوں۔ اور یہ

نومبر ۱۹۷۶ء

تمام حواس - عضو - دِل عقل وغیرہ - مجھ سے نسبت رکھتے ہوئے مجھ میں پروئے ہوئے ہیں - جیسے مالا کے دانے سُوت میں پروئے ہیں - سُوت نہ ہوتا - تو یہ دانے اُس میں کیسے پرو سکتے تھے - اِس لئے میں سُوت ہوں اور یہ تمام دانے ہیں - میری ہستی ہے لیکن ان کی اپنی ہستی کوئی نہیں ہے - میری ہستی اصلی اور ان کی ہستی عارضی اور نسبتی ہے - میں ہوں - تب یہ بھی ہیں - جب میں ان کی جانب توجہ کرتا ہوں - تب یہ ظہور میں آتے ہیں - جب میں توجہ نہ کروں - ان کا ظہور نہیں ہوتا - یہ ہر طرح سے ثابت ہے اِس سے صاف ظاہر ہے - کہ مَیں یا اہم اصلی ہے - اور یہ میں یا اہم کی عکسی - نقلی اور غیر حقیقی کیفیتیں ہیں ۔

(۱۳) جو بات اِس اہم کے جسم دِل دماغ وغیرہ کی بابت صحیح ہے وہی دُنیا کے تمام کاروبار تتو - وِشے - بھوگ - وغیرہ کی بابت بھی صحیح ہے - ان کی ہستی میرے تابع ہے - میں ان کے تابع نہیں ہوں ۔

(۱۴) جب میں ضرورت سے زیادہ ان کو توجہ دیتا ہوں - تو یہ اپنی ہستی نہ رکھتے ہوئے بھی ہست معلوم ہوتے ہیں - اور جب اور زیادہ توجہ دی جاتی ہے - تو یہ گلے کا ہار ہو جاتے ہیں - اسی کا نام بھرم ہے - اور پھر بھرم کی حالت میں اصلیت کا پتہ نہیں رہتا اور اپنی ہستی کو بھول کر ان کی خیالی اور فرضی ہستی کے اہمیت دینے سے دُکھ اور جنم مرن کی کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں - جو بھرم ہی

کی تبدیلی کی حالتیں ہیں ؂

(۵) غور کرلے سے۔ ست سنگ کے بچن سُننے سے۔ تجربہ اور مشاہدہ سے۔ انتر مکھی ہونے سے۔ خواہ یوگ کے اصُول کی مشاقی سے جب پھر اُلٹ پھیر کے بعد اپنی جانب نظر جاتی ہے۔ تو اس اہم کی حقیقت کھُل جاتی ہے۔ اور دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی رہ جاتا ہے (بس وقت) ؂

(۶) مجھے پرتیت ہوتا ہے۔ کہ مَیں ہی سب کچھ ہوں۔ اور ان کا ہونا نہ ہونا دونوں ہی میرے تابع ہیں اور

(۷) مَیں اصل میں ان سے اسنگ ہوں۔ ان کا سنگ یا تعلق صرف بھرم کی وجہ سے ہے۔ یہ میرے اختیار میں ہے کہ ان سے کام لوں۔ یا نہ لوں۔ خیالی یا فعلی مشاقی سے ان کو طاقت دُوں۔ یا نہ دوں۔ یہ گیان کا ایک مرحلہ ہے۔ اسی کے سلسلہ میں

(۸) مجھے گیان کی اور اُونچی کیفیت سمجھ میں آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مَیں بطور خود کرتا دھرتا بھی نہیں ہوں۔ میری ذات صرف سہارا محض ہے۔ جس کے آدھار پر یہ خیالی کاروبار ات (حرکت) اور متن (عقل) کی صُورت میں انجام پالتے ہیں۔ اس طرح تجربہ کرلینے سے مجھے اپنے آتما ہونے کی پرتیت آجاتی ہے کیونکہ آتما اصل میں شُدھ ہی ہے۔ جس کے سہارے ات (حرکت) اور متن (عقل) کا کھیل ہوا کرتا ہے۔

یہ اس ظاہرا محدود آپا یا اہم پر غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے۔

اب اور اوپر کی طرف نگاہ جاتی ہے۔ محدودیت میں جب آپا کے آدھار محض ہونے کا گیان ہو گیا۔ تو غیر محدودیت کی جانب توجہ کرنا بھی ایک طرح پر لازمی ہے۔ اگر محدودیت کا خیال نہ ہوتا۔ تو غیر محدودیت کی طرف توجہ نہ جاتی۔ دونوں لازم بالملزوم اور نسبتی ہیں

(۹) اوپر کی جانب نظر گئی۔ پرتیگاتما (ایشور) کا دھیان آیا۔ وہ ایشور بھی میرے آپا کی طرح تمام جگت کا آدھار پرتیت ہونے لگا۔ وہ بھی اس جگت میں ویسے ہی استگ۔ ہست مطلق اور داھار ہستی پرتیت ہونے لگتا ہے۔ جیسی میری اپنی ہستی اس جسم میں ہے۔ جیسے میں اس جسم کے تمام اعضا۔ حواس اور جسم کے اندر رہنے والے کیڑوں مکوڑوں اور جیو جنتوؤں کا آدھار ہے۔ ویسے ہی یہ برہمانڈ اس پرتیگاتما (ایشور) کا جسم ہے۔ اور بالکل اسی اصول کے موافق اس برہمانڈ کے تمام جیو جنتو وغیرہ سوت کے دانے کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ جیسے مجھ میں ہیں۔ اس مشاہدہ کے ساتھ

(۱۰) خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ پرتیگاتما مجھ سے علیحدہ اور جدا ہے دل جواب دیتا ہے۔ اصول ایک ہے۔ اگر میں اپنے جسم میں محیط کل ہوں۔ اور غیر منقسم اکھنڈ ہوں۔ تو پھر یہ پرتیگاتما (ایشور) کیوں سب میں محیط نہ ہوگا۔ جو محدودیت میں ہے۔ وہی تو غیر محدودیت میں بھی ہوگا۔ اور جب وہ سب میں ہے۔ تو میں اس سے خالی یا اس سے جدا کب ہو سکتا ہوں۔

(۱۱) اس خیال کے آتے ہی میرا محدود آپا یا اہم اس غیر محدود

آیا یا اہم کا ابھاس ہوتا ہے۔ یعنی اس سے اپنی نسبت کا رشتہ
جوڑ کر ویسا ہی پرتیت کرنے لگتا ہے۔ کچھ دنوں یہ کیفیت رہتی ہے لیکن
(۱۱) خیال کی پختگی اور گیان کے مضبوط ہو جانے سے۔ محدودیت اور
غیر محدودیت کا وہم جو بھرم بن کر ستاتا رہتا تھا۔ ہمیشہ کے لئے
دور ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام مکتی ہے۔ محدودیت ہی کی خیالی زنجیر
کی کڑیوں کے شکست ہونے کا نام اصلی مکتی ہے۔ اس کے سوا مکتی
اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس مکتی کے آتے ہی پھر اصلی شانتی آ جاتی
ہے۔ جو پھر غائب نہیں ہوتی۔ اصل اصل ہو گیا۔ اصل سے نقل کا
وہم جاتا رہا۔

آپ کے کلام سن کر میں نے یہ نتیجے نکالے ہیں۔

دیال بہت خوش ہوا۔ بولا "تم نے میرے مفہوم کو بہت اچھی
طرح ذہن نشین کر لیا۔ اس میں کلام نہیں۔ اس نتیجہ پر پہنچانے
ہی کے لئے میں نے اس قدر سمجھانے بجھانے سے کام لیا ہے
لیکن کیا گیان کے ان مدارج کی اصطلاحی لفظوں کی مدد سے تم درجہ
بندی کر کے مجھے سنا سکتے ہو۔ تاکہ یہ واچک گیان ہی نہ رہنے
پائے۔ اور مجھے یقین ہو جائے کہ تم عملاً۔ عمل کے نقطہ نگاہ سے
بھی اسے ذہن نشین کر سکتے ہو؟"

شاردھا بھائی بولے۔ "میں شبد سناتا ہوں۔"

(۱) شم دم ممکش بھاو چت آوے	وہی پرش ادھکاری کہاوے
بن ادھکار چاہ نہیں من میں	پڑتا ہے من کے ان بن میں

(ادھکاری)

پرپیش کرے اور بھیس بناوے | پاکھنڈ واد میں ویرتھ گنواوے
جب تک نہیں ادھکار کا ہے تل | گیان دھیان جاتو سب نشپھل
جب ادھکار چت میں جاگا | تب آپجائے درڑھ انوراگا

(ست سنگ)

(۲) ادھکاری ست سنگ میں آیا | تب وہ ست سنگی کہلایا
ست کا سنگ کہو ست سنگ | سنیتا سنگت من چڑھے نہ رنگ
تیسے بچن سنگت میں آئی | من کا سنشے بھرم نسائی
بچن بھاو میں چت نہیں لاگے | وہ ست سنگی سنگ سے بھاگے
نہیں ادھکار سنگ کا اس کو | ست سنگی میں پریت سنگ کی ہو

(سادھن)

(۳) شرون منن ندھیاسن سیوا | کرے۔ مٹے تب من کا بھیوا
بچن سنے پھر چت میں دھارے | بچن کے تتو کو سدا بچارے
بچن کا نت پرتی کرے اہار | من کے کوتک کو دے مار
درڑھ ورتی اور درڑھ پرتیتی | ست سنگت کی یہی ہو نیتی
ایسا جو کوئی سادھن کرے | سادھو۔ اس کو سب جگ کہے

(سادھو)

(۴) بن سادھن سادھو کہو کیسا | کبھی شنی کے پڑو نہ دھوکا
شرون منن بن نہیں ندھیاسن | ساکشات کا ملے نہ آسن
تتو کی پرکھ نہ مت میں آوے | ہنس گتی سادھو نہیں پاوے
ہنسا جو سوہم آچارے | سہم اور اہم کی بات بچارے

کیشر نیر دونوں ملگاشے | تیاگ نیر وہ کیشر کو دھاوے

(۵) ہنس گتی کے پیچھے سنت
اب نہیں چت میں بھرم سنشے
سوسم وید کی دھارے ہی
سنت شتے کی یہی ہے ریتا
ادھکاری ست سنگی سادھو

سنت جو لکھے وید کا انت
اب نہیں سنشے اور ورتنے
اب نہیں کچھ کرنی نہیں کہنی
شرت شبد مل من کو جیت
ہنس سنت گتی کہی اپادھ

دوہا

رادھا سوامی کہی دیا۔ پایا بھید اگادھ
من کی دبدھا مٹ گئی۔ چت کی نسی اپادھ ۱۱

دیال مہتا" تم نے نہایت خوبصورت طریقہ سے عملی پیرایہ میں مدارج کی قسمیں سنائی ہیں۔ (۱) بغیر ادھکاری کے کچھ نہیں ہوتا۔ (۲) ادھکار ست سنگ میں جاگتا اور مضبوط ہوتا ہے۔ (۳) ست سنگ کی مدد سے علم و عمل میں پختگی آتی ہے۔ اور سادھن کی سوجھتی ہے۔ اور یہ سادھن ہی عملی زندگی بناتا ہے۔ اور سادھن کی زندگی بسر کرنے والے عامل کو سادھو کہتے ہیں۔ (۴) سادھو ہی ہنس گتی کو پاتے ہیں۔ ہنس وہ ہے جس کی زبان پر سوہم ہو۔ اور وہ اہم کا پورا پورا ساکشاتکار کرسکے اہم۔ سوہم (میں وہی ہوں) کا یقین کرلے۔ اس کے بعد (۵) سنت کا درجہ ہے۔ جو شکوک اور شبہات سے بالکل آزاد ہو کر اصلیت کی زندگی۔ حقیقت کی

زندگی - ادریست کی زندگی بسر کرے۔ شاباش! تندو بھائی! تم نے کم از کم رادھا سوامی دھام کے ست سنگ کا روحانی فائدہ حاصل کیا + تم دھنیہ ہو! تم دھنیہ ہو!! تم دھنیہ ہو!!!"

تندو بھائی بولے۔

(۱) ہر ایک بات میں کہتا ہے میں نہیں تو ہے
جو میں سے خالی ہو - وہ گفتگو کی کیا خو ہے (۱)

(۲) جو تو ہے میں بھی وہی ہوں جو میں ہوں تو ہے وہی
جو تو ہے گل ہے وہی گل جو ہے وہ تو ہے وہی (۲)

(۳) اور اصل ایک اُسی کے یہ سب نظارے ہیں
ہر ایک باتوں میں حق ہی کے سب اشارے ہیں (۳)

(۴) نظر سے جب ہٹی کثرت تو احدیت آئی
جو احدیت گئی پھر اصل اصلیت آئی (۴)

(۵) ہے اصلیت ہی میں صبر و قرار اور راحت
بغیر اُس کے کہاں ہو تسلی کی صورت (۵)

(۶) تیرے ہی فیض سے رازِ درون کو جان لیا
کلام سُن کے حقیقت کا اصلی گیان لیا (۶)

(۷) نہ وہم اور گمان کا رہا کوئی خطرہ
نہ شرک و کفر کا مجھ میں رہا کوئی خدشہ (۷)

(۸) کرم سے تیرے ہوئے مرحلے سبھی یہ طے
تیرے ہی فیض سے اب دل کو سچی راحت ہے (۸)

گیارہویں کلا

مذہبی معلموں کی علت غائی

نند بھائی نے کہا۔" مہاراج! ایک سوال ہے۔ جو غیر ضروری ہوتے ہوئے مجھے اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر آپ اُسے نہ سمجھا سکے۔ تو پھر اور کس کی ذات سے اس کی امید ہم کو ہو سکتی ہے؟"

دیال نے پوچھا۔" وہ کیا ہے؟"

نند بھائی نے کہا۔" جس طرح آپ صفائی۔ بلا تامل اور بغیر پس و پیش کے حقیقت سمجھاتے ہو۔ وہ طریقہ اور مذہبی معلموں نے کیوں نہیں اختیار کیا۔ وہ یا تو ٹال مٹول کرتے رہے۔ یا کرم دھرم کے جھگڑوں میں پھنسا رکھا۔"

دیال نے کہا۔" اس سوال کا جواب تو ابھی تم خود دے چکے ہو جب تک ادھکاری نہ ملے۔ کوئی کسی کو کیا کہے۔ کیسے کہے! اور کیوں کہے! لیکن اس کے سوا بھی کوئی بات ہے۔ جو تمہارے دل میں ہے اُسے صاف صاف بیان کرو۔ تب میں جواب دوں۔"

نند بھائی ہنسنے لگے۔" تو میں نے سیدھا کہہ دیا۔ اُن کے اس مذہبی اُلجھنوں میں پھنسانے کا باعث کیا تھا؟"

دیال نے کہا۔" تاکہ اگر کوئی شخص مذہبی برکت اور مذہبی فائدہ

سے خالی نہ رہے۔ اُسے اور نہیں تو جزوی نفع تو پہنچے۔ (۲) ممکن ہے مذہبی عمل و شغل یا رسمی رواجی ضابطوں کی پابندیوں کے سلسلہ میں یا ان کو وسیع نظری حاصل ہو جائے۔ اور خود تحقیقات کی جانب مائل ہوں۔ اور (۳) لوگ بڑھتے چلے چلیں۔ طریقت کی پیروی خود بخود انہیں اصلیت کی طرف پہنچا دیگی *

کسی مذہب کی یہ غرض نہیں ہے کہ انسان ہمیشہ تنگدل اور تنگ نظر بنا رہے۔ یہ مذہب کی مراد کبھی نہیں ہے۔ ہاں جب ذاتی فائدہ۔ معاشی خیال اور مذہب کو روزی کمانے کا ذریعہ مان لیا جاتا ہے۔ اُس وقت اہل غرض آدمی اپنے پیروکاروں کو کٹر اور متعصب بنا لینے۔ اور تنگدلی کی تعلیم دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کا قصور ہے۔ مذہب کا قصور نہیں ہے۔ اِس قسم کے خیال والے چونکہ بالکل دُنیا پرست ہوتے ہیں۔ تو حاتی تعلیم سے خبر نہیں رکھتے۔ وہ مجلسی اصلاح۔ قومی مفاد۔ روزگاری اور بیوپاری باتوں میں پھنسا دیتے ہیں تاکہ ان کے معاش میں کوئی نقص نہ پیدا ہو۔ ان سب باتوں کا اہتمام تو دُنیا میں خود ہے۔ لوگ پیٹ کے دھندے میں آپ پڑے ہوئے ہیں مذہب کے لئے اس کی کیا ضرورت تھی لیکن نہیں۔ جب اور طرح سے پیٹ بھرنے اور گزران کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو وہ اسی کو کسب معاش کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اور چیلے چانٹے بنا کر ان کو بھرم میں رکھ کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں۔"

شنکر وجیائی بولے۔ "یہ صحیح ہے۔ یہاں میں آپ کی صرف تیسری بات کو مد نظر رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ طریقیت کی پیروی خود بخود انہیں اصلیت کی طرف پہنچا دیگی۔ یہ کس طرح ہوتا ہے؟"

دیال نے کہا۔ "جس طرح تم کو ہوا ہے۔ ویسے سب کو ہوتا ہے۔ کسی آدمی کو گیان دو۔ کسی کو راہ پر لا کر ڈال دو۔ اور اسے آگے بڑھنے کی ہدایت کرو۔ اور وہ آگے بڑھتا ہوا خود اصلیت کا پتہ پا جائیگا۔ یہ بھی انسان کی فطرتی خاصیت ہے۔ جو تکمیل کے درجوں سے گذرتی ہوئی آخر میں آخری حالت پر پہنچ کر چین لیتی ہے۔

تم اس موقعہ پر میری زبانی ایک پرانا قصہ سنو۔

کسی گاؤں میں ایک غریب لکڑہارا رہتا تھا۔ جو دوپہر تک جنگل میں رہ کر لکڑیاں کاٹتا اور تیسرے پہر بازار میں لاکر بیچتا۔ اور ان کی قیمت سے اپنے کنبہ کی پرورش کرتا۔ سالہا سال تک اس کے کسب معاش کا یہی ذریعہ تھا۔ اور وہ خوش نہیں تھا کیونکہ آمدنی کم اور خرچ زیادہ تھا۔ ایک دن کسی سادھو کا اس جنگل سے گذر ہوا۔ لکڑہارے کو دیکھا۔ حال پوچھا۔ رحم آیا۔ صلاح دی۔ "آگے بڑھ چل۔ یہاں ہی نہ ٹھہرا رہ۔" لکڑہارا بولا "بھگون! اس جگہ اتنی لکڑی مل جاتی ہے۔ جتنی کی مجھے ضرورت رہتی ہے۔ آگے بڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟" سادھو بولا "آگے بڑھ چل۔ یہاں ہی نہ ٹھہرا رہ۔" سادھو نے یہ نہیں بتایا۔ کہ وہ کیوں آگے بڑھے۔ لیکن اس کی باتیں لکڑہارے کے دل میں جگہ کر گئیں۔

سادھو تو چلا گیا۔ وہ دوسرے دن جنگل میں آیا۔ اور معمولی جگہ سے کچھ آگے بڑھا۔ وہاں اُسے صندل کے درخت ملے۔ اُن کی لکڑیاں کاٹ لایا۔ اور زیادہ قیمت پر فروخت کیں۔ حالت بدلی۔ خوش گزران کرنے لگا۔ اور دل میں خوش ہُوا۔ اور سادھو کا احسان ماننے لگا۔ کچھ دنوں بعد اُسے اور آگے بڑھنے کا خیال آیا۔ وہاں اُسے لوہے کی کان نظر آئی۔ لکڑی کاٹنا موقوف کیا۔ لوہا اُٹھا لایا۔ اور اُسے بیچ کر دولتمند ہو گیا۔ اُس نے دل میں سوچا۔ "سادھو نے سبب نہیں بتایا۔ صرف آگے بڑھ چلنے کی رائے دی تھی۔ اب اور کیوں نہ آگے بڑھوں۔" اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ کئی میل کے فاصلہ پر اُسے چاندی کی کان ملی۔ جس سے اُس کی اور بھی دولت بڑھ گئی۔ اب چونکہ تجربہ ہو چکا تھا۔ آگے بڑھ چلنے کا خیال اُسے تحریک کرتا رہا۔ سونے کی کان بھی ملی۔ پھر جواہرات کی کان ہاتھ آئی اور اُس کے دن پھر گئے۔ اور تھوڑی ہی مدت میں وہ بہت بڑا مالدار دولتمند ہو گیا۔ اور بے فکری سے گزر ہونے لگی ؞

یہ مثال ہے۔ مذاہب اور مذاہب کے معلمین کا طرزِ عمل بھی قریب قریب اُس سادھو کی صلاح سے مشابہ ہے۔ یہ اکثر نہیں بتا سکتے۔ کہ کیوں انسان مذہبی پابندی کرے۔ کچھ دنوں بعد ذاتی تجربہ آپ انہیں آہستہ آہستہ ترقی کے راستہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہ کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں ؞

لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ انسان مذہب کی مراد کو نہ سمجھ کر بھٹک گئے

کی طرف قدم نہیں بڑھاتا۔ اور معمولی طور پر جس حالت میں ہے۔ اسی میں پڑا رہتا ہے۔ اور سمجھ بوجھ سے کام نہ لے کر ترقی نہیں کرتا۔ کاش اگر وہ ترقی کے اصول کو ذہن نشین کر لے۔ تو برابر بڑھتا ہوا کبھی نہ کبھی روحانی عروج کی منزل تک پہنچ جائے۔ اور اس کا اپنا ذاتی تجربہ اصلی مددگار اور معاون ثابت ہو۔"

نند و بھائی بولے۔ "یہ نئی بات آپ کی زبانی سننے میں آئی ہے۔ جس پر ذرا زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح آپ نے لکڑہارے کی مثال دی ہے۔ کیا یہ مدارج سچ مچ انسان کی روحانی زندگی میں آتے ہیں۔ اور ان کی وضاحت کیوں اہل مذاہب نے نہیں کی ہے؟"

دیال نے کہا۔ "ہاں۔ یہ مدارج آتے ہیں۔ کہیں کہیں اور کبھی کبھی ان کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ کوئی نہ سمجھے تو کیا کیا جائے اب سنو:-

(۱) زندگی کا ہر قدم ترقی کی جانب بڑھتا ہے۔ انسان کا بچہ حیوانیت کے درجہ سے گزر کر گیان کی حالت میں پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ترقی کا دلدادہ ہو۔ بچہ جوان۔ بالغ ادھیڑ اور بڈھا ہوتا ہے۔ یہ تم دیکھتے ہو۔

(۲) پہلے کرم ہے۔ پھر بھگتی ہے۔ پھر گیان ہے۔ پھر نروان کی شانتی ہے۔ یہ ہر مذہب کی قریب قریب تعلیم ہے۔

(۳) مچھ۔ کچھ۔ وراہ۔ نرسنگھ۔ وامن۔ پرسرام۔ رام۔ کرشن۔

اور بدھ۔ یہ نو مرحلے پورانوں کے موافق روحانی عروج ہی کی شالیں ہیں۔ ان میں سے پرسرام۔ رام۔ کرشن اور بدھ خاص ہیں۔ جو پرہمچریہ۔ گرہستی۔ ون پرستی۔ اور سنیاس کی مثالیں ہیں۔ کوئی نہ سمجھے تو کیا کیا جائے ؛ اسی طرح

(۴) چھنک وگیان۔ مدھیہ مارگ۔ یوگا چار۔ سوتر انتک۔ شونیہ واد وغیرہ کے سلسلہ میں بدھوں کی تعلیم کی تروحی یعنی ہے۔ جو یوگ کی تعلیمی مدارج سے مشابہ ہے۔ چھنک وگیان پرتیاہار ہے۔ جس میں تھوڑی تھوڑی روحانی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ مدھیہ مارگ دھارنا ہے۔ یوگا چار دھیان کا عمل ہے۔ سوتر انتک جیو اور برہم کے میل ملانے کا طریق ہے۔ اور شونیہ واد سمادھی ہے ؛

(۵) یوگ کے آٹھ منازل (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پرانا یام (۵) پرتیاہار (۶) دھارنا (۷) دھیان اور (۸) سمادھی ہیں۔ جن میں آخر کے چار کچھ خاص اور ضروری ہیں۔

(۶) ویدانت کے شروع میں ندھیاسن اور ساکشاتکار کے سلسلہ میں گیان کی سات بھومکائیں (۱) شبھ اچھا۔ (۲) شبھ وچارنا۔ (۳) تن منسا۔ (۴) ستواپتی (۵) اسنسکت (۶) پدارتھ بھاونی اور (۷) تریا ہیں٭۔ اور

٭ ان تمام اصطلاحات کی تشریح فرہنگ میں ملیگی۔ جو اس کتاب کے آخر میں ہے ؛ (شیوبرت لال ایڈیٹر)

(۲) تمہارے رادھا سوامی مت میں ستگور ست نام اور ست سنگ کے سلسلہ میں (۱) گورو بھگتی (۲) نام (۳) موکش پد اور (۴) نج دھام (نروان) ہیں

ایک جنم گورو بھگتی کر۔ جنم دوسرے نام
جنم تیسرے مکتی پد چوتھے میں نج دھام

غرضیکہ ترقی کے مدارج ہر مذاہب میں ہیں۔ بشرطیکہ کوئی ان سے کام لے۔ لیکن مشکل تو ہے۔ کہ لوگ جہاں اڑ گئے۔ اڑ گئے۔ نہ وہ مقصد کو سمجھتے ہیں۔ اور نہ آگے کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اس لئے ترقی کے لطف اور خوشی سے بھی محروم رہتے ہیں اور ساتھ ہی معراج سے بہت دور بھٹک جاتے ہیں۔ میں نے کئی بلکہ قریب قریب تمہارے رادھا سوامی مت کے ست سنگیوں کی زبانی سنا ہے۔ کہ یہ سہس دل کمل کی پہلی ہی منزل نہایت دشوار ہے۔ جو ایک زندگی میں طے نہیں ہوتی۔ اور جب یہ خیال ہو۔ تو پھر تم ہی بتاؤ۔ وہ کیا ترقی کریں گے۔ حالانکہ یہ مراد سنتوں کی نہیں ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ آگے بڑھتے چلو۔ اور یہ نہیں بڑھتے۔ اس سے مذہبی تعلیم میں کیا نقص آتا ہے؟"

تندد بھائی بولے۔ "خوب! آپ نے ٹھیک بات سنائی۔ جو دل کو لگتی ہے۔ آپ کو حقیقت میں نہایت آزادانہ اور غیر متعصبانہ دل ملا ہوا ہے۔ اور آپ وسیع دلی سے ان سب پر روشنی ڈالنے کے قابل ہیں۔ اور اس نظر سے دنیا میں آپ کا وجود غنیمت اور مبارک ہے ***"

دیال نے کہا "تعصب ست سنگ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اگر کسی کو ست سنگ کا ایک مرتبہ بھی موقعہ مل جائے۔ تو یہ نقص آسانی سے رفع ہو سکتا ہے۔ اور رادھا سوامی دہام کے ست سنگ کی علت غائی غیر متعصب اور وسیع دل بنانا ہے۔ تاکہ روحانی مراد ست سنگوں کی اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔"

نند بھائی بولے "آپ کی تعلیم سے دل کو بہت تسکین ہوئی۔ سارے بھرم نکل گئے۔ لیکن یہ تو فرمائیے۔ کہ کیا دنیا میں وحدت ہی وحدت اور ایکتّو واد ہی ہے؟"

دیال نے کہا "ا۔ ایک اور انیک۔ خواہ وحدت اور کثرت نسبتی الفاظ ہیں۔ جہاں وحدت ہو گی۔ وہاں کثرت ضرور ہی رہیگی۔ کوئی شئے لے لو۔ سب میں دونوں ہی رعائتیں نظر آویں گی۔ اس لئے میں بطور خود وحدت پر زور نہیں دیتا۔ اور نہ کثرت کی مذمت اور برائی کرتا ہوں۔ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ کثرت کی طرف سے ذرا نظر کو پھیر کر وحدت کی طرف لاؤ۔ اور اس وحدت کے پرے حقیقت کی تلاش کرو۔ بغیر اس وحدت کے خیال کی پختگی کے حقیقت سمجھ میں نہ آئیگی۔ تم ایک اور انیک دونوں ہو۔ اس سے انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہر شئے میں وحدت اور کثرت دونوں ہیں۔ تم کثیر ہوتے ہوئے واحد بھی ہو۔ اس واحدیت کو دل دو۔ اور بس کام بن جائیگا جیسے تم واحد ہو۔ ویسے ہی برہم بھی کثرت رکھتا ہوا واحد ہے۔ اپنی وحدت کی مدد سے برہم کی وحدت کو ذہن نشین کرو۔ اور پھر اس کے پرے

نظر ڈالو۔ یہ حقیقت ہوگی۔ اسی وجہ سے اپنشدوں میں شبل برہم اور شدھ برہم کا خیال دلایا گیا ہے۔ اور اہم کو واحد اور ان ہم کو کثیر بتایا گیا ہے۔ جو اہم تم میں ہے۔ وہی اہم برہم میں ہے۔ اور وہ دونوں ایک ہیں۔ ایسے میں تمہارے ذہن نشین کرا چکا ہوں۔ دوبارہ اب کیوں کہوں۔ یہ خیال رہے کہ ویدانت نہ دویت واد ہے نہ ایکتّوواد ہے۔ وہ صحیح معنے میں صرف ادویت واد ہے۔"

اس قدر تقریر اور مکالمہ کے بعد شاد بھائی نے یہ شبد گایا:۔

نظم

(۱) اصلیت ہم میں ہے اور ہم اصلیت کی ہیں مراد
اصلیت آتی ہے۔ جب ہو اصلیت کی ہم کو یاد
(۲) اصلیت میں ہے تسلّی اصلیت میں ہے خوشی
اصلیت کو پا کے دل ہوتا ہے اصلیت سے شاد
(۳) اصلیت کے ہیں سبھی جذبات اگر سمجھے کوئی
اصلیت کے ہیں سہارے آب و آتش خاک و باد
(۴) اصلیت میں اصلیت ہے اصلیت ہیں اصلیت
اصلیت ہی کے نظارے ہیں ظاہر عدل و داد
(۵) اصلیت راز درون ہے۔ ڈھونڈو باطن میں اسے
چھوڑ دو رشک و حسد۔ کین و بغض و عناد

پھر شاد بھائی خاموش ہو گئے۔ دیال بھی چپ ہوا۔ اور اس طرح ویدانت کا یہ مکالمہ جو شانتی داد کی نظر سے تھا۔ پورا ہو گیا۔ اور ست سنگی دیال کو نمسکار کر کے اپنی اپنی جگہ آرام کرنے کی خاطر چلے گئے۔

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا رادھا سوامی سہارے!!!

ناظرین والا تمکین!

اگر یہ خواہش ہے کہ ویدانت میگزین ایک سال اور جاری رہے۔ تو آپ صرف اس قدر میری مدد کیجئے۔ کہ آپ میں سے ہر ایک صاحب تحریک اور سفارش سے کام لے کر کم از کم کچھ نئے خریدار پیدا کیجئے۔ تاکہ میری حوصلہ افزائی ہو اور میں مزید آپ کی تاب کے ساتھ اسے زیادہ مفید صورت میں پیش کر سکوں یہ اکیلے آدمی کا کام نہیں ہے۔ مجھ سے جو ہو سکا۔ میں نے حتی الامکان آپ کی خدمت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب آپ کو بھی اپنی باری پر اس ضروری ادیکار خیر میں شرکت کر لے اور حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ کام مشکل ہے۔ مضمون بھی سخت ہے۔ لیکن جس صورت میں یہ آسان اور عام فہم بنا کر نذر کیا جا رہا ہے۔ اس کی داد دینا صرف آپ کا کام ہے اور سوا آپ کے اور کسی سے اس کی قدردانی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ قیمت جان بوجھ کر کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ کسی پر بار خاطر نہ ہو۔ اور سہل طریقہ میں ویدانت کے خیالات کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کی جائے ؎

نند کشور مالک و مہتمم ویدانت میگزین۔ لاہور

اپنشد۔ گیتا وغیرہ کی انطباعت کا انتظام بھی سوچ لیا گیا ہے۔ لیکن وہ بھی آپ کی مدد کا محتاج ہے۔ جب تک کثیر تعداد میں پیشگی درخواست نہ آجائیں۔ جرأت نہیں ہوتی۔ کثیر رقم کا صرفہ ہے۔ اس لئے استدعا ہے۔ کہ جو اس نایاب سلسلہ کے خواہشمند ہوں۔ فوراً اپنے خیال کا تحریر کے ذریعہ اظہار فرمائیں۔ تاکہ اس کی عملی صورت جلد ظہور میں آسکے ؎

نند کشور مالک و منیجر ویدانت میگزین۔ لاہور

نئے ناولوں کا بھی خیال ہے۔ یہ بھی حد درجہ کے اخلاق آموز۔ اور اونچے خیالات کی چیزیں ہونگی۔ اور فلسفہ کے دقیق مضامین کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں پیش کریں گے پیشگی درخواستوں کا آنا شرط ہے ؎

نند کشور مالک و منیجر ویدانت میگزین لاہور

ویدانت کے چند سنسکرت اصطلاحات کا

مختصر فرہنگ

جن کا استعمال کم و بیش ویدانت کی کتابوں میں ہوتا رہتا ہے

(الف)

(۱) آبھاس - دھوکا دینے والا منظر۔ فریب۔ نظارہ

(۲) آبھاس واد - ویدانت کی ایک شق۔ جو جگت کو فریب۔ جھوٹا اور غیر اصل قرار دیتا ہے

(۳) ابھی مان - غرور۔ ناز - بانعلقی

(۴) ابھیاس - مشق۔ ربط - عادت ڈالنا

(۵) آدھار - سہارا - مدار علیہ - مرکز - جائے قرار

(۶) ادھیاس ایک کے عکس یا اثر کو دوسرے میں دیکھنا

(۷) ادھیاس واد - ویدانت کی ایک شق جو دُنیا کو خواب اور سراب کا تماشہ قرار دیتی ہے

(۸) آدی - ابتدا۔ دُنیا۔ سے شروع

(۹) ادویت - جو دو نہ ہو - خواہ ایک اور دو دونوں کی نسبت سے اونچا ہو

(۱۰) ادویت واد - ویدانت کی اصل خصوصیت جو گیان کی نظر کو ایک دو کی نسبت سے اونچے لے جاتی ہے - خواہ توحید

(۱۱) اہم - میں - انا - آتما

(۱۲) اگیان - جہالت - نادانی - ان سمجھی

(۱۳) اکھنڈ - کامل - پورا - ثابت جس کے ٹکڑے یا حصے نہیں ہوسکتے

(۱۴) آلسیہ - سستی - کاہلی - غفلت

(۱۵) آنند - خوشی - سرور - راحت - قرار

(۱۶) اناتما - غیر روح - مادہ

(۱۷) ان اہم - غیر انا - جو میں نہ ہو - اناتما مادہ

(۱۸) انتھر - اندرون - باطن - بھیتر

(۱۹) انتھہ کرن - اندرونی حواس - عقل اور دل وغیرہ

(۲۰) انتر - فرق - وقفہ - پردہ - درمیانی

(۲۱) انتریامی - اندرونی حاکم یا باطنی کیفیت

باطنی شاہد اور ناظر

(۲۲) انوبھو - لطیف حس - انترنی گیان

گیان مجسم ٭

(۲۳) اپروکش - جو آنکھوں کے پرے نہ ہو

پیش نظر - علم بالواسطہ - پیدائشی حس

(۲۴) آرنبھ - ابتدا - آغاز - شروع ٭

(۲۵) آرنبھ واد - دنیا کی ابتدا کا مسئلہ - ایشور

سے جگت کی اتپتی ٭

(۲۶) اسنت - جو ست نہ ہو - غیر ہستی جھوٹ

وہمی ٭

(۲۷) اسمی - ہیں

(۲۸) آتما - بذات خود بے حرکت اور غور رکھتا ہو

ات (حرکت) اور منن (سوچنا) اس

کا مادہ ہے ٭

(۲۹) ادھم - پربرہم - برہم کا نام - ترگیا نیک برہم

اصلی برہم ٭

(۳۰) اوتار - دیوتا کا جگت میں اتر کر ظہور

کرنے کی کیفیت ٭

(۳۱) اودیا - اگیان - جہالت - نادانی - پردہ -

مجہول - بھرم

(ب)

(۳۲) بندھ - بندھا ہوا - قیدی - غلام - بندہ

(۳۳) بھگتی یوگ - اصول عشق - پریم کا مارگ

(۳۴) بھاو - ہستی - خیال - جذبہ - حس - مزاج

یقین ٭

(۳۵) بھید - فرق - تفریق - تفرقہ - علیحدگی

(۳۶) بھوت - عنصر - تتو - جو ہو گیا ہو

(۳۷) بھرانتی } چکر - دھوکا - سرگردانی
بھرم

(۳۸) بیج منتر - اوم - اصلی اصول ٭

(۳۹) برہمچریہ - طالب علمی کا زمانہ - علم کے تحصیل

کا وقت - عورتوں کی صحبت سے پرہیز ٭

(۴۰) برہم - اصلیت - حقیقت - حقیقت کا جوہر

اصلی - ذات مطلق - ورہ (بڑھنا) اور منن

سوچنا اس کا مادہ ہے ٭

(۴۱) برہمانڈ - برہم کا انڈا - لامحدود عالم -

عالم کبیر ٭

(۴۲) بدھی - عقل - تمیز - گیان - سمجھ - بوجھ ٭

(پ)

(۱) پد - درجہ

(۲) پدارتھ - چیز - شے

(۳) پرا - پرے - باطن - (پرا) اس کی رعایت سے جیسے ظاہر جیسے پرنادیا اور اپرادیا

(۴) پربرہم - ذات مطلق - حقیقی جوہر - اصلیت جو صفات سے پرے ہے - اس کی رعایت سے برہم لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو صفات کے ساتھ ہے

(۵) پرماتما - بڑا آتما - برہم - پربرہم - ایشور - پرمیشور

(۶) پرینام - تبدیلی - نتیجہ

(۷) پرینام واد - ویدانت کی وہ شق جو دنیا کو تبدیلی کے اصول کے ماتحت سمجھتی ہے

(۸) پروکش - آنکھوں سے پرے - آنکھوں سے دور - اس کی رعایت سے اپروکش لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو آنکھوں کے پرے یا دور نہیں ہے - جیسے پرکش گیان (ظاہری یا مجازی علم)

(۹) پرکاش - نور - روشن - ظاہر

(۱۰) پرکرتی - مادہ

(۱۱) پراکرتی - مادی - قدرتی

(۱۲) پرلے - محویت - فنا - عدم

(۱۳) پرتیگاتما - محیط کل جوہر - ایشور - حاضر ناظر - سب میں موجود

(۱۴) پرتیکش - ظاہر - عیاں - روشن

(۱۵) پرتھوی - مٹی - ٹھوس

(۱۶) پرش - جسم میں رہنے والا جیو یا ایشور

(۱۷) پرتھم پران - قائم بالغیر

(ت)

(۱) تم - سستی - بے حرکتی - بے حسی - مجہولیت

(۲) تموگن " " " " کا وصف

(۳) تموگنی - مجہول - بے حرکت - بے حس

(۴) تریگن - تین وصف - ست - رج - تم والا

(۵) تریگناتمکا - تین گن - ست - رج - تم سے بنا ہوا

(۶) تریا - چوتھا پد - چوتھی حالت

(۷) تت - وہ

(۸) تتو - عنصر

(۹) تیجس - خواب کی حالت میں جیو کا نام

ج

(۱) جڑ یا جڈ = مجہول = اگیان کی حالت ۔ مادہ

(۲) جگت ۔ دُنیا = حرکت کرنے والا ۔ تبدیل ہونے والا +

(۳) جاگرت = بیداری

(۴) جل = پانی ۔ سیال ۔ رقیق

(۵) جیو یا جیو آتما ۔ زندہ وجود مفرد شخصیت انفرادی شخصیت کا گیان رکھنے والا

(۶) جیون مکت ۔ اسی زندگی میں نجات یافتہ شخص +

چ

(۱) چت = سوچنے کی اندری یا حواس +

(۲) چیتن = چیتنا یا گیان رکھنے والا

د

(۱) دم ۔ اندریوں (حواس) کو قابو میں رکھنا +

(۲) دیو = روشن ۔ دیوتا ۔ فرشتہ

(۳) دیش ۔ جگہ ۔ وسعت ۔ مقام

(۴) دیہہ ۔ جسم ۔ قالب

(۵) دھرم ۔ ضابطہ ۔ آئین ۔ قانون رسم +

(۶) دھارنا = گرفت ۔ دل سے پکڑ رکھنا +

(۷) دھیان ۔ تصور ۔ لگاتار خیال رکھنا +

(۸) دویش = نفرت +

(۹) دوند = دو ۔ دوپنا ۔ متضاد ۔ ضدین +

ر

(۱) راگ ۔ رغبت ۔ رنگ محبت دُھن +

(۲) رج ۔ حرکت

(۳) رجوگن ۔ حرکت اور کشمکش کا وصف +

(۴) رجوگنی ۔ کشمکش اور جدوجہد میں رہنے والا +

س

(۱) سم ۔ برابر ۔ ہم آہنگی ۔ مطابقت ہم پلہ ہونا +

(۱) سمادھی - محویت - استغراق

(۲) سنسار - دُنیا - جگت

(۳) سنسکار - اثر - دل کا نقش - میلان طبعی - دلی رغبت وغیرہ

(۵) سنکلپ وکلپ - خیالی پس و پیش تامل ۔

(۶) سانکھیہ - کپل کا فلسفہ جو صرف پُرش اور پرکرتی کو مانتا ہے۔ اور جگت کو ان کے ملاپ کا باعث قرار دیتا ہے ۔

(۷) ست - ہستی - دائم - قائم - سچ حق - اصلی - نیک ۔

(۸) سچدانند - ہستی علم و سرور مجسم ۔

(۹) ست - ہو - ہستی کا گن گیان آنند

(۱۰) ستوگنی - جو ہستی کا گیان اور آنند رکھتا ہو ۔

(۱۱) ستیم - ست ۔

(۱۲) سمرتی - یاد - قوت یادداشت

(۱۳) سوہم (سو + اہم) میں وُہی ہُوں ۔

(۱۴) سرشٹی - پیدائش عالم

(۱۵) ستھول - کثیف

(۱۶) ستھول بھوت - کثیف عناصر - اکاس وغیرہ ۔

(۱۷) ستھتی - قیام

(۱۸) ستھول شریر - کثیف جسم

(۱۹) سوکشم شریر - لطیف جسم ۔

(۲۰) سوشپتی - گہری نیند

(۲۱) سوتر آتمک - وہ طریق جو سوت کی طرح تتو کو سب میں پرویا ہوا مانتا ہے ۔

(۲۲) سوپن - خواب کی حالت

(۲۳) سوتھہ پرمان - قائم بالذات ۔

(ش)

(۱) شبد - آواز

(۲) شانت - مطمئن

(۳) شانتی - اطمینان - قرار - راحت

(۴) شدھ ادویت واد - اصلی ویدانت

(۵) شاستر - مقدس کتابیں ۔

(۶) شونیہ - خلا - خالی ہونے کی حالت

(۷) شونیہ واد ۔ بودھوں کا طریق جو شونیہ سے سب کی پیدائش کو مانتا ہے۔

(ک)

(۱) کال = وقت ۔ موت ۔ حرکت دینے والا ۔ سیاہ فام ۔

(۲) کارن ۔ سبب ۔ بیج ۔

(۳) کارن شریر ۔ الطف جسم ۔

(۴) کرم ۔ حرکت ۔ فعل ۔ عمل (پُنیہ پاپ)

(۵) کرم اندریہ ۔ فاعلی حواس

(۶) کرم یوگ ۔ بلا ذاتی غرض کے عمل کرنے کا طریق ۔

(۷) کرتا ۔ کرنے والا ۔

(۸) کوش ۔ صندوق ۔ غلاف ۔

(ل)

(۱) لکش ۔ معراج ۔ آدرش

(۲) لکشن ۔ اوصاف ۔ خصوصیتیں علامتیں ۔

(۳) لے ۔ فنا ۔

(۴) لیلا ۔ کھیل ۔ تماشہ ۔

(۵) لوک ۔ کرہ ہے ۔ بستیاں ہیں ۔ بستا زبے وغیرہ ۔

(م)

(۱) مدھیہ مارگ، مدھیمک | اعتدال پسندوں کا طریق ۔ درمیانی راستہ

(۲) مہابھوت ۔ آکاس وغیرہ عناصر

(۳) مَن ۔ دل

(۴) منومے کوش ۔ دل کا غلاف

(۵) منتر ۔ رائے ۔ تدبیر ۔ صلاح نصیحت ۔

(۶) مایا ۔ فریب ۔ طلسم ۔ دھوکا ۔ مادہ عقیل ۔

(۷) مایا شبل ۔ صفاتی اور مادہ میں رہنے والا ایشور ۔

(۸) موکش ۔ نجات

(۹) مکت ۔ آزاد شدہ ۔

(ن)

(۱) نام روپ ۔ اسم و صورت

(۲) نرگن ۔ گنوں سے پرے (برہم

(۳) نروان ۔ بھونک کر بجھا دینے کی

کی کیفیت - سفلی جذبات کو برباد کر دینے کی حالت - نجات ۔

(۴) نیم - مقررہ اصول

(۵) نیتی واد - نفی کا طریق (ویدانت کی تحقیق)

(و)

(۱) واچ - نظری - زبانی علمی -

(۲) واک - کلام ۔

(۳) ویورت واد - ویدانت کی وہ شاخ جو زندگی یا سنسار کو اصلیت کا الٹ پھیر قرار دیتا ہے ۔

(۴) ویرتی - چت کی دھار

(ی)

(۱) یم - موت - نفی

(۲) یوگ - ملاپ - وصال ۔

(۳) یوگا چار - بودھوں کے یوگ کا عملی طریق ۔

یہ فرہنگ ناتمام ہے - جو ویدانت کی ابتدائی بارہ کتابوں کی اصطلاحات سمجھنے میں کسی حد تک مفید ہوگا - اگر فرصت ہوئی اور ویدانت کی کتابوں کا یہ سلسلہ مکمل ہوگیا - تو کسی وقت مکمل فرہنگ ترتیب دے دیا جائے گا ۔

آنند کشور

مینجر ویدانت میگزین لاہور

فوراً خط لکھو دیر نہ کرو

بھائیو! ویدانت میگزین کے ۱۲ نمبر آپ کو مل گئے ہیں۔ برے ہیں یا بھلے۔ اس کا فیصلہ آپ سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر (۱) اس سلسلہ سے آپ کے خیالات کو پختگی نصیب ہوئی (۲) آپ کچھ ویدانت سمجھ گئے ہیں (۳) آپ نے ویدانت میگزین کے جاری رکھنے کا فایدہ محسوس کیا۔ تو فوراً خط لکھو۔ تاکہ ایک سال کے لئے یہ اور جاری رکھا جائے۔

اب تک خریدار کم ہوئے ہیں۔ اس کا بھی خیال رہے۔ کہ نئے خریدار بنانا بھی آپ ہی کا اخلاقی فرض ہے پہلا سلسلہ نقصان اٹھا کر چلایا گیا۔ کیونکہ رسالہ بالکل سستی اور لاگت کے موافق رکھی گئی۔ آئندہ سال ایسا نہ ہو۔

اس مرتبہ ویدانت میگزین۔ مت متانتر کی خلط سے بالکل آزاد رکھا جائیگا۔ اور اس کی صورت مختلف رہیگی۔ ہاں طرز بیان آسان مدلل اور موثر رہیگا۔

جواب آنے پر پھر دوبارہ نمبر لکھ کر سال بھر کے لئے منیجر کے حوالہ کر دوں گا۔

شیو برت لال

C/O منیجر ویدانت میگزین چنگڑ محلہ انار کلی۔ لاہور

ویدانت میگزین کے نئے سال کی تقریب کی تعظیم میں خاص

رعایتی اعلان

نصف قیمت پر

یہ رعایت صرف نومبر و دسمبر ۱۹۲۵ء کے لئے نصف قیمت پر مندرجہ ذیل کتب دی جاتی ہیں۔ جلد درخواست بھیجئے

نام کتب اردو	قیمت	نام کتب اردو	قیمت
ویدانت کا لاجواب خزانہ		اہم گیان پرکاش	۱۲ار
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ ر	کرم گیان پرکاش	۱۲ار
ویدانت کی دوسری کتاب	۱۲ر	جنم گیان پرکاش	۱۲ار
ویدانت کی تیسری کتاب	۱۲ار	شانتی گیان پرکاش	۱۲ار
ویدانت کی چوتھی کتاب	عار	بیوہار گیان پرکاش	۱۲ار
گیان سوریودے	۱۲ار	ایشور گیان پرکاش	۱۲ار
گیان چندودے	۱۲ار	ویدانت کلپدرم	۲ار
گیان پرکاشودے	۱۲ار	اکم وچار کلپدرم	۶ر
پریم گیان پرکاش	۱۲ار	برہمہ گیان پر لیکچر ۸ر معیار المکاشفہ	۱۰ر
یوگ گیان پرکاش	۱۲ار	یہ جملہ ۲۰ کتابوں کا سٹ لینے والے اصحاب کو ۱۲ار مع محصول ڈاک مکمل سٹ دیا جا سکتا ہے	
دھرم گیان پرکاش	۱۲ار		

نام کتب اردو	قیمت	نام کتب اردو	قیمت
تصوف کا خزانہ		چرتر کلپدرم	۱۰ر
وگیان راماین	۲ روپے	رشی برتانت کلپدرم	۴ر
وگیان کرشناین	عہ	جین برتانت کلپدرم	۶ر
سرت شبد یوگ کلپدرم	۱۲ر	کلکی پوران	۸ر
پنتھ سندیش	عہ	راز خوبصورتی	۸ر
ست کبیر کی ساکھی	عہ	محاصرہ چتوڑ	۸ر
سنت مال	۱۲ر	بہار تصوف	۱۲ر
یوگ سدھار	عہ	لوک پرلوک سدھار	۸ر
شبد سار	عہ	پرلوک سدھار	۸ر
مکھ وچار	۱۰ر	جیون سدھار	۸ر
سجن سندیش	۸ر	مکھ سدھار	عہ
گیان سندیش	۸ر	پرمارتھ سدھار	
سیج سندیش	۸ر	پنچ اوپکار سدھار	
وشنو پوران	۱۰ر	کرم سندیش	۸ر
درشٹانت سندیش	۸ر	اپاسنا سندیش	۸ر
پریم سندیش	۸ر	اگم سندیش	۸ر
سجن بہار حصہ اول	عہ	ادبھت سندیش	۸ر
ردھانی راماین	عہ	وچار سندیش	۸ر

ملنے کا پتہ: منیجر رادھا سوامی بک ڈپو جین گر محلہ انارکلی لاہور

کتب اردو		کتب اردو	
قصے جاتک		اگنی کنڈ	۱۲/
سندھ دیش کے قصے	۱۰/	ستلڑی	۱۲/
ملتان کے قصے	۱۰/	بھکارنی	عہ/
اچھوتے قصے	۸/	واہ رے میں	عہ/
عجیب غریب قصے	۸/	کپال کنڈلا	۱۲/
عمدہ ناول		بن باسنی	عہ/
شاہی طالب علم	عہ/	منتر شکتی	۶/
شوراج	۱۲/	بدھوا	۴/
سنیاسی	عہ ۱۲/	آشیاں برباد	۶/
بھنگ کی ترنگ	عہ ۴/	گونگی کی ڈائری	۴/
شرلک ہومز کے کارنامے	عہ ۴/	تیاگ	عہ ۴/

منیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگڑ محلہ انارکلی لاہور

نیا فوٹو

حضور جی شیو برت لال جی مہاراج کا بالکل نیا فوٹو تیار ہے۔ جو نہایت ہی سستا ہے اور چند کاپیاں دفتر میں ہیں پھر شاید ہاتھ نہ آئیں۔ کیبنیٹ سائز فی فوٹو بارہ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگڑ محلہ۔ انارکلی۔ لاہور

ہندی کتب کے انمول رتن

مصنفہ مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ایم اے

کبیر چرتر ۱۰ر ٭ اوپدیش انجلی ... ۸ر

گیان کلپدرم سار ۱۰ر ٭ چار انجلی .. ۸ر

چرتر کلپدرم ۱۰ر ٭ آتم وچار کلپدرم ۱۰ر

ستیارتھ وچار ۱۰ر ٭ مہلا چرتر انجلی .. ۸ر

چتر وچتر کتھائیں ۲ر ٭ کرما انجلی .. ۸ر

ست کبیر کی شبداولی .. عہ ر

رشی برتانت کلپدرم .. ۱۰ر کتھا کلپدرم ۸ر

کتھا انجلی حصہ اول ۸ر ٭ حصہ دوم ۸ر

پرمارتھ سدھار ۸ر ٭ شاہی لکڑہارا عار

شاہی پتی برتا ۱۰ر ٭ شاہی جادوگرنی عہ

ستی برتانت عہ ٭ سچی استریاں ۱۲ر

پراچین ہندو ماتائیں .. عہ ر

راجپوتنی کا بیاہ ۸ر ٭ لیشیا انجلی ۸ر

چتوڑ کی چڑھائیاں ۱۰ر

راجستھان کی بیر رانیاں .. .. عہ ر

وچار کلپدرم ۱۰ر ٭ بویکا انجلی ... ۸ر

متونیم .. ۱۲ر ٭ وچیتا انجلی .. ۸ر

بھگت مال حصہ اول ..... عہ ر

" " " دوم ..... عہ ر

" " " سوم ..... عہ ر

ست کبیر کی ساکھی عہ ر ٭ سنت امرت بانی ۱۰ر

نو جیون سدھار ۱۰ر شبد سار گٹکا .. ۷ر

کبیر بیجک حصہ اول عار ٭ پشپا انجلی .. ۸ر

شاہی ڈاکو عہ ر ٭ شاہی بھکارن .. عہ ر

شاہی چور ۱۴ر ٭ سچی دیویاں .. ۱۲ر

عالم استریاں ۱۲ر ٭ دیش ماتائیں عہ ر

چتوڑ کا شاکا ۱۲ر

رامائن مکمل ۱۲ر ٭ پرشنوتر انجلی ۸ر

ہماری ماتائیں .. .. عہ ر

میتری یا گیہ ولکیہ سمواد ۸ر

شجاع عالم استریوں کے کارنامے ۸ر

بزبان گورمکھی

ساڑھیاں ماواں ۱۲ر ٭ سچیاں دیویاں ۱۲ر ــــ پنجابی سورما نمبر ۱، ۲ .. عہ

منیجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگڑ محلہ انارکلی - لاہور

اپنشد

اپنشد لکھنا شروع کر دیا ہے۔ جلد پریس میں دیا جائیگا۔ پیشگی خریداری کی درخواستیں کم آئی ہیں۔ وقت ہے۔ کہ لوگ جلد درخواست بھیجیں۔ تاکہ پریس کو فوراً دے دیا جائے۔ کوشش یہ ہوگی۔ کہ ۱۲ نمبروں میں آہستہ آہستہ شرح پوری تفسیر کے مکمل کر دئے جائیں۔ قیمت سالانہ (۴ر) چار روپئے ہوگی۔ کتابیں ضخیم ہونگی بطور خوبصورت لائبریری بن جائیگی۔ لکھائی چھپائی اعلے و صحیح خوشخط ویدانت میگزین کی طرح ہوگی۔ ورقوں کے سرے سنبھلے رکھے جائیں گے جی میں آوے مجلد منگائیے۔ خواہ بغیر جلد کے۔ جلد کا دام علیحدہ اور سستا ہوگا۔ لاہور میں ارزانی سے کام ہوگا۔ اور جگہ سے جلد بندی اچھی نہ ہوگی

قیمت جی میں آوے پیشگی بنام منیجر مرسل ہو۔ ورنہ وی پی رجسٹری وغیرہ کا دام علاوہ ہوگا

اگر ان کی ضرورت ہے۔ تو پیشگی درخواست بھیجنے میں دیر نہ کیجئے اب ہماری طرف سے دیر نہیں ہے

(شیوبرت لال) ورمن منیجر ویدانت میگزین لاہور

ترسیل زر اور درخواست خریداری

بنام ننھا کشور منیجر اپنشد میگزین جٹ گڑھ محلہ انارکلی۔ لاہور

آبدار موتی

شیوبرت لال جی مہاراج کا دوبارہ نیا ناول

یہ ناول شاہی لکڑہارے سے کہیں زیادہ دلچسپ اور رقت انگیز ناول ہے۔ اس کے صفحات میں وہ پرلطف مصالحہ موجود ہے جو ہزار ہزار ناولوں میں نظر نہ آئیگا ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر جبر و صبر ظلم تعدی تسلیم و رضا ہمت و استقلال مظلومی و بیچارگی کی نیچرل فطرتی جذبات کے دلآویز نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آبدار موتی دیکھئے۔ اس کا ہر باب تصویر حیرت ہے رقت و درد کا حال پڑھکر یقیناً آپکے آنکھوں میں آنسو آجائیں گے۔ دنیا کے انقلاب قسمت کے حیرت ناک مناظر دیکھنا چاہیں تو آبدار موتی پڑھئے۔ اس کا مطالعہ یقیناً آپکے دل پر ایک درد انگیز اثر پیدا کرے گا۔ آبدار موتی باشتہ نیکی و بدی کے انجام کا موثر فسانہ ہے حسرت و درد کی مجسم تصویر دلی جذبات کا پرکیف ساحرانہ طرز تحریر نہایت مستانہ ہے جو اس ناول کا مصنف کا خاص حصہ ہے یہ صرف ناول ہی نہیں بلکہ پریم بھگتی اور روحانیت کے شاندار خیالات کا نہایت نفیس و نادر مرقع ہے جسکو پڑھکر یقیناً آپ کی زندگی میں ایک غیر معمولی تبدیلی نظر آئے گی ضخامت ۲۰۰ صفحہ لکھائی چھپائی اعلےٰ قیمت فی جلد عہ

اسطرح دوسرا ناول تابدار موتی زیر طبع ہے۔ جسکی خوبیاں اس سے کسی طرح کم نہیں چلن ہے کہ پبلک کے لئے ناولوں کا یہ سلسلہ نعمت غیر مترقبہ ہوگا۔

جن صاحبان کے آرڈر ۳۰ نومبر تک آجائینگے۔ انکو یہ ناول نصف قیمت پر دیا جائیگا

ملنے کا پتہ: **منیجر اودھوت جگت محلہ انارکلی لاہور**

ویدانت پریس

SPIRITUAL & INTELLECTUAL

BOOKS IN URDU

BY

SHIVABRAT LAL SAHIB

		Rs.	a
1	Sat Kabir ki Sakhi ..	1	0
2.	„ „ „ Shabdawli	0	12
3.	„ „ ka Bichak .	3	0
4	„ „ „ Yog .	4	0
5.	Nanak Yog ...	1	10
6.	Radhasoami Yog ..	2	4
7.	Sahaj Yog ...	2	8
8.	Surat Shabd Yog Kalpadrum ...	2	8
9.	Panth Sandesh ...	1	2
10.	Kabir Charita in press...	0	8
11.	Guru Tegh Bahadur ki Bani ..	0	4
12.	Mahabharat ..	2	0
13.	Vigian Ramain ...	3	2
14.	„ Krishnaina .	1	9
15.	„ Wasishtain in Press .	2	0
16.	Bhagat Mal I Part .	3	8
17	Sant Mal or Bhagat Mal, II Part ..	2	8
18.	Sant Sanjog I Part .	2	8
19.	„ „ II Part	1	12
20	„ „ III Part .	2	1
21	Sant Sanjog IV Part	2	8

	Rs	a
22. „ „ V Part ...	2	[illegible]
23 Nandu Bhai ki Sakhi ..	0	1[illegible]
1st Book of Vedant ...	1	[illegible]
2nd „ „ „ ...	1	[illegible]
3rd „ „ „ ..	0	1[illegible]
4th „ „ „ .	2	[illegible]
Bridhi Sudhar „ ...	0	1[illegible]
Nau Jiwan Sudhar ...	0	1[illegible]
Lok Parlok „ ..	0	[illegible]
Parlok „ ...	0	[illegible]
Jiwan „ ...	0	
Yog „ ...	1	
Shabad Sar ...	1	
Shahi Talibilam (non-co-operation) ...	1	[illegible]
„ Sawaraj ...	0	1[illegible]
„ Lakarhara ..	1	[illegible]
„ Laku ...	1	
„ Jadugarni ..	1	
„ Bhikhari .	1	
„ Jogi ...	1	
„ Pati Parain ..	0	1[illegible]
„ Bhut ...	0	1[illegible]
„ Chor ...	0	

Can be had from—

THE MANAGER,

Radhasoami Book Depot,

Changer Mohalla, Lahore

ویدا آمیگرن
شری شیوبرت لال جی

ویدانت میگزین
بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء
جلد ۱ گیان اور معرفت کا لاثانی ماہواری رسالہ۔ نمبر ۱
پھر میں کیوں مجھ کو ستاتے جب کہ میں نربھراشتا ہوں
سب میں چیتن ہو من میں گیان پا کر شانت ہوں
یوں تو میں ہی آد ہوں اور انت ہوں سب بات کا
وید کا ہوں سار۔ اس درشٹی سے میں ویدانت ہوں
برہم ودیا ہی برہم وِد۔ جا کی بانی وید بھاشا اتھوا سنسکرت کہت بھید بھرم چھید
تا دو گرنتھ۔ شاستر ای۔ جمبو کا۔ ویشے۔ یتھا
شر گرنتھ مہا تمسکتریا و ویدانت۔ کیسری
ایڈیٹر و مصنف:- شیو برت لال
مقیم رادھا سوامی دھام۔ ٹھاکر گوپی گنج۔ ریاست بنارس
پبلشر نند کشور مالک منیجر ویدانت میگزین
چنگڑ محلہ۔ انارکلی لاہور
(جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ)
نند کشور پبلشر و پرنٹر نے بندے ماترم سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر چنگڑ محلہ انارکلی سے شائع کیا

دستور العمل

(۱) ویدانت میگزین ہر ماہ کی بیس تاریخ کو نکلتا ہے۔ اور جب تک کوئی وجہ نہ ہوگی ہمیشہ تاریخ کو نکلیگا۔ جن صاحبان کے پاس نہ پہنچے وہ اپنے چٹ نمبر کا حوالہ دیکر اطلاع دیں دوسرا پرچہ بھیج دیا جائیگا مگر یہ اطلاع ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ بعد میں بلا ادائگی قیمت کوئی نمبر نہیں بھیجا جائیگا +

۲۔ ویدانت میگزین میں کسی شخص کے مضامین داخل نہیں کئے جاتے۔ اس لئے کوئی صاحب مضمون بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں +

۳۔ ویدانت میگزین میں کسی قسم کا اشتہار نہیں لیا جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب اشتہار بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں +

۴۔ ویدانت میگزین کا سالانہ چندہ ۲ روپے معہ محصولڈاک ممالک غیر سے للعہ ر۔ تازہ نمونہ کی قیمت صرف ۶ ر۔ بعد اشاعت کے فی نمبر کی قیمت ۸ ر ہوگی۔ اس لئے کوئی صاحب مفت نمونہ روانہ کرنے کے لئے درخواست نہ کریں +

۵۔ ویدانت میگزین کے متعلق خط و کتابت بنام پبلشر و منیجر ہونی چاہیئے۔ جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنے کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اس کے بغیر نام کا پتہ نہیں لگتا۔

۶۔ ترسیل زر کے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام و مفصل صاف پتہ تحریر فرمائیں

۷۔ رعایت کے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں +

منیجر ویدانت میگزین چابک سوار محلہ۔ انارکلی ۔ لاہور

Rs.

رادہا سوامی سہائے

ست پرش سدگورو ست سروپ

رادھا سوامی

کے چرن کمل میں بندنا

(۱) گورو کے چرن سروج میں کوٹ کوٹ پرنام
گورو سیوک ابھید دواؤ۔ کہنے کو دو نام ॥۱॥

(۲) میں گورو کا۔ گورو ہیں مرے۔ نند بندھ کے بھاو
دونوں میں ہے ایکتا۔ بھید کٹھن پربھاو ॥۲॥

(۳) رادھا سوامی بندھ ہیں۔ رادھا سوامی نند
رادھا سوامی ایک ہیں۔ رادھا سوامی دوئند ॥۳॥

(۴) گیانی کے مت ایک پد۔ اگیانی کے دوسے
گیانی ست چت سکھ لہے۔ اگیانی رہے لٹیے ۴

---

(۵) بُند سمانا سندھ میں۔ یہ جانے سب کوے
سندھ سمانا بُند میں۔ لکھے جو گیانی ہوے ۵

---

(۶) گورو سمانے شِشیہ میں شِشیہ گورو کے ماتھ
سمجھو کچھ من آپنے۔ انتر دو میں ناتھ ۶

---

(۷) رادھاسوامی آدِ گورو۔ دھرا سنت اوتار
گوکھ بھو ندھی کر دیا۔ اُترے سب بھوپار

R.S.

ویدانت کی اُستتی

گونجتا ہے شیر جب آکر کبھی کہسار میں ۔ دُم دبا کر بھاگ جاتے ہیں درندے غار میں

شیر ہے ویدانت اور سب شاستر سمجھو درند ۔ یہ نہیں جم سکتے اُس کے سامنے پیکار میں

وہم کی جڑ کو کاٹتا ہے جامعِ عرفاں ہے یہ ۔ وہم رہ سکتا نہیں ویدانت کے دربار میں

سچے سودا کا جو گاہک ہو وہ آئے یہاں ۔ مال اصلی اور خالص اُس کے ہے بازار میں

جو سمجھ لیتا ہے اسکو ہوتا ہے آزاد پھر ۔ قید و بندش سے رہائی پاتا ہے سنسار میں

پہلے آؤ اِسکے ہاں پھر پیچھے سمجھو سنت مت ۔ سنت مت مخفی ہے سب ویدانت کے اسرار میں

علم ہو جب با عمل تب لطف اس کا کچھ ملے

بے عمل ناکام اور رسوا ہے ہے کار و بار میں

R.S.

رادھا سوامی دیال کی دیا

رادھا سوامی سہائے

ویدانت میگزین

غرض - مقصد اور علت غائی

ہر کام کا ہر کام کی تحریک کا - ہر کام کی کوشش اور خواہش کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے - مقصد سے خالی ایک بھی نہیں ہے - اور اگر ایک میں بھی اور ایک کا بھی کوئی مقصد ہے - تو ہر سمجھ دار آدمی سوچ سمجھ کر نتیجہ نکال سکتا ہے - کہ سب کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے +

جیسے سب کا مقصد ہے - ویسے ہی ویدانت کے فلسفہ کا بھی کوئی مقصد ہے - اور یہ مقصد اس کے نام میں موجود ہے - ویدانت کوئی مہمل یا بے معنی لفظ نہیں - ویدانت با معنی لفظ ہے - اور اس کے معنی پر غور کرو - خود بخود اس کے مقصد اور اس کی غرض سے تم کو بآسانی خبر ہو جائے گی - اور زیادہ کہنے سننے کی مطلق ضرورت باقی نہ رہے گی +

ویدانت دو الفاظ وید اور انت سے بنا ہے - وید سرشٹی گیان

علم الخلقت۔ مجلسی نظام کی عقل۔ اور دُنیا کے ہر کاروبار کی سمجھ کی کُنجی ہے۔ یہ خود سرشٹی کا گیان ہے۔ جو محیطِ کُل ہے۔ اور انت کہتے ہیں سرے کو۔ انتہائی درجہ کو۔ اور خاتمہ کو۔ پس اس گیان کے سرے پر پہنچنا اُس کے انتہائی درجہ کو حاصل کرنا۔ اور جہاں اُس کا خاتمہ ہے۔ اُس تک لے جانا ویدانت ہے۔ یہ اُس کی غرض ہے۔ یہ اُس کی عِلّتِ غائی ہے۔ اور یہی اُس کا مقصد ہے *

جب کوئی شے ہوئی اور ساتھ ہی اُس کا مقصد بھی ہے۔ تو اُس مقصد کی پیروی کرنے والے بھی دُنیا میں ہوں گے۔ کیونکہ اگر مقصد کی تکمیل کی خواہش نہ ہو۔ تو پھر نہ تو اُس شے کا وجود ہوگا۔ اور نہ اُس کے نام ونشان کا پتہ ہوگا۔ ویدانت کی موجودگی اس بات کا خود ثبوت ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی اُس کا شائق بھی ہوگا۔ یہ ہم تسلیم کریں گے۔ کہ ان کی تعداد ممکن ہے زیادہ نہ ہو۔ لیکن جو قلیل جماعت وید کے سرے پر جانے کی خواہشمند ہے۔ وہی اصلی معنی میں ویدانت کے مطالعہ۔ غور اور تکمیل کا حق رکھتی ہے۔ اُس کے لئے ویدانت کا ظہور ہوا۔ اور یہ طریق ایسے ہی آدمیوں کی رُوحانی تسلّی قلبی اطمینان۔ اور سکون خاطر کا باعث ہوا ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہیگا *

دُنیا میں ایسی طبیعتیں زیادہ ہیں۔ جو معمولی عقائد کی پابند رہ کر اپنی موجودہ زندگی میں ویدانت کی ضرورت نہیں تسلیم کرتیں۔ اور اُن کا ایسا کرنا واجب اور لازم بھی ہے۔ واجب اس وجہ سے ہے۔ کہ ہر شخص کی فکر اس کی ہمّت کے موافق اور ہر شخص کا حوصلہ اُس کی بلند نظری کے حسب

حال ہوتا ہے۔ اُن کو ایسے ہی مذہبی تعلیم و تلقین سے تعلق رکھنا چاہیئے اور لازم اس وجہ سے ہے۔ کہ ویدانت معراجی تعلیم ہے۔ وُہ اُسے سمجھنا تو درکنار۔ اُس کے اصوُل کے سُنتے ہی گھبرا جائیں گے۔ پھر اُن کے لئے اپنے معمولی دائرہ کے اندر ہی محصور رہنے میں خیریت ہے۔ کسی شخص کی پیاس بجھانے کے لئے ایک پیالہ پانی کافی ثابت ہوتا ہے۔ اور جو فطرتاً دریا نوش ہیں۔ وہ تو اگست رشی کی طرح بغیر سارے سمندروں کے پانی پیئے ہوئے چین نہیں لیتے۔ پیالہ نوشوں اور دریا نوشوں کے درمیان جو فرق ہوتا ہے۔ وُہی فرق معمولی کرم کانڈی اور غیر معمولی گیان کانڈی کے درمیان ہے۔ ان کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔ ایک کی دُوسرے کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے ٭

ویدانتی ہونا۔ ویدانتی کہلایا جانا یا ویدانت سے تعلق رکھنا آج کل ایک طرح کا فیشن ہو گیا ہے۔ ان میں سے بہت کم آدمی ایسے نکلیں گے۔ جن کو ویدانت کی ہوا لگی ہوگی۔ کیا ہوا اگر کسی نے سوامی نشچل داس جی کا وچار ساگر یا ودّیا رینہ سوامی کی پنچدشی خواہ اور قسم کے ویدانت گرنتھ پڑھ لئے۔ یاد کر لئے۔ بحث مباحثہ کرنا سیکھ لیا۔ اور اہم برہمہ کی صدا بلند کرنے لگے۔ یہ ویدانتی نہیں ہیں۔ ویدانت اصل میں کوئی کتابی مضمون نہیں ہے۔ اُس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وُہ وید کا انت ہے۔ تمام دُنیا کے علوم و فنوُن۔ تمام جہان کی کتابیں اور تمام عالم کے فلسفے وید کے اندر آ جاتے ہیں۔ جہاں ان سب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ وہاں ویدانت کی حیثیت ہے

ویدانت دراصل انبھوگیان ہے۔ اور جن بزرگوں نے اس مضمون پر اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ یا انہیں قلمبند کیا ہے۔ وہ اس نظر سے نہیں ہیں کہ فلسفہ میں ایک نئی شق پیدا کی جائے۔ بلکہ وہ یا تو اُن کا اپنا انبھو ہے یا جو ویدانت کے ادھکاری (اہل) ہیں۔ اُن کے جذبات اور تخیلات کی صفائی اور تقویّت دینے کی نظر سے ہے۔ فلسفہ کا مضمون مہرشی کپل آچاریہ کے سانکھیہ مت میں آکر ختم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ کہنا سُننا۔ سوچنا وچارنا۔ غور اور تفحص کرنا رہ جاتا ہے۔ وہ سب کا سب یہاں آکر تکمیل کو پا جاتا ہے۔ ویدانت اس سانکھیہ گیان کو جِلا دیتا ہے۔ جیسے کوئی شخص عمارت کو مکمل کر لے۔ وہ ہر طرح سے رہنے کے قابل ہو جائے۔ لوگ اُس میں آ کر رہنا بھی شروع کر دیں۔ صرف تھوڑی سی کسر اُس کے استحکام میں باقی رہ جائے۔ یہ حیثیت سانکھیہ کی ہے۔ ویدانت وقت پر آکر اُس کسر کو نکال دیتا ہے۔ اور اُسے پوری پوری روشنی دیکر اس قابل بنا دیتا ہے کہ پھر اُس کے نہ گرنے کا خدشہ باقی رہتا ہے۔ نہ اُس کے زیر سایہ۔ قیام کرنے والوں کو کسی کو کسی قسم کا خوف و خطر کا گمان رہتا ہے۔ اور بیخوفی۔ پورا اطمینان عین الیقین اور اصلی بشانتی سلامتی کی حالت حاصل ہو جاتی ہے ؎

سانکھیہ مت کی دو شاخیں ہیں۔ ایک مہرشی پتنجلی کا یوگ ہے۔ جو ایشور وادی یعنی حق پرستی کی تعلیم دے کر اپنے طور پر خاص قسم کے نتائج کا اظہار کرتا ہے۔ وہ کیا ہیں۔ دوسرے قسم کا مضمون ہے۔ سانکھیہ برعکس

پس ایشور کی ہستی کو مشکوک اور مبہم قرار دیکر صرف جیو یا آتما کو مقدم سمجھتا ہے۔ اور اسی پر وچار کرنے اور دُنیا کی متضاد حالت سے نجات پانے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہ ان دونوں کی جداگانہ حیثیت ہے۔ ان کے بعد ویدانت آتا ہے۔ وہ اپنی باری پر سانکھیہ کے خیالات کو زیادہ تقویت دے کر۔ آتما اور برہما کی چھان بین کر کے۔ اُن کی انفرادی شخصی اور مجموعی حیثیتوں پر کافی روشنی ڈال کر باآواز بلند سمجھا دیتا ہے کہ جیو اور برہمہ میں نام کے لئے بھی بھید نہیں ہے۔ یہ بھید بھرم ہے وھوکا ہے۔ اور اس بھرم کا دُور کر دینا ہی پُرش یا جیو کا پُرشارتھ (اصلی مقصد) ہے۔ اور اس کے دُور ہو جانے سے پھر حقیقی راحت۔ اصلی سکون اور سچی شانتی ملتی ہے۔ جو در اصل کسی ترکیب۔ تدبیر یا تعلیم تدریس۔ یا تحصیل اور ترکیب کا نتیجہ نہیں ہے۔ وہ جیو یا آتما کا رُوپ یا ذات ہے۔ اور بھرم کے دُور ہوتے ہی اُس کا علم الیقین اور ساکشاتکار ہو جاتا ہے۔ یہ ویدانت ہے +

سانکھیہ نے بیشمار آتمائیں اور ان گنت آتماؤں کی ہستی تسلیم کی ہے۔ اسے ویدانت دھوکا سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔ سانکھیہ اور ویدانت میں صرف یہی فرق ہے +

اس خیال نے اپنا اظہار کئی صورتوں میں کیا ہے۔ اور انہیں کے سلسلہ میں بحث مباحثہ اور حجت اور دلیل کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور ویدانت مت کے لٹریچر یا علم ادب نے ضخیم شکل اختیار کر لی

ہے۔ اصل میں ویدانت کی صرف تین کتابیں مستند مانی گئی ہیں اُپنشد (صرف گیارہ رسالے) برہمہ سُوتر (مہرشی ویاسس کی تصنیف) اور بھگوت گیتا (مہا پربھو کرشن کی تعلیم جو اُنھوں نے مہابھارت کے وقت ارجن کو دی تھی) باقی ویدانت کے تمام رسائل یا بے شمار تصانیف بطور ضمیموں کے اضافہ کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ دلچسپ۔ اور کارآمد کتاب یوگ وسشٹ ہے۔ جو نہ صرف آسان اور سہل ہے بلکہ بلا کسی معلّم کی تقلید کے مرتب ہوئی ہے۔ یہ بہت پُرانی کتاب نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ چھ سو برس کی قدیم معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سوامی شنکر آچاریہ کی تحریری فہرست میں اس کا نام نہیں آتا۔ لیکن کتاب بڑے پایہ کی ہے ؎

ویدانت کا مضمون یوں تو سہل ہے۔ کیونکہ بالکل قدرتی ہے لیکن چونکہ تمام فلسفوں نے یکے بعد دیگرے اس پر حملے کئے۔ اور اعتراضوں کا طومار باندھ دیا۔ اس وجہ سے سوامی شنکر اچاریہ جی جو گوڈپادآچارْیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ دلیل پر دلیل لاکر اُسے مضبوط کیا۔ اور سب کی دلیلوں کو مسترد کرکے ایکتّوواد (وحدت۔ وحدانیت اور توحید) کے مسئلہ کو اپنے طور پر سخت مضبوطی عطا کی۔ ان کے طرز بیان میں اور مذاہب کے مسائل بھی زیر بحث آ گئے۔ جس کی وجہ سے یہ طولانی مضمون بن گیا۔ شنکر سوامی اس نظر سے ویدانت کے مکھیہ آچارج (خاص معلّم) سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ وہ

دراصل مستحق بھی ہیں۔ ان سے پہلے کسی نے بھی ویدانت کے حقوق اور دعووں کی اس زور شور کے ساتھ تائید نہیں کی تھی یہ بزرگ عجیب قسم کا دل و دماغ لے کر دنیا میں آیا تھا۔ اور اب تک اپنے طرز اور نوعیت کی نظر سے لاثانی ہے ۔

یہ صحیح ہے۔ کہ ویدانت بُدھ دھرم کی رُوح ہے۔ بُدھ بھگوان بھی صحیح معنی میں ویدانت کے اصلی معلم تسلیم کئے جانے کے قابل ہیں۔ اور جو کچھ شنکر آچاریہ جی نے تعلیم دی ہے وہ سب بُدھ بھگوان کے تلقین کردہ مسائل میں موجود ہے۔ لیکن اول تو بُدھ بھگوان نے دیدہ دانستہ 'ایشور' وغیرہ کے مسئلوں کے جواب دینے سے چشم پوشی کی۔ یا ان کو بالکل غیر ضروری تصور کیا شنکر آچاریہ نے نہایت دلیرانہ اور شجاعانہ طریقہ میں ان تمام باتوں کا مقابلہ کر کے اعتراضات کا تشفی بخش جواب بھی دیا۔ اور ایشور وغیرہ تک کے دقیق اور مالا ینحل مضمون کی وضاحت کر کے ایک طرف سانکھیہ مت کو شکست دی۔ دوسری طرف برہم ہی کے خیالی معراج کو مقدم ثابت کر دیا۔ اسی نظر سے اب تک پہلے کی طرح لوگ شنکر آچاریہ کو چھپا ہوا بُدھ اور درپردہ بُدھ بھگوان کے مقلد ہونے کا فتوے بھی سنایا کرتے ہیں۔ بُدھ اور شنکر میں ایک یہ فرق ہے ۔

دوسرا فرق ہے۔ کہ زمانہ کے دار و گیر اور ہندوؤں کی ناگفتہ بہ

چھیڑ چھاڑ اور حقارت سے تنگ آ کر بدھ بھگوان کے پیروکار ویدوں کا کھنڈن اور مذمت کرنے لگے تھے۔ ہندوؤں کے درمیان ایسی نفرت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس زمانہ میں وہی برتاؤ جو پہلے بودھوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ زمانۂ حال کے آریہ سماج کے ساتھ بھی ہوا۔ حالانکہ سوامی دیانند سرسوتی "سچے محب الوطن۔ قومی جان نثار۔ اور سچے معنے میں سچے ہندو کی صورت میں ظاہر ہونے تھے۔ کیا ہوا۔ اگر کسی بات میں اُنہوں نے اختلاف کیا۔ انسان کو مقصد اور دلی نیت پر نگاہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن یہ ہماری قومی کمزوری ہے۔ اگر ہم نے اس زمانہ میں آریہ سماج کی بڑی خبر لی۔ تو پہلے بودھوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کر چکے تھے۔ آریہ سماج بھی غیر ہندو ہونے کا اعلان کرتے کرتے سنبھل گیا۔ بودھ تنگ آ کر ویدوں کی مذمت شروع کر بیٹھے۔ شنکر آچاریہ نے حکمت عملی سے ویدوں کی عزت بھی قائم رکھی اور اپنے طریق کا نام ویدانت رکھا جس سے مراد وید کا خاتمہ یا وید کی چوٹی ہے۔ اس کا مطلب تو وہی ہے۔ جو بودھوں کا رہا ہوگا۔ لیکن تعریف ہے شنکر آچاریہ کے جدت پسند دماغ کی۔ ویدوں کو ویدانت میں شامل بھی رکھا۔ اور اُسے وید کی چوٹی قرار دیا۔ جو در اصل صحیح بھی تھا۔ کیونکہ آخر ویدوں کی شمولیت میں اُپنشدوں کی وہی حیثیت ہے۔ جو ویدانت اعلان کرتا ہے اور ویدانت کی جڑ بھی اُپنشدوں ہی میں ہے۔ جو ویدوں سے متعلق تھے۔ ویدانت لفظ یا نام کا رواج کب اور کس زمانہ میں ہوا۔

پر تحقیقات طلب اور تواریخی بات ہے۔ جس پر اس وقت غور کرنے کی ہم کو فرصت نہیں ہے۔

سوامی دیانندجی کی طرح سوامی شنکراچاریہ جی کے ساتھ ان کے زمانہ میں ہندوؤں نے کم مخالفت نہ کی ہوگی لیکن شخصیت زبردست تھی مقابلہ اور مجادلہ پر غالب آتی گئی۔ اس کا ثبوت شنکر دگ وجے نامی کتاب ہے جہاں تک روایتوں سے پتہ چلتا ہے۔ سوامی شنکر آچاریہ صرف ۳۲ برس کی ہی عمر تک زندہ رہے۔ اور دیانندجی کی طرح ان کی زندگی کا بھی انجام ہوا۔ تاہم وہ کام کر گئے۔ اور جس زور شور کے ساتھ ویدانت کا نقارہ دنیا میں بجا گئے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اور اس آواز کی بازگشت کی صدا اب تک نہ صرف بھارت ورش کے مکانوں کے در و دیوار میں بلکہ سب کے کانوں میں اب تک گونج رہی ہے۔ اور وہ عالمگیر سیلاب کی طرح تمام دنیا میں محیط کل ہونے کی دعویدار نظر آتی ہے اور وہ عالمگیر ہو کر رہے گی۔ اس کے آثار صاف نظر آ بھی رہے ہیں۔

رہا مقابلہ اور مجادلہ۔ اپنے زمانہ میں شنکر آچاریہ جی نے زبردست دلائل کی مدد سے اُسے خاموش کر دیا تھا۔ لیکن بعد کو بھی اس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اب تک جاری ہے۔ سوامی رامانج آچاریہ جی مہاراج جو شٹ کوپ نامی بزرگ کے سمپردائے اور پورن آچاریہ جی کے شاگرد تھے۔ صدیوں کے بعد شنکر مت کے کھنڈن کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کی تعلیم بھی ویدانت ہی کی شق ہے۔ اس

سے مختلف نہیں ہے۔ لیکن تمیز کرانے کے لئے اس کا نام وسسشٹ ادویت رکھ لیا گیا۔ شنکر کا مذہب خالص ادویت تھا۔ یہ وسسشٹ ادویت کیا ہے؟ ہم صرف دو لفظوں وجودی اور شہودی میں اس کی قابل اطمینان تشریح کئے دیتے ہیں۔ تاکہ سب سمجھنے والے آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ ان کے درمیان اس قدر لمبا چوڑا فرق نہیں ہے۔

سوامی شنکر آچاریہ جی کہتے ہیں۔ جو کچھ ہے وہ برہم ہی ہے برہم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ "ہمہ اوست" یہ وجودی طریقہ کہلاتا ہے۔ واجب الوجود صرف برہم ہی ہے۔ یہ شنکر کا مت ہے سوامی رامانج آچاریہ کی تحقیق یہ ہے۔ کہ جو کچھ ہے۔ وہ برہم ہی سے ہے۔ برہم کے سوا اور کسی سے نہیں ہے۔ یہ شہودی طریق کہلاتا ہے۔ برہم واجب الوجود ہے اور سب کا ظہور اسی میں اور اسی سے ہوتا ہے۔ اب سوچنے والے سمجھیں۔ ان کے درمیان کیا فرق ہے۔ صرف بات کا تبتنگڑا ہی ہے۔ اور کچھ تو نہیں ہے۔ ہم ان دونوں مذاہب یا فلسفہ کی تفصیلی بحث میں داخل ہو کر ان کی زیادہ چھان بین کی ضرورت (کم از کم اس وقت طوالت کے خوف سے) محسوس نہیں کرتے۔ صرف اسی قدر کافی ہے۔ اسی طرح مادھو اچارج جی کے دوینا دویت اور بلبھ آچارج جی کے شُدّھا دویت کی بابت بھی سمجھ لو۔ سدھانت سب کا قریب قریب ایک ہی ہے۔ صرف مت بھید اور تکرار ہی

بھید کے خیال سے تمیزی صورتیں بنالی گئی ہیں۔ ان سب پر اگر ضرورت ہوئی۔ تو آئندہ وقتاً فوقتاً روشنی ڈالی دی جائیگی ؞

مجھ سے بارہا درخواست کی گئی۔ کہ ویدانت کا کوئی رسالہ نکال دیا جائے۔ لیکن چونکہ میرے ذمہ تحریری کام بہت ہے۔ اس کے سوا رادہا سوامی ست سنگ کی دن میں دو تین مرتبہ گھنٹوں خدمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ فرصت دم مارنے کی نہیں ہے۔ دن میں تیس چالیس یا کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ خطوط کے جواب دینے پڑتے ہیں۔ ان کے سوا زندگی کے اور کام بھی توجہ کے مستحق رہتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ درخواست التوا میں پڑی رہی۔ اب اصرار زیادہ بڑھ گیا۔ مجبوراً دوسروں کے فائدہ کی نظر سے اس بار عظیم کو بھی اپنے سر پر لیا ؞

ناظرین اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ مجھ میں نام کے لئے بھی تعصب نہیں ہے۔ میں اس ماہواری رسالہ کے سلسلہ میں ویدانت کی ماہیت کو حتے الامکان اس طرح ذہن نشین کرانے کی کوشش کرونگا۔ کہ پھر کسی کو کسی سے نہ سوال کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ خواہ مخواہ کتابوں کے الجھن میں پڑنے کی نوبت آئے۔ یہ رسالہ اس میں کلام نہیں۔ کہ علمی مشاغلہ ہے۔ لیکن اگر میری زندگی عملی ہے۔ اور میں ویسا ہی ہوں۔ جیسے میرے خیالات ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ کہ اس ویدانت کے پڑھنے والے اس کے لگاتار مطالعہ سے ویدانت کے عامل نہ ہو جائیں۔ عامل کا اثر عامل بنا کر چھوڑتا ہے۔ اور جو صرف عالم ہی

عالم ہیں ۔ اُن کی بات اثر سے خالی ہوتی ہے ۔ اس کان سے سُنا ۔ اور اُس کان سے نکال دیا ۔ میرا کلام خشک فلسفہ کی پوست (خشکی) سے خالی رہیگا ۔ جو پڑھیں گے اُن میں مستی آئے گی ۔ اور اس مستی کی علمی مشاقی ہی اُن کو مستی کا عامل بناتی جائیگی ۔ اور کچھ دنوں بعد وہ نہ صرف ویدانت کی حقیقت کے علم پر عبور پائیں گے ۔ بلکہ سچے معنی میں سچے ویدانتی بنجائینگے سوا ویدانت کے اور کوئی مضمون غیر متعلق اس کے صفحات میں زیر بحث نہیں آئیگا ۔

میری کوشش یہ رہیگی ۔ کہ پڑھنے والوں کو باقاعدہ تعلیم دوں ۔ تاکہ تعلیم مکمل ہو ۔ ایسا نہ ہوگا کہ

"کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا"

یہ اس ویدانت کے جاری کرنے کی غرض ہے ۔ اس کے سوا میرا ذاتی مقصد اور کوئی نہیں ہے ۔ جس جس طرح سے یہ باریک اور لطیف فلسفہ دلوں میں سرایت کرتا جائے ۔ اُس اُس طرح سے مختلف مضامین یا مختلف کتابی صورت میں میری کوشش کا اہتمام ہوگا ۔

اس ویدانت کا پہلا نمبر معمولی کتاب کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس میں اُونچے خیالات دینے کی نیت سے اس کی ترتیب معمولی لیکن مسلسل طریق پر ہے ۔ مضامین بھی اسی ڈھنگ کے ہیں ۔ جن کا ایک دوسرے کے ساتھ سلسلہ ہے ۔ اور وہ عام کتاب کی طرح بطور خود مکمل ہیں ۔ اس کا سبب یہ ہے ۔ کہ ان کو مختلف النوع صورت پر قائم

کر دیا گیا ہے۔ تاکہ دلچسپی کے ساتھ پڑھنے والوں کے دلوں میں اپنا اثر پیدا کریں لیکن آئندہ چل کر ہم علمی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے عملی پہلو بھی دکھاتے چلیں گے۔ تاکہ پڑھنے والے بہ آسانی ویدانت کا علم حاصل کرتے ہوئے نادانستہ اس کے عامل بھی ہوتے چلیں۔ علم بے عمل کو ہم اپنے طور پر بے مصرف تصور کرتے ہیں۔ وہ علم ہی کیا ہوا۔ جو عالم کی زندگی کو عمل کے سانچے میں نہ ڈھال سکے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اول تو ہر نمبر اس کا باہمدگر ملتا جلتا اور ایک خاص معراج خیال کو مدنظر رکھتا ہو۔ اور ساتھ ہی دوسرے سے مختلف بھی رہے۔ یہ اور بھی اس کی مزید دلچسپی کا باعث ہوگا۔

کام مشکل ہے۔ آسان نہیں ہے۔ اور میں نے کسی ذاتی غرض سے اس کے شائع کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ اصلی غرض صرف اُن صاحبوں کو بلند خیال بنانا ہے۔ جو ویدانت کے شائق ہیں۔ لیکن دقت یا محنت سے میں گھبراتا نہیں۔ صرف کام کے شروع کرنے کی دیر تھی۔ اب یہ سہولیت کے ساتھ چل نکلیگا۔ اور اس کے پڑھنے والے ہر مہینہ اس کے مطالعہ سے اپنے اندر خاص قسم کی خوشگوار تبدیلی محسوس کریں گے۔ وھو ہذا القیاس

رادھا سوامی! رادھا سوامی دیال کی دیا!!

رادھا سوامی سہائے!!!

رادھا سوامی دھام
ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

شیو برت لال

جلد ۱ بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء نمبر ۱

ہماری شان

نظم

(۱) میں نہیں ہوں۔ میں ہُوں اور ہستی میری ہے لاجواب
ہاں نہیں کے بیچ ہی میں ہے میری پیری شباب

(۲) رازِ سر بستہ حقیقت ہے مری کونین میں
کب سمجھ سکتے ہیں مجھ کو اس جہاں کے شیخ و شباب

(۳) میں ہُوا ظاہر شہادت آپ اپنی دے کے خود
ہے شہودی ذات میری اس نظر سے بحجاب

(۴) شمس تاباں۔ ماہ روشن۔ اختر و اخگر تمام
ان کے اندر رہ کے دکھلاتا ہوں سب کو آب و تاب

(۵) میرے ہی نور و ضیا ہیں۔ ان کا مجھ سے ہے ظہور

صاف کہہ دینے میں مجھ کو کس لئے ہو پیچ و تاب

---

(۶) اس سوزوی حیثیت میں دے رہا ہوں یہ صدا
مجھ سے سب کچھ ہے مجھی سے ہے قلم۔ لوح اور کتاب
(۷) میں نہیں ہوتا۔ تو ان کو دیکھ سکتا کوئی کب
میں ہُوا۔ تب یہ ہُوئے۔ مجھ سے ہے سب عفو و عتاب

بحر از خون است
بحر از لو است

---

(۸) کچھ دنوں پیچھے وجودی شان دکھلانے لگا
اب یہہ کہتا ہوں کہ میں ہوں آب اور میں ہوں شراب
(۹) میں ہوں سب اور میں ہُوں سب کچھ۔ دوسرا کوئی نہیں
سیّد انا ہم۔ کھنڈم۔ اڈّویتم۔ ہاں جناب
(۱۰) شان وحدت کے ہیں دو پہلو شہود اور ہی وجود
جو ہے گیانی وہ سمجھ لیتا ہے دونوں کا حساب
(۱۱) شمس سے نور و ضیا ہیں۔ شمس ہے نور و ضیا
چشم وحدت بیں میں یکساں آفتاب و ماہتاب
(۱۲) بحر ہے ذخار اس میں ہے اثر نیرنگ کا
اُٹھتی ہی رہتی ہیں لہریں لہروں میں قطرے حباب

بحر از موج
بحر از قطرہ

---

(۱۳) مسئلہ توحید میں ہیں یہ مناظر ایک سب

مُبتلائے وہم کے دِل کو ہے ناحق اضطراب

---

۱۴ گر نہیں تجھ کو سمجھ آتی تو جا مُرشد کے پاس
کچھ دِنوں صحبت میں اُس کی فیض سے کر اکتساب
۱۵ یا بہ یادِ مُرشد کے کب آسکے لگی اُس کی سمجھ
سایۂ شاہاں طلب امروز و ایں دم تو شتاب
۱۶ حق سمجھ لے ذات اپنی حق سے حق کی کر طلب
اس عمل سے کچھ دِنوں کے بعد پائیگا ثواب
۱۷ کر خودی کو محوِ حق۔ حق تجھ سے رِل کر ایک ہے
پھر نہیں ہوگا کبھی تجھ پر کہیں زجر و عتاب
۱۸ رِل گئی حق کی حقیقت حق حقیقت دو نہیں
ہے اناالحق۔ انت حق تُو۔ حق میں حق کا تاب و آب
۱۹ گلشنِ وحدت میں باصد ناز آئیگی صبا
اور دکھلا دیگی بوسئے گُل کا قالب ہے گُلاب

---

۲۰ یہ تصرف ہے۔ یہی سب ہے گیان یہ ہے معرفت
لے سمجھ اور دین کا مت، جائیگا سب رعب داب
۲۱ رازِ باطن پا کے ہو اُس میں فنا اور محو تُو
صوفیوں کا ہے یہ مشرب کہہ دیا لُبّ و لُباب

ویدانت کی قابل دید کتب

ویدانت کی پہلی کتاب جس کا مدتوں سے انتظار تھا چھپ کر تیار ہے۔ کتاب کیا ہے دلچسپ ناول یا موثر مکالمہ۔ حیرت انگیز ناٹک کا رسین تعجب خیز تصویروں کا البم اور کچھار میں بپھرے ہوئے شیر ببر کی صورت ہے۔ پڑھ کر حیرت میں نہ آجائیے تو ہمارا ذمہ قیمت واپس اور بدنام کرنے کا حق پڑھنے والوں کو حاصل لکھنے والا بابو شیو برت لال جی کا زور دار اور جادو نگار قلم!

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

یہ سلسلہ کئی کتابوں میں شامل ہے۔ پہلے اسے پڑھ لیجئے۔ پھر آپ کو اختیار ہے۔ کاغذ اچھا۔ لکھائی خوشخط اور جلی ٹائیٹل پیج پر مصنف کا فوٹو۔ قیمت صرف عہ

اس سلسلہ کی دوسری کتابیں

ویدانت کی دوسری کتاب ۔ عہ

" " تیسری کتاب ۱۲ ار

" " چوتھی کتاب عہ

" " پانچویں کتاب عہ (زیر طبع)

ویدانت کی مختلف کتابیں

ویدانت کلپدرم ۔ ۱۲ ار

آتم وچار کلپدرم ۶ ار ہندی ۱۰ ار

برہم گیان پر لیکچر ۔ ۸ ار

معیار المکاشفہ ۔ ۱۰ ار

پتہ:۔ مینیجر ۔ ویدانت میگزین جین نگر محلہ انارکلی ۔ لاہور

گیان سوریودے

یعنی

مطلع الانوار معرفت

اتی بھاؤ یعنی ادوت پردت درشٹی سے

از

شری شیوبرت لال

ایڈیٹر سنت (ہندی)۔ ویدانت میگزین (اردو)
سنت سماگم (اردو) و اودھوت (اردو)

فہرست مضامین

تمہید

رادھا سوامی دھام نامی ایک تیرتھ استھان اور زیارت کا مقام ہے۔ جو گنگا ندی کے اُتّر قریب ۱½ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ مقام کاشی اور پریاگ کے بیچوں بیچ ہے۔ یہاں سے ہر دو جگہوں کا فاصلہ مساوی ہے۔ چاہے کوئی بنارس سے جائے۔ یا الہ آباد سے آئے۔ ریل کے تیسرے درجہ کا کرایہ صرف دس آنہ ہے۔ ریلوے اسٹیشن کا نام کونڈھ روڈ ہے جو استھان کے پورب دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو لوگ اس اسٹیشن پر اترتے اور زیارت گاہ کے لئے جاتے ہیں۔

اُن کو یکہ کی سواری بآسانی مل جاتی ہے۔ اور آنے جانے میں ذرا بھی دقت
محسوس نہیں ہوتی +

مُقام پُر فضا ہے۔ اس کے ہر چہار طرف آم کے باغ بکثرت
لگے ہوئے ہیں۔ جو اس کی خوبصورتی کو دوبالا کرتے ہیں۔ دھام کے تین
طرف ایک نالہ بالکل کمان کی صورت میں بہا ہوا ہے۔ یہ برساتی ہے
سال میں صرف چار پانچ مہینہ تک جاری رہتا ہے۔ یہاں ہر جگہ کے آدمی
حتےٰ کہ بغداد۔ بصرہ۔ اور دمشق وغیرہ تک سے زیارتاً رُوحانی استفادہ
کی غرض سے آتے جاتے رہتے ہیں +

دیال نامی ایک سِن رسیدہ بزرگ۔ دھام کے قریب تھوڑی
دُور۔ قریب سو قدم کے فاصلہ پر تین کا جھونپڑا بنا کر مقیم ہے۔ اور
جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ وہ اس کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ اُٹھاتے
ہیں۔ اس کے یہاں کسی قسم کے مذہبی یا قومی تعصب کا برتاؤ نہیں
کیا جاتا۔ وہ سب کے ساتھ یکساں برادرانہ سلوک کے ساتھ پیش
آتا ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ عیسائی ہو یا بودھ۔ دیندار ہو یا دہریہ۔
صوفی ہو یا ویدانتی۔ سب کے لئے اس کا دروازہ برابر کھلا رہتا ہے
مذہبی چھیڑ چھاڑ۔ اور بحث مباحثہ سے اسے کوئی غرض نہیں ہے۔ جو لوگ
اپنے مذہبی شکوک رفع کرنے کی نیت سے سوال کرتے ہیں۔ انہیں
اُنہیں کے طرز خیال کے موافق خندہ پیشانی اور وسیع دلی سے جواب
دیا جاتا ہے۔ ہاں زیادہ تر ایسے لوگ اس کی صحبت سے مستفید

ہوتے ہیں جنکو کچھ سمجھ بُوجھ ہوتی ہے۔ وہ نندو بھائی نامی ایک فراخدل ست سنگی کے توسل سے جو وہاں حاضر باش رہتا ہے۔ اور رُوحانی معاملات۔ اور عرفان کے مسایل کی اچھی سمجھ رکھتا ہے۔ اپنے سوال پیش کرتے ہیں۔ اور مکالمہ (سوال و جواب) کی شکل میں ایک ایک مضمون پر کئی کئی دلوں تک علی التواتر گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دیال کی یہہ نیت رہتی ہے۔ کہ جو ادھکاری (یا اہل) آئیں۔ وہ اپنے تمام شکوک رفع کر جائیں۔ اُن کے دلوں میں کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہے۔ اور اگر اُنہیں اس علمی صحبت سے کچھ فائدہ پہنچے۔ تو ساتھ ہی وہ عملی زندگی بسر کرنے کے راز اور اسرار سے بھی واقفیت حاصل کرلیں۔ کیونکہ اُس کے خیال میں جو علم عملی صُورت اختیار نہیں کرتا۔ وہ بسا اوقات محض بیکار اور بے سود ثابت ہوتا ہے۔ اور انسان کی دلی اور دماغی صحت میں فتوُر اور نقص پیدا کرتا ہے ٭

ایک مرتبہ۔ اتفاقیہ کئی ویدانت کے شائق آئے۔ جنہوں نے اس مضمون کی متعدد کتابیں مطالعہ کی تھیں۔ لیکن اس پر بھی اُن کی پُوری پُوری تشفی نہیں ہوئی تھی۔ اُنہوں نے حسب دستور اور حسب معمول نندو بھائی سے مل کر اپنی درخواست پیش کی۔ اور ملتجی ہوئے کہ "دیال ہمیں بالکل نئی اور نرالی ترکیب سے ویدانت کے مسائل سمجھا دے۔ جس میں پُرانے علما کی تقلید سے سروکار نہ ہو۔ اور کتابوں کے مروّجہ دلائل اور طرز بیان سے تعلق نہ رکھا جائے۔" دیال نے

یہ عجیب و غریب درخواست سن کر تامل کے بعد منظور کیا۔ اور پھر متواتر کئی دنوں تک ویدانت کی مجلس گرم رہی ؎

دیال نے جو کچھ کہا۔ یا نندو بھائی نے جو کچھ پوچھا۔ اس کو تمام و کمال قلمبند کرنا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ غیر ممکن بھی ہے۔ زبانی تقریر اور قلمی تحریر میں فرق ہوتا ہے۔ سب کا سب کسی حالت میں درج نہیں ہو سکتا تاہم ان دونوں حضرات کے درمیان اس موقع پر جو بات چیت ہوئی۔ اس کے خلاصہ اور لب لباب کی تصویر ان صفحات میں اختصار کے ساتھ نذر کی جا رہی ہے۔ جو انصاف پسند اور غیر متعصب حضرات ان کو بغور سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کریں گے۔ اُن کے معلومات میں نہ صرف معتدبہ اضافہ ہوگا۔ بلکہ وہ سمجھ سکیں گے۔ کہ ویدانت کا ماحصل کیا ہے۔ اور وہ کس قسم کی خیالی معراج نگاہ کے سامنے رکھ کر اپنے شائقین کو اس کی پیروی اور تکمیل کی ہدایت کرتا ہے۔ کتابوں کا ترجمہ کر دینا آسان بات ہے۔ یا اُن کی سند اور حوالہ جات دے دے کر کسی معترض کو لاجواب کر دینا اور بات ہے۔ اور جدت کے ساتھ بالکل نئے ڈھنگ پر ایک مضمون کو سیدھی سادی زبان میں ادا کر کے سمجھا دینا اور بات ہے۔ دیال کے یہاں مانگ تانگ کا سامان نہیں رہتا۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اپنی کہتا ہے۔ اور جو کچھ سمجھاتا ہے۔ اپنی سمجھاتا ہے۔ یہ اس کی تعلیم کی خوبی ہے۔ اور اس نظر سے اس کے خیالات اور بھی زیادہ قابلِ قدر ہیں ؎

شیوبرت لال

پہلی کلا

جستجو اور برہمہ

نند و بھائی تمام ست سنگیوں کو ساتھ لیئے ہوئے دیال کے ست سنگ (مجلس حقیقت) میں آ گئے۔ قاعدہ کے موافق دعا اور پرارتھنا کی۔

سے

جستجو ہم نے بہت کی کچھ پتا ملتا نہیں ۔ ڈھونڈ مارے دیر و مسجد کو خدا ملتا نہیں
ڈھونڈنے والے کو سب کہتے ہیں کیا ملتا نہیں ۔ برسوں ہم ڈھونڈا کئے لیکن خدا ملتا نہیں
کیا خدا ہے کس جگہ رہتا ہے کیا کرتا ہے وہ ۔ کوئی بتلا دے۔ دل یہ مدعا ملتا نہیں
ہم ہیں کیا ہم کو خدا سے کیا ہے نسبت ہو کیا ۔ سچی باتیں کہہ دے وہ مرد خدا ملتا نہیں
آپ کی خدمت میں آ کے ہو گئے مایوس جب ۔ ماسوا کو چھوڑ کر کوئی سوا ملتا نہیں

دیال مسکرایا۔ "آخری ست سنگ میں تم نے صوفیوں[1] کے عقاید کے متعلق کئی دنوں تک اپنے سوالوں کے جواب پایا کئے۔ خدا کا مضمون اس مکالمہ کے درمیان زیر بحث آ گیا۔ کیا ابھی تک وہ عقدہ پورے طور پر حل نہیں ہوا۔ جو پھر دوبارہ اس پر سوال کرتے ہو؟"

[1] دیکھو سنت سماگم جلد نمبر (صوفی ازم)

نندو بھائی بولے۔" یہ نئے ست سنگی جو خدمت میں بصد اشتیاق حاضر ہوئے ہیں۔ صوفی نہیں ہیں۔ بلکہ ویدانتی ہیں۔ وچار ساگر وغیرہ بہت سی کتابوں کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ آپ سے بالکل نئے ڈھنگ پر ویدانت کے مسائل حل کریں۔ تاکہ پھر ان کے دلوں میں کسی قسم کے شک وشبہوں کی گنجائش نہ رہے۔"

دیال نے ہنس کر پوچھا۔" ویدانت ایک وسیع اور گہرا دریا ہے یہ کیا پوچھتے ہیں۔ پہلے ان کا سوال سُن لوں۔ تب جواب دینے کی جرأت کروں ۔"

نندو بھائی بولے۔" یہ جاننا چاہتے ہیں۔ کہ برہمہ کیا ہے؟ جیو کیا ہے؟ اور ان دونوں کے درمیان کیا نسبت ہے؟ اور جیو کو کیوں برہمہ کا تصور کرنا اور تصور باندھنا چاہیئے؟"

دیال نے کہا:" جس میں جینے کی خواہش۔ زندگی قائم رکھنے کی آرزو۔ اور دائمی حیات حاصل کرنے کی تمنا ہو۔ وہ جیو ہے۔ جیو سنسکرت لفظ جیو (زندہ رہنے) سے نکلا ہے۔ برہمہ وہ ہے۔ جو قدرتًا طبعًا اور سوبھاوک بڑھتا اور سوچتا ہو ساتھ ہی بڑھنے اور سوچنے کی خواہش سے آزاد ہے۔ برہمہ سنسکرت مادہ۔ برِہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) سے بنا ہے۔ مِرہ بڑے کو بھی کہتے ہیں۔ اس نظر سے جو بڑا اور سوچنے والا ہو۔ وہ برہمہ ہے۔ یہاں ہم مجازاً اس قدر اور سمجھانے سمجھانے کی غرض سے اپنے لفظوں میں اضافہ کر لیتے ہیں۔ کہ جو بڑا اور سوچنے والا ہو۔ وہ برہمہ ہے

اور جو چھوٹا اور سوچنے والا ہو۔ وہ جیو ہے۔ اسی رعایت سے جیو کو آتما اور برہم کو پرماتما کہتے ہیں۔ آتما سنسکرت زبان کے دو مختلف مادہ ات (حرکت کرنا) اور مَن (سوچنا) سے بنا ہے۔ پرماتما سنسکرت زبان کے تین مختلف مادہ پرم (بڑا)۔ ات (حرکت کرنا)۔ اور مَن (سوچنا) سے بنا ہے۔ پرماتما بڑا اور سوچنے والا ہے۔ اور آتما چھوٹا اور سوچنے والا ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ یہ تمہارے دو سوالوں کا جواب ہے۔ تم نے تیسرا یہ سوال کیا ہے۔ کہ برہم اور جیو میں کیا نسبت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان کے درمیان چھوٹائی اور بڑائی کی نسبت ہے۔ گو اصل میں دونوں ایک ہیں۔ جیسے سمندر اور سمندر کی بوندوں میں بڑائی اور چھوٹائی کی نسبت ہے۔ وہی نسبت جیو اور برہم کے درمیان بھی ہے۔ یہ تیسرے سوال کا جواب ہے۔ اب رہا چوتھا سوال کہ جیو کیوں اور کس غرض سے برہم کا تصور کرے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جیو کو اپنی چھوٹائی کا خیال رہ رہ کر ستاتا رہتا ہے وہ شروع سے لے کر آخر تک بڑھنے اور ترقی کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور اس قدرتی اور فطرتی خواہش کے زیر اثر وہ مکمل برہم کا تصور باندھتا ہے۔ تاکہ جو چھوٹے ہونے کا نقص ہے۔ وہ اس سے دور ہو جائے اس میں کمال (پورنتا) آجائے۔ کسی قسم کی کمی اس میں نہ رہے۔ برہم اس کی خیالی معراج ہے۔ اور وہ دانستہ یا نادانستہ اسی معراج کی تکمیل اور پیروی میں لگا رہتا ہے۔ یہ تمہارے چوتھے سوال کا جواب ہے"

نندو بھائی بولے - "سچ ہے - لفظی رعایت سے آپ نے میرے سوالوں کا جواب دیدیا - لفظوں کے معنی اور مراد کی مشابہت سے ایک طرح پر تسلی بھی ہوگئی - لیکن وہ تسلی صرف جزوی ہے - کلی نہیں ہے - اس میں سوال در سوال اور اعتراض در اعتراض پیدا ہوتے ہیں - اور ہوسکتے ہیں ۔"

دیال نے دانستہ نندو بھائی کو روک دیا - "تم ایک وقت میں صرف ایک اعتراض پیش کرو - دو چار سوال ایک ساتھ نہ ہوں - ورنہ تمہارے سمجھنے میں دقت واقع ہوگی - اور نفس مضمون ہاتھ سے جاتا رہیگا -"

نندو بھائی بولے - "جیو اور برہم دو ہیں - اور جب دو ہوئے - تو ان کی ہستی جداگانہ ہوئی - اور جب دو مختلف ہستی ہوئی تو دونوں ہی ناقص ٹھہریں - ان میں سے کمال کسی میں ثابت نہیں ہوا - مانا برہم بڑا سہی لیکن برہم کا چھوٹا رقیب جیو موجود ہے - اس کی موجودگی اور موجودہ ہستی - برہم کو محدود اور ناقص ثابت کرتی ہے - کیونکہ جہاں جہاں جیو پنا ہوگا - وہاں وہاں برہم کا برہم پنا نہ رہیگا - اسی طرح جہاں جہاں برہم پنا رہیگا - وہاں وہاں جیو پنا نہ ہوگا - اس نظر سے آپ کا یہ دعوٰے کہ برہم کامل (پورن) ہے - خود غلط ثابت ہوتا ہے - اور جب برہم کامل (پورن) نہ ہوا - تو جیو کا اسے اپنی خیالی معراج بنانا بھی غلط ہوا یہ میرا پہلا اعتراض ہے -"

دیال نے کہا - "جس نظر سے تم کہتے ہو - اس نظر سے یہ اعتراض

صحیح ہے لیکن برہمہ کے معنی سمجھنے میں تم نے غلطی کی ہے۔ حالانکہ میں نے سمندر اور بُوند کی مثال دے کر تم کو سمجھایا۔ کہ برہمہ سمندر سے مشابہ ہے۔ اور جیو بُوند سے مشابہ ہے۔ اب غور کرو۔ کون سی بُوند ہے۔ جس میں سمندر محیط نہیں ہے۔ اور جب یہ کیفیت ہے۔ تو پھر برہمہ کے کمال میں کیا فرق آیا! وہ تو کامل کا کامل (پُورن) رہا۔ ہاں جیو کی بابت تم اپنی موجودہ نظر سے جو نقص عائد کرو۔ وہ کسی کسی معنے میں صحیح ہو سکیگا "

نندو بھائی نے کہا۔ "آپ جیو کو ناقص اور برہمہ کو کامل بتاتے ہو۔ ان لفظوں سے وہ باہمدگر مختلف ٹھہرتے ہیں۔ اور دُوسرے جیو اور برہمہ دو ہوئے۔ کیا ویدانت کی تعلیم یہی ہے؟ "

دیال بولا "نہیں۔ ویدانت یہ تعلیم نہیں دیتا۔ ویدانت جیو اور برہمہ کو ایک اور یکساں قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ جو برہمہ ہے۔ وہی جیو ہے۔ "

نندو بھائی نے کہا۔ "ویدانت کا اصُول تو یہ ہوا۔ وہ ایکتو واد (وحدت اور وحدانیت) کا معلّم۔ اور دعویدار ہے۔ اور یہاں ایک کو کامل اور دوسرے کو ناقص بھی بتایا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اُن کو دو مختلف ناموں جیو اور برہمہ سے موسوم بھی کیا جا رہا ہے۔ یہ متضاد اور مختلف المراد باتیں باہمدگر موافق کیسے ہو سکتی ہیں؟ "

دیال بولا "ابھی تک تو اصول پر غور کرنے کا موقعہ تک نہیں آیا۔ گفتگو تو جب ہوگی۔ دو میں ہوگی۔ ایک میں کیسے بات چیت کا امکان ہو سکتا ہے! ایک ایک کو نہ کہہ سکتا ہے۔ نہ سُن سکتا ہے۔ نہ جان سکتا ہے۔ نہ سمجھ بوجھ سکتا ہے تم نے مجھ سے برہمہ اور جیو کی نسبت سوال کیا تھا۔ اور میں نے سوال کے موافق جواب دیدیا۔ ابتدا ہو چکی ہے۔ آئندہ سوال جواب کے سلسلہ میں اصُول پر غور ہوگا "

نندو بھائی نے کہا "جس کی ابتدا ہی دو پر ہے سو وہ ایک کیسے ہوں گے۔ کتاب کے مضمون کا پتہ اُس کے دیباچہ ہی سے ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب ابتدا اس قسم کی ہوئی۔ تو انتہا بھی ایسی ہی ہوگی۔"

دیال بولا "اصلی ابتدا اور انتہا کا تم کو پتہ تک نہیں ہے۔ یہ جو گفتگو ہو رہی ہے وہ نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے۔ بلکہ درمیانی ہے۔ ابتدا میں ایک ہی تھا۔ اور انتہا میں بھی ایک ہی رہیگا۔ بیچ میں جو کچھ ہے۔ وہ بیشک ایک وادیا عالم کثرت ہے۔ یا دویت واد عالم شرکت ہے۔ یہ جو کچھ نظارے تم کو نظر آرہے ہیں۔ یہ ابتدا اور انتہا کے مرحلے نہیں ہیں۔ بلکہ درمیانی ہیں۔"

نندو بھائی تامل کے بعد بولے "یہ بھی عجیب غریب بات ہے جس کا سمجھنا یا سمجھ کر ماننا عوام کی عقلی طاقت سے باہر ہے۔ گو یہ بھی اعتراض سے خالی نہیں ہے تاہم میں تھوڑی دیر کے لئے صبر اور سکوت کے ساتھ آپ کی بات سُننے کا منتظر ہوں۔ اس کو کسی مثال یا مثالوں کی مدد سے ہمارے ذہن نشین کر دیجئے۔"

دیال نے کہا "(۱) پیدائش یا پیدائش سے پہلے کوئی بات چیت نہیں ہوتی اور نہ موت اور موت کے بعد اس کا موقعہ آتا ہے۔ گفتگو کا سلسلہ جب چھڑیگا۔ پیدائش اور موت کی درمیانی حالت میں ہوگا۔ یہ ایک مثال ہے۔

(۲) سشپتی[1] میں چلے جانے کے بعد کوئی سوال نہیں اُٹھتا۔ اور نہ اُٹھایا جاتا اور نہ اُٹھ سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ سوپنے (حالت خواب) اور جاگرت (حالت بیداری) میں ہوتے ہیں۔ جو درمیانی حالتیں ہیں۔ یہ دوسری مثال ہے۔

(۳) بیہوشی میں کوئی کسی سے کچھ نہیں پوچھتا۔ ہوش آنے پر پوچھا پاچھی ہوتی ہے۔ یہ تیسری مثال ہے۔"

---

[1] گہری نیند۔

(۴) ملاپ اور میل ملاقات سے پہلے کون کس سے واقف ہوتا ہے میل ملاپ ہی سے واقفیت۔ جان پہچان اور ایک دوسرے کے سمجھنے بوجھنے کی نوبت آتی ہے۔ یہ چوتھی مثال ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔"

نند و بھائی بولے۔" ان مثالوں کی کوئی سند نہیں ہے۔ جس نظر سے آپ یہ کہہ رہے ہیں۔ بیشک صحیح ہے لیکن جب اصل میں ایک ہی ہے۔ تو اس میں یہ دوئند (دوپنا) کیسے آیا اور یہ دو کیسے ہو گئے؟"

دیال نے کہا۔" مثال تو مثال ہی ہے۔ مثال کے صرف ایک ضروری پہلو ہی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ دنیا عالم مثال ہے۔ مثال ہی کی مدد سے اس کی سمجھ آتی ہے اور پھر میں دوسری مثال دے کر تمہیں اس رمز کے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ فرض کرو تم ایک ہو۔ خواہ تمہارا دل ایک ہے۔ پہلے تم یا وہ اپنے آپ میں محو تھے۔ سمندر میں لہر آنے یا خیال کی دھار کے پیدا ہوتے ہی تم ایک ہوتے ہوئے اپنے میں اپنے آپ بات چیت کرنے اور سوچنے لگے۔ بس اسی وقت دوپنا ہو گیا۔ تم ایک ہوتے ہوئے دو بن گئے۔ اب تمہارا ایک حصہ سوال کرتا ہے۔ اور دوسرا جواب دیتا ہے۔ اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ تم اب بھی جسم کی نظر سے بھی ایک ہی ہو۔ اسی طرح ایک سے یہ جگت (کائنات) پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دلی اور جسمانی نظر سے دو ہو کر سوال و جواب پس و پیش صحت غلطی وغیرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اپنے دل میں سوچو ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ تمہارا ذاتی تجربہ ہوگا بس اسی ایک معمولی مثال سے سمجھ لو۔ کہ ایک سے انیک کی پیدائش اسی اصول کے موافق ہوتی ہے۔"

نند و بھائی نے اس آخری مثال پر غور کیا۔ اور پھر تامل کے ساتھ بولے:۔
"یہ مثال بہت حد تک آپ کی مراد کی وضاحت کرتی ہے۔ لیکن یہ دل کے

دُبدھا کی مثال ہے۔ برہمہ دُبدھا تو نہیں ہے ؟"

دیال نے کہا "برہمہ دُوبدھا ہے۔ اور دُوبدھا نہیں ہے۔ اور برہمہ میں دُوبدھا نہیں ہے۔ دُوبدھا اس وجہ سے ہے کہ اُس میں برہمہ کی لغوی معنی کی نظر سے حرکت اور خیال کی دو حالتیں جیو کو نظر آرہی ہیں۔ اور اُسے دونو کا پتہ برہمہ میں ملتا ہے۔ اور دُوبدھا اس وجہ سے نہیں ہے۔ کہ برہمہ کی نظر سے حرکت اور خیال دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ وہ ایک ہی ہیں۔ جو خیال ہے۔ وُہی حرکت ہے اور جو حرکت ہے وہی خیال ہے۔ تم جیو کی نظر' اور' برہمہ کی نظر' کو وسیع معنی میں لینا ورنہ پھر نظر ناظر منظور کی تثلیثی مناظر کا تصوّر پیدا ہوگا۔ یہ برہمہ میں نہیں ہیں۔ صرف جیو کو اپنی موجودہ حالت میں نظر آرہے ہیں۔ ایک خیال کا سمندر ہے۔ جو ہر وقت لہراتا رہتا ہے۔ اور برہمہ میں دُبدھا (دس وہشیں) نہیں ہے۔ کیونکہ وہ قدرتی طور پر اپنی اصلی حیثیت پر قائم ہے"۔

شَنرو بھائی بولے۔ "اگر برہمہ میں دُوبدھا اور دُبدھا نہیں تھی۔ تو پھر جیو میں کیسے آئی ؟ کیونکہ بقول آپ کے برہمہ اور جیو کے معاملہ میں سمندر اور بوند کی مشابہت ہے۔ سمندر کے اوصاف کا اُس کے ہر بوند میں امکان ہے۔"

دیال نے کہا "یہاں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ سب کا سب جیو کی نظر سے ہے 'جیو کی نظر' اور 'برہمہ کی نظر' کا اطلاق بھی جیو ہی کی نظر سے ہے۔ کیونکہ برہمہ نظر ناظر اور منظور کی تثلیثی قید و بند سے آزاد ہے۔ وہ جو ہے۔ وہ ہے۔ جیو اُسے اپنی نظر سے 'پُورن' اور 'کامل' دیکھتا ہے۔ برہمہ اپنے کو پُورن اور کامل نہیں دیکھتا۔ اور جیو کی یہ نظر اُس وقت تک رہے گی۔ جب تک وہ اپنے آپ کو برہمہ سے جُدا اور علیحدہ سمجھ کر کُل اور جُزو کے مناظر کو مدنظر رکھتا۔ اور اپنے کو جُزو اور برہمہ کو کُل سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر سمجھو۔ برہمہ سمندر ہے۔ اور سارا برہمہ ایک ہی بوند

ہے۔ اُس میں دوپنا نہیں آسکتا۔ کیونکہ کمال میں دوپنا کا وہم پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ دو کو دیکھے۔ دو کو سُنے۔ دو کو مانے۔ تو پھر اُس کے دو اجزا ہو جائینگے اور دونوں ہی ناقص اور محدود ثابت ہونگے۔ ناقص اور کامل کا تصوّر بھی جیو ہی باندھتا ہے۔ اور وہ اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو برہمہ سے علیحدہ سمجھ کر اُس پر غور۔ تامل۔ اور سوچ وچار کیا کرتا ہے۔ یہ حالت برہمہ کی نہیں ہے۔ اب رہا تمہارا یہ اعتراض کہ جو وصف سمندر میں ہے۔ وُہی اُس کے ہر بُوند میں ہونا چاہیئے اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ جیسے سمندر میں کھارے پنے کا وصف ہے۔ وہ تو اُس کے ہر بُوند میں رہیگا۔ لیکن بُوند جُز ہیں۔ اور سمندر کُل ہے۔ جُز میں جزویت کے نقص ہونا مقدم ہے۔ لیکن کُل میں جُزویت کے نقص کا امکان نہیں ہوتا۔ اُس میں کُلیّت کا وصف ہوگا۔ جو دراصل جیو ہی کی نظر سے ہے۔ کُلیّت کمال (اور پُورنتا) ہے۔ جُزویت نقص اور کمی ہے۔ یہ دونوں اُس وقت تک جیو میں نظر آتا رہیگا۔ جب تک وہ بُوند کی جُزوی حیثیت میں اپنے آپ کو سمندر سے جدا رکھ کر بات چیت کرتا رہیگا۔ اور جب وہ تمام بُوندوں کی طرح سمندر سے مِلا جلا ہُوا رہیگا۔ تب اُس کی نظر ایسی نہ رہیگی۔ یہ خیالی معراج نگاہ کے سامنے رکھ کر جیو برہمہ کا تصوّر باندھتا ہے۔"

نند و بھائی دیال کی اس آخری بات کو سُنکر بہت خوش ہُوئے۔ اور اُن کے بھرم کا ایک پردہ اُٹھ گیا۔ کہنے لگے۔ "آج مجھے کُل اور جُز کی مختلف حیثیتوں کا علم ہُوا۔ میں اسے خوب سمجھ گیا۔ اب یہاں اس موقعہ پر دوسرا اعتراض ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ **ویدانت** عام طور پر برہمہ میں حرکت اور غور یا خیال کا تصوّر نہیں باندھتا۔ بلکہ اُسے دائم بالذات۔ قائم بالذات۔ اچل اور نشچل قرار دیتا ہے۔ آپ پہلی دفعہ بال کی کھال نکالتے ہُوئے اُس کو حرکت اور خیال کے

معنی پہنا لیتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اور آپ کیوں اسے مختلف طور پر ایسے سمجھانے کا جتن کرتے ہیں؟"

دیال "ہنسا" میں نے برہمہ کی جو تعریف کی ہے۔ وہ اس کے لغوی معنی میں موجود ہے۔ اس سے تم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اب رہا کہ برہمہ اچل نشچل۔ ذات۔ ملار علیہ۔ کوٹستھ اور ادھشٹان ہے۔ یہ معراج کی بات ہے۔ جو کل اور جزو کے وہم کے دور ہونے کے سلسلہ میں آپ آہستہ آہستہ سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ کل میں چل (حرکت) اور خیال کا وہم نہیں ہے۔ اور نہ ہوتا ہے لیکن جیو جیو ہے۔ چونکہ جزوی اور ناقص اور محدود شخصیت کی نظر اس میں ہے۔ اس لئے موجودہ وقت میں اس کیلئے ایسے وہم کا ہونا لازمی ہے۔ کل میں اس کی معدومیت رہتی ہے۔ اور جب جیو عمل تصور سے اپنی جزوی حیثیت کو برہمہ کی کلی حیثیت میں شامل کر دیگا۔ تب یہ برائی۔ بڑے ہونے اور خیال کرنے کا وہم اس کے اندر سے آپ جاتا رہیگا۔ اس لئے برہمہ کو معراجی نظر اور صرف معراجی نظر سے اچل اور نشچل مانا گیا ہے۔"

نند و بھائی بولے "تب بالعوض برہمہ کے اس کے لئے دوسری موزوں اصطلاح گھڑنی اور اسے دوسرا نام دینا چاہیئے تھا۔"

دیال نے کہا۔ "لفظ تو لفظ ہی ہے۔ برہمہ لفظ سب سے زیادہ موزوں سمجھا گیا۔ میں نے اس کے حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کی تشریح کر دی۔ اگر تم کوئی نیا لفظ گھڑو گے۔ تو وہاں بھی وہی نقص ثابت ہوگا۔ بولے نہیں۔ کہ پکڑے گئے نہیں۔ اور زبان کو لوگ پکڑ کر اعتراض پر اعتراض جمانے لگینگے۔ مثلاً اگر حقیقت کو ذات کہو۔ تو اسی وقت اس میں ذاتیت کے وصف کا گمان پیچ گا خواہ اگر روپ کہو۔ تو پھر روپ کا فوراً ہی الزمان ہوگا۔ اس لئے لفظ تو لفظ

ہی سب ہے۔ جو کثیر الاستعمال ہو گیا۔ وہی کافی ہے۔ لفظ پر نہ جاؤ۔ صرف مغز سخن اور مراد معنی پر نظر رکھو۔ اور جو کہو کہ میں نے کیوں لفظی تشریح کی جرأت کی ہے۔ تو اس کا سبب یہ ہے۔ کہ خیال کے رگ کو زیادہ حرکت کرنے اور دل کو سوچنے کا زیادہ موقعہ ہاتھ آئے۔ جیسا تم آگے چلکر خود سمجھ جاؤ گے۔ ابھی تو صرف ابتدائی تعلیم ہے۔ جیو اور برہمہ کا رُوپ ابتک بیان نہیں کیا گیا"۔

تسلدو بھائی پھر خوش ہو گئے۔ "اب یہ بھرم بھی جاتا رہا"۔

دُوسری کلا

جیو اور برہمہ کی یکسانیت

تسلدو بھائی بولے۔ "یہ مجھے اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا۔ کہ خیالی معراج اور ہے اور علمی یا عملی وچار اور ہے۔ عمل اور علم معراج کی تکمیل اور تکسیب کے ذریعے اور مدارج ہیں۔ اور یہ سب صرف جیو کی نظر سے ہیں۔ برہمہ کی نظر سے نہیں ہیں۔ اور جسے جیو برہمہ کی نظر کہیگا۔ وہ بھی جیو ہی کی نظر سے ہوگا۔ اب آپ مجھے جیو کی نظر سے برہمہ اور جیو کے مشابہتی پہلو اور بالترتیب مناسبتی مدارج دکھائیے۔ تاکہ یہ سمجھ میں آجائے۔ کہ جیو کس طرح برہمہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ آپ نے سمندر اور بوندوں کے کھاری پنے کی مثال دے کر بتایا ہے۔ کہ دونوں میں ایک طرح کے وصف ہوتے ہیں۔ یہ خیال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے بعد میرا دوسرا سوال ہوگا۔ کہ جیو اور برہمہ دونوں ایک کیسے ہیں؟"

دیال سنگھ نے کہا۔ "میں بہت خوش ہوا۔ کہ تم نے کل اور جز۔ برہمہ کی لامحدود فردیت اور جیو کی محدود شخصیت۔ اور برہمہ اور جیو کی نظر کے مسئلہ کو سمجھ لیا۔ ورنہ اس کے سمجھانے اور سمجھنے میں سخت دقت حائل ہوتی ہے۔ اور اس میں

بہت فضول وقت رائگاں صرف ہوتا ۔ اب میں تم کو بتدریج ان کے درمیان
مشابہتی پہلوؤں کے دکھانے کی کوشش کرونگا۔ یہ نظریہ جو تم کو اس وقت بیرے
سمجھانے بجھانے سے مل گیا ہے ۔ اسے کبھی نظر انداز نہ کرنا۔ اور ویدانت کے
مسائیل نہایت آسانی سے حل ہوتے چلینگے ۔ یہ خیال رہے ۔ کہ گفتگو کا سلسلہ
صرف جیو ہی کی نظر سے چلتا ہے ۔

پہلی بات جو میں کہونگا ۔ وہ جسمانیت کی نظر سے ہوگی ۔ کیونکہ جیو کی نظر خارج
ہیں (باہر مکھی) ہونے کی وجہ سے زیادہ تر جسم ہی پر رہتی ہے ۔ جس میں دل کا
شمول رہتا ہے دوسری بات جو میں کہونگا ۔ وہ دل یا من کی مانسک یا دلی نظر سے
ہوگی ۔ جو دل کا اپنا خاصہ ہے تیسری بات جو میں کہونگا ۔ وہ جڑ یا بنیاد کی نظر سے
ہوگی اسمیں بھی دل شامل ہیگا کیونکہ قدرت میں دل ہی ایک ایسا راز ہے یا جوہر ہے جو سوچنے
سمجھنے پر قادر ہوتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر نہ کوئی سمجھے بوجھے نہ خیال کرے نہ کام کرے ۔ اور نہ
معراج (اِشٹ) کی تکمیل (پراپتی) کا موقعہ ہاتھ آئے ۔

جیو میں یہ تین باتیں دیکھی جاتی ہیں جسم ۔ دل اور بنیاد اور وہ ان تینوں سے
بنا ہوا یا ان ہی کی ترکیبی میل جول کا کرشمہ دکھائی دیتا ہے ۔ ان میں سے جسم خیال
یا کرم کا تختۂ مشق ہے ۔ دل اوزار ہے ۔ اور بنیاد آتما کے ساتھ صنعتگر کی
مثال ہے ۔ جیسے بڑھئی ہاتھ میں بسولا (تیشہ) لئے ہوئے لکڑی کے تختہ کو
گھڑتا رہتا ہے ۔ اسی طرح آتما سے ملی ہوئی جڑ دل کا ہتھیار لئے ہوئے اس
جسم کے حرکات یسکنات ۔ قول فعل اور خیال پر اثر انداز رہتا ہے ۔ اور یہ نظام
کائنات (برہمانڈ) کا ترکیبی اور تثلیثی ۔ قانون ہے جس کا نظارہ ہمارے
ہر چہار طرف اس وسعت کے ساتھ نظر آرہا ہے ۔

اب ان کی جانب نظر کرو ۔ تمہاری روزانہ زندگی میں تین حالتیں گزرتی

رہتی ہیں ۔ یا تین قسم کی کیفیتیں نظر آتی ہیں ۔ اُن کے نام جاگرت (بیداری) سُپن (خواب یا خواب دیکھنے والی نیند) اور سُوشپتی (گہری یا بغیر خواب کی نیند) ہیں ؛

جب جیو آنکھیں کھولتا ہے ۔ تو اُس کے سامنے عالمِ کثرت کا نظارہ موجود رہتا ہے ۔ اور انیک واد جگت پرتیت ہوتا ہے ۔ اِس رعایت سے جیو کا نام اس بیداری کے عالم میں بیداری کی نظر سے وِشو پڑ جاتا ہے ۔ وِشو سنسکرت مادہ 'وش' (داخل ہونے اور محیط ہونے) سے نکلا ہے ۔ وشو کے مجازی معنے دُنیا جگت اور عالم ہیں مطلب یہ ہے ۔ کہ آنکھ کھولتے ہی جیو سنساری ہو جاتا ہے ۔ اور سنسار میں داخل ہوتا ہے ۔ اور اسی رعایت سے اُس کا یہ نام پڑ جاتا ہے ۔ اِس حالت یا کیفیت میں داخل ہونے کی وہ کرم (جسمانی فعل) کرنے پر قادر ہوتا ہے ؛

جب جیو آنکھوں کو بند کرتا ہے ۔ تب وُہ عالمِ اثنینت (دویت جگت یا اصلی ذدِ ند اور متضاد کی دُنیا میں) اپنے اندر جاتا ہے ۔ اور اُسے عالمِ کثرت کی طرف سے بے تعلقی ہو جاتی ہے ۔ اور صرف دو عنصر ۔ جوہر ۔ یا تتو ملے جُلے پرتیت ہوتے ہیں ۔ ایک جسم ۔ دوسرا دل لیکن جسم سے مراد یہاں اس کثیف جسم یا ستھول شریر سے نہیں ہے ۔ یہاں اُسے لطیف جسم سے تعلق رہتا ہے ۔ اور یہ دونوں تتو مِل کر ملے جُلے ہوئے ۔ ہر قسم کی خیالی رچنا کرنے اور صرف خیال کی مدد سے سب کچھ کرنے پر قادر رہتے ہیں ۔ یہاں اس کیفیت میں داخل ہونے پر اُس کا نام ۔ تیجس پڑ جاتا ہے ۔ جو سنسکرت مادہ 'تج' (تیز کرنے) سے نکلا ہے ۔ یہاں چونکہ خیال میں تیزی آ جاتی ہے ۔ اس لئے اُس کا نام ایسا رکھ لیا گیا ہے ۔ اور اُسے اہلِ خیال کا خطاب دیا جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ خیال کرنے

پر قادر ہے۔ یہ گیان کی حالت ہے۔ گیان کہتے ہیں جاننے کو۔ جاننا دل ہی
کا خاصہ ہے۔ گیان کا ایک رُوپ تو یہ ہے۔ اور گیان کی دُوسری صورت یہہ
ہے۔ کہ دل اُس میں محو۔ فنا اور لے ہو کر اسی کا رُوپ بن جائے۔ اور وہ گیان
مجسم ہو جائے۔ یہاں تک کہ گیان اُس کی ذات کی حیثیت حاصل کر لے سو ویدانت
میں ان دونوں صُورتوں پر عمل ہوتا ہے۔ ایک جاننا اور دوسرے جاننے
کے آدھار کا چنتن (غور و تصوّر) کرتے ہوئے اُس میں لے (فنا یا محو) ہو جانا۔

جب جیو بیرُونی اور اندرونی عالم (باہری اور انتری جگت) سے اوپر چڑھتا
ہے۔ تو تیسری کیفیت میں جا کر بیٹھتا ہے۔ اُس وقت اُس کا نام پراگیہ
(جاننے والا) ہوتا ہے۔ یہ لفظ تین سنسکرت مادہ پر (پہلے) اور گیا (جاننے)
سے نکلا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ جو گیان کی حالت پہلے بھی اُس میں داخل ہوتا ہو
گیان کا آدھار یہ آتما یا رُوح سے ملی ہُوئی حالت ہے۔ جیو اُس میں جا کر بیٹھتا
اور مل رہتا ہے۔ اور ایک ہو جاتا ہے۔ اور انیک واد اور دویت واد کی دُنیا
سے اُوپر آکر ادویت واد کے عالم میں داخل ہوتا ہے۔ جو اُس کا رُوپ تھا۔
اور پہلے بھی تھا۔ اور اب بھی ہے لیکن انیک اور دویت کے جھگڑوں کے
مقامات پر آکر اور طرح کا پرتیت ہونے لگتا ہے۔ آتما کی قُربت کی کیفیت میں
چلا جانا اور اُس کے قریب یا اُس میں بیٹھنا اُپاسنا (اُپ = قریب اور آسن
= بیٹھنا) کہلاتا ہے۔ یہ بھی ایک طرح کی جسمانی حالت ہے۔ جو آتما سے قریب ہے
اور اُسے کارن شریر کہتے ہیں۔

یہ تین حالتیں ہیں۔ جن میں سے جیو دن کے چوبیس گھنٹوں کے اندر گزرتا
رہتا ہے۔ اور جو اس قدر معمولی ہیں۔ کہ معمُولی آدمی تک کو اُن کا کچھ نہ کچھ علم رہتا
ہے۔ ہاں۔ اُن کی صراحت اور وضاحت کرنا دوسری بات ہے۔ جو سوا سمجھ دار

سکے ہر شخص کا کام نہیں ہے۔

یہ جیو کے تین شاریرک اوستھائیں یعنی جسمانی حالتیں ہیں۔ جو سُوکشم ستھول اور کارن کہلاتی ہیں۔

یہ بات جیو کی جسمانی حیثیت کی نظر سے کہی گئی ہے۔ اب برہمہ کی جسمانیت پر جو جیو کی نظر سے ہے غور کرو۔

جیسے جیو میں تین شریر (جسم) ہیں۔ ویسے ہی برہمہ میں بھی تین جسم ہیں۔ ستھول۔ سُوکشم اور کارن (کثیف۔ لطیف اور معلولی) جیو کی طرح برہمہ میں بھی جسم۔ دل اور بنیادی یا کارن حالت ہے۔ اور وہ بھی اس نظر سے جسمانی۔ دلی اور رُوحانی تعلقات رکھتا ہے۔ اور جیسے جیو کی نسبت بڑھئی۔ بسولا اور لکڑی کی نسبت دکھا کر اس میں آتما۔ دل اور جسم اور بنیاد یا بیج کے کاروبار کا راز سمجھایا گیا ہے۔ ویسے ہی پر برہمہ کا کام بھی دل کے اوزار کے ذریعہ اس کے جسم ہی پر پڑتا ہے۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "برہمہ کا جسم! یہ نئی بات آپ کہتے ہیں ایسا کوئی نہیں کہتا۔"

دیال بولا۔ "کوئی کہے یا نہ کہے۔ لیکن میں تم کو کہتا کیا آرہا ہوں! کیا تم نے اس پر توجہ نہیں کی؟ جیو کا جسم پنڈ یا پنڈانڈ کہلاتا ہے اور برہمہ کا جسم برہمانڈ (برہمہ کا انڈا) کہلاتا ہے۔ یہ ترلوکی۔ ترگن تمک دیس۔ تریلوک جگت برہمانڈ ہے۔ اور وہ بھی جیو کی طرح۔ آتمک۔ دیوک۔ اور بھوتک یعنی آتمک دلی اور جسمانی ہے۔ اس نظر سے دونوں کی مشابہت اور مماثلت اور مطابقت ہے۔"

نند و بھائی نے کہا۔ "میں سمجھ گیا۔ اب آپ اور باہمی مشابہت کو دکھائیے"

دیال بولا۔ "جب برہمہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔ تو اس جگ کی رچنا ہوتی ہے اور عالم کثرت کے مناظر کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ برہمہ کی جاگرت اوستھا (حالت بیداری)

ہے۔ اِس کیفیت کی رعایت کی نظر سے برہم کو وِراٹ کہتے ہیں جس میں ان گنت سر ان گنت ہاتھ پاؤں اور بیشمار جیو جنتو گتھے ہوئے پرتیت ہوتے ہیں۔ وراٹ سنسکرت مادّہ "دی" (بڑا) "رٹ" (آواز) سے نکلا ہے آواز یا شبد جیتن کا چنھ (علامت) ہے۔ یہ وراٹ اس قدر بڑا ہے۔ کہ اُس میں تمام کرّے۔ فلک الافلاک وغیرہ گتھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بڑے کل کی طرح شور کرتا ہوا چکر کھاتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت ہمارے جسم کی بھی ہے۔ اُس کے بھی تمام رگ و ریشے حرکت میں رہ کر آواز کرتے رہتے ہیں لیکن کسی حصہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ کسی کی نہیں۔ کوئی کسی اوزار کے ذریعہ سُنی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ہمارے کانوں کو اُن کی آوازوں سے مطابقت کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اور ہم وراٹ کی گونج کو بھی بڑی زوردار ہونے کی وجہ سے نہیں سُن سکتے۔ کیونکہ اس سے کانوں کو مطابقت اور مناسبت نہیں ہے۔ صرف قیاس سے اُس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ برہمانڈ (عالم کبیر) اس وراٹ کا ستھول شریر ہے۔ اور اُس کا کام ہمارے جسم کی بیداری کی کیفیت سے مشابہ ہے ؛

جب برہم اپنی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے۔ تو عالم کثرت کے نظارے موقوف ہو کر عالم اثنیت (ددپنے۔ یعنی لطیف جسم خواہ دل) میں داخل ہوتا ہے۔ جو اُس کے باطن کا اندرونی عالم ہے۔ اور وہ سوکشم شریر اُس کا دل ہی ہے۔ اس حالت میں اُس کو اوپاکرتیہ کہتے ہیں۔ جو سنسکرت مادّہ۔ آ (نہیں) اور کری (بنانے) سے نکلا ہے۔ کوئی کوئی اُسے انتریامی بھی کہتے ہیں۔ جو سنسکرت لفظ انتر (اندر یا باطن) اور یا (جانے) سے نکلا ہے۔ جو ہمارے اپنے اندر میں داخل ہونے یا خواب کی حالت میں جانے سے مشابہ ہے۔ یہ حالت اُس کے گیان کی ہے۔ جو یہاں بھی برہم کے دل سے مخصوص ہے۔ اسی طرح جب برہم

اپنے میں لئے ہو جاتا ہے۔ تو اُسے ہماری سُشوپتی (گہری نیند) (یا بیخوابی کی نیند) سے مشابہ کہتے ہیں اور اس حالت میں نہ برہمہ کی رچنا (سرشٹی) ہوتی۔ اور نہ سوچ وچار اور غور سے تعلق رہتا ہے۔ اس کیفیت میں داخل ہونے سے برہمہ کا نام ہرنیہ گربھ کہلاتا ہے۔ جو سنسکرت مادہ 'ہرنیہ' (سونا) اور گربھ (انڈے) سے نکلا ہے۔

اس مشابہت سے تم سوچ سکتے ہو کہ آیا جسمانی نقطہ نگاہ سے جیو اور برہمہ یا ہمدگر کس قدر مشابہ ہیں۔ اسے دوبارہ پھر اختصار کے ساتھ تمہارے ذہن نشین کئے دیتا ہوں۔

(۱)

جیو کی تثلیثی جسمانیت	تثلیثی کیفیتوں کی حالتوں کے نام	تثلیثی کیفیتوں کی نظر سے جیو کے نام
(۱) استھول شریر یا کثیف جسم	بیداری یا جاگرت	وشو
(۲) سُوکشم شریر یا دل	سپن یا خواب	تیجس
(۳) کارن شریر	سُشوپتی یا بیخوابی کی نیند	پراگیہ

(۲)

برہمہ کی تثلیثی جسمانیت	تثلیثی کیفیتوں کی حالتوں کے نام	تثلیثی کیفیتوں کی نظر سے برہمہ کے نام
۱۔ استھول شریر	جاگرت یا بیداری	وراٹ
۲۔ سُوکشم شریر	سپن یا حالت غور	ادیاکرتیہ یا انتریامی
۳۔ کارن شریر	لئے یا اپنے آپ میں محویت	ہرنیہ گربھ

نندو بھائی نے پوچھا "جسمانیت کی نظر سے تو میں نے جیو اور برہم کی مشابہت کو سمجھ لیا - اب ان کی باہمدگر دلی اور بنیادی کیفیتوں کی مشابہت دکھایئے"

دیال نے جواب دیا "اس جسمانی نظر کے سلسلہ میں میں نے تینوں کیفیتوں کا نظارہ دکھا دیا۔ ستھول سوکشم کارن اور جہاں تک سوچنے وچارنے اور سمجھنے کا تعلق ہو سب ان کے ذیل میں آگیا -"

نندو بھائی اس جواب کو تھوڑی دیر تک سوچتے رہے - پھر تامل کے بعد بولے "بھگون! آپ نے برہم اور جیو کا نام تو بار بار لیا - لیکن مجھے اب تک یہ سمجھ نہیں آئی - کہ وہ ہیں کیا؟ کیا وہ بھی جسم ہیں - اگر جسم ہیں - تب تو میری تسلی اس تعلیم سے نہیں ہوگی - میرا خیال کسی اور بات کی طرف ہے - جسے میں لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا - وہ میرے مفہوم میں ہے - لیکن اس کی اظہار کے لیئے کافی لفظ اور ضروری لفظ نہیں ملتے - حیران ہوں کیونکر کہوں - اگر آپ بھانپ سکتے ہو - یا بھانپ سکے ہو - تو پھر خود ہی سمجھ کر اسے سمجھا دو -"

دیال نے گہری نظر سے نندو بھائی کو دیکھا - پھر ہنس کر بولا - "میں سمجھ گیا - اور تمہارے اس سوال کی وضاحت کئے دیتا ہوں -

تمہارے ذہن میں یہ بات آئی ہے - کہ (۱) یہاں برہم اور جیو کی مشابہت میں صرف جسمانی حالتوں کیفیتوں اور حیثیتوں پر بحث ہوئی ہے - دونوں کے مشابہتی پہلو تو دکھا دیئے گئے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ برہم اور جیو ہیں کیا؟ (۲) کیا پنڈ (عالم صغیر خواہ) انسانی جسم کو جیو اور برہمنڈ (عالم کبیر خواہ) برہم کے عنصر کو برہم کہا جا رہا ہے - (۳) ان میں سے کوئی ایک برہم یا جیو ہے - یا تینوں کی مشمولی اور مجموعی کیفیت برہم یا جیو ہے - (۴) یا جیو اور برہم ان تینوں سے نیارا کوئی الگ چیز ہے - (۵) اگر وہ انفرادی یا مجموعی کیفیت ہے - تو پھر اس کو سمجھا

کیا جائے یا (۶) اگر وہ الگ چیز ہے۔ تو کیا ہے۔ اور اُس کی سمجھ کیسے آوے۔ یا (۷) جو سمجھتا ہے۔ اور سمجھا جا رہا ہے۔ وہی جیو اور برہم ہیں۔ غرضیکہ یہ تمام باتیں اس وقت ملی جلی ہوئی غیر واضح صورتوں میں تمہارے دل میں گذر رہی ہیں۔"

نند بھائی خوش ہو کر بولے "یہی بات ہے اور آپ نے بڑی صفائی سے اسے واضح کر دیا۔ اب اس کو سمجھا بھی دیجئے۔"

دیال بولا۔ "اتنی جلد نہیں۔ تم کو ذرا صبر کرنا چاہیئے جنہیں لوگ جیو اور برہم کہتے ہیں۔ سو وہ تو انہیں کے انترگت (یعنی شمول) میں ہیں۔ پہلے ان پر غور ہو لے تب آگے کا راستہ کھلے۔"

تیسری کلا

برہم اور جیو کی یکسانیت کی علامتیں

نند بھائی بولے "جسمانیت کی نظر سے جیو اور برہم کی یکسانیت ظاہر کی گئی۔ لیکن یہ پھر بھی نہیں بتایا گیا۔ کہ یہ دونوں کیا ہیں! وعدہ پر ٹالا گیا۔ خیر! اس کا بھی مضائقہ نہیں۔ تاہم اور بھی کچھ برہم اور جیو کے مشابہتی پہلوؤں پر نظر ڈالیئے۔"

دیال ہنسا "پھر وہی سوال! اجی مجھے تو جو کچھ کہنا تھا۔ کہہ چکا ہوں۔ اور وُہ جسمانیت کے سلسلہ میں آ گیا۔ تاہم پھر میں اُسی سلسلہ میں کچھ کہتا ہوں۔ صرف لفظوں کا فرق رہیگا۔

جیو اپنی نظر سے برہم کو سچدانند۔ ست۔ چت۔ آنند اور ہستی۔ علم اور سرور مکمل تصور کرتا ہے۔ اور آپ اپنے کو محدود اور ناقص سمجھ کر ہستی۔ گیان اور خوشی کو اُس کے ذریعہ اُس سے یا اُس میں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ناقص

جب کامل سنسے بنتا ہے۔ تب اُس کے نقص کا علاج ہو جاتا ہے ؛
اب سُنو۔ یہ ست کیا ہے؟ ست سنسکرت مادہ ' اس ' سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ' ہونا ' اور ' ہستی ' محض ہے۔ اِس کے مجازی معنے بیشمار ہیں مثلاً نیکی ۔ سچائی ۔ خوبی وغیرہ وغیرہ ۔ ست کی تعریف عام طور پر یہ کی جاتی ہے کہ جو تینوں زمانہ ماضی ۔ حال اور مستقبل میں یکساں رہے ۔ یہ معنے بھی صرف ' ہونے ' اور ' ہستی ' ہی میں پورے طور پر گھٹ سکتے ہیں ۔ نیکی ۔ سچائی وغیرہ پر ہمیشہ ان کا اطلاق نہیں ہوتا ۔ جیو اس " ست ہونے " (زندگی) کو برہم کا خاصہ سمجھ کر اُس کے تصور سے پالنے کا خواہشمند رہتا ہے ۔ دُوسرا چت ۔
چت کیا ہے؟ چت سنسکرت مادہ ' چیت ' (حافظہ) سے نکلا ہے ۔ حافظہ ۔ تمیز ۔ غور ۔ بچار ۔ سمجھ ۔ بوجھ ۔ قیاس ۔ تولنے وغیرہ کو کہتے ہیں ۔ چت لغوی معنی میں جمع شدہ ۔ فراہم شدہ ۔ انبار ۔ ذخیرہ وغیرہ کا نام ہے ۔ یہ دونوں ہی معنے چت کے ہیں اور دونوں ہی کی رعایت سے اسے ' گیان ' (عقل) کہہ سکتے ہیں ۔ اس میں دو باتیں ہیں یہ سمجھ بوجھ وغیرہ کا فطرتاً ۔ طبعاً ۔ اور قدرتاً خود انبار ہے دُوسرے یہ اندازہ لگانے ۔ سوچنے ۔ سمجھنے کا اوزار بھی ہے ۔ جیو اسے برہم کا خاصہ سمجھکر اس سے ملتجی ہوتا ہے ۔ کہ عملی تصور سے یہ اُس کو مل جائے ۔ تیسرا آنند ۔
آنند کیا ہے؟ آنند سنسکرت مادہ ' آنگ ' (پہلے) اور ' ندی ' (خوش کرنے) سے نکلا ہے ۔ یہ اُس کے لغوی معنے ہیں ۔ مجازی معنی بے شمار ہیں ۔ مثلاً تہذیب ۔ شائستگی کسی مہمان دوست سے ملنے اور بچھڑنے پر اُس کے ساتھ خوش سلوکی کرنا ۔ خوش کرنا ۔ خوشی منانا ۔ یا جس سے خوشی حاصل ہوتی ہے ۔ جیو سمجھتا ہے کہ یہ سب کامل طور پر برہم میں ہیں ۔ یہ وجہ ہے کہ وہ برہم کے دھیان سے اُسے نصیب ہوں گی ۔ وہ ابتدا میں ایسا ہی تصور کرتا ہے ۔

جیو- یہ تینوں باتیں برہم سے مخصوص کرتا اور اُس کے لکشن سمجھتا ہے۔
اب سمجھو- جو شے یا جوہر کسی میں رہتا ہے۔ وہ اُس کی خواہش کرتا اور اُس کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اگر یہ جیو میں نہ ہوتے تو ممکن نہیں تھا کہ وہ ان کی اپنے دل میں چاہ اُٹھاتا۔ اسلئے فطرتاً اور طبعاً یہ جیو میں بھی موجود ہیں۔ اور اُس کے لکشن یا علامت ہیں۔"

نند وبھائی نے کہا:"اصول تو یہ ہے۔ کہ جو چیز ہم کو حاصل نہیں ہے۔ ہم اُس کو چاہتے اور اُس پر قابض ہونے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ عقل تو یوں کہتی ہے۔ کہ جیو ان سے خالی ہے۔ ان کا محتاج ہے۔ ان کی اپنے میں معدومیت پاتا ہے اس لئے برہم کے تصور سے اُن کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ جیسے کسی کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اور وہ مہاجن کے پاس جاکر قرض لے کر اپنی کمی کو پوری کرنا چاہتا ہے۔"

دیال بولا:"ظاہرا تو سب کی سمجھ ایسی ہی ہوتی ہے۔ اور لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں لیکن یہ بات نہیں ہے۔ یہ تم (۱) سمجھ لو۔ مانگ تانگ کی چیز دیر پا نہیں رہتی وہ ناپائیدار اور عارضی ہوتی ہے۔ (۲) جب کسی کے اندر اُس کا مادہ یا جوہر چھپا رہتا ہے۔ تب ہی وہ اُس کی چاہ اُٹھاتا یا اُٹھا سکتا ہے۔ مثلاً مچھلی پانی سے بنی پانی میں رہتی۔ پانی میں خوشی مناتی۔ اور پانی کی خواہشمند رہتی ہے۔ اگر وہ پانی سے مختلف ہوتی۔ تو پانی کو کیوں چاہتی۔ پانی اُس کی اصل و نسل ہے۔ اگر جیو میں ست۔ چیت اور آنند نہ ہوتا۔ تو پھر وہ بھول کر بھی اُس کے پیچھے نہ دوڑتا۔ میں نے ہر اصطلاح کے لغوی اور مجازی دونوں معنوں کو اسی غرض سے تم کو سمجھا دیا ہے۔ تاکہ تم بھرم میں نہ پڑو۔ لیکن عام آدمیوں کی طرح تم پھر بھی بھرم میں پڑ گئے۔ میری کہی ہوئی باتوں پر غور کرو۔ تاکہ پھر تم کو یہ شک و شبہ نہ ستا سکے۔

جیو میں ست (ہستی) ہے۔ اس لئے وہ اس کا فطرتاً خواہشمند ہے۔
جیو میں چیت (گیان) ہے۔ اس لئے وہ اس کا فطرتاً خواہشمند ہے۔
جیو میں آنند (خوشی) ہے۔ اس لئے وہ اس کا فطرتاً خواہشمند ہے۔
ایک بھی جیو تم کو ایسا نہ ملیگا۔ جو ان سے خالی ہو۔ یا ان کی چاہ نہ رکھتا ہو سب جینے کے خواہشمند ہیں۔ سب گیان کے متلاشی ہیں۔ اور سب خوشی کے شیدائی اور سودائی ہیں۔ یہ اُن کی زندگی کی خصوصیتیں ہیں۔ بلکہ یہ زندگی کی اصل بنیاد ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا۔ کہ وہ اُن کی تلاش اور کھوج میں رہیں۔ تاکہ وہ کثرت سے اُن کو نصیب ہوں۔ اس لئے جیو میں ست۔ چیت اور آنند تینوں ہی ہیں"!

نندو بھائی بولے "آپ کی بات سچ اور صحیح ہوگی یا سچ اور صحیح ہے۔ لیکن ہم کو ایسے آدمی بھی دُنیا میں ملتے ہیں جو زندگی سے گھبرا کر مرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ اور بسا اوقات خودکشی (آتم گھات) کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے واقعات آپ اکثر سُنتے ہوں گے۔ یا سُنے ہوں گے۔ ان کی موجودگی میں میں کیسے مان لوں۔ کہ سب کو جینے کی ہوس ہوگی۔"

دیال بولا "سب کی نسبت جاننے کو تو انسان کو ہدایت بھی نہیں کی جاتی تم اپنے دل میں ذرا اپنی موت کا تصور تو باندھو۔ یہی خیال کرو۔ کہ ہم مرجائیں گے یہ خیال تم کو خواب تک میں بھی نہ آئیگا۔ جی چاہے کر دیکھو۔ یہی کیفیت سارے آدمیوں کی ہے۔ چاہے وہ اوروں کو مُردہ سمجھ لیں۔ لیکن اُن کو بھول کر بھی اپنی موت کا خیال نہیں آتا۔ اور نہ آسکتا ہے۔ اب رہا تمہارا یہ کہنا کہ انسان اپنی زندگی کے مٹنے کی نیت سے خودکشی کرتا ہے۔ غلط ہے۔ بلکہ تبدیلی حالت کی نظر سے اُسے ایسا کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اُس سے پوچھو۔ جینا اور ہستی چاہتا ہے یا بہتر حالت سے اپنی ہستی کو خوشتر [illegible]

کا خواہشمند ہے۔ اور ابھی پتہ چل جائیگا۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ انسان میں ست ہے۔ اور ست زندگی ہے۔ اور وہ زندہ رہتا ہے۔ زندہ رہیگا۔ اور زندہ رہنا چاہتا ہے۔ زندگی کا پیار جیو کی فطرت ہے۔"

اسی طرح ہم میں سے کوئی بھی نادان اور دکھی نہیں رہنا چاہتا۔ سب کو گیان اور سکھ کی چاہ رہتی ہے۔ زندگی علم اور خوشی جیسے برہم میں ہیں۔ ویسے ہی جیو میں بھی ہیں۔ اور اس نظر سے دونوں یکساں ہیں۔ سچدانند کے مسئلہ پر غور کرنے کا مقصد صرف یہ تھا۔

نندو بھائی بولے "جیو میں تو ست۔ چت۔ آنند کا ہونا تجربہ سے ثابت ہے۔ اور اُسے سچدانند کہنا ہر پہلو سے مناسب ہے لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ برہم میں بھی یہ تینوں خصوصیتیں ہوں گی۔"

دیال بولا۔" برہم میں یہ ہیں یا نہیں ہیں اس کا پتہ اس وقت تک نہ لگیگا جب تک اپنی ذات کی اصلی سمجھ نہ آجائیگی لیکن جیو کی نظر اور جیو کے طرز عمل سے اس کا پتہ لگتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ یہی چیزیں۔ حالتیں کیفیتیں ہیں۔ جو جیو برہم کے تصور سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یا اس سے مانگتا ہے اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جیو کو اس بات کی فطرتی سمجھ ہے۔ کہ برہم میں ست چت اور آنند ہے۔ اور برہم اس کی طرح سچدانند ہے۔ اس لئے یہ دونوں اس نظر سے یکساں ہیں۔"

چوتھی کلا

جیو اور ایشور

نندو بھائی بولے " برہم اور جیو کی مشابہت تو آپ نے ایک طرح

پر دکھا کر ثابت کی۔ گو ویدانت کا اصلی اصول اب تک زیر بحث نہیں آیا۔ وہ جیو اور برہمہ کی مشابہت نہیں۔ بلکہ یکسانیت ہے۔ اس کا وعدہ کیا گیا ہو اور وعدہ کے پورا کئے جانے کا منتظر رہنا لازمی امر ہے۔ اب یہ فرمائیے۔ کہ آپ کے خیال میں برہم اور ایشور ایک ہیں۔ یا جدا جدا ہیں۔ اور آیا ویدانتی ایشور کو معتقدانہ نظر سے مانتے ہیں یا نہیں؟"

دیال نے کہا "تم نے ایک ساتھ دو سوال کئے۔ اب ان کا جواب سنو۔ (۱) ویدانتی ادویت وادی (غیر مشرک، اور موحّد) ہوتے ہیں۔ ان کے یہاں صرف ایک تتّو (جوہر) ہے۔ جو سب کچھ ہے۔ اس نظر سے ان کے یہاں ایشور کی جداگانہ حیثیت نہیں ہے (۲) انہیں مشرکانہ نظر سے عام جیووں کے نقطۂ خیال سے ایشور کے ماننے میں اعتراض نہیں ہے۔ ورنہ وہ جس طرح ہر شئے کو سوا برہم کے فرضی قرار دیتے ہیں۔ ویسے ہی ایشور کی نسبت بھی خیال رکھتے ہیں۔"

نند بھائی بولا "ایشور کو اگر ویدانت فرضی مانتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ ایشور اصل میں نہیں ہے۔ وہ صرف مانا گیا ہے۔ معدوم محض ہے اور ہستی نہیں رکھتا۔"

دیال نے کہا۔ "فرض کے یہ معنی جو تم کہتے ہو۔ غلط العام فصیح ہیں۔ ایشور ہے لیکن وہ اپنی جداگانہ ہستی نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی ہستی خیالی ہے۔ جو جیو کے خیال میں ہے۔"

نند و بھائی بولے۔ "سخت حیرت کی بات ہے۔ آپ کہتے ہیں ایشور ہے۔ اس ایشور کے ہے پنے سے آپ ہی کے لفظوں سے اس کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔ پھر آپ یہ ہی کہتے ہیں۔ کہ ایشور اپنی جداگانہ ہستی

نہیں رکھتا۔ کیا یہ دو بات متضاد باتیں نہیں ہوئیں؟ اور پھر آپ تیسری بات یہ کہتے ہیں۔ کہ ایشور فرضی ہے۔ ان باتوں سے خیال کی صفائی کا ہونا تو درکنار الجھن پر الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اور تحقیقات کرنے والا جگیاسو (طالب علم یا مستحق) کو بھرم پیدا ہوتا ہے۔ اگر کہتا ہے۔ تو ہاں کہئے یا نہیں کہئے۔ اگر وہ ہے۔ تو پھر اس کی ہستی ثابت کر دکھائیے۔ اور اگر نہیں ہے۔ تو انکار کے ثبوت کی ضرورت کوئی شخص نہیں محسوس کرتا۔ جو شے ہے نہیں وہ ثابت کیسے ہو سکیگی پھر اس کی ہستی کو کسی اور کی ہستی کے تابع کرنا کیا معنے! اگر ہے تو ہے نہیں تو نہیں ہے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ اگر ایشور کی ہستی جداگانہ نہیں ہے تو پھر وہ کس کے تابع اور متعلق ہوئی۔ اور اگر وہ کسی ہستی کے تابع ہے۔ تو وہ دوسری ہستی کیا ہے؟ کون ہے؟ اور کیسی ہے؟ آج تک میں نے نہ کسی سے سُنا۔ نہ کتابوں ہی میں پڑھا۔ کہ ایشور کسی ہستی کے تابع ہے۔ یا آنکہ وہ کسی کے تابع ہے۔ اس کو لوگ ہمیشہ سے دائم۔ قائم۔ دائم بالذات اور قائم بالذات مانتے چلے آرہے ہیں۔"

دیال مہتا۔" اور میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔ کہ لوگ مانتے ہیں۔ اور مانتے چلے آرہے ہیں۔ بہتر ہوتا۔ کہ تم پہلے اس ماننے کو سمجھ لیتے۔ اعتراض تو تم اس قسم کے کر رہے ہو۔ کہ معمولی آدمیوں کی سمجھ میں وہ لاجواب ہیں۔ اور معمولی کانوں کو اُن کے سُننے سے مزہ بھی آتا ہے۔ لیکن اصل میں تم نے اب تک 'ایشور' لفظ تک کو نہیں سمجھا۔ اور اس ان سمجھی کے ہوتے ہوئے میں تم کو سمجھاؤں بھی تو کیسے سمجھاؤں۔ کم سے کم ویدانت کے مسائل حل کرنے کے لئے کچھ تو انسان کو سمجھ ہو۔"

نند و بھائی بولے۔" دیکھئے۔ اس ٹال مٹول کی سند نہیں ہے۔ آپ

مجھے ان سمجھ اور نادان کہہ کر میری زبان کو اس ضروری اور اہم سوال کی تحقیقات اور
دریافت سے خاموش نہیں کر سکتے۔ کسی سوال کرنے والے کو سوال کرنے کی وجہ
سے آپ نادان نہیں کہہ سکتے۔ جو سوال کرتا ہے۔ کم از کم اس میں سوال کرنے
کی قابلیت تو ہے۔ وہ کچھ سمجھتا تو ہے۔ سمجھ نہ ہوتی۔ تو سوال کیوں اور کیسے کرتا!
یہ دوسری بات ہے کہ وہ سوال کے جواب کو کس حد تک سمجھیگا۔ یا سمجھنے کی قابلیت
رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے خود ہی فرمایا ہے۔ کہ مچھلی کی اصل نسل پانی ہے
اور اس لئے پانی کے واسطے اس میں تڑپ اور طلب ہے۔ اگر پانی سے
اسے نسبت نہ ہوتی۔ تو یہ کیفیت نہ ہوتی۔ اسی طرح سوال کرنے والے
کو سوال اور نیز سوال کے جواب کے ساتھ نسبت ہے۔ یہ نسبت سوال
و جواب کی بنیاد ہے۔ جب میں سوال کرنے کی سمجھ رکھتا ہوں۔ تو ان سمجھ کیسے
ہوں! میرے دل میں سوال کرنے کا مادہ ہے۔ تب ہی تو میں سوال کر رہا ہوں
ورنہ ویسے کیسے کرتا! اور جب سوال کرنے کا مادہ ہے۔ تو جواب کے سمجھنے
کا بھی مادہ ہوگا۔ کیونکہ سوال جواب ہی کی معکوس نہیں۔ تو ایک قسم کی مذبذب
ثنویتتا ہے۔"

دیال ہنسا۔ "خوب! اُتّمی جُگت۔ دعوے درست۔ تمہارا یہ کہنا لفظ
بلفظ صحیح اور سچا ہے۔ اس سے مجھے انکار کب ہے لیکن تم نے اپنی تقریر کے
جوش اور جوشیلے زعم میں میری بات کی طرف متعلق دھیان نہیں دیا۔ ورنہ اس
تمام طولانی تقریر کی کبھی ضرورت نہ ہوتی۔"

نند بھائی بولے۔ "بہت اچھا! بتائیے۔ آپ نے کیا فرمایا۔ اور
میں نے کیسے اس پر دھیان نہیں دیا؟"

دیال نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے یہ کہا تھا۔ کہ تم نے "ایشور" کے لفظ

کو نہیں سمجھا۔"

نند و بھائی بولے۔" تو خیر! اب آپ پہلے 'ایشور' لفظ ہی کو سمجھا دیجئے، تب آگے کی طرف گفتگو کا سلسلہ چلے۔"

دیال نے کہا۔" 'ایشور' ذات - روپ - جوہر - اور اصلیت نہیں ہے یہ صرف صفاتی نام ہے۔ ایشور سنسکرت مادہ 'ایش' (حکومت کرنے) سے نکلا ہے۔ اس مادہ کے لغوی معنے ہیں۔ 'قابض ہونا'۔ طاقت - جائداد - یا حکومت خواہ اختیار پر - جس میں طاقت - جائداد - حکومت - یا اختیار ہو - وہ ایشور ہے۔ اِس کے سوا اِس لفظ کے اور کوئی معنے نہیں ہیں۔ اور یہ سب کیا ہیں؟ اوصاف اور صفتیں ہیں صفت کی ہستی موصوف کے تابع رہتی ہے۔ کوئی صفت موصوف سے الگ ہو کر اپنی جداگانہ ہستی نہیں رکھتی۔ جیسے ایک آدمی ہے۔ جو منصف یا جج کے عہدہ پر ہے۔ یہ منصف پنا اور جج پنا صرف اُس کا وصف ہے۔ ذات نہیں ہے ذات تو انسان ہے۔ وہ جب تک منصف یا جج کا کام کرتا ہے۔ تب ہی تک وہ جج یا منصف ہے۔ عہدہ سے جُدا ہونے پر وہ پھر وہ جج یا منصف نہیں رہیگا۔ کاروباری تعلق میں اُس کی یہہ حیثیت صرف عدالت کی چار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ اور گھر آنے پر پھر وہ جاتی رہتی ہے۔ وہاں وہ اور شخص ہو جاتا اور دوسرے اوصاف سے موصوف کیا جاتا ہے۔ یہ صفت ہمیشہ ناپائدار اور عارضی رہتی ہے۔ اسی طرح تمہارے 'ایشور' کی بھی کیفیت ہے۔ جب تک اُس میں ایشور پنا ہے۔ تب ہی تک وہ 'ایشور' ہے۔ 'ایشور پنا' صفت ہونے کی وجہ سے عارضی اور ناپائدار ہے۔ اور اس لئے اس صفاتی حیثیت کی نظر سے ہم تمہارے ایشور کو بھی جج یا منصف کی طرح ناپائدار کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر سوچو گے۔ تو تم بھی ایسا

ہی کہو گے۔ تمہارے سوال کے ایک پہلو کا یا ایک جز کا یہ جواب ہے۔ اب سوال کے دُوسرے پہلو پر آؤ۔ میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ ایشور پنے کی ہستی اپنی جُدا ہستی نہیں ہے۔ جیسے جج پنے یا منصف پنے کی ہستی اپنی ہستی نہیں ہے۔ صفت ہمیشہ موصُوف کے تابع رہتی ہے۔ یہ مجھے تم کو سمجھا دینا تھا۔"

نندو بھائی بولے "۔ اسے تو میں سمجھ گیا لیکن گُن ہمیشہ گُنی میں رہتے ہیں۔ اس کی بابت آپ کیا کہو گے؟"

دیال ہنسا "مجھے اس پر کچھ بھی کہنا نہیں ہے۔ جو بات میں نے کہی۔ تم اُسی کو تو دُہرا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو بار بار نہیں کہا۔ کہ صفت موصُوف میں رہتی ہے۔ صفت ہی کو تو گُن کہتے ہیں۔ اور موصوف گُنی کہلاتا ہے۔ میں نے صفت اور موصوف الفاظ کہے۔ تم نے گُن اور گُنی لفظ استعمال کئے۔ بات کیا ہوئی؟ کچھ بھی نہیں۔ گُن کی اپنی جداگانہ ہستی نہیں ہوتی۔ گُن کی ہستی گُنی کے تابع رہتی ہے۔ میری سمجھ میں تو ایک ہی بات ہے۔ ہاں اگر تم کچھ اس کے سوا کہتے یا کہنا چاہتے ہو۔ خواہ تمہارے ذہن میں ہے۔ اور تم نے اُسے اب تک صاف لفظوں میں نہیں کہا۔ تو اب کہہ ڈالو۔"

نندو بھائی کچھ دیر تک سوچتے رہے۔ پھر بولے "سچ ہے۔ میری غلطی تھی۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ ایشور میں ایشور پنا کا گُن ہمیشہ رہتا ہے۔ اُس سے جدا نہیں ہوتا۔ اور اس خیال کے زیر اثر بغیر سمجھے بُوجھے وہی بات کہہ گیا۔ جو آپ نے کہی تھی۔ اسے معاف کیجئے گا۔"

دیال ہنسا۔ "کیسا قصور اور کیسی معافی! بات چیت میں تو ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ اب تم اور سوال کرو۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "سوال تو میرا ایشور ہی کے متعلق ہے۔ یہ سچ ہیں

'گن' کا لفظ آ گیا۔ لگے ہاتھ ویدانت کی نظر سے اسے سمجھا دیجئے۔ تب میں اور سوال شروع کروں۔

دیال بولا: "سنسکرت زبان میں 'گن' کے لغوی معنے (۱) طلب کرنا (۲) صلاح دینا (۳) پڑھانا ہیں۔ مجازی معنے بیحد وحساب ہیں۔ مثلاً (۱) صفت (۲) بچاؤ کا ذریعہ (۳) صورت شکل (۴) گیان (۵) دچار (۶) شمار وغیرہ وغیرہ یہاں تم صرف صفت کے معنے لو۔ اور کام بھی صرف اسی سے ہے۔ یہ گن (یا صفت) تین طرح کے مانے گئے ہیں ست۔ رج۔ تم۔ اور ان کے ساتھ گن کے لفظ ملانے سے وہ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کہلاتے ہیں۔ تمام کائنات (برہمانڈ) کی رچنا انہیں کے سہارے ہے۔ اب ان کی صراحت سنو:۔

ست کہتے ہیں 'ہونے' کو۔ اس کا ہستی یا ظہور پر اطلاق ہے

رج کہتے ہیں۔ غلبہ یا شوق کو۔ اس کا جذبات پر اطلاق ہے

تم۔ کہتے ہیں۔ تاریکی یا اندھکار کو اس کا بنیاد پر اطلاق ہے

یہ معنی میں ان کو پہنا رہا ہوں۔ ورنہ عام طور پر لوگ اس طرح مانتے ہیں مثلاً"

ست۔ خوشی۔ گیان اور پاکیزگی ہے۔

رج۔ جد وجہد۔ کشمکش اور محنت ہے۔

تم۔ آلس۔ موڑھ پنا۔ اور اگیان ہے

اکثر ویدانتی ان آخری معنی پر اکتفا کرتے ہیں۔ میری اور ان کی مراد میں اسقدر فرق نہیں ہے لیکن میں نے جو معنی پہنائے ہیں۔ اول تو وہ لغوی ہیں دوسرے جس نظر سے میں تم کو ویدانت کا سبق دینا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے یہہ زیادہ موزوں اور مناسب ہوں گے۔ یہ تینوں گن ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہوئے جگت کی رچنا کے کام کرتے ہیں۔"

نندو بھائی نے پوچھا "آپ ویدانتیوں کے مستعملہ اور رواجی معنی کے موافق ہی کیوں نہیں سمجھا لیتے۔ اس اختلاف کا سبب کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "ویدانت کوئی محدود شے نہیں ہے۔ وہ غیر محدود اصول ہے۔ اور جس طرح کوئی اسے سمجھے۔ اس کے لئے وہی موزوں ہوتا ہے۔ میں کسی کا مقلد نہیں ہوں۔ اپنی کہتا اور اپنی ہی سنتا ہوں۔ میں نے خود جس کا انبھو کیا ہے۔ وہی بات کہتا ہوں۔ اور اگر کسی کی پیروی کرتا ہوں۔ تو پھر مجھے بھی بلاضرورت ان کے مت میں ملانے کی وجہ سے کھینچ تان کرنی پڑیگی۔ یہ میری طبیعت کے برخلاف ہے۔ سیدھی سادی بچوں کی زبان میں گفتگو کرنا اور مشکل سے مشکل مسئلہ کو عام فہم زبان میں سمجھا دینا میری عادت ہے اور ویدانت کا اصول بھی نہیں ہے۔ کہ خواہ مخواہ کسی پکش (حمایت) کی تائید کیجائے۔ مطلب سے مطلب ہے۔ یہ سبب اختلاف کا ہے۔"

نندو بھائی بولے "میری بھی غرض صرف ویدانت کے سمجھنے کی ہے اس لئے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب یہ سمجھائیے۔ کہ آپ ان گنوں کی توضیح ایشور کے سلسلہ میں کس طرح کرتے ہو؟"

دیال نے کہا "ایشور ترگن تمک ہے۔ اس میں ست۔ رج۔ تم۔ تینوں ست اس کی ہستی ہے۔ رج اس کی جدوجہد ہے۔ جو دنیا کے پیدا کرنے کام آتی ہے۔ اور تم ایشور کے پنے کی بنیاد ہے۔ اس طرح تینوں گن اس میں موجود ہیں اور چونکہ یہ تینوں جیو میں بھی ہیں۔ اس نظر سے جیو اور ایشور میں مطابقت ہے۔"

نندو بھائی مسکرائے۔ "بھگون! یہ آپ نے بے تکے پن کی بات کہی ہے ایشور کا ہونا تو ثابت ہی نہیں ہوا۔ اس کی ہستی بھی اپنی جداگانہ قائم نہیں کیگئی

ہے۔ اور اُس کا میل جیو سے ملا دیا گیا۔ کیا یہ غیر مسلسل طرز تقریر نہیں ہے؟"

دیال بھی مسکرایا۔" اس وقت بیشک تم نے معقول اعتراض کیا ہے۔ اور میں نے جان بوجھ کر تم کو موقع دیا۔ کہ تم اس طرح کہنے کے قابل ہو سکو۔ اب میں تم کو کہتا ہوں کہ ایشور میں ہستی ہے۔ اور وہ صفاتی ہے۔ صفت کی نظر سے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" لیکن صفت جب ہو گی کسی شے اور وجود یا ہستی کے متعلق ہو گی۔ صفت یوں تو نہیں رہتی۔ گنی کے آسرے ہی گن رہتے ہیں۔ آپ پھر کیوں نہیں بتلاتے۔ کہ موصوف کا وجود اُس کی ذات ہو گا۔ اور میں جاننا چاہتا ہوں۔ وہ کیا ہے؟"

دیال نے کہا۔" وہ برہمہ ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" آپ اس بات کو پہلے ہی کہہ دیتے ہوتے۔ اس قدر بھول بھلیاں میں پھنس پھنسا کر اس کے کہنے میں کیا فائدہ ہوا؟"

دیال مسکرایا۔" بغیر بندھے ہوئے اور بندھن میں آئے ہوئے مکتی کی کس کو خبر ہوتی ہے۔ اور بغیر بھولے ہوئے سچی اور سیدھی راہ پر کون آیا ہے۔ اگیان کے بغیر گیان کا ادھکار نہیں ہوتا۔ خواہشمند اگیانی ہی تو گیان کی تلاش کریگا۔ دوسرے کو نہ اس کا حق ہے۔ نہ اسے اس کی چاہ ہو گی۔ اس قسم کی باتوں سے انسان کے ادھیکار (اہلیت) کا پتہ لگتا ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" اگر ایشور دراصل برہمہ ہے۔ تب تو کسی بات کا جھگڑا ہی نہیں رہا۔ برہمہ اپنی ہستی آپ رکھتا ہے۔ اور اس کی ہستی کسی کے تابع نہیں ہے۔"

دیال نے کہا۔" انسان کی اپنی ہستی اور شے ہے۔ اور جج یا منصف کی ہستی بطور خود قائم بالذات نہیں ہے۔ بلکہ وہ انسان کی ہستی کے تابع ہے۔ ایک ہی انسان ہے۔ جو انسان بھی ہے اور جج بھی ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ جج نہیں رہ

سکتا۔ انسان رہ سکتا ہے۔ اِس وجہ سے انسان اور نج کی ہستیوں میں امتیاز کی حالت موجودہ ہے۔"

نندو بھائی بولے "برہم کُل ہے۔ اور ایشور اُس کی ایک صفت ہے جو برہم کے مجموعی اوصاف کی نظر سے صرف جزوی ہے۔ اس لئے ایشور اور برہم میں فرق مانا گیا ہے۔ یہی بات ہے یا اور کچھ؟"

دیال نے کہا۔ "یہی بات ہے۔"

نندو بھائی بولے "لیکن اس سے یہ بات اور بھی خیال میں آتی ہے۔ برہم جب ایشور ہے۔ تب وہ برہم نہیں ہے۔ اور جب برہم ہے۔ تب ایشور نہیں ہے۔ اس لئے برہم میں تبدیل حالت کا نقص آ گیا۔"

دیال بولا "انسان جب نج ہے۔ تب کیا وہ انسان نہیں ہے؟ تمہاری بات اگر صحیح تسلیم کر لی جائے۔ تو نج اور انسان دو ہیں۔ ایک نہیں ہیں لیکن وہ اصل میں ایک ہی ہیں صرف مختلف صفت اور گُن کے اختلاف سے دو بن رہے ہیں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوتا۔ کہ نج انسان نہ رہے۔ ہاں انسان کا نج ایک خصوصیت ہے۔ عامیت نہیں ہے۔ اسی طرح برہم اور ایشور اصل میں ایک ہی ہے۔ اور ایک ہی رہتا ہے۔ لیکن جب اُسے ایشور کہا جاتا ہے۔ تو برہم کا وصف نظر انداز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برہم درشٹی سے برہم۔ ایشور اور جیو سب میں اصلیت کی عامیت ہے اور سب کے سب برہم ہیں۔ لیکن جیو پنے کی نظر سے برہم اور ہے۔ ایشور اور ہے اور جیو اور ہے۔ اب اسے معمولی مثال سے سمجھو۔ سمندر کی نظر سے سمندر۔ لہر۔ جھاگ۔ بدبدے وغیرہ سب ہی سمندر ہیں۔ لیکن لہر۔ جھاگ اور بدبدے اپنی اپنی خاص نظر سے سمندر نہیں ہیں۔ بلکہ لہر۔ جھاگ اور بدبدے ہیں۔ اب یہاں تم کو غور کرنے کا

موقعہ ملتا ہے ۔ سوچو ۔ اصلیت میں تو ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ۔ جو فرق نظر آرہا ہے ۔ وہ صرف صفت کا ہے ۔ ذات یا روپ میں تو سب ہی ایک اور ایک جیسے ہیں ۔ صفت میں سب کے فرق ہے ۔ اور یہ فرق در اصل اصلی نہیں ہے ۔ بلکہ غیر اصلی ہے اور اسی غیر اصلی کو ویدانت میں کلپت (یعنی فرضی ۔ وہمی اور خیالی) سمجھا جاتا ہے ۔ میں امید کرتا ہوں ۔ کہ اب تم کسی قدر برہم ۔ ایشور اور جیو کے درمیان فرضی اور غیر اصلی فرق کو سمجھ گئے ہوگے !"

نند بھائی تھوڑی دیر تک سوچتے رہے ۔ پھر سوچ سمجھ کر بولے "سمجھنے کو تو میں سمجھ گیا ۔ آپ کے سمجھانے کی ترکیب نرالی ہوتی ہے ۔ اس کے سب لوگ قائل ہیں لیکن **ویدانت** اس طرح نہیں سمجھتا اور نہ سمجھاتا ہے ۔"

دیال ہنسا "ویدانت کیسے سمجھتا اور سمجھاتا ہے ؟ اسے بیان کرو ۔ تب میں بھی سوچوں ۔"

نند بھائی بولے " ویدانت کہتا ہے ۔ برہم صرف مدار علیہ ۔ ادھشٹان آدھار محض اور لوہار کی نہائی (کوٹستھ) کی طرح قائم بالذات ہے ۔ ایشور تین حالتوں سے مرکب ہے ۔ اول چیتن ۔ دوسری کلی مایا ۔ تیسرے کلی مایا میں چیتن کا عکس ۔ یہ تینوں مل کر تب ایشور کہلاتے ہیں ۔ اور جیو بھی اسی طرح تین حالتوں کی شمولیت سے مرکب ہے ۔ اوّل چیتن ۔ دوسرے جزوی مایا ۔ اور جزوی مایا میں چیتن کا عکس ۔ یہ تینوں مل ملا کر جیو بنتے ہیں ۔"

دیال نے کہا " سچ ہے ۔ عام ویدانتی ایسا ہی کہتے ہیں ۔ یہ معقولہ مایا بھاس والوں کا ہے ۔ ویدانت کی ایک دو نہیں سینکڑوں شاخیں ہیں ۔ اور اپنے اپنے ڈھنگ پر سب جیو اور برہم کی ایکتا (وحدانیت) کو ثابت کرتے ہیں ۔ اصول تو سب کا ایک ہی ہے ۔ لیکن طریقے سمجھانے کے مختلف ہیں ۔ آدمی

کسی طرح سمجھے۔ مجھے تو صحیح۔ اور سمجھ لینے پر سب متفق الرائے ہو جاتے ہیں جیسے **پورن واد۔ پرنیام واد۔ مایا واد۔** وغیرہ وغیرہ لیکن ان سب کے ڈھنگ پیچدار اور مشکل ہیں۔ آسانی سے ان کی دلیلیں سمجھ میں نہیں آتیں میں بطور خود کسی کا تتبع یا کسی کی پیروی نہیں کرتا۔ میرا اپنا ڈھنگ میرے اپنے انجو کے موافق ہے۔ اور وہ سہل ہے۔ اگر تم کہو۔ تو تم کو ان کے ڈھنگ پر سمجھانے کی کوشش کروں لیکن اس میں بہت طوالت ہوگی۔ اور ہفتوں کا کام برسوں تک چلیگا۔"

نند و بھائی بولے "نہیں۔ مجھے تو **ویدانت** کا نفس مطلب سمجھنا ہے اور آپ اچھی طرح سمجھا رہے ہیں۔ جن باتوں کو میں آپ کی ٹال مٹول کہہ رہا تھا انہیں کے سلسلہ میں آپ نے برہم۔ ایشور۔ جیو اور برہم ایشور جیو کی ایکتا نہایت خوبصورتی اور سہولیت کے ساتھ سمجھا دی۔ وہ بھرم جاتا رہا۔ اور میرے ذہن نشین ہوگیا۔ کہ عامیت۔ ذاتیت۔ اصلیت اور حقیقت کی نظر سے جیو برہم اور ایشور سب ایک ہیں۔ اس میں اب مجھے کوئی اعتراض نہیں رہا۔ ہاں اب تک میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ وہ ایک ہوتے ہوئے بھی مختلف کیوں ہیں۔ مزید گفتگو کے سلسلہ میں یہ بھی خود بخود میری سمجھ میں آتا جائیگا۔ اور آپ مجھے کودن شاگرد نہ پائیں گے۔ اب اگر آپ کی اجازت ہو۔ تو میں یہ سوال کروں۔ کہ یہ مایا کیا چیز ہے جس نے تمام دُنیا کو بھرما رکھا ہے۔ آیا اس کی کوئی ہستی بھی ہے یا یہ یوں ہی ہے۔ جسے دیکھئے۔ اُٹھتے بیٹھتے سب کے سب اسی کا ذکر اذکار کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان کی سمجھ میں بھی نہیں آتی۔"

پانچویں کلا

مایا اور جستجو

دیال نے کہا:- مایا کے سمجھنے میں بہت دنوں سے غلطی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ کوئی اُسے طلسمی جال مان رہا ہے۔ کوئی غیر قابل بیان اندر جال کا تماشہ سمجھ رہا ہے۔ ایک بات اور ہزار مُنہ! کوئی کہے بھی تو کس کس کو کہے! یہ مایا اور کوئی شے نہیں ہے۔ یہ پرکرتی ہے اور مادّہ ہے۔ جو لطیف کثیف ہزاروں صورتوں میں کام کرتی رہتی ہے۔ اور جو کچھ صورت شکل ترتیبی اور ترکیبی انتظام ہم کو دُنیا میں نظر آ رہا ہے۔ وہ سب مایا اور مایا کا کھیل ہے۔ مایا کسی وقت شبد۔ سپرش۔ رُوپ۔ رس۔ گندھ ہے۔ کبھی وہ قالب بدل کر بالترتیب اپنی لطیف صورت کو کثیف شکل میں تبدیل کر لیتی ہے۔ اور آکاس۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ مٹی کی حیثیتوں میں وہ اپنا اظہار کرتی ہے۔ پہلے وہ لطیف تھی۔ اب کثیف ہو گئی۔ شبد سپرش وغیرہ پہلے سوکشم تھے اب وہ آکاس اور ہوا وغیرہ کے ستھول روپ میں پرگٹ ہو گئے۔ پھر مایا صرف لطیف اور کثیف ہی شکل کی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بیج رُوپ۔ اور کارن ماتر بھی ہے۔ اور لاکھوں شکلوں میں اُس کا کاروبار ہوتا رہتا ہے۔ ایک لفظ مادّہ کے سمجھ لینے سے مایا کی سمجھ آ جاتی ہے۔ اور فضول بھرم سے نجات ہو جاتی ہے۔

مایا جب اپنے کارن روپ میں رہتی ہے۔ تو اُسے پردھان کہتے ہیں۔ پردھان سنسکرت مادّہ "پر" (پہلے) اور "دھا" (پکڑ رکھنے) سے بنا ہے۔ جس کا پہلے سے پکڑ رکھنے کا خاصہ ہو۔ وہ پردھان ہے

اور جب یہ کھیل کھیلنے اور کام کرنے پر آجاتی ہے۔ تو اُسے پرکرتی کہتے ہیں یا دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اُن کے درمیان نام کو بھی فرق نہیں ہے۔ ہاں ایک نہایت لطیف ہے۔ دوسری کثیف ہے۔ لیکن یہ پرکرتی کثافت رکھتی ہوئی اس قدر باریک اور نازک رہتی ہے۔ کہ یہ لطافت کی وجہ سے خاصہ فطرت۔ عادت۔ سب کچھ کہی جا سکتی ہے۔ پرکرتی سنسکرت مادہ 'پرا' (پہلے) اور 'کرتی' (کرنے) سے نکلا ہے۔ جس نے پہلے بھی کیا ہے۔ وہ پرکرتی ہے۔ ان دونوں پردھان اور پرکرتی لفظوں کے معنے پر غور کرنے سے خود پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ یہ ہمیشہ سے تھیں۔ ہمیشہ رہیں گی۔ اور تم بطور خود سوچ کر نتیجہ نکال سکتے ہو۔ کہ آیا دُنیا میں کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے جب یہ پرکرتی۔ پردھان اور مایا نہ رہتی ہوں۔ یہ صرف سوچنے کی بات ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ "آپ نے مایا کو مادہ یا پرکرتی بتا کر ختم کر دیا۔ سمجھنے کو تو میں نے یہاں تک آپ کی باتیں سمجھ لیں۔ لیکن ویدانت مایا کو اتنا ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اور بھی کچھ مانتا ہے۔"

دیال ہنسا۔ "وہ کیا مانتا اور سمجھتا ہے۔ میں بھی تو سُنوں۔"

نندو بھائی بولے۔ "مایا سحر۔ ٹونا۔ طلسم۔ اور جادو ہے۔ مایا انیروچنی (لاقابل بیان) چیز ہے۔ مایا بھرم اور اگیان ہے۔ مایا ہوئی نہیں۔ لیکن ہوتی ہوئی پرتیت ہوتی اور ان ہوئی ہو کر بھاستی ہے تمام رشی منی۔ دیوتا اور انسانوں پر اُس کا جادو چلتا رہتا ہے۔ اور یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔"

دیال نے کہا۔ "ان سب لوگوں نے مایا کے سمجھنے میں سخت دھوکا

کھایا - اور بات کا بتنگڑا بنا کر اس کے جال میں پھنس رہے - اگر مایا سمجھ میں نہیں آتی - تو پھر سمجھ میں کیا چیز آتی ہے ایہی تو سمجھنے بوجھنے کی چیز ہے اس کے سوا کوئی سمجھتا کیا ہے ایہی مایا سمجھ بوجھ ہے - اسی سے سب کچھ سمجھا جاتا ہے - اگر یہ نہیں ہے - تو پھر ہے کیا شئے ؟ اُسے بھی بتا دو - میں نے تم کو پرکرتی - پردھان کا نام سُنا کر اصلیت کا پتہ دے دیا - اِس پر بھی اگر تم اُسے نہ سمجھو - تو میرا کیا قصور ہے - "

نندو بھائی بولے - " اگلے پچھلے ویدانتیوں نے مایا کو ان ہوئی (غیر پیدا شدہ) بتایا - کوئی کہتا ہے - مایا انادی ہے - اور انت والی ہے یعنی اس کی ابتدا نہیں ہے - لیکن اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے - اِس قسم کے ایک دو نہیں بلکہ کتنی باتیں اس مایا کی بابت کہی جاتی ہیں اور یہ مل ملا کر بھرم کے الجھن میں پھنسا دیتی ہیں - "

دیال نے کہا " جو شئے ہستی نہیں رکھتی - اُس کا نام رُوپ نہیں ہوتا ہستی سے ہی ہستی کا اظہار ہوتا ہے - نیستی سے ہستی کا امکان محال ہے اگر کوئی شئے ' ان ہوئی ' ہے - تو نیست یا معدوم ہوتی ہوئی وہ کیسے ہو سکتی ہے - اور کیسے نظر میں آتی ہے - یہ سب نادانوں کی گفتگو ہے اسی طرح جس کی ابتدا نہ ہو اور وہ انتہا والی ہو - دوسرا غلط خیال ہے جس کی ابتدا ہی نہ ہو - وہ انتہا والی ہو کیسے سکیگی ! یہ معمولی سمجھ بوجھ کی باتیں ہیں - ہم ان سب کو بھولے اور بھرمے ہوئے کہتے ہیں "

نندو بھائی بولے - " کیا آپ شنکر آچاریہ جی سے بہتر اور زیادہ تر اس مضمون کو سمجھتے ہیں - اُن کی بھی تو ایسی ہی راے ہے - "

دیال ہنسا - " سنو نندو بھائی ! میں کسی بزرگ کی شان میں گستاخی

اور بے ادبی کا کلمہ استعمال نہیں کرنا چاہتا اور نہ میں کسی کا نام لے کر اُسے جھٹلانا چاہتا ہوں۔ یہ میری عادت نہیں ہے۔ میں بے ادب بھی نہیں ہوں۔ ایک بات تو یہ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں خواہ مخواہ کسی کی صحیح یا غلط رائے کا اس وقت تک پابند نہیں ہوتا۔ جب تک اُسے خود نہیں سمجھ لیتا۔ میں اس مایا کو مایا کی نظر سے سمجھتا ہوں۔ اور تم کو بھی اچھی طرح سمجھا دونگا۔ لیکن اگر تم یہ امید رکھو کہ میں بغیر سمجھے بوجھے کسی بزرگ کی رائے میں رائے ملا دوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں مایا کی ہستی کا قایل ہوں۔ اُسے لاابتدا اور لاانتہا مانتا ہوں جو شے ہستی رکھتی ہے۔ وہ کبھی کسی وقت معدوم نہیں ہوتی۔ اور جو معدوم ہے۔ وہ ہست نہیں ہوسکتی۔ میں مایا کو انرو چنی نہیں۔ بلکہ بچنی کہتا ہوں۔ وہ ناقابل بیان نہیں ہے۔ بلکہ قابل بیان ہے۔ اور تم دیکھو۔ اس وقت میں اُسی کا تو بیان کررہا ہوں۔ اُس کے سوا اور کس کا بیان ہو رہا ہے۔ جو واقعہ ہے۔ وہ غیر واقعہ کیسے مانی جائے۔ تم کو اختیار ہے۔ دوسرے بزرگوں کی رائے بسند۔ اور حوالہ کو پیش کرو۔ میں ایسا نہیں کرتا۔ جو سمجھ گیا ہوں۔ اُسے سمجھا دیتا ہوں۔ اور سمجھا سکتا ہوں ایک دو موقع پر خود سوامی شنکر آچاریہ کی غلطیوں کی معمولی عورتوں سے اصلاح کی تھی۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ میں بلا ضرورت اُن کی ہاں میں ہاں ملاؤں۔ میں بطور خود کسی کی رائے کا غلام تو نہیں ہوں۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ اِس زمانہ میں خاص طبیعت والوں کے نقطۂ خیال سے کسی بزرگ سے اُلٹ پھیر کرکے ویدانت کے مسائل اُن کے ذہن نشین کرا دیئے ہوں۔ یعنی اپنی خاص ترکیب۔ خاص دلیل۔ خاص

قسم کی سمجھ اور خاص طرح کا انبھو رکھتا ہوں۔ جو کہوں گا۔ اپنی جانچ کی ہوئی بات کہوں گا۔"

نند و بھائی بولے۔" یہ میں نے آج نئی بات سُنی ہے۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ کی غلطی کی اصلاح کسی معمولی ذہانت کی عورت نے کی تھی میں ان واقعات کو سننا چاہتا ہوں۔ وہ دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے۔"

دیال ہنسا۔" اگر تم کو شوق ہو تو سنو۔" جب سوامی شنکر آچاریہ جی مقدس کاشی میں آگئے۔ تو شکتی (طاقت) کی نندا کیا کرتے تھے اسولن ہوئی (غیر اسلی والی) بتاتے تھے۔ یہ شکتی اور کچھ نہیں ہے۔ مایا ہی کا دوسرا نام ہے۔ اتفاق کی بات! وہ کاشی جی میں آکر بیمار ہو گئے۔ اور منی کرنکا گھاٹ پر پڑے رہے۔ بخار شدت سے چڑھا ہوا تھا۔ پیاس زور سے لگی ہوئی تھی۔ لیکن اتنی طاقت نہیں تھی۔ کہ گھاٹ سے نیچے اُتر کر پانی پئیں۔ اس حالت میں کوئی عورت پانی کا گھڑا سر پر لئے ہوئے چلی جا رہی تھی۔ آپ نے آواز دی۔" مائی! پیاسا ہوں۔ پانی پلا دے" وہ بولی۔" گھاٹ پر جا کر پانی پی لو۔" انہوں نے جواب دیا۔" مجھ میں شکتی نہیں ہے۔" وہ مسکرائی۔" شنکر! تم شکتی کا کھنڈن کرتے پھرتے ہو۔ اُسے اَن ہوئی۔ گدھے کی سینگ۔ آکاس کا پھول۔ بانجھ کی اولاد۔ رسّی کا سانپ ثابت کرتے پھرتے ہو۔ اور آج مجھ سے اقرار کر رہے ہو۔ کہ شکتی نہیں ہے۔ جو پانی پینے میں مددگار ہو۔ کیا تم ان باتوں سے اپنے سدّھانت کا کھنڈن نہیں کر رہے ہو؟ نادان! دنیا میں اگر شکتی نہیں ہے۔ تو پھر اور کیا ہوگی عقل تمیز۔ گیان لوبیک۔ سوچ وچار۔ طاقت قوت یہ سب شکتی ہی

تو ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو تم کس کی مدد سے اپنی تعلیم دوسروں کو ذہن نشین کرا سکوگے۔ ایک چیز ہے۔ اسی کے سہارے تمہارا کام ہو رہا ہے۔ اور پھر بھی تم ایسے شے معدوم اور خرگوش کی سینگ قرار دیتے پھرتے ہو۔ تمہاری تعلیم میں پھر سچائی کیا رہی! جسے تم سچائی کہتے ہو۔ وہ بھی تو شکتی اور شکتی کا روپ ہے۔ پھر اس کا کھنڈن کیسا! کیا یہ نادان اگیانیوں کی باتیں نہیں ہیں؟" شنکر آچاریہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اپنی غلطی تسلیم کی۔ اس عورت نے تب انہیں پانی پلایا۔ اور ان سے قول لے لیا۔ کہ "اب کبھی بھول کر بھی شکتی کا کھنڈن نہ کرنا۔" وہ تو چلتی بنی۔ اس معمولی اپدیش نے شنکر کے دل میں گہرا اثر پیدا کیا۔ اور پھر شکتی کے کھنڈن کرنے سے باز رہے۔ یہ ایک واقعہ ہے۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔ "اصلاح کا دوسرا واقعہ کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "وہ اس موقع کی تقریر سے غیر متعلق ہے تاہم تم سن لو۔ سننے میں ہرج نہیں ہے۔ ایک موقع پر سوامی شنکر آچاریہ جی ذات پات اور ورن آشرم کی مریادا قائم کرنے کے بعد کسی شہر کی گلی سے گزر رہے تھے۔ ایک مہترانی سر پر ٹوکرا لئے ہوئے ان کے پاس سے نکلی۔ ان کو ناگوار گزرا۔ کہنے لگے۔ "او مہترانی! دیکھ کر نہیں چلتی۔" وہ مسکرائی۔ "دیکھ کر کیا چلوں دو ہوں۔ تو ایک دوسرے کو دیکھے۔ ایک دوسرے کی سنے۔ اور جب ایک ہی ایک ہو۔ تو پھر چلنا۔ دیکھنا۔ کہنا۔ سننا کیسا! ۔ سنیاسی! تو تو ادویت وادی (موحد) ہے۔ تیرے نزدیک یہاں دو کہاں

کیسا! کیا اپنے اصول کو بھول گیا؟ تیرا تو علم عمل کے موافق نہیں معلوم ہوتا۔" وہ شرمندہ ہوئے۔ اُسے نمسکار کیا۔ "تُو دیوی ہے۔ اور گورو کے روپ میں مجھے اپنے سدھانت کی یاددہانی کرا رہی ہے۔" یہ دوسرا واقعہ ہے۔

غرضیکہ اور باتوں کی نسبت کیا کہا جائے۔ با ایں مایا کے سمجھنے میں سب کو بڑی ٹھوکریں ملی ہیں۔ اور اب تک بھی آج کل کے ویدانتی اُسے جُوں کا تیُوں نہیں سمجھتے۔

کوئی کیسے دے سکا معدوم کا نام و نشاں
جو نہیں ہو اُس کی صورت کس طرح ہوگی عیاں

ہست سے ہستی کا اُسکے ہم کو ملتا ہے پتہ
جو نہیں ہے وہ ہمیشہ ہوگا نظروں سے نہاں

جب خدا رحماں تو شیطاں بھی اُسکے ساتھ ہے
سایہ ہوگا نور کے پہلو میں ہر دم بے گماں

ایک او دو کے ہیں جھگڑوں میں پڑے ویدانتی
شرک اور توحید کی ان کو سمجھ آئی کہاں!

ہم نہیں باتوں میں پھنستے اور پھنساتے بھی نہیں
بات سچی کہہ رہے ہیں سمجھے کوئی نکتہ داں"

چھٹی کلا

مایا اور جیو کی یکسانیت

نند بھائی نے کہا۔" بھگون! آپ کی باتیں بیشک لاجواب ہوتی ہیں۔ اب مجھے سمجھائیے۔ یہ مایا کیا ہے؟"

دیال بولا۔" مایا سنسکرت زبان کے دو لفظ ما (ماپ) اور یا (آلہ) سے نکلی ہے۔ جس سے۔ جس کی وساطت سے اور جس کی مدد سے ہم کسی شے کی ماپ کریں۔ وہ مایا ہے۔ اس کے سوا

مایا اور کچھ نہیں ہے - وہ ہے - ہوگی - اور پہلے بھی تھی - کوئی وقت ایسا نہیں تھا - جب وہ نہیں تھی - اور نہ کوئی ایسا وقت آئیگا - جب وہ نہ رہے گی - "

نندو بھائی بولے - " اگر جیو کے ساتھ مایا رہی - تب تو ویدانت کا ادویت واد گیا - دو ہو گئے - ایک تو نہیں رہا - "

دیال بولا - " ادویت واد کی بات پیچھے کہنا سننا - ابھی تو تم مایا کی الجھن میں پھنسے ہو - اس کی گتھی پہلے سلجھا لو - پیچھے ویدانت کے ادویت واد کے سمجھنے کی باری آئیگی - میں مایا کو مایا سمجھکر اس کی ہستی ثابت کرنا اور دکھانا چاہتا ہوں - کیا تم مجھ سے بھی یہ امید رکھتے ہو - کہ میں سیپ میں روپا - ریت میں سراب اور رسی میں سانپ کی مثالیں سنا کر تمہاری زبان بند کردوں - میں مایا کو صحیح واقعہ سمجھتا ہوں - اسے خواہ مخواہ کلپت اور متھیا نہیں کہتا - اور اس طرح کہنے والوں کے ساتھ لڑنا جھگڑنا بھی نہیں - اسے خوب سمجھ لو - تب تم کو اپنے روپ کے سمجھنے میں سہولت ہوگی - بغیر مایا کا روپ سمجھے ہوئے کوئی شخص لاکھ جنم تک اپنی اصلیت اور حقیقت کا پتہ نہ پائیگا - ایک نہیں وہ لاکھ صورتوں میں دلیل بازیاں کیا کرے - "

نندو بھائی بولے - " مایا کے لفظی معنے میں نے خوب سمجھ لئے - وہ ماپنے کا آلہ ہے - لیکن آپ نے اب تک صاف لفظوں میں یہہ نہیں بتایا - کہ یہ مایا کیا چیز ہے - اور اس سے جیو کا - ایشور کا - اور برہمہ کا کیا تعلق ہے ؟ آپ اسے برخلاف ویدانتیوں کے ہست اور دست کہتے ہو - حالانکہ ہمیشہ سے سب اسے

دست،" کہتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔"

دیال نے کہا۔ "میں نے تم کو صاف لفظوں میں بتا دیا کہ یہ مایا کیا چیز ہے۔ تم نے توجہ نہیں کی۔ ورنہ بار بار اسی سوال کے کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اب دوبارہ سہ بارہ اور چہار بارہ پھر سنو۔ مجھے بار بار اعادہ کرنے سے انکار بھی نہیں ہے۔ جب میں سمجھانے بیٹھا ہوں۔ تو اُس وقت تک چین نہیں لونگا۔ اور نہ چین لینے دونگا۔ جب تک تم میرے مافی الضمیر کو نہ سمجھ لو۔ ہاں

(۱) آنکھ والوں ہی کو آئینہ دکھانا چاہیئے — اندھوں کو آئینہ کا کیوں گرتانا چاہیئے
(۲) جس میں ہے فہم و ذکا۔ رکھتا ہے جو عقل رسا — بس اُسی کو عقل کی باتیں سُنانا چاہیئے
(۳) عقل سے خالی ہیں جو سمجھیں گے کیسے میری بات — بے تمیزوں سے حقیقت کو چھپانا چاہیئے
(۴) آنکھ اپنی جب کھلے آدمی کو نظر آتا ہے سب ٹھیک راہ — آنکھ تک کھولی نہیں پھر کیا دکھانا چاہیئے
(۵) رادھا سوامی نے کرم کی راز یا علن کہہ دیا — اہل اگر مل جائیں اُن کو یہ بتانا چاہیئے

صاف۔ سہل۔ مختصر اور بغیر لگاؤ لپیٹ یا تصنع کے لفظوں کو سُن لو۔ یہ مایا تمہاری عقل ہے۔ جس سے تم اپنا۔ ایشور کا۔ برہم کا۔ اور برہمانڈ کے تمام ساز و سامان کا حساب اندازہ اور تخمینہ لگایا کرتے ہو۔ اسی رعایت سے اُس کا نام مایا (ماپ کا آلہ) رکھا گیا ہے۔ اب تھوڑی دیر کے لئے خود سوچو۔ عقل کے لئے یہ نام کیسا موزوں ہے۔ اور کس طرح پھبتا ہے۔ یہ مایا ہے۔ کیا یہ اُترو چنی۔ ناقابل بیان۔ اور گورکھ دھندے کی سینگ ہے۔ یہی تو ہے۔ جس سے ہر شے کی ماپ تول کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مایا نے مایا یعنی عقل سے عقل تک کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ یہ نہ ہو۔ تو پھر کیسا جیو۔ کیسا ایشور اور کیسا برہم! کوئی

اُن کی طرف توجہ کیسے کریگا۔ کیوں کریگا۔ اور کب اور کہاں کریگا۔ اسی مایا کو ان سمجھ لوگ متھیا۔ اَست۔ اور ان ہونی کہتے ہیں۔ بغیر اس کے کس کو کیسے کسی کا گیان ہوگا! اور کوئی کیا اور کیسے سمجھ سکیگا! گیان اسی مایا کا عطیہ ہے۔ جو وہ آپ ہے۔ مایا ہی گیان کی دُوسری صُورت ہے"!

نندو بھائی بولے۔" بھگون! یہ پہلا مرتبہ ہے۔ کہ میں نے مایا لفظ کی ایسی صاف۔ واضح اور سہل تشریح سُنی ہے۔ دل اسے مانتا ہے۔ اور صحیح قبول کرتا ہے۔ اور یہ کھنڈن یا نفرت کرنے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ قابل تعظیم ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی صراحت میں بہت کچھ کسر باقی ہے۔ اور اس لئے اس نظر سے میں سوال کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ مایا جیو کی طرح برہم اور ایشور سے بھی لپٹی ہوئی ہے؟"

دیال۔" جہاں ذات ہے۔ وہاں اُس ذات کی صفت ضرور موجود رہیگی۔ بقول تمہارے گُن ہمیشہ گُنی میں اور گُنی کے انگ سنگ رہتا ہے۔ اسی ذات کو رُوپ کہتے ہیں۔ اب سوچو۔ کون سی ذات ہے۔ جو ذاتیت کے وصف سے خالی ہوگی۔ اور کون سا رُوپ ہے جس میں رُوپتا کا وصف نہ ہوگا۔ اگر برہم ہے۔ تو برہم کا برہم پنا اُس میں اور اُس کے ساتھ ہے۔ اگر ایشور ہے۔ تو ایشور کا ایشور پنا سوا ایشور کے کہاں رہیگا! اور اسی طرح اگر جیو ہے۔ تو جیو میں جیو پنا ضرور ہی رہیگا۔ یہ برہم پنا۔ ایشور پنا۔ جیو پنا مایا ہے۔ اس کی بے شمار صُورتیں ہیں۔ جب یہ مایا ذات کے ساتھ ملی جُلی رہتی ہے۔ تب وہ پردھان کہلاتی ہے۔ اور اُسے نظر نہ آنے والی بولتے ہیں۔ جب یہ مایا کھُل کھیلتی ہے۔ تب اُسے پرکرتی کہتے ہیں۔ اور جب یہ

لطیف صورت اختیار کرکے آسمان اور زمین کے قلابے ملانے لگتی تب
اس کا نام مایا یعنی باپ کا آلہ ہو جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ تم اب
اچھی طرح اس مایا کے بھید کو سمجھ گئے ہونگے۔ اور اگر سمجھ گئے۔ تو پھر
اسے متھیا۔ کلپت۔ اور اسٹ کہنے کا تم کو کوئی استحقاق نہیں رہا۔
یہ جو ہے وہ ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" واہ وا! قربان جایئے اس سمجھانے بجھانے
کو! اور صدقہ ہوجئے اس ترکیب اور تدبیر پر! میرا بھرم بالکل جاتا
رہا۔ جو بات مجھے سینکڑوں کتابوں کی تھٹ پٹ میں پڑنے
سے سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آج وہ جھٹ پٹ آسانی سے سمجھ لی۔
ورنہ کتابوں کی اٹ پٹ تحریروں نے خواہ مخواہ بھرم کے پٹ اسٹ
اور سٹ پٹ میں پھنسا رکھا تھا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ایشور۔ برہم
اور جیو کی مایائیں ایک جیسی ہیں۔ یا اُن کے درمیان فرق ہے۔"

دیال نے کہا۔" جو جیسا ہے۔ اس کی مایا ویسی ہے۔ جس کی مایا
اس کے ساتھ! جیسی شکتی ویسا ہاتھ! برہم میں برہم پنے کی مایا ہے
جس میں حد اور بیحدی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ حد اور بیحد
دونوں کے پرے ہے۔ ایشور کی مایا سمشٹی (کُلی) اور بیحد کہلاتی ہو
کیونکہ وہ محیط جُز و کُل ہے۔ اور جیو کی مایا بیشٹی (جُزوی) کہلاتی ہے۔
کیونکہ جیو کے محدود ہونے سے وہ محدود ہے۔ اور حد نسبت کے اندر
ہے۔ یہ اُن کے درمیان فرق ہے۔"

نندو بھائی بولے۔" یہ بات مَیں نے سمجھ لی۔ اور اچھا ہوا آپنے
اپنے ہاتھوں اُسے سمجھا دیا۔ لیکن میرے سوال کا یہ نفس مطلب نہیں

تھا۔ آپ نے فرمایا ہے۔ مایا عقل ہے یعقل رعایت سے۔ برہم ایشور اور جیو کے مایا میں کیا فرق ہے؟"

دیال نے کہا۔" برہم کی مایا (یا عقل) حد بیحد کے پرے۔ ایشور کی مایا (یا عقل) بیحد و حساب اور جیو کی مایا (یا عقل) حد میں محدود ہے۔ یہ اُن کے درمیان فرق ہے۔"

نندو بھائی بولے۔ میرے سوال کی غرض یہ نہیں ہے۔ یہ تو پہلے بھی آپ بتا چکے ہیں۔ میں کچھ اور بات پوچھ رہا ہوں۔"

دیال نے کہا۔" جب تک تم صاف لفظوں میں اپنے سوال کو پیش نہ کروگے۔ تب تک مجھے صاف جواب کے دینے میں تامل رہیگا۔ جو دل میں ہے۔ اُسے صاف صاف زبان پر لاؤ۔ تب میں سوچ سمجھ کر اس کا جواب دوں۔"

نندو بھائی بولے۔" اگر مایا در اصل عقل ہی ہے۔ تو پھر جسمانیت جذباتیت اور دُنیا کے ساز و سامان تو مایا نہیں ہوئے۔"

دیال نے کہا۔" کیوں نہیں یہ سب کے سب مایا کہلاتے اور کہلا سکتے ہیں۔ مایا عقل یا بُدھی قدرتی کاروبار میں پہلا تتو۔ ابتدائی عُنصر اور بُنیادی جوہر ہے۔ پہلے عقل پھر جسم۔ ایک لطیف ہے۔ دُوسری کثیف۔ ایک عطر یا رُوح ہے۔ دُوسری اس عطر اور رُوح کے رکھنے کی شیشی ہے۔ بغیر کثیف لباس کے لطیف شئے نہیں رہ سکتی۔ اور وہ کثیف لباس لطیف جوہر ہی کی دھاروں یا تاروں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عقل اور جسم دونوں ہی مایا ہیں۔"

نندو بھائی بولے۔" بھگون! ابھی تک اچھی طرح میں نے اسے

نہیں سمجھا۔ اور زیادہ سمجھائیے۔"

دیال ہنسا۔ میں تم کو مثال سے سمجھانے کی کوشش کرونگا۔ پانی نظام قدرت میں سب کی جان ہے۔ انہی پانی کے اپنے متھن سے جھاگ پیدا ہوتی ہے۔ وہی جھاگ مٹی کی صورت میں تبدیل ہو کر بھانڈے برتن کی مختلف شکلیں اختیار کر لیتی ہے۔ اور تب اُس کے اندر پانی جو مٹی سے زیادہ لطیف ہے۔ رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عقل کے اپنے متھن سے مادہ کی دھاریں پیدا ہو کر جسم کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور بدھی اُس کے اندر قیام پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے عقل اور جسم دونوں ہی مایا ہیں۔ اور عقلی اور جسمانی ضرورتوں کے ساز و سامان جو ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے ہیں۔ مایا سے پیدا ہونے کی وجہ سے سب کے سب مایا کہلاتے اور کہلائے جا سکتے ہیں۔ قدرت میں یہی اصولی قانون ہر جگہ تم کو کام کرتا ہوا ملیگا۔ جس طرح ریشم کا کیڑا اپنے اندر سے تارپود نکال کر بند ہو رہتا ہے۔ ویسے ہی یہ بدھی اپنے اندر بند ہے۔ اور باہر بھی اُسی کے ظہور کا سامان ہے"

تشدد بھائی بولے۔" اب اس بات کو سمجھ گیا۔ لیکن لوگ رات دن اس عقل کو کوستے رہتے ہیں۔ اور اُس کے ڈھنگ کو بیجا اور اُس کے طرز عمل کو تفرقہ پرداز کہا کرتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟"

دیال نے کہا۔" یہ سب صحیح ہے۔ تمام اختلافات اور تفرقات اسی عقل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ عقلمند آدمی اپنے آپ کو اور اپنی عقل کو دو سمجھ رہا ہے۔ اور جب دو ہوں گے۔ تو باہمی کھٹ پٹ کا ہونا لازمی امر ہے۔

کیا انسان دُبدھا میں پڑکر اپنے دل ہی دل میں عذاب اور عتاب کی صورتیں نہیں پیدا کر لیتا! لیکن اگر وہ سمجھ جائے کہ عقل میں ہُوں بُدھی میں ہُوں۔ مایا میں ہی ہوں۔ تو پھر نہ صرف یہ تفرقات ہی مِٹ جائیں۔ بلکہ اُن کا نام و نشان تک نہ رہے۔ جیو اپنے مایا سے کسی صورت میں مختلف نہیں ہے۔ دونوں میں یکسانیت اور وحدانیت ہے۔ صرف سمجھ بوجھ کا فرق ہے اور اس موقعہ پر ہم کو صرف اتنا ہی سمجھانا تھا۔"

ساتویں کلا

برہم۔ ایشور۔ مایا اور جیو پر وچار

نندو بھائی نے کہا۔ "بھگون! اب تک میں نے جو کچھ آپ کی تقریر سے نتیجہ نکالا ہے۔ اُسے اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہُوں۔ آپ سُن لیجئے۔ یہ ویسے ہی ہے۔ جیسے لڑکے اُستاد کو اپنا آموختہ سُناتے ہیں۔ اُسے سُن کر پھر آپ اور مزید مفید سبق دیجئیگا۔"

دیال۔ ہنس کر بولا۔ "بہت اچھا ایسا ہی کرو۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "آپ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ (۱) برہم ذات جوہر۔ اور پرم تتّو کا نام ہے۔ جو سب میں ہے۔ سب اُس سے ہیں۔ اُس سے خالی ایک بھی نہیں ہے۔ سِدّھانت یا اصُول کی نظر سے تو وہ آدھار اور ادھشٹھان محض ہے۔ لیکن جیو کی نظر سے اُس میں بڑھنے اور سوچنے کا مادّہ ہے۔ جیسا کہ اُس کے نام برہم (بِرِدھ) بڑھنے اور (مَن) سوچنے سے ظاہر ہے۔ وہ ایک بھی کامل ہیں

کرتا۔ اور سب کام اُسی کے اور اُسی میں ہوتے ہیں۔ خواہ اُس کے آدھا
پر ہوتے ہیں۔ وہ غیر منقسم ہے۔ اور جز یا کل۔ علیا بید۔ غیر شخصیت اور
شخصیت۔ بڑائی اور چھوٹائی کے الزام سے بری ہے۔ وہ اِشٹ
(معراج) ہے۔ اور جیو اپنے آپکو اُس سے جُدا سمجھ کر اُس سے ملنے اُس جیسا ہونے
اور اُس میں سمانے کا خواہشمند ہے۔ اور اس جدائی کے خیال کے
زیر اثر فرضی طور پر اپنی سمجھ کے موافق اُس کا نام 'برہم' رکھتا ہے اور
اُس کا رُوپ 'برہم' تصوّر کرتا ہے۔ اور اُسے اپنی موجودہ حیثیت
کے موافق عقل کے ابتدائی مرحلہ میں جیتا۔ جاگتا۔ اور آنند والا پُرش
مانتا ہے۔ جس کا تصور وہ برہم کے تین نام وِراٹ۔ انتریامی۔
یا اُوپا کرتیہ اور ہرنیہ گربھ کی فرضی اور خیالی نظر سے باندھتا ہے
اور اپنی روزانہ ہستی کے کاروبار جاگرت۔ سپن۔ اور سوشپتی کے خیال
کی وجہ سے اُس میں سرشٹی۔ استھتی اور ملئے خواہ پرلے اوستھائیں کا
کرتا ہے۔ جو اصولاً اصلی نہیں ہیں۔ (۲) برہم کے ایشوریہ (طاقت حکومت
اور اختیار) کی نظر سے وہ اُسے ایشور سمجھتا ہے۔ اور برہم کے خیال سے
پہلے وہ اس کی عبادت بھگتی اور محبت اس وجہ سے کرتا ہے۔ کہ
اُس کو زندگی (ست) علم (گیان) اور آنند (خوشی) حاصل کرنے کا
ذریعہ قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اُس کی سمجھ میں یہ تینوں کیفیتیں مکمل صورت
میں موجود ہیں جیو اپنے میں ان کی کمی محسوس کرتا ہے۔ (۳) جیو گن
اور گنی کا بھید یا فرق سمجھ کر مایا یا پرکرتی کو برہم اور ایشور سے جدا مانتا
ہے۔ جو اصل میں غلط ہے۔ برہم۔ ایشور اور جیو کا اختلاف جیو کے
خیال میں ہے۔ اور یہ اختلاف اُسے اس وجہ سے نظر آتا ہے۔

کہ وہ اپنی موجودہ ہستی میں اختلافات کی امتیازی صورتوں کو شخصی تجربات اور انفرادی مشاہدات کے سلسلہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اب تک میں نے آپ کی تقریر کا یہ خلاصہ اور لب لباب اخذ کیا ہے فرمایئے یہ صحیح ہے یا غلط ہے ؟ "

دیال بولا " بالکل صحیح ہے - تم نے خوب سمجھا - اور صحیح نتیجہ نکالا - اور ویدانت کے سدّھانت کو بھی نظر انداز نہیں کیا - "

نند و بھائی بولے - " اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں - (۱) کیا وجہ ہے - کہ جیو تو اپنی مایا (عقل) کی الجھن میں اس طرح پھنسا ہے - کہ اسے حقیقت کا علم نہیں ہونے پاتا - (۲) ایشور مایا (عقل) رکھتے ہوئے اس سے بری ہے - اسے کوئی بھرم نہیں ہوتا - اور (۳) یہ مایا بقول آپ کے برہم میں بھی ہے - اس پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوتا ؟ "

دیال نے کہا " مایا کی تعریف میں نے تم کو بتا دی - وہ اور کچھ نہیں ہے - صرف صفت یا گن ہے - اور اس کی امتیازی صورت ' بدھی ' کہلاتی ہے - جو فرق اور تمیز کی صورتیں قائم کیا کرتی ہے - اب اپنے تینوں سوالوں کے جواب سنو -

(۱) برہم میں جو مایا ہے - وہ مایا نہیں کہلاتی - وہ برہم پنا کا نام رکھتی ہے - برہم برہم پنے میں ہے - اور برہم پنا برہم میں ہے - لیکن یہ دونوں جدا جدا نہیں ہیں - ذات کی ذاتیت کا تصور برہم میں نہیں ہے - جیو میں ہے - اور جیو اس کے دو مدّات اپنی نظر سے قائم کرتا ہے - اور جب برہم اور برہم پنا ایک ہی چیز ہوئے - تو پھر وہ برہم پر اثر انداز کیسے ہو - اثر تو اس وقت ہوتا ہے - جب دو

مختلف حالتیں یا دو مختلف صورتیں ہوں۔ اس وجہ سے برہم اس نقص سے بری ہے ۔

(۲) ایشور کی مایا کلی ہے۔ اور اسی نظر سے اُسے عقل کل اور علم کل بھی کہا جاتا ہے۔ ایشور اگر عقل بھی ہے۔ یا عقل والا بھی ہے۔ تو اُس میں کلیت کا وصف تو ہوگا۔ جو کمال اور پورنتا ہے۔ وہ جزویات کے نقص سے بری ہونے کی وجہ سے اپنی مایا کے اثر میں نہیں آتا ممکن ہے۔ کہ یہ سمشٹی (کلی) مایا ایشور کے لئے بھی پردہ ہو۔ لیکن وہ پردہ اس قدر لطیف ہے۔ کہ اس میں تاریکی کا عیب نہیں آنے پاتا۔ اوّل تو ایشور برہم سے اپنے آپ کو جدا سمجھتا ہی نہیں ہے۔ ہر وقت اُسی سے ملا جلا رہتا ہے۔ دُوسرے اور کسی کی مایا اُس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ وہ اپنے نور میں نُورانی اور اپنے پرکاش میں پرکاشوان بنا رہتا ہے۔ یہ سبب ہے۔ کہ ایشور کے لئے اُس کی مایا دُکھدائی نہیں ہوتی۔ وہ ایشور ہونے اور ایشور کہلانے کی وجہ سے اپنی مایا پر قادر ہے۔ اور مایا کا دھنی کہلاتا ہے ۔

(۳) جیو چونکہ اپنی موجودہ شخصیت اور انفرادی حیثیت میں مایا کے کئی پردوں کے زیر اثر ہے۔ وہ تاریکی میں ہے۔ اور ایشور کی نُورانی مایا سے خالی ہے۔ اس نقص کی وجہ سے وہ دُکھی رہتا ہے۔ اب سوچو۔ جیو میں اوّل تو برہم کا خیال دوسرے ایشور کا خیال۔ اور تیسرے اپنا خیال۔ تین خیال اُس پر حاوی رہتے ہیں۔ جو اُس کی تاریکی کو بڑھا دیتے ہیں۔ خواہ اگر برہم کا خیال نہ بھی ہو۔ تو کم از کم ایشور کا خیال تو سب جیوؤں کو رہتا ہے۔ اس لئے دو قسم کی

مایا اُس پر غلبہ پاکر دبوچ لیتی ہیں۔ اور اُس کی عقل کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اِس نظر سے جیو کو مایا کا مغلوب۔ ماتحت اور محکوم کہا جاتا ہے۔ اور تم جانتے ہو۔ کہ ماتحتی۔ حکومت۔ یا مغلوبیت میں کسی کو بھی سُکھ نہیں ہوتا۔ اور سُکھ نہ ہونے سے اُس کی بُدھی چنچل رہتی ہے۔"

نندو بھائی نے ہنس کر کہا۔ "اگر مایا عقل ہے۔ تو عقل میں نورانیت رہتی ہے۔ یہ تین مایا مجموعی طور پر اُسے زیادہ روشن ضمیر کیوں نہیں بنا دیتیں؟"

دیال بولا۔ "یہ اناڑی پنے کا سوال ہے۔ جس کا نہ سر ہے نہ پیر جیو کو تینوں مایا حاصل تو نہیں ہیں۔ اگر تینوں اُس کے اختیار میں ہوتیں تو شاید کسی حد تک تمہارا یہ اعتراض صحیح ہو سکتا۔ جیو چونکہ اپنے آپ کو ناقص (محتاج) سمجھ رہا ہے۔ اُسے تو اُس کی اپنی مایا پر بھی اختیار نہیں ہے۔ اُس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ محتاجگی کا خیال بطور خود تاریکی کا نہایت گہرا پردہ ہے۔ جو جیو کو کوڑی کام کا نہیں رکھتا۔ اور وہ سمجھ بُوجھ سے خالی رہتا ہے۔ اور جب اُس میں سمجھ بُوجھ تک نہیں ہے۔ تو پھر وہ ایشوری مایا اور برہم کی صنعت پر قابو کب پا سکیگا۔ اِس لئے تو یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ میں نظامِ قدرت میں بالکل حقیر۔ کمزور۔ اور ادنیٰ شخصیت ہوں۔ اور جیتے جی خواہ زندگی کے قائم رکھنے کے خیال سے طرح طرح کی تدبیروں اور ترکیبوں سے کام لیا کرتا ہے۔ پھر اُسے ایشور کی مایا کیسے نصیب ہو۔ ہر شخص کی ہمت اُس کی فکر کے موافق ہوتی ہے۔ اور ہر شخص کی فکر اُس کی ہمت کی تناسب سے ہوا کرتی ہے۔

صفحہ ... کا

جیو کی موجودہ حالت اس کی تمیزی حیثیت کا نمونہ اور آئینہ ہے ۔ وہ
جسے اپنے سے ذرا اونچا پاتا ہے ۔ اسی کے زیر اثر آ جاتا ہے ۔ اور طرح
طرح کی خواہشوں کا نشانہ بنا رہتا ہے ۔ پھر ایسا شخص روشن ضمیر کیسے ہو
سکیگا ۔ ایک سر کے لئے ایک سودا بہت ہوتا ہے ۔ اور یہاں تو ایک سر
اور ہزار سودا کا مرض دامنگیر ہے ۔ اس میں روشنضمیری کیسے آئیگی ۔ اس کے
سوا مایا خالی بدھی ہی تو نہیں ہے ۔ بلکہ بدھی کے کاروبار، بدھی کے سازوسامان
اور بدھی کے حالات واقعات بھی اس میں شامل ہیں "

نندو بھائی نے اقرار کیا ۔ " یہ سوال میری غلطی ہے ۔ اب یہ فرمائیے
کہ جیوؤں کا یہ نقص دور کیسے ہو ؟ اور آیا یہ دور بھی ہونیوالا ہے یا نہیں ؟"

دیال بولا " اگر نقص اصلی ہوتا ۔ تو کبھی ہزار کوشش کرنے سے بھی دور
نہ ہوتا ۔ یہ صرف وہمی اور فرضی ہے ۔ یہ جیو کے وہم کے دور ہونے سے
خود بخود دور ہو جائیگا ۔ "

نندو بھائی نے پوچھا " اس وہم کے دور کرنے کا علاج کیا ہے ؟
اور آیا یہ علاج سب کے لئے عام ہے ۔ یا خاص خاص جیوؤں کے
لئے ہے ؟ "

دیال نے جواب دیا " علاج عام بھی ہے ۔ اور خاص بھی ہے ۔
جو لوگ خاص قسم کی طبیعتیں رکھتے ہیں ۔ ان کے لئے عام ہے ۔ اور
جو لوگ عام قسم کی طبیعت رکھتے ہیں ۔ ان کے لئے خاص ہے ۔ ممکن
ہے ۔ تم میرے اس جواب کو اچھی طرح نہ سمجھ سکو ۔ اس لئے میں اس
کی وضاحت کئے دیتا ہوں ۔ جن جیوؤں کو دنیا کے گورکھ دھندے
سے اُپرام (سیری یا نفرت) ہے ۔ اور خاص قسم کی طبیعتیں رکھتے

ہیں - اور نجات کے خواہشمند ہیں - اُن سب کے۔ لئے تو یہ علاج عام کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جو اس وصف سے خالی ہیں - ان میں سے کسی کسی کو خوش قسمتی سے اگر حکیم حاذق مل جائے - تو یہ خاص ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا شاذ ہوتا ہے - دُنیا میں جیو کئی طرح کے ہوتے ہیں - اور مریض بھی ایک دو طرح کے نہیں ہوتے - اور مریضوں میں سے بھی کوئی دوا کو تندہی سے کرتا ہے - اور کوئی بے پرواہی کے ساتھ کرتا ہے - اور کوئی کوئی ایسے سُست اور اپاہج بھی ہوتے ہیں - جو دوا کی طرف سے غافل رہتے ہیں - اور تکلیف اُٹھاتے ہوئے بھی اُس سے نجات پانے کے خواہشمند نہیں ہوتے - ان کا علاج آسانی سے نہیں ہوتا ہے"

نندو بھائی نے پوچھا "مریض جیووں کی کتنی قسمیں ہیں - اور ان میں سے کون آپ کے اس علاج کے قابل ہیں - "

دیال نے جواب دیا - "جیووں کی تعداد بیشمار ہیں - اب تک جن کے لئے ہم اور تم جیو کا لفظ استعمال کرتے آئے ہیں - اُن سے انسان مراد ہیں - اور یہ علاج بھی صرف انسانی مریضوں کے لئے ہے - یوں تو ان کی تعداد بھی کثیر ہے - لیکن عام طور پر تین قسم کے مریض انسانی گروہ میں پائے جاتے ہیں - ان کو (۱) موڑھ (۲) چنچل اور (۳) اگیانی کہتے ہیں - اور یہ تمیز اُن کی ظاہری صورت - طرز عمل - اور طرز خیال کی نظر سے قائم کی گئی ہے - "

نندو بھائی بولے "ان کی صراحت کر دیجئے - "

دیال نے کہا - "(۱) موڑھ آدمی وہ ہیں - جو ابھی تک بالکل یا قریب قریب حیوانیت کے طبقہ میں ہیں - ان میں سمجھ بوجھ کی کمی ہے

اور جس حالت میں ہیں اُسی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اپنی حالت کے
بہتر بنانے کا ان کو خیال تک نہیں آتا۔ عام طور پر بہت سست اور اپاہج
ہوتے ہیں۔ لیکن سستی اور اپاہج پنا ہی ان کی خصوصیت نہیں ہے۔
بلکہ دل کے تاریک ہونے کی وجہ سے چاہے یہ معمولی کام کاج میں لگے
بھی رہیں۔ لیکن ان کے حوصلہ اور ہمت کو حرکت کی امتیازی حیثیت
حاصل نہیں ہوتی۔ لکیر کے فقیر بن کر اُسی لکیر کو پیٹتے رہتے ہیں۔ دُنیا
میں ایسے آدمی کثیر تعداد میں نظر آتے ہیں۔

(۲) چنچل آدمی وہ ہیں۔ جن کے دل میں سخت بے چینی ہے۔ وُہ
رشک و حسد۔ دُشمنی اور محبت رغبت اور نفرت۔ سُکھ اور دُکھ کی
متضاد حالت میں رہتے ہوئے خواہشوں کے سلسلہ کو اپنی سمجھ بوجھ کے
موافق بڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ کبھی کسی حالت میں رہتے ہیں۔ اور کبھی
کسی حالت میں۔ ان کے مزاج میں یکسانیت۔ یکدلی اور یکسوئی نہیں
ہوتی۔ زیادہ تر یہ دُنیا کے کاروبار میں پھنسے رہتے ہیں۔ اور دُنیاوی
سُکھ۔ دنیاوی عزت اور دُنیاوی حکومت کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ اور
چونکہ اس قسم کے کاروبار کے سلسلہ میں دُکھ اور سُکھ دونوں ہی شامل
رہتے ہیں۔ یہ اُن کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے
لوگ دیندار۔ پرہیزگار۔ عالم۔ عامل۔ واقفکار اور تجربہ کار بھی پائے جاتے
ہیں۔ لیکن ان کی دینداری۔ پرہیزگاری۔ علم۔ عمل۔ واقفیت اور تجربہ
سب کا سب دُنیا اور دُنیاوی شان و شوکت کے لئے وقف رہتا
ہے۔ اگر یہ ایشور کی پوجا پاٹ بھی کریں گے۔ تو صرف دُنیا کے خیال
سے۔ دُنیا کو معراج ترقی بنانا ان کا مقصد رہتا ہے۔ دُنیا کو چھوڑ کر

اور کوئی بات انہیں پسند نہیں آتی یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی یہ جس حالت جس کیفیت اور جس حیثیت کی تمنا رکھیں گے۔ وہ دُنیا کے حالات کے موافق اور مشابہ ہوگا۔ ان کا بہشت دُنیا کی بہتر صُورت ہے۔ اور ان کا ایشور ایک بڑے آدمی کی شان و شوکت رکھتا ہے۔ جو دُنیاوی شان و شوکت کا مصداق ہے۔ اس قسم کے آدمی مُورکھوں سے کم لیکن تعداد میں بہت ہیں +

(۳) اگیانی وہ ہیں۔ جن کی سمجھ بُوجھ اچھی ہے۔ پڑھ لکھ کر تجربات اور مشاہدات کو حاصل کر لیا۔ دھرم کرم کے مدارج بھی طے ہو گئے لیکن ابھی تک یہ علم نہیں ہُوا۔ کہ ہم کون ہیں؟ کیا ہیں؟ اس دُنیا میں ہماری حیثیت کیا ہے؟ اور ان کو صرف اپنی اس نادانی کے مرض کا علاج کرانا مقصود رہتا ہے +

اگیانی وہ خاص مریض ہیں۔ جو اپنے علاج کرنے کرانے کا پُورا استحقاق رکھتے ہیں۔"

نندو بھائی نے پوچھا "وہ علاج کیا ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔ "دیوآتما۔ دیوآتما وچار۔ دیوآتما گیان اور گیان۔"

آٹھویں کلا

برہمہ الیشور - اور جیو پر وچار (مُسلسل)

نندو بھائی بولے "بہت سی باتیں جو اب تک نہیں معلوم تھیں معلوم ہوگئیں - ایک شُبہ میرے دل میں پیدا ہوتا ہے - کہ یہ رچنا برہمہ میں کیسے ہُوئی ؟ کیونکہ برہمہ کو آپ نہ شخصی حیثیت دیتے ہیں - نہ غیر شخصی - نہ اُسے محیط کہتے ہیں - نہ محاط - نہ وہ محدود ہے - نہ غیر محدود - اور اسی نظر سے نہ وہ ست ہے نہ است - وہ صرف آدھار - سہارا - ادھشٹان اور کوٹستھ بتایا جاتا ہے - اور یہ الفاظ بھی صرف سمجھانے بجھانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں - ورنہ وہ کیا ہے نہ زبان کہہ سکتی ہے - اور نہ من سوچ سکتا ہے - پھر یہ جگت - اور جگت کا پرپنچ ظہور میں کیسے آیا ؟"

دیال نے کہا - "بات تو ایسی ہی ہے - جیسی تم کہہ رہے ہو - جتنے الفاظ تمہاری زبان سے برآمد ہوتے ہیں - وہ سب نسبتی پہلو رکھتے ہیں نسبت کا اظہار ہمیشہ دو کی موجودگی دو کے ضدین پہلو اور ایک دو کی رقابت سے ہُوا کرتا ہے - اگر یہ نہ ہو - تو پھر اظہار کی کوئی صورت قائم نہ ہو - اور جگت کے پرپنچ میں ہر جگہ یہی کیفیت نظر آتی ہے - جہاں امرت ہے - وہاں ہی زہر ہے - دونوں کی باہمی نسبت سے ایک کو زہر کہا جاتا ہے - اور دوسرے کو امرت - جہاں نُور ہے - وہاں ہی سایہ بھی ہے - دونوں کی باہمی نسبت سے ایک کو نُور اور دُوسرے کو سایہ کا خطاب ملتا ہے - جہاں گیان ہے - وہاں ہی اُس کے ساتھ

اگیان بھی ہے ۔ دونوں کی باہمی نسبت سے ایک کو گیان اور دوسرے کو اگیان کا نام دیا جاتا ہے ۔ جہاں سکھ ہے وہاں ہی دکھ بھی ہے ۔ ان کی نسبتی نسبتی نہ ہو ۔ تو پھر سکھ اور دکھ میں تمیز کے مدارج کیسے پیدا ہوں ! اور علی ہذا القیاس ۔ اس نسبتی خیال سے جو نسبتاً بہتر ۔ اور خوش تر ہوتا ہے ۔ اسے مدنظر رکھ کر غور و فکر اور خیال و گفتگو کا سلسلہ قائم کیا جاتا ہے ۔ اور اس سلسلہ کی مشاق سے جب نگاہ بلند ہو کر نسبتی طبقہ سے اونچی چڑھ جاتی ہے ۔ تب انبھو جاگتا ہے ۔ اور برہم کا پتہ لگتا ہے ۔ ایک بات تو یہ ہے ۔ جو گیان کے ادھکاری کو ذہن نشین رکھنا چاہئے ۔ دوسری بات آدھار ہے ۔ جو آدرش اِشٹ یا معراج ہے ۔ آدھار کے سہارے سب کچھ ہوتا ہے ۔ اور آدھار ہمیشہ نرادھار ہوا کرتا ہے ۔ اگر وہ کسی کا سہارا لے ۔ تو پھر وہ آدھار نہ کہلائیگا ۔"

نندو بھائی نے پوچھا ۔ " تب سہارا خیالی ہوا ۔ اصلی تو نہیں ہوا ؟"

دیال نے کہا ۔ " خیال کوئی اَسَت یا معدوم چیز نہیں ہے ۔ اس کے سمجھنے میں سب لوگ غلطی کرتے ہیں ۔ اگر اس میں سچائی نہ ہوتی ۔ تو وہ اثر یا نتیجہ سے خالی ہوتا ۔ یہ خیال ہی ہے جو انسان کے دل ۔ زندگی ۔ جسم اور روح کو متاثر کرتا رہتا ہے ۔ اور یہ انسان کی زندگی کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتا ہے ۔ اور ویسا ہی بنا دیتا ہے اور بنا کر تب چین لیتا ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان یا جیو میں حقیقت ادرستتا ہے ۔ وہ خود سب کا آدھار ہے ۔ اور یہ خیالات اس کے سہارے اسی طرح منڈلاتے رہتے ہیں جیسے سمندر میں ترنگیں اٹھتی رہتی ہیں ۔ جو کچھ رچنا ہوتی ہے ۔ خیال ہی میں

ہوتی ہے۔ اور خیال ہی اس کی بنیاد میں ہے۔ اس وجہ سے ویدانت
تمام باتوں کو خیالی بتاتا ہے۔ خیالی کا نام کلپت اور خیال کا نام کلپنا
ہے۔ اس کلپت اور کلپنا لفظ کی مراد کی تہ میں نہ جا کر لوگ اُسے
کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے۔ اور غلطی کھائی۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ ہوگا۔ ہُوا تھا سب
خیال ہی میں تھا۔ ہے اور ہوگا۔ اور جس کے آدھار پہ یہ خیال کام کرتا ہے
وہ اُس سے غیر متاثر رہتا ہے۔ خیال ہی کی دھاریں آپس میں ٹکر کھاتی
ہوئی مختلف صورتوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اور ویدانت اسی بات
کو سمجھاتا اور سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔"

نندو بھائی نے پوچھا۔" میں جاننا چاہتا ہوں۔ کہ برہم میں برہم
کے آدھار پہ یہ رچنا کیسے ہوتی ہے؟"

دیال نے جواب دیا۔" اس بات کو میں صرف مثال سے تم کو
سمجھا سکتا ہوں۔ دُنیا خود عالم مثال ہے۔ بغیر مثال کی مدد کے کوئی
بات ذہن نشین نہیں ہوتی۔ لیکن مثال کا اگر ایک پہلو لیا جائے۔
تو بات سمجھ میں آئیگی۔ اور اگر اُس کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی گئی۔ تو
پھر سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح اپنے دل میں تصوّر کرو۔ کہ برہمہ
ایک سمندر کے مثال ہے۔ جو اپنی ذات میں دائم قائم اور اپنے
رُوپ میں استھت ہے۔ اس میں لہریں اُٹھا کرتی ہیں۔ ان میں
سے کوئی لہر اوپر جاتی ہے۔ کوئی نیچے جاتی ہے۔ اور یہ آپس میں
ٹکر کھاتی ہیں۔ ان لہروں کے باہمدگر ٹکرانے سے دو کیفیتیں اوپر اور
نیچے کی بن جاتی ہیں۔ اور ان کے میل سے طرح طرح کی صورتیں خود
بخود ظہور میں آتی ہیں۔ اور یہ کھیل کبھی ہوتا ہے۔ اور کبھی نہیں ہوتا ہے

ہونا اور نہ ہونا یہ دو ہی اوپریچی کی لہریں ہیں۔ جن میں ایک اثبات ہے۔ دوسرا نفی ہے۔ ایک چیتن ہے۔ دوسری جڑ ہے۔ اور ان کے باہم کر ٹکرانے سے اثبات اور نفی۔ خواہ چیتن اور جڑ کی گرہیں پڑ جاتی ہیں۔ یہ گرہیں دو متضاد کیفیتوں کی شمول کی وجہ سے من مایا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور ان سے اپنی اپنی باری پر جیو۔ جنتو وغیرہ بے شمار صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ کھیل کیا کرتی ہیں۔

یوں سمجھو۔ برہمہ سمندر ہے۔ اور سمندر کے آدھار پر خیال کی لہریں باہم کر ٹکراتی ہوئی گرہیں ہو جاتی ہیں۔ جیسے پانی کی دھار میں کبھی کبھی الٹ پھیر کی وجہ سے بھنور یا چکر کی صورت پیدا ہو جاتی ہے یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو۔ سب گرہیں ہی ہیں۔ ایک گرہ ایشور ہے۔ دوسری جگہ برہمانڈ ہے۔ تیسری لوک لوکانتر۔ سورج۔ چاند ستارے انسان۔ دیوتا۔ نباتات۔ معدنیات۔ اور جمادات وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان گرہوں میں باہمی متضاد صورتوں کے میل سے کبھی کبھی گہرا تعلق ہو رہتا ہے۔ اور جہاں یہ تعلق ہوا۔ پھر سنسار بن جاتا ہے۔ اور اس سنسار میں بندھن مکتی۔ بھوگ۔ جوگ۔ سوچ۔ وچار۔ وغیرہ کی خیالی دھاریں آپ ہی چھوٹتی رہتی ہیں۔ اور یہ چکر زور شور کے ساتھ چلا کرتا ہے۔ اور جب تک یہ گرہیں کھل کر پھر اصلی حالت میں نہیں آجاتیں۔ تب تک اس کھیل کا سلسلہ یونہی برابر چلا کرتا ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔" بات تو کسی قدر سمجھ میں آتی ہے لیکن بھرم یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور اس کی غرض کیا ہے؟"

دیال بولا۔" جس وقت جڑ اور چیتن کی گرہیں ٹھوس بنجاتی ہیں

اُن میں شخصیت - فردیت - اور محدودیت آ جاتی ہے۔ یہ قدرتی عمل ہے۔ اس کی نسبت کیوں اور کیسے ہونے کا سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔ کیونکہ جب یہ قدرتی اور سوبھاوک ہے۔ تو یہ ایسا ہی ہوتا رہیگا اور جب یہ گرہیں اس طرح محدود اور گھنی ہو کر تجربہ اور مشاہدات کی کیفیتوں سے گزرتی ہوئی سمجھ بوجھ والی ہو جاتی ہیں۔ تو پھر اُن میں وچار اور غور و فکر کی حالت آ جاتی ہے۔ اور غور فکر اور وچار کی قدرتی حرارت پا کر پہلے یہ ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔ پھر ڈھیلی ہو کر کھُل جاتی ہیں۔ اور ان کے کھُل جانے پر پھر سنسار نہیں رہتا۔ اور بندھن اور مکتی کے سوال کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔ اس طرح یہ کھیل قدرتی طور پر ہوتا رہتا ہے۔"

نندو بھائی نے کہا۔ "جب یہ صورت ہے۔ تو پھر ہم میں سے کسی کو جتن سادھن کی ضرورت نہیں ہے۔ تماشا آپ ختم ہو رہے گا۔"

دیال بولا۔ "جتن اور سادھن خود قدرتی کارروائی ہے۔ جو جیسا ہے۔ اور جس کی گرہ جس اثر کے سنسکار کو لے کر بنی ہے وہ آپ اُس کے اُدھیڑ بن میں پڑ کر کام کریگا۔ یہ کہنا۔ کہ ہم ایسا کریں گے۔ ایسا نہ کریں گے۔ بے سُود ہے۔ ایسا کرنے اور ایسا نہ کرنے کے خیال کی تہ میں خود جتن اور سادھن کی رُوح موجود ہے۔ نادان لوگ بغیر سمجھے بوجھے ایسا کہتے ہیں۔ قدرت کا کھیل تو ہمیشہ اپنے ڈھنگ پر چلیگا۔ اور چلتا رہیگا۔ اس کو روک کون سکتا ہے۔ اور وہ رُکنے والا کب ہے!"

نندو بھائی بولے ۔" جب یہ تمام صورتیں اور تمام زمین آسمان فلک الافلاک وغیرہ خیالی ہیں ۔ تو پھر وہ اصلیت نے سے تو خالی ہوئیں ؟"
دیال نے کہا ۔" ان خیالوں کی تہ میں حقیقت ہے ۔ جو سب کی بنیاد ہے ۔ اور اس طرف نظر کرنے سے یہ پرپنچ جو دکھائی دے رہا ہے ۔ پھر دکھائی نہیں ہوتا ۔ اور کھیل کھیل ہو رہتا ہے ۔"
نندو بھائی بولے ۔" اگر دکھ دائی نہیں ۔ تو پھر یہ سکھ دائی بھی تو نہ ہوگا ؟"
دیال نے کہا ۔" سچ ہے ۔ سکھ دکھ نسبتی حالتیں ہیں ۔ ایک کے ساتھ دوسرے کی ہستی ہے ۔ نور کے خواہشمند کو سایہ کا خطرہ رہیگا ۔ سکھ کی خواہش رکھنے والے کو دکھ کا عذاب ہوگا ۔ مکتی کے چاہنے والے بندھن کے شکنجہ میں اپنے آپ کو کھچا ہوا پائیں گے ۔ گیان کے آرزومند کو اگیان کا مخمصہ ہر وقت ستاتا رہیگا ۔ یہ تو بنی بنائی بات ہے ۔ اس کی تردید کوئی نہیں کر سکتا ۔ ویدانت ایک ایسی حالت کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ جو در اصل حالت بھی نہیں ہے اور سکھ دکھ دونو کے پرے ہے ۔"
نندو بھائی بولے ۔" انسان سکھ کا فطرتاً خواہشمند نظر آتا ہے گیان اور علم کا طبعاً شائق رہتا ہے ۔ اور اپنی زندگی قائم رکھنے کی اس میں ہر وقت ہوس ہے ۔ اور اس کا تمام کاروبار انہیں سکے گورکھ دھندے کا نتیجہ ہے ۔ اور اسی وجہ سے وہ سچدانند برہم ۔ خواہ ست ۔ چت ۔ آنند والے ایشور ۔ یا ہستی ۔ علم اور سرور کو معراج تمنا بنا کر انہیں کے تکسیب تحصیل اور حصول میں لگا رکھتا ہے ۔ اسے

آپ جھٹلا کیسے کہہ سکتے ہو؟"

دیال نے کہا" یہ صرف درمیانی مرحلہ ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اصلی اشٹ یا حقیقی معراج نہیں ہے۔ معراج کچھ اور ہے۔ ہاں بیچ کی حالت میں اگر انہیں اشٹ یا معراج تسلیم کیا جائے۔ تو اس قدر سرج بھی نہیں ہے۔"

نندو بھائی بولے" جب در اصل ان میں سے کوئی اصلی معراج نہیں ہیں۔ تو پھر ان کے تصور کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے؟"

دیال نے کہا" اس قدر جلد کسی معاملہ کا فیصلہ کر دینا درست نہیں ہے۔ قدرتی جذبات تو ہمیشہ اپنا کام کریں گے۔ ان کی روک تھام محال ہے۔ جب تم نے پہلے تسلیم کر لیا۔ کہ انسان طبعًا ہستی۔ علم۔ اور سرور کا خواہشمند ہے۔ تو پھر ان کی ہوس کو کیوں نہ پختہ کریگا۔ اول تو بقول تمہارے یہ جذبات اس کی فطرت میں داخل ہیں۔ دوسرے جس وقت کسی ناخوشگوار حالت سے اسے تعلق ہوگا۔ لامحالہ ان کی جانب طبیعت رجوع ہوگی۔ مثال سے سمجھو۔ ایک اچھا خاصہ آدمی جنگل سے گزر رہا ہے۔ اس کے پاؤں میں کانٹا گڑ کر ٹوٹ گیا۔ اور وہ دکھی ہو گیا۔ اب اس ٹوٹے ہوئے کانٹے کے نکالنے کی غرض سے اسے ثابت کانٹا لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس نے اس ثابت کانٹے کو اس غرض سے لیا تھا کہ ٹوٹا ہوا کانٹا پاؤں سے نکل جائے اس کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں تھی۔ ٹوٹا کانٹا نکلنے تک ثابت کانٹا اس کا اشٹ یا مقصد تھا۔ کانٹا نکل گیا۔ اور اس نے ٹوٹے ہوئے کانٹے کے ساتھ ثابت کانٹے کو بھی پھینک دیا۔ کیونکہ

اُس کی اب ضرورت نہیں رہی - اب اُس کی اپنی اصلی حالت جو کانٹا گڑنے سے پہلے تھی - اِشٹ ثابت ہوئی - جس میں ٹوٹے اور ثابت کانٹے دونوں ہی بے مصرف ہیں - اگر وہ غلطی کرکے ثابت کانٹے کو جیب میں رکھ لیتا ہے - کہ پھر کبھی آگے چل کر کام آئیگا - تو اُسے بھولا ہؤا نادان سمجھو - کبھی نہ کبھی ثابت کانٹا ٹوٹ کر پھر اُس کے جسم میں گڑیگا اور دُکھدائی ثابت ہوگا - اِسی طرح

انسان کو مرنے کا خوف لگ رہا ہے - بیماری ہے - بیماری دُور کرنے اور صحت حاصل کرنے کی نیّت سے اُس نے دوائی استعمال بہاں کی - بیماری ادھورا اور صحت ثابت کانٹا ہے - دوا کے استعمال سے بیماری گئی - مرنے کا خطرہ دُور ہوگیا - اب اُسے اپنے پاس دوا رکھنے کی کیا ضرورت ہے مطلب تو صحت سے ہے - بالفرض اگر دوا کو اِس خیال سے پاس رکھتا ہے - کہ پھر بیماری میں کام آئیگی - تو اُسے خیال کے پختہ کرنے کی وجہ سے ضرور بیماری ستادیگی - اور اُسے پریشان ہونا پڑیگا - صحت کی حالت میں انسان کا جسم ذرا بھی نہیں معلوم ہوتا - بیماری ہی میں یہ کیفیت ہوتی ہے - جب بیماری گئی - صحت آئی - تو دوا علاج غائب! اور ساتھ ہی بیماری اور صحت کا خیال بھی غائب ہوگیا - یہ معراج ہے - اِسی طرح -

ایک آدمی جہالت یا اگیان کے ہاتھوں تنگ آگیا ہے اگیان ادھورا کانٹا اور گیان ثابت کانٹا ہے - اُس نے گیان حاصل کرلیا - اگیان جاتا رہا - اور اگیان کے جاتے رہنے سے اُسے اب گیان کی مطلق ضرورت نہیں رہی - کیونکہ دونو ادھورے اور ثابت کانٹے

تھے - دونوں گئے - اور اصلی حالت نصیب ہوئی ۔ جو اشٹ تھی - اگر
گیان پاکر بھی کوئی شخص گیان گرنتھ یا گیانی کے سنگ کا مرض پالتا ہے
تو سمجھ لو - اب تک اسے اشٹ کی سمجھ نہیں آئی - اور اگیانی کا اگیانی
بنا ہے - گیان اگیان کی حالت میں اشٹ یا مقصد ہے - گیان مل جانے
پر پھر وہ مقصد نہیں رہتا - اصلی حالت ہی غرض تھی - اسی طرح
کسی شخص کو دکھ ہے - وہ دکھی ہے بحت حیران اور پریشان ہے -
دکھ کا علاج صرف سکھ ہے - اس لئے سکھ سے تعلق پیدا کیا - اس سکھ
کے خیال میں پختگی آ گئی - دکھ بھاگ گیا - اب اس سکھ کی بھی اسے کوئی
ضرورت نہیں رہی - اس کی ضرورت صرف اصلیت حاصل کرنے کی
تھی - اور وہ مل گئی - کام ہو گیا - اب کیسا دکھ اور کیسا سکھ ! دونوں ہی
غائب ہیں - اور وہ جیسا اصل میں تھا - اپنے آپ کو ویسی حالت میں
پا گیا - دکھ سکھ کا قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا - اسی طرح
جو شخص قید و بند میں ہے - غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اور بندھن کے
جال میں پھنسا ہے - اس کے مرض کا علاج مکتی ہے - اس لئے مکتی
کی غرض سے بندھن کے دام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے - مکت ہو
گیا - مکت ہوتے ہی بندھن اور مکتی دونوں کے وسوسے جاتے
رہے - کیونکہ مکت ہونے پر بھی اگر وہ مکتی مکتی چلاتا رہیگا - تو پھر
بندھن میں پڑیگا - ثابت کانٹا ٹوٹ کر جسم میں گڑ جائیگا - اس نظر سے
ویدانت کی معراج ہستی - سرور اور علم میں سے کوئی نہیں ہے -
ضرورتاً طبعی میلان کی وجہ سے ان سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت لاحق
ہوتی ہے - ضرورت کے رفع ہونے تک ان کو اشٹ کہہ لو لیکن

اصل میں یہ اشٹ نہیں ہے۔ بلکہ اشٹ کے حاصل کرنے کے ذریعے ہیں۔ اور یہ اشٹ ہماری تمہاری اور سب کی ذات ہے۔ جو حق ہے حقیقت ہے۔ اور جس کے سہارے سے علم۔ سرور۔ ہستی اور اُن کی معکوس اور متضاد صورتیں لاعلمی۔ دُکھ اور موت اپنا اپنا تماشہ دکھاتے رہتے ہیں ذات تو جیسے پہلی تھی۔ اب بھی ویسی ہی ہے۔ دل کو بھرم ہو رہا تھا۔ دل نے موشگافیاں کیں۔ بال کی کھال نکالی۔ ہندی کی چندی بنائی۔ سوچا وچارا۔ غور کیا۔ اور سمجھ بوجھ کر پھر ادھشٹان۔ آدھار یا مدارعلیہ کا ہو رہا۔ اب کیا ہے؟ کچھ نہیں۔"

نند و بھائی دیال جی اس تقریر کو سُن کر خوش ہوئے۔ خوشی کا نعرہ مارا۔ اور یہ اشعار اُن کی زبان سے برآمد ہوئے ؎

(۱) مَیں ہوں کیا؟ کیا کوئی جانے! کس کو ہے میری خبر
دیکھیں گے کیا میری صورت دُنیا کے کوتہ نظر (۱)
(۲) جب ہوں میں بیدار۔ بیداری کے منظر ہیں عیاں
خواب میں جب ہوں تو سپنے جاگتے ہیں سربسر (۲)
(۳) میں نہیں ہوں خواب۔ بیداری نہ میری ذات ہے
کھیل دونوں کے ہوا کرتے ہیں۔ میری ذات پر (۳)
(۴) علم و ہستی اور خوشی ہرگز نہیں معراج ہیں
میں ہوں معراجِ تمنا۔ اپنی۔ یہ سمجھے بشر (۴)
(۵) خواب و بیداری ہیں دونوں ایک میرے ذہن میں
یہ ہیں مجھ میں ان سے کیوں ہو مجھ کو کچھ خوف و خطر (۵)
(۶) زندگی اور موت کے منظر کا میں مظہر ہوں آپ

دونوں سے اونچا ہوں حالت ۔ دیکھیے میری بابصر
(۷) نور و تاریکی ۔ بھی فرضی حالتیں ہیں سب مری (۶)
مجھ میں ہے تاریک شب اور مجھ میں ہیں شمس و قمر

نویں کلا

جیو اور مکتی کی حالت

نندو بھائی بولے ۔" یہاں تک تو میں سمجھ گیا ۔ کہ خوشی ۔ علم ۔ اور ہستی صرف ہماری ذات کی شان ہیں ۔ اور ذات (یا روپ) کے سہارے ان کا تماشہ ہوا کرتا ہے ۔ خودی یا غرور کے ساتھ ان کا تعلق قید و بند کی حالت پیدا کرتا ہے ۔ اور ان کی کثرت میں اگر خودی نہ رہے تو پھر نجات اور مکتی ہو جاتی ہے ۔ اور وہ خود بخود ہو رہتی ہے ۔ آپ کے خیال میں تعلق کے ساتھ بے تعلقی اور بے تعلقی کے ساتھ تعلق نجات یا مکتی کی صورت ہے ۔ لیکن ایسی مکتی اور لوگ بیان نہیں کرتے ۔ وہ اس کی اور ہی صورتیں قائم کرتے ہیں ۔"

دیال نے پوچھا ۔" وہ صورتیں کیا ہیں ۔ میں بھی تو سن لوں ۔"

نندو بھائی نے جواب دیا ۔" کوئی کہتا ہے ۔ (۱) برہمہ میں لین (لے یا محو) ہو رہنا مکتی ہے ۔ کسی کی رائے ہے کہ (۲) سمندر میں بوند کی طرح مل کر جذب ہو جانا مکتی ہے ۔ تیسرا کہتا ہے ۔ (۳) پتھر کی طرح بے حس و حرکت پڑا رہنا مکتی ہے ۔ چوتھے کی سمجھ میں (۴) جنم مرن کا ختم ہو جانا مکتی ہے ۔ ان کے سوا (۵) سالوک یعنی اشٹ کے لوک میں پہنچنا ۔

(۶) سامیپ یعنی قربت حاصل کرنا - (۷) سارُوپ یعنی اشٹ کا ہمرنگ یا ہم صُورت ہو جانا - اور (۸) سایُج یعنی اشٹ میں ایسا مل رہنا - کہ کوئی تمیز کی صُورت باقی نہ رہنے - مُکتی ہیں - "

دیال مُنسا " یہ سب اپنی اپنی رائے میں صحیح ہیں - لیکن پتھر کی طرح بےحسی کی مُکتی میری سمجھ سے باہر ہے - اُس کا مطلب شاید چل اور نشچل رُوپ میں محو ہو رہنے کا ہوگا - لوک - رُوپ - سمیپتا - سایُجیا مُکتیاں تو ہیں - ان میں شُبہ نہیں - لیکن لوگ لفظی ہیر پھیر میں پڑ کر کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں - اِس وجہ سے اُن کا بھرم دُور نہیں ہوتا - اور شُبہ وشُبہ عذاب جان ہوتا ہے - میں ایک ایک کر کے ان کے سمجھانے کی کوشش کرتا ہُوں -

(۱) برہم میں محویت کی مُکتی

برہم کیا ہے - اِس کا سمجھ لینا ضروری ہے - ابتدا میں برہم کی سمجھ میں حرکت اور خیال کا تصور ہوتا ہے - اور اُسے چیتن سمجھا جاتا ہے - یہہ خیال جیو کی اپنی حالت کی مشابہت سے ہے - لیکن چنتن یا غور کرتے رہنے سے جب انبھو جاگ جاتا ہے - تب جیو سمجھ لیتا ہے - کہ چاہے حرکت یا غور ہو - اور ہُوا کرے - اُس سے بےتعلقی اور تعلق کی نسبت ذات میں استقرار کی صُورت پیدا کر دیتی ہے - اور اسی کا نام برہم میں لین یا محو ہوتا ہے - اُس وقت خود بخود گیان ہو رہتا ہے - کہ یہ سمندر کی لہروں کی طرح چاہے ہوتی رہیں - ان سے ذرا بھی ہرج یا نقصان یا دُکھ نہیں ہوتا - یہ سہج مُکتی ہے - سو بھاوک مُکتی ہے - اور گیان کو اس کا ذریعہ مان سکتے ہو ÷

(۲) سمندر میں بوند کی طرح جذب ہو رہنا

سمندر برہم ہے۔ جیو بوند ہے۔ بوند کی سمندر کے ساتھ صرف فرضی نسبت ہے۔ یہ نسبت خیالی ہے۔ اور وہ صرف محدودیت اور غیر محدودیت کے تصوّر سے ہے۔ ورنہ کون بوند ہے۔ جو سمندر میں جذب نہیں۔ یا اُس میں نہیں ہے یا اُس کا نہیں ہے۔ اور کون سمندر ہے جو بوند سے جُدا ہے۔ یا اُس کا نہیں ہے۔ یا اُس میں نہیں ہے۔ سمندر کیا ہے؟ ایک بڑا بوند ہی تو ہے۔ جس میں ظاہری نظر سے تمام بوندیں گتھے ہوئے ہیں۔ بوند کی سمندر کے ساتھ جُدائی بھرم ہے۔ اور بھرم کے مرض کا علاج گیان ہے۔ جو ویدانت کے اصول کا سمجھنا بوجھنا ہے۔ ورنہ جسے لوگ جذبیت اور محویت کی مُکتی مان لیے ہیں۔ وہ تو اب بھی سب کو حاصل ہے۔ ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہے۔ جس میں یہ مُکتی جیو کو حاصل نہ ہو۔ بھرم کی وجہ سے وہ ناحق غلطی اور بھول میں پڑکر اپنے آپ کو جُدا سمجھ رہا ہے۔ ورنہ باطنی نظر سے وہ خود برہم۔ اور بڑا بوند اور سمندر ہے۔ جس کے آدھار یا سہارے پر سب گتھے۔ پڑے ملے جُلے اور ہم رشتہ ہیں۔ یہ صرف سمجھ لینے کی بات ہے۔ بشرطیکہ اس سمجھ کا خوب ساکشاتکار (عین الیقین) ہو جائے ٭

(۳) پتھر جیسی بجیبی کی مُکتی۔

اِس پر میں نے اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اِس پر اور زیادہ کہنے کی مُطلق ضرورت باقی نہیں رہی۔ برہم حس اور بے حس۔ حرکت یا بے حرکتی دونوں کی نسبتی مدارج سے اونچا ہو نہ وہ پتھر ہے۔ اور نہ وہ پتھر نہیں ہے ٥

(۱) سب ہیں اور کچھ بھی نہیں ہیں یہ ہماری شان ہے
ہم نہیں ہیں جسم و جاں اور ہم میں جسم و جان ہے (۱)
(۲) پھول کے ہیں رنگ و بو۔ کانٹوں میں ہے اپنی ادا
ہم نہیں باغ و چمن ہم روحِ چمنستان ہیں (۲)
(۳) نسبتی تمکتہ سے جیسا چاہو تم سمجھو ہمیں
جب نہیں نسبت کی صورت وہ نرالی آن ہے (۳)
(۴) حال میں ہیں قال میں ہیں دونوں سے ہم ہیں جدا
ہم ہیں مکتب ہم مدارس سب کے ادیستان ہیں (۴)
(۵) پاؤں ہم رکھتے نہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں مدام
ہاتھ سے بے ہاتھ اُس میں گیند سے اور چوگان ہیں (۵)

(۴) جنم مرن کے سلسلہ کے ختم ہونے کی قلعی

یہ بھی بھرم ہی بھرم ہے۔ نہ کوئی پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے پیدا ہو۔ تو مرے اور مرے تب جنم لے۔ سمجھ بوجھ کی بات ہے۔ کون کسے پیدا کرتا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ کون کس کو مارتا ہے؟ ایک بھی نہیں۔ نظام قدرت میں کمی بیشی کا اہتمام ہی نہیں ہے۔ نہ کوئی چیز بڑھتی ہے نہ کوئی شے گھٹتی ہے۔ نہ کہیں اضافہ کی صورت ہے۔ نہ کم کرنے کی۔ جیسا ہے ویسا ہے ؎

(۱) ہم نہیں پیدا ہونے اور مرنے والے ہم نہیں
ہم نہیں ہیں مرنے والے کھینے والے ہم نہیں (۱)
(۲) باپ بن کر بیٹے کی صورت میں خود ظاہر ہوئے
عارضی یہ صورتیں ہیں۔ مٹنے والے ہم نہیں (۲)

(۳) باپ بیٹا - باپ ماں اور باپ بیٹی ہم ہیں آپ
آپ، ہیں آپ سے اپنے - مٹنے والے ہم نہیں (۳)
(۴) بحر، بحرِ ذخار - لہریں ہیں خدا شیطان دو
غیریت کی بات کے بھی کہنے والے ہم نہیں (۴)
(۵) پانی متھ کر جھاگ ہے اور جھاگ سے خلقت ہوئی
یہ سہارے ہیں ہمارے سمجھنے والے ہم نہیں (۵)

(۵) سالوک مکتی

جب ہم کو اپنے لوک - برہم لوک یا ذات کی تصور کا خیال آیا - اس وقت جو نجات کی صورت پیدا ہوتی - وہ سالوک مکتی ہے - ہم خود ہی برہم ہیں - برہم ہم سے جدا نہیں ہے - برہم کو برہم کا جزوی خیال آنا سالوک مکتی کی اوستھا ہے ٭

(۶) سامیپ مکتی

برہم کے خیال میں جب اس خیال کے ساتھ قربت ہوئی - تو سمجھ لو - یہ سامیپ اوستھا قربتی نجات ہے - ہم اپنے سے قریب ہیں - اور ہمیشہ قریب ہیں - دوری اور جدائی - بعد اور فاصلہ وہم ہیں - اگر ہم برہم نہ ہوتے - تو برہم کا خیال ہم میں آتا کیسے! اور اس کے قربت کیسے ہوتی - جب ہم برہم ہیں - تب ہی تو برہم کا خیال اور برہم کے خیال سے ہم کو قربت ہوتی ہے - برعکس حالت میں برعکس کیفیت ہوتی -

(۱) ہم ہیں حق اور اس وجہ سے حق کا ہے ہم کو خیال
ہم میں حق کے ہیں مناظر - حق کے سب جاہ و جلال (۱)

(۲) حق ہیں حق ہیں ہم ہیں حق جو اور حق تو ہم ہیں آپ
ہے جلالی حق کبھی ہم ہیں کبھی حق کا جمالی (۲)
(۳) وہم ہیں پڑکر جدا ہم آپ سے از خود ہوئے
ہجر میں آتا ہے اب وہ رہ کے ملنے کا سوال (۳)
(۴) پوچھتے ہیں اپنے سے اور آپ دیتے ہیں جواب
سوچتے ہیں۔ ہجر کیوں ہے۔ ہوگا اب کیسے وصال (۴)
(۵) جب سمجھ میں بات آجاتی ہے دیتے ہیں صدا
است حق کچھ بھی نہیں۔ ایسا ہے آنا حق حال و قال (۵)

(۷) ساروپ مکتی

برہم کی صورت۔ کیفیت۔ حالت۔ کا تصور پختہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ ہمرنگی۔ ہم صورتی۔ اور ہم آہنگی پیدا کر لینا ساروپ مکتی ہے۔ برہم کی صورت کیا ہے؟

(۱) کام کرتا ہے۔ نہیں ہے کام سے کوئی غرض
نام کتنے ہوں نہیں ہے نام سے کوئی غرض (۱)
(۲) صورتیں بشیورتی سے آئیں مثل موج و بحر
لاکھوں ہی یہ ہوں نہیں انجام سے کوئی غرض (۲)
(۳) ہے سہارا سب کا اور اس کا سہارا کون ہے
بے سہارے کو نہ روک اور تھام سے کوئی غرض (۳)

اس قسم کی حالت کا بن جانا ساروپ مکتی ہے

(۸) سایج مکتی

تصور۔ قربت۔ ہم آہنگی خواہ ہمصورتی میں محو اور مستغرق ہو

رہنا سائیج مکتی کہلاتی ہے۔ دل میں یہ خیال بھی نہ رہے۔ کہ کون کیا ہے۔ خودی اور بے خودی دونوں حالتوں میں فنا ہو رہنا اسی کا نام ہے۔ اس میں شخصیت اور فردیت کا احساس باقی نہیں رہتا۔ اور دل میں اس کا پتہ رہتا ہے۔"

نندو بھائی نے پوچھا "قید اور نجات ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ یہ جو چار صورتیں مکتی کی آپ نے بتائی ہیں۔ ان کے قید یا بند کی صورت کیا ہے؟ تاکہ یہ مضمون اچھی طرح ذہن میں آ جائے۔"

دیال نے کہا۔ "پہلے اپنے خیال کی وضاحت کرو۔ تب میں تمہارے سوال کا جواب دوں۔"

نندو بھائی بولے۔ "مثلاً ایک شخص جال میں پھنسا ہے۔ اس کی جال توڑ دی گئی اور وہ چھوٹ گیا۔ پہلی حالت جکڑبند کی تھی دوسری آزادی کی ہے۔ اسی طرح میں آپ کے چار طرح کے مقابل بند کی صورتوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

دیال ہنسا۔ بہت خوب! تو۔ لو سمجھو۔

(۱) لوک سے دوری کا خیال مصیبت کا دام ہے۔ لوک میں جا کر آباد ہونا اس قید و بند سے رہائی ہے۔ یہ سالوک مکتی ہے۔ (۲) جدائی کا خیال عذاب کی جال ہے۔ قریب پہنچنا اس کا علاج ہے۔ یہ سامیپا مکتی ہے۔ (۳) مختلف الصورتی کا وہم دکھ کی بندش ہے۔ ہمصورتی اس کے چھٹکارے کی کیفیت ہے۔ یہ ساروپ مکتی ہے۔ (۴) فردیت کا تصور شخصیت کا خیال چاہے جیسا ہو لطیف یا کثیف۔ پھر بھی وہ دکھ ہی دکھ ہے۔ اس لئے خیال سے اسے میٹ دینا اور اس میں

بالکل ہمہ تن اور ہمہ دل محو ہو رہنا ساچیج مکتی کہلاتی ہے۔ اب تم نے ان فریقین لیعنی دوند ادستھاؤں کی باہمی بالمقابل مخالف صورتوں کو سمجھ لیا ہوگا۔"

تندو بھائی بولے۔ "سمجھ تو لیا۔ لیکن آپ ان کو خیال اور تصور کے حد بست کے اندر گھیر رکھتے ہیں۔ کیا یہ واقعی اصلی اور سچی نہیں ہیں؟"

دیال مسکرایا۔ "خیال ہی میں تو سچ اور جھوٹ کی بنیاد ہے۔ خیال نہ ہو۔ تو کوئی چیز نہ سچ ہے۔ نہ جھوٹ ہے۔ نہ صحیح ہے نہ غلط ہے۔ نہ واقعی ہے۔ نہ غیر واقعی ہے۔ نہ اصلی ہے۔ نہ نقلی ہے۔ یہ خیال ہی تو ہے جس کے آدھار پر اس قسم کے متضاد کھیل ہوا کرتے ہیں۔ خیال ہی سے دنیا اور عقبیٰ ہیں۔ خیال ہی سے ایشور اور ایشور کے اپاسک ہیں۔ ایک مذہب والوں کو یہ خیال کسی شے کو حلال بنا دیتا ہے۔ اور وہ حلال ہو جاتی ہے۔ دوسروں کے لئے حرام ٹھہرا دیتا ہے۔ اور وہ حرام ہو جاتی ہے خیال کے سوا اور یہاں ہے کیا؟ دیش۔ کال۔ وستو۔ (مکان۔ زمان ظرف) یہ سب خیال ہی ہیں۔ اور خیال کی صورتیں ہیں۔ خیال کے سوا یہ اور ہو کیا سکتے ہیں۔ سائنس کا مسلمہ واقعہ خیال ہے۔ فلسفہ کا باریک نکتہ خیال ہے۔ مرد اور عورت کا خاوند اور بیوی بننا خیالی ہے۔ گورو اور چیلے کی نسبت خیالی ہی ہے۔ جب تک خیال ہے۔ تب تک رشتہ ہے۔ جب خیال نہ رہا تو رشتہ ٹوٹ گیا۔ مذہب خیال۔ ملت خیال۔ طریقت خیال۔ اور معرفت خیال ہی خیال ہیں۔ اسی طرح بندھن اور مکتی۔ خواہ بند و نجات کا سوال بھی خیالی ہے۔ جب دل کسی شے سے گہرا تعلق پیدا کر کے اس کو گہرا کر لیتا ہے۔ تب وہ بندھن ہو جاتا ہے۔ اور جب سمجھ بوجھ کر اسے ڈھیلا کر کے توڑ دیتا ہے۔

تو اسی کا نام مُکتی ہے۔ اس کے سوا نہ بندھن کوئی شے ہے۔ نہ مُکتی کوئی چیز ہے ۔

خیال میں ہے خدا۔ اور خیال میں ہے رُسول
خیال کرتا ہے رَد اور خیال میں ہے قبول

خیال دوزخ و جنت خیال رب شیطان
خیال ہی کے کرشمے ہیں سب جہان ہیں جہاں

خیال نفرت و رغبت خیال اُنس و عناد
خیال سے ہے معاش اور خیال سے ہے معاد

خیال ہندو مسلماں خیال عیسائی
خیال پارسی جینی خیال موسائی

خیال ہی کا زمانہ میں کارخانہ ہے
خیال ہی میں رضامندی اور بہانہ ہے

خیال کو جو سمجھ لے تو سب سمجھ آوے
خیال کی نہ سمجھ ہو تو پھر بھرم کھاوے

نندو بھائی بولے۔ "سچ ہے۔ خُوب سمجھ گیا۔ اب کسی قسم کا شک و شبہ دِل میں باقی نہیں رہا۔"

دیال نے کہا۔ "اگر سمجھ گئے تو اچھا کیا۔ اب زیادہ بات چیت کرنے کی فرصت بھی نہیں ہے۔ پھر دوسرے موقعہ پر اسی طرح ویدانت کا سوال چھیڑ دینا۔ تب اور زیادہ صراحت ہوگی۔ لیکن ست سنگ برخاست کرنے سے پہلے یہ بتا دو۔ کہ میں نے جن سوالوں کے جواب روک لئے تھے۔ وہ تم کو تقریر کے سلسلہ میں مِل گئے۔ یا نہیں؟ اگر مِل گئے۔ اور تم نے سمجھ لیا۔ تو اختصار کے ساتھ اُن کو سمجھا دو۔ اور اگر نہیں سمجھے۔ خواہ مجھے ٹال مٹول کا اب بھی ملزم گردانتے ہو۔ تو پُوچھو۔ دو چار لمحے اور تم کو وقت دُونگا۔ اور نہایت مختصر تقریر کی صورت میں اب تم سمجھ جاؤ گے۔ اِس قدر صحبت (ست سنگ) بھی اثر سے خالی نہیں رہتی"!

نندو بھائی بولے۔ "سمجھ گیا۔ سمجھنے میں کوئی کسر نہیں رہی

اب آپ کو زیادہ تکلیف دینا بھی منظور نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے اب تک سمجھا ہے۔ اُسے چند سطروں میں اِس طرح بیان کرتا ہوں

(۱) یہ تمام دنیا خیالی (کلپت) ہے۔

(۲) یہ خیال ذات یا برہمہ کے سہارے کام کرتے ہیں۔

(۳) خیال ہی جیو۔ برہمہ اور اِیشور کو بناتا ہے۔ ورنہ اصُول یا جوہر ایک ہی ہے۔ اور اُس کے لئے جیسا چاہو۔ نام گھڑلو۔ چاہے۔ اُسے برہمہ کہو یا ذات کہو۔ یا اُسے اور کچھ کہو۔ مطلب سے مطلب ہے۔

(۴) یہ بندھن اور مکتی کا سوال بھی بالکل خیالی ہے۔ اور دِل کے تعلق اور بے تعلقی کا معاملہ ہے +

(۵) ہمارے اپنے سوا دُنیا میں اور کوئی بھی ہستی نہیں ہے۔ ہم سمندر سے مشابہ ہیں۔ جب جُز کا تصوّر ہوتا ہے۔ تو جزویات کی دُنیا نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ اور جب کُل پر خیال جاتا ہے۔ تو پھر ہم ہی ہم رہ جاتے ہیں۔ اور کوئی نہیں رہتا۔ یہ بھی خیال کے مرکز بنالنے کی بات ہے۔ ورنہ سمندر اور اُس کے بُوند میں نام کو بھی فرق نہیں ہے۔ ایک بُوند سمندر ہے اور ایک سمندر بُوند ہے اور مزہ یہ کہ ایک کے ہوتے ہوئے ان میں دو تین چار کا امکان نہیں ہوتا۔ اِس کا امکان صرف بھرم میں ہوتا ہے۔ بھرم کا علاج ویدانت گیان ہے۔ اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہماری ذات کے سہارے ہو رہا ہے۔ ذات پر دراصل ان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دِل (یا من) طرح طرح کی اٹھکھیلیاں کھیلا کرتا ہے

دیال بولا۔ " تم نے میرے سمجھانے سے بھی زیادہ سمجھ لیا ہیں نے بہت سی باتیں اب تک نہیں کہیں۔ اور تم نے خود اپنے ذہن

سے اُنہیں پیدا کرلیا - اور سمجھ لیا - اس موقعہ پر

اِیتی واد

یعنی

اثبات

کی نظر سے مختصر باتیں کہی گئی ہیں - آئندہ ست سنگ میں یہی مضمون

نیتی واد

یعنی

نفی

کی صورت میں زیر بحث آئیگا - اب مجلس برخاست! "
اور سب نمسکار کرکے اپنی اپنی جگہ چلے گئے ۔

ختم ہوا

گیان شوریودئے بابت ماہ دسمبر ۲۲ء ویدانت میگزین کا پہلا نمبر

ہندو تصوف کا بہترین سرمایہ (تصوف کا پہلا سلسلہ)

(وگیان کے سلسلہ کی نایاب کتب مصنفہ بابو شیوبرت لال صاحب ایم اے)

وگیان رامائن } شری رامچندر جی کا جیون چرتر وگیان کی نظر سے - چھپتے ہی اس کی پہلی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گئی - مہاراج سرکرشن پرشاد صاحب بہادر جی سی آئی ای سابق وزیر اعظم حیدرآباد دکن نے اس کی زیادہ قیمت دے کر پوری کتاب مول لی - اور اپنے کتب خانہ میں جگہ دی - کشمیر دربار نے ۴۰ کتابوں کا آرڈر دیا تھا - ان واقعات سے اس کی عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے - اس کا دوسرا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے چند کاپیاں رہ گئی ہیں - شائقین جلد طلب فرمائیں - ورنہ کہیں تیسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے قیمت للعہ ر رعایتی ۳ روپے ر

وگیان کرشنائن } یہ ساتھ - ویدانت اور یوگ کی اوج - شاستروں کا عطر - ہندو تصوف کی تعلیم - سری کرشن چند آنند کند کا منورنجن چرتر وگیان کی نظر سے قابل دید کتاب ہے - قیمت ۹ روپے رعایتی ۶ عہ ر

وگیان وشسٹائن و وگیان پرشنوترائن } ویدانت کا جوہر وحدانیت کا لب ولباب - معرفت کے نکتے - سب قصے کہانیوں کی شکل میں اور بچوں کی سادی زبان میں نہایت اعلیٰ اور لاجواب کتاب عنقریب ہی شائع ہو جائیگی - انتظار کریں - قیمت ۵ روپے ر رعایتی قیمت عا ر زیر طبع

مہابھارت } یہ دنیا کی بڑی کتابوں میں سے ایک ہے - اس میں تینوں باتیں پائی جاتی ہیں - دھرم - اخلاق - فلاسفی - اور تواریخ - واقعات ایسے دلچسپ اور مؤثر ہیں - کہ پڑھتے ہی دل میں اترتے جاتے ہیں - قیمت ۱ عا ر

دیگر کتب } سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب ۶ ر + روحانی سبق ۳ ر + گنج بیتر ۶ ر
" حضرت علیؓ صاحب ۳ ر + سچا اور سناتن آریہ دھرم ۳ ر
روحانی ترقی " ۳ ر + ان کے علاوہ ہر قسم کی کتب ہم سے طلب فرمائیں +

پتا :- مینجر رادھا سوامی بک ڈپو چنگڑ محلہ انارکلی لاہور

تصوّف کا دُوسرا سِلسلہ

مصنفہ بابو شیو برت لال صاحب ایم اے

(۱) گیان سندیش - ۱۶ باب - گیان کا ذکر " " ۸ر

(۲) کرم سندیش ۱۶ باب - کرم کا ذکر " " " ۸ر

(۳) اُپاسنا سندیش - ۱۷ باب - اُپاسنا کا ذکر " " ۸ر

(۴) کبیر چرتر سندیش ۳۷ باب - کبیر صاحب کی سوانح عمری " " ۸ر

(۵ و ۶) پنتھ سندیش ۴۰ باب - اہل طریقت کا راز باطن " " ۱۲ر

(۷) بچن سندیش ۷۰ باب - رُوحانی مقولات " " ۸ر

(۸) یاترا سندیش - ۴۲ باب حصہ اوّل شیوجی کا سفرنامہ امریکہ وغیرہ ملکوں میں ۸ر

(۹) سہج سندیش ۲۶ باب - آسان آسان تصوف کے مضامین " " ۸ر

(۱۰) پریم سندیش - ۲۳ باب پریم کا ذکر " ۸ر

(۱۱) وچار سندیش ۲۸ باب - وچار کا ذکر " " ۸ر

(۱۲) درشٹانت سندیش ۱۷ باب - ۷۵ قصے گیان دھیان کے " " ۸ر

پتہ:- مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو - چنگڑ محلہ انارکلی - لاہور۔

تصوف کا تیسرا سلسلہ

مصنفہ بابو شیوبرت لال صاحب ایم اے

(۱) سرت شبد یوگ کلپدرم - سرت شبد یوگ کی کنجی - عامل و شاغل ضرور اس کا مطالعہ کریں - ۱۲/

(۲) وچار کلپدرم (ویدانت واد و یت واد) وچار ساگر کے ڈھنگ پر ۱۲/

(۳) بویک کلپدرم - علم و تجربہ عقل و تمیز بڑھانیوالی کتاب - ۱۰/

(۴) چرتر کلپدرم - رشی منی - راجہ مہاراجہ - سوربیر جودھاؤں کے حالات - ۱۰/

(۵) برہم وچار کلپدرم - اپنشدوں کا عطر - ویدانت کا انمول رتن - ۱۲/

(۶) آتم وچار کلپدرم - آتما کا برنن - آتما کی وضاحت و صراحت - ۶/

(۷) رشی پرتانت کلپدرم - رشیوں کی کتھائیں - روحانی نقطۂ خیال سے نہایت دلچسپ - ۸/

(۸) جین پرتانت کلپدرم - ایک جلد میں جین مہاتماؤں کی پاک زندگی کے حالات - ۶/

(۹) ویدانت کلپدرم - ویدانت کے مضمون پر مہرشی شیو کی نایاب کتاب - ۱۲/

(۱۰) وشنو پوران - جلد اول - پورانوں میں سب سے بہتر - ۱۰/

(۱۱) کلکی پوران - کلجگ میں جو کلکی بھگوان ہوں گے ان کا حال اس کتاب میں درج ہے ۸/

(۱۲) الحیات بعد الممات - موت کے بعد کے حالات - ضرور مطالعہ کریں - ۱۰/

(۱۳) عجیب و غریب قصے - سبق آموز و دلچسپ قصے - ۸/

(۱۴) برہم گیان پر لیکچر - ویدانت کے مضامین پر سرگیاشی باوا نگینہ سنگھ آتم درشی کی تصنیف ۸/

(۱۵) معیار المکاشفہ - ویدانت پر باوا نگینہ سنگھ آتم درشی کی تصنیف - ۱۰/

(۱۶) راز خوبصورتی مصنفہ منشی گوری شنکر لال اختر نوعیت مضمون اسکے نام سے ظاہر ہے ۸/

(۱۷) کلام اختر - دلچسپ نظموں کا مجموعہ - ۱۲/

(۱۸) اچھوتے قصے ۸/ (۱۹) محاصرہ چتوڑ ۸/

ملنے کا پتہ

مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو - چشمہ محلہ انارکلی - لاہور

قابل دید تصانیف بابو شیو برت لال صاحب ایم اے

شاہی سلسلہ کے بے نظیر ناول

شاہی لکڑ ہارا - عہ ر
" بھکاری ۱۲ر
پتی پران - ۱۰ر
" شاہی بھگت - ۵ر
شاہی ڈاکو - عہ ر
شاہی طالب علم (عدم تعاون) عہ ر
شاہی بھگتنی - ۸ر

شاہی جوگی - ۱۲ر
" سوراجیہ ۱۲ر
شاہی چور - ۳ر
بھگت بھگونت بھگتی ۵ر
شاہی جادوگرنی عہ ر
شاہی ہٹ مار - ۱۲ر
شاہی بھوت ۱۰ر
راج بھگت ۵ر

راج بھگتنی - ۵ر

نیرنگ خیال ۵ر
گیان کلپدرم عار
عروج روحانی ۴ر
خانہ داری کی فلاسفی ۸ر
کامیابی کی کنجی - ۴ر
ہماری مائیں ۱۲ر

یوگ کے عملی سبق ۸ر
سائنس کے سو خیال ۸ر
بھگت برتانت ۶ر
روحانی آدرش - ۴ر
طوفان جنگ - ۴ر
سچی استریاں - ۸ر

دیگر کتب اردو

کرم یوگ - ۸ر
فانوس خیال - ۶ر
انمول موتیوں کی مالا ۶ر
عقلی کیمیا - ۳ر
ہماری زندگی اور موت ۶ر
گھر کا راستہ ۲ر
سچی مائیں ۴ر
بھگتی یوگ - ۸ر

راج یوگ ۱۲ر
معجون خیال - ۵ر
علم خیال - ۸ر
سادھو کی صدا ۴ر
روحانی انشائے ۵ر
سنگھ ناد - ۴ر
ہندو مائیں ۶ر
قانون خیال ۶ر

دیگر کتب

سچی دیویاں ۸ر
راجپوتنی کا بواہ ۴ر
راجستھان کی پرانیاں ۱ر
کبیر بھگت اور ان کی تعلیم ۴ر
اُپنشد مکمل - عار
بدھ دھرم ہندو دھرم کا میل ۲ر
راجستھان عطر عار
ویدانت فلاسفی ۴ر

بدھ دھرم کا علم اخلاق ۲ر
راجہ رسالو - ۶ر
دلچسپ کہانیاں - ۶ر
گوسائیں تلسی داس ۴ر
ست برتانت - ۶ر
سندر چوڑی - ۶ر
ستی برتانت - عہ ر
مہابھارت - عار
آئینہ خیال - ۵ر

دلچسپ نظموں کا مجموعہ - ۲ر
(ناول ترجمہ منشی گوری شنکر لال اختر)
ترچھی چیتون عہ ر
تیاگ - ۱۲ر

پتہ:- مینجر رادھا سوامی بک ڈپو چینگڑ محلہ انارکلی - لاہور

ناول مترجمہ منشی گوری شنکر لال اختر سیناسی ۱۴ار ✤ آشیان برباد ۳ار ✤ منتر شکتی ۸/ ✤ من پھول ۱۲ار ✤ پڑھے لکھے مرد ۶ار ✤ پڑھی لکھی بیویاں ۶ار ✤ عینک کی ترنگ ۱۰ار ✤ واہ رے میں ۱۰ار

کتب مصنفہ بابو شیوبرت لال جی | **سہج یوگ** | جس میں یوگ ودیا کی ماہیت اصلیت اور حقیقت جو کہ رادھا سوامی دھام میں ست سنگیوں کے درمیان مہرشی شیوبرت لال صاحب نے بیان فرمائی تھی اب بطور سوال و جواب ان ست سنگیوں کی خاطر جو کہ ست سنگ میں حاضر نہیں تھے کتابی صورت میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ آرڈر جلدی دیں صرف چند کاپیاں رہ گئی ہیں ۶ار

کبیر یوگ | کبیر صاحب کے اپدیش۔ اسرار۔ تصوف کی ایک بے مثال و لاجواب کتاب روحانیت کا لطف اٹھانے اور اپنی زندگی کو سہل کرنے کیلئے بہترین کتاب قیمت ۱۲ار

پتہ:۔ مینیجر رادھا سوامی بک ڈپو۔ چتر گر محلہ۔ انارکلی۔ لاہور ✤

ہومیوپیتھک ڈسپنسری | قائم شدہ ۱۹۱۳ء واقع چوک متی لاہور زیر سرپرستی جناب ڈاکٹر نند لال صاحب نیر ہومیوپیتھک فزیشن و سرجن و اسپیشلسٹ امراض کہنہ ممبر ہومیوپیتھک ایسوسی ایشن انگلینڈ۔ جرمنی۔ فرانس و امریکہ بچوں و عورتوں کی بیماریوں و امراض جراحی بغیر اپریشن اور مایوس مریضوں کی شفا کے لئے خاص مشہور ہے۔ باہر مضافات کے مریض اپنے جملہ حالات و کیفیت علامات مرض تحریر کرکے دوا بذریعہ وی پی منگوا سکتے ہیں۔ جملہ خط و کتابت پوشیدہ رکھی جاتی ہے ✤

ہومیوپیتھک ادویات و کتب و بائیوکیمک ٹشو سالٹز وغیرہ جملہ سامان متعلقہ عمدہ و بکفایت مل سکتا ہے۔ فیملی پریکٹس انگریزی صرف **خانگی علاج** للعہ اردو ۱۲ار اور ہمارا فیملی بکس قیمتی شئے ہر ایک گھر میں ہونا ضروری ہے۔ **پرلوارک چکتسا** ہندی صرف ۱۲ار پیسی دماغی کام کرنے والوں ضعیف مستورات و بچوں کیلئے بہترین مقوی دوا ہے۔ جوانی افروز انہامالا الفلقا تا یک کے لئے ار کا ہمیں۔ منیجر ہومیوپیتھک ڈسپنسری ۲۷ چوک متی۔ لاہور

اگر آپ کو

عمدہ ناولیں پڑھنے کا شوق ہو تو

سٹینڈرڈ ناول سیریز

کے مستقل خریدار بن جائیے مستقل خریداروں سے اس سلسلہ کے شائع شدہ تمام ناولوں کی نصف قیمت لیجاتی ہے۔ اس سلسلہ کا

پہلا نمبر

شرلک ہومز کے کارنامے

شائع ہوگیا ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہا ہے۔ اس کتاب میں شرلک ہومز انگلستان کے مشہور و معروف سراغرسان کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب امریکہ اور انگلستان میں کئی بار لاکھوں کی تعداد میں چھپکر ہاتھوں ہاتھ بک چکی ہے۔ آپ صرف اسی بات سے اس کتاب کی ہر دلعزیزی کا اندازہ لگالیں اس سراغرسان کے حالات کچھ ایسے دلچسپ ہیں کہ پڑھتے ہی طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے۔ اس سے بہتر سراغرسانی کی کتاب آپ کو دوسری نہیں ملیگی قیمت ۴؎ مگر اس سلسلہ کے مستقل خریداروں کو صرف ۱۱؎ میں ملیگی۔ مینیجر سٹینڈرڈ ناول سیریز۔ چیمبر لین محلہ انارکلی۔ لاہور